UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232709

UNIVERSAL
LIBRARY

هوالملک الحی القیوم

بعون الملک العلام ولطف رسوله الکرام

عہد میں ظل اللہ حضرت آصفجاہ نظام الملک افضل الدولہ

بہ تسمیت علی خان بہادر مدظلہ العالی

بیچ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کے یہ کتاب لاجواب

سوانحات شاہی مسمّی

تاریخ خورشید جاہی

حسب الارشاد فلک جناب

نواب خورشید جاہ نوید الملک خورشید الدولہ محمد محی الدین خان بہادر

دامت اقبالہم بیچ حیدرآباد دکن صانہا اللہ تعالی من کل الآفات

و الفتن مطبع خورشید یہ مین پیرایہ سے طبع کے آراستہ ہوئی

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

ربّ یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

الحمد للہ ملک الحیّ القیوم مالک الارض والسموات۔ نظم
نزاوار اُسیکو ہی جاہ وجلال + نہیں ہی حکومت کو جسکی زوال +
اوبسی سے جہان کو ہی بیت وبلند + وہی جسکو چاہے کرے بہرہ مند +
چونکہ وہ عادل انصاف پسند انتظام دوست ہی بجز اِس کے کائنات کے انبیا
مبعوث کئے سب احکام کرنے اور کرنے کے تلاشے اور بڑے بڑے بادشاہ باجاہ
وشکوہ اور فرزانے دانش پژوہ پیدا کئے تا بسبب سیاست کہ لازمہ ریاست کا ہی
زور شمشیر اور صیانت رائے با صوابدید قدرت بتدبیر انکے ہاتھ کسی ظالم کا گریبان تک
مظلوموں اور ملہوفوں کے نہ پہونچے اور کوئی زبردست زیردست کو ستا نہیں
اور واسطے نافرمانوں اور گردن کشوں کے روز آخر تکا مقرر فرمایا اور دوزخ دہشت
بنائے پس شہنشاہ کہ ایسا باحال ودادگر سلطنت جسکی تا ابد الاباد ارحم الراحمین ہو
دنیا میں باتدبیر بھی اوسکا ایسا ہی رحمۃ للعالمین چاہیے کہ ہمیشہ کو بھی اور دین اوسکا دایم

قایم رہے نہیں ہیں وہ مگر ذات پاک احمد مجتبیٰ محمد ہر دوسرا خیر للانام محمد نام
علیہ التحیۃ والسلام لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم
حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم کہ جنکا لقب حبیب النبی اور دین
کہ آپنے
تمام دنیا کو پیام پہنچایا جہات مشرق و مغرب و شمال و جنوب میں جاری و ساری ہے
فرمایا ہمیں لا نبی بعدی آپ ختم النبیین والمرسلین ہیں آپکی شریعت غرا جامع
تمام شریعتوں کو ہیں منسوخ فرمایا و اطہی تفریط جیسا کہ قرآن مجید اور فرقان حمید ناطق ہے
لا تکلف اللہ نفسا الا وسعہا ہی دلیل تمام و دائم کی ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
الکرام
و اصحابہ العظام الی یوم القیام اور حدیث شریف فرمایا ہے حضرت کے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
حضرات علماء کرام الاعلام حضرات
ہیں اللہ تعالیٰ نے جمع فرمائے ہیں کہ زمانہ میں انکے کہ ان کی قوت دین کی ہوئی ہر ہر صدی میں
ایک یا دو یا زیادہ ہیں اللہ تعالیٰ عزم ذی جرات مہتدی الدین راسخ دین متین سنوده صفات حاجی
شیخ [illegible] کہ ایام حکام کے جبر اقالیم سبعہ بلا جگدار اور ظلم و تعدی ہوئے نفسانی
سے ہیں [illegible] صفت عدالت و صفت کے عامل اور انتظام مملکت میں شاغل ہے آپ
فی زمانہ کا یاد شاہ سلام جاہ سلطان ذی شان محمد زمان افضل الدولہ میر نہیت علیخان بہادر ظل اللہ
نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ کہ جسکی نظر فیض اثر سے مسند خالص ہوئی فرمانروائی سرکش صوبہ دکن ہے
سرکش جنہ میں تا ذرا اسکا نہ کوئی ہے حاکم عادل نہ فرمان پذیر ہے جو حکام کہ اس
حامی دین سے تقویت دیئے ہوئے ہیں شرح اسکی احاطہ بیان سے باہر زبان خامہ کی قاصر
ہی سخاوت میں نظیر نہیں ہے اسلئے عایا پر رشفقت فرما کوئی صاحب تلیح و سیر نہیں

خلد اللہ ملکہ وضاعف جلالتہ شاہنشاہ خاص الخاص امارت و تہاس اورنگ زیب سلطنت بیدار آباد
کہ وہ بیزہ نواب مغفور مبرور آمیر شیر شمشیر الدولہ شمس الملک شمس الامرا تیغ جنگ محمد فخر اللہ خان
بہادر نور اللہ تربتہ اور فرزند ارجمند سحاب کرم عالی ہمم مستدار آبزم جاہ و جلال شمسیر آبدار
زہم حسب اقبال بیمثل و زمان یار جنگ اقتدار الدولہ اقتدر الملک وقار الامرا تیغ جنگ الدین بہادر
زاد اقبالہم کہ بنام نامی اونوجلال گرامی اُن آفتاب سپہر سعادت و ارجمندی منیر برج دانش و بینش
حورشید جاہ حورشید الامرا خورشید الملک حورشید الدولہ تیغ جنگ محمد یحیی الدین بہادر
دامت اجلالہم ہست این کہ اینکہ از ۱۲۸۴ دوسو چورسی ہجری ہی اس کمترین عقیدتگزین سید و علما دین مولوی
محمد امام خان ترین ریاضی دان ملک تخلص کو فرمایا کہ ایک کتاب علم تاریخ مین مختصر بنیسے
واسطے ملاحظہ اوقات گرامی ہمارے اور فوایدعام خلایق کے لکہکر گذرانو تاہم اوسکو حیلہ طبع سے
آراستہ کرکے انعام اربا استعداد و کارین چونکہ بعد تحریر کتاب لالی رشید الدینخانی کے کہ
اُسوقت تخلص نامہ نگار کا ہجر تھا ان ایام مین فرصت حاصل تھی حسب الفرمان دا بالا زمان کے
کمر سعی کی میان جان پر بندہ کو ارادہ کیا حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ اور شیر ازہ مین
مقدمات کہ رشید الدینخانی مین تھے نوکر یز قلم ہین اور بعض بنا بر ضرورت اور زینت کلام کے لکھے
بھی داخل ہوے ہین اور چونکہ اسمین احوال سوبجات کا بارہ تھا اسواسطے اسکی ابتدا
جسوبجات سے کی گئی ہی اور ذکر اولیا و نکا اور سوانحات بادشاہان ایران و توران کا بردم
مندرج و مشرح ہین اور مفصل کیفیت حال چہارده سال کی سنہ ۱۲۷۰ بارہ سی ستر سے زمانہ ہذا تک
بیان کی گئی ہی اور نام اسکا ام گرامی پر صدر کے حورشید جاہی ہی اور مادہ تاریخ تاریخ جلیل
۱۲۸۴

اور آمین

اور اسمین ایک مقدمہ ہی اور چار چلنہ اور پہلے چلنہ مین دو شعاع اور دوسرے چلنہ مین ایک ضو ہی
اور اس ضو مین دو تیرہین یا اور تیسرے دم مین چھے قطب اور آخر مین تیسرے چلنہ کے تین ہلال ہین اور
چوتھے چلنہ کے ۱۲ کوکب ہین اور آخر پر خاتمہ اور یہہ بھی واضح ہو کہ یہ کتاب اور کتاب رشید الدین خلی ہر چند
کہ یہ ایک بندہ ذلیل ہین اپنے کلام کو کیا ہر دخل لائم و ملزوم کے ہین جو کوئی اسکا مطالعہ کرے
چاہئے کہ اسکو بھی دیکھے اور جو اسکو نظر کیا ہی اسکو بھی ملاحظہ فرماوے تا عجایب انقلابات
اور غرایب تحویلات سے اس فن شریف کے خوب مطلع ہوگا مقدمہ فوایدعلم تاریخ کے بیان مین
بوجب وقفۃ التعظا پہلا فایدہ ہر کسیکو دریافت اشیا کی دو طرح سے حاصل ہوتی ہے
عقل سے یا کسی حس سے حواس خمسہ کے اور بعضے محسوسات دیکھے جاتے ہین اور بعضی سُنے سے
معلوم ہوتے ہین اور جو شخص ہی جانتا ہی کہ احوال عالم کا جیسا کہ چاہئے طریق عقل سے
فہم مین نہین آتا اور یہہ محالات سے ہی کہ ایک بشر جسقدر مدت کے بقا عالم کی ہی واقفیت
حالات عالم کے ابتدا سے انتہا تک مشاہدہ کرے اور خود بشر پر اسکے طور پر معاینہ کے
واقف ہو پس سنتہ یا تا احوال عالم و عالمیان کا اور اوضاع و اطوار انکے موقوف اور
غور کرنے اور تامل فرمانے علم تاریخ کے ہی کہ سوا اس علم کے اور کوئی علم ایسا متکفل
اس امر کا نہین دوسرا فایدہ علم تاریخ وہ علم ہی کہ جس سے خوشی اور خورمی زیادہ حاصل
ہوتی ہی اور کدورت ملالت کی آئینہ سے دل کے دور ہر صاحب خرد پر ظاہر ہی کہ حاسہ
سمع کا اور حاسہ بصر کا حواس انسانی سے بڑے مرتبہ کے ہین جیسا کہ حس بصر کا دیکھنے سے
اشیا کے لطف پاتا ہی ایسا ہی حس سمع کا بھی سننے سے اخبار کے حظ اوٹھاتا ہی

بلکہ ہر لحظہ اوسکو سوا اور سرور زیادہ ہوتا ہی سوا سطے خبر کا دینا اور خبار کا سننا جبلت بشری مین
داخل ہی اور طبایع بنی آدم کے اوس سے خلق کیے گئے جیسا کہ امثال مین وارد ہی لَا تَشْبَعُ الْعَيْنُ مِنَ
نَظَرٍ وَلَا السَّمْعُ مِنْ خَبَرٍ وَلَا الْأَرْضُ مِنْ مَطَرٍ یعنی نہین سیر ہوتی ہی آنکھ دیکھنے
سے اور نہ کان سننے سے اور نہ زمین پانی سے تیسرا فایدہ واضح ہو کہ فن تاریخ کا
باوصف مشتمل ہونے بہت سے فواید کے آسان اور سہلترین دوسرے علم و ہنر کا ہی سکو
حاصل کرنیکو زیادہ محنت اور مشقت نہین چاہتی ہی اوسکا فقط یاد رہنا جو کوئی دیکھے
ہوے سوانحات کی محافظت کریگا اوشغل اوسکے مطالعہ کا رکھیگا اور اپنے مقاصد کے
پانے مین بیروی جسقدر کہ ہو بہت جلد مطالب کو ہو پہنچیگا چوتھا فایدہ جسکو مہارت اس
فن کی ہوگی اوسکو مختلف اقوال ہر مطلب ہر کا ظاہر ہوجائیگا کہ ہوا خواہ روایات ثقات کے ہی
مخالف اور صادق ہی اور جو مخالف ہی مردود کا اسباب مرور اوسکو امتیاز حق و باطل کا
حاصل ہوگا پانچوان فایدہ حکماء نے کہا ہی کہ طبیعت بنی آدم کی بحرکت امور
ہی اور عقل انسان کی واسطے بحرکت کے کمال حاصل کرتی ہی بلکہ تدریج کی ہی واسطے عقل کے
مراتب ہین اور واسطے ہر مرتبہ کے ایک لفظ خاص سے اطلاق کرتے ہین انسان سے ایک عقل تجربہ کا
ہی اور واسطے تجربہ کے حکماء نے تین مرتبے ٹھہرائے ہین اول تو وہ کہ ایک شخص کسی امر کو مشاہدہ کرے یا اوسکو سنے اور تجربہ
اوسکا نہ ہوا دوسرا وہ کہ دوسرے شخص کو ایک واقع مین دیکھا کہ تنبیہ دیا اوس واقع کا عاید حال اوسکے
ہوا تیسرا وہ کہ احوال پر گذرے ہون کے اطلاع حاصل کی اور بہت سے امور مشاہدہ کیے اور تجربہ
وبسیار انکے طریق سمع سے معلوم کیے پس ان تینون درجات سے وہ درجہ زیادہ تاکید کیا گیا ہی

کہ شخص از

کسی شخص ذات سے اپنی صفات واقعہ ہو اور جسکا نقل اخبارات سلف کے امین متبرہ ہیں کہ آسمین
ایک شے ایسی ہوتی ہے کہ سایہ تامل معرف ہوتی ہے رسالہ مابیل کے طبیعت اس سے منحرف ہو
یہ وجہ قائم مقام رتبہ اول کا ہو اس سے رعب حکایات [illegible] اور کاروانی ایک طائفہ
کہنے ہیں آہن اور فولاد اسطالو کرنے سے انواع کامرانی کے کہ سلسلہ اوسکے مرتب ہوئے
[illegible] لکھے گئے اور جس کیفیت اپنکا بیان کیا ہو جو صاحب خرد اور عاقبت مند سلسلہ
[illegible] جو عاقل و فہیم بلند آوازہ اور اپنے اوپر مقتضی اولیک الذین
ھدی اللہ فبھدیھم اقتدہ کے عمل اپنا جانی کریگا تو سایہ خیر و عافیت
اور حمایت خاطر کے [illegible] ہوگا اور اسباب اگر ضعف دخل آہستی تدبیر ایک قوم کی
[illegible] اور [illegible] کی ہمت کی گذاش پائے اور خوبی انجام کی اور بدی اختتام
[illegible] جو کہ واضح ہے کہ اولوالابصار
[illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible] سے [illegible]
[illegible] کے پناہ اور امن میں رہنا ہے چھٹا فایدہ جو دیکھنے
والے کو ہے تاریخ کہ جبکہ سختی پیش ہو یا کوئی حادثہ زمانہ کا ظاہر تو اسکو مشورت
[illegible] علماء عالم کے میسر ہوتی ہے اور بڑا امر نہ مشورت کا تو اہل عصر سے اپنے ہے
اسواسطے کہ اکابر اول کے جو واقعات انکو نابل ہوئے ہیں خاص مصلحت اپنی جانے
ہیں یعنی اپنا مقدمہ سمجھ کر اسمین کوشش کی ہے اور اہل شورت اس زمانہ کے زمانہ
حاضر میں منافع دوسروں کے مگہ میں رکھتے ہیں اور بے پروائی کرتے ہیں اور یہ بھی ہے

کہ مزاج مردم کا ساتھ خوبی احوال اپنے زیادہ مائل ہی نسبت کرتے ہیں کہ اور ہم حفظ اور اپنے معشر
امانت دار ہوتا ہی حفظ سے امور غیر کے لیں اس سے ثابت ہو کہ مشورت سابق کی مشورت سے
طاہر کے اولیٰ اور انفع ہی تو لا محالہ جب کوئی واقعہ کو درپیش ہو اور وہ طریق کشف اور سکا
اس علم سے بتایا ہے کہ کرے تو بچے تمام عقلا روزگار کے عقل کا اوسکے دستیاب ہوگا
اور سبب اسکے کا یہ غوغائی عوام کا لوث لیے ہے دماغ فکر اسطے کہ تمام ہوگا اور کالنگ
ہموم کی اب تاریخ سے دانایون اہل اسطے کے لیے طاعت دیگا اور کسی موانع
ہدایت پر دوسرون کی مہمات ایسے سرانجام کریگا اور حقیقت میں بے انصافی کے گرد دل نہ رکھے
اور مضمون حدیث السعید من وعظ بغیرہ سے بھی کا ہی ہے اور کا اسمان رضی اللہ عنہ
سے ہے حضرت فرمایا کہ امیر المومنین فرمایا حضرت علی علیہ السلام کا اس یا عمر دلیل ساطع
اور حجت قاطع ساتھون واید اگاہ ہوا ہے عمر ہوا ہے سے ہوا ہے اصل کیا اور سول یا
فضل کا اور واسطے صحت آدمی کے ساتھ ہی ہے اور ہم ہے ہوا ہے ہوا ہے ہوا ہے
اگلی دنیا جگت کا تھا کیا ہی کہ علم تاریخ ہوا ہے اصل ہوا ہے اصل کا ہی ہے اسطے کا احوال کشف
صحت کے ہیں خلف کی شاہدی عدل و داد اور کا ہی فضل و ہنر کی ہے اقران عابدہ
دل اصحاب بالقہ اردی اعتبار کا وقوع ہوا ہے اور ہوا ہے ہوا ہے ہوا ہے ہوا ہے
مطمئن اور برقرار رہا ہی اسواسطے کہ اگر مقتضائے ملک کے کوئی سعی ایک ظاہر ہووے
فتح اور کشف سے اوسکے امید کو اپنی قطع مکرے کہو نکہ ردہ سابقہ میں اکثر ہوا ہی ترے
برتے واقعے درپیش ہوے ہیں اور بہت مصلحت منہ دکھلائے ہیں اور محض عنایت کردگار سے

سواتہ اہل رتبہ کہتے ہیں ست ہزار نقش بر لوح زمانہ بود ۔ یکی از انچہ در آئینہ تصور
ماست توان فایدہ جو تحقیق اخبار و تواریخ سے مطلع اور آگاہ ہوگا ساتہ حاصل ہونے مرتبہ
صبر و رضا کے فایدہ اور بہرہ مند ہوگا اور یہ مرتبہ اشرف مراتب اصفیا و انقیا کا ہی سو اسطے کہ جن
وقت حوادث ہین روزگار کے فکر و تامل کریگا جانیگا کہ حضرات کرام رسل و انبیا کے علیہ السلام
طرح طرح کے بلا و محن ہوا منون سے سابق کی ساتہ نسبت انکے پیش آئے ہین کس قدر
تحمل کیا ہی اور طریقہ رعایت کے کس کیفیت سے چلے ہین اور جہان خالق کی کس طرح سے
رہے ہین البتہ جب کوئی تحقیق تاریخ عظمی اور تاریخ محنت کرتی ہین گرفتا ہوگا وہ بھی بخبر ہو
جہاں کی مضبوط پکڑیگا اور سستی کو صبر و تحمل لیا چکلین لاکر جادہ صبر و تحمل پر انکے عدو دل جانہ نہ کہیگا
ان ہان تک ہی نہین کہ بعض سے دشمنین محمد رسول اللہ علیہ السلام کریگا طلبگار سعادت
دارین کا ہوگا اور شقاوت سے دارین کی محروس و مامون رہیگا دیوان فایدہ حقیقہ
بین
یہ فایدے ہین مگر ارباب تاریخ نے مجموع کو ایکفایدہ شمار کیا ہی وہ یہ ہی کہ سلاطین
سلاطین اور بادشاہان بادادہ دین اور ارکان دولت و اعیان مملکت کے اسمات کی خبر
دیتے ہین جو مشتمل غرایب انقلابات و عجایب سوانحات کو اس فن شریف کے ہین کہ اوپر قدرت
قاہرہ حضرت مالک الملک عظم سلطانہ کے اطلاع زیادہ ہوا و تغیرات حالات گذشتگان کے
جب مذکور ہون رنجوراحت اور آسودگی بدحت کو اسقدر بقا نہین ہی پیا پے آنے سے
اقبال کے مسرور اور تواتر ہونے سے ادبار کے ملول و آزردہ ہو دین اور جب سعادت جنتیون
اور عادلون کی اور بزرگی درجات انکی معلوم فرماوین اور شقاوت متمردون اور کشون

افترا اسکے گروہ مین معتبرون اور کذابون کے بلند کرنیکے تا اہل عالم پر ظاہر ہو کہ تالیف فلان
شخص کی بالکل حشو اور زاید ہی اور تصنیف اوسکی سراسر قابل جھاڑ دینے اور پتا دینے کے کون بد بخت
ہوگا کہ مرتکب اس فعل ذمیم اور گناہ عظیم کا ہوگا اور مصداق ہوگا اس آیت مجید یحرفون الکلم عن مواضعہ
کا عیاذا باللہ منہ اور اوپر تقدیر تسلیم کے کہ بعضے حکایات جملہ موضوعات سے اس فن کے نہین
تو وہ ملے ہوے بہت سے فواید معتد بہا کے ہین جیسا کہ حکایات تواریخ کلیلہ و دمنہ وغیرہ کے
کہ باوجود اسکے کہ وہ ساختہ و پرداختہ ایک طایفہ کے ہین کہ سنے والے اور خود وہ گروہ بھی
ہر دو اعتقاد رکھتے ہین کہ ایک ان تمام سے حاصل نہین سرحد قبول کو نہین پہونچا پر نقل اسکی
کہنے والے کی عقلون فایدے اور نفع بیشمار کے جمع کرنے مین تاریخ کے جس کے یہ معنی ہین ان سر حلقہ
کا بیان رہا اور یہ غفلا کے روزگار سے روشن ہے کہ تصنیف کرنا اور ساتھ تالیف کے
مشغول ہونا بڑا کام ہے اور اوسکا خصوصا جمع کرنا اور ترتیب دینا تاریخ کا اسوا سطے کہ سنے
اس فن کے نظر ہمایون بادشاہان ذوالاقتدار اور امراے عالیمقدار اور اکابر و اشراف علما
اور فضلا اقطار و اطراف کے پہونچتے ہین بلکہ شوقی اور بے بہرہ لوگ ایسے کہ سیاہ سفید نہین
اور سفید سیاہ سے فرق کر سکتے ہین جلد ساتھ دیکھنے اوسکے کتب اس علم کے رغبت کرتے ہین
اور مصنف بیچارہ مقتضی سے من صنف فقد استہدف کے ادنی تقصیر سے نشانہ تیر ملامت کا
طوایف عالم و طبقات بنی آدم سے ہوتا ہے پس ضرور تھا کہ ایسے شخص تحریر تاریخین یا بنی جایین نہ ہوسکتا
ہو ضرور کہ خداوند انصاف زبان طعن کی منہ مین کھینچکر کلام موزون ساتھ قضا و قدر کے دل سے
سماعت فرماہون اور وہ امور مشروطہ مین شرط اول تاریخ نویس کو چاہیے کہ سالم العقیدہ

او پاک مذہب ہوا سو اسطے کہ بعضے مذہب کے لوگ ایسے گذرے ہین کہ قصے اور نقلین پسندیدہ
صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم پر باندہے ہین اور باتین مشہور و مجہول اور مردود و مقبول تالیفات مین
اپنے لاکر مردم کو فریب دیا ہے جب کسی کو اصل مکر و فریب سے انکے اطلاع نتھی ایسا جانا کہ روایات
اُن جماعت کے جیسے گئے محراب سے ثبوت اور چراغ سے رسالت کے ہین وسطے سے اُس اعتقادات
فاسدہ کے ضلالت و گمراہی مین پڑے دوسری شرط مورخ جو کچھ کہ لکھے بیان واقع لکھے
تمام حالات کو قید کتابت مین لاوے یعنی جیسا کہ فضایل اور خوبیان اور عدل و احسان
اکابر و اعیان کے سلک تحریر مین لاوے ایسا ہی رزایل اور برائیان انکی ذکر کردے
جیسا نہ کہے اگر مصلحت جانے صریح لکھ دے ورنہ طریقہ سے رمز و کنایہ اور ایما اور
اشارہ کے آگاہ کردے العاقل تکفیہ الاشارۃ تیسری شرط مدح اور ذم مین
افراط و تفریط سے بچا واجب جانے اور مبالغہ کسی امر مین جایز نرکھے اور اگر واسطے پہنچنے
نفع کے یا دفع ہونے نقصان کے چارہ نہو تو مضمون ست کلم خیر الامور اوسطہا
کے نگذرے اور چوتھی شرط تاریخ نویس شیوہ ہے تکلفات اور تصنعات کے خالی ہو اور
کوشش کرے تا بنیاد روانی کلام کی اور بہ کلمات وافی اور تقریرات شافی کے ہو اور صحیفے
حکایات کے اور صفحے روایات کے ساینہ نقشون تلوحات یعنی اشارات ظریف اور تصریحات
لطیف کے نقش و تصویرون اور عبارت سلیس پاک سہل المآخذ قریب الفہم اختیار
کرے اور رکاکت کلمات اور دناوت الفاظ اور لغات نازلہ اور عبارت مسافلہ سے
دوری اور پرہیز لازم جانے تا ہر ایک مرد ظریف طبع خواص و عوام سے کہ فہم و ادراک مین

متعاقب ہیں خطوط افراد نصیب ابی سے محظوظ اور بہرہ مند ہوں اور تالیف اسکی محمود و پسندیدہ
کسیکو مجال رد کرنے اور عیب لگانے کا ہو اور یہ شیوہ فن تاریخ سے خصوصیت نہیں رکھتا ہے
بلکہ جمیع فنون میں جاری رکھا چاہیئے جو ترتیب و جمع کہ اس روش پر ہوگی آثار اوسکے ہرگز برباد نہ ہونگے
معالم یعنی نشان کہیں فوت و گم نہ ہونگے پانچوں شرط مؤلف تاریخ جو ہونا چاہیئے کہ ثقہ
اور صاحب دیانت مشہور ہو اور صدق گفتار و حسن کردار سے مشہور اسواسطے کہ اعتبار تاریخ کی
اور قصائے سلاطین کے خصوصاً اکثر ایسے امور کا مسند ہیں رکھتے ہیں تا اسکے اعتماد کی
اسپر کرسکیں اور طریق کذب سے پرہیز کرے وہ تاریخ دان اوسکے ایمن رہیں
موخ متدین اور امین ہوگا اور طالب فضائل و کمالات کو اطمینان حاصل ہوگا
چاہیئے کہ ایسا شخص دین کو اپنے سامنے رکھکے عمل کریگا اور برائی سے
اور وبال عاقبت کا جیسے شیطان کے نزدیک اوسکے سخن ہونگا صدور دعوا اسلام و کمال
رغبت سے ساتھ رطب و یابس روایات و حکایات دلپذیر سے پرہیز کرینگے اور
بطون صحف کو البتہ نقل و ایراد سے اوسکے ریت ریت دینگے اور تغیر
حفاظت کرینگے جہاں نشان اسکے آخر الزمان تک صفحات روزگار سے محو نہ ہونگے
اب نامہ نگار متوجہ ہوتا ہے طرف مقصود کے شہور بین الجمہور ایسا ہے کہ نصف کرۂ شمالی
جو سیدہ ہے خطوط متوازیہ سے ارباب تقطیع البلاد نے ساتھ حصول پر تقسیم کیا ہے اقلیم
ہی اور نام اوسکے کشوف اس شعر میں جمع کئے ہیں ؎ ہلخ دیم روم ماوراء النہر ہم حراسان و
ترک چین و ہند و اہل جگرافیہ نے روم عمارت کے جملہ چار حصے کئے ہیں قطعے قطعے جدے

اور یونانی کہ جسکو ہم لوگ کالا پانی کہتے ہین ایک جزیرہ ہی سو اسکا اور نام انکے یہ ہین
آسیہ یورپ افریقیہ آمریکہ اور ہندوستان دہلی آسیہ ہی اور اسکے حدود اربعہ سے
[illegible] ہی ملک برما اور خلیج بنگالہ اور حد
حد خلیج عرب و فارس اور دکن کامل شہر یکہ ہی چنانچہ یہان سے علحدہ علحدہ پہلے
پہر کے دو شعاع مین ہر دو ممالک کے صوبجات کا بیان کیا جاتا ہی اور ذکر اسکے ہر جا
حصون کا سو اونکا علم جگہ اور اہ القطع البلاد کے بھی ہوگا پہلا چاند صوبجات مملکت
ہندوستان دکن کے بیان مین

[illegible]

دکن

[illegible]

[illegible]

بہار عرف پٹنہ	بنگالہ	خاندیس	برار
صوبہ	صوبہ	صوبہ	صوبہ
اجمیر	گجرات		
صوبہ	صوبہ		
ٹھٹہ	ملتان		
صوبہ	صوبہ		
لاہور	کشمیر		
صوبہ	صوبہ		
کابل	قندہار		
صوبہ	صوبہ		
اوڈیسہ	مالوہ		
صوبہ	صوبہ		

اِسمیں دو شعاع ہین اوّل مین سرگذشت صوبجات ہند کی ہے
اور دوم مین کیفیت صوبجات دکن کی شعاع اول صوبجات دکن کے بیان مین

ع صوبہ
لل مارص محال
معہ کامل
ملے ارب
ہب کرور
ع لاکھ
ا حامد دام
ب روپیہ

لہ ع کرور
لہ ب لاکھ
الملا ع ت

صوبہ شاہجہان

صوبہ شاہجہان آباد کا بیان

صوبہ شاہجہان آباد عرف دہلی بموجب اندازہ قدیم جملہ تالیفات سے قادر خان منشی کے کہ وہ اس فن مین بہت ماہر تھے اور اکثر کتابین علم تاریخ مین سوا کتابات سے مسند و دکن کے جمع اور تالیف کر کے سرکار مادر مین رقم گذرانے ہین اور یہ کتاب جس سے راقم لکھتا ہی سنہ بارہ سو چھیالیس مین تالیف ہوئی ہی

ایک صوبہ
مالوعہ محال
حصہ جمع کامل
للھ کرور
ریالک
لیت دام
فی روپیہ
للہ دام
حصہ

ایک کرور
اوعہ لک
ساٹھ عشر
ملے سرکار

شاہجہان آباد	سہرند	حصار فیروزہ	سہارن پور
سرکار	سرکار	سرکار	سرکار
سنبل	ریواری	بداون	نارنول
سرکار	سرکار	سرکار	سرکار

اور دریولا سنہ ۱۲۷۲ بارہ سو بہتر ہجری مین ایک کتاب مسمی تجمع السلاطین جو محتشم الدولہ غوث محمد خان رئیس جاورہ نے مع جدول طول و عرض تالیف کی ہی دیکھی تو اس مین یون لکھا ہی

دس صوبہ اول دار الخلافہ شاہجہان آباد بارہ سرکار

خیلی شاہجہان آباد	اور بجاور	اور بداون	حصار واری
سہارن پور	کمایون	سری نگر وغیرہ	

مالوجہ

دو سو اسیاسی محال اور آٹھ ہزار پانسو تھیاسی موضع تمام زمین تیس کرور چھیانوے لاک چھپن ہزار پانسو سات بیگہ محاصل کل صوبہ کا سات کرور چھیاسٹھ لاک ایکہزار چھیسو اتہارہ ہین معلوم کہ روپی ہین یا دام جبکہ خانصاحب موصوف متاخرین سے ہین بموجب تحقیقات حال کے زیب رقم کیا ہوگا واللہ اعلم بالصواب سمت شرقی صوبہ مستقر الخلافہ اکبر آباد سمت غربی دار السلطنت لاہور سمت جنوبی دار الخیر اجمیر سمت شمالی کوہ کمایون طول بموجب جدول مجمع السلاطین مذکور پر کنہ ہے پیول کے کہ وہ طرف سرحد صوبہ اگرہ کے ہی دریاے ستلج تک کہ اسطرف حد لاہور کی ہی ایک سو ساٹھ کوس اور عرض ریواڑی سے کمایون تک ایک سو چالیس کوس جریبی واقعی آئین اکبری مین بھی ایسا ہی لکھا ہی لاکن طول مین پانچ کوس کا فرق ہی اسمین لکھا ہی کہ صوبہ دہلی کا طول لدہیانہ تک کہ وہ کنارے دریاے ستلج کے ہی ایکسو پینسٹھ ۱۶۵ کوس ہی اور عرض مین کانسر ریواڑی سے کوہ کمایون تک ایک سو چالیس کوس اور یہ بھی کیفیت کتاب مرقوم انصدر مین مرقوم ہی کہ صوبہ ہندیت کا اقلیم سوم سے ہی کیفیت سابق مین تختگاہ ہندوستان کی ہستناپور تھا جو کنارہ دریاے

گنگ کے

کنگ کے بسی اسوقت یہ شہر آباد تھا اور اسقدر آبادی نہیں ہی پانڈوؤنے وہان سے نقل کرکے شہر اندرپت
مین کنارہ جمنا کے سکونت اختیار کی بعد انقراض ایام کے سنہ ۴۴۰ چار سو چالیس ہجری بکرماجیت کے راجہ
ایکپال نے اندرپت کے نزدیک شہر دہلی آباد کیا ہی چنانچہ اب تک کہ سنہ ۱۳۸۲ بارہ سو پیاسی ہجری ہی ایک کم
و بیش ہزار سال ہوے آباد ہی بعد اسکے راجہ تہونے ظہیر کا سنہ ۵۵۸ پانسو اٹھاون ہجری مین
امداد کیا ہی سلطان شہاب الدین غوری غزنوی سے سلطان شمس الدین التمش تک بادشاہان
اسلام اوسمین رہتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن نے سنہ ۶۶۶ چھے سو چھیاسٹھ مین سیری نام
ایک شہر بسا یا اور سلطان معزالدین کیقباد نے ساحل بید یا جس کے کھلوکری نام
ملک بسایا ہی پس سلطان جلال الدین خلجی نے شہر کو شک اور سلطان علاء الدین نے شہر
لال کوٹ سیری اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ نے سنہ ۷۲۰ سات سو بیس مین شہر
تغلق آباد اور سلطان فیروز شاہ نے سنہ ۷۵۴ سات سو ستاون مین شہر فیروز آباد آباد
کئے ہین اور سلطان فیروز نے دریاے جمنا کو کاٹ کر نزدیک سے شہر کے پانی جاری کیا
اور تین کوس پر فیروز آباد سے ایک کوشک مع ایک منار بلند جہان نما بلند کیا ہی
کہ تا حال کہ ہیچ یہ وہان قایم ہی عوام الناس اوسکو فیروز شاہ کا لاٹھ کہتے ہین
من بعد سلطان مبارک شاہ نے شہر مبارک آباد پہر محمد ہمایون بادشاہ سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی
جب قلعہ اندرپت کا تعمیر فرمایا اوسکا نام دین پناہ رکھا اور شیر شاہ نے اپنے عہد مین کہری
علائی کو کہ کوشک سیری مشہور تھا ویران کرکے دوسرا شہر بنا کیا اور سلیم شاہ نے سنہ ۹۹۰
نو سو نوے مین سلیم گڈھ تعمیر کیا کہ وہ اب تک دریاے جمنا کے بیچ مین معاذنی ارک شاہجہان

آباد کے قایم ہی یہ تمام بادشاہ متصل شہر دہلی کے شہر مین بسے ہین لیکن سب بلاد نام سے دہی دہلی کے
پشتہار ہے اور ۱۰۴۸ھ ایکہزار اڑتالیس مین جب شاہجہان بادشاہ ہوا اسنے اپنے عہد مین اول حصار
گل و سنگ سے بنا کیا تھا من بعد ۱۰۵۸ھ ایکہزار ستاون مین جب قلعہ اوناط باران سے شکستہ پایا
دوسری تاریخ ربیع الاول کی ۱۰۶۳ھ دس سو تریسٹ مین حکم فرمایا کہ بجاے اسکے دوسرا حصار
چونہ پتہر کا ساتھ کمال متانت کے قایم کرین کہ جسکا طول چھے ہزار تین سو ساتھ گز اور عرض دیوار
فصیل کا چار گز اور ارتفاع کنگرہ تک نو گز ہی جملہ اسمین ستائیس برج ہین اور اخراجات
حرف اس بنا مین چار لاکھ روپی اور ۱۰۴۸ھ ایک ہزار اڑتالیس مین نزدیک دہلی کے شہر
بناکر کے اپنے نام پر شاہجہان آباد نام کیا اور ۱۰۶۰ھ ایکہزار ساٹھ مین دسوین شہر شوال
جامع مسجد لعل پتہر کی بنوانی طول اسکا سات سے چھے سو گز عرض سات سو گز بادشاہی
اور اسکے ساتھ خانے گنبدی ہین دیوان اعلی حضور کے سعد اللہ خان اور فاضل خان
خانسامان نے اتمام کو پہونچایا لیکن کہ شہر اور قلعہ و مسجد اور تمام عمارت پینتالیس لاکھ
روپی اسمین خرچ ہوکر گیا رہوین جمادی الثانی کو ۱۰۶۹ھ ایکہزار نو ہجری مین یہ سب تیار
ہوئے ہین تفصیل اوسکی یہ ہی دولتخانہ خاص و عام کے دو لاکھ پچاس ہزار روپی اور حیات بخش
حمام محل کے چھے لاکھ روپی اور مکانات بیگمانون اور جملہ عورات محل کے لاکھ اور دوسرے
عمارات و بازار و مسجد کے چار لاکھ اور قلعہ اور خندق کے اکیس لاکھ تیار ہوئے ہین کہ اول
بنا قلعہ کی چار لاکھ روپی لگے اور یہان خندق ستہ لاکھ کی کہ بیس لاکھ بنا تاہی واللہ اعلم
بالصواب اور مسجد کے پانچ لاکھ پچاس ہزار اولاد شاہ سرور کی اس قلعہ مین سکونت

رکھتی ہی اور شہر اور ملک تحت میں حکومت سرکار انگریز بہادر کے ہی اور کیفیت شہر فیض نگر کی
یہ ہی کہ اول سلطان غیاث شاہ خلجی نے ایام سلطنت میں اپنے نہر دریاے جمن سے نواح
میں پرگنہ خضر آباد کے حد اکبر کے حد تک پرگنہ سفیدون کے کہ اوسوقت وہ شکار گاہ
مقرر تھی اور یالی کی سیر ہوتا تھا پھر وہ رفتہ رفتہ ایسی خراب ہوگئی کہ جہاں نزابعہ عیدی
محمد اکبر شاہ بادشاہ کے شہاب الدین احمد خان صوبہ دار نے دہلی کی مرمت کر کے شہر میں
بلدی کی تھی پس زمانہ تک عالمگیر کے جب وہ نہر مرمت پذیر تھی ایسے ناکارہ ہوگئی تھی تب
بجاے اوسکے دوسری نہر سن بارہ جلوس میں مطابق ۱۱۸۱ھ یکہزار ایک سو اسی کے سفیدان سے
نامہ مذکور کے کوس تیس کی ہی جاری ہوئے میں اہتمام سے عزت خان کے بنا پائی تھی
پھر وہ بسطح زمانہ حال تک جسکے سو سنوا اوسکی مرمت نکی افتادہ ہوگئی تھی اور جسکا بنا
ہر مدکر کی بیچ وسط سنہ ۱۲ جلوس عام کے ہی مردم شہر کے دکانین مکانات ذات شہر پر بنا
کر کے رہا کرتے تھے ان دنون میں صلاح سے صاحبان انگریزون کی پھر تعمیر پائی اور
دکانین اور عمارات تو ٹ کر بستور قدیم آباد ہی ہوا اور سبھل قدیم شہر ہی وہان پر
مسمار نام ایک مکان ہی اعتقاد ہنود کا ایسا ہی کہ بعد مرور دہور کے ایک شخص وہان سے
نکلیگا کہ نام اوسکا کلکی اوتار ہوگا اور زبان زد عوام ہی کہ وہ دجال ہوگا یعنے دجال یہان سے
ظہور کریگا اور بہ خلاف جمہور ہم مسلمانون کا ہی کہ خروج دجال کابل وسستان سے ہوگا اور
مراد آباد شہر ہی کہ فرخ سیر نے عہد سلطنت میں اپنے اقطاع اوسپر زیادہ کر کے صوبہ
قرار دیا ہی اور سر پرگنہ بن سامانہ کے ویران شہرون سے وہان کے ہی سلطان

فیروز شاہ نے ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ مین اوسکو سامانہ سے جدا کر کے پرگنہ علحدہ مقرر کیا اور شادمورہ خوانگاہ شاہ قمیص قدس سرہ کی ہے اور تانسی مین مزار شیخ جمال الدین علیہ الرحمہ کا ہے اور تھانیسر شہر ہے کہ کہت نام کتابھین ہندو نکی اوسکو نافِ زمین کی لکھا ہے اور چونکہ ارباب ہیئت زمین کو دی الشکل بتلاتے ہین ہر نقطہ نافِ زمین ہے اور نزدیک ہمارے نافِ زمین کعبہ شریفہ زادہ اللہ شرفا ہے اور اس نواح کو ہندو راجا لدیکی سن تک بزرگ گنتے ہین کہ پانڈوان اور کوروان وہان جنگ کر کے قتل ہوے ہین اور شمال طرف پہاڑ ہے کہ اسکو کماون کہتے ہین یہان سہاگہ مشک کے ہرن اور بید شم کے کیڑے وہان پیدا ہوتے ہین اوس صوبہ مین دو دریا بڑے ہین جمو یعنی جمنا اور دوسرا گنگا فقط صوبہ اکبر آباد کا بیان

صوبہ اکبر آباد عرف آگرہ بموجب تالیفات منشی صاحب مذکور

یک صوبہ
مالگزاری محال
مقدار جمع کامل
مبلغ کروڑ
مبلغ لاکھ
مبلغ دام
مقدار

دو کروڑ
لاکھ لاکھ
مبلغ عمدہ
مبلغ سرکار

اکبر آباد	مارہی	آلور	تجارہ
سرکار	سرکار	سرکار	سرکار

آیرج	کالپی	سالوان	قنوج
سرکار	سرکار	سرکار	سرکار
کول	بارہ	سیدپور	گوالیار
سرکار	سرکار	سرکار	سرکار
اوت			

قاسم خان کے مبلغ بتیس ۳۲ لاکھ روپے جسکا خرچ ہی اتمام کیا یہ شہر کنارہ پر دریا جن کو واقع ہی طول
مین آبادی جانب غرب سات کوس اور عرض مین ایک کوس بنی شاہ جہانی ۱۰۹۷ سنہ ہجری مین اس قلعہ کو
کہ اینٹ اور مٹی کا تھا پانچ ۵ لاکھ روپے صرف کرکے مضبوط پختہ پتھر سے بنا کیا اور نام اپنے
دادا کے اکبر آباد نام خطاب دیا اور اسکا تین ہزار گز بادشاہی ہی بلندی دیوار کی ہے عرض
مین تین گز آبادی اور شہر کی دو طرف کنارے دریا کے واقع ہوئی ہی جانب غرب آبادی سات کوس تک
اور طول مین دو کوس تک اور باقی اور طرف کی آباد کا دو جو مشرق طرف ہے طول اسکا اڑائی
کوس اور عرض دیڑھ کوس تک اور کثرت عمارات کی بکثرت ہی اور رفتہ رفتہ گنج جو حکم والا سے اس
پایا ہی مشرق طرف دریا کے جمون ہی اور دریا مذکور اس ملا ہوا طرف شمال کے جاری ہی اور ولی
شاہجہان کی نواب محل محکم و مکان مدفون ہی اور دختر شاہجہان بادشاہ کی بھی اسی روضہ مین ہی
اور بڑی مسجد جو متصل چوک کے ہی طول اس کا تیس ۳۰ گز ہی اور قبلہ کے طرف تین گنبد ہین اور تین
گاون کی جانب تیرے ہین ایوان اور صحن اسکا اسی گز ہی عہد شاہجہان کے مرمت پذیر ہوے
تھے سیگری تو اپنے بیانہ کے ہی اور اکبر آباد سے بارہ کوس سمت جنوبی واقع ہی سو برس سال
جلوس کے خود اکبر بادشاہ نے اشارہ سے زبدۃ الاولیا حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے قلعہ
حصین اور عمارت متین اور ایوان دلنشین بنا کرکے اول فتحپور سیگری فتح آباد مشہور کیا اور بسا
شہر و عمارت کے فتحپور پہونچا سنہ پانچ سال مین جب حضرت شاہ کی گجرات اس اثنا مین
گجرات جو فتح ہوا فتحپور سیگری نام رکھا خرچ پندرہ لاکھ روپے تک ہی مین معلوم شہر
عمارت کے ہین یا جملہ کے نزدیک دو کے معدن سنگ سرخ کا ہی اور درگاہ شیخ سلیم چشتی

قدس سرہ کی اور چکلہ گوالیار کا چار سرکار رکنا ہی گوالیار شہر مختصر ہی شہر پناہ اسکی
اچھا بنا شکستہ اور ریختہ ہی اور مزار تان سین قوال کا وہان پر متصل بقرہ منورہ زبدۃ العارفین شیخ
محمد غوث گوالیاری کی ہی کہ جو مین محمد اکبر بادشاہ کی ہی اور گوالیر نامہ مین لکھا ہی کہ جب
تین سو تیس برس زمانہ سے بکرماجیت کے گذرے راجہ صورت سین کہ صورتمال مشہور تھا جو تیس ۳۳۶
برسمین بموجب بشارت گوالیار نام سدہ جوگی کے اتمام کو پہونچایا اور اولاد و احفاد اوسکی مدت
تک اسیار مین حکومت کرتی تھی سنہ ۳۰۹ تین سو نو ہجری مین شمس الدین التمش ترکش گوالیار
ہوکر بعد ایکسال کے فتح کیا ہی کالپی ایک شہر ہی کہ جسکو باسدیو نے جو عصر مین راجہ ہوج کے
قنوج پر فرمان روا ہوا تھا بنا کیا ہی بصری دہان کی مشہور ہی برہان نظام شاہ نے سنہ
سات سو ستر مین قلعہ کالپی کا تیار کیا ہی قنوج مشہور شہر ہی نام اوسکا اصل
مین کنیتہ کج تھا وجہ تسمیہ اوسکا یہ ہی کہ کنیہ ہند مین نابالغ باکرہ لڑکی کو کہتے ہین اوج کے
بمعنی کوزہ پشت جسکا اوایل مین اوس شہر مین آبادی برہمنون کی تھی لکھا ہی کہ لڑکیان وہان کی
بہت خوبصورت ہوتی تہین ایکدن ہوا کا دیو مرد کی شکل سے متمثل ہوکر وارد اس شہر کا
ہوا چاہا کہ ان سبکو عقد ازدواجین اپنے لاوے برہمنون نے یہ دیا اوسنے بددعا کرکے چلا گیا
حکم یہ حال کے تمام لڑکیان کوزہ پشت ہوگئین اوسوقت سے نام اوسکا کنیتہ کج ہوگیا ہے
رفتہ رفتہ خصاصت پاکر قنوج ہوا راجہ سورج نے اوس شہر کو بار دارالسلطنت بنا کیا تھا
عصر مین راجہ مالدیو کے صورت آبادی اور وسعت کی پکڑی تھی اوجب پایہ تخت راجہ
بکرماجیت کا ہوا بہت آباد ہوا اور متہ اشہر ہی ساحل پر دریاے جمون کے اور وہان

ایک مدیرہ نام مشہور بڑا معابد ہندوؤں کا ہی اور مولد سری کشن بن باسدیو کا جو کنہیا مشہور ہے
کہ ہندو اپنے میں محل جاول جیسے تعالیٰ جانتے ہیں یہ محل سکونت اسکا تھا کیسو راو کہ نام اوسکا کشن ہے
پانچ سو لاک روپے خرچ کرکے بنایا تھا جاول سے جلوس میں جہانگیر بادشاہ کے ہندوؤں نے تعریف کی ہے
تیرھویں سال عالمگیر کے مطابق ۱۰۸۰ ہجری کے جب واسطے تخریب دیرہ مذکور کے فرمان شاہی
صادر ہوا اچھڑ یاد سے نیست و نابود ہوکر اگلی صاف ایک مسجد عالی تین لاک پچاس ہزار روپے کے
اخراجات پائی چھوٹے بڑے بت و مکان مرصع کار قیمتی جواہر نگار طلائے بھی ہتھ کے سب شہزادوں کے
تاج محمد جہاندار و اسلم کے جو اکبر آباد میں ہیں دفن کئے تا کندک سب ہیں خلائق کے پامال ہوں
کنارہ پر دریا جمن کے عبد النبی خان حاکم نے دہلی کے اپنے عہد میں ایک بڑی مسجد بنائی ہے
اکثر تواریخ مشہورہ میں مشہور ہے کہ سپاہیوں نے ہمراہی سلطان محمود غزنوی کے شہر متھرا
خوب غارت کیا اسی واسطے نام متھرا دیا سو وقت ایک صنم سونے کا وہاں ایسا پایا تھا
تیرہ من کا بادشاہ نے جب اوسکو توڑا اور وزن کیا تو اٹھانوے ہزار دیلی اور چند مثقال
زر خالص پایا اور ایک پارہ یاقوت کہ چار سو پچاس سرخ وزن کا تھا اور کرپا ہر ایک قصبہ ہے
نامی تواضع اور مہماندار کی اور سچائی کی مشہور ہے اوس قصبہ میں دو قبیلے نامی ہیں ایک شیوخ
قصبانی اور دوسرے شیوخ قنوجی محمد علیخان یوسف والا جاہ ابن انور الدینخان
آرکاٹی متوطن وہاں کے ہیں یہ مرد سخی تھے اور داد و دہش انکی شہرۂ آفاق ہے صاحبخانہ
مفصل احوال انکا آگے قلمی ہوگا اور مکھن پور ہنور امد کا نمونج ہے مزار حضرت زندہ شاہ
مدار بدیع الدین قدس سرہ کا وہاں ہے اور نسب شریف حضرت کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو

پہونچتا ہی دوسو پچاس سے اپکا شمار شریف زیادہ تھا اور حرف عادت سے آپکے بہ کی چند
سال غایب رہتے تھے اور چند سال عالم ظاہر میں اور جسکو غیب گیری اوسی شہر میں ہوئی
ہی مزار بھی حضرت کا وہین ہی

صوبہ الہ اباد
یک صوبہ
ماموالف محال
نوے کروڑ
لکھ دام
روپیہ

الہ آباد	جونپور	غازی پور
جیاوہ	کالنجر	کوارا

بنارس عرف کاسی
نانک پور

اور بموجب نسخہ جدید صوبہ الہ آباد سولہ سرکار الہ آباد مرزا پور غازی پور بنارس
جونپور کالنجر چنارگڈہ مانکپور رمانیہ وغیرہ دوسو چوہتر محال اڑتالیس ہزار تین سو
تیس روپے ایک کروڑ تہیانوے لاکھ تین ہزار تین سو ترپاسی بیگہ کل محاصل سینتیس کروڑ
سات لاکھ پینسٹھ ہزار نقد سمت شرقی صوبہ بہار عظیم آباد غربی صوبہ اگرہ جنوبی اورنگ آباد
شمالی اودہ طول جونپور سے کوہ جنوبی تک ساٹھ کوس عرض جنوبی سہر سے کنگ کھاتم پور تک
دو سو کوس اور یہ صوبہ اقلیم دوم سے ہی کیفیت قدیم نام اس شہر کا پاک اور کرہ مانک پور

اور ان ماکر تہا منشی صاحب نے لکہا ہی کہ جب اکبر شاہ نے قلعہ سنگین دریا مین جہانگیر کہ جنا اور گنگا ملین ہین ہیسنگم ہوا ہی بنا کہ اوسکا نام اوسکا الہ آباد موسوم ہوا اور گنگا و جمنا پہلے قلعہ کے نیچے باہم ملین ہین عرف مین اوسکو سرسوتی کہتے ہین اس سبب سے اوس مکان کو ترپتی نام کرتے ہین اور چشمے قلعہ سے نکلکر ملحق دریائے مذکور کے ہو کر ہین پاس اوس مکان سے تین کوس پر جا اوسکو آگے بھی کہتے ہین اور وہ کنارہ پر دریائے گنگا کے واقع ہی سنو اشنان اوس جا کا موجب حسبات فہم کا جانتے ہین اوسکو راجہ بسو دیو نے اوراث کیا ہی اور کانچہ قلعہ سنگین ایک اونچے پہاڑ پر ہی پہلے کوئی نہین جانتا اور جو مہر شہر ہی بادشاہ سلطان آباد کہتا تہا کہ اوسنے اپنے نام سے آباد کیا ہی اور نام سے اوسکے کہ مشہور تہا الہ آباد جو سپر نام کیا ہی شہر الہ آباد کا اور قلعہ کا ہی جو پیشوا قوم مہدویہ کے ہین کہ اکثر جہلا انکو مہدی موعود جانتے ہین اور اوسکے نام سے اوسکو الہ آباد کہتے ہین اور اوسکو الہ آباد کہنا اوسکا تو لدہی اور مشہور ہی اور اوسکو مہدی موعود ہونا اوسکا اوسکے ہی ہاتہ کا لکہا ہوا ہی اور اوسکے حروفین و عوض کہنے کے ہین کہ ہی ہی لیکن عدد ابجد مین حساب کیجئے تو اوسکے عدد ہزار ہجری ہوتے ہین تاریخ فرشتہ مین لکہا ہی جب سید محمد کا دعوی کیا جاہل لوگون نے اوسکی تصدیق کی اور دکن مین وارد ہوکر بلدہ بیدر مین واسطے ملاقات زادہ اولیا کرام محمد ملتانی صاحب قدس سرہ کے آئے اور بیرون شہر عیدگاہ کے میدان مین اوترے وہان تین چار مقام کئے وہ حضرت آپ جاکر بہانہ ملاقات کرنے والون کو اپنے واسطے ملاقات کے بہیجا کئے وہ ملاقات سے نکلکر بیٹہ جاتے اور جب رخصت ہوکر اپنے مقام پر پہنچے آپ شیخ بدرالدین صاحب قدس سرہ نے والد بزرگوار اپنے شاہ محمد ملتانی صاحب قدس سرہ سے

پوچھا کہ سنہ محمد جونپوری اکثر اوقات حالت مستی مین کہتے ہین انا مہدی یعنی مین مہدی ہون سچ ہی یا دروغ اُن حضرت نے ایک زمانہ سر جیب تفکر مین لیجاکر فرمایا کہ جیسا غوثیت اور قطبیت مرتبے ولایت کے ہین مہدیت بھی ایک مرتبہ ولایت کا ہی وہ مہدی موعود نہین ہا در سید صاحب سنہ ۹۰۱ نو سو دس سفر حجاز مین ہجری شہر عرہ کے ترسٹ کے سن مین انتقال کیے

صوبہ اودہ کا بیان

صوبہ اودہ عرف اجدیا طرف یورپ

یک صوبہ
مالیہ بحال
عے کرور
ملین لک
تلعے دام
سمت روپیہ

ے لک
ے لاکھ
عہدہ سرکار

اودہ	کورکھپور	سروج	خیرآباد عرف بلیہ	لکھنؤ
۱۰ بسرکار	سرکار	سرکار	سرکار	سرکار

اور یوجب نسخہ جدید سرکار برابر ہین فقط اتنا تفاوت ہی کہ اس مین بجاے سروج کے بہرائچ لکھا ہی اور محال بھی برابر ہین مگر اصل مین تفاوت رقم کا ہی جیسا کہ واضح ہوتا ہے

اور موضع چھیں ہزار چھیے سو یکیانوے جملہ زمین ایک کرور نوے لاکھ بیس ہزار تین سو ستائیس بیگہ کل حاصل سینتیس کرور پینتالیس لاک چالیس دام نقد پینتالیس لاکھ پینتالیس ہزار چار سو تیس شرقی صوبہ عظم آباد غربی فوج صوبہ آگرہ جنوبی مانک پور

شمالی کوہستان طول گرگپور سے قنوج تک ایکسو تیس کوس عرض کوہ شمالی سے بندہ
تک تعلقہ الہ آباد ایک سو بیس کوس اور یہ صوبہ اقلیم اول ہے ہی کیفیت اودھ
اجودہا شہر قدیم ہی کہتے ہین کہ ابتدا آبادی ہند کی اُس شہر سے ہوئی ہی مولد و
منشا اور دار الامارت راجہ رامچندر کا ہونا نام جسکا رام ہی ہندو اوسکو خدا سے نسبت
کرتے ہین ایک کوس ہے اوس سے کنکر دریا سرجو سے ملا ہی اور نسخہ حمیدیہ مین لکھا ہی
کہ یہ دریا ہی گہاگرہ یہ واقع ہی ہر اجودہ ہندو کا ہی عالمگیر ہی طول ہین اور انیس ۱۹ کوس
عرض ہین قنوج کہین پورہ ہے لکھنو کہ کنارہ پر کوسی ہی کہ واقع ہین متعلق اسی صوبہ کے
ہین سوا دشہر ہین خاک چھانتے ہین سونا پاتے ہین اوس شہر مین تربت حضرت
شیث اور حضرت ادریس علیہما السلام کی ہی [illegible] کہ یافندہ
کا ہی کہ وہ عہد مین سلطان سکندر لودہی کے بنا لکھا ہی کہ وہ شہر ہے سہسرام جو کہ بہت
یاد مین رہا بعد کہ مستعمل و معروف ہوکر اسم اصلی حاصل کیے تھے اشعار اسکے حاظر
پسند خلایق اس شہر و معمور ہین ہر دو یہ شہر ہی کنارہ پر دریا سرجو کے قدیم
اوس جا درگاہ حضرت سید سالار مسعود غازی کی ہی چنانچہ ذکران حضرت کا آوگا لکھنو
عرف لچھمن پوری شہر ہی کنارہ پر گومتی کے کہ وہ شمال کیطرف سے بلدہ کے گذرتی ہی
وہان درگاہ حضرت بہا صاحب قدس سرہ کی ہی آب و ہوا اچھی قصبہ اور اولہ اور گمان اوس
جا کی مشہور آخر عہد مین محمد اکبر بادشاہ کے قاضی محمود دیوان لکھنو کے تھے اکبری دروازہ
سے اول نام سے بادشاہ کے تیار کیا ہی شہر دار الوزارت نواب شجاع الدولہ کا

لکھا حرف

تھا آصف الدولہ نے کنارے پر دریا کے ایوان رفیع اور قصر ہای منیع احداث کئے ہین کورگہ
پور متوسط شہر ہے کہ اور دفو سے اطراف گہاگرہ کے چالیس کوس کی مسافت سے متصل گنگا کہ پذیرہ کے
واقع ہے نواح اوسکی نہایت وسیع چاول کہی مرغ تیتر وغیرہ ارزان ہوتے ہین اور جونیکہ
غلہ ارزان ہے لکہا ہے کہ نظر کرتے خورش و پوشش کے فی الجملہ مقام آسایش کا ہے اور کہنا
راقم کا ہے اردو زبان جواب کمال بلاغت اور فصاحت کے درجہ پر ہی معتبر اسی شہر کی ہے
خصوصاً روزمرہ اور محاورہ عورات محالات متعلقان نواب وزیر کا بلگرام وعرف بلکرام قصبہ ہے
خوش آب و ہوا دہان ایک کنوان ہے چاہ بہن نام زمانہ سابق مین نمل نے فوجداریمین اپنی بنا
کیا تہا چونکہ ظاہرا اسکو غلبہ باشندگون پر دہان کے تہا آنے جانے والے راہ کے جو پوچہتے
ہین کہ چاہ بہن بلکرام کسطرف ہے بسبب بغض وعداوت اور تفرقہ کے نام سے اوسکے انا لیان
دہان کے گالیان دیتے ہین اور برا کہتے شمس الدین التمش اسلام دہان جاری کیا ہے

صوبہ بہار کا بیان

صوبہ بہار عرف پٹنہ
یک صوبہ
بالک محال
جمع کامل
سے کرور
لک
ت دام
روپیہ

حرف لک
سا دلعہ
موضع

خمسہ سرکار

حاجی پور — مونگیر — ساران — رہتاس — بنہبت

در بموجب نسخہ جدید صوبہ بہار و الہ سرکار بہار و بنہبت حاجی پور رہتاس شاہ آباد موئیلہ
مارولی — الماص — ولی نگر
وغیرہ دو سو اکاس محال پچین ہزار چار سو چہتین موضع ایک کرور پچاوے لاکھ پچہتر ہزار
دام
تہ سو دس پکہ محاصل کل صوبہ اڑتیس کرور اٹہاون لاکھ چہتیس دام سمت شرقی صوبہ بنگالہ
سمت غربی صوبہ الہ آباد جنوبی کوہستان شمالی کوہ میرک طول کدہی رہتاس سے کوہ میرک تک
ایک سو بیس کوس عرض بنہبت سے کوہ شمالی تک ایک سو دس کوس اور یہ اقلیم دوم سے ہے
کیفیت پٹنہ دار الحکومت اس صوبہ کا ہی بہت بڑا شہر ہے اور آباد کنارہ پر دریائے
گنگ کے بہار تک دیوار سنگین بنی ہوئی ہے اور سکو صدر سنگالہ کی کہتے ہین آب و ہوا خوش ایکبارگی وہان
ایک سال ایک تپش نہین ہوتا اور بموجب کیفیت نسخہ جدید اول نام اس شہر کا پٹنہ صوبہ بہار تھا
اورنگ زیب نے شاہزادہ عظیم الشان خلف محمد معظم بہادر شاہ کو جاگیر کردی تھی تب نام اوسکا
عظیم آباد رکہا گنگا اور جمنا یہ دونو بڑے دریا ہین کہ اس صوبہ مین ہین کنارہ ساران پر وہان تک
پہنچ تا ہے زمین مین چکر کہتے ہین درخت اوکتے ہین اور بارلاتے جنگلمین فیل در ارنیے بسیار ہوتی
ہین رہتاس یہ قلعہ ہی دشوار گذار اوپچے پہاڑ پر اور جنگل ہین اوسکے یان بکثی جو پیدا ہوتی ہے
و مجلہ نام ایک پھول ہی مانند پھول دتورہ کے خوشبو اور بربری بکری یہان خوب ہوتی ہے اور
جنگلی مرغ نامی اور طوطے خوب پیدا ہوتے ہین اور دریائے سرینہ اعلی گڈہ کے نزدیک سے پیدا ہو کر ظرف
مغرب کے رخ جاتی ہے اور لون اور چلا اسطرف آرگنگ مین داخل ہوتے ہین اور جوار کوہ شمال سے آکر نزدیک

سرکار

سیکرنگ سے ملی ہی اور کسنہ کے بھی کوہ شمال ہے اگر نزدیک جاجی پور کے کنگ مین
شریک ہوئی ہی اور حالیس کوس اطراف اسکے سالگرام نام پتھر نکلتا ہی آدمی کی صورت
اور پتھر اوس پتھر کا وہ ہی کہ ہر روز رسنہ مین اسکے ناخن بڑھا سونا خود ہوتا ہی جب اوسکو تراش لیتے
ہین دوسرے روز پھر نمایش کرتا ہی اس صوبہ مین پانی بہت ہی۔ **بنگالہ کا بیان**

صوبہ بنگالہ

یک صوبہ
الف محال
سے جمع کامل
لک کروڑ
لعہ لاکھ
لہ دام
سے روپیہ

لے لاکھ
ع تا عصر
ع سرکار

تانڈہ	فتح آباد	جنت آباد عرف لکھنوتی	سلیمان آباد
بنگالہ	تاج پور	بجوہہ	بارک آباد
بارو ہا	سنار گانون	سلہٹ	جانگاون
شرایف آباد	گھورگھاٹ	مدارن	سلیم آباد

اور بموجب نسخہ جدید صوبہ ڈھاکا بنگالہ سینٹ سرکار جہانگیر نگر اودہ سو تراودہی نور
مراکار وغیرہ دوسو تریپن محال ایک لاکھ بارہ ہزار سات سو اڑتیس موضعی کل مین کشتی تین لاکھ
چونتیس ہزار سات سو پچہتر اور دریائی تین ہزار تین سو کل محاصل چھیالیس کروڑ انتیس لاکھ

دو ہزار ایک سو اسّی فٹ اونچا ہے سمت شرقی صوبہ جلگانہ دریائے شور غربی صوبہ بہار جنوبی کوہستان
اوشمالی کوہ میرک طول بند جیٹ گانوں سے مراد ہے کارنگ چار سو اکیس عرض کوہ شمالی سے سکار
مدرات تک دو سو کوس اور یہ صوبہ اقلیم دوم میں ہے کیفیت جب نسخہ جدیدہ اول نام
اسکا بنگ تھا نام راجہ کے پسر ایک فرزند دوم سے راجہ بنگ کے اس جا خیابان عرض میں بیس گز اور بلند میں
دس گز بنا دہ کرا و سکا نام الی کیا اوسوقت بنگ الی زبان زد آفاق ہوا پھر رفتہ رفتہ بنگالہ
یہ ملک دریائے شور سے متصل ہے گرمی معتدل سرما کم زراعت ابرنج کی بہت اور ناریل کے باغ بہت اکثر
مچھلی چاول کھایا کرتے ہیں اکثر مردم اس جا کے سیاہ رنگ ہوتے ہیں اور قد میں کوتاہ اس صوبہ میں
ڈھاکہ جو بڑا شہر ہے باغات وعمارات اوتان بہت ہیں اوظروف مسی القبی اور پارچہ ململ دوغلا مشہور
وان خوب بنتی ہے اور جب کہ عہد منشی جہاندار میں دار الامارت اس صوبہ کا شہر ڈھاکہ تھا جہانگیر نگر
نام وسعت اور صحت میں چند کوس تک آبادیہ دار السلطنت سلاطین اسلامیہ کا ہے ملک احمد بختیار کہ
امرائے کبار سے سلطان قطب الدین دہلی کے تھا راجوں سے بنگالہ تک مسخر کر کے رواج اسلام کا اس ملک میں
دیا ہے یہ ملک مدت تک بتصرف سلاطین طوائف الملوک کے رہا بعد عہد میں محاکر بادشاہ کے
منعم خانخاناں کو داود کرانی حاکم وقت نے مصاف دیکر صلح کیا اور جب منعم خانخاناں کی روانگی
طرف بلدہ کو بکور کے ہوئی خانجہانخاں اکبری نے داود کرانی سے اوس ملک کو لیکر داخل ممالک محروسہ
اکبر شاہی کیا اور شہر لکھنوتی راجہ لکشمن سین کے آباد کردہ کے نام اوسکا کو کیا کہا تھا ہمایوں بادشاہ نے آپ سوا
اس جا کی خوش دیکھکر جنت آباد موسوم کیا مگر نائب لوگوں نے سلاطین دہلی کے شہر مقصود آباد کو دار
حکومت اپنی ٹھہرایا تھا اور عہد میں قاسم علیخاں کے کہ جب فرمان انگریزی سے شکست پاکر طرف

لنکھوٹی کے آوارہ ہوا تھا ان روزون سرداران انگریزی نے شہر کلکتہ کہ ایک چھوٹا سا موضع قدیم
سے آباد تھا قلعہ مضبوط وہان بانده کر دارالمقرا بنا کیا اس ملکمین ہر سال جیسے بارش ہوتی ہے
جملہ زمین کو پانی پہر لیتا ہے اسواسطے سارا طبق سات ہاتھ اونچا کرکے تمام راہونمین خیابان آہنی گرچھوٹی لوہس کی بلند
جا بجا بنده ہے ہین کہ گذرگاہ خلایق کی اوسپر سے ہو چونکہ اون گذرگاہونکو آل کہتے ہین اور تمام
اونس ضلع کا نام ہے دو لفظ ایکجا کرکے نام اوسکا مشہور کیا ہے زمین مزروعہ اوسکی شالی زار ہے الا یکی
وہان ہوتی ہے اندرون قلعہ کے تمام درخت سرسبز و شاداب اور سرکار سلہٹ کو ہمارے ملک
سے پیدا ہونیکا مشہور عود اور چوب چینی کے درخت وہان ہوتے ہین اور سرکار کہورہ گہاٹ
مین ریشم بہت پیدا ہی اور سوائے سرکارات مذکور کے نزدیک اس صوبہ کے تا مرو پ نام
ایک جا ہی کہ اسکو کانو رو دیس کہتے ہین حسن ظاہری وہان کی عورات کا مشہور ہے
اور سحر سازی طلسم پردازی جادوگری وغیرہ وہان بہت ہی خصوصا کایا پلٹ جسکو
چاہتے ہین مسخر کر لیتے ہین جسکو چاہتے ہین حیوان کی شکل پر متمثل کر رکھتے ہین
شبکو انسان بنا کر اپنے کام پر رکھتے ہین اور پہر صحیح جانور کر دیتے ہین اور
نزدیک اوسکے ولایت آسام ہی بہت وسیع اور قریب آسام کے ایک ولایت ہی
کہ اوسکو مہاچین کہتے ہین اور شہر سے مسمّی ہمایون طالع کہ جو دار الحکومت
اوس ولایت کا ہی دریا شور متصل ہی اور چالیس کوس کی مسافت پر ایک ندی دریا
مذکور سے کاٹی ہی اور ہر دو کنارے اوسکے پہر چونے سے بہت مستحکم بنائے ہین سلطان
سکندر رومی انہین حدود سے اس دیار مین گیا اور سیر تمام اوس ولایت کی کرکے

دوسرا ایک سوا رسٹ ادپا وسمت شرقی صوبہ جکناتھ دریاے شور غربی صوبہ بہار جنوبی کوہستان
اور شمالی کوہ میرک طول بند جیٹ گانون سے مراد اور کارنگ چار سو کوس عرض کوہ شمالی سے سرکار
مدراس تک دو سو کوس اور یہ صوبہ اقلیم دوم سے ہے کیفیت صوبجات نسخہ جدیدہ اول نام
اسکا بنگ تھا نام راجہ کے پہر ایک فرزند دوسرا راجہ بنگ کے اس جا خیابان عرض مین بیس گز اور بلند مین
دس گز بنا دہ کرا و سکا نام ای کیا اوسوقت بنگ الی زبان زد آفاق ہوا پھر رفتہ رفتہ بنگالہ
یہ ملک دریاے شور سے متصل ہے گرمی معتدل سرد کم زراعت ابرنج کی بہت اور وہان کے باشندے اکثر
مجہل جاہل کہا یا کرتے ہین اکثر مردم اس جا کے سیاہ رنگ ہوتے ہین اور قد مین کوتاہ اس صوبہ مین
ڈھاکہ جو بڑا شہر جہاجات وغلات اور وہان بہت ہین اور طرف مسیی تقریبی اوپار جہ ملک آسام
وہان خوب چنی ہے اور جب کھنار منشی جہانگیر کو راول ہین دارالامارت اس صوبہ کا شہر ڈھاکہ تھا جہانگیر نگر
نام وسعت اور مسجد ہین چند کوس تک آباد یہ دارالسلطنت سلاطین اسلامیہ کا ہے بانک احمد بختیار کہ
امراے گرانمایہ سلطان قطب الدین دہلی کے تھا راجون سے بنگالہ کا مسخر کرکے رواج اسلام کا اس ملک مین
دیا ہے یہ ملک مدت تک بتصرف سلاطین طوائف الملوک کے رہا جن بعد عہد ہین محمد اکبر بادشاہ کے
معظم خانخانان کو داود خان کرانی حاکم وقت نے مصالحہ دیکر صلح کیا اور جب معظم خانخانان کی روانگی
طرف بلدہ کوبکور کے ہوئی خانجہانخانان اکبری نے داود خان کرانی سے اوس ملک کو لیکر داخل ممالک محروسہ
اکبر شاہی کیا اور شہر لکھنوتی راجہ لکشمن سین کا آباد کرکے نام اوسکا کو کیا رکھا تھا ہمایون بادشاہ نے آپ سوا
اس جا کی خوشی دیکھکر جنت آباد موسوم کیا مگر نایبون سلاطین ہی کے شہر مقصود آباد کو دار
حکومت اپنی ٹہرایا تھا اور عہد مین قاسم علیخان کے کہ جب فرمان انگریزی سے شکست پاکر طرف

لنکھوئی کے آوارہ ہوا تھا ان روزون سرداران انگریزی نے شہر کلکتہ کہ ایک چھوٹا سا موضع قدیم
سے آباد تھا قلعہ مضبوط بنا کر دارالمقرر اپنا کیا اسلئے ہر سال جہاز بہت سے بارش ہوتی ہی
جملہ زمین کو پانی پر لیتا ہی اسلئے سال بھر تک تمام اہو نہیں جیسا بانس آٹھ گز چھوڑا اوس کنڑ بلند
جا بجا بنا رہتے ہین کہ گذرگاہ خلایق کی اوپر سے ہو چونکہ اون گذرگاہونکو آل کہتے ہین اور تنک نام
اوس موضع کا ہی جو لفظ ایکجا کر کے نام اوسکا مشہور کیا ہی زمین مزروعہ اوسکی شالی زراعت الایچی
وہان ہوتی ہی اور اندرون قلعہ کے تمام درخت سرسبز و شاداب اور سرکار سلہٹ کو بہار مین واقع
ہی پیدا ہوتا ہی مشہور عود اوچوب چینی کہ درخت وہان ہوتے ہین اور سرکار کہورہ گھاٹ
مین رسم بہت ہوتا ہی اور ہوائے سرکارات مذکور کے نزدیک اس صوبہ کے تا مروپ نام
ایک جا ہی کہ اسکو کانورو دیس کہتے ہین حسن ظاہری وہان کی عورات کا مشہور ہی
اور سحر سازی طلسم پردازی جادوگری وغیرہ وہان بہت ہی خصوصًا کایا پلٹ جسکو
چاہتے ہین تسخیر کر لیتے ہین جسکو چاہتے ہین حیوان کی شکل پر متمثل کر رکھتے ہین
جسکو انسان بنا کر اپنے کام پر رکھتے ہین اور پھر صحیح جانور کر دیتے ہین اور
نزدیک اوسکے ولایت آسام ہی بہت وسیع اور قریب آسام کے ایک ولایت ہی
کہ اوسکو مہاچین کہتے ہین اور شہر سے مسمّی ہمایون طالع کہ جو دارالحکومت
اوس ولایت کا ہی دریا شور متصل ہی اور چالیس کوس کی مسافت پر ایک ندی دریا
مذکور سے کاٹی ہی اور ہر دو کنارے اوسکے پتھر چونے سے بہت مستحکم بنائے ہین سلطان
سکندر رومی کہ انہین حدود سے اس دیار مین گیا اور سیر تمام اوس ولایت کی کر کے

سہر راہ دریاسے لوٹ آیا ہی اور حسب الحکم سلطان سکندر رومی مذکور کے حکمای والا دانش نے وہان
ایک پنجہ طلکا جیسا کہ پنجہ انسان کے ہاتہہ کا ہوتا ہی دریا کے شور پر بنا کیا ہی اور اسمین ایک کیل ایسی
لگائی ہی کہ وہ پانی کے زور سے جب آکہ کوئی رد کرتا ہی حرکت کرتا ہی کہ اسطرف نہ آجہنکہ وہ مقام
خطر کا ہی آگاہ ہو جاتا ہی یہ نیکی عقلی کہ واسطے سلطان مہرور کے ہی اور درمیان مشرق وجنوب اسکے خراج
گذار ایک ملک ہی ارجنگ نام کہ وہان سندر لنکور ادمست ہاتی بہت ہوتے ہین اور نزدیک اوسکے
اور ایک ملک ہی کہ اسکو چین کہتے ہین اکثر اوقات اسی ولایت کے جنگی ہی کہ وہان یاقوت اور الماس کا
معدن ہی اور طلا اور نقرہ اور کندک یہ چیزین پیدا ہوتے ہین اور ولایت کو ہسار کہ مابین شمال
مغرب نکالہ کے ہی طول اسکا بیس کوس ہی اور بسبب کثرت ہیزم اور بطالت آب ہوا بہت گرم ہی
باغ اور اشجار رائج کی ہی اور اسمین بہتیرے پرگنے ہین محاصل اسکا دس لاک روپیہ سالیانہ
اور ولایت شام کو کوہ شام بھی کہتے ہین کرکاون دار الملک اس ولایت کا ہی اور ولایت
بہوٹنت سے دو منزل مختصر ہی جنیدہ آن کہتے ہین وہان پیدا ہوتے ہین اور وہان سے ہاتی بہوٹنت
مادیان یا لو کو جنگل مین رکہتے ہین کہ جنگلی یا لوان پر آوین اور وہ بچہ دین پس وہان کے باشندے
اگر مادہ ہوتی ہی دوسرے ملک والون کو نہین دیتے ہین اور نر کلان رسن کے دال کاٹ کے وہان
کے تہانون مین رکہتے ہین اور مختصر یا لوون کو بیچ دیتے ہین اور موضع کچلیر کہ ساٹ کوس پر
قلعہ باندا سے ہی متصل اوسکے جنگل ہی کچلی بن نام بہت اچہے ہاتی وہان پیدا ہوتے ہین اور تہانہ
کو بلیا دیوی اور نوتا جہاری اور اسمیل جوگی کہ افسون گری اونکی ہند مین مشہور ہی متصل قلعہ
ماندکے واقع ہین اور اسکے متصل ایک ولایت ہی ورنگ نام لواحق سے ملک آشام کے اور اسطرف

دریا ہی پر بہاسر کے قلعہ ہی موسوم جمدرہ کہ اسمین تین قلعے بہت مستوار ہین اور بجادی اوس قلعہ کے
اوس طرف دریا کے ایک قلعہ ہی موسوم شملا اوس قلعہ پر ایک کلیسا ہی اور گوامتی کھپار سے گرگانون
تک پختہ کوس پر ہرتی ہی اور وہان سے ولایت خاص تک پندرا منزل دار الملک بیگو کے راجہ کا
ہی کہ رہا اپنے مین نسل سے پران ولیکے شمار کرتا ہی اُن تمام سے پانچ منزل اوسطرف کو سہانا
کامبروپ اور جنگل اور پہاڑ کمال سخت اور دشوار گذار ہین اور وہان ایک موضع ہی لکھو کرمان نام اور ملک
خطا کا شمال سمت اوس جنگل کے ہی کہ دریا برہما پیرا اوس سمت سے آیا ہی اور مابین اوسکے ایک جزیرہ ہی
معمور اور مزروع کہ نہایت فصحت اور خرمی وصفا کے تقریباً پچاس کوس تک چلا گیا ہی اور آبادی
اوسکی ایک سخت جنگل مین کہ وہ مسکن ہاتیون کا ہی تمام ہوئی ہی اور میوہ اُس سرزمین مین بکثرت
ہی اور نمک بہت کم اور عود کہا دتور اسقدر کہ عود معاوضہ مین نمک کے دیتے ہین اور وہان والونکا
مذہب ہین جدہر اعتقاد آیا اودہر کے ہوجاتے ہین سوائے گوشت آدمی کے دوسرے سب گوشت
کہاتے ہین اور بغیر مان کے سب سے زوجیت روا رکھتے ہین اور کوہستان تامبروپ سدیہ اور ملک
لکھو کرمین بھی عود و غرقی اور اہوان مشک ہوتے ہین اور بھوٹنٹ کے جنگل مین بھی ٹاگن گھوڑا پیدا
ہوتا ہی اور ولایت درنگ اور جمدرہ اور گوامتی کے اکثر پہاڑون مین مشک پیدا ہوتا ہی اور جانور
سرخاب وہان کی رہت دہنے اور اسطرح ولایت اشام کی خاک چھاننے سے حاصل ہوتا ہی اوس جا کے لوگ کہتے ہین
کہاتے اور اونٹ کو دیکھکر بڑا تعجب کرتے ہین اور گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین چنانچہ اگر ایک سوار سو
سپاہیون پر حملہ کرے تو بیدھڑک ہلکر بھاگتے ہین اور گاومیش وہان اصلا نہین ہوتا ایک جانور ہوتا ہی
ایلق مانند گاو اور گاومیش اور کہتے ہین کہ دودھ اسکا کہاتے ہین اور مردم چین کے ہنرمند اور

طلسم ساز دانا ہوتے ہین یہانتک کہ انکی دانائی کی نقلین اور حکایتین ہند اور سرکار کرکول علیحدہ
ملک ہی اور تصرف سے سلاطین ہند کے باہر اور بقول مؤلف آئین اکبری توابع سے شاہجہان آباد کے ہی اور
وہ ملک پہاڑ پر شمالی سمت امصار سندہ کے واقع ہی جیسا کہ بنگالہ اور بعضے کہتے ہین کہ مملکت چین اور
خطا بھی دامن مین اسی پہاڑ کے ہی دیلی مال ایک شہر ہی بیت آباد کہ دہان کی بھی خاک ہوئے سے
طلا حاصل ہوتا ہی منقول ہی کہ انہین پہاڑون مین ۱۱۳۰ گیارہ سی تیس ہجری مین شیخ محمد یار نامے ایک
شخص معتبر اور معتمد سلطان کا تعزیت نامہ راجہ نیپال کے نام کہ جامع فضلت اور جواہر اور گھوڑے اور
ہاتی حضور سے محمد شاہ بادشاہ کے لیکر دہان گیا تھا گھوڑے اور ہاتی تو دہان کے آدمی راہ مین
سے لیگئے اسواسطے کہ دہان کے لوگ ہندوستان کا کوہ سے اس ملک کے واقف نہین کرتے
ہین اور ایلچی مذکور طرف سے خارستان اور بیابان اور پہاڑون صعوبت گذار کے بہانت تعنت رنج اور
محنت اوٹھاکر بڑی سختی سے چار مہینے بعد کمایون مین پہونچا راجہ ایک باغ مین کہ وہ باغ نشاط
مارشاہ جہانبادہ شاہ کے نقل ہوا آئین ہے اس کی کہ ایلچی جس وقت آیا ہوا تھا راجہ کو
کہنا ایلچی کا کہ جب مین دروازہ پر باغ کے پہونچا کیا دیکھتا ہون کہ دیکھتا ہون مین ہزارون روپے ایلچی کے
ہوے رقص اور سرود مین مشغول ہین اور رودبرو سنگاسن یعنے تخت گاہ مینا کار کے ایک بڑا
حوض ہی دو گوشون پر اوسکے دو درخت ہین برابر درخت نونہال انبہ کے جو سل دیتا ہی ایک
سو نکلتا ہی دوسرا اور پیکا اور ہر شاخ پر طیور جیسا کہ طوطی شارک فاختہ کبوتر زاغ و زغن وغیرہ
سونے اور چاندی کے بیٹھے ہوے ہین اور چونچ مین ہر ایک کے فتیلے شمع کے رنگارنگ روشن اور
دوسری تجملات اور اسباب جاہ و حشم کا بیستور بادشاہون کے تھا عہدہ داریا یہ بیا یہ

اپنے کھڑے ہوئے تھے چوبدار نام ہر ایک کا لیکر مجرا کراتے تھے جب ایلچی آگے آیا اعزا تمام سے ملاقات کی اور جب قریب ہوا کہا اور آگے آؤ اور ایسا فرمایا کہ جاتے زمانہ کی تصدیع بہت اٹھائی ایلچی نے جواب دیا ایسی دولت کے بحضور کنار مین نہین آتی ہی حال محمد شاہ بادشاہ کا پوچھا اُسنے کہا جناب خلافتمآب کو آپ سے شکایت دوستانہ ہی کہ ہر اور مین رسم حاضل ایسا ہی کہ گھر مین جس کسیکے ماتم ہوتا ہی اطلاع کرتے ہین آپنے اِس باب مین تاخیر کی کہا بیان واقعی ہی تکثیر اپنی زبان سے یعنی تقصیر میری ہی سو اگر وہان کے راستی سے سوگند پر راجہ کی محافظ کرتے ہین اسواسطے کہ سوائے راجہ کے دوسرے کی پرستش کا رواج اس ملک مین نہین ہی سوگند مہادیو اور گنگا اور رام اور کرشن کی ہر گز خاطر مین نہین لاتے ہین اور جب سوگند راجہ کی دواو سوقت راستی پر خرید و فروخت کرتے ہین

صوبہ اوڈیسہ کا بیان

صوبہ اوڈیسہ
یک صوبہ
ہا ۔ ت محال
مصـ جمع کامل
للـ کروڑ
ر للـ لاکھ
جمـ دام
مـ روپیہ

حل لاکھ
می اساحد عت
عمہ سرکار

جلیسر | بہدرک | کٹک | راجمندری

اور موجب نسخہ جدید صوبہ اوڈیسہ پندرہ سرکار جگناتہ بنگالہ نجیب آباد سلیم آباد محمود آباد اسنے بنگالہ اوسلیم آباد اس صوبہ مین لکھا ہی ۲۵۸ دن

محال ایک لاک بارا ہزار نوسو ترپاسی موضع تمام زمین پانچ لاک پچیاسی نوے ہزار
اٹھاسی بیگہ انتیس قلعے محاصل کل صوبہ چالیس کروڑ ایک لاک پانچ ہزار ایک سو
پندرہ اسمت شیتی دریاے شور غربی دریاے بنگالہ جنوبی بنگالہ شمالی کوہستان طول محمود آباد دریاے شور تک
ایک سو بیس کوس عرض کاویرو سے تاکوہستان سو کوس یہ صوبہ اقلیم دوم سے ہی کیفیت
آب وہوا یہان کی سازگار ہی اس صوبہ مین آٹھ مہینے بارش ہوتی ہی اور کل ایک مہینے
گرمی باقی مہینے ٹھنڈ اکثر خشکسار ہوتی ہی خواجہ سرا اس دیار مین کرتے ہین اور بموجب نسخہ
جدید میوہ اور پھول اور کپوڑا یان یہ اشیا بہت پیدا ہوتے ہین اور بموجب کتاب قدیم پارچہ ہاے اجیا
بہم پہونچتا ہی اور وہان لین دین کوڑیون سے ہوتا ہی جو کہاڑی دریا سے ملتے ہین اور شہر
پیرسوتم پور مین تنجا جگناتھ کا ہی جو دریاے شور پر واقع ہی وہان بیرت جگناتھ کی ہوا کرتی
ہی اسکو راجہ اندرمن نے احداث کیا ہی اور اسکی بنا کی تاریخ کو چار ہزار سال گذرے ہین اور متصل
اسکے متعدد معابد ہنود کے ہین اور ایک تنجا ہی منسوب اوتار سے کہ بارہ برس کا خرچ اس
اسپر خرچ ہوکر تیار ہوا ہی بلندی اسکی دیوار کی ایک سو چالیس ہاتھ اور پرانی اسپر
اور صاحب نسخہ جدید لکھتا کہ جب کسیکی شادی ہوتی ہی تین دن تک دولہن کو حضرت مین
جگناتھ کی رکھتے ہین اور یہان کے ساکن کاغذ کی جا پر پتے تار کے استعمال کرتے ہین اور حساب وکتاب
اوسپر لکھا کرتے ہین نزدیک اس ملک کے ایک شہر ہی تریاراج کہ موضع ہوڑہ دریا کی رہا کرتی ہین
اور تمام کام مردون کے بجا لاتے ہین اور جملہ امور حکومت کے جاری کرتی ہین اور سواسی دانہ
ہین سو استرعورت نہین ڈاکنین اور مرد کیڑے عورتین کے پہنتے ہین تمام جسم کو

ضد دل سے راستہ کرتے ہین اور زر و زیور سے پیراستہ اور ایک ہفتہ بھر مین کئی شوہر کرتی ہین
اور طرفہ یہ لکھا ہے کہ وقت مجامعت کے بھی عورتین اوپر ہوتی ہین اور مرد نیچے کرتے ہین
لیکن جانسن جدید لکھتا ہے کہ یہ کرتی ہین مگر عین وقت پر جو کام مردانہ ہی مردہی کرتے ہین صوبہ اڑیسہ کا بیان

صوبہ بالوہ
یک صوبہ
بالوہ محل
ضلع کامل
سرکار
لک
دام
روپیہ

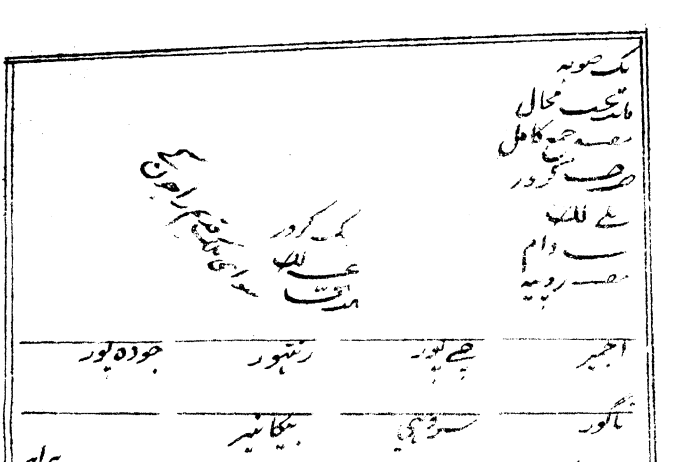
		محل لک	
		عدد ۱۱۱۹	
		ملک سرکار	
اوجین	رائسین	جندیری	سارنگ پور
بجاگڑھ	کاکرون	کوتری	مانڈیہ

اور بموجب نسخہ جدید چوتھا صوبہ دار الفتح اوجین ہے بارہ سرکار اوجین جندیری
سلسلہ سارنگ پور شاہ آباد کاکرون کوتری سونو محال برابر اٹھارہ ہزار ۱۸۰۰۰ سو نو ۳۰۰۹
چھ سو اٹھہتر موضع ایک کرور انتیس ۲۳ لاک چوسٹ ہزار پانسو تین تیس ۳۳ دام کل
محاصل تین تیس کرور نو لاک ستر ہزار یہ بھی برابر لیکن مقررہ روپیہ کے بموجب
کفایت انہی کے فی روپیہ چار دام آنہہ کرور سینتالیس لاک سین ست ہزار ہوتے ہین مگر صورت
زمینات کی جیسی کہ بموجب اصل کے نقل کی گئی ہے اور سمت شرقی ماندہ کرپہ کی طرف
صوبہ اورنگ آباد کے اور غربی احمد آباد اور جنوبی قلعہ نرور اور شمالی اجمیر طول

مانان گڈہ سے بانسواڑہ تک دو سو چالیس کوس اور عرض چندیری سے تانذ ربارڈ دو سو تیس کوس اور یہ
صوبہ اقلیم دوم سے ہی کیفیت اوجین قدیم شہر ہی تختگاہ راجہ بکرماجیت کی اور راجہ بہرتری
وغیرہ بھی سکونت رکھتے تھے اُسوقت آبادی بہت تھی دریا شیپر مانیچے سے اسکے جاتا ہی
ہنود کی ہی اور عجب یہ ہی کہ وہ کبھو کبھو موج دود کی مارتا ہی آدمی پر تن بھر بھر کر لاتے ہین
کہتے ہین کہ اوجین جو قدیم شہر تھا سقط سے الہی کے زمانہ سلف مین تہ و بالا ہو گیا پہلو مین اوسکے
دوسرا شہر آباد کئے ہین مقولہ مولف مولف عنہ کا ہی کہ حالت تحریر یک اوٹے پر تن حفر زمین سے نکلتے
ہین راستی پر اوسکے معاینہ گواہی دیتا ہی اور بموجب نسخہ جدید اوجین قدیم شہر کنارہ سپرا ندی کے
واقع ہی سوائے تختگاہ ہونے راجہ بکرماجیت کے راجہ بہرتری وغیرہ بھی ہین سکونت رکھتے تھے
دار الحکومت مالوہ کا ہی شہر تھا اکثر اُسوقت اہل علم و ہنر کا مسکن تھا معابد ہنود کے
ہنود کے یہان بہتیرے ہین اور اب علاقہ مین مہاراجہ سندیہ کے ہی اور چندیری بڑا شہر قدیم
قلعہ شکین رکھتا ہی اور صوبہ مالوہ مین قصبہ ہی کنارہ پر دریا سوارندہ کے اور منڈوہ بڑا شہر ہی
بارہ کوس پر دور قلعہ اوسکا ہی سالہا دار الملک سلاطین طوایف الملوک خلجی کا رہا اور
دہار قصبہ ہی زمانہ سابق مین تختگاہ راجہ بھوج کا تھا اور اندور شہر ہی قدیم مسکن مرہٹہ ہولکر کا
جیسا کہ اوجین مسکن سندیہ مرہٹہ کا اور بھوپال شہر ہی دار الملک افغانان کا متصل اوسکے
تالاب ہی اور شہر منڈو مین مزارات اولیا خواجگانون کا اور عیدگاہ انصاری وغیرہ ہی

صوبہ اجمیر کا بیان

صوبہ اجمیر اسیکو ملک مارواڑ کہتے ہین



صاحب نسخہ جدیدہ ہندوستان سرکار مین اور عوض بیکانیر کے سانبھر لکھتا ہی اسنا فرق ہی اور بحال برابر
ایک سو تیرا سو تین طاقہ ہی اور موضعے ساتھ ہزار تین سو پانچ اور کل محاصل پچپن کرور تین لاکھ
چھیاسی ہزار جسکہ حاصل مین اس صوبے کے تفاوت نہین ہی اس سے جانا جاتا ہی کہ مراد مؤلف
ہند کی بھی ان رقومات سے دام ہی مگر بحساب فی روپیہ چار دام میزان برابر نہین
ہوتی نہین معلوم کہ صاحب کتاب نے کیا جانکر لکھا ہی اگر برابر کہے الغیب عند اللہ
یا ہوں دام مین ہی بارہ پیسون مین تصویب ناچار ہو جب اصل کے نقل
کی گئی اور سمت شرقی اس صوبہ کا اکبرآباد ہی اور غربی دیبال پور صوبہ دارالامان
ملتان اور شمالی شاہجہان آباد و جنوبی دارالفتح اوجین اور طول بنانیر سے ماسانکانیر اور
جبل
میرک ایک سو آرسٹ کوس اور عرض اجمیر سے بانسواڑہ تک اکیسوا ٹھارہ کوس اور یہ صوبہ اقلیم
دوم سے ہی جسکہ بیچ زمین کی چھوڑدی ہی شاید ہوچکی نہین کیفیت راجواڑہ
اور مارواڑ لقب اوس ملک کا ہی اسواسطے کہ یہ سر زمین مارواڑ مین واقع ہی سرو دسرا ہی

اس ملک کی مشہور ہی اجمیر قدیم شہر ہی صاحب نسخہ جدید کا قول ہی کہ یہ شہر بنا لیا ہوا راجہ
آج کا ہی آبادی اوس شہر کی درمیان پہاڑ کے واقع ہوئی ہی اور زمانہ سابق مین سنسکرت مین
اوس پہاڑ کو کوہ میرک کہتے تھے اور جسکا بانی اوسکا راجہ آج ہی نام اوس شہر کا اجمیر قرار پایا
من بعد محمد اکبر بادشاہ نے شہر پناہ اور دوسرے مکانات بنوائے آب و ہوا وہان کی پاکیزہ
ہی اور یہ شہر دارالسلطنت راجہ پتھورا کا تھا اور بموجب قدیم کتاب مولف عمدہ کے شہر مذکور
متصل قلعہ تیلی کے جملہ محدثات سے راجہ پتھل کے بلندی پر کوہ دشوار گذار کے ہی اوسپر دکاہ
میران حسین خنگ سوار کی ہی کہ آپ معاونون اور اہل قرابت سے محمود غزنوی سلطان کے
تھے اور وہان کی حکومت انکے اختیار مین تھی زمیداران کفار نے انکو شہید کیا ہی اور اجمیر
اجمیر مین مزار مبارک حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کا ہی اور بقول نسخہ جدیدہ
آپکا تالاب پر چالیدہ کے ہی آپ وہین کہ اول اولیادون سے ہند مین تشریف لائے تھے اصل اسکے
تالاب ہی انا ساگر نام جسپر مشہور قلعہ ہی کہ اگلے زمانہ مین سردار وہان کا راجہ اول بنا کہ اپنے مین ولا
نشر واعادل کی کہلاتا تھا موضع سیوسدیہ مین اقامت کرتا تھا اسپر قوم کو اسکی سیوسدیہ بولتے ہین اور
یونا کے بھی قوم سے سیوسدیہ کے ہین اس ملک مین اکثر سنگستان ہی پانی کم ملتا ہی صوبہ گجرات کا بیان

صوبہ گجرات
ایک صوبہ
مامدآباد محل
مصطفےٰ جمع کامل
مدت اللہ
لنگر دام
مصطفےٰ روپیہ

ایک کمرور
کمپنی
مصطفےٰ

لوہ سرکار

احمد آباد — پٹن گجرات — بہروچ — بڑودہ

مادوب — چاپانیر — گودہرہ — سورٹھ — اسلام مکرغرف ۱۱ لار

اور بموجب نسخہ جدید صوبہ احمد آباد نو سرکار گجرات چاپانیر سول پٹھ اسلام آباد ڈنڈ بہروچ
سورت وغیرہ ایک سو ستیاسی محال اُن ہزار تین سو ستر موضع تیرانبد تمام زمین ایک کرور ستر
لاکھ پچاس ہزار ایک سو چھ ہر یکہ کا حاصل ستاون کرور سی تیس لاکھ نو ہزار ایک سو پچاس دام
سمت شرقی صوبہ دار الشرور برہانپور خاندیس غربی سری وارہ کہ ساحل پر دریائے شور کے ہے جنوبی کوہ
پایہ شمالی حامد پور اندور تول حدود برہانپور سے دو کالک تین سو دو کوس عرض حامد پور اندور سے
تا بندر روئی دو سو ساٹھ کوس اور یہ صوبہ اقلیم دوم سے قریب دریائے شور کے ہی کیفیت اگلے زمانہ میں
تخت گاہ اسکا پٹن اور چندری اور چاپانیر تھا و سلطان احمد شاہ بن مظفر شاہ گجراتی
آنہ سوا سو میں سریر آرا ہوا کنارہ دریائے ساحرمتی کے قلعہ متین اور شہر خوش آئین طرح دیکر
احمد آباد نام کیا یہ شہر چھاؤنی جہاں کا مشہور ہی اور تین کوس پر احمد آباد سے بیسوہ قصبہ
واقع ہی اکثر اولیا خصوصاً سید عالم و قطب عالم و والدہ ماجد شاہ عالم محبوب عالم کا اسجا ہی چنانچہ
ذکر اُن جناب کا اسکا اوس نواح میں کافی خوب پیدا ہوتی ہی اور بموجب نسخہ جدید دار الحکومت
اُسکی احمد آباد آباد کی ہوئی احمد شاہ بادشاہ گجراتی کی ہی کثرت باغات اور میوجات وغیرہ
کی ہی اقسمہ جیسا کہ زیادہ کمخواب وغیرہ سہان حد سے زیادہ ہی خرید و فروخت زر و جواہر
اور مروارید کی بہت ہوتی ہی نساج اور خاتم بند خطاط نقاش ہر قسم کے صناع اہل ہنر

ہر پیشہ کے یہان رہتے ہین لکہا ہی کہ احمد آباد کی بستی مع برہانہ اسّی کوس تک ہی ہزار
مسجد ہی اور مسجد وسیع طول مین ایک سو گز اور عرض مین اُنہ انوگز ساڑہے تین سو ہی
ہین بتیس ستون لعل پتہر کے ہین معبد سومنات کا اور تیرت ہمادیو اور بزدانہ کی اسی صوبہ
گجرات مین ہی اکثر آدمی وہان غریب خو اور خلیق مزاج خدا پرست ہوتے ہین اور خواجگان
اولیاء اللہ اُون کی یہان بکثرت ہین جاپانیر پہاڑ پر خوب قلعہ ہی آدہ کوس بلند اور پندرہ
سورت نامور بنادر سے ہی اور چند بندر دوسرے توابع سے اسکے ہین دریا بہی نزدیک سے
اوسکے گذرتی ہی اور سات کوس پر وہان سے دریا شور سے ملی ہی یہان سے طرح
طرح کے ملتے ہین خصوصی چکن کبیرا اوس سرزمین مین ہوتا ہی درمیان سورت اور بندر
ایک آباد کو ہستان ہی اوسکو بگلانہ کہتے ہین اور دریائے نربدا یا نربدا سے اوسکے گذرتا ہی
اور وہ کہاڑی دریا مین ملتا ہی اور سرکار سورت ملک جداگانہ ہی قدیم الایام سے
تصرف مین سلاطین ہمیشہ دکن کے تہا اور چونہ گڈہ سنگین قلعہ ہی سلطان محمود بیگڑہ
بعد محاربہ کے اُسپر متصرف ہوکر نزدیک اوسکے ایک قلعہ احداث کیا ہی اور آدہ کوس پر
سومنات سے سبا لگا نام ایک مکان ہی کہ وہان کنارہ پر دریائے سرستی کے پیپل کے
جہاڑ تلے شکاری کے ہاتہہ سے تیر یادون پرکشن جی کے لگا ہی اور کچہ ایک جداگانہ ولایت ہی
عرض و طول اسکا دو سو پچاس کوس ہی وہ مغرب رویہ سندہ کے ہی بیشتر رگبیابان ہی وہان بکریان
بہت ہوتی ہین اور گہوڑا تازی بجز اسکا مشہور ہی اور پتن سے بڑودہ تک سو کوس میدان
آم کی جہاڑی ہی اور انجیر اور انگور بہت ہین۔ صوبہ ٹہٹہ اور سندہ کا بیان

صوبہ ٹہٹہ

صوبہ بہٹہ دسندہ

یک صوبہ
۱ موضع محال
لکھ کرور
لاکھ لاکھ
ہزار ہزار
سو سو
دام دام

اور نسخہ جدید مین نام صوبہ کا بہٹہ بہکر لکھا ہی اور نام سرکار کے یہ ہین حویلی بہٹہ
اور حواہنکان اور خانک ٹانڈہ اور نصیر آباد اور محال برابر ہین اور موضع ایک ہزار تین سو
بیان کئے ہین اور بندر پانچ اور ایسا لکھا ہی کہ دفتر شاہی پر کاغذ اس صوبہ کی
پیایش کا نہین پہونچا اور محاصل مین فقط الوف ہین اختلاف ہی تین ہزار لکھے ہین
اور دام مین ہیوا اور خسرہ آئین لودا اور احاد مین نو دام زیادہ کئے ہین سمت شرقی صوبہ احمد آباد سے غربی
کی مکران جنوبی دریائے سندھ شمالی بہکر طول بہٹہ بہکر تک کچ مکران تک دسو بیگھا مین کوس اور عرض
پرگنہ سے بندر ے تک سو کوس اور یہ صوبہ اقلیم دوم سے ہی کیفیت اس ولایت مین
زمانہ سابق مین برہمن آباد نام ایک شہر بہت بڑا تختگاہ تھا صاحب نسخہ جدید لکھتا ہی
کہ دہان اولاد نے بنی تمیم انصاری کی مانو برس سلطنت کی ہی قلعہ مین اوسکے اکیذار
چار سو برج تھے بعد اوسکے اودہ پور دار الحکومت ہوا اس ولایت مین کان نمک اور
لوہے کی جا بجا ہی اور اکثر عورتین اوس ملک کی ڈاین ہوتی ہین اور ہیول بہت اور میوے
طرح طرح کے خصوص انبہ جو بیتا ہی اور نسخہ جدید مین ہی کہ قسم قسم کے رنگین تہرا اس نواحین ہوتے ہین
اور بہاچانول اور بجلی کی پیدایش بہت ہی دریا سندساکرا اور ماک اور راوی اور ستلج

وغیرہ تیس کوس کے فاصلہ پر اس صوبہ سے جمع ہوکر دریائے شور سے ملے ہین اور کتاب قدیم مین یہ بھی
لکھا ہی کہ بعض مرد بھی فسانہ و افسون سے خواص شیاطین کو پیدا کرتے ہین نظر انکی بد ہی کہ جسپر
کہ نگاہ کرتے ہین کلیجا اُوسکا نکال لیجاتے ہین اور وہ ہلاک ہوجاتا ہی اور تلوار وغیرہ سے کہ مایل
نہین ہوتے ٹھٹھہ مکان ہی منسوب دُکا سے نزدیک دریائے شور کے اور بکاسر سیستان کنارہ پر دریائے
سندھ کے حدود ملتان سے واقع ہی ٹھٹھہ اور بیچ مکران شمال رویہ پہاڑ دیکھے ہی کہ جسپر دنان کے
رئیس کی نگاہ ہی اور ہر ایک اُن مقامات سے موطن ہتی پہانز نکاہی اور بیکر سے بصرہ
اور امرکوٹ تک ہر قسم کے مردم سے آبادی ہی بسبب خوف راہ کے مسافر خشکی سے نہین جاتے ہین
دریائے شور سے تمام اجناس تجارت کے کشتیونمین بار کرکے لاتے ہین صوبہ لاہور کا بیان

صوبہ لاہور عرف پنجاب بلاقیہ سرکار کے نامی مکانات لکھے جاتے ہین

یک صوبہ
پہاڑ غیر محال
مقام جمع کامل
لوک کرور
لک لک
ہفت دام
مقام روپیہ

قلعہ سیالکوٹ امرکہ ہمین پیالہ کہ دنان دزیر آباد کہ دنان بکرات سام در
رنجیت سنگھ چہاد لی افسران قبر ہیرا اور راجا
رہتا تھا انگریزون کی ہی ہی

اور بموجب نسخہ جدید دارالسلطنت لاہور پانچ سرکار دوآبہ جالندر دریائے ستلج جوی بہشت
سنہ جملہ موضع دس ہزار گنے کا مکڑ وغیرہ تین سو یکاون تین ہزار دو سو چہین موضعی سوائے

دوابہ تمام زمین دو کروڑ ستائیس لاکھ تین ہزار دو سو چھپن بیگہ کل محاصل سوائے دوابہ اُنسٹھ کروڑ
پچیس لاکھ اناسی ہزار نو سو ستاون دام اور ایک کروڑ چھپن لاکھ انچاس ہزار سات سو
اکیاسی نقد سمت شرقی شہر ندغربی دارالامان ملتان جنوبی دیپالپور شمالی کوہستان
کشمیر طول دریائے ستلج سے دریائے سندہ تک ایک سو اسی کوس عرض ڈیڑھ سے تا کوہستان
سیکٹ اسی کوس اور یہ صوبہ اقلیم سوم سے ہی کیفیت بموجب نسخہ جدیدہ صوبہ بنجاب کہ مشہور ہی
اس لئے کہ اسمیں چھ دریا پانچ دوآبہ ہیں جسکا نام دریائے ستلج اور بیاہ اور چناب اور بہت
اور سندھ ساگر اور بعضے راوی کہتے ہیں اول نام لاہور کا لوہ اور تھا منسوب جو رائے چندر راجہ
کا تھا یہ صوبہ اول بحکومت ہندو سلاطین ملتان کے تھا اور جب قبض و تصرف میں سلطان محمود
غزنوی کے آیا ملک ایاز کے سپرد ہوا تب قلعہ کنارے دریائے راوی کے اسمیں بنایا اور گھنٹا
منش صاحبقران ثانی کہ اول دارالحکومت اس ملک کا قلعہ سیالکوٹ تھا اور یہ لفظ نے دونوں کے
گڑھا تھا بعد ہی میں سلطان محمود غزنوی کے اہتمام سے ملک شاہ لودہی کہ نسب اسکا
سلاطین غور و خراسان کو پہونچتا ہی بعہد واحداث پایا اور بلدہ لاہور اُنتیس سال دار
السلطنت اولاد سلطان محمود غزنوی کا رہا اور سکے بعد مدت تک تاتار خان کہ امرائے سلاطین
پہلو دل لودہی کے ہتا دارالحکومت اپنا کیا اور سکے بعد کامران مرزا جو خلف محمد بابر شاہ بادشاہ کا
تھا اُسنے اس شہر میں اقامت اختیار کی یہ باغ اُسکی آباد کیا ہوا ہی پھر محمد اکبر بادشاہ نے
اوس شہر میں قلعہ متین اور شہر پناہ احداث کیا ہی پھر عالمگیر نے ایک مسجد عالی بنا کی لکھا ہی
کہ پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ مبرور نے اُس میں صرف کئے آخر عہد میں تصرف میں راجہ

رنجیت سنگھ کے آبا اور انجمت حکومت ملکہ جہان پناہ انگلنڈ کے ہی چند کوس پر اس سے پیالہ ہی
قصبہ دلکت رام دیو نیسندانے کبوتہل کے ۱۷۵۸ آٹھ سو ستہتر ۸۷۰ اوسکو آباد کیا ہی اور رسے موصوف
جب شرف اسلام سے مشرف ہوا اُن روز وجب ہم پیالہ طغیانی سے پانی کی کہ ایکوقت دریا ستلج
سے دریا سے جناب تک تمام زمین ڈوب گئی تہی مدت تک ویران رہا اسی موجب پہلو مین اسکے
طرح آباد یکی ڈالی جسکو پٹیالہ زبان پنجابی مین معاوضہ کو کہتے ہین واسطے تبدیل جا کے یہ شہر پٹیالہ
موسوم ہوا اور جسکے آگے گوتم سے ہی کے تھا اور بسبب رفیق ہونے توفیق نیک کے مسلمان ہوا اور لاکھو
اسکی بہتی بولتے ہین بعد اسکے شیخ المشایخ کو دریے احداثات باغ سے اور عمارت سے آبادی کو
اوسکی رونق بخشی ہی اگرچہ اسی نواح مین باغات بہت ہین لیکن باغ شعلہ ماہ موصوف شالامار سے
خوب اور مرغوب ہی وہان فراش اولیا دون کی بہت ہین اور نزدیک اسکے دہان پور ایک مکان ہی
کہ بالعموم اوسجا سکونت رکہتا تھا اور بارہ کوس پر پٹیالہ سے کنارہ پر دریا راوی کے
اور ایک مکان ہی کہ اسکو ڈیرہ بولتے ہین بابا نانک مرشد قوم سکہ وہان رہا کرتا تہا اور وہ شخص کہ
کہ ۱۸۰۰ اٹہہ سو اسی مین بیچ زمانہ سلطان بہلول لودہی کے پیدا ہوا تہا
عہد پرمود یخانہ کے کار دونخان لودہی ملازم سلطان بہلول کے تہا پس ترک نوکری کر کے مانند جوگیون
صحرا نورد کے سیاحی مین عمر بسر کی مردم جاہل عوام اسپر اعتقاد لائے اب معتقد وکو اوسکے سکہان
کہتے ہین اور سکہ کی معنی شاگرد ہین ۱۵۹۶ پندرہ سو ستانوے مین بیچ عہد سلطان سلیم شاہ کے وقت ہستی کا بابا نانک
جیسا کہ رشید الدینخانی مین گذرا سودہرہ ایک قدیم قصبہ ہی علی مردان خان شاہ جہانی نے متصل قصبہ مذکور
کے ایک شہر موسوم ابراہیم آباد نام سے اپنے لیے آباد کیا ہی دو ایک جوت قصبہ ہین کہ عہد مین

اکبر بادشاہ کے

اکبر بادشاہ کے چند دہات پر کہ سیالکوٹ کے علیحدہ کئے گئے تھے جزیدہ اولیا شاہ دولانے
اوس نواحین باقامت اختیار کی نالاب اور کوئے اور مسجدین احداث پائین خصوصاً پانی پر پل کا باندہنا موجب
زیادہ آبادی کا ہوا کہتے ہین کہ دو حضرت خزانہ غیب پر دستدرس رکھتے تھے اس لئے داد و دہش بہت کرتے تھے
مسجدین اور خانقاہ اور پل اکثر جا احداث کئے ہین در سنہ ۱۰۹۲ ہجری سیاحی ہین جناب کی رحلت ہوئی
چونکہ یہ ولایت پانچ ندیون ہین واقع ہے اسواسطے اسکو پنجاب کہتے ہین اور اس صوبہ ہین
قدوۃ الاولیا شاہ جیو ہندا اولیا ہی کیا سے معروف ہین پانکا ذکر راقم کو بہم نہین پہونچا
جو ضمن ہین اولیا دون کے متضمن ہوتا فی الحقیقت وہ زمین اولیا خیز ہے اور عشق انگیز حسن ظاہری
اور سرو و سرائی وہان کی مشہور کنارہ پر اب بہت کے چار کوس پر ہزارہ میلا ہوتا ہے وہان قبر
رانجہا کی ہے اور نزدیک جہلم سہالان کے کنارہ پر ندی مذکور کے مسکن سسی تھا ہر کا تھا کہ وہ عاشق
رانجہا کی مشہور ہے اور ندی کوہستان جنت سے ایک حوض ہین سے نکلی ہے اور شہر میرٹھ کے بازار ہین سے
گذرتی ہوئی جا بجا اور سیر پل باندہے ہین اور حدود پکھلی سے دریائے کشن گنگا اس ندی ہین آکر ملا ہے
اور وہان سے ہمایان اور وانکلی کو حدود الایالت سرکردہ کہو کردن کا ہے ہو نکتی ہے اور سیر پور و جہلم
اور ندانہ اور چک باد اور سیرہ اور خوشاب پر دو نکتہ جہلم سہالان کے اب جناب سے ملتے
اور ہر پانچ دریا جہلم کی دریائے سندھ کو موسوم ہین اور کنارے پر دریائے سندھ کے اٹک کا قلعہ ہے اور درمیان
درمیان ہندوستان اور زابلستان کے برزخ ہے یعنے حدود ہندوستان کے وہان سے ہے کہ
اُس طرف مسکن افغانونکا ہے اور اسطرف طرق اطوار زبان ہندوستانی کی یہ ولایت
پانچ سرکار پانچ دوابہ نام سے پنجاب کے مشہور ہے **صوبہ ملتان کا بیان**

صوبہ ملتان

ملک صوبہ
لکھ محال
مع جمع کامل
اللہ عدد کرور
اللہ لکھ
وصل دام
مع روپیہ

وصل لکھ
برائے اخراجات
ملکی سرکار

ملتان ۔ دیپال پور ۔ بہکر ۔ ۲

اور بموجب نسخہ جدید دار الامان صوبہ ملتان پانچ سرکار جویلی ملتان و ہزارہ و غیرہ
اٹھانوے محال نو ہزار دو سو ستاون موضع تمام زمین چوالیس لاکھ پچاس ہزار دو سو
چھبیس بیگہ کل محاصل پچیس کرور ستاسی لاکھ بیانوے ہزار چھ سو ستر دام سمت شرقی سے
اور اٹک غربی کچ مکران جنوبی سورکوٹ شمالی لاہور طول چار سو کوس عرض تین سو سات
کوس اور یہ صوبہ اقلیم سوم سے ہی کیفیت صاحب نسخہ جدید لکھتا ہی یہ قدیم شہر ہے
تمام دریا پنجاب کے دریا سے بیاس تک اسی شہر کے تلے ہین اس نواحی قلعہ ایسٹ میں
حکومت
کے بنے ہوے مضبوط ہین یہ ملک اول تصرف مین راجگان دہلی کے تہا وہان حکام مسدہ کی چندے
رہی پہر تصرف مین غزنویون کے آیا بعد معزالدین سام کے والیان ملتان باج گذار سلاطین دہلی کے
رہے اور وقت مین محمد اکبر بادشاہ کے داخل صوبجات ہندوستان کا ہوا اور بعد انحطاط
پانے سلطنت چغتائیون کے تصرف مین افاغنان صدوزائی کے آیا ان سے راجہ رنجیت سنگھ نے

بہ چھین لیا

ہین لیا اب قبضہ مین سرکار انگریز بہادر کے ہی حضرت شیخ بہاوالدین زکریا اور سید جلال بخاری
اور سید صدرالدین اور حضرت شمس تبریز وغیرہ قدس سرہم بہت اولیا اسرا حت فرما اس صوبہ مین ہین اور
منشی جی نے تحریر کیا کہ اس ملک مین گرما بہت اور بارش کم ہی اور سرما معتدل پر ہوتا ہی اور غربر یہ کوہ
بلوچون کے دامن مین اوسطرف دریا سندھ کے خواجگاہ سلطان سرور رحمۃ اللہ کی ہی کرامات انکے مشہور
ہین اور شہر پاک پتن مین عرف اجودہن درگاہ حضرت شیخ فریدشکر گنج کی ہی قدس سرہ یہ ملک عہد
مین سلطان علاوالدین ثانی کے تصرف سے انکے نکلکر قوم لنگاہ سے متعلق ہوا پھر سلطان حسین لنگاہ نے
اپنے عصر مین کرودسے مانکوٹ تک جاگیر واسطے ملک سہراب وغیرہ کے قوم بلوچون کی وہ مکران اور کچ
سے نزدیک وسکے آہو بکا ہا مقرر کی جنوبر یہ ملتان کے بہکر نام قلعہ ہی اور درمیان سیوی اور بہکر کے
ایک جنگل کشادہ ہی کہ جہان دہوپ مین بیٹھنے تک گرم ہوا بہتی ہی جبکہ ملتان لاہور کشمیر قبضہ مین
راجہ رنجیت سنگھ کے رہا رواج اسلام کا خصوصًا اذان کا دینا مطلق ممنوع تہا انکا حال معلوم نہین

صوبہ کشمر کا بیان

صوبہ کشمیر بلاقید سرکار

ملک ناصریہ

بلتیہ اجمال

مصنف جمع کامل

مرتب کردہ

ملک

وقائع دام

مصنف

روسیہ

ملک

ای عاجز

اوسوجب نسخہ جدیدہ صوبہ کشمیر سری نگر گیارہ سرکار کشمیر کا مزاج تبت کشتوار بکہلی وغیرہ پرگنہ مجال
پانچہزار ایک سو باون موضعی کاغذ تمام رہتی ہی پیمایش اس صوبہ کا دفتر نہین ہوا فقط گنتی
اراضی خاص کشمیر کی گیارہ ہزار تین سو ستاون بیگہ ہی اور پکہلی کے ایکہزار چار سو چھے
کل محاصل چھتیس کرور ستیانوے لاکہ گیارہ ہزار تین سو ستیاسی دام نقدی چونتیس لاکہ اٹہاون
ہزار نوسو تریاسی دام سمت شرقی دریا جناب غربی کوہ کلان اور دریا کشتک جنوب
ولایت سکہران شمال تبت خرد طول دریا کشتک سے ایک سو بیس کوس اور عرض ساٹہ
کوس یہ صوبہ اقلیم سوم سے ہی کیفیت بموجب نسخہ جدیدہ یہ صوبہ مابین پہاڑون کے واقع ہی اس
مین سردی بہت ہی برف اکثر برستی ہی اور موافق گفتار منشی صاحب کے دار الملک اس ولایت کا
قدیم سری نگر ہی آبادی اوسکی چار فرسنگ تک ہی دریا بیچ اور بارہ لیجہ دریا سے اس صوبہ کے
گذرتا ہی اہل علم و ہنر بہت ہوتے ہین لوگ بیماکے کاریگر کثرت باغات کی ہی ہولمین لوبی بہت
ہوتی ہی بیان کے چشمون کی تاثیرات عجایب غرایب ہین کشمیر بیان انواع و اقسام کا ہوتا ہی خصوصًا
شال دوشالے بہاکے کاریگر خوب بنتے ہین باشندے بیان کے تمام گہر لکڑی کا بناتے ہین اس ملک مین
دیوار کی رسم نہین ہی اور چھت کے لالہ بوتے ہین بہار کے موسم مین جب پھول کہلتی ہی نظارہ کرتے
ہین اور انکیطرف اس پرگنہ کے باگ مشہور ہی اور موضع مین پورا اور کسیر مین زعفران بوتے ہین آخر ماہ فروردی
مین کرم پیلہ اس نواحی مین ہوتا ہی راقم نے بھی اس شہر حیدر آباد مین اون کیڑون کو دیکہا ہی جسکے
کپڑے ہین لال کاغذ پہرا نہین رکہتے ہین وہ انڈے دیکر مرجاتے ہین اول بارش بیک کپڑے پہرا نہین
پہر دو بچے ہوتے ہین تا جو شم کے پیٹ مین سے انکے نکلتے ہین اپنے پر لپیٹتے ہین پہرا نہین پر نکلتے

ہین زیادہ آسیمین ملتے ہین اندے دیتا ترو ع کرتے ہین ہر لعین تب آتی ہے اوسکی اذیت سے مرجاتے
ہین یہی عیش دنیا کا واسطے انکے ہی حسا کتاب لکھتا ہی کہ بعد حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے کوئی بنیا
اور اولیا اے امت مرحومہ سے قدم رنجہ فرما اس دیار کے ہوے مگر سید علی ہمدانی اس زمانہ مین کہ وہان ایک دکان
سلف نام دلو پیدا ہوا تھا کہ اکثر خوبصورت عورتون سے آکر ہم بستر ہوا کرتا تھا خلقت تمام نالان تھی حسن سعی
سے اُن سید بزرگوار کے وہ فعل ممنوع اور وہ ظالم بدکیش مقتول ہوا اور بتخانہ اوسکا اپنہ لم یایا
چنانچہ تا حال وہ زبدہ اولیا کی تا حال موجود ہی اور آثار تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھی پائے ہین
یہ ملک چار ہزار سال سے تصرف راجگان ہند کے تھا سنہ ۴۳۲ سات سو بیالیس مین شاہ میران نام ایک سوداگر
تھا موضع ارنے سیمنہ دلو جو راجہ دنکا تھا اوسکا نوکر ہو کر بمرور ترقی حاصل کی انہین دنون مین لنگر چک
بھی کہ نوم چکو نکا ہی ولایت سے وارد کشمیر ہوا پس سنہ ۷۴۲ سات سو چوالیس مین رنجو نام بادشاہ
تبت کی جمعیت سے آکر کشمیر کا ملک مالا تھ سے آفتاب پرست کفارون کے اپنے تصرف مین لایا اوسمین دلو
بھوٹی جمعیت سے طرف کشور کے بھاگا اور بعد آٹھ مہینے کے وہان سے طرف ہندوستان کے چلا درمیان
کوہستان کے آثار راہ ایسی برف پڑی کہ تمام جمعیت اوسکی مع راجہ ہلاک ہوگئے بعد اسکے رنجو نے
چند سال تک ملک کشمیر پر بادشاہی کی اور شہ میران کو بچہ اپنا قرار دیا اور جب رنجو گذر گیا
کوتہ رنی بیبی ہین اوسکی تخت نشین ہوئی شاہ میران نے اعیان وارکان سے موافقت پیدا کر کے
قوت وملکت خوب حاصل کی اور کوتہ رنی کو حبالہ نکاح مین اپنے لایا پس سنہ ۷۴۶ آٹھ سو سینتالیس
مین تخت سلطنت پر کشمیر کے جلوس کیا اولاد اوسکی چند سال بادشاہی کی آخر کار یوسف شاہ
سنہ ۹۳۲ نو سو تیس مین شامل امرائے اکبر بادشاہ کا ہوا یہ جب سلطنت دہلی کی ضعیف ہوگئی بعد عہد محمد شاہ

چغتائی کے تسلط مین سلاطین افاغنہ درانیون کے رہا ہو قبضہ مین راجہ رنجیت سنگھ کے آیا چنانچہ ہنوز متعلقان
کلاں سنگھ کے تصرف مین ہی صوبہ کابل کا بیان

صوبہ کابل

یک صوبہ
سی و نومان
ہفت کرور
سی لک
چہل دام
شصت روپیہ

یہ سب لک
یہ ہاصل
سی سرکار ملا صد دام

اور نسخہ جدید مین نام سرکارون کے یہ لکھے ہین کابل قندہار غزنین جلال آباد
باجورہ پشاور لمغان وغیرہ اور تمالیس مہال چھتیس ۳۶ ولایت ہر تومان مین چند مہال اور ہین
ایسا لکھا ہی کہ کوہ ضلع کو کہتے ہین تمام زمین شمار اوسکا نامعلوم کل محاصل تیس کرور چوبیس ۳۴
لاکھ اسّہ ہزار اور نقدی چالیس لاکھ ترین ہزار تومان سمت شرقی دریاے سندہ غربی غور سندھ
جنوبی تومان اور فرتل اور کردیز شمالی اندراب اور بدخشان اور سندہ کوہ طول دریاے اٹک
سے سندہ کوہ تک ایکسو پچاس کوس اور عرض فراخ قندہار سے خضدار تک سو کوس اور
صوبہ ہندوستان مین اقلیم سوم اور چہارم سے ہی کیفیت یہ قدیم شہر ہی قلعہ استوار اسکا
بنا کیا ہوا یشنگ بن تورین فریدون کا ہی اور آبادی اوسکی وقت تک مولف عفنہ دو ہزار
برس سے ہی تا حال بیس بائیس سال اور ہوے ہونگے اور اراک اسکا یعنی چھوٹا سا قلعہ جو قلعہ
بیرک کے درمیان ہی ایک پہاڑی پر ہی کہ دامان سے کوہ تپی جسکو صاحب غفانین کھتے ہین

دکھتا ہی

دکھتا ہی اور واہن مین اسکے الگ نالے دلہریب کہ اسکو پنجاب کابل کہتے ہین دلکشا ہی اور نومان غور مین
جو طرف بلخ کے واقع ہی نیز اس کوہ کے ریگزار سے اسکو ریگ روان کہتے ہین کہ امین اوازہ
دہل کا رکھتا ہی سے نکلتا ہی اور یہ قومان منبہ پر شکر قوان کے ہی اور حد بلخ کی سے محکم ہی
اور قومان ضحاک اور دہانہ آنار سے اگلے لوگون کے ہی اور جہانسے حدیہ لکھتا ہی کہ صوبہ کابل مین
برف بہت پڑتا ہی یہان تک کہ مہینہ مین سردی ہوتی ہی اور وہوا معتدل ہی اور اسمین وقت نائیہ
کثرت باغات کے پھل پیدا ہوتے ہین یہ جا تختگاہ اولاد تور کی ہی چنانچہ اکثر بادشاہ
وعمارات عالیشان کی تعمیر کئے ہوئے بابر و ہمایون اور اکبر جہانگیر وغیرہ سلاطین تیموریہ کے
اسکابل مین موجود ہین اور قبر بابر اور مزار شیخ ولی خلف بابا ولی مشہور اور محل حکیم مرزا علیخان ہمایون کی شہر کابل
مین ہی بعد انحطاط سلطنت تیموریہ کے نادر شاہ کے زمانہ تک یہ جا تختگاہ احمد شاہ درانی کی رہی ہی اخلاق
شاہ مذکور کی وہان تہی ہیر دوست محمد خان مسلط ہوا اولاد خان مذکور کی ہی وہ سب مسلمان ہین ہندو بہت کم اور بجز زبان فارسی یا افغانی کے ہندی کوئی زبان نہین بولتا اور
غزنین کہ اوسکو زابل کہتے ہین وہ اول زمانہ مین تختگاہ خراسان کی رہتی مخصوصاً بادشاہی
سلطان ناصر الدین سبکتگین اور سلطان محمد غزنوی اور سلطان شہاب الدین غوری کا کہ
اب اوسکا خاک تازی کو پہونچا ہی کہتے ہین کہ غزنین مبارک جا ہی خوابگاہ حکیم
سنائی کی اور بہت اولیا اللہ وہان مدفون ہین اور کثرت برف اور شدت سرما سے
اوسکو برابر تبریز اور سمرقند کے نشان دیتے ہین اور قومان لوہ کہ وہ مقام حاکم کا رہتے
کی جا ہی اور قومان مندرا اور روعلی سنگ منبہ پر کافرستان کے ہی اور قومان

شکھارا کے زمانہ مین جو بی ساہی نام مشہور تھا اور داروغہ تھسن اوسکا بیٹہ بوہرہ زمانہ مین محمد اکبر
طرف
بادشاہ کے شہر جلال آباد احداث پایا اور کوہ کافران وہان سے نزدیک ہی اور تومان بجور ولایتہ
کاشغر کے ہی ہر ہر قلعہ وہانکا حاکم کے رہنے کی جاہی اور پہاڑ جو مابین قلعہ بجور اکے واقع ہین جملہ
مساکن افغانون کے ہین اور طول تومان بجور پچیس کوس عرض دس کوس اور تومان سواد بھی طرف
کاشغر کے ہی اور قصبہ منگل پور اوس تومان کے حاکم کی رہنے کی جاہی اور طول چالیس کوس ہی عرض اور
پندرہ کوس تمام اہل لشکر یہان کے پٹہان یوسف زائی ہین اور تومان بکرام مشہور بہ طرف
ہندوستان کے ہی اور اس تومان مین بنگاہ افغانان مہمند کی ہی اور بنا وشہر قدیم ہزارہ کے
کہڑی کے ہی وہان سابق مین ایک معبد جوگیونکا تھا عہد مین شاہجہان بادشاہ کے منہدم ہوا اور تومان
بنگش طرف ملتان کے واقع ہی وہانکے رہنے والے بہت پٹہانون کی قوم سے ہین اور سمرقند و بخارا
یہ دو پرگنے مشتمل پنجاب کو ہین اور فرنگ کو تومان کہتے ہین نہین معلوم یہ کیا لکھتا ہی لیکن برہان قاطع سے
راقم کو ثابت ہوا ہی کہ تومن سو کالون کا ہوتا ہی اور طرف کابل کے منزل لوگ رہتا کرتے ہین اور اکثر مشتمل
ہین اولاد چغتائی خان چنگیز خان کے کہلاتے ہین اور یہان لوگ اصل مین بنی اسرائیل اولاد یعقوب سے اصل
کی بجملہ برادرون کے یوسف علیہما السلام کے ہین اور افغنہ بن ارمیا بن یرگون قوم ہذا کے بھائی اصفہ کے ہین جو وزیر
حضرت سلیمان علیہ السلام کے تھے اسواسطے انکو افغان کہتے ہین الاطلاق لفظ پٹہان کا زمانہ سے حضرت سرور
انبیا خلاصہ کائنات جناب مستطاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی اسطرح سے کہ قیس عبد
الرشید جو کہ جد اعلی ان لوگون کے ہین انکے جنگ مین فتح مکہ کے خالد بن ولید کے ساتھ جو ہم قوم قیس عبد
الرشید کے تھے اور بعض کہتے ہین برادر تردات نمایان عمل مین لائے خطاب پیشگاہ سے حضرت کے فتحیاب پایا

اور پٹہان

اور فتحان عبارت اس لکڑی سے کشتی کے ہی کہ جسپر مداشتی کا ہوتا ہی پھر تغیر پاکر پٹھان ہوا
طول اس صوبہ کا اٹک بنارس سے ہندوکوہ تک دیڑھ کوس ہی اور عرض فراباغ قندہار
سے جغان سرا تک سو کوس سمت شرقی اسکا دریاے سند ہی اور غربی غزنی اور شمالی
اندراب وبدخشان اور ہندوکوہ اور جنوبی قرمل وکاشغر وبکرار یہ تو مدت تک تصرف میں بادشاہان
دہلی کے تھا بعد ضعیف ہوجانے سلطنت انکے درانی قوم پر قرار پایا صوبہ قندہار کا بیان

صوبہ قندہار

یک صوبہ
لک کروڑ
یک لاکھ
یک لاکھ
ہفت
یک تومان
چہل دام
صد روپیہ

چونکہ اس صوبہ کو صاحب نسخہ جدید مجمع السلاطین کابل میں شریک کیا ہی چھوڑ دیا اسواسطے کچھ
اختلاف بیان لکھنے میں نہیں آیا اور اسکے بھی کیفیت کچھ نہیں لکھی تھوڑا سا احوال حکام کا لکھا ہی جنانچہ
بیان ہوتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے یکسی صوبہ ہیں اور صوبہ قندہار داخل صوبہ کابل ہی
کیفیت ہموقت کہ عبد الملک بن مروان ملک دمشق میں مسند خلافت پر کہ ملکا عضو ضایعات اس ہی
متمکن ہوا اور حجاج بن یوسف تقفی ظالم وزیر اور سپہ سالار اوسکا قرار پایا عماد الدین کو کہ دو
داماد
اور ہمشیرہ زادہ اسکا تھا بہت جمعیت دیکر بہرام والی خراسان وقندہار پر بھیجا اوسنے وہاں جاکر
شکست پائی پھر بعد چند سال کے جب جلال الدین بیٹا بہرام مرحوم کا جاے پر باپ کی تخت خراسان
وغورو قندہار پر مسلط ہوا محمد علاو الدین بار دیگر بہت لشکر سے ملک خراسان وغیرہ پر آیا

اور یورش کرکے بعد جنگ عظیم مارا گیا حجاج بن یوسف غضبناک ہوکر ایلتکین کو ولایت خراسان
وغیرہ پر روانہ کیا وہ جنگ شدید کے بعد غالب آیا اور سلطان جلال الدین حسن شکست فاش پاکر
مع چھوٹے بھائی کمال الدین محمود کے آوارہ دشت حرمان کا ہوا ایلتکین نے چہ سال خراسان کی
سلطنت کی بعد اسکا بیٹا سبکتکین ہوا ۳۷۷ھ تین سو اکہتر میں اکثر بلاد ہندوستان کو مسخر کئے
راجہ جیپال کو عاجز اور زبون فرمایا اول جو شخص کہ ملک ہند و ستان میں رواج اسلام کا آغاز کیا اور
بنیاد جہد کی ڈالی سبکتکین ہی اسیطرح ہر سبیل طبقات جیسا کہ رشید الدین فی میں گذرا عمل اہل اسلام کا
چلا آیا ۷۷۷ھ سلطنت غزنین اولاد عالمگیر تیموری بابر کی ہتی اب چہار سو عمل سلطانیہ ملکہ انگلشیہ کا ہے
انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کیا جائیگا شعاع دوم صوبجات دکن کے بیان میں بعض کا قول ہے اس ہنگ کو دکن
اسواسطے کہتے ہیں کہ یہ جنوب رویہ ہے واقع ہوا اور دکن زبانہ میں منوکو کہتے ہیں اور یہاں ہشت دیکھی
زبانیں قسم ہیں کنڑی مرہٹی تلنگی چنانچہ صوبہ اورنگ آباد اور برار اور خاندیس میں مرہٹی کا
اور صوبہ بیدر اور بیجاپور میں کنڑی اور صوبہ حیدرآباد میں تلنگی اور مولف تاریخ گلشن
ابراہیمی محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ مرہٹہ اور کنڑ اور تلنگ تینوں بیٹے دکن کے ہیں اور دکن بیٹا
ہندبن حام بن نوح علیہ السلام کا اور انہی تین آدمیوں کی اولاد سے یہ ملک بسا ہی اسطے یہاں کی
زبان تین قسم پر ہی لیکن اب بانہ کنڑ سے سب جگہ کے مسلمان لوگ ہندی اردو زبان بولتے ہیں مگر
اردو زبان ایسی نہیں جو ہر کوئی بولے اپنے اپنے حوصلہ موافق بول لیتے ہیں انمیں شعرا فصیح اور خاص
اردو تو شہر لکھنؤ سے خاص ہے سو وہاں کے لوگ بھی سیکھنے میں مشقت اوٹھاتے ہیں اور جید زیادہ
اور اسکے اطراف و جوانب میں خصوص بیجاپور میں دکنی زبان ہی دے لوگ اپنے روزمرہ موافق اس

زمانہ مین کتابین نظم و نثر لکھی ہین ابنمین ولی اور سراج یہ دو شاعر مصیح تھے اب ہر چند کہ لوگ یہان کے
اردو نہین جانتے پر انکی زبان پر ہنستے ہین مگر اب کے شاعر یہان کے چونکہ بہت شعرا ہند کے یہان آئے ہین
اونسے صحبت رہی ہی اور دوانمین متقدمین کے دیکھے ہین اردو سیکھتے ہین اور یہان کے استادون سے سنہ
کرتے ہین لیکن عجب بات ہی کہ بعض قابل یہان کے لفظ فارسی عربی گفتگو مین ملاتے ہین اور تسپر فخر کرتے
ہین جانتے کہ یہ کمال عیب ہے نامہ نگارین بیس ۲۳ سال سے دریں اصلاح اپنی زبان کے ہی بلکہ
اسی مین ایک رسالہ لکھا ہی کہ بکار آمد دوسرون کا ہو اور تانیث و تذکیر کا امتیاز پیدا کرین اور بنکا
حرف اوسکی طرح استعمال کرین اور قدیم زبان تلنگی پر ہی کنڑی ہندو لوگ کہا کرتے ہین اوسکو سب
عیوب جانتے ہین اور بعضی ہلکے پیشہ کے مسلمان شاگرد پیشہ کے لوگون سے جو کوئی یہ زبان سیکھ لیتا ہی اسکو
بہت حقیر جانتے ہین اب زبان یہان کی بہت درست ہوئی ہی اور آیندہ توقع ہی لیکن مشکل یہ ہی
کہ روز بان لکھنو کی زبان روز بروز متغیر ہوتی جاتی ہی کو اب نہایت درجہ پر فصاحت کے ہی
ہین معلوم آگے کیا ہوا اور صوبہ بیدر وسط دکن مین واقع ہی خصوص شہر بیدر کہ اگلے زمانہ مین
تختگاہ راجون کی تھی گویا وہ ناف دکن کی ہی سلاطین ہمیشہ یہی رہین سکونت رکھتے تھے اور
راجے یہان اول ابا و اجداد سیوراج کے تھے جسوقت کہ بکرماجیت نے سلطنت مالوی کشن راے
کو فوج کثیر دیکر واسطے تسخیر دکن کے روانہ کیا وہ شیور اے پر غالب آیا اور اس ملک پر تسلط پایا
اولاد اسکی ڈیڑھ ہزار برس تک سلطنت پر اس ملک کی کامیاب رہے اور تاریخ تلنگی کے اگرچہ
اکثر غلبہ پرتاپ رودر راجہ تلنگانہ کا رہا پر تخت انکا شہر ہنمکنڈہ اور ورنگل تھا رہا لیکن اصل مین
مستقل راجے اوس ملک کے یہی تھے کہ مذکور ہوے پایہ تخت انکا شہر ہی رہا تھا جب حسن

کا نکوی ہمنی نے جو ملازم سلطان محمد تغلق شاہ کا تہا زور طالع سے سات سو پینتیس ہجری مین سلطنت
ملک دکن کی پائی راجے یہان کے بمرور شکست پائے الحمد للہ رواج دین اسلام کا دکن مین
شایع ہوا شرح اوسکی مبسوط کتب مین ہو گی اور تمام دکن مین چھوٹے بڑے

ملک دکن

۱۵ صوبہ

الہ محل

مع جمع کامل عہد عالمگیر

۱۵ کرور

۱۵ لک

۱۵ ہزار

۹

۱۵ صوبہ

محمد آباد بیدر	فرخندہ بنیاد حیدر آباد	نجبت بنیاد اورنگ آباد	دار الظفر بیجاپور
صوبہ	صوبہ	صوبہ	صوبہ

خاندیس	برار
صوبہ	صوبہ

صوبۂ محمد آباد کا بیان

صوبۂ محمد آباد بیدر مخاطب ظفر آباد

یک صوبہ

۱۵ محل

مع جمع کامل

۱۵ لک

۱۵ ہزار

۵

صوبۂ خجستہ آباد

صوبہ محمد آباد	فیروز گڈہ ایگیر	مظفر نگر ملکیٹر	ناندیر
سرکار	سرکار	سرکار	سرکار
کلیان	اکل کوٹہ		
سرکار	سرکار		

اور بموجب نسخہ جدید نو سرکار جو یلی محمد آباد کلیان رانہ گڈہ ناندیر ایگیسو ستر محال دس ہزار آٹھ سو پیہانو موضع تمام زمین اٹھتر لاک بتیس ہزار پانسو چوریاسی گز دس گرہ کل محاصل گیارہ کرور چھیاسی ہزار انیاسی لاک سمت شرقی حیدر آباد غربی اورنگ آباد جنوبی گلبرگہ شمالی برہانپور طول بندر پورنی سے گلبرگہ تک ایک سو پندرہ کوس عرض شنام گڈہ سے فتح پور تک ایگیسو پچیانوے کوس اور یہ صوبہ قدیم سے ہی کیفیت بموجب نسخہ جدید یہ شہر قدیم ہی عمارات یہاں کے پختہ ہوں پہل بہت بدری یا ان ایجاد بنتے ہین گرمی سردی یہاں اعتدال پر ہی اور بارشین شام صبح احتیاج سرما کا لباس کی ہوتی ہے یہاں کے لوگ صناع اور بہت کاریگر اصل کمال ہوتے ہین لکھا ہی کہ زمانہ سابق مین یہاں ہون یعنے ٹکڑے سونے کے برسے ہین آج کل یہان نہین ہیں اور بموجب نسخہ جدید نشی صاحب کے صوبہ محمد آباد بید ایک ملک ہے ایک مملکت مرہٹہ اور نرسرا اور تلنگ کے واقع ہی شرقی اسکا ملک تلنگانہ اور شمالی صوبہ برار اور غربی ملک مرہٹہ جنوبی ملک کینڑا اور کرناٹک آدمی وہان کے اکثر کنڑی تلنگی مرہٹی زبان کہتے ہین اور ہندی کچھ آتی بھی بولتے ہین زمین غربی اس بلد یکا چیے کوس تک بالا گہاٹ کے موضع خانا پور تک ہے اور جنوبی بارہ کوس تک تا قصبہ بیری یہاں کی سرخ مصفا خوش فضا قابل اور لایق زراعت کے ہیو کے طرح طرح کے ہر قسم کا غلہ اسی سرزمین مین ہوتا ہی قند اور راب سفید اور شکر سفید یہان کی مشہور خانچہ بدری گڑ راقم نے بھی غلہ فروشون کو

کہتے سنا ہی تاریخ فرشتہ مین لکہا ہی کہ خواجہ محمود کا دل کہ ذکر اوسکا آویگا اوس سرزمین مین غفران مآب
امرود ہوے تھے محاصل اسکا حاصل کیا تھا کہتے ہین اب بھی اگر کوئی غفران بونا جانتا ہو تو شاید ہو گی اور یہ بات
کیا خوب ہے کہ اس سرزمین مین بارشین کبھی نہین ہوتی یہانتک کہ پانون آدمی کے اور سم حیوانون کے
اس موسم مین گل آلودہ نہین ہوتے اور آب و ہوا اسکی خوب اور معتدل یعنی آب و ہوا سے اور ملکین اس دیار کے
ہی آم و انکا خوب اور میٹھا ہوتا ہی اور جو جہاڑ و ٹان لگاوے پانی سینچے اور داشت کرے پھولتا پھلتا ہی
یہ بلدہ ہمیشہ دارالسلطنت دکن کے رہا ہی برہمنون کی کتابون مین دکن کے کہ پانچ ہزار برس سے
جو بانی کرشن تالیف ہوئین ہین اور مصنف تاریخ فرشتہ کے ترجمہ اوسکا کیا ہی لکہا ہی کہ دکن کے
راجون کا دارالسلطنت شہر بیدر تھا ملک مرہٹہ اور کنڑ اور تلنگ اور کرناٹک انکے قلمرو مین تہا خصوصا راجہ
بہیم سین کہ شجاعت اور سخاوت مین چند آگیا بلند کیا تھا ایک لڑکی دمینی نام رکہتا تھا آپ سے راجہ
حاکم مالوہ کا عاشق ہوا تھا داستان اوسکی شیخ فیضی فیاضی نے نلدمن مشتمل مین اپنی شعر مین
لکہی ہی اور سخن کی دیبی بعد مرور دہور کے راجون وہان کے اثر نہا اور ایک کتاب ریخ تلنگی مین
لکہا ہی کہ کیدار بیدری نام راجہ اسجا کا ہم عصر راجہ پرتاب رودر کا تھا پس پانسو ہجری مین جب
سلطان ہند کا راجون پر دکن کے غالب آیا وقت مین سلطان شہاب الدین غوری کے یہ ملک تصرف
مین سلاطین اسلام کے آیا خصوصا سلطان محمد تغلق نے قلعہ دیوگیر عرف دیوگر کا منہدم کر کے دولت آباد
نام رکہا اور مقر سلطنت اپنی کیا اور بعد چندے وہ توجہات کو چلا گیا نذکرون سے اسکے سلطان
حسن کانکو بہمنی کہ اوایل مین یکصدی منصب رکہتا تھا طالع ہمایون کے زور سے ملک دکن پر
استقلال بہم پہونچایا اور بعد قتل و نہب بعماد الملک تبریزی کے کہ وہ داماد سلطان محمد کا

شہر بیدر مین تھا تسلط پاکر ۷۲۵ھ سنہ ہیجیسین مین پنج نواح دولت آباد کے تخت نشین ہوا
اور شہر گلبرگہ کو کہ اوایل مین بعضے محالات اوسکے جاگیر مین تھے تبک جانکر پایتخت اپنا کیا ملک کو لکنڈہ
اور کو اس نہج دوسرے محالات کہ ریک مین تیس لاک ہون کا ملک تہا ورنگل کے راجہ سے سنچر کیا
اور راجہ اسکے بعضی قلعے اور دوسرے مکانات بجاگیر کے راجہ سے لیا دایرہ اوسکے ملک گیر کا روز بروز
وسیع تہا پس احمد شاہ ولی بہمنی بن داود شاہ بن سلطان حسن کانکوی بہمنی نے پنج ۸۳۵ھ آلہ سیو
مین بیدر کے قلعہ ارک بیدر کا اور آسپاس کے سالمین اطراف قدیم قلعہ خرد بیدر کے احداث کرکے پایتخت گاہ اپنی
قرار دیا اور احمد آباد بیدر نام رکہا وہ قلعہ ارک کا چار ہزار گز لمبا ہے اور بلندی دیوار کی بیدر دروازہ اور
تین دروازے ہین اور رقبہ شہر بیدر کا یہ ہی کہ پانچ ہزار برس اگلے وہان بانس بن تھا جو سلف کے
راجون نے بانس بن کو قطع کرکے طرح معمورہ کی ڈالی یہ شہر کہ کنڑی زبان مین بیدرنی لکڑی کو کہتے
ہین بیدر نام سے مشہور ہوا اور تاریخ فرشتہ مین لکہا ہی کہ راجہ بیدر نام راجہ ہند کا بنا اس بلدہ کو نام سے
اپنے آباد کیا پس اور عہد مین سلطان احمد شاہ بہمنی کے احمد آباد ہوا اور عہد مین سلطان محمد شاہ بہمنی کے
بہمنی کے محمد آباد بیدر ہوا اور عمارت مدرسہ کی کہ اس ملک مین بہت عالی ہی آثار سے محمود گاون عرف
خواجہ جہان کے ہی کہ یہ بس مرد نیک ہے اوصاف حمیدہ سے موصوف اور دلاور و دہش علم و حلم مین یگانہ عصر
بارن سال تک امور وزارت سے بادشاہان بہمنی نژاد کے معمور ساتہہ کمال استقلال و نیکنامی کے رہے
لا آخر ان روپی خلقت کو بخشے آخر وقت سلطان محمد شاہ لشکری بہمنی نے کہ سوائے شش صوبہ دکن کے
نصف صوبہ گجرات سے کہ عبارت بندر صورت وغیرہ سے ہی فی ورسیہ بار آلہی ملک و دولت سے اور
الہی صوبہ بنگالہ سے خراج ہر سالہ مقرر کیا تھا ماحق کیے پر اہل غرض کے ۸۸۵ھ آلہ سیو یجیا سمین قتل کیا ہی

ربنا تقبل منا تاریخ اوسکی ہی اور یہ مدرسہ مین تیس برسمین تیار ہوا ہی اسمین ایک گنبد
اور ایک بام اور ایک قصر متعدد خانے ہین دو مینار بہت بلند اور مکان چینی اور کاشی کا اور سیر بجیبہ
چند دیہات وقف مصارف طلبا اور علما اور لنگر اور اخراجات اوسکے کئے چاہا تھا مولانا جامی کو
شہر جام سے طلب کرکے وہان رکھے اتفاق شریف اوری اُن جنا کا ہنوز ہزار روپیکا سلک موتی کا
موصوف سے کیا ہی چنانچہ وہ بزرگ جامع علوم تھے ایک کم ہزار کتاب لکھی ہی سب مین نام خواجہ کا داخل
اور وہ عمارت ایسی بنا پائی ہی کہ ہزار ہا سال مین شکست نہ پائی مگر حکمت الہی کیا ہی معلوم نہین
برس بعد عالمگیر کے وقت ایکبار ادھیٹ ہین جو بنکا انبار بارود تھا اوسکے کوٹھے مین رکھا ہوا تھا صدمہ سے بجلی کے
آیا مدرسہ مع ایک مینار گر پڑا اور سنہ گیارہوین تاریخ رمضان کی ہی سات سو آٹھ سو آدمی جو مشغول تھے اور بچین
درجہ شہادت کو پہونچے کہتے ہین امام وہان کے مولوی سید حسین مدرس صاحبدل تھے اُن ہزرگ نے رونمائی سے
دو تین دن قبل اسکے اکثر اہلیون کو وہان کے اس حادثہ سے خبر دے رکھی تھی اور احوال ہمسون کا
راقم نے رشید الدین خانی کہہ آیا ہی حاجت تکرار کی کیا ہی صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کا بیان

صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد

ایک صوبہ
اسمار ع محال
مصـ جمع کامل
لکھ کروڑ
سنگ
مصـ
ع مالہی عمہ
شـ

للـ سرکار
سے تفریق

تفریق اول
ع سرکار

تفریق دوم تلنگانہ
ع سرکار

محمد نگر عرف گولکنڈہ	بھونگیر	اودگیر تلنگانہ	پالم
جیدک	کولاس	جگدیو	سرنایور
اہلگندل	ملنگور	جنگل پیٹ	سروہ پلی
رام گیر	گھن پورہ	ترنامل	دالکونڈہ
گولکنڈہ	روشکل	دندا سی	ترچناپلی
یاخل	کھم میٹ	چنجادر	دورواڑہ
مصطفیٰ نگر	مرتضیٰ نگر	کنجی	چندرگری
بندر مچھلی پٹن	رام چندری		
نظام پٹن	ویلور		
کان الاس	چنگلہ		
فریق سوم کرناٹک حیدرآباد			
سدھوٹ	گورم کنڈہ		
کھم	گنجی کوٹہ		
کوٹے			

[illegible] حدیث مراضع اسکے معلوم ہوتے ہیں کہ کاغذ اسکا دفتر شاہی پر نہ ہو سکا تمام زمین تین کروڑ اٹھارہ لاکھ اکاون ہزار سینکڑہ ایک خلعہ کل مقاطعہ ایک ارب نو کروڑ اٹھارہ لاکھ پینتالیس ہزار چھ سو [illegible] سترہ ادام سمت شرقی کرناٹک غربی ہزار یا تا جنوبی پونا شمالی دارالخیر حیدرآباد ایک سو

دس درجہ بیس دقیقے عرض سولا درجے پندرہ دقیقے اسنے بیان کو سن چھوڑ کر جو جیوگرافیہ کے درجات
لکھے ہین طول تو واقعی کتابون ریاضی کے لکھا ہی لکھا ہی فی نفسہ یعنی ایک سو دس درجے
اونیس دقیقہ ایک دقیقہ کا فرق ہی مگر عرض بیچ و اٹھارہ درجہ چار دقیقہ ہین یہ صوبہ دکن مین اقلیم
اول سے ہی اور کہا منشی جی کا کیفیت مین اسکی ایسا ہی کیفیت اوریچ تلنگ مین لکھا ہی کہ
دار الملک اس صوبہ کا اوایل مین ہیم کنڈہ تہا اور ایکہزار بالنوے برس پہلے قصر فیض پر کرراج کرے
تہا کہ وہ پرگڑ وارون کے قوم کا راجہ تہا اوس عصر مین سراولیہ راج بن راجہ کنیہ کہ قلعہ قندہار کا
محاصرہ سے اسکے ہی اور اصل نام اوس قلعہ کا کنیہار تہا جسے فصیح ہوا قندہار ہوا اور الملک اپنا
کرکے تہوڑے ہی راجگی ملک کرکے کی کرکتہا تہا اور راجہ کنیہ بیاہی راجہ پرکیسین کا اور راجہ
سین نواسہ ہی راجہ اکن رتن کا اور راجہ اکن رتن بیاہی بچی بال کا اور بچی بال بیاہی راجہ
انند کا اور راجہ انند بیاہی راجہ اوتک بیوچ کا اور راجہ اوتک بیاہی راجہ سوسند کا اور راجہ
سومندر بیاہی بچیارک کا اور راجہ بچیارک بیاہی راجہ کیم کرن کا اور راجہ کیم کرن بیاہی راجہ بیا
اور راجہ بیا نیک بیاہی راجہ جمی جی کا اور راجہ جمی جی بیاہی بیرجہ کا اور بیرجہ بیاہی راجہ جن کا
اور راجہ جن بیاہی ہیمانندہ نکاحہ ہار کے قلعہ مین جو کہ راجہ دکن مین اول سے تہا رہا کرتا تہا اور
تین ہزار مندہا یعنی قاعدہ نویسی کا رکہتا تہا اور لنگا کے طرف چلکلین کرو آر ہی کرتا رہا تہا لنگا کا راجہ
جمعیت سے اوسپر تاخت لایا اور تمام نویسی کہ مال کرو ہار و بیکا تہا ضبط کرکے لنگا کو لنگے سوم جنے
جو سنا فوج عظیم سے عازم ملک لنگ کا ہوا اور جاکر قلعہ کو محاصرہ کیا مگر بعد بیست و چہار روز کے
شکست پاکر مراجعت کی پہر راجہ لنگا کا اوسکے سر پر تاخت لایا اور قلعہ قندہار کا محاصرہ کرکے

بعد جنگ

بعد جنگ عالب آیا راجہ دیو راج سوم قتل ہوا مسماۃ سرپال دیو رانی اوسکی بالیسور بمنیوں سے بھاگ کر
ہنم کنڈہ مین آئی اور سرکٹ راج راجہ سے سرکردہ اوڑون کی پناہ چاہی کرشنا کا راجہ خبر سنکر ہمکنڈہ
پر آیا اور محاصرہ کیا ہنم کنڈہ کا راجہ عاجز ہوکر کہا اگر رانی یہان ہے آدمی ہمارے اندر شہر کے اوین کو تلاش کرین
پکڑ کیجاوین لیکا ہے جب لوگ کرشنا کے راجہ کے ہمکنڈہ مین آئے اور جستجو کی اوسنے عورتون کا لباس اور اطوار اوسکے
بدلا دیا اور گرفتار کرکے کرشنا کے راجہ کے پاس لیگئے تمام برہمن بہت محزون ہوے دنبال اوسکے نالہ کرتے ہوے
فریاد خواہ ہوے لشکر مین کرشنا کے راجہ کے آئے اور شور و غوغا کیا ہای بیدادی وای ظلم وستم ای
کرشنا کے راجہ ہمارے راجہ کے لشکر کے ہمارے ایک برہمن کی لڑکی کو ناحق گرفتار کر
لے آئے ہین یہ سنکر کرشنا کا راجہ غصہ ہوا اور کہا اگر یہ عورت لڑکی تمہاری ہے تو بیشک برہمن اوسکے
سپرد کیا ہمارا کیا ہے مین چھوڑ دیتا ہون برہمن واسطے مصلحت کے ہمراہ اوسکے کیا اور کہا کہ راجہ نے
تمہارے تقصیر بخشدی اور اپنے ملک کو چلا کیا قضا کردگار اوس راجہ کو مین مینے کا حمل
تھا سو قدرت خدا یا حمل کے ہمکنڈہ مین مادہو سرما نام برہمن کے گھر مین اوسکے جنی لڑکا پیدا ہوا اوسکا
نام اوس برہمن نے جیتنام اوس برہمن کے مادہو رما رکھا جب وہ لڑکا جوان ہوا آثار رشد اور تمیز کے
نمایان حال سے اوسکے ظاہر ہوے رسم برہمنی کی عمل مین آئی دانشور اور اور دانشمند استادون کے
سپرد کیا وہ تھوڑی فرصت تھوڑے دنون مین تمام علوم سے ماہر ہوکر مدد اور حمایت سے حقیقی
ملک بخشنے والے کے سرکٹ راج راجہ پر سرکردہ اوڑون کے غالب آیا بلدہ ہنم کنڈہ مع مضافات اوسکا
اپنیا اور سرکٹ راج کو کوہ دل اور امرا باد جاگیر کرکے اسطرف روانہ کیا اور آپ ہنم کنڈہ دسہرہ
آخر مین ہنم کنڈہ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا اور فوج بہت اکٹھی کرکے کرشنا کے ملک پر

چڑائی کی بعد جنگ متواترہ کے کنگ کے راجہ کو جان سے مار کر اسکے بیٹے کو وہان کے راجہ قائم کیا
اور تین کرور اشرفی خراج لیکر بہت مال و غنیمت سے ہم کندہ کو معاودت فرمایا اور چھ سال
سلطنت کی بعد آخر وقت بدم سین نام وختر کو اپنی جا پر بیٹھا کر اپنا اجل موعود سے گذرا
مسماۃ بدم سین نے چھ برس راج کیا پھر اوسکے بیٹے بجے راج بھاوی رانی مذکور کا قائم مقام
ہوا اسنے چھ سال بعد سر پر سنہ راج ایجانگر کے راجہ سر چڑائی کی خوب لڑائی کی کنگ الا اور راج
خراج اس سے لیکر ہنکنڈہ کو مراجعت کیا چند سال بموجب مقاصد اپنے گذرا آخر کار چھ سال کی
ہوئی وہ موا بیٹا اوسکا ہونک مل جانشین ہوا کچھ ہوا پھر راجہ کی بعد چھ سال بہت فوج لیکر سنہ راج
ایجانگر کے راجہ پر گیا اور اسکو خوب چھانٹا مین لاما حاضر کیا باج خراج لیکر پھر اور ہولا پس راج کر کنڈا جہان
فانی سے گذرا پھر نہ ہونک مل جا پر اپنے باپ کے بیٹھا اور کنگ کے راجہ پر فوج کشی کی باج و خراج
لیکر لوٹا اور چھ سال سلطنت کی بعد مرگیا کالت بوا راج جانشین ہوا ہوا پھر راجہ عظیم
شان ہوا اول اس راجہ پر کنگ کا راجہ آیا اور قلعہ کو گھیرا کامل سال محاصرہ رہا آخر کالت
پرلرا یہ غالب آیا کنگ کا راجہ بھاگا اور اسنے تعاقب کیا اوسکے ملک پر گیا اور باج و خراج اپنا لیکر پھر
آیا چار سو دو ہجری میں بادی فسخ اللہ کی عنایت سے اوسکی طرف ہم کندہ میں ایک بول ہوا
اس بول میں زمین کے اندر سے پارس پتھر نکلا جو دربطہ حفاظت اوسکے قلعہ و محل کا تیار ہوا
ہر روز سوا زی دیرہ سیر پکا سونا خالص ملائے لوہے کے اس پتھر سے حاصل ہوتا تھا اور یہ راجہ
سخاوت پیشہ ہر روز وہ سونا فقرا و مساکین کو خیرات کرتا تھا بلکہ ہر روز زکیر اور مبلغ خطیر
اپنے وقف عزبا کرتا تھا چند سال بعد بیٹا اوسکا رودرم راج نام اسی بول میں پارس پتھر کے

دغا سے راجہ کو مار ڈالا مدت اسکے راج کی ہفتاد سال پھر راجہ رودرم راج جانشین ہوا اور ۱۲ سال
راج کیا مہادیو راج بھائی اسکا کہ قابو مین تھا بعضے سردار کو دام فریب مین لاکر رودرم راجہ کو قتل کیا اور
بیٹے کو اوسکے گہنپت دیو راج نام باپکی جاہ پر قایم کرکے آپ کارپرداز ہوا اور قلعہ دیوگیر یعنی دولت آباد پر
چڑہائی کرکے مار الیا راجہ گہنپت دیو راج یہ خبر سنکر قلعہ دیوگیر پر یلغار کیا بعد محاربہ عظیم راجہ وہان کے
بدلیہ یعنی عوض مار اور لڑکیکو اوسکی رودرم دیوی نام عقد ازدواج مین لاکر پھر اوسے رہفت کوٹ قلعہ
ورنگل کی تعمیر کی اور سیو دیو تاکہ مرید سیوا کا تہا اوسکو وزیر کیا اور سیوا ایک شخص مرتاض تہا کہ وہ تمام
دمار یوگیا پر چند بہ لینگ دمار یو نہا اوس سے اختراع پایا ہے اور اسکو سیوناتہہ سوامی کہتے ہین پس راجہ
گہنپت راج نے دکن مین چند دہات واسطے یادگار رہنے کے گہن پور نام آباد کئے بعد سلطنت
اٹہاون سال کے شربت ناگوار موت کا چکہا چونکہ اس راجہ کو فرزند نہا مگر ایک لڑکی موتکامہ
نام رودرم دیوی نام اسکی شوہر کی جاہ پر بیٹہ کر صلاح دید سے سیو دیو نام وزیر کے انتظام امور
سلطنت کا کرتی ہتی زمانہ مین اوسکے ورنگل کو سون تک آباد ہوا نہا رودرم دیوی نے اطراف
اسکے صاف کوٹ بنائے تھے کلکوٹ بیچ رہنے کے واسطے اور بہوجی کوٹ خلایق رہنے کے واسطے
اور وسط مین ہر دو کوٹ کے ہوتہ کوٹ ایسے سات کوٹ ترتیب دیئے تھے اور ہر بلدہ کے درخت
فواکہات کے آم وغیرہ نصب کروائے تھے خلقت کے ساتہہ نیکی بہت کرتی ہتی خاص و عام اسکو انبال
کہتے تھے یعنی ہماری مان اسواسطے چند دہات انبال نام سے اور ہزار موضع رودرم نام سے ملک
دکن مین احداث کی ہتی کہ تا حال یادگار ہے بعد چند سال کے موتکا بائی موضع
کہ عقد ازدواج
مین درہم دیو سپہ جو لراج ہم قوم اسکے تھی فرزند طالع بلند سنہ ۵۹۷ مانو ستیانوے مین

پنجشنبہ کے دن بیچی کو کہ آفتاب اور مریخ اور مشتری برج ثور جمین تھے متولد ہوا نام اسکا راجہ پرتاب رودر
رکھا رودرم دیوی نے اسیرواد اس طفل کو تخت سلطنت پر بٹھا کر رسم جلوس اور سکے نام سے ادا کی اور
صلاح سے سیودیو تاور یہ کے نام اس طفل کا راجہ پرتاب رودر راج مقرر کیا جب وہ ولد کا ہوا
رسم موبجی عمل مین آئی بعد چندی مکتب مین داخل ہوا بسبب ہوشیاری اور ذکاوت طبع کے
تھوڑی فرصت مین تمام علوم جمیع فنون حاصل کئے اور مستعد دلیلاسی دیا ہر جب سولہ برس کا ہوا
تقریب جلوس ہمیت مانوس کر جلمین آئے یہ راجہ عظیم شان ہوا اور چند دنہا اور فصیل تاب
نام اپنے نام پر آباد کیا یہ راجہ لک بخش سخی بادل سہا اطراف ممالک پر ہم کر یہ پہلے گنگ کے
ملک کو گیا وہان تا ئید غیبی سے غالب آیا اور تین کرور اشرفی جراج لیکر پھر آیا اور تمام ملک پر آکر
اپنے اختیار مین لایا اور بنارس حرف کاشی کو تسخیر کر کے جاگیر مین وہان کے دیول چھوڑ دیئے
رائے اجگر کا راجہ مطیع و منقاد اوسکا ہوا اور ملک ملیبار تک فرمانروا راجہ پرتاب رودر کے
آیا پھر سونے کے ملک طرف گیا اور بندر کا ملک کیدار بیدر جی راجہ وہان کے اندر کر کے اگلے بڑھا
اور ملک مرہٹہ اور صوبہ گجرات بتصرف مین لایا مین جب پورب کے ملک پر دورا تمام
ممالک پر اسطرف کے دریا گنگ بہار تک صدہا ایسا عمل کیا اسکے بعد مشرق و شمال کی سمت جاکر
اس ملک مین قلعہ پرتاب گیری کا احداث کیا اور بنواحمین سیرم مود کلا کے یعنے متصل باکیال کے جب
پہونچا وہان جا کر لاکھون روپی صرف کر کے ایک دیول آسجا بنا کر جو کہ سیوا اس جا کے سنگھ کنیے
اسکے معاوضہ مین اوسکے تالاب باکیال کا بنا فرمایا واضح ہو کہ تالاب باکیال کا اس نواحمین دریا کا
بچہ ہی بمثال کہ نظر اوسکا ملک دکن مین دوسرا تالاب نہین اور ایک گڈھی اسجا تعمیر کر کے

ورنگل کی جانب بھاگ گئی راجہ اندر بہائی اوسکا ساتھ نہایت کیے ورنگل مین پہنچا پانچ کوس تک مع
جمعیت استقبال کو آکر بہائی کو اپنے شہر ورنگل کو لیگیا چند سال اوسنے فراغت سے گذرانا بسبب اسکے
آباد ہی پایۂ ورنگل کی اسطرح وسعت پکڑی کہ جنگل اور صحرا تمام بام اور قصر اور ایوان و محل اور مکان اور
گھر وغیرہ غرنا کے پانچ لاکھ تک پہنچ گئے اور دو سو منزل لوس زمانہ مین اوسنے شمار کیا تھا پانچ لاکھ
سوار اور دس لاکھ پیادہ اور پچیس ہزار ہاتی لشکر مین اوسکے فراہم آئے تھے القصہ راجہ پرتاب رودر
جاہ و حشم و حشم مین مملکت دکن مین عدیم المثال تھا اخراجات اور صرف خیرات اوسکا کروڑ ہا زر تک
تھا کہ شرح سے اسکے مبالغہ متصور ہوتا ہی اور نیک نہادی اوسکی مشہور ہی کہ اللہ تبارک تعالی نے حسن سیرت و
اوصاف و اسداد کی خلایق کے مہربان ہو کر ایک عدد کامل طلا کا مینہ برسایا اوس نیک ذات
راد نے فرمایا کہ جسکے گھر مین جسقدر سونا سما ہو مالک گھر کا تحاہی لیکن راستہ اور دولتخانہ اور منازل
اوس کا سونا وجوکہ کہ برسا تھا داخل خزانہ کیا اوسمین اوقیہ کسی شہر کا ہوا اوسکا باشکی آیا
لکھی ہی کہ غلولے سونے کے جیسے قطرات مطر کے ہوتے ہین بالی کے ساتھ نسل اولون گرتے تھے کہ حالت تحریر تک
اصل کیا کے بالی وہان کہیں کہیں کھوتے وقت ایکدو غلولے پاتے اور رہتی ہر سات کے گواہی دیتے
ہین شاید اب بھی کہین آخر کار جب راجہ نے سنا کہ بالکرشن مین سو مناہ سوامی نام ایک شخص مرتاض اوس
وقت کا ہی صلاح سے سمجھوتا و زر کی کہ وہ مرید اسکا ہا سو مناہ کو ورنگل سے طلب کیا مرید ہوا لنگ گلمین
ڈالا ہوا لنگائی مذہب ارادیہ کا اختیار کیا ارادیہ اونکو کہتے ہین کہ لنگ اور زنار ہر دو باندہتے ہین
اور بعد چند روز کے سو مناہ کو دکن دیس بھیجے کرناٹک کے ملک مین ایک موضع معتبر تعمیر کیا
ہوا اپنے نام سے دیکر اوسطرف رخصت کیا القصہ راجہ پرتاب رودر سناہ حصول جمیع مقاصد اسکے

تمار اور منظم تمام امور سلطنت دکن وغیرہ ممالک مذکور میں بالاستقلال رہا اور جب ابراہیم اوسکے تنزل میں آیا اور
عہد سے راجہ ماہوسر کا دس عمر تک ایکبار اور سال گذشتہ کے بھی ایکدن لوٹا ملنے سے یار سی سنوٹہ بنا اور دواشہ
پارسی پہر کا سر راجہ پرتاب رودر نے آثار زوال کے دریافت کر کے رضائے الٰہی پر راضی ہوا قریب اسکے دیوگڑھ کا راجہ
دیوگڑھ کا قید میں راجہ پرتاب رودر کے آیا اور بجرد و رنگل کے قلعہ میں پہنچکر ہوا چونکہ متعلق بھی اوسکے اس
قلعہ میں تھے بہائی اوسکا بھیس فقیر بنکر ورنگل کے قلعہ میں آیا اور زن و بچہ کو راجہ پرتاب رودر کے نکال لیگیا اور
اپنے گھر لیجاکر رکھا اور آپ بلدہ دہلی کو سلطان شہاب الدین غوری پاس جاکر شہ اور فساد راجہ پرتاب
رودر کا ظاہر کیا اور بکثرت اوسکا اسپل وجہ سے عرض کیا کہ سلطان دہلی نے ملک عیسیٰ خان کو فوج کثیر
سے واسطے تنبیہ کے مامور فرمایا راجہ رودر سردار ہوکر جمیع کریمین لشکر کے مشغول ہوا تمام راجہ دکن کے
جیسا کہ یار سی راج اور کمپیلہ اور بیدری اور راجہ مرہٹہ اور راجہ کنک مع فوج شاہی ورنگل کے قلعہ کے طرف سے
شمال کے آئے اور راجہ پرتاب رودر راجہ بھاگر کا اور دوسرے راجے اطراف کے امداد اور کمک کو اسکے فراہم ہوئے
راجہ پرتاب رودر سرندر راج نے بہت جمعیت سے مقابلہ کیا بڑی لڑائی کے بعد کہ دو پہر تک میدان وسیع رہی
ہوتی رہی ملک عیسیٰ خان شہید اور فوج شاہی شکست فاش پاکر طرف دہلی کے بھاگی سلطان
دہلی نے یہ بات سنکر بار دیگر فوج سنگین سرکردگی سے بہلول خان کے معین کیا بہلول خان قطع منازل
اور قطع مراحل کرکے دکن میں آیا اور قصبہ راجرلہ کی سواد میں قرار پکڑا راجہ پرتاب رودر اسی عہد سے
مطلع ہوکر بہ سامنہ فوج کثیر بہت کیا جنگ عظیم سے ملاقی ہوا آخرکار راجہ رودر سے نا کام جدید کے اسیر فوج
شاہی کا ہوکر قید میں دہلی کو روانہ ہوا سلطان بہلول نے پیشکش اور نقد و جنس باج و خراج کے مع
سر ہو دیوا اور رانی سمیت اوسکی چھوڑ دیا پس راجہ پرتاب رودر رہائی پاکر دکن کو اپنے ملک میں

واپس آیا جب کالپی میں پہونچا وہان پوہانچکر کی کرکے جاتا تھا کہ آگے کوچ کرے سبو دیو نے یہ حال عرض کی کہ حیات ہیں انکی اٹھارہ روز باقی ہیں اور یہ جاکر کیا کوشش کی ہے چاہیئے کہ یہیں رہ کر راہی ملک جاوید کے ہوں۔ اوپر تنہا رہ کر دیرتک مقام فرمایا اور متعلقان اپنے بیٹے اور بھائی کو رخصت کیا بلوا کر دیر بہدر یا بیٹے کو جانشین کیا اور اندیو برادر کو اسکا کارپرداز اور دوسرے راجوں کو رخصت دی اور دکھنی راج کو ملک سیکا کول وغیرہ بخش کر رخصتی فرمایا اور جملہ متعلقوں سے آخری وداع ہوکر شنبہ کے دن بخشنبہ کا روز ۶۸۵ سنہ چھیاسی میں عالم بقا کو راہی ہوا عمر اسکی اٹھاسی برس سات ماہ چھ سال دیر بہدر یا بیٹا راجہ متوفی کا اگرچہ جانشین ہوا لیکن دایرہ اوسکی دولت روز بروز تنگ ہوتا جاتا تھا اولاد اسکی تھوڑے ملک پر جو باقی رہ گیا قناعت اختیار کی ہوئی تھی یہانتک کہ سنہ ۱۰۲۵ ساتھ بخشی میں غلبہ سلطان حسن کابلی ہمنکا ہوا اور تمامہ ملک دکن کا قبضہ اختیار میں اہل اسلام کے آیا چنانچہ سوانحات اسکے جلد ثانی اکبر نامہ اور عین الدین خانی میں راقم نے قلم بند کیا ہی سنہ ۱۰۲۶ ہوگئے بفضلہ تعالے عمل ہمارا ہی اور کیفیت شہر حیدرآباد اور اسکے باغات اماکن وغیرہ کی اسی کتاب اسکے کہ ان روزوں دارالحکومت خاندان آصفیہ کا ہے خلد اللہ ملکہ اسی آئندہ اور اہل دمخارج صوبہ ہذا کا عہد میں حکام اہل اسلام کے الی یومنا ہذا جطرح پر کہ ہمارے رفقہ ہوئے اپنے محل پر اگے ظاہر ہوگی۔

صوبہ بجستہ بنیاد اورنگ آباد کا بیان

صوبہ بجستہ بنیاد اورنگ آباد

یک صوبہ
مالگذاری یک کرور
مصارف جمع کامل
یک کرور
مواجب لک
سوار ۸۰۰

سرکار

دولت آباد	احمد نگر	پٹن	شولاپور
پرینڈہ	بیر	جالنہ پور	سنگمنیر
فتح آباد دھارور	جنیر	ٹلکوکن	جوار

اور بموجب نسخہ جدید صوبہ اورنگ آباد آہٹہ سرکار اورنگ آباد دولت آباد احمد نگر ماہ
شولاپور اسلام آباد جنیر فتح پور پٹن آسنے جنیر فتحپور ایک کا ہو گیا ہے اور اورنگ آباد کا ایک
اور باقی اصل کیا پر چھوڑ دیا اور منشی صاحب نے اورنگ آباد کو ترک کیا سو اسکے بارہ سرکار حاصل رقم ہوئے

جیسا کہ ظاہر ہے ایک سو آٹھ سی محال پانچ ہزار نو سو چھین موضع عامر زمین دو کروڑ چھین لاکھ ستر ہزار
نو سو چھین بیگھے کل محاصل ایک کروڑ بیاسی لاکھ اسی ہزار اضلاع ایکسو چالیس ضلع سمت شرقی دیہ
احمد آباد بیدر عرف مظفر آباد غربی تعلقہ جالنا جنوبی دار الظفر خاندیس عالی دار السرور برہانپور حصہ جالنہ
دھولیا ہاٹ تک دیڑھ سو کوس عرض بالاگہاٹ سے تلنگہ تک سندا ٹک سو کوس بحساب قدیم و دوم سے ملک
دکن میں ہی کیفیت اس صوبہ کی ملک مرہٹہ کئے ہیں پس زمانہ میں نظام شاہیہ کے صوبہ احمد نگر دار الملک
حسب نسخہ جدید لکھا ہے زمانہ سابق میں نام اسکا دیوگڈھ تھا اور عہد میں راجہ سوجنکے دار الملک
کرے تھے جب فخر الدین جہانشاہ مرزا ناصلی بند تمام دکن کو ضبط کیا دیوگڈھ کو دولت آباد نام کیا
اور دار السلطنت بنایا فرمایا بعد جیتنے دکن کی اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کو ہوئی
نزدیک ہالون موضع لہڑی میں ۱۶۰۷ کھنڈوا راہٹ میں ایک شہر سایہ کمال بطاقت اور استحکام کے
آباد کرکے نام اسکا خجستہ بنیاد اورنگ آباد کیا سو ہر قسم کا ہوناہی مگر شکر کمال نزدیک دور

شیرین اور بزرگ اور سطبر ہوتا ہی اور کیلا اور ناریل اور کیورا اور پان اور برنج کمکت ہین واضح ہو کہ
دولت آباد ایک سنگ ہی تراشیدہ سر بفلک کشیدہ اور اسکو بسیار شاہی کہ صفائی سے اوسکی
پانون پرندون کے پہچانتے ہین ارتفاع اوسکا ایکسو چالیس گز ہی خندق اسکی عمیق تیس گز ہی سنگ خارا مین
بانی ہوگئے ہین کسنے تالیف مین کہا ہی ؎ حصارے کہ شمش ندیدہ بکس ؎ بود قلعہ دولت آباد بس
اور یہ قلعہ قدیم ہی کہ ابتدا اسکی کوئی نہین جانتا بعضے کہتے ہین کہ شہر صبا بھی ہی کہ بلقیس معشوقہ حضرت
سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کی اوسمجا ہی اگے اسکے تصرف مین راجگان دکن کے تھا مگر حصار
اوسکا اسقدر استحکام نہ رکھتا تھا رفتہ رفتہ اسقدر محکم اساس ہوا منشی صاحب کی کتاب مین
لکھا ہی کہ سلطان محمد خلف سلطان شاہ نے خندق اوسکی کندوائی ہی اور نام اسکا دولت آباد رکھا ہی اور
دارالملک اپنا کیا تھا اور اسکا پانچ مزار درجہ ہی عجائبات سے وان کے روضہ سورہ ہی کہ مزارات
بہت سے اولیا اللہ کے اسمجا ہین اور بزرگ ایکے زیارت کو بخشش ہین اور یہ بزرگان دین عصر مین نظام الدین
اولیا قدس سرہ کے خلیفے ہین اون حضرت کی اصل سے دکن مین آکر یہان سکونت ہوئی ہین متصل اوسکے ایک
دیہات ہی موضع نام اوسکا جانسکتا جا ہین عجب عجب تصویرین نقش کیئی ہین کہ موجب حیرت تماشا یکا
ہی سنہ ۷۰۰ سات سو مین جب سلطان علاو الدین خلجی بادشاہ ہند کے رام دیو سے جنگ کرکے
اوسکو شکست دیا اور قلعہ مذکور پایان کہات تک تصرف مین اوسکے آیا رواج دین اسلام کا
اوس ملک مین شایع ہوا ہی چنانچہ رشید الدین خانی مین گذرا پس قبضہ سلاطین بہمنیہ کا رہا
پھر جب طوایف الملوک ہو گئے اور ملک احمد بحری فرزند نظام الملک بحری نے نوسو مین اسم سلطنت کا
اپنے پر اطلاق کیا بجائے باغ نظام شاہی کے قلعہ احمد نگر کرکے احمد نگر نام رکھا اور یہان تخت اپنا

ٹہرایا جیسا کہ کتاب نے لکھا ہی کہ جاندیلی پنے جبکہ احوال رشید الدین خانجہان گذرا جب بعد سلطنت سے
نظام شاہی کے مایوس ہوئی گویا اطلاع اور نقرہ کے تو ہین بہرے نظر کرتے اور فیض عام شکر مخالفون کے
تار کئے قلعہ ستارہ کا اس ملک مین محدثات سے ابراہیم عادلشاہ کے ہی کہ سنہ ۹۳۵ نو سو مین تیس مین
کہ پہونچا اور قصبہ پونا کا محدثات سے پونہ راجہ کے ہی اوایل عصر مین سلطان محمود شاہ بہمنی کے
دار الحکومت اپنا کیا تھا بہر سبب ہنے قوم مرہٹہ کے اس ملک کے وسعت پکڑی شہر عظیم ہوا اور رہے
نسل سے ساہوجی ہونسلہ کے ہین اونسے ساہوجی ہونسلہ کا چترو کو کہ وہ سیوا جی ہین
پہونچا ہی اسکا احوال یہ ہی کہ ساہوجی ابتدا مین نوکر نظام شاہ کا ہوا اور پونا اور پونہ بالا کا جاگیر مین
پایا جب وہ فوت ہوا بیٹا اسکا سیوا نام قایم مقام باپکا ہوا سیوا زور بازو سے چونکہ وقت اسکے
سلطنت سلطان نظام شاہیہ کی ضعیف ہوگئی ہی چند تعلق تصرف مین اپنے لاکر سنہ ۱۱۰۸ ایکہزار
ایکسو آٹھ ہجری مین گذرا اور بیٹا اوسکا سنبھاجی باپکے زمام حکومت کی قبضہ اختیار مین اپنے لاکر
مدت دس سال کامران رہا اور سنہ ۱۱۱۹ ایکہزار ایکسو انیس مین مغلان دکنی کو جب حکم عالمگیر بادشاہ کے
سر پر اوسکے آیا سنبھا ایسوقت حالت مستی مین بادہ عیش و نشاط کی باغمین جو خورد سر و دہا
گرفتار ہوکر قتل ہوا بیٹا اوسکا راجا ساہو خرد سال رہا چند روز کا مین عالمگیر کی رائے رسید کیا
جانشین اپنے باپکا ہوا اور عصر مین سادات بارہ کے سنہ پوتہ اور سر دیسکھی دکن کی حاصل کرکے
ہمراہ حسین علیخان کے دہلی کو گیا اور بعد بہی سادات کے معاودت کرکے بہرد کہین کو آیا اور سنہ ۱۱۲۶ گیارہ
ترست مین گذرا جملہ بر دانون سے اوسکے بالاجی بشونا تہ قوم سے براہمہ دکن کے
پیشوا بعد فوت بشونا تہ کے باجیراو بیٹا اوسکا جایے پدر اوسکی جب قایم ہوا اسنے اولاد کو آپ

ساہو کے ستارہ کے قلعہ میں عہد کر کے خود مختار ہوا اور اپنے تئیں پنڈت پردان نام کیا بلہار راؤ ہولکر
رفقا نامی ہے اوسکے ہمراہ مالوے پر گیا تھا اور گردھر بہادر ناظم کو وہاں کے مارا اور محمد خانجہان کو شکست
فاش دی آخر کو آپس میں صلح قرار پائی سنہ ۱۱۴۸ گیارہ سو اٹھتالیس ہجری میں مالوہ نام سے باجیراؤ کے
اور سنہ ۱۱۵۰ گیارہ سو پچاس کے ہوپال پر نواب سعادت خان بہادر مغفور سے خوب مجادلہ کیا آخر کار صلح
ہوئی باجیراؤ سنہ ۱۱۵۳ گیارہ سو ترپن میں کنارے دریائے نربدا کے فوت ہوا بالاجی راؤ بیٹا اوسکا ہوا
وقوچی کا ایک بھائی تھا جنا جی نام بیٹا اوسکا سدا سیو بھاؤ وکاریردار بالاجی کا ہوا بالاجی نے سنہ ۱۱۶۵
گیارہ سو پینسٹھ میں کہ جب سنہ غازی الدین خان بہادر کے تمام خاندیس کا ملک اور بعضے محالات
متصلہ بنیاد کے تصرف میں اپنے لائے پھر بعد بالاجی کے رگھوناتھ راؤ اور بالاجی اور سدا سیو بھاؤ سنہ ۱۱۷۴ گیارہ
سو چوہتر میں مارے گئے بہت فوج اس جنگ میں قتل ہوئی کہ ہنوز بہو گردی کرمشہور ہے بعد اسکے دوسرا بیٹا
بالاجی کا نارائن راؤ سرداری پر مشہور ہوا اور وہ تقریباً بارہ برس تک کامران رہا آخر کو مرض
بگندر سے سنہ ۱۱۸۶ گیارہ سو چھیاسی میں گذر ایس رگناتھ راؤ عرف گھوپ مرد سے ساخت کر کے سرداری
پر قایم ہوا کاریردار جو راج کے تھے جب اوسکے خلیف تھے اور چونکہ زن نارائن راؤ کی حاملہ تھی تولد کا
انتظار کرتے تھے یہانتک کہ سنہ ۱۱۸۷ گیارہ سو ستاسی میں سوائی مادھو راؤ پیدا ہوا بعضے کہتے ہیں کہ وہ
لڑکا زرگر کا تھا سردارون نے اوسکو فرزند نارائن کا مشہور کر کے پونہ کے راجہ کا جانشین کیا نانا پھڑنویس
کاریردار اوسکا ہوا عہد میں اوسکے سنہ ۱۲۰۹ ایکہزار دو سو نو ہجری میں سفر کہ ڈہ پر نواب غفرانمآب میر
نظام علیخان بہادر سے مقابلہ ہوا آخر صلح قرار پائی مشیر الملک دیوان حضور تعینہ ہوئے حضرت تو
حیدرآباد کو تشریف لائے اور روے پونا کو راجعت کئے بعد تین سال کے سوائی مادھو راؤ جہت سے

دنا یہ کے گرکے مرگیا بعضے کارپرداز راج کے خصوصاً نانا پھڑنویس نے سوائے باجیراو بن کیہونا بہ راو کو راجہ
پونا کے بٹھلایا بعضے سردار کو مثل ہولکر اور سندیا اور سپہ راضی سے چاہے کہ جھونے بیاہی کو مسند راو کے
بہلاوین اس اختلاف مین رہا ہی مشیر الملک کی ہوگئی راجہین پونا کے مراقوم نانا پھڑنویس اور
انگریزی سے چہلے آپی قبول کرکے امداد و اعانت پر سوائی باجیراو کے لایا اور ہولکر وغیرہ سے مقابلہ کیا
پس پھڑنویس اپنی خون مین اہل طبعی سے مرگیا مین بعد چند سال ایک دیسائی افسر انگریزی
جسونت راو ہولکر اور دولت راو سندیہ کے سنے جنگ بیاہا تک کہ سنہ ۱۸۱۶ء انگریز اور دولتمند مین
جسونت راو ہولکر سے صلح مین فوت ہوا اور سوائی باجیراو استقلال تمام سے راجہ پونا کے مستقل بعد
چند کے فیمابین سرکار انگریزی اور سوائی باجیراو کے سنہ ۱۸۱۷ء انگریز دوستون مین اتفاق آیا اور دشمنی
مبدل بہ دوستی ہوئی جیسا کہ مفصل پہلے اسکا بیان لکہا ہے باجیراو طرف ناگپور کے بیاہ
اپنی آدمین یا وزیر علی سپرد فوج انگریز کا ہوا تہا باجیراو رہا بعد اختلاف کے بیاہ
شکست کہا بی پونا کے اور مین حق فوج انگریز کا ہوگیا اور حکومت ہوئی پست راجہ ہولکر کا بہا

صوبہ بیجاپور المحاطب بہ الطف

یک صوبہ
مصہ حق کامل

لاکہ روپیہ
لاکہ ۱۰
لفو سالانہ ۱۳
مصہ
رعایت سرکار
سلے تفریق

تفریق اول صوبہ بیجاپور	دوم کرناٹک بیجاپور	
ربع سرکار	مہ سرکار	
بیجاپور	حسن آباد گلبرگہ	ناگوندی محمد نگر اکبیر
اعظم نگر بلگاپور	امتیاز گڑھ دونی	مصطفی آباد دامکول مرتضی آباد مرج
فیروز نگر رایچور	بنکاپور	بنے شاہ درگ عرف رنمالہ نصرت آباد سگر شاہ پور
توکل	رایباغ	مدگل
اسعد نگر عرف اکلوج	بھاری پور	
نلدرگ		

تفریق سوم بلاحید محالات و سرکارات کے

جو بیچ تصرف زمیندار ان سہ رنگ پٹن کے ہیں

اور بموجب نسخہ جدید آنحضرت سرکار بیجاپور مصطفی آباد شمالی نرسنداد غیرہ ۲۰ دو سو چیالیسی محال

گیارہ ہزار سات سو چہتر موضع تمام زمین دو کرور گیارہ لاکھ پچھتر ہزار سات سو پچاس سکہ محال حاصل

کل صوبہ دس کرور پچھتر لاکھ نو ہزار تین سو ستر روپیہ دام سمت شرقی گلبرگہ غربی کوکن

جنوبی کرناٹ شمالی اورنگ آباد طول ایک سو پانچ درجہ عرض تیس دقیقہ انتیس درجہ یہ صوبہ

اقلیم دوم سے ہی کیفیت پہلی دارالحکومت اس صوبہ کی شہر کوکی پٹن تھا اور زمانہ سلف مین

بیجاپور ایک قصبہ تھا کہ یوسف عادل شاہ نے بود و باش شہر کوکی پٹن کی ترک کر کے قصبہ بیجاپور کو

مقر سلطنت اپنا کیا تھا اس لئے بیجاپور شہر عظیم ہوا اور بادشاہ موصوف نے سنہ ۹۰۰ نو سو

مین ایک حصار مٹی اور پتھر سے بنا کیا تھا اولاد اسکی قریب دو سو برس کے اوسی جا رہی اسواسطے آبادی

شہر بیجاپور کی کمال کو پہونچی اور سنہ ۹۶۴ نو سو چوسٹھ مین اسمعیل عادلشاہ اہتمام کنور جان کے تلعہ بیجاپور کا
کیے اور پتھر سے بنا کر کے مدت تین سال مین تمام کیا اور علی عادلشاہ نے سنہ ۹۸۰ نو سو بچھتر مین کنور خان کو
ماعین کہ وہ ایک گڈھی بیجاپور کی گڈھیون سے ہی جلوس کر کے جب اوس مکان کو اپنے پر سعد جانا اوسکا
قلعہ احداث کیا وہ شاہ پور نام سے موسوم ہوا اور کنور خان نے جن روزون فوج نظام شاہی کو شکست دیکر
منکور کے گہاٹ تک تعاقب کیا تھا وہ ضبط و لنق اس ملک کے ایک قلعہ دار بالاگہاٹ نام بنا کر کے اسام کو
اور قلعہ اوسی کا قدیم حصار ہے کہ آسمین گڑھ مضبوط ہین اولاد تصرف اسکا نگر کے راجہ کے ہوا اور
انکشان نام ایک لوکر ان راجون کا چند سال تک حکومت اس ملک کی اپنے اختیار سے کرتا رہا پھر سب علی
عادلشاہ ہوا اوسنے تصرف سے خان مذکور کے نکال لیا اور قلعہ مذکور کا کہ بنایا ہوا راجہ علی حاکم بیجاپور کا
نزدیک اوسکے سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے مین علی عادلشاہ نے ایک قلعہ محکم بنا کر کے شاہ درگ نام کیا اور
محمد عادلشاہ نے سنہ ۱۰۲۳ ایک ہزار تئیس مین ایک حوض جو بیس گز لمبا اور بیس گز بلند سنگ کا بنوا کر
دوسری سمت پر جو فصیل نشیمن تیار کیا اور نام اوسکا پانی محل رکھا برسات مین جب پانی کو طغیانی
ہوتی ہے تو در آبشار کیا اوپر جا ہو کر آگے نشیمن کے گرتی ہے موجب حیرت تماشائیون کا ہوتا ہے
قلعہ گلبرگہ کا اولہ تصرف مین دکن کے راجون کے تھا عہد مین سلطان محمد تغلق شاہ کے جاگیر ہو کر سلطان
حسن کانکو بہمنی کو ملا اور جب بہمنی مذکور بادشاہ ہوا اوسکا کو مستقر جانکر دارالسلطنت
اپنا کیا اور سنہ ۷۴۸ سات سو اٹھتالیس مین حصار اوسکا مضبوط کر کے باہر قلعہ کے شہر عظیم بسایا
سات گنبد سات بہمنی سلاطین کے ایک قطار مین ایک پشتہ پر مغرب رو یہ شہر کے ایک گولہ انداز کے
فاصلہ پر درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کی متصل مخدوم پورہ کے ہی صوبہ بیجاپور کا

جنوب طرف

جنوب طرف دریاے سمندر سے ملا ہوا ہے اور ہندو کوہ اور بلگون اور دھارواڑ داخل اس صوبہ کا ہے اور دھارواڑ
اول تصرف فین پونا کے مرہٹون کے بتا فسران انگریزون نے صلح گذاشت ہری سوا باجیراؤ کے لیکر قلعہ ارسے
وہان کے تین برس کی تبدیل کو نشستین لیلیا اور ملک ملیبار بھی داخل اس صوبہ کا ہے اور اس صوبہ مین شہر بانگر
دار الملک اجیانگر ایام قدیم کا تھا اسوقت کہ سو آبادی رکھتا تھا عصر مین سلاطین اسلام کے ویران ہو گیا
اب جنگل ہو گیا ہے لوگ بتا دیتے ہین کہ وہ شہر اوسیجا تھا اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے اول جو شخص کہ
فتنہ ملک ہند مین ڈالا اور بدسرکشی کو راجون سے پایتخت قنوج کے رواج دیا کشن راے جو راجا بان
کرناٹک جدید کا راجہ عہد مین کہ وہ ہمعصر فیروز شاہ کا تھا خروج کر کے سیورا حاکم کو دکن کے دکن سے
ابنا اسکے بطناً بعد بطن مدت تک زمام حکومت اور راجگی اس دیار کی قبضہ مین اپنے رکھتے تھے
خزانے انکے خزاین سلاطین ربع مسکون کی برابری کرتے تھے سلطان علاو الدین خلجی دہلی نے
ارادہ سے اخذ دکن کے اکر تین بار دہول سمندر راجہ پر کرناٹک کے چڑھائی کی باج و خراج لیکر پھرا
اور یو سمندر کشن راے نا نیکا جد بانی شہر بجانگر کا تھا پر سلطان محمد شاہ غازی بہمنی بجانگر پر لشکر
کش ہو کر خوب شہر کو غارت کیا تمام بتخانے مسمار اور ایک سنہرا بت سونیکا مرصع کا توڑ کر
غارتین لے گیا ایسا ہی مجاہد شاہ بہمنی نے بھی فوج کشی کر کے وہان کے راجہ کی لڑکیکو عقد نکاحین اپنے
لایا اسطرح سب سلاطین بہمنیہ وقتاً فوقتاً حملہ کرتے رہے آخر الامر سیوراے نام جو حاکم اسجا کا تھا جب فوت
ہوا ایک شخص رامراج نام بمقوم اسکا تھا دلیخانہ پسر راجہ متوفی کے متصرف ہو کر دو بیٹون کو اسکے
ایک بعد دوسرے کے بٹھلایا پھر تخت سلطنت سے اونہے خلع کر کے خود اورنگ نشین ہوا اور ایک
لڑکی سیوراے کی جبالہ نکاحین اپنے لا کر مالک وہان کے راجگی ہوا جبکہ رامراج لاکھون کی فوج

رکھتا تھا اکثر ملک پر سلاطین اسلام کے مابہ ظلم کا در ایر کرتا تھا حسن نظام شاہ اور علی عادل شاہ ا
اور برہند شاہ یہ سب سلاطین اسلام متفق ہو کر جنگ شیارے پیش آئے سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر مین وفات
تمام لشکر کو تلوار و تحریص سے قتل عام کر کے اکثر اوجہ کا شہر بیجانگر موی دیا نے مطلق و بہ نہ کر دو الاب اولاد
احفاد اوسکی بطور زندہ داران کے قصبہ انا گندہ مین جو دی جاگیر پر گذر اوقات کرتے ہین ہر چند
عادل شاہ ہون سے قصبہ اخیا ہین سلاطین دہلی کے ابا جبانچہ سنہ ۹۰۱ ایکہزار نو دین سکندر شاہ
مع کلیہ قلیہ بیجاپور کے ملازمت مین عالم گیر کی آکر فیض ہوا صوبہ خاندیس کا بیان

خاندیس بخاطب صوبہ دار الشہر دربرہانپور

یک صوبہ			
مالگذاری محنت	روپیہ		
حصہ رقبہ کامل			
اسپر	خلاصہ	بیجا گڑھ کہرون	کالنہ
نندر آباد			

اوسکے حدید مین ایکسو بیس محال ہین ہزارین سوا چالیس موضعے کا قدیمی اس صوبہ کا
دفتر پر نہین ہوجا کل حاصل ہوا کروڑ روپیہ لاکھ بیانوے ہزار سمت شرقی صوبہ ہرار قطع بوبہ
غربی صوبہ اوجین مالوہ جنوبی حالنہ شمالی مالوہ طول نو کاون بیچ ہوسنگ سے النگ احمد آباد تک
بیچتیر کو ہین عرض کامر و تعلقہ برار سے تال سمالون تک بیچاس کوس یہ صوبہ اقلیم دوم سے ملک کن

ہین واقع ہی اور رکھنا منشی صاحب کا یہ ہی کہ سرحد اس صوبہ کی اسطرف سے اب نربدا کے جو ہی شمال ہین ہنوز
دکن کے برخ ہی اگلے زمانہ مین حاکم نشین وہانکا قصبہ تہانیسر تہا اور نام اسکا اوسوقت خاندیس تہا اور
وہ سبب گرانی غلہ اور حادثات کے ویران ہوگیا تہا پہر راجی علیخان فاروقی نے آباد کیا ہی اس
واسطے خاندیس نام ہوا ذکر اوسکا رشید الدینخانی مین گذرا کیفیت نسخہ جدید مین کیفیت اسکی
کی یون کر لکہی ہی کہ یہ شہر قدیم ہی کنارہ پر ایک ندی کے بستی کے بازار دو طرفہ آباد ان ہی عمارات
پختہ ہوتی ہل ہندوستان کے دکان ہیں اور آدمی اسجا بیشمار بیشہ بیشمار ہین صندل کے جہاڑ اور
جانوروں کے ایسے ہرن اور ریچھ کلا بوتی وغیرہ ہتیار کے کثرت وہان بہت ہوتے ہین
محمد اکبر شاہ کے وقتہان خاندیس چار سرکار تہا زمانہ اہنال کی ہی عالمگیر کے زمانہ مین یہ ملک بیان
ایلک کو ملا بروہان الملک آبادی اور قصبہ ہین اسکی زیادہ کوشش کی نام اوسکا برہانپور رکہا
اور قلعہ آسیر احمد نگر سے لیکر ملک مالوہ مین ہوسنگ غوری نے بنایا اور قدم کتاب مین آیا قوم
گوجا نام خاندیس کا نام قبط سابق نام اسکا ہیرہ دیہ والا کوندوانہ کا تہا اس روز مین ملک
خاندیس مین اگر کہنے سے اپنی بیٹہ کا نام اکا پیرہ ہا یا ولی پہاڑ کی ایک قلعہ تہا پہر ہا بار کے
رہنا اختیار کیا تہا وہ قلعہ تیک ہے ہا ایک بندر اسطے محاصون اور غرہون کے مقرر کیا تہا ہر روز طعام
پختہ فقرا اور مساکین کو دیتا تہا جب بہت سے لوگ اکر وہان جمع ہوگئے تہے وہ قلعہ نام سے اسکے
آسا ہیر نامزد ہوا ہیر اوہ عوام سے مخفف ہوکر نام اسکا قلعہ آسیر قرار پایا اور سا ہیر بالله اور
قدرت دیتا کی بہت رکہتا تہا لکہا ہی کہ ہزار انبار غلہ کے اور کئی ہزار مویشی
نزدیک اوسکے تہے اور راجی علیخان فاروقی سے اسقدر اتفاق رکہتا تہا کہ سلطان فیروز شاہ نے

دہلی مین خبر اسکی سنکر بار راجی علیخان پر فرامین متضمن اس مضمون کے روانہ کئے کہ اس مواضعات کو
اپنے ایسا قلعہ نظر بنا کیا ہی اور تمنے جاگیر رکھا ہی راجی علیخان مرد ہے اسا اہیر کی لیت ولعل سے
رہا یہانتک راجی علیخان بعد حکومت ۲۹ سال کی ۹۰۱ سنہ نوسو ایک مین مواہیا اسکا نصیر خان فاروقی
قایم مقام بانکا ہوا اور ۹۰۲ سنہ نوسو دو مین آسا اہیر سے پیغام کیا کہ ان روزون مجھسے مخالفون سے
دولت کے طرح منازعت کی پڑی ہی کیا اچھا ہو کہ عیال واطفال و مردوزن کو میرے تو اس قلعہ مین
دیوے آسا اہیر نے دانی مروت اور قدیمی اتحاد پر قبول کیا نصیر خان نے دوسو آدمی تیار کر دانیں
بار بھیجدیا دو تین روز بعد پیشکش بھیجا کہ اور قلعہ کے ہی اور بیٹی اور لڑکے ہیں دانی دیوے
باہر کو دے آسا اہیر کو مار ڈالا زن وبچہ کو اوسکے اہیر دستگیر کئے فتوح سے قلعہ لیلیا نصیر خان
نے واسطے دفع اس نحوست کے چاہا کہ اول قدم مبارک شاہ برہان الحق قدس سرہ کا کہ وہ ان روزون
روضہ منورہ مین رونق افروز تھے ارز انی کریں پھر مین داخل ہون دولت آباد سے بلوایا جناب تشریف
لائے اور اس طرف روانہ ہوئے نصیر خان نے پیشوائی کرکے فرمایا کہ مجھے حکم عبور کا اوسطرف کو نہین ہی تم اپنے
لشکر سمیت ادہر آکر ملو بادشاہ کیا فقہ متعین حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ جہان ہمارا لشکر اترا ہے
یہ جاے بھی دلکش اور مقام خوش ہی یہان ایک شہر اسم شریف سے بسر کرو نصیر خان نے
یا برہان آباد نام اور ایک شہر یہان جہانگیر مین مقام کیا ہون نام سے برہان آباد بنا ہوا تھا
نصیر خان حسب الحکم حضرت کے ۹۰۲ سنہ نوسو دو مین دو نو شہر احداث کئے ہین اور لکھا ہی کہ شمال
طرف اوس صوبہ کے شہر مالوہ اور دریاے نربدہ ہی اور جنوب پہاڑ صوبہ مجستہ بنیاد اورنگ آباد اور کوہ
سیہاچل پر اس صوبہ مین پایان گیات غرداپور اور جانذا اور دہور پی اور دوسرے قلعے واقع ہوے

ہین اور کوہ ہندیا چل عرض ہین چالیس کوس مابین دریائے نربدا کے ہی اور دریائے نربدا کے ہی اور طولین سلسلہ
اُوسکا درمیان سے سرکار سورت کے شروع ہوکر خاندیس سرکار ہی صوبہ بنگالہ کو ہوتا ہی اُون پہاڑون مین اول
زمیندار تمردیو یہ تابع تھے بعد اسکے بھیل لوگ اور نیز غالب آکر متصرف ہوے آب ہوا اس صوبہ کی
معتدل ہی کشتکار اوس ملک مین خوب ہوتی ہی درخت غلہ کے مثل جوار اور بعض جاتی زراعت ہین باجرے
اتے ہین اور وہ بعنے خوشی جوار کے ایسے نازک اور خوش مزہ ہوتے ہین کہ مزارعان قسم میوہ کے شمار کرتے ہین
اور ہیل عوض عوام ہر ڑہ نام کرتے ہین چاول خوب باریک اور دال تور کی بالیدہ ہوتی ہی اور وقت طبخ کے چاول کے
سانہ گلجاتی ہی اور ہول پھل خصوص انہ فالسے علی ہذا نور خالی کہ نشاندیہ بھی کوئی میوہ ہی ناپید ہوتے
ہین اور تانبا لوہا لیکر ہی ارزان ہوتے ہین اور انکو رسیدانہ بہانکا بہت عمدہ مشہور ہی کہ لوگ دور دور سے
بطریق تحفہ کے لیجاتے ہین شہر بنیاد بلدہ برہانپور کی جسے الحکم نواب مغفرت مآب کے ۱۰۱۰ھ کنارہ
آکنا لیسین بنایا ہی اور کوٹ اور شکارگاہ اگلے تاجداروں کی اور جاے سیر اُسجا چادر مالنی
کی طرلانی واقع ہی اور نواح بنگلانہ مین مسافر کو دشوار گذار قلعے اور چند پہاڑون کے حایل ہوتے ہین
اصدہ پہاڑون کے ہوتے ہین علاوہ اسپر مراحمت ماتون کی ہی اور جنوب سمت اوسکے سرکار بلکہ کن
واقع ہی اس سرکار مین قلعے بہت مضبوط ہین جیسا کہ ملہیر اور ربولہ اور ٹنکہ اور ہول اور سانوہ وہ تابع
زمیندار اس سرکار کے اگلے زمانہ مین سلاطین گجرات کو تاج وخراج دیا کرتے تھے اور خاندیس کے حکام نزدیک ہوتے
سب اس ملک پر ہمیشہ چڑہائی کیا کرتے تھے سو لہوین سال جلوس شاہجہانی کے شاہزادہ اورنگ زیب صوبہ
دکن نے فتح کرکے بنگلانہ کو ضمیمہ خاندیس کیا ہی اور مہرجی زمیندار اوسجا کا کہ وہ اولاد سے راجہ چیچند راجپوتی
تہا اور راجہ راجہ مارواڑ کا چچا تو ماتھا اور ملک قنوجین رہا کرتا تھا بسبب وطن دا ہی کے پرگنہ سلطان پور

اوسکو مرحمت فرمایا اور رام نگر کہ مضافات سے بھلانپہ پلیا گہاٹ کے ہی بعد فتح کے دہ سوم دیو کو جو اما
مہرجی مذکور کا ہی عنایت ہوا وہ سال بسال دس ہزار روپے خزانہ بادشاہی مین پیشکش کیا کرتا تھا اور اجاگڑہ
لہرکون اول داخل صوبہ مالوہ کا ہتا بسبب حایل ہونے دریا نربدا اور نزدیک ہونے بلدہ برہانپور کے آٹھوین سال جلوس رشتانی
کہ داخل صوبہ خاندیس کا ہوا اور سرکار کالنہ پہلے نظام شاہیہ کے عہد مین احمد نگر سے تعلق رکہتا تھا پھر زمانہ مین شاہ
جہان بادشاہ کے چونکہ اکثر ملک کا ضبط ہوا تہا محمد دلیل نے قلعہ کالنہ کا ایکہزار رکبی مین مع آٹھ پیر گنے
دوسرے داخل ملک بادشاہ کا کیا اور زندربار قبل اسکے تصرف خاندیس کے راجون کے تہا بعد اسکے تصرف
سلاطین گجرات کے رہا سن بود سلطان محمود گجراتی نے کہ عہد مین اپنے چچا سلطان بہادر شاہ گجراتی کے میران
محمد شاہ فاروقی کے قید مین تہا اور بیٹے سے شاہ فاروقی مذکور کے جو میران مبارکشاہ نام تہا عہد کیا
تہا کہ اگر مین بادشاہ ہونگا تو قصبہ نندربار مین دونگا چنانچہ جب سلطان محمود شاہ بادشاہ ہوا ۹۰۰ھ
نوسو اسی مین قصبہ مذکور میران مبارکشاہ فاروقی مذکور کو بخشا اس صوبہ خاندیس حسنے اختیار مین فاروقیون کے
رہا جیسا رشید الدین خانی مین گذرا پھر ۱۰۰۸ھ مین بیچ تصرف اکبر بادشاہ کے آیا اور صدر نایبان
سلاطین دہلی کا ہوا حضور سنہ ۱۱۳۲ گیارہ سو تیس مین برہانپور اور قلعہ آسیر زیر حکومت نواب
آصفجاہ بہادر کے آیا اور ہر عصر مین صلابت جنگ کے خاندیس تصرف مین بالاجی راو پیشوا پونا اور کاررواز
ہا کے سردار سیو بہادر مرہٹہ کے جاتا رہا اور اب قلعہ آسیر کا تحت حکومت افسران انگریز بہادر کے
ہی اور برہانپور صدر مضافات خاندیس تصرف مین سندیہا مرہٹہ کے صوبہ برار کا بیان

صوبہ برار

یک صفونہ — یک کرور
ماڑب محال — رعب لاکھ
سعت جمع کامل — مدت لاکھ ۱۲

سرکار

بالاگھاٹ		پایان گھاٹ	
حصہ سرکار		ملے سرکار	
پاہتری	باسم	کلم	کھرلہ
جینال باری	ماہور	نرنالہ	لونار
نکہر		اسلام گڈہ عرف دیوگڈہ	سرپور
		مانک درگ	بالاپور

کیفیت ہر ار ملک وسیع تابع دکن اقلیم دوم سے ہی اول نام اوسکا ودانت بتا اسواسطے کہ
ودا نام دریا کا ہی اور نٹ کنارہ کو کہتے ہیں اور یہ کنارہ پر دریا کے واقع ہی اب نام اوسکا فتح پور
شہر قدیم ہی یہ جا راجہ بکرماجیت اور راجہ بہرتری کی حکومت کی ہی دریا کے رہنے والے حسین بتاتے ہیں
اور آسودہ اور عمدہ آزنہ پور سے ارسہ ہول سیوہ اچھا خوشگوار عمدہ آبخیہ بازار اور طرف
قلعہ سنگین لکھا ہی کہ اس صوبہ میں ایک کنواں ہی کہ اسمیں آکھوں موغرہ جو گرتا ہی پتھر بن جاتا ہی
اور دریا ندی وسط میں اس صوبے کے کوہ سندا سے جو نزدیک عام کھڑی کے ہی دس کوس سے بھی
زیادہ اور بچا ٹالی کے منبع سے نکلی ہی دریا نٹ اور کا یعنی کنارہ دو قسم پر ہی بالاگھاٹ اور
پایان گھاٹ بالاگھاٹ تو کوہ سیہا چل ہی اور پایان گھاٹ دامن کوہ مذکور کا ہندیہ تک
اور ملحق نرالہ کلاور کا ویل گڈہ کلاور یہ کوہ ہندیا چل کے واقع ہی اور گنگ کوندی بھی بالا
گھاٹ سے گذرتی ہی اور دریا تاپی پایان گھاٹ سے اور جو بیار کھیر کون اور بوتا ہر دہ نزدیک

قلعہ تنور کے سیاحل کے پہاڑ سے نکلکر پرگنہ سیونہ اور نیچے سے نواح ظفر نگر کے ہوتی ہوئی دو نیک
قصبہ مانی اور پرگنہ سیہری کے گنگ سے ملے ہین اور ہین گنگا بھی ویل کا فون کے متصل کوہ مذکور سے جاری ہوی
ہی اور دریان سے سرکار سنکر اور بالا کے ہوتی ہوئی ایک کوس پر ماہور موضع ترک چاندا کے طرف سے
حیدر آباد کے گذرتی ہی اور گنگ مین شامل ہوکر بورتاپی سے ملحق ہوئی ہی اور دوسری بہت
ندیان اس صوبہ مین ہین اور بالا گھاٹ کی ندی مین طرح طرح کے پتھر ہوتے ہین آب و ہوا اس ملک کی
پسندیدہ ہی اور پھول خوشبو میوے رنگ و ارغلہ بہت اور چاول باکیرہ اور روغن گاو کا بہتر روغن سے
گاومیش یعنی بھینس کے ارزان اگر وہان سے مول لیکے اطراف و جوانب کو جاتے ہین اور بھینس وہان کی دودھ
بہت دیتی ہی اکبر نامہ مین لکھا ہی ملکدہ کی نواحین یک نادر جانور ہی جو مغربی چین سے لاتے ہین اسکی پالکی
جو گرے پتھر ہو جاتی ہی بقولات بہت ارزان اور جنگلی کبر اخیار کے دسمبر سے شروع ہوتا ہی تخمدہ کو سکین بختیار
اکثر خوراک عوام کی گا بکا گوشت اور تیل اور روغن ہی اور کودنہ دانہ مین جنگلی باتی ملتے ہین اور ترکاری
فروش ہوتی ہی اور پارچہ کپاسی انجنگانون مین خوب بنتے ہین اور لکڑی مکانون کی اور بانس
بہانکا خوب ہوتا ہی جای تخت اس ملک کا بلدہ ایلچپور ہی اور وہ شہر قدیم ہی دریان او
ندیون سپان اور پچھن کے اور وہ دونون ندیان رودپورنا سے ملحق ہوئی ہین اور نیچ مضاف
سرکار بیتال باڑی کے جو سری وغیرہ بیتال نگر مین واقع ہی چوبیس تھانے دامن مین پہاڑ کے
اگلے زمانے والون نے بنائے ہین اور موضع اجنسہ بالا گھاٹ پر فرد اپور کے نواب مغفرتمآب نے
سنہ ۱۱۴۱ گیارہ سو اکتالیس مین آباد کر کے نام اوسکا نظام آباد رکھا اور بیٹھ ملکاپور آباد کیا
ملک عنبر حبشی کا ہی اور نیچ شکر کھیڑلہ کے ایک بڑی مسجد کالے پتھر کی ہی اور پیچھے اوسکے

ایک تالاب اور کنول دیو کانون مین جسوقت تالاب سوکھ جاتا ہی نظرون نام نہ ہوتا ہی کہ محصول اسکا
لاکھ روپی تک حاصل ہوتا ہی اول زمانہ مین برسنگدیو نام زمیندار سوسا کا سلاطین ہمنیہ کو خراج دیتا تھا بعد
چندے بوشنگ نام حاکم نے مانوکے پسر کو قتل کیا ہی قلعہ کاوِل کا سلطان احمد شاہ ولی ہمنی نے
بنوایا ہی وہ قلعہ نرمالہ کو تعمیر کیا اور قصبہ روہن کھیڑ آباد کیا گیا ہی کامعتبر معمورہ اس ملک کا ہی یہ صوبہ تصرف مین
علاؤ الدین بادشاہون کے رہا اور جب محمد اکبر بادشاہ نظام شاہیون پر غالب آیا یہ صوبہ داخل ممالک محروسہ سلاطین
عظیم الشان ہوا پھر سنہ ۱۱۳۱ گیارہ سو تیس مین نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر سات بارہ پر غالب آکر یہ صوبہ
اور تمام صوبہ دکن کا بدست آوردہ شمشیر ظفر پیکر ہوا سنہ مرہٹہ تا گیون کا مکان دار اسجا کا بہا کتے ہین
کہ یہ ہمیشہ خود آتا ہی پر نظام علیخان بہادر کے جو ہاتھی وہان کی وصول ہوتی تھی جب وہ تباہ ہوا
ناچور تمام تعرفین فرنگیز کی گیا اور سرکار حکومتمآب نشان آصفجاہی کے آیا سوا ان صوبجات کے صاحب
نے صوبہ اور لکھا ہی جسکا ذکر ہوتا ہی یعنی صوبہ تارہ کدہ متعلقہ دکن آمدنی اس صوبہ کی
اور پیشکش اسکا جیب خاص بادشاہی سے متعلق تھا اور دفتر سے خارج اسواسطے تفصیل اسکی اور گنتی سرکارات
محالات و مواضعات و اراضی وغیرہ کی پائی نہین گئی اور سوا اسکے آدھا صوبہ دیوڑی کا بھی حضور والا مین تھا
کہ آمدنی یہی بحاصل ہوتا اور آمدنی اتنی ہی لکھا ہی اقلیم ہندوستان کے تمام باسی صوبون سے زمانہ مین
اکبر بادشاہ کے آمدنی سے کل صوبون کی سبغ چہیاتو کروڑ روپی داخل خزانہ بادشاہی ہوتے تھے میزان
جمع سرکار تمام صوبجات ہندوستان کی دو سو پچاس کرور میزان جملہ محالات تمام صوبجات کی
ستیانو ہزار ایکسو ستیاسی ۱۸۷ ۹۷ میزان کل مواضعات تمام صوبجات دو لاک ستیانوے ہزار آٹھ سو
انیس ۱۹ ۹۳ میزان کل اراضی تہتر کروڑ ستتہتر لاک تہتر ۷۳ ۷۷ بانوے ہزار آٹھ سو پچاس ۹۲ ۵۰ بیگہ میزان کل محاصل

نوارب چوسٹ کروڑ بیاسی لاک نوے ہزار چار سو بہتر دم عرض تمام ممالک ہندوستان کا شمال کوہ
ہمالون سے جنوب حیدرآباد تک دکن کے تخمیناً ایکہزار پانسو کوس طول جملہ ملک ہندوستان کا شرقاً
ہوگلی بندر بنگالہ سے غرب جو بٹہ بہکر تک تخمیناً دو ہزار کوس اور بموجب کتاب مراۃ الاقالیم
جو ترجمہ انگریزی کتاب کا ہی ہے بھی واضح خاطر ناظرین ہو کہ جغرافیہ دانون نے اہل فرنگ کے مملکت
ہندوستان کو چار حصون پر بانٹ دیا ہی پہلا حصہ وہ ہی جو گنگا اور ان ندیون کے حوالی مین
جو اوس سے مخلوط ہین واقع ہی اور اسمین چھے صوبہ ہین بنگالہ بہار الہ آباد اودہ آگرہ دہلی
اور دوسرا حصہ سندہ ندی کے اطراف مین اور ان ندیون کے نواحی مین جو اوس سے ملی ہین
اور اسمین سات صوبہ ہین کشمیر کابل قندہار ملتان سندہ اجمیر مالوہ تیسرا حصہ وہ جو گنگا اور سندہ
اور کرشنا کے مابین ہی اور اسمین پانچ صوبے ہین گجرات خاندیس برار اورنگ آباد چوتھا حصہ
وہ ہی جو کرشنا کے جنوب سمت ہی اسمین چار صوبے ہین بیجاپور گلکندہ کرناٹک تیسرا کوکن
یعنی کوکن اور اسکو اہل جغرافیہ دکن کہتے ہین اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اب ہندوستان مین دو شہر
بہت آباد ہین ہند مین کلکتہ اور دکن مین بمبئی چنانچہ راقم نے انگریزی اخبار مطبوعہ ۱۸۷۸ء بارہ
اٹھترہ مین دیکھا ہی کہ سلطان سرکار متردد ہین کہ خلقت کو کہان بسائین اور عرض کلکتہ کا بیس درجے
چھبیس دقیقہ ہی اور عرض بمبئی کا اٹھارہ درجہ چھپن دقیقہ اب نامہ گنگا ثانیاً تعداد صوبجات دکن کا مع
مداخل و مخارج عہد اسلام کے دوسری کتاب سے بیان کرتا ہی من بعد بعد ہر ایک صوبہ کا دوسرے
جو ہیں صوبون مین باہمدیگر واقع ہی گذارش کریگا تعداد صوبجات دکن مع مداخل و مخارج عہد
اہل اسلام فقط ملک قریب دو بیم کروڑ کے جو تصرف مین سلطان ابوالحسن عرف

تلنگشاہ کے

تاناشاہ کے ہما تفصیل اوسکے محاصل ومخارج کی یہ ہے

نقشہ جمعہ

صوبہ والا ابیا وحیدرآباد سنہ ۱۱۹۴ بارہ سو ستیانوے مین

جماعت پرگنے

مصہ جمعبندی

روپے

جو روپیہ ہون

دوسری

سکے کے

مصہ

دو کروڑ

روپے

اضافہ

سرکارات

ایک کروڑ

روپے

روپے

۶

سرکار مچھلی پٹنم	سرکار بیدر	سرکار گولکنڈہ	سرکار منصور
مصہ لاکھ	مصہ لاکھ	مصہ لاکھ	مصہ لاکھ
روپے	روپے	روپے	روپے
۱۳	۶	۸	۷

سرکار ایلگندل	سرکار ورنگل	سرکار کھم میٹھہ	سرکار دیوگنڈہ
۷ لک	۴ لک	۷ لک	۱۰ لک
۱۰ حاصل	۱۰ اسمالہ	۱۰ عیسمالہ	۱۰ عیسمالہ
۴ ۷	۷	۱۳ ۴	۴
سرکار پانگل	**سرکار مصطفےٰ نگر**	**سرکار پیونگیر**	**سرکار اکن کرا**
۱۰ لک	۷ لک	۱۰ لک	۶ لک
۱۰ حاصل	۱۰ ماسہ	۱۰ لاسہ	۱۰ عیسمالہ
۱۴ ۷	۱۵ ۷	۹ ۷	۱۲ ۷
سرکار کویل کنڈہ	**سرکار گہن پورہ**	**سرکار مرتضیٰ نگر**	**سرکار مچھلی پٹن**
۷ لک	۶ لک	۷ لک	۶ لک
۱۰ حاصل	۱۰ عیسمالہ	۱۰ لمالیہ	الیٰ
۱۴ ۷	۴ ۷	۴ ۷	
سرکار نظام پٹن	**سرکار راج مندری**	**سرکار دیلور**	**سرکار سیکاکول**
۳ لک	۷ لک	۷ لک	۷ لک
۱۰	۱۰ عیسمالہ	۱۰ اسمالہ	۱۰ عیسمالہ
		۱۵ ۷	

الماس

سرکار کالنگ

۳ لک

۱۰

طرف کرناٹک یعنی آرکاٹ

لک
لاکھ روپے

مضاف

دو کرور
لاکھ لک
لاکھ روپے

پیشکش بادشاہان ہند و متصدیان

پیشکش بادشاہان	متصدیان
لاکھ لک	کرلک
لاکھ	کرور

اخراجات بادرچیخانہ سلطان | تنخواہ داران وغیرہ

لاکھ لک	یک کرور
	لاکھ لک
	لاکھ روپے

خاصہ	شاہرہ طوائف وغیرہ	سواران	سخنی یعنی بید تنخواہ وچہرہ
		صد نفر	سات نفر
صد ہاہوار	لاکھ لک	لاکھ	لاکھ
		کرور	لاکھ
لاکھ لک	لاکھ	لاکھ لک	لاکھ
		لاکھ روپے	لاکھ روپے

لشکر	کندوری وغیرہ	توپخانہ فرنگ	تنخواہ شعلچیان سلطان
لک		لک	لک
عت	حت	الثامن عت	ی کا عم
تذرو انعام درانشاء	خرچ کندیدن کلمات	درماہہ برہمنان قادیان	انعام مسلمانان دیہات
مرشد سلطان		نویس	
ے لک		ر لک	ے لک
ی کا	بت ملیا	عت کا	حت
شعلخانہ دود خانہ	انعام دیولیا	عیدی محلیا	خرچ عاشورخانہ
لہ سعت	لک الثامن عت	عت حاصہ	لک الثامن عت
لنگرخانہ امامین	جاسوس لفیہ برکارہ	نوکران قلعجات	معتاد مردم بیجاپور
ور لک		لہ سعت نفر	لہ لک
ہی عت	حرحا	عت لک	
معتاد مردم راجہ سیوا	سبندی محالات	عت لک	
ے لک	لہ سعت		

باقی

لک الثامن عت

۱۴

از عبدہ مین

اور عہد میں اورنگ زیب بادشاہ کے تمام مواضع صوبجات دکن سے کہ قبضۂ اولیاء دولت شاہی کا ہوا تھا جملہ محاصل جیسے صوبون کا بموجب کتاب سوانحات دکن یہ ہے

لے صوبہ
لے سرکار
لے قسم کامل

لے عدد کرور
لے لاکھ
لے ہزار
۵ سر

صوبہ اورنگ آباد جنت بنیاد

لے عدد سرکار
لے کامل
لک کرور
لے لاکھ
لے ہزار
۱۰ سر

صوبہ خاندیس

لے سرکار
لے کامل
لے لاکھ
لے ہزار
۸ سر

صوبہ برار

لے عدد سرکار
لے کامل
لک کرور
لے لاکھ
لے ہزار
۰۹ سر

صوبہ بحسنہ آباد بیدر

لے سرکار
لے کامل
لے لاکھ
لے للوما عفیاں

صوبۂ دار الظفر بیجاپور	صوبۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مع تعلقہ کرناٹک بالاگہاٹ و پایان گہاٹ
	مدلل سرکار
	معہ کامل
نو کروڑ	بے کروڑ
لاکھ	لاکھ
ماہیانہ	ماہیانہ
۲	۸

اور وقت ہین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے بیجاپور سے اکثر محالات سرپرنگ پین وغیرہ تک اور صوبہ حیدرآباد سے اکثر محالات کرناٹک وغیرہ تک سوائے مواضع پندرہ کروڑ کہ وہ قبضہ ہین زمینداروں کے رہ گئے ہے جو باقی صرف ہین دا لکین دولت آصفیہ کے ادام اللہ دا لبقاہ آئے ہین تفصیل انکی یہ ہے

صوبہ	
مدلل سرکار	
معہ کامل	
	نو کروڑ
	لاکھ
	ماہیانہ
	۱۷

صوبۂ مجتہ بنیاد اورنگ آباد	صوبۂ خاندیس
مدل سرکار	مدل سرکار
معہ کامل	معہ کامل
نو کروڑ	چھ لاکھ
لاکھ	ماہیانہ
ماہیانہ	
۱۰	۹

صوبہ دار

صوبہ بہار	صوبہ بیدر
۱۶ سرکار	۴ سرکار
۱۶۶ کامل	۶۶ کامل
ایک کرور	لاکھ
۴ لاکھ	روپیہ
۱۲ دام	۶
۱ سر	

صوبہ دار الظفر پنجالہ	صوبہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد
۱۴ سرکار	۱۶ سرکار
دو کرور	۱۰۰ کامل
۱۲ لاکھ	۱۰ کرور
۶۴ ہزار	۱۰ لاکھ
۱۰ سر	۱۰ دام
	۱ سر

بعد ایک صوبہ کا دوسرے صوبہ تک جریبی کوس کی پیمائش سے جو واقع ہوا اسکی مسافت کا بیان واضح ہو کہ جریبی کوس کے معروف یا دو کم دو کوس ہوتے ہیں ابتدا صوبہ دار الخلافت شاہجہان آباد سے مثلاً صوبہ مستقرہ خلافت اکبر آباد اگرہ تک سیدھے رستہ سے چوالیس کوس اور صوبہ دار الخیر اجمیر تک اگرہ کی راہ سے ایک سو اٹھائیس کوس اور دیواری کی راہ سے پچاسی کوس اور صوبہ دار الفتح اوجین تک ایک سو پچاسی کوس اور صوبہ الہ آباد برگنہ تک ایک سو اٹھتیس کوس اور صوبہ اودھ اجودھیا ایک سو چودہ کوس اور صوبہ بہار عظیم آباد پٹنہ تک دو سو تین کوس اور صوبہ دھاکہ بنگالہ تک چار سو اکیس کوس اور صوبہ اڑیسہ جگناتھ تک ایک سو نواسی کوس اور صوبہ احمد آباد گجرات تک دو سو انچاس کوس اور صوبہ دار السلطنت لاہور پنجاب تک ایک سو پانچ کوس اور صوبہ ٹھٹہ بکر تک

چار سو ایک کوس اور صوبہ کشمیر تک ایکسو پچاسی کوس اور صوبہ دار الامان ملتان تک ایکسو پچہتر کوس اور
صوبہ دار الملک کابل تک دو سو چونتیس کوس اور صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد دکن تک دو سو چوسٹ
کوس اور صوبہ دار السرور برہانپور خاندیس تک دو سو بائیس کوس اور صوبہ برار فتح پور تک دو سو پچپن
کوس اور صوبہ محمد آباد بیدر مظفر آباد تک تین سو چون کوس اور صوبہ دار الجہاد حیدر آباد دکن تک
تین سو چھیاسٹ کوس اور صوبہ دار الظفر بیجاپور دکن تک تین سو چھے کوس اور دار الخلافت اکبر آباد سے
طرف بالا چوبیس کوس ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور طرف پائین اجمیر چوراسی کوس ہے اور اوجین ایکسو اسی
اکاون کوس اور دار الامان آباد چوریانوے کوس اور اودہ ایکسو دس کوس اور پٹنہ ایکسو پچاسی کوس اور بنگالہ
تین سو اٹہتر کوس اور اودیسہ پانسو چوالیس کوس اور گجرات دو سو پانچ کوس اور لاہور
ایکسو انچاس کوس اور پشہ چار سو پچہتر کوس اور کشمیر دو سو اسی کوس اور ملتان دو سو چوبیس کوس
اور کابل تین سو اٹھ کوس اور اورنگ آباد دو سو کوس اور برہانپور خاندیس ایکسو اٹہتر کوس اور برار دو سو اٹھ
کوس اور بیدر تین سو دس کوس اور حیدر آباد تین سو تیس کوس اور بیجاپور تین سو سولہ کوس اور دار الخیر اجمیر
طرف بالا شاہجہان آباد دہلی ایکسو تیراسی کوس اور طرف پائین صوبہ ہذا ایکسو ننانوے کوس
اور الہ آباد ایکسو اٹہتر اور اودہ ایکسو چوریانوے اور پٹنہ دو سو ستر اور بنگالہ ایکسو گیارہ اور اودیسہ ایکسو اکتیس اور
گجرات ایکسو گیارہ اور لاہور آگرہ کی راہ سے دو سو تیس اور سیدہ راستہ سے ایکسو اٹھارہ اور پٹنہ چار چوکی اور کشمیر
دو سو چھیاسٹ اور ملتان دو سو چھپن اور کابل آگرہ کی راہ سے تین سو پچہتر اور سیدہی راہ سے تین سو سترا
اور اورنگ آباد دو سو پندرہ برہانپور ایک سو سترا اور برار دو سو گیارہ اور بیدر دو سو اکتیس
اور حیدر آباد تین سو سترا اور بیجاپور تین سو گیارہ اور دار الفتح اوجین سے طرف بالا شاہجہان آباد

ایکسو بچانوے اکبرآباد ایکسو اکاون اجمیر نوانوے اور طرف پائین غیرہ الہ آباد دوسو پچہتر اودہ دوسو اکسٹھ
پٹنہ تین سو اکتالیس بنگالہ پانسو انتیس اودے پور چھے سو اٹھانوے گجرات ایکسو بیاسی لاہور تین سو
پٹنہ پانسو چھیانوے کشمیر تین سو اسی ملتان تین سو ستر کابل چار سو اونسٹ اورنگ آباد ایکسو سترہ برہانپور
سین شبرار ستیانوے بیدر ایکسو نوانوے حیدرآباد دوسو تیس بجاپور دوسو چودہ صوبہ الہ آباد سے
طرف شاہجہان آباد ایکسو اٹھائیس اکبرآباد چوراسی اجمیر ایکسو اٹھترا دجین دوسو پچہتر اور طرف
پائین وغیرہ اودہ چین پٹنہ چوراسی بنگالہ دوسو بیاسی اودے پور تین سو اکتالیس گجرات دوسو نانوے
لاہور دوسو چھیالیس پٹھہ پانسو انچاس کشمیر تین سو بائیس ملتان تین سو تیرہ کابل تین سو چھبیس
آباد تین سو تیس برہانپور دوسو بہتر برار تین سو دو بیدر چار سو چار حیدرآباد چار سو پچیس بجاپور چار سو انتیس
صوبہ اودہ سے طرف بالا شاہجہان آباد ایکسو چون اکبرآباد ایکسو پچاس اجمیر ایکسو چوراسی اودے پور دوسو
یکٹ الہ آباد چین اور طرف پائین وغیرہ صوبہ مذکور سے پٹنہ انیاسی بنگالہ دوسو سینتالیس اودے پور
چار سو گجرات تین سو بیدر لاہور دوسو اونسٹ پٹھہ پانسو چین کشمیر تین سو انچاس ملتان تین سو اٹھاس
کابل تین سو اسی اورنگ آباد تین سو اسی برہانپور دوسو اسی برار تین سو اٹھاسی بیدر تین سو اسی
حیدرآباد چار سو اکتالیس بجاپور چار سو بیس صوبہ پٹنہ سے اطراف آباد مذکورہ شاہجہان آباد دوسو
بیس اکبرآباد ایکسو انیاسی اجمیر دوسو بہتر اودے پور تین سو اکتالیس الہ آباد چورانوے اودہ انیاسی
اور دوسرے اطراف و جوانب بنگالہ ایکسو ستاسی اودے پور تین سو اٹھاون گجرات تین سو ترانوے لاہور
تین سو اسی پٹھہ چھیانوے کشمیر چار سو اٹھارہ ملتان چار سو اسی کابل چار سو اسی اورنگ آباد
چین سو برہانپور تین سو ستاسی برار تین سو ستاسی بیدر چار سو نانوے حیدرآباد پانسو بیس

بیجاپور پانسو چودہ صوبہ دھاکہ بنگالہ طرف بالا مذکورہ شاہجہان آباد چار سو اکیس اکبر آباد تین سو ستہتر
احمد آباد گیارہ پانسو پچیس الہ آباد دو سو بیاسی اودے پور دو سو سترہ پٹنہ ایک سو چھیاسی اور اطراف مختلف
الجہات اودے پور ایک سو ستر گجرات پانسو بیاسی لاہور پانسو چھبیس پٹنہ دو سو بائیس کشمیر چھے سو پانچ ملتان
پانسو چیاسی کابل چھے سو چھپن اورنگ آباد چھے سو چھے برہانپور پانسو چھپن برار پانسو پچاسی بیدر
چھے سو تریپن حیدر آباد سات سو آٹھ بیجاپور سات سو دو صوبہ اودے پور اس صوبہ سے اطراف مذکورہ بالا
شاہجہان آباد پانسو اکیانوے اکبر آباد پانسو چوالیس احمد آباد گجرات اس صوبہ سے طرف بالا مذکورہ شاہجہان آباد
پانسو اکتالیس اودے پور چار سو پٹنہ تین سو اٹھاون ڈھاکہ ایک سو ستر اور اطراف مختلف راہوں سے
لاہور چھے سو چیانوے پٹنہ چھے سو بیانوے کشمیر سات سو چھتر ملتان سات سو چھپن کابل آٹھ سو پندرہ
اورنگ آباد سات سو تیس برہانپور سات سو پچاسی برار سات سو پچپن بیدر آٹھ سو ستاون حیدر آباد
آٹھ سو انہتر بیجاپور آٹھ سو ترسٹھ صوبہ احمد آباد گجرات اس صوبہ سے طرف بالا مذکورہ شاہجہان آباد
ایک سو انچاس اکبر آباد دو سو پانچ احمد آباد اکیانوے الہ آباد دو سو نوے پانچ سو چھیانوے
تین سو پندرہ بنگالہ پانسو اسی اودے پور آٹھ سو باون اور اطراف مختلف اس صوبہ سے مثلاً لاہور
تین سو چون پٹنہ تین سو پچاس کشمیر تین سو ستاسی ملتان چار سو چوبیس کابل چار سو چھیاسٹھ اورنگ آباد
دو سو چوبیس برہانپور اکیسو انچاس برار اکیسو اٹھہتر بیدر اکیسو اکیاسی حیدر آباد تین سو دو بیجاپور
دو سو چیانوے لاہور اس صوبہ سے طرف دلی مذکورہ گجرات تین سو چون جیسا گذرا اودے پور
چھے سو چیانوے بنگالہ پانسو چھبیس پٹنہ تین سو اٹھتیس اودے پور دو سو اسی الہ آباد دو سو ستالیس اودے پور
تین سو اجمیر براہ راست دو سو اٹھاسی اور راہ آگرہ سے دو سو اٹھتیس اکبر آباد ایک سو چھیانوے

شاہجہان

شاہجہانآباد ایکسو پچاس اور اطراف مختلف الجہات جیسا کہ بیکر دو سو چیالو گز شمیر دو سو اسی ملتان ستر
کابل ایکسو تیس اورنگ آباد تین سو نوے برہانپور تین سو ستاون برار تین سو ستاون بیدر چار سو اسی حیدرآباد
چار سو اکہتر بجاپور چار سو تین صوبہ بیکر بیٹھ اس صوبہ سے لاہور جیسا کہ گذرا دو سو ستانوے گجرات تین سو پانچ
اور لب سو ستانوے دہلی بنگالہ نو سو بائیس پٹنہ چھ سو تیس اودھ نو سو پچپن الہ آباد بنارس ایکسو پچھتر اجمیر
چار سو بیس آگرہ اجمیر چار سو چھپن شاہجہان آباد چار سو ایک اور دوسرے اطراف میں کشمیر دو سو بیس
ملتان چار سو پچپن کابل چھ سو بہتر اورنگ آباد چھ سو بیس برہانپور چھ سو ترپن برار سات سو پچپن بیدر سات سو
تین حیدرآباد سات سو تیس بجاپور سات سو اکسٹھ صوبہ کشمیر اس صوبہ سے طرف بالا بیٹھ جیسا کہ جانا
دو سو چھبیس لیکن جدول میں تین سو پچھتر لکھا ہے دہلی سے کوئی ایک غلط ہے اور لاہور دو سو اٹھتیس
گجرات تین سو ستاسی اودھ سات سو بہتر بنگالہ چھ سو چھیاسی پٹنہ چار سو اٹھارہ اودھ تین سو اچھیاسی الہ آباد
تین سو پینتیس اودھ تین سو اسی اجمیر دو سو چھیاسٹھ الہ آباد دو سو اسی شاہجہان آباد ایکسو پچاسی اور اطراف
مختلف ملتان دیڑھ سو کابل دو سو انچاسی اورنگ آباد چار سو انچاس برہانپور چار سو سات برار چار سو
تین سو بیس بیدر پانسو انچالیس حیدرآباد پانسو کاون بجاپور پانسو چون صوبہ ملتان سے کشمیر طرف بالا ایکسو
پچاس پٹنہ دو سو چھبیس لاہور ستر گجرات چار سو بائیس اودھ سات سو چیالو بنگالہ پانسو چھیانوے پٹنہ چار
اودھ تین سو ستائیس الہ آباد تین سو تیرہ اودھین تین سو سترہ اجمیر دو سو چھبیس آگرہ دو سو چوبیس شاہجہان
آباد ایکسو پچہتر اور اطراف مختلف کابل دو سو اسی اورنگ آباد چار سو انچالیس برہانپور
تین سو اٹھیانوے برار چار سو ستائیس بیدر پانسو انچالیس حیدرآباد پانسو اکتالیس بجاپور پانسو پینسٹھ
صوبہ کابل اس صوبہ سے اور کشمیر طرف ملتان دو سو انچاسی کشمیر دو سو انچالیس پٹنہ چار سو پچپن لاہور ایکسو

انتیس ۱۲۹ گجرات چار سو چھبیس ۴۲۶ اودے آٹھ سو پندرہ ۸۱۵ بنگالہ چھ سو پچپن ۶۵۵ پٹنہ چار سو اٹھارہ ۴۱۸ اودے تین سو ۳۰۰
اٹھاسی الہ آباد تین سو بہتر ۳۷۲ اودے چار سو انسٹھ ۴۵۹ اجمیر آگرہ کی راہ سے تین سو پچہتر ۳۷۵ اودے سیدھے راستہ سے تین سو
ستر ۳۷۰ اکبر آباد تین سو آٹھ ۳۰۸ شاہجہانآباد دو سو چونتیس ۲۳۴ اودے طرق مختلفہ میں اورنگ آباد پانسو اٹھائیس ۵۲۸ خاندیس
دو سو چھیاسی ۲۸۶ برار پانسو پندرہ ۵۱۵ احمد آباد بیدر چھ سو اٹھارہ ۶۱۸ حیدر آباد چھ سو تیس ۶۳۰ بیجاپور چھ سو
چوبیس ۶۲۴ صوبہ اورنگ آباد اس صوبہ سے کابل طرف بالا مذکورہ پانسو اٹھائیس ۵۲۸ جیسا کہ گذرا ملتان
چار سو انتیس ۴۲۹ کشمیر چار سو پچاس ۴۵۰ پٹنہ چھ سو پچہتر ۶۷۵ لاہور تین سو انہتر ۳۶۹ گجرات دو سو اودے سات سو ۲۰۰ ۷۶۶
چھ سو بیس ۶۲۰ بنگالہ چار سو ساٹھ ۴۶۰ پٹنہ چار سو نو ۴۰۹ اودہ تین سو انتیس ۳۲۹ الہ آباد تین سو بائیس ۳۲۲ اودے تین
ایک سو اٹھارہ ۱۱۸ اجمیر دو سو پندرہ ۲۱۵ اکبر آباد دو سو بیس ۲۲۰ شاہجہان آباد دو سو چونسٹھ ۲۶۴
اور اطراف مختلفہ مثلاً برہانپور اکاون ۵۱ برار اکیاسی ۸۱ بیدر ایکسو بتیس ۱۳۲ حیدر آباد ایکسو تین ۱۰۳ بیجاپور
ایکسو سینتالیس ۱۴۷ صوبہ برہانپور اس صوبہ دار السرور سے طرف صوبجات مذکورہ اورنگ آباد مثلاً
جیسا کہ مذکور ہوا ایکسو پچاس ۱۵۰ کابل چار سو چھیاسی ۴۸۶ ملتان تین سو اٹھانوے ۳۹۸ کشمیر چار سو ساٹھ ۴۶۰
تین سو ستاون ۳۵۷ گجرات ایکسو انچاس ۱۴۹ اودے سات سو پچاسی ۷۵۰ بنگالہ پانسو پچیس ۵۲۵
پٹنہ تین سو سیاسی ۳۸۹ اودہ دو سو اٹھاسی ۲۸۸ الہ آباد دو سو بہتر ۲۷۲ اجمیر سینسٹھ ۶۷ اجمیر ایکسو اکہتر ۱۷۱ آگرہ
ایکسو اٹھہتر ۱۷۸ شاہجہانآباد دو سو بائیس ۲۲۲ اور اطراف مختلفہ مثلاً برار بتیس ۳۲ بیدر ایکسو بتیس ۱۳۲ حیدر آباد ایکسو
ترپن ۱۵۳ بیجاپور ایکسو سینتالیس ۱۴۷ صوبہ برار اس صوبہ سے اسطرف مذکور برہانپور اورنگ آباد اکاون ۵۱
کابل پانسو ۵۱۰ ملتان چار سو ستائیس ۴۲۷ کشمیر چار سو تیس ۴۳۰ پٹنہ چھ سو ترپن ۶۵۳ لاہور تین سو ستاون ۳۵۷
گجرات ایک سو انیاسی ۱۷۹ اودے سات سو پچاسی ۷۸۵ بنگالہ پانسو پچیاسی ۵۸۵ پٹنہ تین سو سیاسی ۳۸۹

اودہ دو سو

اودہ دوسو اٹھارہ الہ آباد تین سو دو اوجین ستانوے اجمیر دوسو ایک اکبر آباد دوسو آٹھ شاہجہان

آباد دوسو چھپن اور باقی ادھر اودھر بیدر دوسو بست حیدر آباد ایکسو تریاسی بیجاپور ایکسو ستہتر

صوبہ بیدر اس طرف مظفر آباد سے اطراف مذکور برار دوسو چھ ٹہ نور ایکسو تیس اورنگ آباد پانسو پانچ

کابل چھ سو ستر اطمان پانسو ستر اکشمیر پانسو انچاس ہفتہ سات سو چھبیس لاہور چار سو اکہتر گجرات

ایکسو اکیسی اودیسہ آٹھ سو ستاون بنگالہ چھ سو تر انوے پٹنہ چار سو نو انوے اودہ چار سو دس

الہ آباد چار سو چار اوجین ایکسو نو انوے اجمیر دو سو تیس اکبر آباد تین سو دس شاہجہان آباد

تین سو پینتالیس اور اسطرف کو حیدر آباد ایکسو دس بیجاپور فقط ایک سو حیدر آباد اس صوبہ سے

اطراف مختلفہ مذکورہ بالا مین بیدر وہی ایکسو برار ایک سو تریاسی برہانپور ایکسو تر پن اورنگ ایکسو

کابل چھ سو تیس ملتان پانسو اکتالیس کشمیر پانسو کان بہکر سات سو سین ٹھٹہ لاہور چار سو اکہتر

گجرات تین سو اودیسہ آٹھ سو اہتر بنگالہ سات سو آٹھ پٹنہ پانسو بیس اودہ چار سو اکتالیس الہ آباد

چار سو چھبیس اوجین دو سو بیس اجمیر تین سو ستر اکبر آباد تین سو بائیس شاہجہان آباد تین سو بہتر

باقی بیجاپور وغیرہ کا معلوم صوبہ بیجاپور اس صوبہ دار الظفر سے جملہ اطراف بالا مذکور بترتیب

صدر حیدر آباد نامعلوم جیسا کہ گذرا بیدر مظفر آباد ایکسو فقط برار ایکسو ستہتر برہانپور ایکسو ستاسی

اورنگ آباد چھیاسی فقط کابل چھ سو چھبیس ملتان پانسو بچھبیس کشمیر جنت نظیر پانسو پینتالیس ٹھٹہ

سات سو اکاسی لاہور چار سو پچاسی گجرات دو سو چھیاسی اودیسہ آٹھ سو ستر بنگالہ سات سو دو

پٹنہ پانسو چودہ اودہ چار سو پندرہ الہ آباد چار سو بائیس اوجین دو سو چودہ اجمیر تین سو لہار

اکبر آباد تین سو سولہ شاہجہان آباد تین سو سات الحمد للہ کہ احوال صوبجات کا حسن انجام کو پہونچا

دلیاب تاریخ کتابہ ہیں کہ بعد صوبجات کے احوال حکام وسلاطین کا لکھے ہیں اور محمد قاسم فرشتہ نے
احوال اولیاء دکن کا بعد سوانحات فرمانروایان کے تحریر کیا ہے لیکن چونکہ اکثر فرمانروا اور حکام تابعہ باطنی بعد
دعائے خیر سے اہل اللہ کے کامیاب ہوئے ہیں اور اکثر یہ بزرگوار اپنے اپنے وقت کے قطب گذرے ہیں اور
اور حقیقت میں بادشاہ بھی یہی کروہ کے لوگ ہیں بقول قایل سے گدا بادشاہیت و نمیش گدا ست
انا مہ نگار بر خلاف احوال بزرگان دین جو اقلیم ہند و دکن میں ہوئے ہیں رقم کرتا ہے من بعد حالات فرمانروایان
امیر تیمور کورگان سے مع ایران و توران و روم ہند و دکن وغیرہ جو جو کہ ہم عصر ہوئے ہیں سیاق
کریگا ان شاء اللہ تعالے دوسرا جلد نعت عظمی اور عطیہ کبری معنوی اور اسکے احوال خانوادوں کے ساتھ میں
بر سہ میں ایک ضمیمہ اور دو میمہ ضمیمہ ہند و دکن کے اولیاؤں کے بیان میں اور سہ میں دو نور ہیں منشی
قادر خان نے اپنی کتاب میں کتب معتبرہ سے یوں رقم کیا ہے کہ حضرت باسوائے سرور انبیاء مرسلین
خاتم النبیین ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو وساطت سے جبرئیل علیہ السلام کے نعمت باطنی اور فیض معنوی
عطا فرمایا اور چونکہ ان جناب کو چار خلیفے چار اصحاب کبار رضی اللہ عنہم ہیں اور واسطے ہر ایک خلیفہ کے
متعدد خلفا ہیں انکے طریق اور اور ملکوں میں شایع اور رایج ہیں اس دیار میں جو چار سلسلہ خانوادے
مشہور ہیں سلسلہ انکا سایہ حضرت شاہ اولیاء الاتقیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچتا ہے
ان حضرت کو سوائے حسنین رضی اللہ تعالی عنہما کے چار خلیفے ہیں کہ صوفی لوگ انہیں چار پیر کہتے ہیں
اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ بن عامر آپنے کنارے آب فرات کے آواز طبل غزا کا سنکر جو چاکہ
کیا واقعہ ہے ساتھ والوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جو لوگ ان جناب سے خلاف پر ہیں
فیما بین جنگ ہے بفور واسطے نصرت حضرت علی کے متوجہ ہوئے اور اثنا وحرب شہادت پائے

اسواسطے شانہیں بکے کیا گیا ہی عَاشَ حَمِیْدًا مَاتَ شَہِیْدًا اور دوسرے قاضی ابو القاسم
شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ اِذَا اَدْرَکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ اَبُوْ شُرَیْحٍ مِنْ
اَصْحَابِ عَلِیٍّ تیسرے شیخ کمیل بن زیاد بن نہیک رضی اللہ عنہ آپ نزدیک ارباب حدیث کے ایسے ثقہ
ہین کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب اُن جناب پر علوم اسرار باطن کے جوش کرتے اور موج مارتے
نزدیک کمیل رضی اللہ عنہ کے تشریف فرما ہوتے اور راز بیان فرماتے چوتھے شیخ ابو علی حسن بصری رضی اللہ عنہ
اور چودہ خانوادے کہ مشہور اور السنہ مردم پر ند کور ہین شیخ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے نسبت رکھتے ہین
جیسا خلفاء راشدین حضرت رسالت پناہ کے فیض اکثر اسی دریا مین خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ
جاری ہوا ایسا ہی خلفا مین شاہ ولایت کے بھی تمام مخلوقات چوتھے خلیفہ سے اُن جناب کے بہرہ مند ہوے
ہین پس شیخ ابو علی حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دو خلیفہ مشہور ہین ایک حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالے اور دوسرے
شیخ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالے انہی دو حضرات سے چودہ خانوادے نکلے ہین انمین سے نو
خانوادہ کا سلسلہ شیخ حبیب عجمی کو پہونچتا ہی اور پانچ کا سلسلہ شیخ عبد الواحد بن زید کو آپ نگار
اس بیان کو دو نور پر تقسیم کرتا ہی پہلا نور نو خانوادون کے بیان مین جیسا طیفور یا کرخیا سقطیا ہندیا
گاذرنیا طوسیا فردوسیا سہروردیا کیفیت ہر ایک بزرگوار کی پہلا خانوادہ جیسا ہی اور وہ سلسلہ ہی
کہ جو مین دو بھائی تھے احفاد سے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ایک کا نام محمد تھا اور دوسرے کو حمد جعفر عبد الرحمن
بن عوف کہتے تھے ہر دو بزرگوار عالم اور متقی اصلح الناس ہتے جذب و ذوق شوق کشف باطن کا ہوا مرید
حضرت حبیب عجمی کے ہوے اور عزلت اختیار کی حکم سے مرشد کے غار مین جاکر مجرد اور منفرد ساتھ ریاضت کے
مشغول ہوے بعد ایک ہفتہ کے ایک جو کھا رہ یا دو سے سے افطار کیا کرتے تھے بارہ برس اس رنگ پر

کوہ مذکور مین رہے بعد تین یا چار سلکہ پانچ ہفتہ کے گیارس یا میوہ جنگلی کہایا کرتے تہے اور تین سے زیادہ کبھی
سر عورت کرتے تہے اور اگر کسیکے جامہ پہنا دیا تو فقرا کو دیدیتے تھے اونکو جیسا کہ گیتہ مین دوسرا خانوادہ
طیفور یا بایزید کا لقب حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا ہی لوگ انکو طیفور کہا کرتے ہے آپ خلیفہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ
کے ہین آپکی عمر ڈیڑہ سو برس کی ہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو آپنے دیکہا تہا اور حضرت امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ کی خدمت کیا کرتے ہے مگر تربیت آپنے حبیب عجمی سے پائی ہی چار آدمی شاہ طیفور کے
مرید ہوے اور وے اپنے تئین طیفوریہ کہلائے وے چار یہ ہین شیخ مسعود شیخ محمود شیخ ابراہیم شیخ احمد
شیخ مسعود نے کملی پارہ کی گدڑی اختیار کی اور شیخ محمود نے خرقہ ہزار میخی اور شیخ ابراہیم نے مربع
پیٹ کا خرقہ اور شیخ احمد نے اسکا معنی بھی پارہ پارہ کیا جامہ کا تہا ہی سیر اخانوادہ کرجیا ہی
حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ سے اور شیخ عارف کرخی قدس سرہ خلیفہ داود طائی خلیفہ حبیب عجمی
قدس سرہما کے ہین اور کرخ ایک محلہ ہی بغداد مین کہ آپ وہان تشریف رکہتے تہے بعضے مرید آپکے نسبت
اپنے آباو اجداد کی ترک کر کے کرخی کہلائے اور گرد ار پیشہ چہوڑ کر غلت قبول کی نور معرفت سے دل
انکا روشن ہوا عرش سے فرش تک کہل گیا نظر آنے لگا جو کوئی مرید انکا ہوتا ہی اول اللہ کے
سے دل اوسکا لیتا ہی چوتھا خانوادہ سقطیا ہی کہ حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ سے ملتا ہی اور آپ
خلیفہ معروف کرخی کے ہین اور سقطیان جملہ تین آبا ملوک سے تھے مرید حضرت شیخ سری سقطی قدس
سرہ کے ہوے یہ ہر سہ تن صیام الدہر تھے اور فتوح ہرگز قبول نکرتے تھے تین چار دن بعد افطار کرتے
تہے پانچوان خانوادہ جنیدیا ہی اول حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ کے دو شخص مرید ہوے بعد
خدمتگذاری بہت خلافت پائی اور خرقہ درویشی کا طاطریقا انکا یہ تہا کہ چالیس روز بعد

افطار کرتے

افطار کرتے تھے کہ غیب سے ایک فرشتہ آدمی کی صورت کا شیرینی کا ہاتھ میں لئے ہوئے آسمان سے نیچے آتا
اور کہتا کہ فرمان ملک المنان کا ہے اے درویش تجھ کو قسم ہے میری عزت وجلال کی افطار کرو کہ لا
یاکل ولا یشرب ولا ینوم صفت میری ہے میری ہی ذات ہے کہ نوم ومقتضی سے پاک ہے ہر گز کھانا
پینا نہ کھاتے تھے۔ لوگ صاحب فقر ہے اگر کوئی فتوح غیب سے بہم پہونچتی فقرا غربا کو کھلا دیتے
تھے کوئی محروم نہ جاتا تھا اور آواز غیب سے آتی تھی کہ واسطے طعام کے فکر نہ کرو۔ چشتا خانوادہ چشتا
گاذر نیا ہی اس خانوادہ کے لوگ دو واسطہ سے خواجہ سے ملحق ہوتے ہیں۔ سلطان ابو اسحاق
گاذرونی ہے کہ وہ امیر گاذرون کے ہیں بادشاہی چھوڑ کر مرید خواجہ عبد اللہ حنیف رحمۃ اللہ
کے ہوئے خواجہ اکثر فرماتے تھے ای اسحاق تجھے میں نے دین وہ دنیا دونوں عطا کیا علم بلند کرا در طیلسان
روز قیامت تک وابستہ تیرے صاحب طیلسان وعلم ہونگے طریقہ انکی درویشی کا یہ ہے کہ ہمیشہ خلوت میں
اشتغال رہنا اسماء اعظم اور بانت القدر پڑھنا سانوان خانوادہ طوسیا ہے یہ خانوادہ تین واسطہ سے خواجہ جنید
بغدادی کو پہونچتا ہے فقرا انکے باجا مزامیر کا اور راگ سنتے ہیں اور ذکر جلی کرتے ہیں اور جو خیر شہر سے
پہونچے اوسکو غنیمت جانتے ہیں جو کچھ آوے خوش کر جاتے ہیں چون وچرا میں نہیں پڑتے کہتے ہیں ما تصنع
تصوف خیر بخشش اس خانوادہ کی مومن کافر اور فقیر وغنی پر علی السویہ تقسیم پاتی ہے آٹھوان خانوادہ فردوسیہ
واسطہ اس خانوادہ کا بھی خواجہ جنید رحمۃ اللہ کو پہونچتا ہے ابتدا اس خانوادہ کی سہروردی سے ہے شیخ
نجم الدین کبری فردوسی رحمۃ اللہ اور شیخ علاء الدین طوسی علیہ الرحمہ یہ ہر دو بزرگوار آپس میں قرابت
اخوت رکھتے ہے مجاہدہ وریاضت میں کامل ایک ہفتہ بعد جنگلی گھاس یا نان بے نمک سے افطار کیا
کرتے تھے تین یا چار لقمے اور جیسے نظر کرتے تھے حق کو پہونچا دیتے تھے یہ ہر دو عاشق رب جلیل ایکدوسر

حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی کے آئے اور التماس کی کہ ہم اور ہمارا کام غایت کو پہونچا ہی مجاہدہ
میں تمام عمر اپنی گذاری ہو نہایت مقصود کا منہ نہ دیکھا گیا کیا چاہئے شیخ ضیاء الدین رحمۃ اللہ نے کہا میں بھی اسی رد
میں گرفتار ہوں آؤ چلو ہم تمہیں آدمی شیخ وجہ الدین علیہ الرحمہ سے رجوع کریں کہ وہ مشرق سے مغرب تک
سیر کرتے ہیں یہ سنکر حضرات دین مرید شیخ وجہ الدین کے ہوئے اپنے شیخ علاء الدین کو خلافت
دئے اور فرمایا کہ تم اپنے طوس میں جاکر رہو اور بندگان خدا کی دعوت کرو اور شیخ نجم الدین کا نام بیکر کو
شیخ ضیاء الدین کے سپرد کیا ضیاء الدین چونکہ آپ بھی خلافت سے مامور تھے سات برس بعد خلافت سے
شیخ نجم الدین کو اپنا خلیفہ کرکے فرمایا کہ تم فردوس کے مشائخ ہو ابتدا فردوسیوں کی بیان سے ہے
نوان خانوادہ سہروردیہ ہے تین واسطہ سے خواجہ جنید کو پہونچتا ہے اور دو واسطہ سے شیخ شہاب
وہ نور علیہ الرحمہ کو کہ آپ خلیفہ خواجہ جنید بغدادی کے ہیں شیخ ضیاء الدین انچہ بارہ سال تک ارادہ سے
آگے ساتھ وضو نفس کو اپنے پانی دیتے اور تین خرمہ کھاتے تھے اور بعد ارادہ کے چالیس روز پانی پیتے
اور تین خرمہ کھایا کرتے تھے مدت تیس برس تک آپ سوئے نہیں اور منہ قبلہ سے نہیں پھیرے
متوجہ قبلہ کے رہے آنجناب علم کمال پر ہمارے پیر آپکے عرش سے ثری تک سیر کرتے تھے دوسرا نور
پانچ خانوادوں کے بیان میں اور وہ پانچ خانوادے عبد الواحد بن زید کے یہ ہیں زیدیہ یا علیہ اور
ہبیریہ یا چشتیہ کیفیت ہر ایک بزرگوار کی پہلا خانوادہ زیدیہ ہے زیدیان پانچ تن تھے
ابناء عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہر ایک حافظ کلام اللہ اور جملہ علم بدرجہ کمال شیخ عبد
الواحد بن زید نے ایک کوہ طائف عنایت کی طریقہ اوکی درویشی کا یہ تھا کہ ریاضت اور مجاہدہ
آبادی میں نہیں کرتے تھے اور کسوا جاڑے کو پیاسنک کے سانپ بچھو کو نہیں ازار پہونچاتے تھے اور ہمیشہ

مشغول حق

مشغول حق رہا کرتے شہر و قریہ مین نہین آتے گہر پکڑ کر نہین بیٹھتے اور جوئین وغیرہ جامہ سے نہین
نکالتے اور اہل دنیا کے گرد نہین پھرتے اور اگر کوئی تنوع لے آیا قبول نفرماتے فقیرون کو دے ڈالتے
اور پوشش انکے ژندہ یعنی جامہ کہنہ یا پلاس اور بیا کپڑا نہین پہنتے بعض پتے چمڑون کی ملا کر ژندہ یعنی
گودڑی بنا لیتے اگر کسی جنگل مین کوئی نہین پکڑ کر غلام کر ڈالتا دم نہ مارتے خدمت واجبی کرتے اگر
بیچ ڈالتا دل سے اکراہ نفرماتے کسی بشر کو مرید نکرتے مگر اوس شخص کو جو حافظ کلام اللہ ہو اور عالم ہو
اور صلاح و مجاہدہ کیا ہوا ہو اور جنگل بکلہ بنا اور بیگانگی لگانون مین اختیار کیا ہو اسلئے طریقہ اونکا
ابتک جاری ہے دوسرا خانوادہ عیاضیہ ہے کہ شیخ فضیل بن عیاض کو پہونچتا ہے اور طریقہ اونکا یہ تھا
کہ ہمیشہ سفر رہنا اور مجرد رہنا اور زن و فرزند نکرنا ہمیشہ سفر مین رہنا جامہ بنانہ پہننا سوائے جسقدر پہنی
ہوئی اوتار پھینکنی اور سوکھا ہوا کر اسطے نماز کے خرقہ بنا لینا اور کسی سے سوال نکرنا اگر بے طلب کوئی چیز
ملے کہا لیا ورنہ فاقہ کرنا تمام شب زندہ دار رہنا اگر یانون رہنہ ہو صبر کرنا انطرح سے دن بسر کرنا ساتھ
کسی کے اور خلق سے آمیزش نہ رکھنا اور اگر کوئی مرید انکا ہوتا اول تجرد اختیار کرتا جو کچھ کہ ملک مین رکھتا
فقرا و مساکین پر تقسیم کر دیتا زن و فرزندون کو خدا کو سونپ کر حق کیطرف رجوع ہوتا تیسرا خانوادہ
ادہمیہ ہے سلطان ادہم بلخی سے نشانی طریقہ انکا یہ ہے مجرد رہنا ژندہ پہننا سفر اور حضر مین ذکر جلی کرنا
طمع کسی سے نکرنی جو ہدیہ بغیر طلب کے پہونچے فقرا کو دینا طفیل سے فقرا کے آپ بھی دو تین لقمے
کھانا آمیزش دنیا سے نکرنی جو مرید انکا ہوتا اپنے دل کو محبت سے دنیا کے پاک کر کے نفس کو
اول مطیع کر لیتا چوتھا خانوادہ سیریا ہے سلسلہ اونکا شیخ ہبیرہ بصری کو پہونچتا ہے اونکا یہ طریقہ ہے
شہر و دیہات مین نہین رہتے جنگل مین رہتے ہین گھاس پیتے جنگلی کہا تے رات دن با وضو رہتے

نماز حضور دل سے پڑھتے گرد اہل دنیا کے نہ پھرتے اور فتوح بھی قبول نکرتے چار بلکہ پانچ روز افطار
کرتے جو مرید انکا ہوتا یہی روش قبول کرتا پانچوان خانوادہ چشتیا ہی اور چشت فارسیان ایکموضع
خراسان کے مواضع سے سلسلہ چشتیہ انکا شیخ ممشاد علوی دینوری رحمۃ اللہ کو پہونچتا ہی اور سلسلہ انکا
شیخ ابو اسحاق چشتی قدس سرہ ہین کہ آپ شہر چشت سے بغداد مین جاکر مرید شیخ ممشاد دینوری کے
ہوے شیخ نے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہی عرض کی ابو اسحاق چشتی فرمایا کہ تم خواجہ چشت ہو سلام ہمارے
ہی اور خلافت کی خرقہ پہنایا اوس روز سے خواجگان چشت ہوے یہ پانچ تن تھے اپنے خواجگان
چشت کہتے ہین اول ابو اسحاق چشتی دوسرے خواجہ احمد چشتی تیسرے خواجہ محمد چشتی چوتھے خواجہ
مودود چشتی پانچوین خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ اسرارہم طریقہ انکا یہی
شہر و قریہ مین رہتے خلق کو دعوت کرتے تاکہ اونہن خدا کے طرف لاوین اور گرد دنیا کے نہ پھرین
یہ لوگ ریاضت و مجاہدہ مین رہتے ہین صحبت غریبون سے رکھتے ہین لقمہ فقیرونکا کھاتے ہین راگ
سنتے ہین اہل سماع کو دوست رکھتے ہین اپنے پیرونکا عرس کرتے ہین غنی کو فقیرون پر ترجیح نہین دیتے
طعام سرکے بعد کھاتے ہین آپ لوگون کے ہاتھ دھلاتے ہین جو چاہے کہ مرید انکا ہو چاہیے کہ اول تزکیہ
نفس کا اور تصفیہ دل کا حاصل کرے بعدہ مرید ہو سچے جانے رہیان اوسکا السلام علی
من اتبع الھدی واضح ہو کہ سوا ان چودہ خانوادون کے اور خانوادے دوسرے بھی ہین
جیساکہ قادریہ کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے جاری ہی اور بڑا نامور طریقہ ہی اور
بیست مشہور تولد حضرت کا ربیع الثانی کی گیارہوین تاریخ سنہ ۴۷۱ چار سو اکہتر مین قصبہ جیلان مین
اعمال بغداد کے روز پنجشنبہ ہوا ہی عرش پر اکیانوے سال اور وفات روز پنجشنبہ دسی گیارہوین

ربیع الثانی

ربیع الثانی سنہ ۵۳۲ یا سنہ تیس ہجری شہر بغداد مین ہوا ہی مزار انکا اسی شہر مین مطاف جہانیان کا
ہی دستگیر ثانی محی الدین عربی لقب انکا ہی دوسرا اشطاریہ کہ عبد اللہ شطار علیہ الرحمہ سے نامور ہوا
گوالیاری اور دوسرے اکثر بزرگ لوگ اس خانوادے کے نامی ہوے ہین طریقہ اونکا وظیفہ اور اوراد سیفی اور
اسماء الٰہی کا ہی تیسرا طبقاتیہ کہ حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ سے آغاز ہوا ہی اگرچہ وے
جناب خلفا کو اپنے مرید کرنے اور اجازت دینے سے منع کیا تھا بلکہ فیض اپنا اون سے سلسلہ کر لیا لیکن خلفاء دوسری
جاہون سے فیض اندوز ہوکر سلسلہ ہیری مریدی کا جاری کیے ہین اور طبقاتیہ عمدہ جاری کردہ ہین عاشقان طالان
خادمان دیوانگان اس خانوادہ مین بھی اکثر صاحب کشف و کرامت ہوے ہین جیسا کہ ذکر آویگا پھلا پیر
اولیاء ہند کے بیان مین ارباب تواریخ نے لکھا حوالہ قلم کیا ہی کہ اول ملک ہندوستان مین غلبہ اہل اسلام کا
جو سنہ چار سو مین ہوا ہی جیسا کہ رشیہ الیہ انشاء اللہ تعالیٰ یہان بھی بیان کیا جاویگا
بحسب باطن بطفیل حضرت سالار مسعود غازی اور پیر آہنگ سوار اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے
ہوا ہی قدس اللہ اسرارہم پہلے اس ملک مین جناب سالار مسعود غازی عرف جب سالار علیہ الرحمہ تشریف
فرما ہوے ہین سالار مسعود غازی قدس سرہ کا بیان سالار مسعود غازی خلف سید سالار امیر شاہ ابن
عطاء اللہ علوی کے ہین کہ سلسلہ نسب شریف ان جناب کا محمد حنیف ابن شاہ مردان علی کرم اللہ وجہہ
پہونچتا ہی واضح ہو کہ جب مظفر خان حاکم نے ہر مز کے حوادث سے روزگار کے پریشان ہو کر قلعہ
اجمیر مین پناہ لی زمیندار ہند کے چاہے کہ اسکو بدر کرین خدمتین سلطان غزنوی کے عرض کی
سلطان نامیر شاہ کو بہت سی جمعیت ہمراہ کر کے نوین مارچ دیجے کی سنہ چار سو ایک
ہجری یا نوی مین نواحی قندہار سے طرف اجمیر کے روانہ کیا امیر صاحب کی اور فتحیاب ہوے

اوس قلعہ کو مع مضافات اپنے قبضہ مین لایا انہی ایام مین تولہ سالار مسعود غازی کا قلعۂ اجمیر مین ہفتہ کے دن
صبح صادق کے وقت اول ساعت مین آفتاب کی اکیسوین شعبان المعظم سنہ ۴۰۴ چار سو پانچ مین ہوا ہی نام اجملی میر مسعود
اور دہلی اور تواجی مین اوسکے پرگلیم اور دیا جہر سان مین جب سالار اور بعض غازی میانہ اور بعض مقام مین
بالے میان اور بعض دیہات مین بالا پر کہتے ہین اور آپ جب سن رشد و تمیز کو پہونچے ساتھ ایک جماعت جید
جوانان نوخاستہ کے سومنات کے ارادہ سے دربار مین سلطان محمود غزنوی کے تشریف فرما ہوکر تردد ساتھ
اور خدمات نمایان ظہور مین لاکر مورد تفقدات سلطانی کے ہوئے پھر چند روز بعد طرف دہلی کے لشکر کش ہوے
اور بہت سے جنگ و جدال کرکے رائے کو مارا اسپر رائے ہیمال کو کہ وہ ہندو کا راجہ تھا قتل کو پہونچایا تمام ملک
تصرف مین لایا مکرر کمال علو ہمتی سے ہر چند کہ سب خلقت پر بہادری آپ تخت پر تھے سکہ خطبہ سلطان محمود کا
رواج دیا پھر کئی روز کے بعد سالار سیف الدین عمو کو اپنے بہت لشکر دیکر طرف بہروچ کے روانہ کیا سالار
موصوف وہان جاکر درجہ شہادت پایا اور گاہ مبارک اپنی وہان ہی بعد مدت کے خود حضرت طرف
بہروچ کے لشکر کش ہوے بہ مشرک وہان کے ہجوم اور غلبہ لاکر اوسکو شہید کیا کہتے ہین آپ نے
قبل تین دن شہادت کے آب و طعام ترک فرمایا تھا اور مشاہدہ مین حق کے زندگانی ابد کا کسب
کرتے تھے جو تھی تاریخ رجب کی سنہ ۴۰۴ چار سو چار ہجری مین لشکر مین سے رائے سہرہی اور رائے بردیو کے ایک
تیر آکر اوسکے محل مبارک پر لگا جراحت سے اوسکے ایکو عرش پایی ہوا اسکندر دیوانہ سر ان حضرت کا زانو پر
اپنے رکھا ہوا تھا کہ وہ حضرت عالم قدس کو روانہ ہوے بہت عالی بارگاہ اور لقب بوجہ شہادت اوسکا
سلطان الشہدا ہی نکلا ہی کہ جو کوئی ہندوستان مین شہید ہوتا ہی لقب سے آپکے مامور ہوتا ہی
اور یہ بھی قلم بند کیا ہی کہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ ہر اک مرد اہل مطلب کو حوالے

روح پرفتوح سالار مسعود غازی کے کرتے ہین نیاز انکی مسمی کندوری ماہ رجب مین تمام ملک ہندوستان
مین ہوا کرتی ہی ادنی اعلی تونگر مسکین سب کھانے سیر ہوتے ہین یہ بھی انکا ایک فیض جاری ہی
میران سید حسین خنگ سوار قدس سرہ کا سان کب مین اس گروہ باشکوہ کے نام انکا سید حسین مشہدی ہی
آپ سادات حسینی کا لیعقدار شہید کے ہین سلسلہ ارادتکا اباواجداد سے اپنے ائمہ اہل بیت سے رکھتے ہین
اور واسطے ستر احوال کے لباس مین اہل دنیا کے صحبت مین اغنا کے رہ کر کمالات معنوی کا کرتے ہے اور اپنی ستگی
ظاہر و باطن مین بے نظیر وقت تھے اور موافق سنت اجداد اپنے نیت سے جہاد کے سلطان معز الدین سام
عرف شہاب الدین غوری کے ساتھ وارد ہند ہوے جب سلطان نے ہندوستان کو فتح کیا
اور سلطان قطب الدین ایبک کو نایب اپنا دہلی مین قایم کر کے طرف ولایت غزنین کے مراجعت کی میران
سید حسین کو حکومت اجمیر کی کہ وہ پایہ تخت راے پتھورا کا تھا معین کیا آپ جب اجمیر کو پہونچے
وہان خواجہ بزرگ معین الدین حسن سجزی مدس سرہ تشریف فرما تھے آپکے انکے بہت محبت بہم پہونچی
باہمگر ملاقات محترمانہ ہوا کرتی تھی آپ اسی دیار مین سکونت فرماتے کہ خبر وفات سلطان قطب الدین
ایبک کی بکایک پہونچی تب شرک اس نواح کے کہ آپسے عداوت دینی رکھتے تھے اور فرصت کا وقت ڈھونڈتے
تھے اوس ہنگام مین کہ لشکری حضرت کے جراگاہ پر اطراف مین نواحی اجمیر کے تھے اور آپ چند
آدمیون سے قلعہ اجمیر پر کہ اوسکو کوہ بہیلی کہتے ہین تشریف فرما مشرک لوگ مانند مور و ملخ کے ہجوم لاکر
بایکدم جمیع اصحاب حضور پاس آپکے اوس شب تاریک مین شہید کیے صبح خواجہ بزرگ اپنے مریدون
تشریف فرما قلعہ کے ہوکر نماز جنازہ ادا کر کے بلندی پر پہاڑ کی مع اصحاب انکے دفن کیے سن شہادت
دیکھنے مین سنہ ۶۰۳ آیا لیکن ایسا پایا جاتا ہی کہ یہ واقعہ آخر سلطنت مین سلطان قطب الدین کے سنہ

چھ سو تین ہجری میں ہرا ہی درگاہ اپکی قلعہ کرہ بیگی پر مطاف جہان و جہانیان کی ہی حضرت خواجہ معین
الدین حسن سجزی ہندو لی عطا رسول قدس سرہ کا بیٹا تولد اُن جناب کا دار سنجستان اصل
سیستان ہی مردم کو وہان کے سنکری کہتے ہین مغرب اسکا سنجر ہی ہے اور نشو نما آپکا وہان ہوا ہے
جب والد بزرگوار آپکے مسمی خواجہ غیاث الدین حسنی حسینی رحلت فرما ہوئے آپ پندرہ برس کے تھے
حسن اتفاق ایکدن آپ مشغول سیر باغ تھے اور ہن چکی ملاحظہ کر رہے تھے ناگاہ ایک مجذوب ابراہیم
قندزی نام وارد ہوئے خواجہ نے اونہین ایک جہاڑ تلے لا بٹہایا اور ایک خوشہ انگور کا روبرو لا رکہا
ابراہیم قندزی نے قدرے کنجارہ کہ جسکو سانگلی کہتے ہین بغل سے نکالا اور دانتون سے چاب کر انہ
اپنے منہ مین خواجہ کے ڈالدیا بجز دانے کے جو کہ خواجہ کے حلق لگا اسادم ملاک سب اپنا وقف
فقرا کر کے مسافرت اختیار کی بلدہ مین ہیچ علانیت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے حاضر ہوئے
عثمان نے بغلمین لیا مرید کیا و ہمراہ اپنے مدت حاضر رہے بعد کعبہ شریف کو لے گیا اور حسین اپنے وہان دعا کی
وہان سے مدینہ طیبہ کو ہو گئے وہان عالم ارواحمین ملازمت مین حضرت رسالت پناہ صلعم کے ہو گیا یا
اور خلافت سے ممتاز کیا دس برس بعد سفر سے باز آکر بغداد مین وارد ہوا اور دو سال وہ رہے
دس برس پھر مسافرت مین گذارے دوبارہ پھر بغداد مین تشریف لائے اور گوشہ اختیار کیا مین نشین
برس تک اپنکو علم فقہ سکہلاتے رہے تب عصا اور مصلا اور خرقہ خلافت کا عنایت کر کے اپنی جا قایم کیا
اور خدا کو سونپا غرض حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ السامی باون برس کی عمر مین خرقہ خلافت سے
مشرف ہو کر ارادہ سیاحت کا فرمایا اثنای سیر جب آپ قصبہ جیلان مین ہو گئے حضرت غوث الصمدانی
محبوب سبحانی رضی اللہ تعالی عنہ سے ملاقات کی حضرت رضی اللہ عنہ صحبت محترمانہ آپسے رکہتے تھے

تا حال خانقاہ خواجہ صاحب موصوف کی اوس مقام مین ہے واضح ہو کہ جب بگو خواجہ عثمان ہارونی
عالم مراقبہ مین ملازمت حضرت خواجہ سرور کائنات علیہ السلام والتحیات کے مشرف کردیا بارگاہ
والا سے حکم ہوا کہ واسطے فتح ہندوستان سلاطین اسلام کی تائید کے لئے اجمیر کو جاو اور ارشاد
کیا کہ ایک جوتا نعلین مبارک کا اور ایک خرقہ فلانے محراب مین محفوظ و امانت ہے لو اور روانہ ہو
خواجہ مدینہ منورہ سے وہان سے رخصت ہوئی اور جعبہ غیبی حاصل کرکے چالیس فقیرون سے
روانہ اجمیر ہوے جب گردہ انکا سامانہ کو پہونچا اہل وہان کے خواجہ کو واقف تصویر مرسلہ رائے
پتھورا کے کہ مان اوسکی دارچپال جوگی نے جو علم نجوم و سحر سے واقف تھا کرکے مان کو آمد کور کی لکھ بھیجا تھا
اور اسنی اطراف ممالک مین روانہ کی تھی بہت اعزاز و اکرام کئے خواجہ وہان سے اوٹھکر دو دن بعد
شہر مین آئے حوالی مین ایکدرخت نیما سایہ دار کہ وہان اونٹ رائے پتھورا کے بیٹھا کرتے تھے
وہان اترنا چاہا شتربان نے منع کیا اور اسلئے کہا کہ یہان اونٹ سرکار کے بیٹھے ہوے ہین اونہے
خلاف ادھنے کی ہوگی آپ نے فرمایا اونہے بیٹھے رہنے دو اور آپ وہان سے نکلکر کنارے انا ساگر
تالاب کے آرام کیا وہان بھرگائے کا گوبر پایا اسکا تالاب مین ڈالدے اتفاقاً دم اسکی ایک
برہمن نہایا تھا سر پر سے جا پڑی وہ رام رام پکارتا ہوا نکلا رائے پتھورا سے استغاثی ہوا فریادی کی
آمد کور جنرا اپکی تشریف آوری کی سنکر تامل کیا جب برہمن امد تمام ہوکر بیحد ہوے اور اصرار کیا
خواجہ صاحب سے پیغام کہلایا کہ لینا پانی آپکے ہمراہیون کا تالاب انا ساگر اور حوض پیل سمندر سے
موجب ناخوشی ہمارے ہمقوم ہنود ہوگا ہے آپ نے تبسم فرماکے تھوڑا سا پانی ابریق مین منگالیے
درویشون سے فرمایا کہ جسکو پانی مطلوب ہو اس سے لیوے اور تالاب انا ساگر اور حوض

پل سمندر سے کام نہ کیے حکمت الٰہی فقیر جسقدر چاہتے تھے لیتے تھے وہ پانی چاہ کل کا کم ہوتا تھا اور تالاب
اناساگر کا اور حوض پل سمندر بالکل خشک ہوگئے بلکہ تمام بادلیان سوکھ گئین یہانتک کہ دود
عورات کی چھاتیون مین نرا فریاد آہ وفغان کی صدایی سے اوہی العطش العطش الجوع الجوع
پکارنے لگے تب آپ سب رجوع ہوے اور ایسا قرار پایا کہ ہندو مسلمان تمام بالاتفاق پانی حوض
اور تالاب سے لیا کرین آپنے رحم فرمایا حکم کیا کہ پانی ابر تی کا تالاب مین ڈالدو بحد اسکے حوض
اور تالاب بھر گیا بادلیون مین بھی پانی آیا دودھ بھی چھاتیون مین اُوتر آیا اور اُونٹ جو چھاڑے
ہوے تھے اوٹھ سکتے تھے طاقت برخاست کی بائیی مانے پتھورا کی بیٹے کو منع کیا کہ زنہار ان فقیرون سے
گستاخی نکرتی ورنہ دولت و سرینہ برباد ہوگی سلطنت چھٹ جائیگی اسنے کو بھی شامل نہ فرمایا مگر
تخلیف سے بعضے کفار کے چارہ کار اس امر کا اچنبھا جو گی سے کہ وہ ایک کافر ناخواندہ اسا حرسراپا ریاضت
اوسکا تہار حضرت کی وہ سعی کرتا رہا منتر پڑہتا رہا لیکن جب سے اوسکا کچھ کارگر نہوا اللہ تعالے کے طرح
سے خواجہ صاحب کو اوسپر غلبہ زیادہ حاصل ہوا اور شرف اسلام کا پایا آپ دلق افزا شہر کے ہوے پھر تو
رائے پتھورا کا یہ حال ہوا جو کوئی آگے اسکے آتا یہی کہتا یہ کسطرح اس شہر سے جاوینگے خواجہ نے
سنکر فرمایا کہ مین راجہ پتھورا کو زندہ پکھورونگا بعد چندے سلطان شہاب الدین غوری آیا اور رائے
پتھورا کو شکست دیکر اسیر کریگا سلطنت ہند کی تمام تر مخین اہل اسلام کی آئی خواجہ صاحب نے بلدہ
اجمیر مین توطن اختیار کیا بعد چندے دو پسران ایک سمات پی بی عصمت بنت سید وجیہ الدین عمر ان
حسین جنگ سوار اور دوسرے سمات پی بی امت اللہ کو کہ اپنے ملک نظام حاکم ملتان نے کہ وہ مرید
اون حضرت کا تھا آئندہ خبر اجون سے اسی دیار کے دارالحرب سے لاکر نذر گذرانے تھے ہم بستر ہمخواب فرمایا

پہلی بی بی سے تین فرزند ہوئے ایک شیخ ابو سعید اور دوسرے شیخ فخر الدین تیسرے شیخ حسام الدین
دوسری بی بی سے ایک فرزند مسمی سید محمود راز نقل ہے کہ ایکروز خواجہ نے فرمایا کہ بعد چند روز کے میں
عالم بقا کا مسافر ہونگا شیخ علی سنجری کو حکم ہوا کہ مثال یعنی فرمان لکھیں تا قطب الدین بختیار کاکی دہلی کو
جاویں کہ مقام دہلی مقام اونکا ہی بعد ہا ہنہ قطب الدین بختیار کاکی روشی کا بکڑ کر کلاہ اپنا سر پر رکھا اور ایک
مصلا اور ایک کلام اللہ اور وہ عصا شیخ عثمان ہارونی کا اور نعلین مبارک اونہین عطا فرمایا اور کہا
کہ یہ امانت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو نزدیک میرے تھی میں نے تمہیں دی اور ارشاد کیا کہ
بختیار جہاں تو رہیگا مرد مرد آریگا اور وداع کیا لکھا ہے کہ جب قطب الدین روانہ ہو کر دلی کو پہونچے
بیس روز بعد خبر سنی کہ خواجہ معین الدین چشتی روز شنبہ چیتی رجب کے چھ سو ہے ہجری میں خراماں عالم قدس
ہوئے تاریخ اُن حضرت کی کسو نے کہی ہے ع سر حلقۂ اولیاء عالم بود ۔ عمر شریف بقول اصح
ایکسو سات برس بعضے زیادہ بھی کہتے ہین اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ
یَحْزَنُوْنَ ۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ کا بیان ۔ حضرت خواجہ قطب الدین
بختیار اوسطے کہتے ہین کہ اولاد سے خواجہ حبیب احمد بختیار کے ہین کہ والدہ انکی بسبب بے بضاعتی کے خواجہ
موصوف کے ایک مرد شیرانی کے حوالے کیا تھا جسکے قدوم مبارک سے انکے گھر اُس مرد شیرانی کے دولت
اور فرزند زیادہ ہوئے اوسنے نام انکا بختیار کر کے ساتھ ایک دختر شیرانی کے متاہل کیا اور قصبہ
اوش مضاف بغداد سے موطن سید آحاق نام ایک شخص بزرگ کا ہی کہ وہ دہان سے افغانستان میں
آکر دختر سے ایک شیرانی کے منسوب ہوئے تھے صلب سے انکی خواجہ حبیب پیدا ہوئے اور جب وہ اپنے
وطن کو لوٹ گئے مادر نے خواجہ حبیب کو ایکر دشیرانی کو دے ڈالا جیسا کہ گذر انسب نامہ خواجہ

قطب الدین ابن سید احمد ابن خواجہ کمال الدین موسی ابن خواجہ محمد بن خواجہ احمد حنبل بن خواجہ اسحٰق
اوسی تا حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ آپ مادر زاد ولی ہین لکھا ہی کہ ایام حمل مین آپکی والدہ
تہجد کی نماز کے وقت والدہ کے شکم مین جنبش کرتے تہے آواز نماز کی آتی ہوئی والدہ کو سنائی دیتی
تہی ولادت آپکی نصف شب کو دوشنبہ کی اور ایک روایتہین دوشنبہ کے دن چودہ ۱۴ ہوین تاریخ ربیع الاول
کی ۵۳۰ پانسو تیس ہجریمین ہی اور سدم ایک نور تہا آفتاب کا کہ تمام حجرہ کو روشن کر دیا تہا
آپ سجدہ مین جناب باری عز اسمہ کے پیدا ہوئے ہین اللہ اللہ کا ذکر کرتے تہے آپ چار برس
چار مہینے کے ہوئے والدہ نے خواجہ معین الدین حسن سنجری پاس بجواریا آن حضرت قطب الدین کو قاضی
حمید الدین ناگوریکو کہ وہ قصبہ ناگور سے بموجب ندا ہاتف کے اسیوقت طرفۃ العین مین
قصبہ اوشمین آئے ہوئے تہے واسطے تعلیم کے سونپا قاضی صاحب نے ایک تختی پر بسم اللہ لکھنا چاہا
قطب الدین نے کہا سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لکہو قاضی نے کہا دہان نصف قرآن ہے تمنے کہان سے
یاد کیا کہا مان نے میری نصف قرآن پڑہا ہی مین نے زبانی اوسکی سنکر یاد کیا ہی پہر چہار
روز کے عرصہ مین سب قرآن شریف یاد کیا من بعد تہوڑے دنون مین تمام علوم عربیہ سے ماہر ہو گئے
ایک روایت مین پچیس ۲۵ برس کے ہوکر اور بموجب ایک روایت کے ہوکر آپکو بیعت کا خیال ہوئی تہی کہ
آپ ملازمت مین خواجہ معین الدین حسن سنجری کے حاضر ہوئے ہین اور مسجد مین امام ابو اللیث کے
شہر بغداد مین ٹوپی چہارترکی پائی بیعت سے مشرف ہوئے بعد چندے حسب الارشاد حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم رویا مین ساتہ عطا خرقہ و کلیم اور خاص جامہ دو تا جسمیں
دو رسے مع خلافت نامہ ممتاز ہوئے اور ان جناب کو کاکی اسواسطے کہتے ہین کہ اوایل مین

بسبب عسرت معاش کے کبھو کبھو تنگی بلدۂ دہلی مین ہو جاتی تہی تو ضرورت کے وقت ایک جرم اپکی تہی
کہ وہ شرف الدین نام ایک بقال مسلمان اپکے ہمسایہ مین تہا اوسکی عورت سے نیم ٹنک قرض لیا کرتی تہی
ایکدن زن اوس بقال کی گستاخ ہوکر کہی اگر ہم تم مین ہو تو نوبت تمہاری ہلاکی کو پہونچے
حرم نے جناب کی اسبات سے خفا ہوکر عہد کیا کہ بار دیگر کسو سے وام نہ لونگی یہ ماجرا حضرت پر
ظاہر ہوا حضرت نے سنکر حجرہ مین جناب کے ایک طاق تہا اوسکے طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جتنے نان
تجھے منظور ہو بسم اللہ کہکر اس طاق سے لیلے بموجب حکم کے خواص نے ہاتہہ ڈالا برکت سے بسم اللہ کی
اتنے پائے کہ سبکو تقسیم کیا اوسدن سے یہ عمل ہر روز جاری ہوا صورت اسکی کاک کی
تہی اور قبل اسکے چند بار خواجہ خضر علیہ السلام نے بھی کاک اون حضرت کو عطا کیا ہی اور کاک مثل نان
خطائی کے ہوتے ہین بادشاہ دہر اپکے فرودگاہ پر ایک ایک بار بجد بجد حاضر ہوئے تھے اور آپ بھی
ایکبار اسطے سند قطعہ زمین کے حسب الطلب عرشہ کے دربار مین بادشاہ کے تشریف فرما ہوے تھے
بحر دستے خرچ کے کہ آپ رونق افزا ہوے ہین سلطان شمس الدین تخت سے اوترکر پیادہ استقبال کو
آیا اور اون حضرت کو اعزاز و اکرام سے لیجاکر تخت پر بٹھلایا آپ حذمتین کہڑے ہوا اور معاً
سند لکہکر ہنوز حروف اوسکے خشک ہوئے تھے کہ مہر سے اپنی مزین کرکے نظر مین اون حضرت کی
گذرانا اور ایک خلعت طلائی پیش کیا بلکہ ایسا لکہا ہی کہ قدمون پر گرا اور رخصت کے بعد کئی روز کے
ایکوقت فرصت پاکر قاضی سعد اور قاضی عماد کہ یہ دو قاضی بلدہ اسوقت کے تہے بادشاہ سے کہے
کہ سماع اپنی شرع شریف مین حرام ہی اور قطب الدین نے اسے اختیار کیا ہی انہین جا
سزا ہو اور دوسرے دن اوسکے آپ اون جناب سے ملنے کو گئے آپ مشغول سماع کے تھے

قاضی نے کہا کہ سمع حرام ہی خصوصاً مرد اور دفاسق کا اور سماع امرد سالہ ہی حواجہ ناصر نے اپنا
رخ ان پر اور سکے پیرانی الحال اوسکی داڑھی نکل آئی اور فرمایا کہ آؤ اب حرام نہیں تم بھی سنو اور سنو کہ تم چند
روز میں معزول ہوگے اور مارے جاؤ گے یہ کہکے ہو رہے اور راگ سننے لگے جب تاثیر سمع کی انکے قلب پر ہوئی بیہوش
ہو گئے بعد ہوش آنے کے ہوش میں آئے گستاخی سے توبہ کی عذر چاہا جب دربار برخاست کئے گئے اور یہ
قصہ بیان کیا بادشاہ اور زیادہ تر معتقد ہوا چند روز میں کسی تقصیر پر مغضوب ہو کر معزول ہوئے
اور بموجب کہنے ان جناب کے مارے گئے کتابوں میں اوسوقت کی خبر دیتے ہیں کہ آخر میں احوال ان کا ایسا ہوا
اس حد کو پہونچا تھا کہ ہمیشہ اپنے سے بیخبر رہتے تھے ایک وقت نماز کا آماموذن اذان کیا جب ہوش میں
جب کوئی خادم اکر سلام کرتا تب خبردار ہوتے اور آواز بانگ کی سنکر متوجہ طرف عبادت ظاہری کے ہوتے دیر میں
فرائض وسنن ادا کرتے اور پھر دریا عشق میں مستغرق ومحو ہو جاتے شیخ فرید شکر گنج فرماتے ہیں کہ پانچویں
تاریخ محرم کی سنہ ۶۳۳ چھ سو تیس ہجری میں ذکر جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہوتا تھا خواجہ کو استماع سے
اوسکے ایسی حالت ہوئی کہ دونوں آنکھوں سے خون رواں ہوا اور اوسکے یہ نوبت پہونچی کہ ہر بن مو سے
لہو بہنے لگا ایک شبانہ روز حالی رہا بعد اسکے جب افاقہ ہوا فرمایا کہ اب وقت وداع کا ہے چند روز یہاں
مہمان ہوں اور مجکو وصیت کیا کہ تم قصہ ناصری میں جا رہو هٰذا فراق بینی وبینک
پھر دو مہینے چند روز اسی حالت میں دم واپسین کو پہونچایا اور بارہویں تاریخ ربیع الاول کی
عرس شریف حضرت خواجہ دوعالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخ علی بخشی خواہرزادہ خواجہ
سیف الدین چشتی کے گھر مجلس سمع کی ہی اور قوال یہ بیت گا رہے تھے ؎ ہستند آنان ویگراست ؎ مردمان
آن نشان دیگراست ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ؎ ہر زمان از غیب جان دیگر است ؎ شیخ استغراق میں تھے

اپنی خبر تھی جاتا کہ ایک آہ کھینچے قاضی حمید الدین ناگوری نے منہ پکڑ لیا اور کہا جان کو جلایا جاتے تو قطرات
خون کے ہر ہر بن مو سے نکل آئے دو دن بعد سر مبارک اچکا انور قاضی حمید الدین ناگوری کی ہتا کہ جان بحق تسلیم
ہوئے تاریخ رحلت کی چودھویں ربیع الاول روز دوشنبہ سنہ ۶۳۳ چھے سو تینتیس ہجری عمر گرامی ترپن سال

حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج مسعود اجودھی قدس سرہ کا بیان * ملفوظات سے حضرت سید محمد کیسو دراز
الحسینی بندہ نواز قدس سرہ کے کہ احوال انکا موضح بیانمین آویگا ظاہر ہوا ہی کہ حضرت خواجہ فرید الدین
شکر گنج کا امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی آپکے والد شریف کا شیخ سلیمان
بن شیخ شعیب اور نام والدہ ماجدہ کا حضرت بی بی قرنیہ اور ہین چار فرزند تھے شیخ فرید مسعود اور
ملک الفقرا اور رشید الدین مشہور حمید الدین متحمل اور نجیب الدین متوکل حضرت شیخ فرید قصبہ
کہوتوال مین ہمیشہ بسبب متوجہ بخدا رہتے تھے جب بدیہ بزرگوار نے قضا کی بارہ ہزار تنگ اور ایک
موضع مذکور میراث چھوڑی بعد چند کے کسی روز ہمایون نے انکو مضبوط پکڑے کہ حصہ اپنا لو یا خط
لا دعوے کا لکھدو حضرت نے لا دعوے لکھدیا مگر اتنک موضع مذکور وقف بقعۂ شریف ہی آپ
جامع مسجد مین قصبہ کہوتوال کے رات دن مشغول یاد مین خدا کی تھے کہ اکبر وزیر شیخ جلال تبریزی رحمۃ اللہ
اس محورہ مین آئے کہے کہ اسجا کوئی فقیر ہی لوگ بولے کہ ان ایک دیوانے ہین کہ راتدن مسجد مین
پڑے رہتے ہین شیخ موصوف مسجد مین تشریف لائے اور ایک انار خواجہ کو دیا خواجہ نے وہ سب انار
تقسیم کر دیا ایکدانہ اسمین کا جو زمین پر پڑا تھا اپنے منہ مین رکھکر افطار کیا بمجرد اسکے کشف
باطن کا زیادہ ہوا یہ دلمین اپنے بولے اگر سب انار کھاتا کیا اچھا ہوتا بعد پانے مرشد کے جب مرشد نے پوچھا
دے دعا ای فرید جو کچھ کہ تمنا اسی ایک دانہ مین تناخود فرماتے ہین جب مین بغداد گیا شیخ

اجمیر سروری علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی دیکھا میں کہ پیر با عظمت و جلال ہیں وے جب مجھے دیکھے اپنا ہاتھ
دیئے اور کہے کہ آ حسب الحکم جب میں کنار میں آ بیٹھا بہت لطف فرمایا اور میں جن روزوں مسافر
سیتو تھا کا تھا شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ کو دیکھا اُن جناب نے بھی مجھے آغوش میں لیا اور کہا کہ آ
میری سعادت ہے اور بخارا میں جب شیخ سیف الدین باجوری علیہ الرحمہ کو پایا آپنے بغور سر میں کیا
اور فرمایا کہ یہ کودک شیخ روزگار ہوگا اور کالی کملی جو گاندھے پر تھی نکالکر مجھے دے دی
ملتان گیا زیارت بہاء الدین ذکریا علیہ الرحمہ سے ملا مصافحہ کیا آپنے پوچھا کہ قدم تمہارا کہاں تک
پہنچا ہے میں نے کہا ہانسی تک اور جس کرسی پر کہ میں بیٹھا ہوا تھا وہ روان ہوئی تب بہاء الدین
فرمایا کہ تمنے ظرف تنگ ہو بچایا چونکہ وہ حضرت اول بوجب فرمودہ والدہ کے سیاحت کو نکلے
تھے جسدم اشتہا ہوتی ہی تھے چاروں کے کھاتے تھے بارہ برس بعد جب گھر آئے والدہ نے
ایکدن سر میں کنگھی کی بالوں کے تو تئے وقت شیخ نے آہ آہ کیے مان نے فرمایا فرید الدین جب تمنے
تئے توڑا چھاڑوں کو کیا مصیبت ہوئی ہوگی مگر آپ سفر فرمائے اور ایک ٹکڑا گردہ نہ رسیدہ مثل
قرص نان کے پیٹ پر باندھ لیا اس امید پر کہ نفس کو ڈھارس دیں جب اور بارہ برس اسطرح گذارے
آگے مان کے آئے اور حال اپنا بیان کیا مان نے فرمایا تمنے کیا کہ نفس کو وعدہ پر مستمند رکھا اس لگڑ لگڑ
پھر نچائی تیسرے بار آپنے پھر سفر کیا ایک جنگل ویران مہیب میں پہنچے اور رسن سے پاؤں اپنے
مضبوط باندھے اور ایک چاہ میں سر کو سی اپنے تئیں لٹکا دیا جانور آئے اور سب اعضا مبارک آپکے
کھا گئے یہانتک کہ ایک کوا آیا اور چاہا کہ آنکھیں اُن حضرت کی چونچ سے نکال لے خواجہ نے تب یہ دوہرا
پڑھا [illegible] کا تن کھائیو جگ جگ کھائیو ماس * دونیں مت کھائیو پیا دیکھن کی آس * وہ کوا اڑ گیا

اوسوقت ندا حق تعالیٰ کی آئی کہ فرید کہے وہ ہوئے حضرت نے کہا جو فرید کہے وہ خدا کرے
اس بات کی تین بار تکرار ہوئی اوسوقت کی مناجات مجیب الدعوات ہوئی طفیل سے خواجہ کے
دعا مستمندون کی مقرون اجابت ہوتی تھی اور یاون انکے غیب سے کہل گئے آپ پانین جا بڑے
غوطہ کھاکر جب کنارے پر آلگے ریش مبارک تروتازہ تھا نور الٰہی چہرہ تابان مثل آفتاب کے منور
ہوا پرتھان سے چلے ساٹھ برس تک مجاہدہ کیا تب لین بولے اب احتیاج مرشد کی نہین حق تعالیٰ
فرشتے واسطے تعلیم کے بھیجا ہے بیان واضح اوسکا یہ ہے کہ ایک اونٹ جنگل مین چرتا تھا چوہے نے
اوس سے کہا ای نادان صحرا گردی خود سری خود پسندی خوب نہین اونٹ نے بات اوسکی خاطر
مین نہ لائی ایکدن رسی اوسکی مہار کی کسی بلند خاردار درخت مین جا پھسی اونٹ حیران
عاجز ہوا چوہے نے جو دیکھا حال یہ اوسکے رحم لایا جھاڑ پر چڑھ مہار کی رسی دانتون سے کاٹ دی
اونٹ کہا کہ آیندہ پر خود سری چھوڑ دے اونٹ نے اقرار کیا خود پسندی سے باز آیا خواجہ نے ملاحظہ کیا
عبرت ہوئی جانا کہ ہے مرشد کچھ نہین ہوتا تلاش مین ہے کہ حالت مراقبہ مین جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا فرماتے ہین یا معین الدین تم ہمارے نام مین بشارت ہوئی کہ دہلی شہر مین بختیار کاکی
اوشی پاس جاؤ مرید ہو آپ مقام سے اپنے چلے پانچوین ماہ رمضان ۵۸۴ھ پانسو چوراسی مین
بروز دوشنبہ خدمتمین پہونچے کلاہ چار ترکی پایا اوس روز قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا
علاء الدین کرمانی اور سید نور الدین مبارک اور شیخ نظام الدین المویدیہ سب بزرگوار حاضر تھے
کلہاری کے تین دن کے مجاہدہ مین مقام خواجہ کا سب سے اعلیٰ ہوا اور شکر گنج ایکو اسواسطے کہتے
ہین کہ آپ بلدۂ دہلی مین نزدیک غزنی دروازہ کے پہلو مین ایک برج کے تشریف رکھتے تھے

ایکوقت خدمتمین مرشدکی چلا رات، انہ ناری ہتی اور سب بارش کے کیچڑ بھی ہوگئی تھی اور آپ تین روز کے
صایم تھے پاوں پھسلا زمین پر گر پڑے ہوک سے غش آگیا ہوش ہوے مٹی جو منہ مین اکے گری تھی شکر
ہوگئی کچھ بلغ بھی کئے بعد افاقہ کے جب حضور مین ہوے مرشد نے تبسم فرمایا اور کہا کہ تم شکر خورے
ہوے تب سے انکا لقب شکر گنج ہوا اور ایک روایت ہی کہ ایکبار تین دن تک کچھ نکلا سبب بھوکے غش آگیا
کسنے روٹی لاکر آپنے کہا ہوش آیا پھر تین دن اسی طرح نکہایا اور وقت افطار کے طعام
بھی پایا جب پہر رات گذری ضعف غالب ہوا نفس الجوع کہنے لگا خود فرماتے ہین کہ
صدانہ دیگا مین تجھکو کچھ نہ دونگا پس غش ہوا زمین پر گرے حالت ہیچ مین چند سنگریزے زمین سے اوٹھا کر
منہ مین ڈالے قدرت خدا شکر ہوگئی پھر دوسرے ہاتھ سے چند سنگریزے اوٹھا کر منہ مین ڈالے وہ بھی
شکر ہوگئی جب ہوش آیا خیال حلال وحرام کا خاطر مین گذرا منہ سے نکالکر ڈالدیا رات تو گذر گئی
جب دن ہوا خدمتمین مرشد کے گئی اور حالت شکی عرض کی فرمایا وہ حلال تیرا جہاہوا جو ساتھ اوسکے
افطار کیا اور ایک نقل یون ہی کہ ایک سوداگر چند بار شکر کے لیجاتا تھا آپنے پوچھا کیا ہی اوسنے
نمک ہی خواجہ نے کیا نمک ہوگا وہ شکر بھی نمک ہوگئی سوداگر نے عاجزی لجاجت کی اور کہا کہ شکر ہی
خواجہ نے فرمایا شکر ہوگئی پھر شکر ہوگئی دوسری نقل ہی آپ ایکوقت سفر تھے سید کرانہ والے کئی
بوجھے لوگ ایلچی سپاری جوروغیرہ کرانہ کے لیجاتے تھے خواجہ نے پوچھا اسمین کیا ہی وے بولے
کنکرے پتھرے ہین خواجہ نے فرمایا ہونگے کنکرے ہوگئے کرانی جو بوجھے کھولکر دیکھے حیران ہو
زمین پر ڈالدئے اور کمال عاجزی اور گریہ وزاری سے پیش آئے آپ فرمائے اوٹھا کر تھیلو مین
ڈالدو فرمان بجا لائے تو کنکر پھر جنس اصلی ہوگئے تھے کہتے ہین تب سے اوسی سر زمین پر یہ اثر

پیدا ہوا ہی کہ تمام کشکر و مکان کے ایلاچی لونگ جو رسیاری کی شکل پر ہوتے ہین اور اتیرا تک جاتی ہی
باقی ہی ایسی تقلین آپکے کشف و کرامات کی متعدد ہین اور بڑی کتابون مین مرقوم ایک نقل اور یہ بھی آپکی
ہی کہ جب خواجہ معین الدین چشتی تشریف زا دہلی کے ہوئے قطب الدین بختیار کاکی سے پوچھا کون ہے
عرض کی فرید فرمایا کہ سچ واقعی تمام عالم مین فرید ہی یعنی یکدانہ زمانہ اور بہت لطف فرمایا ملاقات
مین معلوم ہوا کہ لطف ہی کیطرف انکا اپنے تئین اور انکیطرف قطب الدین بختیار کاکی ہر نے دو بزرگوار ملکر
اوس طاقیہ کو سر پر شیخ فرید کے رکھا پھر دونو حضرات شیخ فرید کو جو مین لیجاکر تلقین فرمائی اور جو کچھ کہ دینے
تھا دیا واضح ہو کہ وقت افطار اُن جناب کے خدام روبرو ایک کاسہ شربت کا لائے اور قدرے موینز تھا اس
مین ڈالے حضرت نے ہی نصف کیسی نلت اسمین سے قسم کرکے قدرے آپ نوش فرمائے
اور بقیہ کسیکو بھی دے ڈالے وہ جو بچا حلاوت کو تر و تسنیم کی پایا پھر دونان چرب کئے ہوئے
لائے آپ ایک ٹکڑا اسمین سے کہا کے باقی حاضرین پر تقسیم کر دیئے پھر دسترخوان اچھا جاتا ہر قسم کا
طعام جو سب کہا چکے مین آپ کہا نے مگر وقت افطار آپکا معمول وہی تھا جو مذکور ہوا اور یہ کچھ بعد
مرید ہونے اور خلافت حاصل کرنے کے ہی ورنہ قبل اسکے ایسی ہی ریاضت شاقہ گوارا کی ہی جیسا کہ
صدر مین مذکور ہوا اور جسوقت مرشد کا دار آخرت ہوا آپ اُنہی مین تھے اس وجہ سے کہ سر بکا
نام ایک شخص معتقدان حضرت مذکور مین رہتا تھا اشتیاق آپکے قدوم میمنت لزوم کا تمام رکھتا
تھا اس خاطر اوسکے دکان تشریف لائے تھے بعد انتقال مرشد کے دہلی مین آئے دستار اور کلاہ
چار ترکی سفید جامہ اور سجادہ عصا نعلین جو مین قاضی حمید الدین ناگوری سے لئے اور تین دن تک
پیر کے گھر مین رہے پھر انسی کو مراجعت کی دستور انجا یہ تھا کہ آپ شہر شہر پھرتے تھے اور پھر

لوٹ کر ملتان ہی آیا کرتے تھے جب وہان کسینے اپنا تعہد کیا شیخ بہاء الدین کے لوگ اکثر انکی دعوت
کرنے لگے ایکو دو قبول مین تردد ہوئی وہان سے اوچ کر ملتان آئے شیخ شہاب الدین ذکریا نے شیخ
صدر الدین فرزند کو اپنے مع نعلین آپ پاس بھیجا لئے آپ وہان سے اوچ گئے لہ یہ شیخ شہاب الدین
ذکریا مرشد شیخ سعد الدین کے ہون اور نہ شیخ شہاب الدین ذکریا سچ کہتے ہین
یہ ہے کہ آباد شہر مین رہنا کام مردہ کا ہین پھر ارشاد فرید الدین کا کی مرشد کے مقام
قرار پکڑے اور فرمایا کہ یہ محل ہمارے رہنے کے لائق ہی اور بیس برس عمر انکی پچانوے برس کی ہوئی
یا نجوین محرم کو بوقت صبح بیمار غالب ہوئے نماز غشا کی جماعت سے گذاری بعد بیہوش ہو گئے ایک ساعت
سے بعد ہوش آیا پوچھا کہ نماز غشا کی پڑھی مریدین نے عرض کی کہ ہان جناب نے پڑھے کہا کہ پھر ایکبار
اعادہ کرتا ہون کون جانے ہی کیا ہوتا ہی اور بیہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا پوچھا کہ مینے نماز
غشا کی پڑھی لوگ بولے کہ آپنے دوبارہ ادا کی فرمایا کہ ایکبار اور پڑھتا ہون کون جانے ہی کیا ہوتا ہی
اور بیہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا ایسا ہی پوچھا سب نے عرض کیا کہ آپنے نماز گذاری کہا کہ ایکبار اور
پڑھ لیتا ہون کون جانے ہی کیا ہوتا ہی اور یا حی یا قیوم زبان مبارک سے ارشاد کرکے جان بحق تسلیم
ہوئے بسیج مسکن آپکا مدفن ہوا یعنی جہان آپ تشریف رکھتے تھے وہین حسب الفرمان فرزند حضرت
شیخ نظام نے دفن کیا سید من اللہ حسینی قدس سرہ اپنے ملفوظ مین فرماتے ہین خواجگان چشت سے
جو شخص کہ دولت و مال کو قبول کئے نظام الدین اولیا ہین اور جو شخص کہ انکار کئے شیخ فرید شکر گنج ہین
جانا جاتا ہے کہ میانہ سے اوسی پیر دانی کے دولت و اقبال ہر دو غلام اُن جناب کے ایسے ہوئے کہ
بعد چند پشت کے فی زمانہ اولاد ارشاد سے انکی بلدہ حیدرآباد مین مقبول خدا آنام جنت مقام

محمد فخر الدین

محمد فخر الدین خان نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر و ملتمندان دکن کے مقتدا اور افاضلہ دکن کے پیشوا
ہوئے ۔ بفضلہ تعالیٰ دو فرزند انکے جانشین اور سپہ فرو تمکین سے ہین اول شمس الامرا ثالث محمد
رفیع الدین خان بہادر اور دوسرے اقتدار الملک وقار الامرا امجد رشید الدین خان بہادر زاد اللہ تعالیٰ
شانہ بلکہ اون سے زیادہ اونکے نیر سے خورشید جاہ خطاب محمد محیی الدین خان نام عرف شبلی جناب
ابن اقتدار الملک وقار الامرا بہادر ممدوح راقم اللہم زد دادا سے بھی سوا رتبہ مین ہین اول تو
وہ سکندر جاہ بہادر کے نواسے ہین اور دوسرا یہ کہ حال حضور فیض گنجور جسلطان دکن جاکے موید من اللہ ہین
صاحبزادی انکی حبالۂ نکاح مین انکے ہی اور ایسے مورد عنایات شاہانہ رہا کہ ظل اللہ نے جمیع تجملات شاہی
ماہی مراتب غیرہ سے مباہی فرمایا اور جاہی کے خطاب ہین تو اپنے برابر کیا الطاف اللہ سے
جل شانہ کے یقین ہی کہ یہ شان و شوکت اور یہ جاہ و مکنت اسیطرح روز افزون دیر تک سلامت
باکرامت رہیگی سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا بدایونی قدس سرہ کا بیان +
خواجہ ذکر اللہ بالخیر نظام الدین اولیا مرید اور خلیفہ شیخ فرید شکر گنج کے ہین نام اصلی جناب کا محمد بن
احمد علی البخاری ہی آپ ساکن بدایون کے ہین والد بزرگوار آپکے بخارا سے تھے اور نام آپکی والدہ ماجدہ کا
بی بی زلیخا اور جد مادری حضرت کے خواجہ عرب وہ بھی متوطن بخارا سے تھے باپ اور نانا آپ کے
ہر دو بزرگ بخارا اور ماوراء النہر سے آکر مملکت ہندوستان مین بلدۂ لاہور مین سکونت رکھتے تھے
اور دونو صاحبا بالاتفاق گذران کرتے تھے حضرت شیخ نظام الدین بدایون مین پیدا ہوئے والد بزرگوار
آپکے صغرسن مین قضا کئے نظر اشفاق سے نانا کے پرورش پائے اور جب آپ چار سال کے ہوئے
مادر نے مکتب مین بہجوایا کلام اللہ اور کتب دوسرے یاد کئے یہ کہ روز مان نے ایک دستار مقدار

چار گز بھجوایا مولانا علاو الدین اصولی استاد نے سر ستار کا بنایا خواجہ سے سر پر سیادہ قدر مین
تعرف سے آپکے زیادہ ہوا استاد نے دیکھا بہت دعا کی پھر واسطے تحصیل علم کے بلدۂ دہلی مین آئے مقامات
ضروری شمس الملک صدر الصدور سے تحصیل کئے علم حدیث پڑہا کر وہ علما مین یگانۂ عصر ہوے خطاب محفل شکن
اشتہار پایا بیس برس کی عمر مین اوس مرتبہ کو ہو پہنچے کہ کسو کو مجال مقاومت کی نہتی اس لئے سوق سیری
مرید کیا ہو امرشد کی تلاش مین تھے حسن اتفاق ابوبکر نام ایک خیاط ملتانی تازہ وارد ہوا عند الملاقات
اسکے کہا کہ بہاو الدین ذکریا ولی کامل ہین اور اجودہن مین شیخ فرید بھی بڑے صاحب دل اولیا و مکمل ہین
بجودسنے کے شوق وصال کا ہوا ہمراہ شیخ نجیب الدین کے روانہ ہوے چار شنبہ بندرہوین ربیع سنہ ۶۶۵ھ
چھے سو پچھین مین ملازمت حاصل کی اوسیوقت کلاہ نخلین جو لی عصا مصلا اس خلافت عنایت
ہوا اور فرمایا کہ ولایت ہند دستانی تجھے دیتا ہون پیش جیسے سپارے تجوید قرآن کے اور جیسے باب عوارف
سہیہ ابوشکور سلمی کے اور دوسری کتاب پیر شیخ فرید کی پڑہی بعد اسکے عرض کی کہ العلم اپنی ترک کرتا ہون
شیخ نے فرمایا مین تعلیم سے منع نہین کرتا ہون فقیر کو قدرت علم کی چاہیے اور آپ ارشاد کیا کہ اجودہن
مین نہ رہنا اور بدایون کو بھی نجانا مگر دہلی جو کہ مردم دانا کے حوبرو مین ازار بند کو اپنے محکم
باندہنا اور وہان بخیات پوربین آبادی کہ ہے اوسجا سکونت اختیار کرنی نظام الدین نے عرض کی جو
حکم ہو اسی کا دل بجالاونگا کچھ نہ ہوگا ازار بند مورانہ شستی پر بھی کھولونگا شیخ فرمادیا سے مبالغت
نہین کرتا ہون عقبی سے باز نہین رکھتا ہون اور رخصت دی اثنار راہ طی منازل اور قطع مراحل مین بموجب
حکم پیر کے جمال الدین تانسوی سے ملاقات ہوئی اونہون خلافت نامہ دیا اور یہ بیت پڑہی بیت
حدنے جیان را فراوان سپاس ✤ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس ✤ پس اون سے رخصت ہوکر دہلی مین آئے

وہان الہام ہوا کہ جاے تیری غیاث پور ہی ہے وہان رونق افزا ہو دیکھے جو تا سا موضع ویران سی شریف
رکھے اسکے کئی دن گذرے پر عزالدین کیقباد بنیرہ غیاث الدین بلبن کا اسنے بعد جلوس اپنے موضع مذکور مین
کہ نام اصلی سکا کہوکہری تہا اور اب غیاث پور مشہور ہے کنارے دریا کے قصر اور حصار مستعد بنوا کے آباد کیا
مسجد جامع تیار کی ہر تو غیاث پور مین انہوہ لوگ نظام الدین اولیا پاس آنے لگے آپنے چاہا کہ وہان سے
نقل مکان کرین ایک جوان نماز کو آیا اور کہا کہ اول مشہور ہونا ہر خلق سے اجتناب کرنا مناسب نہین کہے پر
آپنے فسخ عزم کیا کشف و کرامات کی نقلین اسکی بہت ہین منجملہ انمین سے یہ ہی کہ خسرو خان نے آپکے
ہاتہہ پر توبہ کی بعد چندے یارون نے چاہا کہ اوسکو مجلس شرب مین کہینچین جب پیالہ شراب کا
ہاتہہ مین خسرو خان کے دیا وہ چاہا کہ منہ سے لگاوے خواجہ کی صورت نظر آئی کہ انگلی دانت مین پکڑی ہے
خسرو خان نے پیالہ ہاتہہ سے ڈالدیا استغفار کیا نقل ہی دوبارہ ایسا ہوا کہ ایکشخص آیا اور اسنے کہا کہ اوسکی
تنخواہ کا کاغذ گم ہو گیا ہی آپنے ایکروپیہ دیا اور فرمایا کہ اسکا حلوا لے آوہ گیا اور اسی کاغذ مین کہ برات اوسکی
کم ہوئی ہی حلوا لے آیا مراد حاصل ہوئی دوسرے بار اور ایک شخص آیا اور گم شدہ حجت اپنی طلب کی آپنے
فرمایا مجھے حلوا بہت عزیز و مرغوب ہے حلوا لے آ اسنے جاکر حلوا اسی کاغذ مین لایا کہ جسمین حجت اوسکی
لکہی ہوئی ہی حلوا اور کاغذ اوسکے حوالہ کیا حضت فرمایا ایکبار سلطان قطب الدین ولد علاء الدین خلجی نے
خدمتین حضرت کی کہلایا اگر آپ عزہ ماہ کے روز مجہ پر اسطے تہیت کے آوگے ایسا آپکے ساتہہ کرونگا
کہ یادگار رہے جبخلقت نے جانہ دیکہا خادم لوگ سلطان کا کہنا یاد دلائے آپنے فرمایا اوسکا تو سر
کاٹا گیا بجز دغا کے وقت جو آئی کہ خادمون نے سلطان کے سر اوسکا کاٹ ڈالا اور حرم کو
اوسکی غارت کر لیگئے اور سلطان غیاث الدین کو بھی حضرت سے کدورت ہی واسطے تخفیف

جاہ وجلال آپکے خواجہ رکن الدین ملتانی اور احمد جام کو بلوایا انکا اعزاز بہت کرتا تھا فرزندوں کو احمد
جام کے امید کر دیا تھا القصہ اسیکوقت بادشاہ سفر سے مراجعت کرتے ہوئے اثنار راہ مصاحبوں سے کہا
کہ اب داخل دہلی ہوکر نظام الدین کو اخراج کرنا ہوں آپ نے فرمایا ابھی دلی دور ہے اوسوقت سے
لفظ زنان زد خاص وعام ہوا اجھل کلام جب سلطان قریب دلی کے آیا سنگ لانج اجھل کلاسپر اوسکے گرا
اور وہ ہلاک ہوا لکھتا ہی آپ پاس فتوح غیب کی بہت آتی تھی اور مطبخ آپکا بہت گرم تھا طعام ہر روز
اسقدر پکتا تھا کہ تمام فقرا اور مساکین دہلی کو اکتفا کرتا تھا شہور ہے کہ کئی ایک بار اوسکے
ہونے کے باوجیخانہ سے آپکے خلیفے نے سلطان حسن کنکوی بہمنی کو سلطنت دکن کی عطیات سے زبان
مبارک حضرت کے ہے اگرچہ آپکے مرید اور خلیفہ بہت تھے لیکن مخصوص اونمیں سے دو بزرگ
امیر خسرو اور خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی اعظم خلفا سے آپکے ہیں غرض سب عمر آپکی چوراسی ۸۴ سال
آٹھ ماہ کی ہوئی بول وغا لیکھ آپکا بند ہوگیا اوس کرب میں چالیس دن تک آپنے کچھ نہ کھایا من بعد ایکروز
اقبال سے کہ خدمتی آپکا تھا فرمایا کہ نقود واجناس سے ہمارے جو کچھ ہے لے آؤ اور سب بانٹ دیا
پیر بقچہ خاص جامہ کا طلب کیا اوس میں ایک دستار ایک پیرہن اور ایک مصلی باسال خلافت کا
مولانا برہان غریب کو دیا اور دکن کو رخصت کیا اور ایک دستار اور ایک پیرہن اور عصا بابا فرید شکر گنج
الدین امام کو عطا کیا اور طرف گجرات کے روانہ فرمایا اور ایک دستار ایک پیرہن ایک مصلا مولانا شمس الدین
ترک یمنی کو وارزانی رکھا اور شیخ نصیر الدین کو کچھ نہ دیا یہانتک کہ جب دن چہارشنبہ کا آیا بعد طلوع
آفتاب کے اور ایک روایتمیں ہے کہ بعد نماز ظہر کے شیخ نصیر الدین کو بلا کر خرقہ اور مصلا اور عصا
اور تسبیح اور کاسۂ چوبی اور نعلین جو تبرکات کہ ورثہ کہ مرشد سے ایکو پہونچے تھے تمام سپرد

کرکے فرمایا

کرکے فرمایا کہ تم دہلی مین رہو اور نماز عصر کی گذاری ہنوز وقت مغرب نہ آیا تہا کہ ستروین ربیع الثانی
سنہ ۷۲۵ سات سو پچیس مین ہم جوار رحمت حق کے ہوے لکہا ہی کہ ہزار ہا اولیا یکدرہ نگاہ سے انکے اور فاسق و فاجر
۳ روزہ نگہ سے اولیا ہوتے ہین خواجہ محمود او وہی عرف خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کا بیان
مولد منشا خواجہ کا بلدۂ دہلی ہی پچاس برس کی عمر مین انکو خلافت حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے
عنایت کی آپنے امیر خسرو کی استصواب سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو آبادی کو چہوڑ کر کہ یہ خلل انداز عبادت
ہی جنگل مین رہون مشغول عبادت کا ہون حکم ہوا کہ جنگل کو بجاے آباد کرو مین خلق خدا سے ملاقات کرون حضرت
نظام الدین نقل آخرت فرما گئے آپ انکی جا پر دارث احوال ولایت اہلی کے ہوے اور چراغ دہلی اس واسطے
لقب اُن جناب کا مشہور ہوا ہی کہ ایکروز مکہ معظمہ مین شیخ عبد اللہ یافعی قدس سرہ نے فرمایا کہ تمام
مشایخ دہلی کے ملاقی جوار رحمت ایزدی کے ہوے اب شیخ نصیر الدین غنیمت ہین کہتے ہین کہ سلطان
محمد تغلق باوجود ہونے اس رتبہ کمال پر آپکو ایذا دیتا تہا سفر مین ہمراہ رکہتا تہا اپنا جامہ دار کرتا تہا
اور بموجب وصیت مرشد کے رخصت کہنچتے تھے تحمل کرتے تہے سو اعتکاف کرنے حق کے اور نماز گذارنے
معبود برحق کے آپ اور کسی طرف توجہ نفرماتے تہے گوشۂ قناعت سے باہر نہ آتے تہے آپکا نام افضل
اتفاق تہا وقت ارتحال اپنے وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز غسل دیوین اور خرقۂ شیخ نظام الدین جو
مجہے پہونچا ہی معہ مصلے قبر مین رکہکر دفن کردو آپ مجرد تہے اور شیخ زین الدین علی خلوتین آپ کی
حاضر رہا کرتے تہے ایکروز آپ بعد نماز ظہر کے بیٹہے ہوے تھے اور زین الدین حاضر تھے عین
حالت اشتغال ناگہ نرہے نام ایک قلندر خلوتین در آیا اور چہری سے جو پاس اوسکے ہتی
زخم کاری تن مبارک پر پہونچایا آپ استغراق مین تہے خبر نہوئی جب خون جاری ہوا اور

ناوداں سے بہکر نکلا لوگ مطلع ہوے چاہا کہ اسکو پکڑیں مارین حضرت نے منع کیا اور بیس تنکے سفید
اوس قلندر کو عنایت کیے کہ وقت جہیز مارنے کے ازار اوسکے باندہ کو پہونچا ہوگا شب پنجشنبہ اٹھارہوین
رمضان ۷۲۵ سات سو پچیس ہجری میں حوالی عالم قدس کے ہوے جسوقت حضرت کے خدام نے بلدہ دہلی میں خبر
کیا تیس برس ارشاد مین گذارے عمر شریف بیاسی سال کتاب سیر محمدی مین لکھا ہے کہ ایکو بادی بواسیر تھی
ہمیشہ نفخ رہا کرتا تہا اس مرض مین مدت تک ایذا اوٹہاتے رہے آخوکار روز شنبہ بیست و پنجم
ماہ سنہ الیہ سے رحلت ہوے پنجشنبہ کو تذکرہ لکھوا کر اوسپر صاد دست مبارک سے کیا شب جمعہ
ہجدہم رمضان رحلت فرمائی سلسلہ نظامیہ کا آپہ واسطہ ہو کر خواجہ حسن بصری سے امیر المومنین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچا ہے امیر خسرو قدس سرہ کا بیان + آپ ہزارہ سے چلے کہ مین اپکے والد امیر
لاچین اتراک سے لاچین کے تہے بر سبیل تفریح مزاج جب ہندوستان مین تشریف لائے بلدہ
بتالی مین متاہل ہوے پہر بلدہ دہلی مین رہنا اختیار کیا وہان اپنے دو فرزند ہوے ایک امیر خسرو
اور دوسرے اسم نامعلوم لکھا ہے کہ جب امیر خسرو پیدا ہوے امیر لاچین والد اپکے ایک حوقہ مین بیٹہکر
اپکو نزدیک ایک زبدہ محابین خشق الہی کے کرامات جذب مین مشہور اور پروسمین انکے رہتے تھے
لے آئے وہ بزرگ اس مولود کو دیکہکر ایسا بولے کہ یہ انوری اور خاقانی سے بھی سخن آفرینی مین دو قدم
آگے ہوگا جب آپ چار سالہ ہوے والد گذر گئے مادر اپکے امیر تھے ساعی تربیت کے ہوے جب
آپ حد بلوغ سے متجاوز ہوے سلیقہ شعر گوئی کا حاصل کیا کبہو کبہو شعر کہکے خدمتمین نظام الدین
اولیا کے گذرانتے خواجہ نے ایکروز فرمایا زبان فارسی مین کبہو تب سے فارسی کہنے لگے بہت
سے اشعار غریب اور ایک رسالہ علم شعر اور صنایع مین اوسکے تالیف کرکے خدمتمین گذرانا

پہر ایک قصیدہ مدح مین لکہا حضرت نے قبول فرمایا امیر خسرو کا ارادہ صادق ہوا پہر مرید ہوے مرتبہ قربیت کا
پیدا کیا محرم راز ہوے اس باب مین پہر ایک قصیدہ اور تصنیف کرکے گذرانا حضرت خوش ہوکر فرمائے
کیا چاہتا ہے عرض کی شیرنی کلام کی چاہتا ہون حضرت نے ایک طشت شکر کا زیر چارپائی رکہا ہوا تھا
منگوا کر سر پہ نثار کیا اور تہوڑی سی منہ مین ڈالدی اثر اوسکا پیدا ہوا آپ کمال شیرین کلام ہوے
بعض کہتے ہین سنک کہلایا بعض کا مقولہ ہی بعد ہین اپنا عنایت فرمایا یہ روایت قوی ہی چنانچہ آپ
امیر خسرو فرماتے ہین ؎ خوشی آمدم کہ من را اعتقاد ضمیر ؎ گرفتم بحق دست آن دستگیر ؎ من از روے عیان
دہان یافتم ؎ کزین گونہ آب ہان یافتم ؎ دو قطرہ کران در دوات افکنم ؎ نظام در آبیات افکنم ؎ آپ سات
بادشاہون کی صحبت کیے ہین سلطان غیاث الدین بلبن سلطان معز الدین کیقباد سلطان جلال الدین فیروز شاہ
سلطان علاء الدین سلطان قطب الدین خلجی اس سلطان کے کتاب کی صلہ مین جو نہ سپہر نام سلطان
کے نظم کی تہی تالی کے قدر برابر زر دیا تہا جب اوسکو وزن کیا موازی مین من پختہ شاہجہانی ہوا چنانچہ آپ
فرماتے ہین ؎ مرا عمر کز منصب بالا گذشت ؎ ہمہ پیش شاہان والا گذشت ؎ بندہ اکنون اقبال ہمدم مرا ؎
نوازندہ قطب عالم مرا ؎ بنا شاہ کیسی کش خود نمون ؎ کہ از فیل بایست ورزش فزون ؎ اور سلطان غیاث
الدین تغلق شاہ اس سلطان نے آپ سے بہت سلوک کیا ہی تغلق نامہ آپنے سلک نظم مین نام سے اوسکے لکہا ہی اور
سلطان محمد اوسکے عہد مین چند ماہ تشریف فرما ہے کہ سن سات سو انتیس ہجری مین روانہ دار السرور
مستغرق رحمت رب غفور ہوے مزار آپکا بلدہ دہلی مین پائین مرقد مرشد کے ہی امیر علاء الدین جو
ملازم و مقرب بادشاہ کا تہا مقبرہ تعمیر کیا ہی تاریخ رحلت آپکی طوطی شکر مقال در عدم المثل ہے
اسکے سات سو پچیس ہوتے ہین اور وہ زمانہ سلطان محمد کا نہین جلوس اوسکا انتیس مین ہی واللہ اعلم

بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کا بیان ۔ سلسلہ انکے نسب کا اسد قریشی کو پہونچتا ہی جد بزرگوار انکے
علیشاہ قریشی اول مکہ معظمہ سے مسافر ہوکر خوارزم کو تشریف لائے پھر وہان سے ملتان مین آکر مقیم ہوے
اور حسام الدین نام کہ وہ باشندہ ترمذ کے تھے اور وہ صدسا مین جنگیز خان کی وارد ہندوستان ہوکر قلعہ
کوٹ کروڑ مین جو قریب ملتان کے محمود غزنوی نے قبل ضبط کرنے ہندوستان کے بنا کیا تھا سکونت رکھتے
تھے دختر سے انکی نکاح کیا یہان ایک فرزند علیشاہ کو سید آہوے چونکہ وہ ملیح الوجہ تھے نام مولود کا
وجہ الدین رکھا پدر اس وجہ الدین کی وہین کی ہی اور رسولہ شیخ بہاء الدین کا بھی شہر ملتان ہی ملک
جد شیخ بہاء الدین وہ سالہ تھے باپ نے وفات کی شیخ نے اول قران حفظ کیا پس سات برس
خراسان مین واسطے کسب علوم رہے من بعد اسکے بخارا گئے وہان سے مکہ معظمہ کا سفر کیا اور وہان
سے مدینہ منورہ آئے پانچ برس جوار مین مزار پاک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے
جب یہ شرف حاصل ہوا بیت المقدس کو واسطے زیارات انبیا علیہم السلام کے تشریف لیگئے من بعد
اسکے خدمتمین شیخ شہاب الدین سہروردی کے سات روز مین کسب کمالات کرکے وہان سے رخصت لی اور
قطع منازل کرکے پھر ملتان مین رونق افزا ہوے مدت تک بندگان خدا کی ہدایت کی سلطان
غیاث الدین تغلق نے آپکے اوصاف حمیدہ سنے معتقد ہوا راہ چرخ دیکر دہلی کو بولایا رونق افزا
ہوے چاہا کہ محورۂ دہلی مین بود و باش کرین جاگیر واسطے مدد معاش کے مقرر کی آپنے قبول نفرمایا
پھر ملتان کو لوٹ آئے وہین وفات کی مزار شریف اپکا ملتان مین ہی اور سلسلۂ خلافت بارہ
واسطے ہوکر خواجہ حسن بصری سے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچتا ہی ۔ شیخ صدر الدین
اسمٰعیل بن شیخ بہاء الدین ذکریا کا بیان ۔ چونکہ شیخ بہاء الدین موصوف کے سات فرزند تھے

اور مال بہت متبرکات سے آن جناب کے بحکم شریعت غرا سوائے اسباب و اجناس کے ساتھ لاکر روبرو شیخ صدر الدین کو پیش ملی آپنے اوسی روز و شب مین فقرا پر قسمت کیا اور مدت تک مسند ہدایت پر متمکن رہے آخر عمر مین خرقہ خلافت شیخ شہاب الدین سہروردیکا اور دوسرے تبرکات جو قبلہ گاہ شیخ بہاو الدین سے انکو پہونچے تھے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح کو مرحمت فرمایا اور جانشین و خلیفہ اپنا کر کے سنہ سات سو ساٹھ ہجری مین غریق رحمت الہی ہوے ❊ شیخ رکن الدین بن شیخ صدر الدین کا بیان ❊ یہ شیخ بہت عظیم القدر تھے علوم معقول اور منقول سے بہرہ کامل رکھتے تھے ناظر اطراف اپنے جد بزرگوار کے تھے اکثر اوقات ہی ایکروز بہاو الدین جاریائی پر بیٹھے تھے اور شیخ رکن الدین چہار سالہ جاریائی کے پہر رہے تھے یکایک دستار دادا جو گرتا اوٹھاکر سر پر رکھ لیا شیخ صدر الدین قبلہ گاہ نے آواز دیا کہ ای رکن الدین بے ادبی نکر یکبری اوتار شیخ بہاو الدین نے فرمایا ای صدر الدین منع مکن کہ استحقاقا سے سر پر رکھا ہی مین نے دستار اوسے بخشا وہ دستار ویسا ہی بندھا ہوا صندوقچہ مین رکھا ہوا تیار و جلوس سجادہ پیر شیخی کے اوسکو سر پر رکھا اور خرقہ جو شیخ شہاب الدین سہروردیکا ملا تھا پہنا یا اور سجادہ نشین کیا جو کہ جناب کو کوئی فرزند نہ تھا آخر عمر سجادہ اور خرقہ ایک برادر زادہ کو عطا فرمایا لیکن محبوب الولیا مین لکھا ہی کہ شیخ رکن الدین کو فرزند تھے بعد انکے مسند آرا متمکن ہوے اور بارہ پشت تک یہ سلسلہ جاری رہا نام صاحب کتاب نے کم کئے ❊ شیخ نجم الدین علاو الدولہ سمنانی قدس سرہ کا بیان ❊ یہ حضرت کاملان وقت سے اپنے تھے مرید اور خلیفہ شیخ نور الدین عبد الرحمن اسفرائنی کے سلسلہ انکی بیعت کا شیخ نجم الدین کبری کو پہونچتا ہی آپ عہد مین سلطان محمد خوارزمشاہ کے تھے کہتا ایکا ایسا ہی کہ زمانہ خلفاے عباسیہ کے بعد دریان دگرگوں صفویون اور شافعیون کے

فساد عظیم پڑا شہر مین جنگ ہوئی ساٹھ ہزار آدمی طرفین سے مارا گیا اوسوقت خدا بندے حکم کیا کہ نام
خلفاء راشدین اربعہ کا خطبہ سے نکالکر نام دوازدہ امام طاہرین علیہم السلام کا شریک کرین جبلجی یہ حکم
لیکر اصفہان کو آیا وہان ایکشخص دانشمند تہا اوسنے فتنہ آغاز کیا چاہا کہ یہ حکم جاری نہو اس سے خلق خدا
باشندگان اصفہان کو بہت ضرر پہونچا علاء الدولہ فرماتے ہین کہ مجھے ایکروز راہ مین وہ شخص ملا مین نے کہا تو
دانا ہو کر یہ کیا فتنہ برپا کر رکہا ہی تجھے نہین معلوم کہ حضرت امام ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے سوائے نام خدا اور رسول
کے اللہم صلی وسلم علیہ کسو کا نام خطبہ مین نلیا پہر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوئے وے جناب صدیق کا
نام شریک کئے اسیطرح پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اون دونون خلیفہ کا ذکر خطبہ مین رکہا پہر
حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوئے پہر جناب حسن رضی اللہ عنہ کسو کے کسو کا نام داخل نکیا بعد اسکے جب خلافت
بنی امیہ کے ہاتہ آئی یہی دستور جاری رہا مگر جب عباسی ہوئے یہ چاہے کہ اپنا نام خطبہ مین ہو علما
اور عقلمندون نے مشورہ کرکے کہا کہ اول نام خلفاء اربعہ کا لیا چاہیے بعد سلطان کا تا علایق عیب نکرے
تب خطبۂ ثانیہ مقرر ہوا وے بوالخطبۂ ثانی موقوف خطبۂ اولی پر اتفاق کر دیا کہا ضرور ہی کہ نام دوازدہ امام کا
ہوتین نے سمجہایا کہ بہائی یہ بہی ایک تقلید ہی جب حسب الحکم عباسیون کے تین سو برس تک ذکر خلفا کا رہا اگر دس پانچ
واسطے دفع فتنہ کے دوازدہ امام کا مذکور ہوا ہو کیا قباحت یہ ابتدا آہستہ آہستہ شیعہ کی ملک ایران مین ہے عمر
علاء الدولہ کی ہجری سال وفات اکیسوین تاریخ سنہ سات سو تین تیس ۷۳۳ سید احمد رفاعی قدس سرہ کا بیان
سید احمد رفاعی یہ فرزند ہین ابوالحسن رفاعی کے سید احمد رفاع صاحب مقامات اور صاحب تصرف تھے
ہزارہا آدمی خدمتمین انکی تربیت پاکر اور وہ اولاد حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے ہین خرقہ خلافت کا
عنایت حسب قادری سے پایا سلسلہ انکی بیعت کا خواجہ جنید بغدادی کو پہونچتا ہی وفات انکی روز پنجشنبہ

بیسویں ماہ جمادی الاول ۸۵۸ھ یا نوسو ستاسی ہجری ان حضرت سے ایک گروہ علیحدہ ایجاد ہوا ہی
فقرا انکے گزر کہتے ہین جو چاہتے ہین ضرب جسم پر کرتے ہین ✤ عبداللہ شطار قدس سرہ کا بیان ✤ یہ بزرگ ذات
کا ملان اہل صوفیہ متقدمین سے تھے ایک رسالہ شغل شطار مین تصنیف فرمایا ہی یہ سلسلہ مین طیفوریہ کے تھے
لیکن گروہ شطاریہ ان سے اختراع پایا ہی اور شطار ایک علوم باطن سے ہی صاحب جواہر خمسہ نقل کرتا ہی فرمایا
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نزل علم الشطار قبل القران فی صدری فوقفت حقیقۃ
الاشیاء من الاول الی الابد متفق علیہ آپ ملک پور مین آئے سلطان ابراہیم شرقی نے کرشمہ چاہا
آپ نے فرمایا ✤ ہر کسی را بہر کارے ساختند ✤ تم اپنے کام پر امور سلطنت کے مشغول رہو مین اسی کام پر
ہون پس انکو حالت عجب ہوئی ایکجوان بادشاہ کی مجلس رانی کر رہا تھا نگاہ کی رومال ہاتھ اوسکے
گر پڑا بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا بادشاہ مرید ہوا وہان سے مالوے کو گئے بادشاہ وہان کا
بہت اعزاز و اکرام کیا شہر منڈاہین انکو لاکر رکھا مدت تک ہدایت کرتے رہے اور محمد غوث گوالیری
اپنے سلسلہ مین بعض کتبے مین عبداللہ شطار اولاد سے شہاب الدین سہروردی کے ہین سلسلۂ خلافت کا
نو واسطے ہو کر بایزید بسطامی سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی اور بعض کا مقولہ ہی سلسلہ
اپنے ارادہ کا پانچ واسطے سے نجم الدین کبریٰ کو پہونچتا ہی جو نکہ وفات انکی شہر منڈاہین ہوئی ہی
مزار قلعہ منڈاہین ہی ✤ سید پیارے چشتی قدس سرہ کا بیان ✤ عرف ماما پیارے آپ درویش صاحب جذب
حال تھے مرید سید عبداللہ بندہ سید محمد گیسو دراز کے ایکدن سید محمد نے سید پیارے سے پوچھا کہ تم
کسی پر عاشق بھی ہوئے تھے آپنے پہلے تو شرما کر انکار کیا پھر عرض کی کہ ایک ہندوانی پر عاشق ہوا تھا
مین اسکے زنار گلے مین باندھا بتخانہ مین پرستش کی سید محمد نے کنار مین لیا حجرہ مین کھینچ کر لیگئے

ارشاد فرمایا آپ مرید کامل ہوے دیار بگر اتین بہت مشہور و معروف ہین ✤ شیخ پیاری قدس سرہ کا بیان ✤
آپ خلفا سے شیخ حاجی چراغ ہندکے ہین اور مرید شیخ رکن الدین کے مرد باکرامت صاحب برکت
تھے قبر مبارک آپکی برگنہ حلم پور مین قریب بہرائچ کے ہی ✤ قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ کا بیان ✤
نام اونکا محمد بن عطاء اللہ محمود البخاری ہی جامع علوم ظاہری و باطنی کے ذوق سماع کا غالب حال تھا
سیر الاولیا مین لکھا ہی کہ والد آپکے سلطان معز الدین سام کے وقت مین جب بخارا سے وارد دہلی ہوے
ہوے تھے یہ بھی ہمراہ قبلہ گاہ کے تھے جب والد نے قضا کی آپ قاضی ناگور کے ہوے تین سال بعد حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اپنے طرف بلاتے ہین صحیح تجرد اختیار کیا مسافر ہوے بغداد کو
شریف لیگئے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت مین پہونچے مرید ہوے ایک سال خدمت
مین رہے تربیت پائے کمالات کیا دولت سے خرقہ خلافت کے بہرہ مند ہوے فیض پایا اوس زمانہ
مین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی بغداد مین تھے خدمت سے اونکی بھی تکمیل محبت و اعتقاد کے
مشرف ہوے پھر طرف مدینہ منورہ کے توجہ کی ایکسال دو مہینے حرم رضہ مطہرہ کی مجاورہ کی پھر مکہ معظمہ کو
آئے ایکسال وہان مجاوری کی بہت سے اولیا کبار کو پایا معرفت حاصل کی سیر کرتے ہوے زمانہ مین
سلطان شمس الدین التمش کے دار الخلافت دہلی مین تشریف فرما ہوے صحبت مین خواجہ قطب الدین بختیار
کاکی کی رہے حیات و ممات ہر دو حالین اونکے جدا نہوے چنانچہ مزار پر دو بزرگوار کا ایکجا ہی سلسلہ پیری
مریدی کا چلے واسطہ ہوکر بدیع الدین زندہ شاہ مدار کو پہونچا ہی ✤ حضرت شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار
قدس سرہ کا بیان ✤ آپ اہل قریش سے ہین اولاد مین صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ رضی اللہ
کے موضع حجار مین مواضعات و مضافات سے حلب کے متولد ہوے ہین شاہ مدار آپکا لقب ہی اور کنیت

ابو محمد نام بدیع الدین شیخ علی بن شاہ غفر اللہ لہ آپ مدت تک کالپی میں رہے اس عصر میں قادر شاہ نام بادشاہ تھا اس سے ناخوشی ہوی سبب اسکے شاہ سراج الدین نام مرشد سے سلطان کے خصوصیت درمیان آئی گو آپ کشف و کرامات میں سب طرح سے غالب آئے مگر بسبب سلسلہ پیری مرید کا ترک کیا بعد انکے مرید لوگ دوسری جا سے کسب کمالات کر کے خانوادہ کو نام سے انکے رواج دیا پھر حج کو گئے وہاں سے بجانب شارہ باطنی خواجہ معین الدین کے ملک یورپ میں اقامت قبول کی مدت عمر انکی دو سو بارہ سال کے ہوی آپ چند سال عالم حاضر میں رہا کرتے تھے اور چند سال غایب میں شجرہ زندہ شاہ مدار کا شاہ طیفور شاہ اور امین الدین شاہی اور سری سقطی اور خواجہ معروف کرخی اور خواجہ داؤد طائی اور خواجہ حبیب عجمی سے جس میں یکو ہونچتا ہی اور نسب نامہ بیسویں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور نام والدہ کا بی بی حاضرہ خاص ملک بنت حامد بن محمود بن عبد اللہ بن احمد آدم بن محمد بن قمر الدین بن طیفور بن عوام الدین بن شمس الدین بن عبد المجید بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الباقی آپنے فرمایا جو کہ یہ نسب نامہ جانے اور یاد رکھے میں عالم باطن سے مدد معاون اوسکا ہونگا شیخ صفی الدین حنفی قدس سرہ کا بیان کتب معتبرہ میں لکھا ہی کہ آپ اوسط میں نسل سے نوشیروان کی ہیں ہمیشہ قصبہ دہلی میں تشریف رکھتے تھے علم و فضل و کمالات باطنی میں ثانی حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے تھے کمال اوسکا تصنیفات سے ظاہر ہی پھر بوجب حکم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم رویا میں ریاضت شاقہ کھینچی اولیاء کامل ہوے آخر وقت شیخ اسماعیل کو مقام اپنا کر کے عالم بقا کو نقل فرمایا اور قصبہ دہلی میں مدفون ہوے سید حسین مخدوم جہانیان جہاں گشت المشہور سید جلال بخاری قدس سرہ کا بیان ولادت جناب کی شہر سنہ سبع سبعین ہجری ماہ شعبان عین برات کی رات میں ہوئی ہی آپ محتشمان روزگار سے ہین علوم ظاہری و باطنی سے کامیاب اور فقر و استغنا میں بے نظیر تمام امور صوری و معنوی میں قدم آنجناب مبارک بر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہاد اور آپ کے

وہ بھی سید جلال نام اول شہر بخارا سے ملتان مین وارد ہوکر شرف ارادت وخلافت سے شیخ بہاو الدین
ذکریا عبدالرحمہ کے مشرف ہوے پھر اُن جناب سے رخصت لیکر قصبۂ اوچہ مین سکونت اختیار کی وہان جب
متاہل ہوے تین فرزند نامدار آپ سے وجود مین آئے سید احمد کبیر سید بہاو الدین سید محمد پھر سید احمد کبیر
جب سن بلوغ کو پہونچے اون سے دو فرزند بے نظیر متولد ہوے بڑے فرزند ثانی سید جلال الدین حسین
المعروف مخدوم جہانیان صاحب اور چھوٹے سید صدر الدین المشہور شیخ راجو قتال جنکا ذکر آئیگا مخدوم
جہانیان شیخ فخر زندہ رید والد بزرگوار سید احمد کبیر کے ہوے اور شیخ راجو قتال برید اور خلیفہ حقیقی بہاو ثانی
جلال الدین حسین کے واضح ہو کہ سید جلال الدین حسین نے اول خدمتین رکن الدین ابو الفتح بن شیخ صدر الدین
بن شیخ بہاو الدین ذکریا کے رہ کر تربیت پائے اور ان سے خرقہ پیراہن سہروردیہ کا پہنا اور جب
الفرمان شیخ واسطے زیارت آخرین المشرفین زادہما اللہ شرفا وقدرا آنکلے اسمین اکثر مشائخ وقت کو پایا
ہر ایک سے استفادہ حاصل کیا پھر مکہ معظمہ مین امام ابو عبداللہ یافعی متعقد ہوے بیشتر ربع مسکون کا سفر کیا
اکثر مشائخین سے ملاقات حاصل کی واضح ہو کہ آپنے اکابر مشائخ سے ملکر خرقہ خلافت جو دہ خانوادہ کا پایا ہی اور سیر العارفین
والالکنا ہی کہ تین سو مشائخ صاحب ارشاد سے نعمت باطنی حاصل کی ہی اور خرقہ اجازت کا اپنے پہنا ہی
سلطان تغلق شاہ نے خدمت فقراء خانقاہ محمدی کی جامع جالیس موضع وجہ اخراجات انکے مقرر کرکے آپکے سپرد
کیا تہا چونکہ انکو شیخ رکن الدین سے مراعات بے امور کی تہی اجازت سے کسی کام مین شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی
کی قبول کیا ایکروز کا مذکور ہی کہ آپ روضۂ مبارک مین شیخ بہاو الدین ذکریا کے جا چونکہ وہ عید کا دن تہا طلب کی
آواز آیا کہ بہنے تجھے مخدوم جہانیان نام بخشا پس روضہ مین صدر الدین کے گئے وہان بھی یہی ماجرا گذرا پھر روضہ مین
شیخ رکن الدین کے حاضر ہوے اوسنے بھی ایسا ہی ہوا تب سے یہ لقب آپکا قرار پایا کہتے ہین علاو الحق

بخاری

بنگالی نے وصیت کی تھی کہ نماز جنازہ کی مخدوم جہانیان گذارینگے کوئی سبقت کرنے انتظار کرنا مخدوم
اونکے جواب آیا کہ مخدوم جہانیان یہاں سے مسافت بعید پر ہین خصوصاً اوجہ اور یہی کیسے آئینگے اسی باتین ہوتے
کہ آپ پہونچے اور نماز ادا کی پھر چند بنگالہ مین رہے شیخ نور قطب عالم فرزند علاؤالحق کی تربیت کی
شیخ نے انواع نعمت کا ایثار کیا اس بعد آپ شہر جونپور مین آئے سلطان ابراہیم شرقی نے مع جمیع سردار
اعیان سلطنت کے بیعت کی کئی ہزار آدمی مرید ہوئے پھر گجرات کو تشریف لے گئے سلطان گجرات
مع جمیع اکابر اپنے پیالا آنکا پیا یہ مشہور ہے کہ آپ جس فقیر سے مصافحہ کرتے تھے نعمت سلب کر لیتے تھے
بعضے کہتے ہین پہلی ملاقات مین ایسی آمیزش کرتے تھے کہ وہ درویش بدل متوجہ اور بیقرار ہوکر سب نعمت
اپنی آپ پر تصدق کر دیتا تھا ستر برس آپ زندہ رہے ہین انتقال آنکا دسویں ماہ ذیحجہ سنہ ۸۶۶
آٹھ سو چھیاسی ہین روز چہارشنبہ کہ روز عید قربان کا تھا اور اخر عہد مین سلطان فیروز شاہ بادشاہ
دہلی کے بلدہ اوچہ مین ہوا ہی مزار مبارک آنکا خطہ اوچہ مین ہی اور سب شریف آنکا بارہ واسطے سے
حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی اسطرح سید جلال بخاری المشہور مخدوم جہانیان جہان
گشت بن سید سلطان سید احمد کبیر بن سید جلال بخاری اول بن سید جلال سرخ تا آخر بارہ واسطے تک
شیخ سراج الدین سوختہ قدس سرہ کا بیان + آپ کمال اولیا سے تھے اول خدمتین مخدوم جہانیان کے
رہے تربیت پائے وہ لوگ جو علم ظاہر رکھتے ہین امامت پر شیخ کی انکار کرتے تھے مخدوم نے سنکر فرمایا کہ
شیخ سراج الدین جبتک کعبہ کو آنکھ سے اپنی سنن دیکھتا ہے بتکبیر تحریمہ سنن کہنا نماز سنین پڑھتا
مرآۃ الاسرار مین لکھا ہی کہ جب شیخ بدیع الدین ہر مرسے کالپی کو آئے اور ترقی پائے اسوقت قادر شاہ
بوتون سے سلطان فیروز شاہ دہلی کے حاکم کالپی کا تھا اور مرید شیخ سراج الدین کا ارزو سے

ملاقات کی بدیع الدین پاس آیا خادم کہے کہ اسوقت فرصت نہین آپ فقیر و یاد الٰہی کے ہین جبکہ بعضے
حرکات انکے بخطاب خلاف شرع شریف کے ہتے ارباب غرض نے قالو یا کر عرض کی کہ زندہ شاہ مدار اسوقت ایک جگہ گیسے
ملاقات مین ہین سلطان کو غیرت آئی حکم کیا کہ زندہ شاہ مدار ملک سے میرے نکل جاوین آپنے بدعا کی معا
تن پر قادر شاہ کے چھالے پڑگئے گرمی سے حرقت کی بیطاقت ہوا شیخ سراج الدین پیر سے رجوع کیا پیر نے خرقہ
اپنا اوتار کر اوسکو پہنا دیا تسکین دی یہ خبر مدار صاحب نے سنی فرمایا شیخ سراج الدین کیون نہ جل گیا
فوراً انکے جسم پر آبلے نکل آئے حرقت سے اوسکی جان بحق تسلیم ہوئے اس سبب سے ایک سوختہ
کہتے ہین ۔ شیخ راجو قتال قدس سرہ کا بیان ۔ آپنے خرقہ خلافت کا پدر والا قدر سید محمد کبیر
برادر بزرگ مخدوم جہانیان سید جلال بخاری سے پایا ہی تا ہون نام ایک ہندو ولایت ملتان سے سلطان فیروز شاہ
کے حاکم خطہ اودھ کا تہا بعد اسکے جب آپ کسی تقریب سے دہلی کو آئے وہ مسلمان ہوا آپنے نام اوسکا
عبد اللہ رکہا مدت بعد ایکوقت تکبر سے روبرو آیا شیخ راجو نے نگاہ تیز سے دیکہا پاؤن سے گرا
فریاد کی جلا جلا لوگ شکر مین پانی ڈالے سود مند ہوا ایک ساعت مین ہلاک ہوگیا آپ زمانہ مین
فیروز شاہ کے ہتے عہد مبارک سلطان مبارک شاہ بن مسند عالی خضر خان کے مسند سجادہ پر متمکن رہے
جب آپنے وفات پائی اودھ مین دفن ہوا سید صدر الدین فرزند انکے بھی قصبہ اودھ مین مدفون ہین
وفات انکی شب شنبہ سولہوین جمادی الثانی کی ۲۷ سنہ سات سو ستانیس زمانہ مین مبارک شاہ بن
مسند عالی خضر خان بن ملک سلیمان کے ہی ۔ خواجہ مسعود بک قدس سرہ کا بیان ۔ آپ اکمل اولیاء عصر سے
ہین نام اصل شیر خان اقربا سے سلطان فیروز شاہ کے مدت تک لباس اغنیا مین اہل دول سے
یکبیک جذب حق کا دلمین سمایا ریاضت متین ایک فقیر کامل صاحبدل کے ہوئے جنسے اونکے معتقد

رہے پھر شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین امام مرید ہوئے ملفوظ مین خواجگان چشت کے لکھا ہی کہ آپ
خلفاؤن سے پر طریقت سلطان المشایخ شاہ نظام الدین اولیا کے ہین اکثر حالت سکر مین رہا کرتے
تھے آنسو آپکی آنکھ سے ایسے گرم نکلتے تھے کہ اگر کسیکے ہاتھ پر گر جاتے تھے ہاتھ جل جاتا تھا تصنیفات
آپکے بہت ہین دیوان اشعار کا آپنے بموجب ارشاد خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے لکھا ہی
اقسام اقسام کے کلمات لطیف اسمین مندرج ہین یہ ایک فرد اوسکی ہی ؎ رفت نسود بک
جملہ صفات بشر ؎ چونکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد ؎ جملہ اشعار سے اونکے جو بطریق مناجات ہین
یہ دو بیت آخر کے ہین ؎ مرا آرزوئیست ویرانہ یارب ؎ بحق نبی زود گردان میسر ؎ انا الحق گنان
اگر قصہ ؎ چو منصور بر نفس گردن مظفر ؎ چنانچہ کہا ہی گذرا ایکروز حاضر ہوئی اوسمین راز کو فاش کرنا علما
ظاہر کے متعلق ہو کر آخر سلطنت مین فیروز شاہ کے قلعہ فیروز آباد کے تلے کنارے جمنا ندی کے اعضا کو انکے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے پانی مین ڈالدئے بعد اس واقعہ جانسوز کے ہر چند کہ مرید جمع ہو کر پانی مین جال الاتا ہ ندی کی
حوالی تلاش کی وان تو پتا نہ لگا بعد بہت تردد کے تمام اعضا مبارک بیچ خاص حجرہ نظام الدین اولیا کے
کسلو گڈھی پر جو لب پر جمنا کے واقع ہی ایکجا فراہم سبکے سب ملے ہوئے مجتمع پائے اوسجا مدفون کیا جو تمنا
کہ دلمین تھی ظہور مین آئی مشاہدہ سے شاہد کے شہید ہوئے طلب مین مطلوب کے معلوم ہوئے تفصیل اوسکی یہ ہی
کہ ایکوقت جامع مسجد مین خواجہ مسعود بک اور سید محمد کیسو دراز ہر دو رحمہما اللہ بیٹھے ہوئے تھے جماعت نماز جمعہ
کی تیار ہوئی جو مین امام مسجد نے تکبیر تحریمہ کہی اغوا سے نفس امارہ کے شیطان کے طرف سے یہ خیال خاطر مین
گذرا کہ آج ایسے دو بزرگوار میری اقتدا مین ہین اگر یہ کلمہ خیر میرے حق مین کسی امیر یا بادشاہ سے کہین
تو میری سات بیٹیان ناکتخدا ہین انکی شادی ہو جائیگی مسعود بک نے کشف باطن سے پایا اور

باوازبلند کہا کہ اے امام مسجد یہ وقت عبادت الٰہی کا ہی خیال فاسد تیری خاطر مین گذرا خدا تیرا ستیا ناس کرے
پاؤن کے تلے ہی بعد ادائے نماز جمعہ تمام عام خلایق اس کلمہ کو کلمہ کفر اطلاق کر کے اتفاق سے علماے ظاہر کے مخصر قتل پر
خواجہ مسعود بیگ کے لکھا کہ شہادت اپنی تحریف باطن سے دریافت کر کے ایک مریدگانہ سے اپنے کہ وہ
سید السادات سید حنیف پیدا کیا ہین وصیت کی کہ جب ظاہر کے لوگ ہجوم کر کے قتل کرین اور اعضا جدا کر کے
آب جنبا مین ڈالدین دریا کو ایسا جوش ہوگا اور طغیانی کریگا کہ تمام شہر غرق آب ہوگا خلقت مضطر
ہوکر تمسے رجوع کریگی اور علاج چاہیگی تم اوسوقت بشرطیکہ حاکم یہانکا لڑکی اپنی جو صاحب جمال ہی فلان روشن
خانکشن کو کہ نہایت سال آتش عشق کی کانون باطن مین اوسکے مشتعل ہی عقد ازدواج مین دیوے اور طالب
مطلوب سے ملے اوسوقت یہ جبہ میرا کہ تمین دیتا ہون آب جس مین ڈالدینا سب ٹکڑے اوسمین جمع ہوکر تم
بجائینگے کنارے پر فن کر دینا جوش بیٹھ جائیگا خلایق شہر کی غرق ہونے سے امن پائیگی غرض
بعد وقوع سب مریدانکے متوجہ مسجد کے ہوئے اور ایسا کہا کہ دعوی ہمارا طایفہ ظاہر پرستون سے سنین
ہی کہ یہ فی الحقیقت کور باطن چشم نابینا ہین مگر اونسے جو اہل باطن عارف ہین اور دیدہ دانستہ قتل
ناحق جایز رکھا اونسے کلام ہی اسواسطے کہ اس زمین مین جہانپر امام کہ ترا ہادی مسیح کی اسکے ساتھ لڑکیون
کی شادی کے لئے بس کرتا ہی کہ وہ اور دیکھو غرض جب گدالی لگائی اور سر زمین کا دایکیا ستار
تنگ رزغید کے اوس دفینہ مین تھے پس فیما بین سید حنیف اور سید محمد گیسو دراز کے کہ ہر دو
صاحبدل تھے چند کلمات خلاف ظاہری پر نزاع وقوع مین آئی سید حنیف بولے اولاد آپکی
دنیادار ہوگی اور سید محمد نے فرمائے کہ اولاد ہماری نزدیک ہمارے مزار کے رہیگی چنانچہ تا بحال ہر دو
بزرگوار سے اثر سخن ہر ایک کا دوسرے پر ظاہر ہی اے ریلدۂ بیدر مین یہ ضابطہ تقریر ہی کہ جو مردم

اولاد مین سید محمد گیسو دراز حسینی کے ہین روضہ مین سید السادات کے ہین جاتے ہین اندیشہ اپنی تقلید کا ہی
اور عوام الناس کی یہ رسم ہی جس روز کہ سید السادات کی زیارت کرتے ہین اُس دن واسطے زیارت روضہ
منورہ من اللہ حسینی بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز کے ہنین جاتے ہین مگر دوسرے روز اور قبر خواجہ
سعود بک کی انکے بیرون مقبرہ مین قریب مقام خواجہ بختیار کاکی کے ہی ۞ مخدوم شیخ اخی راجگیری قدس
سرہ کا بیان ۞ نام اصلی آپکا حمید ہی جب آپ شرف ملازمت وارادت سے مخدوم جہانیان
کے مشرف ہوے وہ حضرت کمال لطف سے آپکو اخی فرماتے تھے اس لئے اس لقب سے مشہور
ہوے آپ قوم افغان سے ہین وطن اصلی موضع ایرا بوہین اعمال ہرگنہ دریا بار سرکار آوده سے
واضح ہو کہ جب آپ مرتبہ کمال کو پہونچے الہام غیب سے صاحب ولایت قنوج مین ہوے اور وہان خلقت نے
ارد ہام کیا اس سے متنفر ہوے مزاج نے سکونت قنوج کی نچاہی تب راجگیر مین کنارے پر دریاے
گنگ کے ایک گوشہ ویران بتاجارہے اُسجا ہی شہرت انکی بہت ہوئی خواہ جہان کو نظر
قبول سے جناب کی سلطنت جونپور پر ترقی ہوئی شاہ نظام شیرشاہ کو شیخ اخی کے ہتے ذوق سماع کا
قدس سرہ کو بہت تھا یہانتک کہ ایکوقت موسم مین ہولی کے کہ یہان مثل نوروز ولایت کے ہی استماع
سماع رقص سے حالت وجد مین مستغرق ہو کر تین روز تک ان لوگون مین وجد کرتے رہے اسپر شور و
غوغا ہوا تمام خلق شہر قنوج کی جمع ہوئی آپکے اختیار جامہ چاک ہمراہ انکے ہوئے جمعیت غازیادہ ہوا
قاضی مفتی مشایخ نے فتوی تعذیر کا لکھا مخصر قتل مواہیر سے تیار ہوا مگر سید منجھے صاحب کی مہر
نکلنے پر کہ وے سر حلقہ اکابر علما تھے ایسا فرمایا کہ ہم گرفتار النفس کو کیا مجال جو مزاحم احوال دوستان
حق کے ہون وہ کاغذ سید محمد کی سرکار رہا تمام مدعی طرح طرح کی ملامین گرفتار ہوے پس

صاحب کتاب ترقی کرتا ہی اب لکھتا ہی کہ اولاد عمدین کی اجنگ اون بلیات سے بچا ہنین پاہی کتب مین
مذکور ہی کہ رحلت شیخ باجی کی روز شنبہ دہمین تاریخ شوال کی گہر مین ایک بڈہیا کے واقع ہوئی پیزان رونے لگی اور
توجہ کرنے کہ افسوس یہ مرد عارف مکمل کے روز بخشی دن وفات کی مخدوم نے کفن سے سر نکالا اور کہا کہ ای
بڈہیا اجکا روز اگر نزدیک تیرے منحوس ہی تو ہم کل مرینگے پس چہارشنبہ لگا رہوین کہ آپ در پردہ ہوے
سن وفات نظر مین نہین آیا لیکن آخر سلطنت مین سلطان ابراہیم شرقی کے حیات تہے چونکہ
آپ لاولد تہے خواہرزادہ شیخ نورالدین ولد قیام الدین ساکن موضع ایراموہن کو فرزند کی جگہ
تربیت کی تہی جانشین ہوے پر اونہین اولاد بہت ہوئی و شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کا بیان ۲
شیخ سلیم بن بہاوالدین اولاد سے شیخ فرید شکرگنج موضع سیکری مین تہے اکبر بادشاہ جب اواخر
عمر مین اپکا معتقد ہوا آپ فرمایا اس موضع کو آباد کرو بادشاہ نے آباد کرکے نام اوسکا فتحپور رکہا
وفات اپکی سنہ ۹۷۹ نوسو نوہتر مین ہوا در مدفن موضع فتحپور سیکری مین حضرت بندگی شاہ نظام قدس
سرہ کا بیان ۲ آپ مرید سید نور حضرت راجے کے ہین خرقہ خلافت کا بابہ سے بندگی شیخ مخدوم
جونپوری کے پہنا آپ قطب وقت تہے خرق عادات اجنابکے اظہر من الشمس ہین آپ فرزند شیخ عثمان کے ہین
ولادت اپکی سنہ ۹۰۰ نوسو مین کہ وہ زمانہ سلطان سکندر لودہی کا تہا قصبہ مین اہتی دونکر کے ظہور مین آئی ۲
اکیاسی برس آپ قید حیات رہے ہین کمالات مین جناب کے لکھتا ہی کہ بہت ہین اور وفات ۹۸۱ نوسو اکیاسی کے
سلطنت مین جلال الدین اکبر بادشاہ کے ہوئی ہی مادہ تاریخ کہ او ماوت پیوست اور دوسرا شیخ جہانی
۹۸۱ ۹۷۹
مگر عدد اول کے نوسو تریاسی ہین اور دوسرے کے نوسی واللہ اعلم ۲ شیخ معروف جونپوری قدس
سرہ کا بیان ۲ آپ مشاہیر مشایخ سے ہین اور مرید مولانا امیدداد شیخ کے جہ مجاہدات و ریاضات

او صاحب ذوق و حالات مریدون سے اونکے دو صاحبزادے ہوے ہین ایک شیخ احمد جن جونپور مین کہ بڑے عالم اور زاہد کامل متورع تھے اور دوسرے شیخ بندگی شاہ نظام اسیتھنی بھی مرید اپنے جناب کے تھے

سید مجلے صاحب قدس سرہ اور اونکی اولاد کا بیان ۔ چونکہ سعی اُن جناب کی بحضر قتل شیخ اخی کا موقوف رہا تھا جیسا کہ گذرا اور سوم شیخ اخی نے حق مین اپنے اور اپنے فرزندون کے دعا کی ہے کہ دیگدان مجلے صاحب کا تا قیام قیامت کرم رہے ہمیشہ صحبت مین سلاطین کے معزز اور مکرم رہے سلطان سکندر لودہی اور سلطان ابراہیم لودہی دست راست اپنے بٹھلایا کرتے تھے بعد وفات آپکے فرزند سید عبد الغفار بھی اکابرون سے عالیشان ہوے ادائی ہزار روپیہ واسطے مدد معاش آپکے مقرر تھے بلدۂ قنوج تشریف لاکر قصبہ بہانے مین آپنے باشندگی اختیار کی پیر سید صدر جہانپرہ پیر صدر الدین نے بعد عم کے رشد عالی پیدا کیا کمالات آپکے بھی مشہور ہین آپ عہد مین جہانگیر بادشاہ کے صاحب نوبت صدر الصدور تمام ملک کے تھے مرقد شریف جناب کی قصبہ بہانمین ہے وفات آپکی سنہ ۱۰۳۱ ایکہزار اکتیس کے ہے بہترین فرزندون سے آپکے سید نظام کمال جوہر شجاعت و سخاوت سے موصوف ہوے عہد بادشاہ جہان نے نوبت اور خطاب مرتضی خان دیا تھا پیر سید صدر الدین اولاد سے سید کمال ترمذی کے ہین کہ وے حادثہ مین ہلاکو خان کے ترمذ سے دہلی کو آئے ہے علاء الدین نبیرے سید کمال کو بہت اعزاز و اکرام سے رکھا پھر قصبہ کٹیل مین وطن اختیار کیا اولاد سے انکی پیر صدر الدین وارد قنوج ہوے ہین ۔ شیخ ضیاء الدین نخشبی قدس سرہ کا بیان ۔ بزرگ نکے نخشب سے وارد ہند ہوکر بدایون مین رہے شیخ حامد مان پیدا ہوے جب سن تمیز کو پہونچے علم و فضل مین مہارت عظیم بہم پہونچائی خدمتین شیخ فرید کی جو پوتے اور سجادہ نشین قاضی حمید الدین ناگوری کے تھے سررشتہ ارادت حاصل کیا تصنیفات آپکے بہت ہین

جیسا کہ مسلک سلوک اور طوطی نامہ یہ کتاب مشہور ہے راقم نے دیکھی ہے سنہ ۷۵۸ سات سو اکاون مین وفات
پائی بداؤن قریب روضہ شیخ بدرالدین صاحب ولایت کے مدفون ہوے یہ قطعہ اُن سے ہے قطعہ
نخشبی خیز بازمانہ بساز ۔ ورنہ خود رانش نہ ساختن است ۔ عاقلان زمان چنین گویند ۔ عاقلی باز مانہ
ساختن است ۔ شیخ شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ کا بیان ۔ آپ مرید اور خلیفہ شیخ نجیب الدین سہروردی کے
ہین واضح ہو کہ قصبہ منیر مین ایک بزرگ تھے یحیی نام باپ شیخ شرف الدین ہوا کے واسطے ملاقات انکے جایا کرتے
تھے وہ انکی تعظیم کیا کرتے تھے ایکدن یہ بوجہ طفلی جو گئے وے بزرگ نے تعظیم نکی اور فرمایا کہ مین جسکی تعظیم
کرتا ہون وہ اب شکم مادر مین ہے یہ کہکر والدہ شیخ کی یہ عضو انکو دود ہ دیتے تھے جب بزرگ ہوے
صاحب کشف و کرامت ہوے اور جب انکو ہوش آیا تو انکی ماں سے کہا بجاے میرے انہین پرورش کیجئے اور آپ
رخصت ہو کر دہلی مین آئے ملازمت مین شیخ نظام الدین کے پہونچے اور ایک ساعت مین پانے
رخصت کے پایا اور قصبہ پانی پت مین آکر شرف سے شاہ شرف بوعلی قلندر کے ممتاز ہوے حوارق
انکے بہت ہین وفات روز پنجشنبہ چھٹی شوال کی سنہ ۷۲۵ سات سو پچیس زمانہ مین فیروز شاہ کے قبر شریف
جناب کی دہلی مین ہے ۔ شمس الدین پانی پتی قدس سرہ کا بیان ۔ وے جناب مرید اور خلیفہ شیخ
علاء الدین صابر کے تھے غایت تجرد سے لباس قلندرانہ جو مہی پہنے رہتے تھے سلسلہ نسب انکا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچتا ہے مدت تک دیار ترکستان مین رہے کسب علوم کیا جب کشف اوسمین
نہ پایا دیار ہند مین آئے پس قصبہ کلیر کہ مین خدمتمین شیخ علاء الدین صابر کے پہونچے بمجرد مشاہدہ
جمال کے قدم پر رکھا شرف بیعت سے مشرف ہوے شیخ نے آخر عمر مین خرقہ خلافت کا اور نعمت باطن جو
شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ سے پائے تھے شمس الدین کو بخشا اور ایسا کہا خدا کا چاہا ایسا ہی کہ تم

پانی پتی

پانی پت مین آرام پکڑو عرض کی وہان بوعلی قلندر ہین فرمایا تم جب جاؤگے وہ وہان سے رخصت ہونگے وہ موضع بود کہڑ
کو چلے جائینگے اونکی عمر تمام ہو چکی ہے ایسا ہی ہوا شہرت عظیم پائی صاحب ولایت ہوئے نوین شعبان کو
وفات کی قران جنابی کی قصبہ پانی پت مین جاری و اطلاق کی ہے سن وفات نا معلوم لیکن ہمعصر سراج دہلوی
کے عہد مین سلطان فیروز شاہ کے ہین ✤ شیخ جلال الحق پانی پتی قدس سرہ کا بیان ✤ وہ حضرت
مرید اور خلیفہ اور جانشین شیخ شمس الدین ترک کے ہے نسب شیخ صاحب کا چند واسطے سے امیر المومنین
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے ایک روز عین جوانی مین لباس فاخرہ پہنے ہوئے عطر
لگائے ہوئے عراقی گھوڑے پر سوار راہ مین چلے جاتے تھے یکایک نگاہ شیخ شمس الدین کی اوپر
پڑی کشف باطن سے کہینچا گھوڑے سے نیچے آئیے قدمبوسی کرے اسباب و املاک جو تھا تارا ج
مریدین کیا نعمت سے سرفراز ہوئے بعد مدت کمال ایسا پیدا کیا کہ شیخ احمد عبد الحق مرید شیخ کے ہوئے
تیرہوین تاریخ ربیع الاول کی عہد مین سلطان محمود بن فیروز شاہ کے وفات پاکر قصبہ پانی پت مین مدفون
ہوئے ✤ شاہ شرف الدین بوعلی قلندر قدس سرہ کا بیان ✤ آپ قلندر مشرب تھے کہ روحانیت سے
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی تربیت پائے شان رفیع حاصل کی مشہور آفاق ہوئے مستانہ وش
ہمیشہ عربی لنگی یاد عدد کے رہتے تھے فیروز شاہ بہت معتقد انکا تھا نقل ہے کہ جب ایک خواجہ سرا
حاکم پانی پت کا ہوا خلق نے جور و ستم سے اوسکے استغاثہ حضرت پاس لایا آپنے سلطان فیروز شاہ کو
نامہ لکھا اس مضمون کا شنیدہ دہلی را اعلام آنکہ ظالمی پیش برید و بس دریدہ بخلق خدا ایذا امید
اگر بجا آوری دیگرے فرستے بہتر دالا بجائے تو دیگر میرسد سلطان فیروز شاہ بمجرد مطالعہ کے خواجہ سرا
مذکور کو معزول فرمایا اور حضرت سے عذر خواہی آپ اکثر یہ شعر فرماتے تھے ؎ کرشمہ دست دید

وصل ہوا ازغایت شوق چند تا قیامت نشود صبح دمیدن مبادا ۔ آب صاحب ولایت اس دیار کے تھے ظاہر ایک لڑکے
پر حلوا فروش کے عاشق تھے جب شمس الدین وہاں آئے اور ایک دیوار کے سایہ تلے بیٹھے آپ نے کشف باطن سے پایا
اس وقت حجرے کے باہر آئے حلوا فروش کا لڑکا مزاحم ہوا آپ فرمانے لگے یہاں رہ نہیں سکتا ولایت یہاں کی حوالے
دوست کئے ہوئی حلوا فروش کے لڑکے نے کہا وہ کون ہے کرامت اپنی مجھے دکھلاو اور تم جہاں جاتے ہو میں بھی
تمہارے ساتھ چلتا ہوں آپ نے فرمایا وہ دیکھ ایک شخص جھڑا اوڑھے ہوئے فلانی جائے پر بیٹھے ہیں اور شیر بیٹھے
انکے ہیں جب پیر حلوا فروش نے یہ حالت دیکھی ہمراہ شیخ کے ہوا آپ وہ کہیڑ میں آرہے اور وہیں انتقال فرمایا
بعد
حضرت شیخ احمد کھٹو گجراتی قدس سرہ کا بیان ۔ آپ مرید اور خلیفہ اور جانشین بابا اسحاق سبزواری کے
وفات مرشد کے بہت چلے گئے رہا وطن کا پہنچے بعد چند روز کے قصبہ کھنبوت سے دہلی کو آئے پھر دہلی سے نکلکر بارہ برس
سیاحی کی جو مزین الشریفین زادہما اللہ شرفا و قدرا گئے آستانہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور نوازش تمام پائی وہاں سے پھر کر پھر دہلی آئے سنہ آٹھ سو ایک ہجری میں امیر تیمور دہلی میں جب سلطان
محمود پر غالب آیا ملاقات کو شیخ کی آیا اور اعتقاد تمام پیدا کیا وقت مراجعت سمرقند اپنے خواص کو لیگیا
شیخ احمد مناجن سے اس نواح کے ملاقات کئے بعد چند سال کے ولایت گجرات کو پھر گئے جہاں محمود
بادشاہ آگے سے اعتقاد تمام رکھتا تھا ورود مسعود کو اپنے غنیمت جانا حاضر خدمت ہوا جب دریا آئے تو
بلدہ ترداد میں کہ اسکو پٹن گجرات کہتے ہیں اختیار کیا اور جب سلطان احمد تخت پر گجرات کے جلوس کیا مرید شیخ احمد کا
ہوا کمال شہرت پائی خوارق عادات بہت ظہور میں آئے سلطان احمد فرمان آپکے کنارے آب سابرمتی کے
سنہ ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ ہجری شہر آباد کر کے احمد آباد گجرات نام رکھا جب عمر آپکی سو سے گذری سنہ ۸۳۳
تین سو تینتیس ہجری رحلت سے ملاقی ہوئے مرقد آپکی قصبہ سرکھیج میں متصل احمد آباد گجرات کے ہے مخدوم اولیا

تاریخ تولد بلفظ قطب مدت عمر مخدوم قطب اولیا تاریخ وفات مگر عدد برابر ہیں صحیح وہی ہے کہ وفات انکی روز شنبہ
چودھویں ماہ ذیحجہ ۹۱۹ھ سنہ اٹھ سو اٹھارہ میں ہی ✤ مخدوم شیخ کبیر قدس سرہ کا بیان ✤ آپ اولاد میں قاضی حمید الدین
ناگوری کے ہیں سر رشتہ ارادت آبا و اجداد سے ہی سوز عشق اور ذوق سماع کا بہت تھا ایک روایت ہے
کہ مرید مخدوم جہانیاں کے ہیں بعد وفات انکے مرشد کے متعدد شیخ عوارف کے راجو قتال سے پڑھے خوب
کشف کمالات کیا مجموعہ علوم ظاہر و باطن کے ہوئے بسبب تفرقہ اندازی کفار ناکور کے وہاں سے نکل کر
ولایت گجرات کو تشریف لائے وہاں ساکن ہوئے مسجد میں بیٹھ کر بچے پڑھایا کرتے تھے ملک بختیار کہ اعظم
امرا سے سلطان پٹکڑہ کے تھا آپ پر اعتقاد لایا مرید ہوا اور سب آپنی معیشت کا سلطان کو
سونپکر یاد خدا میں مشغول ہوا درجہ تکمیل کو پہونچا مزار شیخ کبیر اور ملک محمد بختیار کی احمد آباد گجرات میں
زیارتگاہ خلائق کی ہے ✤ شاہ قطب عالم گجراتی قدس سرہ کا بیان ✤ آپ مرید اور خلیفہ پدر بزرگوار
سید بدر الدین محمود بن مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری کے ہیں بموجب ارشاد باطن کے وطن اصلی سے
کہ شہر اوچ ہے زمانہ میں سلطان احمد بن تاتار خان سلطان مظفر کے ولایت گجرات میں آئے چونکہ مرم
وہاں کے مشائخ سید جلال بخاری کے قدوم کو آپکے غنیمت کبریٰ جانا حاضر ہوئے سلطان
بھی کمال اعتقاد سے شرف ملازمت حاصل کیا شیخ احمد کنہٹو بھی اُن روزون بقید حیات تھے
درمیان ہر دو بزرگوار کے صحبت محترمانہ بغایت رہے ولادت قطب عالم کی چوتھی ماہ ذیحجہ سنہ ۷۹۰
سات سو نوے ہجری عمر شریف ستیاسی برس چار مہینے وفات گرامی روز یکشنبہ ماہ ذیحجہ سنہ ۸۷۴ آٹھ
سو چہتر میں کتابین ایسا ہی لکھا ہی سنین معلوم کہ عمر ساٹھ کی تھی یا وفات سنہ ۸۷۴ آٹھ سو ستہتر میں
مدفن احمد آباد ✤ شاہ عالم محبوب عالم قدس سرہ کا بیان ✤ آپ فرزند دلبند قطب عالم صاحب

موصوف کے ہین آپکو میان منجھلے کہتے تھے نام شاہ عالم لقب محبوب عالم الحق کہ آپ محبوب دلون کے ہتے بعد
وفات پدر والاقدر قطب عالم کے سید برہان الدین مسند ہدایت پر متمکن ہوے شاہ عالم صاحب نے
شیخ احمد کہنٹو سے بھی نعمت پائی ہی خوارق عادات آپکے بہت ہین چنانچہ تا حال مسافر لوگ جہان گرد
آدمی نیاز اُن حضرت کی قبول کرکے سوار بدرقہ کے ہمراہ لیتے ہین خدا کے فضل سے جو رستہ مخوف ہے
امن وامان کے گذر جاتے ہین یہ سررشتہ آپکی کرامت کا حال تک جاری ہی تولد شاہ عالم کا نوین ذی قعدہ
اٹھہ سو ستراہی کہین ہی عمر ساٹھ سال سات مہینے نو دن سال وصال ۱۲ صبح روز شنبہ بیسوین جمادی الثانی
سنہ ۱۱۸۰ اٹھہ سو اسی حروف شمع عشق کے تاریخ وفات کی ہی مرقد پاک مطاف باشندگان احمد آباد گجرات کا ہی

سید علیم الدین قدس سرہ کا بیان ✦ ایکو سید علیم الدین بدادنی کہتے ہین تمام سادات پرگنہ بدادن کی اولاد
انکی ہین اسلئے غنیا مین کسیکو کبھی اہل تصوف کا کرتے ہتے کامل مرید دن سے سید جلال بخاری کے ہین مخدوم
شیخ اخی راجگیری سے مصاحبت تھی اصل سادات ترمذی ہین جو اشارہ مخدوم جی جنیدی کے
جونپور مین نوکر سلطان ابراہیم کے ہوے سلطان بہت اعزاز واکرام کرتا تھا آپ شجاعت وسخاوت مین
ممتاز ہتے سلطان نے اول تعاقب بدادن کے جو اعمال سے پرگنہ سرہی ہی نامزد کیا مین بعد سنہ مذکور مین
باون ہزار بیگہ زمین بطریق انعام سوے جاگیر کے ارزانی کی مرقد آپکی قصبہ بدادن مین زیارتگاہ خلایق کی
اور قصبہ مذکور اولاد سے آپکی مامور ✦ شاہ کرک مجذوب رحمۃ اللہ کا بیان ✦ شاہ کرک مجذوب سے
وقت سے مین مرید شیخ اسمعیل قریشی سہروردی کے شاہ کرک بموجب اجازت مرشد کے قصبہ گرہ مین
رہتے تھے غلبہ حال سے طریقہ ملامت کا اختیار کیا ہمیشہ دیکھنے کو نظر خلایق مین شراب پیتے تھے
مگر بے اختیار اون سے خوارق عادات ظاہر ہوتے ہتے آدمی ہر طرف سے منہ رجوع کا اُنکے طرف

لائے

لائے تھے اور وہ متشرع تھے کبھو کبھو اشعار مستانہ کہتے تھے یہ بیت غزل سے انکی ہی ؎ اندر طلب دوست
چو مردانہ شدم ؎ اول قدم آن بود کہ بیگانہ شدم ؎ ملک علاء الدین کہ داماد اور برادر زادہ سلطان
جلال الدین خلجی کا ہی اس زمانہ میں حکومت کڑہ کی رکھتا ہا رعا سے انکی سلطنت ہند کو ہو بخاطر قدم مبارک حضرت
کڑہ میں واقع ہی اور آپ معاصر سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا کے ہیں ؎ عبدالرحمن چشتی دہلوی قدس سرہ
کا بیان ؎ آپ فرزند دوم شیخ داؤد کے ہیں اور عرف انکا مولانا عود آپ خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ
دہلوی کے ہیں لقب نامہ انکا حضرت عباس ابن علی کرم اللہ وجہہ کو ہو بخاطر ہی علم ظاہر میں مصنف وقت
ہیں عدد تصانیف سے انکے ایک مراۃ الاسرار ہی کہ وہ جامع جمیع تذکرہ اولیاء اللہ ہی تولد جناب کا
روز تاریخ ربیع الثانی کی سنہ ہزار پانچ ہجری پنج زمانہ سلطنت اکبر شاہ بادشاہ کے موضع رسولپور
عرف دہنی میں اعمال برگنہ لکھنؤ سے واقع ہوا ہی آپ فرماتے ہیں میں نے اول چند سال احکام اردو نہی شرح
شرف کے سیکھے پھر چند ہمراہ قبلہ کے طریقہ پر سپہ گری کے کرچب بانہی کچھ عیش دنیا کا کیا اس پر سکی عمر
ہی کہ عشق بحار میں گرفتار ہوا اس زمانہ میں قوی ہوئی چار پانچ برس لباس اغنیا میں ریاضات و
مجاہدات کئے حتی کہ باطنین اسقامت صحیحہ اہل صفا کی پائی چند عشق حقیقی کا غالب ہوا مدت
برس چہ بادہ صحابت میں خواجگان چشت کے سیر و سلوک کیا یہ ذکر سنہ ۱۰۳۵ ایکہزار پینتیس کا وقت میں شاہ
جہان بادشاہ کے ہی شیخ جلال قدس سرہ کا بیان ؎ خلفاء شیخ عبد القدوس گنگوہی چشتی جناب تصانیف
حقانی کے ہیں وجلت انکی سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر نو میں ہی عمر شریف اسی برس سال مزار مبارک ہانسیسر میں ہی
؎ شیخ وجہ الدین قدس سرہ کا بیان ؎ آپ علوی سادات ہیں متوطن گجرات مرید شیخ محمد غوث گوالیاری
کے صاحب تصانیف صاحب حاشیہ بیضاوی جو تفسیر قرآن مجید کی ہی اور حواشی توضیح جو علم

اصول مین اور شرح مواقف و شرح مختصر راجہ تصنیف قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی اور حاشیہ عبد شرح جہل
اور ایک رسالہ حقیقت محمدیہ مین اور شرح جام جہان نما اور شرح کلیہ مخازن تصنیفات سے اپکی ہین وفات جناب کی
سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھیانوے مین واقع ہوئی ہے اور مرقد احمد آباد گجرات مین شیخ نظام نارنولی فاروقی چشتی
قدس سرہ کا بیان ۔ آپ مرید شیخ فاروق چشتی کو الیاری کے ہین سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے مین وفات
نارنول مدفن ۔ شیخ عبد اللہ نیازی سہروردی قدس سرہ کا بیان ۔ آپ اول مہدوی مذہب تھے جب
مکہ کو پہونچے دین کی سند لی اپنے عقیدہ سے پھر کر کامل ہوئے تصانیف آپکے بہت ہین جیسا کہ ترجمہ
البنی و مرآۃ الصفا اور شرح اقدیم وفات بریلی ہزار سنہ ۱۰۰۰ ۔ شیخ عبد الحق فاروقی کابلی سنہ ۹۹۳ قدس سرہ کا بیان
آپ ولد شیخ عبد القدوس گنگوہی کے ہین بادشاہ کہنیلی میر قوام الدین جونپوری سے صحبت رہی وفات سنہ ۱۰۰۱
ایکہزار ایک ہجری عمر ستاسی سال ۔ محمد باقی کابلی دہلوی نقشبندی قدس سرہ کا بیان ۔ آپ
مرید مولانا خواجگی ایکیکے ہین اور پسر ہین شیخ احمد فاروقی کے صاحب مکتوبات شارح ربا عیات
متنوعات سال ارتحال ایکہزار بارہ ہجری ۔ شیخ عبد اللہ یمنی قدس سرہ کا بیان ۔ آپ اکابر واصلین
حضرت غوث الاعظم کو پہونچا ہی پندرہ برس کی عمر مین طلب حق خدا کی بغداد سے ہند کو آئے صحبت
مین اکثر مشایخون کی رہ کر کمال علم صورۃ و معنی جامع کیا موضع بہنہ مین کہ نواح نے دہلی کے ہے
اقامت کی جماعت کثیر مرید ایکی ہوئی روز جمعہ یوم ربیع الاول سنہ ۱۰۳۱ ایکہزار تیس مین رحلت فرمائی
موضع مذکور مین دفن ہوئے صوفی سرمد علیہ الرحمہ کا بیان ۔ آپ اوایل مین یہودی تھے تورات اور
انجیل یہ دو کتابین لوگ زبانی یاد تھین جب شرف اسلام کا پایا اکثر علوم مین توغل کر کے جامع فنون
عربیہ کے ہوئے اور جب ولایت سے ہندوستان مین وارد ہوئے شہر ٹھٹہ مین سکونت اختیار کی

دمان عشق ایک ہندو پسر کا ہوا کہ ہندی محاورہ مین اس گروہ والون کو بابا کہتے تھے لباس فقیرانہ کا شعار اپنا کیا
نام اس کا رکھا ایک مصرعہ سے بدیہہ راقم کو اولی چند یاد پڑتا ہی کسنے پوچھا ع خدایت کیت ای سرمد دین
دیر ۔ جواب مین کہا ع نمیدانم او دیر چندست یا غیر ۔ پھر جب مشہور ساحۃ الحاد و زندقہ کے ہوے آغاز جلوس
مین عالمگیر کے ۱۰۸۹ھ ایکہزار اسیانوے ہجری مین فتوی شرع شریف کے قتل ہوے کہتے ہین ارباب شرع نے
سوال کیا کہ کلمہ طیب کہو ست تو ہتے یہ بولے کلمہ مین شیطان کو نہی ہی چونکہ نام قاضی عصر کا قاضی
محمد ہا فتوی قتل کا لکہا پس جسکے گلا کاٹا گیا دم سر لا الہ الا اللہ کہتا تھا اور تن سے صدا
محمد رسول اللہ کی آتی تہی چونکہ شاعر خوش فکر تہے اکثر رباعیات مشہور ہین ۔ ۔ ۔ یہ کہا ہے
جد آکر دا تم شوخی کہ ما مارا بود ۔ قصہ کوتہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود ۔ ایضاً ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
ندہند ۔ سوز دل پروانہ کس نہ دہند ۔ عمری باید کہ یار آید بکنار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ساتھ یکرنگ ہوے اور اس حوض مذکور مدفون آپ معاصر خواجہ بزرگ ہین شیخ بدرالدین علیہ الرحمہ کا بیان

آپ مرید اور خلیفہ خواجہ عثمان ہارونی کے تھے قصبہ دلہون تہ خاک آسودہ ہین سید معین قدس سرہ کا بیان

آپ بھی مرید خواجہ عثمان ہارونی کے ہیے خوانگاہ انکا قصبہ بانہ ہی شیخ حاجی حبشیہ قدس سرہ کا بیان

مرید شاہ قارون کے ہین اور وہ مرید عبداللہ سنطار کے سفر ہبت کیا ہی عصا ہاتہہ مین مصلے کندہے پر

گشت کرتے تہے آپ ہبت ضعیف البنیا تہے اور جب ہجوم خلایق کا شیخ پاس ہبت ہوا اور اکثر لوگ

ہاتہہ بیعت کا طلب کرتے تہے چونکہ شیخ ابوالفتح فرزند شیخ قارون کے تہے نزدیک انکے گیے اور ان سے

خلافت لی تا آرزو کی خاطر پیر کے فرزند کی ہو اور طریق ہدایت کا جاری کیا شیخ محمد غوث گوالیاری

قدس سرہ کا بیان آپ مرید حاجی حبشیہ کے ہین سالہا قلعہ کالنجر مین ریاضت کرکے دعوت اسماء الٰہی

ہبت کرتے رہے آخر کار برکت سے ان اسماء کے حظ وافر و قسط کامل متاع دنیا سے پایا شہرہ انکے جاہ

حشمت کی نصیب آپ کے ہوئی شیر خان معتقد تہا ہمایون بادشاہ بہی ہبت ارادت رکہتا تھا

لکہا ہی کہ آپ مشایخ عظیم القدر مین علوم ظاہری اور باطنی مین یکتا وقت سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری کو ان

علم ہدایت کا بلند کیا تا شیر خان کی کہ مرید انکی ہی چونکہ استدعا حقین بیٹے کے چاہی برکت

انکی دعا کی ہمایون بادشاہ پر غالب آیا شیر خان کا شیر شاہ ہوا اور آخر عہد مین کسی بہت سے ہمایون

آگے اور شیر شاہ کے رنجیدگی ہم آئی آپ جلا وطن ہو کر گجرات کے طرف روانہ ہوے لکہا ہی کہ مشہور ہی

کہ شاہ راہ فوج شاہی متوض ہوئی جیسا پاہ قریب رحمت کے ہو نچی آپ تنگ ہو کر فرمایا افسوس

کہ ہم نے سر ان کردہ تعرض پردہ کے جہاد سے رد ہے ہو گئے اور آگے چل نکلے مگر احوال کتب

معتبرہ سے سند کو نہین ہو نچا بعد حضرت اکبر شاہ مستولی ہوا پھر گجرات سے گوالیار کو آئے بادشاہ

سنہ ۹۴۵ نو سو پینتالیس مین مرید شیخ کا ہوا رحلت جناب کی سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر اور بقولے سنہ ۹۷۰ مین ہوئی
مزار انور انکے ہی ایک عالم متقدم تھا خصوص قبر انکی قوال فرض سے انکے عام ہر سال عرس نغمہ پردازی مین کیا کرتے
عطر اور سہی وغیرہ سے مقبرہ اکبر شاہ کا ہوا ہی ✤ بیان شیخ بہرہی قدس سرہ کا بیان ✤ آپ
ایک بلند پایہ کے عالم متقدمین سے شطار کے ہین آپ سے دو صاحب کمال خرقہ خلافت کا پائے ہین ایک
میر سید علی قوام لکھا ہی کہ کمالات انکے اظہر من الشمس ہین بہت سے لوگ ان سے ارشاد پائے اور وے
شیخ موضع جونپور کے سرائے ایمن آسودہ ہین اور دوسرے شیخ ابو الفتح سرمست بن قاضی بدر صاحب
سجادہ بدر الاولیا کے نے حال انکا کہا قوی بتایا ہر شیخ ابو الفتح سے دو خلیفے صاحب تصرف ہوئے ایک شیخ بہلول
دوسرے محمد غوث گوالیاری کہ ہم مرید اور ہم برادر حقیقی شیخ ابو الفتح کے ہین پھر محمد غوث گوالیاری کے اور
دوسرے آپ سوا کئی اپنے مرید شیخ حمشید کے ہوئے اور شیخ حمید خلیفہ شاہ فارن کے ہین مگر خلافت شیخ ابو الفتح
کو الصدر جانا سجادہ اپنے قبلہ گاہ کے تھے اوسے لی تھی پھر یکجا کر وہ جنازہ مین قدم تو کل اور تجرد
کا قایم کر کے تیرہ سال شاہ تک یعنی شیخ ابو الفتح اور شیخ بہلول ہر دو بزرگوار بالاتفاق
ریاضات مجاہدات شاقہ کیے ہین کہ فتح باب ہوا مجاہدہ مشاہدہ سے ملا اسقدر تصرفات اور خرق
عادات ظہور مین آئے کہ ہمایون بادشاہ اعتقاد لایا اور مرید شیخ بہلول کا ہوا اور جب تک آپ حیات رہے
کچھ خلل سلطنت مین ہمایون کے نہ آیا لکھا ہی کہ جب مرزا ہندال بھائی ہمایون کا باغی ہو گیا بادشاہ نے
شیخ بہلول کو واسطے نصیحت کے بھیجا مرزا آمد کرنے اغوا سے بعض کے شیخ کو شہید کیا وہی رخنہ پڑا
زخم سے شہید تاریخ شہادت کی ہوئی ✤ میر سید محمود علیہ الرحمہ کا بیان ✤ آپ مرید اور خلیفے
شیخ محمد غوث گوالیاری کے ہین جامع علوم ظاہر و باطن تھے سنہ ۹۸۰ نو سو اسی مین وفات پائی ہے

شیخ عبد الغفور قدس سرہ کا بیان ۔ آپ مرید اور خلیفہ سید محمود محقق کے ہیں کمال مرد مرتاض ساٹھ
برسکی مدت تک ریاضت کی حتی کہ مجاہدہ انکا مشاہدہ سے بدل ہوا ۱۰۳۳ ایک ہزار تینتیس میں وفات پائی ۔ شیخ علی سہروردی
قدس سرہ کا بیان ۔ آپ وہی میاں شاہ خیل ہیں بزرگ صاحب حال قصبہ کہلوپر گنہ ملتان سے چالیس کوس
ہی وہان سکونت رکھتے تھے خانوادہ میں سہروردی کے سلسلہ انکا عظیم ہی اہل نواحی اطراف تمام مرید اور
معتقد انکے وہ جناب صاحب حالت مستجاب الدعوات اپنے وقت کے تھے اندک توجہ میں خلائق کو فیض تام
پہونچاتا تھا فرزند انکے قایم مقام ہیں ۔ شیخ محسن قدس سرہ کا بیان ۔ آپ غوث زمانہ کے تھے نسل سے لودہی
پٹھانوں کے ایکزور کا ذکر ہی کہ ہوا زور سے گھوم رہی ہی آپ اتفاقاً اوسکی گرد میں آگئے چونکہ چکی کو
محسن کہتے ہیں کہ فارسی اوسکی آسیا ہی اوسیدن سے نام انکا محسن ہوا بڑے شیخ عظیم الشان حالت
جذب میں جو کہتے تھے ہوتا تھا خوارق آپسے بہت ظہور میں آئے ۔ ملتہی قتال قدس سرہ کا بیان ۔
آپ فرزند سلیمان داتا کے ہیں بڑے صاحب وجد و حال عارف متین بسیار خلقت دیکی جاکر بیعت حاصل کی مرید
کامل ہوئے کہتے ہیں سلطان سکندر لودہی نے ایکوقت بہت سے روپی اور ایک گھوڑا عراقی ایکنوذر بھیجا
اون جہانے وے روپی سب بانٹ دئے اور گھوڑا بھی ذبح کرکے بندگان خدا کو کھلا دیا طلبان سلطان
نے آکر عرض کی کہ حضرت وہ گھوڑا بہت قیمتی ہے بادشاہ نے طلب کیا ہی تب آپ ایک حوض کے
طرف اشارہ کرکے فرمائے اس حوض میں جاو اپنا گھوڑا اپنجان کے لے لو جاکر کیا دیکھتے ہیں ایک طویلہ ہے
کہ وہان بہت گھوڑے عراقی بندہے ہوئے ہیں اور بادشاہ کا گھوڑا بھی موجود ہے پہچان کرلے آئے
بادشاہ کو اعتقاد کمال ہوا بنوزدہ حوض قصبہ مالیر میں موجود ہی آنجا طویلہ بنا کئے ہیں اسکو ملتہی کے
گھوڑ و نخا طویلہ کہتے ہیں ۔ خواجہ خضر سرابی قدس سرہ کا بیان ۔ آپ بہت بڑے مشائخ تھے

دو ختم قران شریف یا سورۂ یٰسٓ کی نماز نوافل سوا فرض دو رکعت کے وظیفہ یومیہ انکا تھا اور سوا وقت
جو لوگ مکہ سے آتے تھے کہتے تھے کہ ہر جمعہ نماز جمعہ کے وقت مسجد الحرام مین دیکھا ہی بالاکنارہ ابراہیم
کہ وہ کوہ سلیمان سے نکلی ہی بقعہ انکا ہی اور لکھا ہی کہ ایک کوزہ پانی کا ہمیشہ بھرا ہوا وہان رکھا ہوا ہی کہ جب
کسی دو آدمیون مین مخاصمہ کا امر درمیان آتا ہی اور اقرار اور سوگند کے ہوتا ہی ایک چلو پانی اوسکا
پیتے ہین جو جھوٹا ہوتا ہی فی الحال پیٹ اوسکا پھٹ جاتا ہی تصرف تا حال جاری ہی خواجہ سید کاون
علیہ الرحمہ کا بیان آپ عمدہ و اعیان حق سے ہم عصر سید جلال بخاری کے ہین علم ظاہر و باطن سے ممتاز ایک
عالم مرید اور معتقدون سے اکے تھا مقبرہ جنکا قلعہ گوالیار مین ہی خواجہ حسن افغان قدس سرہ کا بیان
آپ مرید شیخ سیف الدین ذکریا کے ہین شیخ نظام الدین اولیا نے فرمایا ہی کہ وہ جب ولایت مین ایکدفعہ کی تقل
کی کوہ مین جا رہے تھے اثنا راہ ایک مسجد مین اتفاق اسمین گذرے جو نکہ وقت نماز کا تھا موذن نے
تکبیر کہی تھی شروع کی ہوئی آپ بھی شریک جماعت ہوے جب نماز تمام ہوئی آپ امام بن گئے اور کہا خواجہ
حسن نے نماز شروع کی جو کہ مین بھی حاضر تھا شریک ہوا تو اول یہان سے دہلی کو گیا وہان ایک چادر
حریر کی پہر یہان آیا یہان سے وہ چادر ملتان کو لیگیا وہان سے بھی واپس آیا جو نکہ مین نے اقتدا کی ہی
کی ہی پیچھے پیچھے ترے حرام نا خوردہ نماز تیری ہی وہ پشیمان ہوا گردن نیچے کر لی بابا کبیر رحمۃ اللہ کا
بیان اصل مراد انکا یہی ہی جب کسی مرد باخدا کے طرف حاجت کی ہوئی گوالیار مین آرہے
یہان دروازے خود بخود کھلے ہوے اور دل اہل عالم کا رجوع اکثر حالت استغراق مین رہا کرتے تھے مگر
واسطے بعض حوائج طبعی کے قدرے افاقہ ہوتا تھا چند روز بعد کچھ قسم حبوبات سے کھا لیتے تھے اور
اجناس لباس سے اوسقدر پر موافق ستر عورت کے اکتفا کرتے تھے جامہ نفیس قیمتی اگر کوئی

لادیا تو کسیکو بخش دیتے تھے اغنیا کو اپنے پاس راہ نہ دیتے تھے سلوک میں سلسلہ انکا شاہ مدار کو پہونچتا
جسمیں کہ کوپہونچے بہت سے اسرار سے خبر دیتے رہتے تاریخ وفات انکی کہو مجدد بعض علما نے یا ہی ہے
۹۷۹ھ خواجہ شیخ حسن محذوب قدس سرہ کا بیان ہے اوایل کے قصبہ ریڑی میں رہنا اور دہلی میں
سیر کرنی یہ دستور انکا تھا اور چونکہ شہزادہ سلطان سکندر لودہی عالم طفولیت میں وجاہت اور ملاحت
رکھتا تھا باطنی تعشق اوس سے رکھتے تھے شہزادہ خفا ہو کر قید کیا دوسرے روز دیکھا تو بازار میں پھر رہے
ہیں ایکوقت ایسا ہوا کہ شہزادہ محل میں آیا دفعتاً خواجہ حسن کو دار ہوتے فرمایا کہ یہاں سے رخصت کیسا
آئے کہا مجھے روکنے اور منع کرنے کی طاقت کسی دربان اور کسی حاجب کو نہیں شہزادہ نے حکم کیا کہ مسہ
اکٹھی میں جھونکدو خدمتگاروں نے گردن اپکی پکڑ کر جھکادی بعد ایک عرصہ کے جب کیا چھوڑ دو آپنے
سر نکالا تو سوائے عرق کے چہرہ پر اور کچھ اثر یا کہیں داغ سوختگی کا نمایاں نہ تھا ہنسا اور چھوڑ دیا
میاں سرور محذوب قدس سرہ کا بیان ہے آپکا مقام میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے حجرے
سکونت میں رہا کرتے تھے علم تکثیر جو جانتے تھے جب شیر شاہ نے قلعہ دہلی کو خراب کیا بجز دسنے
اس خبر کے غایب ہو گئے پھر کسی جا نشان نملا ہے ابو الغیث بکلہری قدس سرہ کا بیان ہے آپ اپنے زمانہ شیخ حاجی
عبد الوہاب کے میں اوایل سن میں جب مکتب جاتے بچوں سے زیادہ سبق لیتے اور یاد کرتے اور کہتے جو
جلد آگیا اولی ہے نہیں معلوم بعد اسکے کیا ہی اکثر کتب مستداولہ سے عبور کیا تھا اور جب بالغ ہوئے
جذبہ پیدا ہوا بعد چند کے جون ۱۰ روز میں بابر بادشاہ ولایت سے ہند پر آیا ہمراہ سلطان ابراہیم کے
پانی پت پر لڑائی ہوئی آپ بھی ساتھ تھے جون اپنے کہ بارہ ہزار ہو تنگ جنگ کر کے شہید ہوئے
اور وہیں مدفون ہوئے مولانا واعظ درویش علیہ الرحمہ کا بیان ہے آپ مرتاض اور متعبد بہم سالک ہم

مجدد وب بھے تمام عمر ریاضات و مجاہدات مین گذاری اصل باد راد النہر سے تھے سالہا سال حرمین الشریفین مین رہکر
ریاضات و مجاہدات و عبادات کرتے رہے زمانہ مین سلطان بہلول لودہی کے ہندوستان مین آئے صحبت مین اکثر
مشائخین کے رہے سنہ ۹۹۲ نوسو ستیانوے مین رحلت کیے قبر انکی نزدیک جزیرہ شیخ علاء الدین کے ہی ۔ محمد طاہر
رحمۃ اللہ کا بیان ہے قوم سے اہل بواہیر یعنی بہوزدن کی قوم سے پٹن مین گجرات کے تھے حق سبحانہ تعالی نے
علم و فضل بخشا حرمین الشریفین کو جاکر علم حدیث کی تحصیل و تکمیل کی شیخ علی متقی سے صحبت رکھتے تھے یہ
وطن اصلی کو آئے بعضے رسوم جو اس قوم مین تھے اوسکو چھوڑا دیا اکثر قوم کو شرع پر لایا علم حدیث مین کتابین
مفید تالیف کیے از انجملہ کتاب مستطاب شرح صحاح سمی مجمع البحرین اور ایک رسالہ مختصر تصحیح مین اسماء رجال کی
ہی اور خطبہ مین ہر کتاب کے تعریف شیخ علی متقی کی بہت کی ہی جسمین رفع کرنین بدعت اہل بدعت کی کہ اوس دیار
مین تھے کرتے رہے کبھو قصور نکیا یہانتک کہ آخر کار رہنہ سے اُن حمائے سنہ ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری مین
سنبھلہ ہوکے سرت سنبھل کیا ۔ سید رفیع الدین صفوی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے آپ جامع جمیع فضایل و کمالات حسیہ
و نسبیہ اور اکرام کو اپنے ہے کہ تمام علما اور صلحا اور اتقیا گذرے ہین سولہوین آپکا شمار ہے اول مع اکابر کرام طرف
حرمین کے جاکر موطن ہوے وہان سے گجرات آئے عصر مین سکندر لودہی کے دہلی مین تشریف لائے سلطان معتقد
آپکا ہوا موجب حکم اوسکے آگرہ مین رہنا اختیار کیا اکثر سلطان کہتا ہا جو کوی آرزو دیکھنے حال
مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکھتا ہو حال بالکمال رفیع الدین صاحب کا دیکھلے سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین
وفات پائی ہی ۔ فخر الدین مداری رحمۃ اللہ کا بیان ہے درویش مرتاض تھے صاحب ذوق و حالت سلسلہ مین مدارون
آپ سے درویش کم ہوے ہین آگرہ مین توطن قبول کیا تھا قبر بھی وہین ہی وفات سنہ ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری مین
شیخ اسمعیل مداری کہ مرید انکے تھے وہ شاہنشاہ بلدہ دہلی کے تھے ۔ زین الدین اور زین الدین رحمہما اللہ کا

یہ دونو بھائی تھے بزرگ قران خوان زین الدین قران شریف کہرے پر پڑھا کرتے تھے جل جت
اونچے قد کے برابر کہتے تھے شبکو قرات کے وقت باندھنے سے خواب کے رسی گلمین ڈالکر کرسی سے چھت کی باندھ
دیتے تھے جب غلو نیند کا ہوتا سر جھک جاتا کمند گردن مین مضبوط پہنچ جاتی آپ جاگ اُٹھتے جمعہ کی رات اسرا مین
ایکے کئی من کی قوالی بکتی ہی کہ ہر چاول کے دانہ پر یا چنے کے قل ہو اللہ احد پڑھا جاتا تھا اور بھوکون کو
تقسیم ہوتی تھی ہر دو برادر کو آرزو شہادت کی تھی چنانچہ وزیر الدین ہمراہ سلطان ابراہیم لودہی کے ۹۳۲
نوسو تیس مین شہید ہوے قبر انکی قصبہ پانی پت مین ہی ہمراہ شہداء سلطان ابراہیم لودہی کے کہ وہ
سلطان شہید کربلا ہی اور شیخ زین الدین کو ۹۳۶ نوسو چھتیس ایک غلام نے زہر دیکر مارا قبر انکا
جانب غربی حوض شمسی کے بلدہ دہلی مین ہی + خواجہ محمد سیستانی علیہ الرحمہ کا بیان + آپ جامع علوم ظاہر
وطریقت کے تھے مرید اور شاگرد خواجہ حسین نگوری کے اٹہارا سال کی عمر مین درس انواع علوم کہ پڑھاتے
تھے مولد نارلول اور منشا اجمیر مرقد ناگور مین ہی باپ انکے قاضی محمد الدین بن قاضی تاج الدین افضل
قاضی شمس الدین سیستانی اولاد امام محمد سیستانی صاحب فقہ منتسب امام اعظم ابی حنیفہ رحمہم اللہ علیہم
تھے بیسویں شہر صفر کو ۹۳۲ نوسو سینتیس سنہ ہجرت کا فرمایا شیخ حسین نگوری رحمۃ اللہ کا بیان +
آپ بیسا بزرگ تھے مراحین بشارت دعوی مرتبہ کبیر کے ولایت گجرات مین مدت تک مقیم رہے
بعلوم کسبی ودینی تحصیل کرکے وطن اصلی کو پھر آئے سالہا مجاہدہ کیا برسون محاذ شریف خواجہ معین
الدین کے رہے ایک تفسیر قران مجید کی مستی نور الہی اور کئی رسالہ اور مکتوبات آپ سے مین نقل ہی کہ سلطان غیاث الدین خلجی
بادشاہ مندو حضرت سے اعتقاد عظیم پیدا کیا تہا اکثر ان حضرت کو مندو مین طلب کرتے آپنے قبول نکیا پس
ایکبار موی مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسنو سلطان کے پاس لایا لوگ کہتے اگر خدا نے موے

مبارک کی

مبارک کی شیخ حسن کو پہونچی تو یقین ہی کہ یہ خبر وہ سنکر واسطے زیارت کے ارادہ کرینگے سلطان نے
حکم دیا بمجرد سمع کے توقف متوجہ دیار منڈو کے ہوے بادشاہ گیا استقبال کیا شہر مین لاکر بہت سا
زر نقد متعدد تحائف نذر کئے آپنے ذات سے انکار کیا اور جب دیکہا کہ مزاج فرزند کا مایل ہی اس معنی کو
پایا ہا در کہا کہ لو مگر روضات مین صرف کرو اس جہت سے روضہ بنا یکے اور آپکے پیر شیخ
کبیر کے عمارت عالی بنایا ہی ✤ شاہ میان حاجو رحمۃ اللہ کا بیان ✤ آپ ایک واسطے سے
مرید سید محمد گیسو دراز کے ہین کامل درویش شہر منڈو مین ہے عراقی ایک سو بیس برس کی ہی شہر رجب سے روز
عاشورہ تک اعتکاف کرتے دروازہ حجرہ کا بند کئے ہوے مدت چھے مہینے تک بے آب و طعام بیٹھے رہتے ہے
اور جب دن باہر نکلنے کا ہوتا آدمیون کو روبرو آنے سے منع کرتے اسواسطے کہ جو اسوقت مقابل ہوتا تین دن
تک بیہوش رہتا لکہا ہی ایکبار قاضی وہان کے کہ اوسنین اس امر سے انکار تہا مقابل ہوے یہی حالت آپنگذری
✤ شاہ جلال گجراتی رحمۃ اللہ کا بیان ✤ آپ مرید شیخ پیارے کے ہین کاملان وقت سے تھے صاحب تصرف و کرامت
اصل انکا گجرات سے گوشہ مکان مین تخت پر بیٹھ کر حکم کرتے ہے جیسا کہ بادشاہ بیٹھتے ہین اور حکم کرتے
ہین اسی طرح سے گویا بادشاہ کے مراحمین تو ہم آتا اور کہتے ہے غرض گونون کے خاطر مین اوسکی دغدغہ بیدا
ہوا اوسنے ایکو شہید کروایا لکہا ہی کہ جب قاتل خانقاہ مین در آئے اور خونریزی شروع کی جسدم تلوار
سر پر مرید کے پڑی ہی یا تہا ریا قہار کہتے تھے اور جب تلوار آپکے سر پر گرتی ہی یار حمان یار حمان فرماتے تہے
اور اسی کلمہ پر جان حق تسلیم ہوے اور یہ بھی لکہا ہی کہ جب سر آپکا زمین پر گرا اللہ اللہ کہتا تھا ✤ سعید الدین
علیہ الرحمہ کا بیان ✤ والد آپکے سید علی نام ولایت خراسان سے ہندوستان کو آئے اور مرید نصیر الدین چراغ
دہلوی کے ہوے چونکہ مشرب اوسکا بے قید و بند تہا علایق نہ رکہتے تہے شیخ نے خرقہ خلافت کا

سپرد یا بطریق امانت رکھا اور کہا کہ تمہیں ایک لڑکا ہوگا سعد الدین نام یہ خرقہ اوسکو دینا اور خلیفہ ہمارا سمجھنا
بعد چند سید علی کو ایک لڑکا پیدا ہوا اوس مولود کو جب وہ بروشنیخ کے لایا فرمایا کہ یہ لڑکا وہ نہیں ہے جسکے
گود نے پروردہ مسعود ہندالی تعریف ولادت کی ظہور میں آئی فرمایا کہ ہاں یہ وہی لڑکا ہے سید سعد الدین نام
رکھا اور خرقہ خلافت کا دیا اور ہاتھ امانت کا سید محمد گیسو دراز کے ہاتھ میں دیا خود تمہیں انکی تربیت پائی
اور جب سید محمد گیسو دراز بعد رحلت پیر کے مقعد اولی کے ہوئے سید سعد الدین تب بھی حاضر خدمت
اُن حضرت کے رہے اور جب سید محمد گیسو دراز دکن کو تشریف لائے سید سعد الدین کو دہلی میں رہنے کو
کہا پس بموجب حکم کے قید حیات تک آپ وہیں رہے قبر انکی جوار میں شیخ نصیر الدین دہلی کے ہے ۞
سید اصغر بن سید سعد الدین علیہ الرحمہ کا بیان ۞ آپ سماع اور ذوق اور حالت وجد و فاقہ میں طریقہ پر اہل
چشت کے مستقیم تھے بادشاہ منڈو کا معتقد ہوکر ایکبار بہت روپے بھیجوائے اور طرف منڈو کے
قدوم میمنت لزوم کی التماس کی آپنے قبول نکیا اور روپے پھیر دئے وفات انکی زمانہ سلطنت میں
سلطان ہلول لودہی کے ہوئی ہے آپ کبیر الاولاد تھے اکبر اولاد سید روح اللہ اعیان وقت سے
سلطان سکندر لودہی کے تھے نظافت اور طہارت اور حالت میں بس موصوف اور معروف تھے مولانا
عمر واعظ رحمۃ اللہ کا بیان ۞ آپ مرید شیخ نظام الدین اولیا کے ہیں مزار انکا شاہ پور کالپی میں ہے
شیخ غمان سیاح رحمۃ اللہ کا بیان ۞ آپ مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس سرہ کے ہیں وطن اصلی انکا
دہلی اول سیاحت کرکے پھر وطن دہلی کو آئے صاحب ذوق و سماع تھے بارہا مجلس میں نصیر الدین چراغ
دہلوی کے حاضر ہوتے تھے سماع کرتے اور رقص فرماتے روضہ انکا قدیم دہلی کی فصیل میں قریب ہاشم
پلی کے وہ بنا سلطان محمد عادل شاہ کی ہے ۞ شیخ ابو بکر سوتا بیٹے پیچیدہ بال علیہ الرحمہ کا بیان

آپ اولاد مین تھے ضیاء الدین بخشی اپنی کتاب مین جو مسلک سلوک نام ہی لکھتے ہین کہ جب شیخ ابوبکر بیمار ہوے
اور مین عیادت کو گیا دیکھا کہ ہر وقت یہ نظم پڑہ رہے ہین ؎ قالب چو غبار آمیان من و تو ؛
امید کہ اینک زمان بہ جہد و شہاب الدین حق کو علیہ الرحمہ کا بیان ؛ آپ فرزند شیخ فخر الدین زاہد کے
انکو حق گو اسواسطے کہتے ہین کہ سلطان محمد بن تغلق نے لقب اپنا عادل کیا تہا آپنے حضور مین اوسکے اسی امر سے انکار
کیا اور کہا کہ مین ظالم کو عادل نکہونگا سلطان محمد نے انکو قلعہ سے نیچے پہکوا دیا قبر انکی نیچے اوس قلعہ کے
ہی ؛ شیخ فخر الدین زاہد علیہ الغفران کا بیان ؛ پسر شہاب الدین حق کو آپ بھی بزرگ تھے
زمانہ مین سلطنت سلطان فیروز شاہ دہلی کے تہے قبر انکی دہلی جدید مین طرف فیروز آباد کے ہی
؛ شیخ جلال الدین سہروردی علیہ الغفران کا بیان ؛ آپ کمل اولیا سے تھے مرید شیخ ابو سعید سہروردی کے
بعد وفات پیر کی خدمت مین شیخ شہاب الدین سہروردی کی رہے قبر انکی بنگالہ مین ہی ؛ سید علیہ الرحمہ
کا بیان ؛ سید العارفین سید علی بخاری اولاد سے سید جلال بخاری کے ہین عالم سیاحت مین جب
گذار انکا سندہ مین ہوا تمام سندہ ہی مرید و معتقد جناب کے ہوے تین برس آپ وہان رہے لاکہون
آدمیون کو مرید کیا فیوض و برکات حاصل کئے اور جب ارادہ وہان سے معاودت کا وطن مالوف کو فرمایا وہ
قوم جہالت پیشہ نے قزاق انکا اپنے پر ناگوار دیکہا انکو قتل کرکے وہین رکہا گنبد بنا کی روضہ کو
آپکے زیارتگاہ گردونواح ہی سال عرس کرتے ہین ؛ سید العارفین سید محمد صاحب قدس سرہ کا بیان ؛ آپ
اولاد سے احمد عالم قدس سرہ کے ہین جو بزرگون سے امرے ابو مخرقانی کے تہے پیدائش سید محمد صاحب کی
اکیسوین دیجحہ ۱۰۷۶ ایکہزار چہتر ہجری مین روز پنجشنبہ بلدہ دہلی مین ہوئے ہی عقیقے کے دن تمام
مردم اقربا حاضر ہوے شیخ بایزید جیب اللہ مع چند فقرا تشریف لائے بعد فراغ طعام سب کہیے یہ طفل

اولیا کامل ہوگا چنانچہ روز بروز ترقی طور پر ہوئی ہنوز نو برس کا سن تھا کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو خواب
دیکھا کہ ایک شعلہ نور کا ایکدم سینہ پر رسید کیے رکھدیا بمجرد اسکے نیند مین حال تغیر ہوا اور پر واہی جو دیکھے گھبرائے
مردم اقربا سب جمع ہوئے سید العارفین بعد دیر کے جب ہوش مین آئے ہر ایک کو تسلی دی بعد اسکے اپنے شوق
دیکھنے جمال خضر علیہ السلام کا عالم بیداری مین ہوا تلاش مین ہے ایکسال کا عرصہ ہنوز نگذرا تھا کہ دس
برس کے سن مین بحسب تمنا ملاقات میسر آئی حضرت خضر نے اقرار کیا کہ جب تم یاد کروگے مجھے پاوگے پس اکثر
اوقات ملاقات خضر کی حاصل ہوتی تھی باپ جناب کے نوکر عالمگیر بادشاہ کے تھے جب سفر دکن کا پیش ہوا
اپنے بھی براہ پیدل تھے ہر ہر منزل پر کیفیت آگے کی بیان کرتے تھے اور دوسرے روز ویسا ہی معاینہ ہوتا
تھا مردم لشکر کے تعجب کرتے تھے ایکو والد نے چودہ سال کی عمر مین نوکر عالمگیر کا کروادیا تھا اونہین ایام
مین پروانگی بار یابی کی ہوئی تھی لیکن ایکو انکار تھا دربار داری خوش نہ آتی تھی حتی کہ جب والد کو
ایکے صوبہ داری امن آباد کی ہوئی اب بھی ہمراہ امن آباد کو آئے اور اجازت ترک لیکر ظاہر کی
چاہی اوسمیں کو پدر والا قدر نے پروانگی نہ دی لیکن حسکہ ارادہ سید العارفین کا طرف اللہ کے تھا
بعد بہت بگو شنو کے باگہ رضا کی رخصت ہوئے مین فرزند کے سو پنی پروانگی سے خرسند کیا پیر جب
قبلہ گاہ اپکے ہاتھ سے کفار کے شہید ہوئے آپنے دہلی مین اقامت قبول کی گرد اہل دنیا کے جاتے
تھے تمام امرا وزرا اکثر حضرتمین ایکی حاضر رہتے تھے آپ اصلا قیام نفرمائے تعظیم نہ دیتے تھے
یہ لوگ مادب رو برو بیٹھا کرتے تھے فضایل اور کمالات سید العارفین کے اور کشف و کرامات اور
نقصانات خرق عادات و تصرفات کے بیحد ہین آخر عمر مین ایکو بیماری حبس بول کی ہوئی
روز شنبہ گیارہوین جمادی الاول ۱۱۵۷ ایک ہزار ایک سو ستاون مین فتح اورد شکم

میں آغاز ہوا لوگوں نے عرض کیا حکیم علوی اس عصر میں سرآمد اطبا ہیں اگر حکم ہو تو حاضر ہوں فرمایا
ہیں تمام عرب کہو علاج ہیں لیا فاطر سے تمہارے دوا کیجاتی ہے الغرض معالجہ کیا کچھ نہ پذیر ہوا اب آپنے فرمایا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جسوقت درد آنکھ میں ہوا تھا جناب باری سے ارشاد ہوا کہ فلانے درخت کا پتا استعمال
کرو بہتر چشمی ہوئی بار دیگر پھر جب درد ہوا وہی پتا استعمال کیا اثر نہ بخشا بلکہ عکس اسکا ہوا فرمان
آیا ای موسیٰ تاثیر اشیا کی موقوف ہمارے حکم پر ہے پس اکیسویں تاریخ ماہ منہ کی گرانی شکم کی بڑھ گئی
ہر روز شدت زیادہ ہوتی تھی غیب طرف عذر کے بالکل نہ تھی پہر نویں دن اسہال شروع ہوا باوجودیکہ بیس
چالیس دست دن بھر میں آتے تھے جس سے ضعف رفع ہوتا تھا آخر کار روز دوشنبہ دوم جمادی ثانی ۱۰۰۷ھ کے
نو وارد ہوئے آپنے واسطے وضو کے پانی طلب فرمایا مسواک کی بعد فراغ وضو کے ہاتھ پیر لیتے کئے دو گھڑی
دن باقی تھا کہ داعی حق کو لبیک کہا صبح لوگ شرف تجہیز و تکفین سے فخر انگیز ہوئے ۞ دوسرا
بعضی اولیاء دکن کے بیان میں جنہیں تعلق ہیں پہلا قطب صوبہ بیجاپور و گلبرگہ کے اولیاؤں کے
بیان میں ۞ شیخ سراج الدین جنیدی اور شیخ برہان الدین دولت آباد کے بیان میں ۞ واضح ہو کہ
جب اول سلاطین اسلام سے سلطان علاء الدین کانکوی بہمنی نے تخت سلطنت پر مملکت دکن کے جلوس
فرمایا بہ اولیاء اللہ سے اول شیخ عبد فرما اسی دیار کے حضرت شیخ سراج جنیدی اور شیخ برہان الدین دولت آبادی
ہیں جسکا کتاب دستاویز تاریخ فرشتہ کا رحب کانکوی بہمنی نے جلوس فرمایا اول یہ حکم فرمایا کہ پانچ من
سونا اور چاندی صرف شیخ برہان الدین کی جو دولت آباد میں ہیں واسطے تفریق روح نظام الدین
اولیا کے فقرا اور مساکین کو پہونچاویں اور بیٹا اوسکا سلطان محمد شاہ بہمنی مرید شیخ سراج جنیدی کا ہوا
اور یہ بھی کتابوں میں تحریر ہے کہ سلطان وقت ہم بلم پن منزل پر شیخ سراج کی گیا دعا خیر کی التماس کی

اور جسدو نان سے ساتھ فتح و فیروزی کے پھر اتمام غنایم صحوب شاہزادہ مجاہد شاہ کے حد تھین شاہ سراج
کی روانہ کئے کہ سادات و مشایخین اور مساکین و مستحقین پر قسمت کرین آپنے لیا اور تقسیم کی اور روز
جمعہ اتفاق سے علما اور مشایخین کے مسجد مین گلبرگہ کی گئے اور ساتھ حضور قلب کے نماز ادا کی اور
واسطے فتح و نصرت لشکر اسلام و سلطان عالیمقام کے فاتحہ پڑہا اور سلطان جب راہی بجانگر پر
فتحیاب ہوا اور بلدہ حسن آباد گلبرگہ مین لوٹ کر آیا دوسرے یا پھر سر پر شیخ سراج الدین کے گیا اور ان کی
کہ دعائے خیر انکی پیر حقین مبارک ہوئی انتقال شیخ سراج کا نو سو نوے ہجری مین ہوا عہد سلطان محمود شاہ
بہمنی کے ہوا ہی یہ سلطان بہت سلوک شیخ کرتا رہا مرض موت مین واسطے عیادت کے آیا اور دن
زیارت کے در شریف پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑہے جرات کی گنبد شریف انکا شہر گلبرگہ مین روضہ شیخ کے
نام سے مشہور ہے اور لقب نامہ انکا عبد مناف کو ہو بچاہی ہے خوندمیر صاحب قدس سرہ کا بیان ہے
آپ بنا بر ہے شیخ سراج جنیدی کے ہین اولیائے مکمل ہے صاحب کتاب نے بیان احوال شیخ محمد جو پوری لکھا ہی
اور حوالہ بعض تاریخ فرشتہ کا دیا ہی مین نے قلم انداز کیا اسواسطے کہ لا حاصل ہی وہ جو مشہور ہی کہ وہ
انا مہدی کہتے تھے کہ جس سے ایک مدت بعد زمانہ احداث ہوا ہی بعض بزرگون نے اوسکی تاویل کی ہی کہ قصد
اونکا اس قول سے یہ تھا کہ مین ہدایت کنندہ ہون نہ مہدی موعود رضی اللہ عنہ روضہ نور شیخ
میر صاحب کا متصل روضہ شیخ سراج کے ہی اور اسکو چھوٹا روضہ شیخ کا کہتے ہین اور یہ بھی واضح ہو کہ
عمر شیخ محمد کی ترسٹ سال کی ہی انتقال انکا شہر ذیقعدہ سنہ ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین ہوا ہی

حضرت خواجہ سید محمد یوسف الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ کا بیان پہ کتب معتبرہ مین لکھا ہی کہ
اول مخدوم ابی الحسن جنیدی بن سید حسین واسطے فتح دہلی کے ہراہ سے آئے تھے جو مکہ اوسوقت

فتح ملک

فتح ممکن ہنتی آخر الامر شہادت پائی مردنے دنا کے صحن مین مسجد ایاز کے دفن کیا پس اولاد انکی بلدۂ مذکور مین
متوطن ہوئی انہین سے میر سید شریف عرف سید راجے ابن سید علی حدث متین سلطان الاولیا نظام الدین بدایونی قدس
سرہ کے ہوئے پھر مرید حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ہوئے اور کسب کمالات دینی حاصل کیے پس سید
راجے کو دو پسر ہوئے اول سید نجم الدین عرف سید چندا دوم سید محمد عرف خواجہ بندہ نواز ملفوظ مین اون
جناب کے کہ مسمی جامع الکلم ہی کسیو مرید نے انکے محمد نام اوسکو جمع کیا ہی اسلیے کہتا ہی کہ جب آپ حمل مین تھے
والدہ انکی زاری کیا کرتی تہین سب وفات دختر کے اور کہتی تہین کہ یہ شکم نامبارک ہی کہ اول لڑکی ان
بی بی کی جاتی رہی آپ فرماتے ہین کہ یہ سخن مین شکم مادر کے سنتا تہا اور چاہتا تہا کہ کہون ای مادر تقدیرات
الٰہی کو چارہ نہین لیکن وہ مقام سکوت کا ہی خاموش رہا تولد انکا جو تہی تاریخ رجب ۷۱۸ھ سات
بیس ہجریمین ہوا ہی قدوم میمنت لزوم نے انکے جہان کو منور کیا اور جب انکی عمر پانچ برس کی ہوئی مادر
پدر بزرگوار شہر دہلی سے سنہ ۷۲۵ھ سات پچیس ہجری کے عہد مین سلطان محمد
تغلق کے روانہ ہوکر وارد دکن ہوئے چار مہینے راہ مین گذارے پنجشنبہ ستر ہین محرم الحرام سنہ ۷۲۶ھ سات
چھبیس ہجریمین شہر دولت آباد کو پہونچے سات برس کی عمر مین آپ حافظ قرآن ہوئے روزے ماہ رمضان
کے رکھے اور جب آٹھ برس کے ہوئے وہان سے تا مدت العمر کہ انکسو پانچ سال کے ہوئے تہی کبہو کو بہی فرو نہ
فوت کیا اور جب پندرہ برس کے ہوئے صرف نحو تمام کیا تمام عمر درس جاری رہا یہانتک کہ جمیع علوم سے
بہرہ اندوز ہوئے جب انہین اوان مین پدر والاقدر سید راجے آسا نہ عالم جاودانی کے رحلت فرما ہوکر مدفون
دولت آباد مین ہوئے والدہ انکی دکن سے دلتنگ ہوکر مع ہر دو فرزند بہر وطن کو اپنے جو شہر دہلی ہی مراجعت
کیے آپ وہان تعلیم کرنے اور درس دینے مین علوم کے مشغول تھے اور بموجب فرمانے والدہ

بزرگوار کے ہر سال مین تین مہینے ماہ رجب اور ماہ شعبان و رمضان کے روزے اور ہر مہینے مین تین دن ایام البیض کے رکھا کرتے تھے اور نماز مین پنجوقتہ کی مع سنن اور نوافل اور سوا اسکے نماز چاشت و اشراق اور تہجد وغیرہ کے وقت پر گذارتے تھے جب ۳۰ تیسری تاریخ رجب کی سنہ ۷۳۶ سات سو چھتیس ہجری مین خدمت سے خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے مشرف ہوئے حضرت شیخ نے فرمایا کہ خواجگان ہمارے داؤدی روزے نہین رکھتے ہین ہمیشہ روزہ رکھا کرو آپ اختیار فرمایا الحاصل شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی نے سید محمد بندہ نواز کو عنایت ربانی اور کمال حکمت عرفان سے آہستہ آہستہ تربیت کر کے نہایت درجہ تکمیل اور ارشاد کو پہونچایا کہ مقبول عالم و عالمیان کے ہوئے شہرہ کمال اکثر صوبہ عالم مین جا بجا ہوا مراۃ الاسرار مین اخبار الاخیار سے نقل کرتے ہین کہ ایکبار سید محمد گیسو دراز سواے کہتے ہین کہ ایکدن شیخ نصیر الدین محمود اودھی ارادہ سے کہین جانے کے پالکی مین آن بیٹھے بعض دوسرے مریدون نے پالکی کو سر کی کندھون پر اوٹھا لیا سید محمد بھی حاضر تھے اور گیسو آپکے لانبے لانبے درازی کے پالکی مین الجھ رہے آپ بسبب رعایت ادب اور استغراق عشق الٰہی کے توجہ طرف سلجھانے اور نکالنے اوسکے نکی اسی وضع پر مسافت بعید قطع کئے ہوئے چلے گئے بعد جب شیخ کو اس بات پر خبر ہوئی جو شامل حال ہوئے صدق عقیدت اور حسن ادب پر انکے آفرین کہکے اور یہ بیت اوسوقت زبان سے ارشاد کی ؎ ہر کو مرید سید گیسو دراز شد ۔ واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد ۔ اور سید اشرف جہانگیر سمنانی نے مکتوبات مین لکھا ہے کہ سادات گیسو دراز ایک قوم ہی نہایت عالی ہے کہ بسلسلہ سید محمد گیسو دراز کا انکو پہونچتا ہے آپنے لقب گیسو دراز ہندوستان مین نہین پایا ہے بلکہ یہ لقب انکے بزرگ جو سادات اولاد کے تھے اونہی غرض سید محمد گیسو دراز جب چھ سال کے ہوئے آثار کشف و ربوبیت کے ظاہر ہونے لگے مردان غیب ابدال اوتاد اور خواجہ خضر علیہ السلام سے کرامات و

مراتب ملاقات ہوئی تھی اور اس برس مین تو مدارج عالیہ کو فایز ہوے صحبت انام سے انقطاع کیا اور اکل طعام سے
ہاتھ دھویا باوصف کہ قوت شہوت باوفور رکھتے تھے فرماتے تھے کہ لذت صحبت زنان کی کیسی اور کسقدر ہی
مین نہین جانتا شیخ علاو الدین لاڑے انصاری کہ دو تین کدال دیکھیے انکے تھے استرخا سے والدہ
ماجدہ اور حضرت کی ایک کنیز کو خرید کر کے ہم بستر کیا دس سال آپ اس سے ہم بستر رہے پھر چالیس برس کے
سن مین دختر معظمہ مکرمہ بی بی رضا خاتون بنت سید احمد بلخی مولانا جلال الدین مغربی خواہر سید ابو الیمانی
عرف میان عبد اللہ سے نکاح آیکا ہوا اور کتاب سیر محمدی مین لکھا ہی کہ آپ حضرت محمد گیسو دراز بسبب جاذبہ منجل
نواح ہنسوے اسی برس کے سن مین ستروین ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ایک ہجری مع عیال و اطفال
ارادہ سفر دکن کے دہلی سے نکلے اور جب گوالیار مین پہونچے وہان سے بعد تلقین کفار اس دیار کے بیانہ مین
آئے پس اس مقام سے بھی کوچ کر کے ابنیرہ مین تشریف لائے یہان خوندمیر سلیمان خان بیا شیخ
الاسلام کا مرید ہوا پھر ابنیرہ مین منزل کی بن بعد چندری مین اوترے پس وہان سے رودمین رونق افزا
ہوے بعد اسکے بروده پر سر عبد الفطر سنہ ۸۰۱ مین نزول اجلال فرمایا وہان چند مقام عمل مین آئے
اور ماندی قعدہ مین کنبایت نزول و مقام آیکا ہوا وہان ظہیر خان سے بیعت کی اور شیخ عمر ولد شیخ
سعید مرید حضرت علاو الدین لاڑے انصاری کا بہانہ خدمتین حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا
اور کمبایت سے پھر بروده پر آکر خیمہ کیا وہان سے جاو تھے سلطان پور ہوتے ہوے دولت آباد پہونچے
سلطان فیروز شاہ بہمنی گلبرگہ سے نذر نمایان نقد و جنس سے خدمتین حضرت کے روانہ کیا اور استدعا
تشریف اوری کی گلبرگہ مین کی بعد ادائے زیارت والد بزرگوار اپنے وہان سے دار رود مین تشریف لائے
پھر سلطان فیروز شاہ نے وہان دوبارہ نذر بھیجی التماس قدوم کی شہر گلبرگہ مین کی واضح ہو کہ علاو الدین

لارے انصاری اگلے سے دکن مین ہے اور دس برس قبل اسکے وفات کی ہی اور قصبہ الندمین مدفون ہوئے چونکہ ایکہ
زیادہ انکی رکوزہ ظاہری بالاکہاٹ دمار و پیر برآمد ہوکر اگلے تشریف لائے اور جب الند کو زیارتگاہ اپنا کیا زیارت قصد
لارے انصاری کی فرمائی من بعد ارادہ جہت اکاہتا کہ پھر سکر زندر سلطان بدر سلطان فیروز شاہ بہمنی کی آئی اور
عرضداشت مشتمل قدوم میمنت لزوم شہر گلبرگہ مین مصحوب عبد الصمد مشہدی عرف قاضی رجے اور مولانا
معز الدین صدر الصدور کے پہونچے تاریخ فرشتہ مین لکہا ہی کہ سلطان فیروز معز الیہا کو واسطے دریافت علوم
ان حضرت کے روانہ کیا تہا وے ہر دو بزرگ جب خدمتمین حضرت کی حاضر ہوے اور طے ایسا اعتقاد پیدا ہونکا کہ بجز
دست بیعت کے ترک علائق کیا اور خدمت سے بادشاہ کی باز آئے استعفا دیا عرض کی تعلقہ بہادر اجیکو
حضور پہونچے ارزانی فرماوین بادشاہ متوجہ ہوا جانب گلبرگہ کو آئے سلطان فیروز شاہ کہ فیروز آباد مین تہا گلبرگہ
کو آیا چار کوس استقبال کیا اعزاز و اکرام تمام سے شہر مین لایا ایک مکان اچہا ہر وسیع اور نزدیک محل متصل گلبرگہ
کے واسطے سکونت آپکے مقرر کیا مگر آخر کار بسبب بعضے عوارضات کے رنجیدہ ہوکر فیروز آباد کو چلا گیا اور پہر آیا
اور یہ بھی تاریخ فرشتہ مین مذکور ہی کہ جب مزاج سلطان کا راہ اعتدال سے منحرف ہوا فیروز آباد سے گلبرگہ
مین آیا اور بالاے بام قلعہ مذکور کے کہ متصل خانقاہ بندگی مخدوم کے ہی جو انگاہ مقرر کیا کہ ایکدن متصل اسکے اعراض
ہوکر فرمایا کہ خانقاہ تمہاری متصل جو انگاہ میرے ہی دیہرون کو دمان ہجوم خلایق کا ہوتا ہی خلل ہمارے
شکر خواب مین تمہاری آپ خانقاہ سے باہر جا رہین یہ کہا اور سزا اول یعنی فرمائی علاج آپ خانقاہ سے
نکلکر مشرق طرف روان ہوے خانخانان عرف سلطان احمد بہمنی برادر فیروز شاہ کا بخلاف بہائی کے چونکہ
اعتقاد دہت رکہتا تہا خیمہ آدمی معتبر بہیجا اور آپ کو دمان جانب اپنی آرام گاہ شہر سکوکہا آپ
اوسکا تہام فرماکر اور بہائی ہمراہ اپنے کمال عاجزی اور لجاجت سے معروضہ کیا کہ سید بزرگوار ہین

ایکر کوس

ایک کوس یہان سے دور جاکر اوترے ہوے ہین ونان سب برادرانکے جمع ہوکر متوقع ہوے ہین چاہتے ہین کہ
اوسجا ایکمکان واسطے سکونت سید بزرگوار کے بنا کرین تا مملکت سے اپنے باہر نجائین چونکہ رہنا اونکا موجب
برکت ہمارے امید ہی کہ ہر دوانگی ہو پادشاہ جیکے ہور ہا خانخانان نے مخفی روپیے بھیجے اگر ایوان نیابت زیب الشان
تیار کرواکر گذرانا جانچہ تا حال موجود ہی اور عہد سلطنت مین اپنے ایک لاکھ روپے کی جاگیر
کردی وہ بھی حال تک جاری اور موجود ہی اور اب اسکے دو حصہ ہوکر نصف حضرت مین جیونے روضہ کے
اور نصف دیگر متوفق مصارفین بڑے روضہ خاص حضرت کے بعد اسکے چند سال گذرے پر سلطان
فیروز شاہ بہمنی کو مہم راجہ سے ایجانگر کے درپیش ہوئی خدمتین حضرت کی آیا اور دعا فتح و نصرت کی
چاہی آپ فرمائے کہ اس سفر مین شکست تمہاری ہے چند روز توقف کرو فیروز شاہ کہ غرور و تکبر تھا
کہا کہ مجھے ارکدر سے تین دفعہ اوس نے بار اتفاق مقابلہ اور مجادلہ کیا ہی اور مین ہمیشہ مظفر و منصور ہوا ہون
بار ہا منہزم الیہ مقابلہ سے فرار اختیار کیا ہی مجھے جنکا اوسکا بازی طفلانہ ہی بقول شخصے زدہ را ایمن
زدن بخبیدہ خاطر جاست کرکے مقام پر اپنے آیا اور سفر کا تہیہ کیا پس قلعہ پانگل مین آکر تین سال وہان
جاوڈی کی کہ سفر سے نکل کر مدت تک مشہور رہا اور جب مقابلہ را ایجانگر سے کیا بعد جنگ عظیم کے
را ایجانگر نے ہزیمت کہائی اور سلطان فتحیاب ہوا پس ایکدن پانگل مین آکے روبرو حضار مجلس کے
اب کیا کہ وہ سید دہلی والے نے تو شکست کی خبر دی ہی بخلاف اسکے مین نے را ایجانگر پر
فتح پائی اب جو اس سفر سے مراجعت کرتا ہون گلبرگہ مین ہو بھکر اوس سید کو اخراج کردیتا ہون
یہ سخن شہار پایا سنہ گلبرگہ مین حضرت کی سماعت مین ہو نکا آپ فرمائے کہ اگر اللہ جل شانہ کو پاس میرے
سخن کا منظور ہی تو ضرور سلطان فیروز شاہ شکست پائیگا قدرت خدا کہنا درویش صاحبدل کا

اوسی دو دیمن رآمد کو نے فوج متفرق اپنی لیکر کے ہر مقابلہ پر سلطان یا امدکر دو حرز دین قتلہا
شکست فاش نصیب فیروز شاہ کے ہوئی اسقدر کہ پانگل مین مجال توقف کی نہائی بتاہ حال سے داخل گلبرگہ
ہوا چونکہ آخر مین اسی شکست عظیم کے باعث کوفت سے خجالت کے بیمار ہوا مدت تین برس تک بیماری سے
اشتداد پایا جانا کہ یہ مرض مرض الموت ہی شاہزادہ حسن خان نام فرزند کو ولی عہد کر کے اول نذر
بھائی کی اپنے جو خان خانان نام تھا پس تمام امرا و اکابر کی نذر بن شاہزادہ کو دلوائین علما و
سادات و مشایخین کو واسطے فاتحہ خیر شاہزادہ کے درخواست کی تمام حاضر ہوے لیکن بندگی مخدوم سید
محمد گیسو دراز تشریف نلائے دو تین روز انتظار کر کے خود شاہزادہ حسن خان کو بردیک حضرت کے
بھجوایا کہ واسطے اسکے فاتحہ خیر کرین آپ فرمائے کہ جب تم مالک تخت دکن کے ہوا و فرزند کو اپنے ولی عہد
کیا ہی مطلق کیا حاجت کی کیا ہی مگر عین الملک و معین الملک یہ ہر دو غلامان بادشاہی مدار مملکت
شاہزادہ کی ہوئی ہتی طرف سے سلطان کے پر بھڑ ہوے اور جسارت و استبداد اوکار زیادہ حد سے
گذرا حضرت فرمائے کہ سلطنت دکن کی تقدیر مین نام پر خانان کے معین و مقرر ہوئی ہی سبی
واسطے دوسرے کے لا حاصل ہی غرض شاہزادہ نے دمان سے پے سیل مقصود معاودت کی
سلطان اس سے بہت رنجیدہ ہوا تب عین الملک و معین الملک سلطان سے بولے کہ خانخانان
جبکہ سالہا مدار المہام سلطنت کا رہا ہی علیہ اوسکا دلیں مردم کے جا رکھا ہی بدون قتل وہی الیکے
درستگی بندوبست شاہزادہ کی ہوگی استقلال خان خانان کا ظہور پاویگا اوسکے مارنیکی تدبیر کی خانخانان
یہ بات سنکر آدہی رات کو مع پسر اپنے علاء الدین نام مخفی حضرت مین حضرت کی آیا ماجرے سے آگاہ کیا حضرت
بندگی مخدوم فرمائے کہ ہرگز تمہارا بانا صلاح نہین چند بے باہر جا رہو پھر بعد کئی دنون کے چلے آنا یہ فرمایا

اور دستار کو اپنی دو ٹکڑے کر کے ایک سر پر سلطان کے اور ایک سر پر شاہزادہ کے باندھا مرخص کیا
خانخانان المخاطب احمد شاہ بہمنی دکن سے متعلقوں کو اپنے لیکر تاریکی شب میں باہر شہر گلبرگا آیا اثنار راہ
ایک سوداگر سے کہ طالع سلطان کا اوج ترقی پر تھا ملاقات ہوئی اس سے کہا رہنما میرا اس بلدہ میں
محض واسطے تقویت آپکے تنہا ہمراہ ہوا نواح کلیان میں آکر کچھ فوجے مرہٹوں کی جمعیت قلیل فراہم
کئے عین الملک و معین الملک فوج شاہی سے دنبال احمد شاہ کے ہوئے پانچ چھے مہینے جھاڑی میں
تلنگانہ کی تک و دو رہی آخر کار دوپہر کے وقت سلطان احمد شاہ بزیر سایہ ایک درخت کے
سو رہا تھا قیلولہ میں شکر خواب کے تنہا کہ دفعتاً خوابیں دیکھا کہ ایک روشن ہیں سر پر انکے چاند کی
کلاہ روبرو آئی پہلے تو مبارکباد سلطنت کی دی پھر ظاہر کیا کہ نعمت اللہ ولی نے کرمان سے اس فقیر کو
بھیجا ہے اور ایک تاج دکھلا کر اب کہا یہ تاج دوازدہ ترکی واسطے تمہارے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ
سلطنت دکن کی احمد شاہ کو مبارک سلطان احمد شاہ بحر داس معاینہ کے بیدار ہوا اور ملک الکبار
اور شاہزادہ علاوالدین کو جو سرہانے بیٹھے ہوئے تھے آگاہ کیا یہ شاد ہوئے اور کہے کہ اب سلطنت ہمارے
گھر آئی گلبرگہ کو چلنا پرسوں سے چلے عین الملک اور معین الملک بھی آکر داخل گلبرگہ ہوئے دوسرے
روز سلطان فیروز شاہ کہ بیمار شدید تھا پالکی میں سوار ہوا شاہزادہ حسنخان کو ہاتی پر بٹھلا کر باشکر
انبوہ مقابلہ پر سلطان احمد شاہ کے آیا اتفاقاً عین کارزار میں فیروز شاہ کو نقاہت مزاج پر زیادہ
ہوئی سموم صحرا سے غش آیا پالکی گھسا توپ کر کے عین الملک اور معین الملک طرف قلعہ گلبرگہ کے روانہ کیا
فوج سلطان کی خیال سے اس بات کے کہ سلطان فیروز شاہ کا انتقال ہو گیا ہر سہ ان ہو کر قلعہ گلبرگہ میں در آئے
اس عرصہ میں پالکی برفع یوشن فیروز شاہ کے وسط دروازہ میں قلعہ گلبرگہ کے پہونچی تھی کہ بسبب

شور و غل لشکریون اور اردو مین عام خلائق کے پیدا ہوا کہ فیروز شاہ حالت غشی سے ہوش مین آیا پوچھا کہ یہ غوغا کیا ہے
مقربون نے ماجرا عرض کیا فیروز شاہ نے کہا اب سلطنت قبضۂ اختیار مین احمد شاہ کے گئی عین الملک اور
معین الملک نے ہر چند عرض کیا کہ اوپر قلعہ گلبرگہ کے بروج دبارہ کے کھڑے ہو کر توپ و تفنگ سے سلطان
احمد شاہ کے ساتھ جنگ کرینگے فیروز شاہ فرمایا یہ تدبیر خام ہے مصلحت اسمین ہے کہ احمد شاہ کو بولا کر
ارسلطنت اوسکو سونپ دون اور بالتہ شاہزادہ کا اوسکے ہاتھ مین دون اور تم سبکو اوسکے حوالہ
کرون تا موجب جان بخشی تمہارا اور اسکا ہو پس بلوایا اور ایسا ہی عملین لایا دونو بھائی معانقہ کئے
اوسکے حسرت دامنین بیٹے فیروز شاہ احمد شاہ کو تخت پر بٹھلایا اور شہزادہ کی نذر دلوائی
ہاتھ مین دیا بعد ہر دو غلامان خاص کار کو سپرد سلطان کیا اور آپ بعد دو تین دن کے عالم
بقا کو روانہ ہوا احمد شاہ بادشاہ مستقل ہوا اور شاہزادہ حسن خان کو فیروزآباد وغیرہ جاگیر کر دی
شاہزادہ مدت العمر جاگیر مذکور مین رہا اوس معاش پر قناعت اختیار کی عمر عزیز کو بفراغت تمام گذارا بعد
سلطان احمد شاہ کو سفر ملک برار کا پیش ہوا تین سال اس مہم مین گذرے اسی ایام مین قلعہ کاویل کا
احداث فرمایا قلعہ ترناله کی مرمت کی دمان خبر رحلت حضرت بندگی مخدوم سید محمد کیسو دراز کی سنی
افسوس کیا بعد اتمام موجب وصیت وہ وخون خاطر سلطان کا ہوا جو دہان سے پھر گلبرگہ کو آنا ناگوار جانا
شہر سعد آباد کو دار السلطنت مقرر کیا قصر عالی تیار کر کے وہان رہنا اختیار فرمایا اور قلعہ بیدر کا بنوایا
عمر شریف حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی کی ایکسو پانچ سال کی ہی ستروین ذیقعدہ سنہ ۸۲۵ آٹھسو
پچیس کی بروز دوشنبہ وقت اشراق رحلت فرمایا ہے حرف مخدوم دین و دنیا مین تاریخ وفات
اون حضرت کی ہی بعدہ وسال کے تیاری گنبد مبارک کی شروع ہوئی آخر عمر تک سلطان

احمد شاہ دلی کے تیاری گنبد کی سوتی رہی بعد اسکے سلطان علاء الدین فرزند نے سلطان مغفور کے
اتمام کو پہونچایا چنانچہ مدت سات سال مین مع گنگل اندرونی گنبد مذکور تیار ہوا بعد مدت کے سلطان
ابراہیم قطب شاہ بادشاہ گلکنڈہ نے گنبد گنگل باہر کروایا اور سلطان محمود عادلشاہ بیجاپوری نے کلس
جدید ۱۰۵۵ھ ایکہزار پچاس مین بلند کیا اور قدیم کلس کو نکالکر سید محمد اکبر کے گنبد پر چڑہایا تاریخ نامہ
ایکا مظلوم اخی امام محمد باقر بن زین العابدین سے حضرت امام حسین شہید علیہ السلام کو پہونچتا ہے حضرت
سید محمد اکبر عرف ترلیا علیہ الرحمہ کا بیان ہے آپ بڑے فرزند حضرت بندگی مخدوم خواجہ بندہ نواز حسینی
قدس سرہ کے ہین محمد اکبر جب تولد اپکا بلدہ دہلی مین ہوا ہی لکہا ہے کہ اس روز ابدال و اولیا تہنیت کے آئے
تہے اور میوہ جنگل سے بنی اسرائیل کے لاکر دیے جب بزرگ ہوے علوم معقول و منقول کے بڑے عالم مشہور
شہر دہلی مین ہوے اور ابتدا احوال مین جب حضرت علیہ السلام سے ملاقات کی حضرت فرماتے کیا چاہتے ہو یہ کہے
مقصود میرا اوس قسم کا نہین جو تم سے چاہون لیکن یہ چاہتا ہون کہ مرخص ہو خواجہ فرماتے ہین کہ محمد اکبر اگر
فرزند میرا ہوتا مین ابتدا ہی کش اوسکا ہوتا کوئی مرید پیر مرشد سے نہوا مگر دو شخص ایک شیخ قطب الدین
بختیار کاکی اوشی خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہما سے دوسرے محمد اکبر مجھ سے نعمت خلافت کی اپکو
قبلہ گاہ سے اپنی ملی ہے واضح ہو کہ اُن جناب نے سنہ ۱۱۸۱ آلہ گیارہ ہجری مین جب محمد اکبر کو خلیفہ کیا
تہا یہ سر پہلایا افسوس کہ بعد ایک سال کے ایسی بیماری ہوئی کہ ہر روز جلاب پیتے تھے جب جلاب ہوتی
تہی اپنی آواز مین عالم رویا مین سیدۃ النساء العالمین حضرت بی بی رضی اللہ عنہا کو دیکہا کہ سیدہ نے
اونہین عہدہ خلیفہ قدس کی خراشی کا دیا جب کتاب جانے مین نہین جانتا لکہا ہے کہ وہ ایک مقام ہے نیچے
عرش کے اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُسجا کے ہتم ہین اور شیخ فرید شکر گنج بھی وہان

ہین واللہ اعلم ہوگا جب حال اوس کا یکا شیخ بندگی مخدوم سے ظاہر کیا وے کہے ہر گز قبول مت کرو
کہا کہ قبول کر چکا بندگی مخدوم فرماے جانا مین کہ تمہین میرے آگے جانا ہوگا پس روز چارشنبہ دسوین ربیع
الثانی کی سنہ ۱۰۱۲ ہجری سو بارہ مین رحلت فرمایا بندگی مخدوم کہتے ہین کہ مین اپنی عمر مین دو آدمیون کو
غسل دیا ہون ایک خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی اور ایک محمد اکبر کو شہر گلبرگہ مین پائین روضہ مبارک
بندگی مخدوم کے قبلہ آپکا ہی کہ اپنے روبرو بندگی مخدوم صاحب نے بنا کروایا تہا اور بندگی مخدوم ہر شب
کو واسطے زیارت قبر شریف کے جایا کرتے تھے کتخدائی محمد اکبر صاحب کی ملک چنچولی
حاتم خان برادر علاء الدین خلجی سے ہوئی ہی ان سے ایک فرزند وجود مین آئے تھے سید صغیر اللہ نام
ملقب صغیر اللہ دکن یک اب یعنی وقت تالیف ہذا صاحب سجادہ روضہ کلان حضرت بندگی
مخدوم صاحب کے تا حال جو سجادہ نشین ہین اولاد سید صغیر اللہ صاحب کی ہین اور حسین شاہ ولی حیدرآبادی
اور شاہ راجو صاحب حیدرآبادی اولاد سے محمد اکبر کی ہین چنانچہ بیان ہووے بزرگوار کا رقم طراز ہوگا
ذکر سید احمد صغیر عرف لہرا صاحب علیہ الرحمہ کا بیان ۔ لکہا ہی کہ ہندی مین لہرا چہوٹے کو کہتے ہین اور
آپ چہوٹے فرزند حضرت بندگی مخدوم صاحب موصوف کے ہین سات برس کی عمر مین فرماتے ہیں
کہ مین نور الٰہی کو دیکہا ہون ہمیشہ سونے مین رکہا کرتے تہے گہوڑے پر پالکی مین سوار ہوتے تھے
کتخدائی آپ کے گہر مین سید علاء الدین اور سید اجل دہلی کے ہوئی ہی جب ایام رحلت انکے قریب
ہوے سید مدد اللہ عرف شاہ قبول اللہ خلف ارشد کو اپنے حلوے مین طلب کر کے جملہ اذکار تعلیم
فرماے اور فرمایا کہ کسو سے مکہو وہ عرض کیے کہ ابو الفتح سے کہون کیا کہ ہان وہ علاء الدین کے
فرزند ہین حضرت بندگی مخدوم صاحب نے ہی اون سے اخفا کیا تہا بیس کیسوین تاریخ ماہ محرم کی

سنہ بغیر مرقوم رحلت فرمایا ہے فرزندون اور مریدون نے ایک بیچ گنبد خاص پہلو مین مرقد والد کے
مدفون کیا ہے سید محمد بغیر اللہ عرف شاہ صغیر دکن میک بن سید محمد اکبر عرف بڑے صاحب بن حضرت
بندگی مخدوم قدس اللہ سرارہم کا بیان ہے آپ عالم دنیا دار یمن بیچے سکار سے سلطان احمد شاہ بہمنی
کنی ہزار ہوارون کے رسالدار آسودہ حال فراغت کالی کے ساتھ گذران کرتے تھے جب والد بزرگوار
اپنے حضرت بندگی مخدوم رحلت کئے سید صغیر اللہ بیدر مین بیچے چچا انکے سید اصغر حسینی مسند
سجادگی پر جلوس کئے اپنے ساتھ وقت آنے بیدر بزرگوار اپنے محمد اکبر حسینی کے کہ وہ بڑے ہیے دعوے خلافت
و سجادگی کا کیا مگر دو دلیل سے دعوی انکا پیش رفت نہوا ایک محمد اکبر والد بزرگوار کے رحلت فرمایا ہوے ہیے
دوسرے فتوی شرع شریف کے لایورث ہوے دوسرے حضرت بندگی
مخدوم نے وصیت نامہ مین سید اصغر حسینی کے ایسا مندرج فرمایا تھا کہ اگر صغیر اللہ علاوہ کوری
بادشاہی ترک کرے تو دست بیعت کا مردم سے لیوے مگر جب چچا انکے سید اصغر حسینی بھی
رحلت فرما ہوکر پہلو مین مرقد شریف والد بزرگوار کے دفن ہوے اور سید نعیم اللہ حسینی عرف
سید قبول اللہ حسینی مسند نشین سجادگی سید صغیر اللہ نے یہ خبر بلدہ بیدر مین سنی تمام جمعیت
اپنی ہمراہ لی اور ارکاٹ سے انقلاع استخوان عم بزرگوار اور غرل سجادگی سید قبول اللہ حسینی کمر
جمعیت کی قایم باندہ کر آئے چونکہ سلطان علاء الدین بہمنی معتقد سید قبول اللہ حسینی کا تھا یہ بات بھی صورت
نہ پکڑی مگر بعد انتقال سید قبول اللہ حسینی کے جب سید اصغر عرف میان نتھے بڑے فرزند سید قبول اللہ
حسینی کے ذریعہ سے چچا صاحب سید من اللہ حسینی کے وسادہ پر سجادگی کے قایم ہوے سید
صغیر اللہ حسینی دکن میک بعد چند سے پھر جمعیت اپنی لیکر گلبرگہ کو آئے اور محاصرہ کیا اوسوقت

آخر کار رسایا تھا کہ تولیت روضہ منورہ کی علاقہ میں سید صغیر اللہ صاحب موصوف کے رہے اور امر سجادگی کا
میان ہتے پر مسلم و برقرار ہر دو صاحبزادگان سے کار بند روضہ منورہ کے ہوں پس صلح ہو گئی مدت تک
سابقہ کام دل کے گذران کی پس سن کہولت میں صغیر اللہ صاحب دکن میں ۱۰۸۰ ہجری ماہ ذیقعدہ سنہ نامعلوم
اجل طبعی سے گذرے ؛ سید محمد صغیر اللہ دکن میں سید محمد اکبر بن حضرت بندگی مخدوم کی اولاد کا بیان ؛
سید عسکر اللہ حسینی آپ بڑے فرزند سید صغیر اللہ کے ہیں روز انتقال پدر والا قدر کے جانشین تولیت ہو کر
بر ضد سید اصغر حسینی عرف میاں تتے کہ وہ نہیں چاہتے تھے لانے کو اپنے قبلہ گاہ سید صغیر اللہ دکن میں کے
پہلو میں مرقد شریف حضرت بندگی مخدوم کے دفن کئے سید صغیر اللہ کو چھری ہیں حقیقی سید جمال اللہ حسینی کی
یعنی دختر محمد اصغر کی منسوب ہتی اُنسے تو اولاد نہوئی ہتی مگر محل ثانی سے دو فرزند اول سید عسکر اللہ
جانشین تولیت سید اسد اللہ ہوئے بعد چندے تولیت سے سید عسکر اللہ معزول ہو کر بروایت قاضی
شیخ ابراہیم ملتانی یہ امر سید من اللہ حسینی ابن محمد اصغر کو منوس ہوا یہ عہد میں سلطان محمود
بہمنی کے سید عسکر اللہ صاحب موصوف سید عبد المجید بن سید احمد بن سید من اللہ حسینی کے ہمراہ کام میں
تولیت کے شریک و انباز ہوئے عرس سید عسکر اللہ حسینی کا بیدرہوں ربیع الثانی کو مقرر ہے
؛ سید عسکر اللہ کی اولاد کا بیان ؛ سید عسکر اللہ کو ایک فرزند ہتے میاں اسد اللہ عرس انکا آٹھوں ماہ
شعبان کو ہوا کرتا ہی انکے ایک فرزند ہتے میاں صغیر اللہ ثانی فرزند میاں اسد اللہ انہے تین فرزند
اول بڑے محل سے سید عسکر اللہ ثانی اور دوسرے چھوٹے محل سے دو فرزند منجلے حسین شاہ ولی رح
آبادی کہ ذکر آئیگا اور دوسرے شاہ راجو بیجاپوری جد امجد شاہ راجو حیدرآبادی کہ ذکر آئیگا
؛ محمد اصغر حسینی بن حضرت بندگی مخدوم کی اولاد کا بیان ؛ محمد اصغر حسینی عرف میر احباب مخلف دوم

خواجہ بندہ نواز محمد گیسو دراز کے ہین جیسا کہ گذرا انکو وقت انتقال سات فرزند تھے بڑے سید اللہ
عرف سید قبول اللہ حسینی دوسرے سید بعۃ اللہ تیسرے امین اللہ حسینی چوتھے شاہ یمین الرحمان پانچوین شاہ
رحمان اللہ حسینی کہ ذکر انکا صوبہ محمد آباد بیدر مین آویگا چھٹے شاہ اللہ ساتوین شاہ اللہ قدس اللہ اسرارہم
پسر سید کرم اللہ حسینی کا بیان ۔ آپ فرزند اولین قبول اللہ حسینی کے ہین کہتے ہین کہ آپ سات برس کے تھے
کہ اوس سن مین ایکروز سنا کہ راجہ بالگوار واسطے ملاقات حضرت بندگی مخدوم صاحب کے شیر کی
پیٹ پر سوار اور نور اسانپ کا ہاتھ مین لیے ہوے ہین آپ جھٹ ایک دیوار پر چڑھ گئے اور اسکو
اشارہ کیا قدرت خدا وہ اپنی جا سے ہلی اور چلنے لگی شور و غل ہوا راجہ بالگ سوار مغرب رو یہ گلبرگہ کے
عیدگاہ تک آئے تھے یہ بات سنکر لوٹ گئے اور سید کرم اللہ سب سے جلال ہو اپنے اوسیوقت جان بحق
تسلیم ہوے یہ واقعہ کسوں سنہا ۱۱۸۰ سنہ ۱۱۸۰ سو ستر ہجری مین ہوا ۔ مولانا جلال الدین مجربی
علیہ الرحمہ کا بیان ۔ آپکو فصوص الحکم مین بہت ہی بڑا اعتقاد اوس کتاب پر تھا آپ مرد مسافر حکیم
جہاندیدہ اور پیر دیرینہ تھے ایکشرح فصوص ... کی بہت لطافت کے ساتھ لکھی ہے زمانہ بندگی مخدوم صاحب کا
ہی کہ مین اکمال اونکے ساتھ رہا ۔ اس شرح فصوص مولانا مجربی جلال الدین سے خوب لایل حقول و عقول
کے لائے جیسے میں نے کہا حرکا مولانا صاحب کا ہے ہر حضرت خواجہ بندگی مخدوم کے بیعت کی
وجہ کمال کا یا بابت لوگ آپ سے مفید ہوے عمر طبعی کو پہونچکر رحلت فرماے ۔ شاہ کمال
الدین بابائی رحمۃ اللہ کا بیان ۔ آپ مرد محمود جہان گرد تھے اکثر تنہائی کو قبول کیا تھا
صحت سے ایام کے اکثر سفر بیشتر جنگل مین رہتے تنہائی کو بہتر سلطنت سے ہفت اقلیم کی
جانتے ہے ایکروز الہام غیبی ہوا ای کمال الدین جاسوسی کا دید ہو زیادہ اس سے خود پسندی

متکرآپ خدمتین جلال الدین مغربی کے آئے اور بیعت کی نعمت سے خلافت کی سرفراز ہوئے
عالم کو ہدایت کی جب وقت موعود پہونچا انتقال فرمایا ۔ میر یحیی صاحب شمس العشاق نور اللہ
مرقدہ کا بیان ۔ آپ مرید اور خلیفے شاہ کمال الدین بیابانی کے تھے بعد تحصیل کمال کے مرشد سے
رخص ہوکر بیجاپور گئے وہان جاکر تالاب پر شاہ پور کے اقامت کی وہین متاہل ہوئے وہین موئے
وہین دفن ہوئے ۔ شاہ برہان الدین جانم واضح اللہ برہانہ کا بیان ۔ آپ مرید اور خلیفے
قبلہ گاہ کے تھے ابراہیم عادلشاہ ثانی بیجاپوری بہت معتقد آپکا تھا مزار شریف انکا بیجاپور مین
ہے ۔ امین الدین اعلی اسکنہ اللہ تعالی فی اعلی علیین کا بیان ۔ آپ مرید اور خلیفے والد ماجد
برہان الدین جانم کے ہین لکھا ہے کہ آپ بڑے اولیا و مکمل تھے عہد مین آپکے بعضی نادان مین کوتہ اندیشون نے
حاکم وقت سلطان سکندر عادلشاہ کہ نوجوان تھا مزاج کو اوسکے حضرت سے برگشتہ کیا دے ہر مقدمہ
مین حضرت سے کج بحثی کرتا تھا خصوصا واسطے نماز جمعہ کے جامع مسجد مین مجور خلیف جنا کہا ہوتا تھا اگر روز
آپ مصلی اپنا کندہے پر قادر لنگاہ کے کہ وہ مرید آپکے تھے رکہکر تالاب شاہ پور کے گئے اور قادر لنگاہ
کو فرمایا کہ جاو بریہ سجادہ جو کندہے پر ہے پانی پر بچہا کر پلا آوے بے وسوسہ سطح آب پر مثل
روی زمین کے چلے گئے اور سجادہ آب عمیق پر بچہا کر واپس آئے لوگ کہا خلق بیجاپور کے نہ بادشاہ
واسطے دیکہنے اس تماشے کے حاضر تھے آپنے ہر ایک سے فرمائے آو چلو جماعت سے نماز ادا کرین
کسیکی مجال نہوئی آپ گئے اور سجادہ پر کہڑے ہوکر دوگانہ عشق پڑہ کر چلے آئے اور بادشاہ سے
کہا کہ خبردار رہو میری جاہیر کو مرا آیا ایسا ہی ہوا اوسی جلد مین عالمگیر بادشاہ آیا اور سکندر عادلشاہ
ماخوذ اور ممالک بیجاپور مسخر عالمگیر بادشاہ کا ہوا ۔ تمت نامہ امین الدین اعلی کا ۔ رند مظلوم بن سید علی

کان اللہ لہ

بن حضرت زین العابدین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہونچتا ہی ✤ علاء الدین اللہ دی المعروف

لاڑلے صاحب انصاری عطر اللہ تربتہ کا بیان ✤ آپ اولاد سے بزرگان انصار کے ہین اور مقیمان دہلی سے

ہم عمر حضرت بندگی مخدوم بڑے یار وفادار اُن جناب کے عہد طفلی سے بہت یگانگت و ارتباط رکھتے تھے

محبت نامہ مین ملفوظ سید اللہ حسینی کے مرقوم ہی کہ شیخ علاء الدین ایام جوانی مین عاشق ایک عورت کے

تھے گیارہ برس تک ہر روز گلیمین اوسکی جاتے اور بندگی مخدوم کو ساتھ رکھتے اگر قابو پاتے اندر

جاتے ورنہ تمام شب اوسکے گھر کی گشت کرتے اور بندگی مخدوم ایک مسجد مین کہ روبرو دروازہ اوسکے

تھی تمام شب اُسمین مشغول عبادت حق کے ہوتے بارہ سال بعد ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ معشوقہ

مذکورہ نے لاڑلے انصاری کو لکڑی سے مارنا شروع کیا یہانتک مارا ری کہ سر اُنکا پھٹ گیا اور لہو جاری

ہوا جب باہر آئے بندگی مخدوم نے پوچھا یہ کیا حال ہی کہا ای امیر جب سے بارہ برس بعد یہ دولت

حاصل ہوئی بندگی مخدوم بولے عاشق عورت کا ہوا ہی شیخ کہا ہین صانع کو مصنوعین دیکھتا ہون

بعض کہتے ہین کہ لاڑلے انصاری جس روز دن پھرے سال تھے حضور مین والدہ حضرت بندگی مخدوم صاحب

جاکر اپنے کو فرزند اوسکا کہلایا اور مع بندگی صاحب ایکجا رہتے تھے مکتب خانہ مین باہم اتفاق جاتے تھے

اور بعض سوانح مین لکھا ہی کہ لاڑلے انصاری مرید نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے اور تربیت صحبت مین شیخ

محمد دوم کے پائے کہتے ہین دس بزرگ مع لاڑلے انصاری ہمراہ بندگی مخدوم کے صحبتین شیخ نصیر الدین چراغ

دہلی کے آمد و رفت رکھتے تھے شیخ فرمایا کہ ای شیخ بندگی مخدوم جو کلمات عرفان کے کہ ہر روز مین سنکو

تعلیم کرتا ہون تم اون دس آدمیون کو جو ہمراہ تمہارے ہین سکھلاو اس سے معلوم ہوا کہ علاء الدین

لاڑلے انصاری فی الحقیقت تربیت یافتہ بندگی مخدوم کے ہین اور ایسی جا لکھا ہی کہ لاڑلے انصاری

سنہ ۶۱ سات سو اکسٹھ ہجری مین دہلی سے دکن کو آئے اور قصبہ الند مین ساکن ہوئے اور گوشہ و خانقاہ
زندگی مین اپنے بنا فرماکر سنہ ۷۷۰ سات سو ستہتر ہجری مین خراسیدہ عالم قدس کو ہوئے اور اسی گنبد مین
مدفون ہوئے سنہ ۱۱۹۴ ایکہزار ایکسو چورانوے ہجری مین میر بدرالدین حسین خان بن عطاء اللہ خان شرف
خاکپائے نساب الخانات مفت اللہ ولی کو ہونچتا ہی جب وہ عامل اس نواح کے ہوئے انعارخانہ بختہ مقابل
دروازہ درگاہ سایہ رفعت و وسعت کے اور احاطہ قدیم کو جو گل و سنگ سے تہا از سر نو احداث کیا درگاہ
فیض بارگاہ لاڑلے انصاری کی مطاف خلایق کا ہی شیخ علاوالدین گوالیاری سواد اللہ الحضرت
کا بیان ہے جلیفے حضرت مخدوم ہین مرد آمد تھے تحصیل علم ظاہری کی حضرت قاضی عبدالمقتدر سے
کی ہی ابتداء حال کار مین سلطان محمد کے تردد کرتے تھے اور اسکو تولیت قصبہ گوالیار کی فتوی کی
تہی اور خیل خانہ کثرت سے نزدیک اپکے تہا دنیوی دستگاہ بہت رکھتے تھے جب حدمت مین بندگی
مخدوم کے حاضر ہوئے سب ترک کر کے فقر اختیار کیا اکثر بہاڑون مین گوالیار اور بہاندیر کے آوارہ رہے
ہمیشہ روزہ رکہنا شعار اپکا تہا شہر شوال مین تین روز افطار فرماتے تھے آخر شعبان سنہ ۸۰۱ آٹھسو
ایک ہجری مین بندگی مخدوم سے خلافت پاکر گوالیار مین مشغول بکار اپنے ہوئے پہر مع فرزندان کاکی مین
آکر سکونت کئے اور وہین قبل چار مہینے کے خبر وفات کی دیکر ماہ محرم سنہ ۸۳۴ آٹھسو چونتیس ہجری مین
رحمت حق سے لی درگاہ موضع برہانپور مضاف شورابور صوبہ بیجاپور مین مطاف عالم و عالیان کا ہی
اہالی و مکان کے ہندو و مسلمان معتقد انکے ہین و شاہ چندا حسینی رحمۃ اللہ کا بیان ہے
حضرت سید کی مخدوم کے تھے درگاہ اپکی کولی پٹن مضاف صوبہ بیجاپور مین ہی بعضے سلاطین عادل
شاہیہ جوار مین درگاہ شریف اپکی مدفون ہین ایسی جایز کہ حضرت کی درگاہ کا سایہ گنبد پر سلاطین

مذکور کی

مذکور کی پرتابی اور سلاطین مذکرہ کا سایہ درگاہ پر اون حضرت کی ہین عرس انکا گیارہوین شعبان کو ہوا
کرتا ہی آپکی والدہ کا نام بی بی فردوس ہی اور مقبرہ بی بی فردوس کا شہر بیدر مین ہی انکو چار فرزند
تھے بطن سے مخدومہ جہان کے سید محمد عرف سید نور عالم اور سید احمد عرف شمس عالم اور سید عبد الرحیم
اور سید مشہدی مقبرہ اُن ہر چہار بزرگزادونکا شہر بیدر مین نزدیک جدہ کے ہی شاہ چند اسادات
صحیح النسب زیدی ہین نسب اونکا سینتالیس واسطہ سے حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی کو پہونچتا ہی
قدس اللہ اسرارہم ۞ دوسرا قطب ۞ صوبہ نجبتہ بنا کے اولیادن کے بیانمین ۞ سید یوسف عرف سید راجہ
والد ماجد حضرت خواجہ بندہ نواز رحمہما اللہ کا بیان ۞ سید راجہ عرف شاہ راجو قتال آپ مشایخان کبار
دہلی کے ہین باشندہ شیخ پور کے کمال متشرع و متورع بڑے عالم نہایت زاہد کاسب صاحب ہمت
اہل باطن کوی فرض سنت نفل آپسے فوت نہوا آپ سید صحیح النسب زیدی ہین بلدہ دہلی مین سید سلطان
الاولیا بدایونی کے ہوکر کسب باطن حاصل کیا اور خرقہ خلافت کا نصیر الدین محمود اودہی عرف نصیر الدین
چراغ دہلوی سے پایا بعد مدت بموجب حکم مرشد کے ارادہ سے زیارت مزارات اولیا روضہ منورہ کے
مع ہر دو فرزند یعنی سید نجم الدین عرف سید چندا اور سید محمد عرف بندہ نواز حسینی
دکن کو آئے اور روضہ منورہ مین دولت آباد کے ساکن ہوے تصانیف سے آپکے تحفۃ الضایح
مشہور ہی کہ واسطے فرزند ارجمند بندہ نواز حسینی کے تصنیف کیے تھے ۷۳۶ سنہ سات سو چھتیس ہجریہ مین
ملاقی حق سے ہوے گنبد مبارک آپکا دولت آباد مین ہی اور یہ جو مشہور ہی کہ گنبد پر سے اونکے
پرندہ نہین اور تا بازد سے پھینکر جل جاتا ہی اور اگر اوڑا تو دو ٹکڑے ہوکر گر جاتا ہی بلکہ
صاحب کتابنے کہ جسکا یہ منتخب ہی ایسا ہی لکھا ہی اسکی حقیقت راقم مذنب جو سنی ہی ہے

کہ کسی وقت ایک گیدڑ گوسفند جانور کا شکار اوسپر پڑا تھا چونکہ جانورون کو اپنے بچانے کی عقل
ہی حیوان کہین ایسا ہے جسنے اونکا دیکھا ہو یا مارا ہو اپڑا دیکھتے ہین اور دہر رخ نہین کرتے
البتہ چندروز اُن ایام مین نگدرے ہونگے وہی بات مشہور ہوگئی اُس شاہ راجو صاحب کہا
زید مظلوم بن سید علی بن زین العابدین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہوبجاہی ہان صاحب کتاب
نسب نامہ جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت آدم علیہ السلام تک یون سخن
سلکر کہ حضرت علی فرزند ابیطالب کے ہین اور ابیطالب بھائی عبداللہ کے اور عبداللہ والد ہمارے حضرت
صلعم کے ہین اس مقام پر لکھا ہے راقم نے بھی اتباع اوسکی کرکے سعادت حاصل کی ۔ نسب نامہ
برگزیدہ خدا محمد مصطفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن
ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک
بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن یسرب
بن یامین بن اود بن ہمیسع بن نبت بن ہملہ بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام ابن
بن تارخ بن غارخ بن نافور بن عابر بن فالج بن عہود یعنی حضرت ہود علیہ السلام بن ارفحشد بن
سام بن نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ یعنی حضرت ادریس النبی علیہ السلام
بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوشہ بن شیث بن حضرت آدم علیہم السلام یہ سب حضرت
آدم اکاون واسطے ہوے ۔ حضرت شیخ برہان الدین غریب عرف برہان الدین اولیا قدس سرہ کا بیان
آپ بہت ذوق وشوق سے طرف سماع کے مزاج غلو کے درجہ پر مایل تھا فضلا کرمان مثل امیر حسرو اور
امیر حسن اور دیگر جو اس طبع اسیر محبت آپکے تھے خلفا سے شیخ نظام الدین اولیا کے ہین

لکھا ہے

لکھا ہی کہ جب حضرت شیخ نظام الدین اولیا نے اپنین دکن کو رخصت کیا راہ مین ہر کہلا عرض کی
کہ جب مین وہان گیا تو مردم کو اسی مجلس کی کہان پاؤنگا شیخ مراقبہ مین ہوے اور بعد ایک زمانہ کے عجیب تعکیے
سے سر نکالکر کہا کہ مین اہل مجلس کو بھی کہ یہ چار سو آدمی ہین تمہین عطا کیا پھر عرض کی کہ طاقت جدائی
حضرت کی نہین پاتا ہون شیخ نے بار دیگر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ تم جہان ہوگے وہان ہمارے اور تمہارے
حجاب نہوگا پس شیخ برہان الدین نے چار سو فقیرون سے جسمین شیخ کے دولت آباد مین آکر مقام
کیا لوگ وہان کے معتقد ہوے فتوح حد سے گذر ابہت آسودہ حال رہے دہین موے دہین
مدفون ہوے یہ سب بزرگ لوگ روضہ منورہ کے عہد مین سلطنت سلطان محمد تغلق کے تشریف لاے
ہین اور تا جلوس حسن کانکوی بہمنی ۷۴۸ سات سو بیتالیس تک برہان الدین اولیا بقید حیات تھے

شاہ منتجب الدین المشہور زر زری زربخش قدس سرہ کا بیان مشہور ہی کہ آپ بھائی برہان الدین
اولیا کے تھے شیخ نظام الدین اولیا سے جب خلافت نامہ اور مصلی اور عصا اور خلعت درویشی کا پایا
شیخ نے واسطے ارشاد خلائق دکن کے تعین فرمایا اور روایت دوسری مین مشہور ہی کہ وقت
روانگی سات سو مرید کو اپنے کہ بعض انمین سے پالکی نشین تھے ہمراہ لیکے دئے اور زر زری
زربخش جو لیکو کہتے ہین اسکی دو وجہ ہین ایک تو یہ کہ ہر شب حجرہ مین لیکے ایک دستار ایک قبا
ایک کمربند زرین غیب سے حاضر ہوا کرتا اور جب آپ واسطے تہجد کے اُٹھتے خادم قباے زرین
حجرہ سے نکالکر خیاط کو جو اوسوقت حاضر ہوتا لا دیتا وہ جب ایک آستین اوسکی کتر کر
ٹاٹ کی آستین لگا کر دے دیتا آپ وضو سے فارغ ہوکر اوسکو پہن لیتے نماز ادا کرنے پس
بازار سے خدام اسی لباس کو اوتار لیتے اور صبح ٹکڑا ٹکڑا اسکا متواضع سے کتر کر مساکین کو

دے دیتے اندازہ اسکا یہ ہے کہ چار انگل کا ٹکڑا جب جلایا جاوے چار تولے چاندی پائی جاوے اور دو ٹکڑے
وجہ یہ ایسا لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۰۴ ہجری سوا چار ہجری نواح دکھن قحط ہوا احادیث و گلہ غرض کی کہ اب
ہم میں تاب و طاقت فاقہ کشی کی نہیں ایکدو روز میں کچھ ہمارے واسطے ارشاد ہو کہ تا ہکو افاقہ ہو ورنہ ہم
درگاہ مبارک چھوڑ کر کہیں چلے جاتے ہیں حکمت الٰہی دروازوں میں سے سنگ فرش کے جو حوضوں درگاہ میں جا بجا لگے
ہوئے تھے چاندی کی میخیں نکل آئیں کہ ہر ایک چار چار پانچ پانچ تولہ کی تھیں خادم کاٹ لیگئے اپنے اپنے
حصہ موجب بانٹ لیا پھر دوسرے تیسرے روز وہ فقرہ نشو نما کیا اسی سلسلہ جاری رہا یہانتک کہ کرامات
اور زمانی سے ہوئی ۔ زین الدین علی المشہور شاہ زین الحق زین اللہ تربتہ کا بیان ۔ بعض اسیر ہیں
شاہ زین الدین علی خواہرزادے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ہیں پس عظیم اللہ مجدوانہ اور موحدانہ
عزیز کو اپنی ہمیشہ یہ فرمایا دین بت العباد کی گذارے آپ مرید اور خلیفے شاہ برہان الدین اولیا کے ہیں بعد
رحلت جانشین مرشد کے ہوئے سلاطین اطراف معتقد ایکے ہیے خصوصاً سلاطین ہمیشہ بالتخصیص سلطان
محمد شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور نصیر خان فاروقی بن راجی علیخان خلد اللہ
حضرت کے کنارہ پر رود تپتی کے شہر آباد کر کے ایک کا نام ناصر پور شہر برہان الدین اولیکے برہانپور رکھا اور ایک
نام حضرت کے سنہ ۱۰۰۱ ہجری سوا ایک میں زین آباد مزار انکی روضہ منورہ میں ہی سال وفات معلوم ہوتا ہے محمود
اور رنگ آباد میں قیمت محمود کا بیان ۔ مکیہ اور کابلہ مذکور میں مشہور ہے آپ مرید اور خلیفے بابا شاہ مسافر کے ہیں کہ
انکا شہر اورنگ آباد میں مشہور ہے شاہ محمود بعد انتقال عاقب محمود مرشد بابا شاہ مسافر کے سجادہ
نشین کے بیٹھ کر قریب پچاس سال کے نظارہ شیخی کا بجا یا طریق اوکا عجز و انکسار و بذل و ایثار بتا اور
معاش پیشہ تجارت اللہ تعالے نے برکت دی ہے کثرت سے دولت جمع کی ہے اور جو خارج آتا ہے صرف

صادر

صادر وارد کا ہوتا تھا عالم عالم دلون کو دام مین جن وخلق کے کھینچا تھا اسی مروت وخلق اللہ سے کی ذکر
جمیل آپکا تا قیام قیامت دفتر روزگار پر ثبت رہیگا عمارت آپکی شریفہ کی اور نہر اور حوضین اور پل تمام
ساختہ و پرداختہ جناب کے ہین سنہ ۱۱۷۵ ایکہزار ایکسو پچھتر ہجری ہین روز چہارشنبہ وقت اشراق واقعہ آپکا
ہوا ہے آگے صوبہ گجرات شاہ مسافر کے آپ دفون ہین اور احوال شاہ مساوکا راقم نہین پایا صاحب کتاب
کسی اور سے کتابکا حوالہ دیتا ہی کہ وہ نہین پائی غلام علی آزاد سے وفات تاریخ آپکی یہ ہی ؎
حقایق مرتبت فیض مجسم ۞ زعالم رفت و در فردوس آسود ۞ خرد فرمود تاریخ وصالش ۞ مسافر شد
یگانہ شاہ محمود ۞ سید غلام حسن متاخر اورنگ آبادی رحمۃ اللہ کا بیان ۞ نسب آپکا حضرت
شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی مقرب آپکے سید محمد اسحاق صاحب بغداد سے
ہند کو آئے اور وہان سے متوطن سیر دکن کے ہوے اور ظاہر قلعہ خیبر مین اقامت کی سید غلام حسن
وہان متولد ہوے وہین نشو نما پایا اور جد والد انکے سید شہاب الدین سیر کنان وارد احمد آباد
گجرات ہوے خدمت سے شاہ علی رضا بن فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی کے
نعمت باطن کی مراد ان حاصل کی اور گجرات سے عطف عنان کرکے شہر اورنگ آباد مین آرہے حضرت نے
اعتبار و اقتدار ارزانی فرمایا چونکہ اقبالمند تھے جس مجلس مین امیرون کے ہو یا فقیرون کے جاتے صدر مجلس ہو
بیٹھتے سب لوگ انکا تعظیم و احترام کے بجالاتے تھے دوسری تاریخ جمادی الاول کی سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو چہتر ہجری
روز جمعہ قبل مغرب کے رحلت کی روز شنبہ قریب مسجد خانقاہ اپنے کہ روبرو تیار کر رکھے تھے مدفون ہوے
میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت یون سلک نظم مین پروئی ہی قطعہ سید مقتدای غلام حسین ۞
کرد رحلت بجنت المادی ۞ سال تاریخ او خرد فرمود ۞ در جنان رفت زبدۃ الفقرا ۞

دے دیتے اندازہ اسکا یہ ہے کہ چار انگل کا ٹکڑا جب جلایا جاوے چار تولے چاندی پائی جاوے اور دوسری
وجہ یہ ایسا لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۰۴ ہجری بارہ سو چار ہجری نواح دکھن میں قحط ہوا احادی کا وگلہ غرض کی کہ اب
ہم میں تاب و طاقت فاقہ کشی کی نہیں ایکدو روز میں کچھ ہمارے واسطے ارشاد ہو کہ تا ہمکو افاقہ ہو ورنہ ہم
درگاہ مبارک چھوڑ کر کہیں چلے جاتے ہیں حکمت الٰہی درغوں میں سے سنگ فرش کے جو خواجہ کی درگاہ میں جابجا لگے
ہوئے تھے چاندی کی میخیں نکل آئیں کہ ہر ایک چار چار پانچ پانچ تولہ کی تھیں خادم کاٹ لیگئے باقی
حصہ جو باٹ لیا پھر دوسرے تیسرے روز وہ نقرہ نشو نما کیا اسی سلسلہ جاری رہا یہانتک کہ کرامت
ارزانی سے ہوئی ۔ زین الدین علی المشہور شاہ زین الحق زین اللہ مرقدہ کا بیان ۔ بعض سیر میں
شاہ زین الدین علی خواہرزادے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے ہیں بس عظیم القدر مجذوبانہ اور موحدانہ
عزیز کو اپنی ہمشیرہ پر فوقیت دیتے تھے یا دین بنت العباد کی گواہ ہے آپ مرید اور خلیفے شاہ برہان الدین اولیا کے ہیں بعد
رحلت جانشین مرشد کے ہوئے سلاطین اطراف معتقد آپکے بے خصوصاً سلاطین بہمنیہ بالتخصیص سلطان
محمد شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی اور ناصر خان فاروقی بن راجی علیخان حسب الارشاد
حضرت کے کنارہ پر رود تپتی کے شہر آباد کر کے ایک کا نام ناصر پور شہر برہان الدین اولیا کے برہانپور رکھا اور ایک
نام ناصر حضرت کے سنہ ۱۰۱۰ سو ایک میں زین آباد مزار انکی روضہ منورہ میں ہے سال وفات معلوم ہے شاہ محمود
اور رنگ آباد فتح محمود کا بیان ۔ مکیہ اور انکا بلدہ مذکور میں مشہور ہے آپ مرید اور خلیفے بابا شاہ مسافر کے ہیں کہ
انکا شہر اورنگ آباد میں مشہور ہے شاہ محمود بعد انتقال عاقبت محمود مرشد بابا شاہ مسافر کے سجادہ
مشیخت پر بیٹھ کر قریب پچاس سال کے فقارہ شیخی کا بجایا طریق اونکا عجز و انکسار و بذل و ایثار تھا اور
معاش پیشہ تجارت اللہ تعالے نے برکت دی ہے کثرت سے دولت جمع کی ہے اور جو خارج سے آتا ہے صرف

صادر

صادر وارد کا ہر تماشا عالم عالم دلون کو دام میں حسن وخلق کے کھینچتا تھا ایسی مروت وخلق اللہ سے کی ہے ذکر
جمیل آپکا تا قیام قیامت دفتر روزگار پر ثبت رہیگا عمارت آپکی شریفہ کی اور نہر اور حوضین اور پل تمام
ساختہ پرداختہ جناب کے ہین سنہ ۱۱۷۵ ایکہزار ایکسو پچھتر ہجری ہین روز چہارشنبہ وقت اشراق واقعہ آپکا
ہوا ہی آگے صوفہ گنبد شاہ مسافر کے آبادفون ہین اور احوال شاہ مسافر کا راقم نہین پایا صاحب کتاب
کسی اور ہی کتاب کا حوالہ دیتا ہی کہ وہ نہین پائی غلام علی آزاد سے وفات تاریخ آپکی یہ ہی ؎
حقایق مرتبت فیض مجسم ۔ زعالم رفت و در فردوس آسود ۔ چو در فرمود تاریخ وصالش ۔ مسافر شد
بیگانہ شاہ محمود ۔ سید غلام حسن متاخ اورنگ آبادی رحمۃ اللہ کا بیان ۔ نسب آپکا حضرت
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی قریب آپکے سید محمد اسحاق صاحب بغداد سے
ہند کو آئے اور دہان سے متوطن سیر دکن کے ہوے اور ظاہر قلعہ خیبر مین اقامت کی سید غلام حسن
دہان متولد ہوے وہین نشو نما پایا اور جد اعلا انکے سید شہاب الدین سیر کنان وارد احمد آباد
گجرات ہوے خدمت سے شاہ علی رضا بن فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی کے
نعمت باطن کی فراوان حاصل کی اور گجرات سے عطف عنان کرکے شہر اورنگ آباد مین آرہے حق تعالی نے
اعتبار واقتدار ارزانی فرمایا چونکہ اقبالمند تھے جس مجلس مین امیرون کے ہو یا فقیرون کے جاتے صدر مجلس ہو
بیٹھتے سب لوازم تعظیم واحترام کے بجالاتے تھے دوسری تاریخ جمادی الاول کی سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو چہتر ہجری
روز جمعہ قبل مغرب کے رحلت کی روز شنبہ قریب مسجد خانقاہ اپنے کہ روبرو تیار کر رکھے تھے مدفون ہوے
میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت یون سلک نظم مین پروئی ہی قطعہ سید متقدی غلام حسین ؎
کرد رحلت بجنت المادی ۔ سال تاریخ او خود فرمود ۔ در جنان رفت زبدۃ النقراء

اعداد میں اسکے غلطی ہے یہین معلوم کیا ثبت ۔ شاہ علی ہبری اورنگ آبادی رحمۃ اللہ کا بیان ۔
آپ کبری کیا کرتے تھے آخر کار ترک روزگار کرکے حرمین شریفین گئے وہان سے مراجعت کرکے سجادہ پر
شیخیت جلوس فرما کر اب عام کو گردیدہ اپنا کیا تکیہ بنایا مسجد تعمیر کی ہر لائی سوا سطے ہبری مشہور ہین
پس گیارہوین رمضان ۱۱۷۶ گیارہ سو چھہتر ہجری شب یکشنبہ متوجہ عالم قدس ہوئے شہر قدوہ حوض مسجد
اپنے مدفن اُن جناب کا ہی میر اولاد محمد رکن نے تاریخ اُنکی اور سید غلام حسن نے یکجا کہی ہی قطعہ
آن سید حق پرست سالک ۔ وان شاہ علی کہ بود و فرداند ۔ تاریخ وصال شان رکن گفت ۔ مہمان و
فوت کردند ۔ صحیح ہی ۔ حکیم مرتاضی گیلانی رحمۃ اللہ کا بیان ۔ آپ کشتہ دانش اور فور فضل سے اعلم
پدا نباز اور قوت حافظہ و حدت فہم مین ممتاز تھے جب کہ فضیلت و کمالات آپکا محفل ہمایون شاہجہان
بادشاہ کے آیا بادشاہ نے اور فرمایا اعزاز و اکرام کیا سلک ملازمون مین انتظام دیا تعلیم اورنگ
زیب کی سپرد کی پس عالمگیر جب واسطے نظم دکن کے مامور ہوکر آئے چونکہ میر صاحب موصوف ہمراہ تھے
اورنگ آباد مین پہونچکر ۱۰۶۱ ایکہزار اکسٹ مین کہ اوسوقت عمر جناب کی اسی برس سے زیادہ تھی
جہان فانی سے گذرے ۔ شیخ بدہن شطاری رحمۃ اللہ کا بیان ۔ آپ اولاد شیخ عبداللہ شطار کے
ہین زمانہ مین سلطان سکندر لودہی کے نقارہ شیخیت ارشاد آپکا بلند اور آوازہ طریق شطاریہ کا
مریدون طالبین کو تلقین کیا کرتے تھے کہ مضافات دکن کے متصل کھوکن مدفون ہین اور وہ کوہ
بدہن کا پہاڑ مشہور ہی ۔ شمامیر رحمۃ اللہ علیہ الرحمہ کا بیان ۔ درگاہ آپکی قصبہ مرج مین ہی آپ
درویش محمد صحبا نورد تھے قصے عجیب آپ سے نقل کرتے ہین افسون وغیرہ مین نام آپکا اثر قوی
رکھتا تھا ۔ شیخ صلاح الدین عرف شیخ سیلان علیہ الرحمہ کا بیان ۔ درگاہ آپکی متصل قصبہ پونہ کے ہی

شہر غار سے تشریف لاتے ہے کہتے ہین انکی دعا سے راجہ جودہپور مرا گیا نقل ہی فقرا ہمراہی
انکے ہمیشہ گاے ذبح کرکے کہایا کرتے تہے ایکدن پرستار اُسکے قوم ہنود استغاثہ حضرت سے کیے آپنے
پوست اور سر یا دو چند گایون کے انکی جاے پر رکہکر فرمایا کہ اللہ حکمت الٰہی سے سب بادہ گاو زندہ ہوئین
اوسیکو چلی گئین ماہ شعبان مین دنیا سے نقل مکان عقبی کا فرمایا قبر شریف انکی پونہ مین ہی ایک عالم فیض
یاب ہندو مسلمان اعتقاد رکہتے ہین جب سے ہمیشہ وہان گاو ذبح ہوتی ہی عمل مین مرہٹے کے بھی مما نعت

اسم مرکب ہی ہشت اقطب ۔ بعضے اولیا خصوصًا خاندیس و برہانپور کے بیان ۔ شیخ عیسی رحمۃ اللہ
رحمۃ اللہ کا بیان ۔ آپکے شیخ عیسی سندہی برہانپوری کہتے ہین اجداد آپکے سندہ مین توطن رکہتے تھے
مرید شیخ محمد شکر عارف شطاری کے ہین اعداد تصانیف آپکے بہت ہین جیسی کہ تفسیر انوار الاسرار
اور مجمع البحرین اور عین المعانی اور روضۃ الحسینی شرح اسماء الحسنی وفات آپکی بلدہ شہر برہانپور
مین بیچ سنہ ۱۰۳۱ ایکہزار اکتیس ہجری کے ہوئی ہی ۔ شیخ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ کلیاری ۔ آپ خلیفہ شیخ
عیسی حند اللہ کے ہین محدث صاحب علم اہل فضل و کمال مدت تک بلدہ برہانپور مین جادہ پر ارشاد کے
سلک فرما رہے تہم ارادتکا مزکہ قلوب طالبون کے ہو یا کتاب مفتاح الصلوۃ اور فتوح الاوراد تصانیف سے
جناب کے مشہور ہین آخر مکہ معظمہ مین جاکر اوسی مکان مقدس سے جو لمان نرسنگاہ آخرت کے ہوے
۔ حضرت شاہ برہان راز الٰہی قدس اللہ اسرارہ کا بیان ۔ آپ ترک علایق و درک حقایق اور کسب
کمال مین یگانہ عصر کے تہے خرقہ خلافتکا شیخ عیسی حند اللہ سے پایا تہا اور سلسلہ خلافت اونکا بایزید
بسطامی سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی اورنگ زیب بادشاہ ہنگام شہزادگی مین
دوبارہ اسطے ملاقات جناب کے آئے آپ جاسے نہ ہلے اور فرمایا ایک بیضحت کرتا ہون گوش جان سے

اسے سنا چاہیے کہ بعد میرے کچھ وظیفہ میری اولاد کے لئے مقرر و معین کرنا سے اگر سر در راق
حقیقی بنیاد پیش مخلوق نشاید کہ کند دست دراز ۱۰۳۱ھ ایکہزار تریسی مین وہ جناب آسودہ
سعادت نصف ماہ شعبان کو اسی سال کی عمر مین واصل حق ہوے مدفن برہانپور مین ہی شاہ بہکاری صاحب
رحمۃ اللہ روحہ کا بیان ہے آپ مست درویش تھے ظاہر اخراباتی وضع باطنین نور تجلی سے جون شمع اکثر
جوکتے تھے ہوتا تھا چونکہ درگاہ جناب کی شہر برہانپور مین مطاف جہان وجہانیان کا ہی ہر سال
عرس بکثرت ہوتا ہی اور نماز مغرب کی کنارے نہر تپتی کے بہت اژدہام سے ہوا کرتی ہی صاحب کتاب اپنے
باپ سے نقل کرتا ہی کہ ایکبار اسا اتفاق ہوا کہ کنارے نہر تپتی کے نماز مغرب کی بیگستان اژدہام کثیر سے ہوری
تھی ناگہان طغیانی ہوی پانی تمام مردم تماشائی ساحل کے ہر چند کہ کمال بلندی اور ارتفاع پر تھے ترآسیمہ
ہوکر بہاگے اور منتظر تھے کہ نمازی بھی شاید مضطر ہوکر فرار اختیار کرین مگر وہ پرشکوہ اصلا دھیان
اضطرار کے نہوے جیسا کہ تشہد اخیر مین بیٹھے تھے رہے بلکہ دعاء ماثورہ پڑہی اور باستقلال تمام
دیر تک بیٹھے رہے فرمان الہی سے طغیانی آپنے کمی کی کمر گاہ سے نمازیون کے بہار ہا اور جب وہ
نماز و دعا سے فارغ ہوکر اوٹھے کنارہ پر ساحل کے آپنے فارغ ہوکر سلامت نکلے پھر نوبت ایسی
طغیانی کی کہ برابر دو نوبت پوری آئے یہ بات کمال تعجب جلالی اور موجب انفعال کفار اور سبب سرخروی
اہل اسلام کا ہوا سبحان اللہ فضایل نماز اور عبادات الہی کے اس سے زیادہ ہین ؎ شیر محمد قادری
برہانپوری رحمۃ اللہ کا بیان ہے آپ کمال متورع اور متقی اور سن عمر کے تھے اور سب ارادہ آپکا سلسلہ قادریہ سے
ہی عالمگیر بادشاہ قبل جلوس کی نظر عنایت خاص آپ پر رکھتا تھا خلوت مین بادشاہ کے اکثر
باریاب بعض بعض سفر مین رفیق رکاب شاہی رہے بیچ اواخر عمر کے بلدہ برہان پور مین

اقامت کی

اقامت کی اور بندوبست شاہ حق آگاہ کے اوقات باقی عمر اسی گدڑی پس سنہ ۱۰۸۲ ایکہزار بیاسی ہجری مین عالم
گدرانکو پدرود کیا ۔ شاہ نعمان علیہ الرحمہ کا بیان ۔ جسے مراۃ الصفا لکھا ہی آپ فرزند خواجہ حافظ کے
مین وارد ہند ہوکر قلعہ آسیر مین رہا کرتے تھے قبر انکی وہین نزدیک قلعہ مذکور کے ہی اور انتقال خواجہ حافظ کا
سنہ ۹۲۷ سات سو بیاسی کو شہر شیراز مین واقع ہوا ہی چونکہ خاک مصلی شیراز مدفن اُن جناب کا ہی لفظ خاک مصلی
کہی ایک عدد سے تاریخ وفات خواجہ صاحب کی ہی ۔ مستغنی عن التوصیف شیخ عبد اللطیف نور اللہ روحہ کا بیان ۔
آپ علم دینی اور شعر یعنی سے بہرہ وافی رکھتے تھے امر معروف نہی منکر مین مبالغہ فرماتے تھے سوا ایک
روضہ محترمہ کے خادمہ دوسری نہین کی کسکو پاس اپنے کم راہ دیتے تھے اکثر راویہ مسدود مین رہا کرتے
ہے اور فتوح نذر وغیرہ نہ لیتے تھے طریقہ پیری مریدکا جاری نکیا ایک گروہ کہ وہ خصوص آپکی ہی وہ ہار
کہلاتے ہے عالمگیر بادشاہ جس روز دکن مین ہے شہر برہانپور مین آپ پاس آیا کرتے تھے اور آپ
اکثر کلمۃ الخیر حقین کسکے کہا کرتے ہے اور معاید نیر اہوا کرتا تھا وفات آپکی سنہ ایکہزار سات ہجری مین
ہوئی سو برہانپور مین مدفن انکا ہی ۔ شاہ یتیم صاحب رحمۃ اللہ کا بیان ۔ بلدہ برہانپور مین شاہ یتیم صاحب
متوکل نے تکیہ شاہ عبد اللطیف صاحب کے تکیہ اپنا بنا کر کے رہتے ہے چونکہ وہان بجہت ظاہر جاء حفظ کشون
اور بنگ خوارون کی اپنے تکیہ مین جمع ہو لیتی تھی اور شاہ عبد اللطیف اس صحبت غلیظ سے ہمیشہ ملول
رہتے تھے ایکدن عالمگیر بادشاہ ملاقات کو شاہ عبد اللطیف کی آئے شاہ عبد اللطیف نے اس امر کی
مالش کی اور کہا کہ یہ تکیہ نامعقولون کا ہنچے سے میرے تکیہ کے نکالدو عالمگیر بادشاہ واسطے تجربہ
واز مایش کے تکیہ مین شاہ یتیم کے آئے اور پانی اوس ظرف سے کہ جسمین گمان بنگ کا تہا چاہا تمام
باسن دودھ سے بھرے ہوئے پائے عالمگیر بادشاہ نے عذر کیا اور دوسرے پہر متعرض کسی امر کا نہوا

شاہ بیگم نے حق میں شاہ لطیف کے بددعا کی کہتے ہیں اسی سبب سے مرقد شاہ لطیف کی نمایاں نہیں

وحیات کیلانی رحمۃ اللہ کا بیان ؛ آپ چندے خانخاناں پاس تھے پھر ابوالفتح کیلی نے اکبر شاہ کا نوکر

کروا دیا برہان پور میں ایک مسجد عالی ایسی بنا کی ہے کہ آجتک حیاتی مسجد مشہور ہے ؛ میر صابر صفائی

رحمۃ اللہ کا بیان ؛ آپ زمانہ میں اعلی حضرت فردوس آشیانی کے ہندوستان میں آئے نوکر ہوے اکثر

خدمت دیوانی بخشی گری وقایع نگاری کی کرتے رہے پس سنہ ۱۰۶۴ ایکہزار چوسٹھ میں بلدہ برہانپور میں رحلت

ہستی کا باندھا اور روانہ ملک بقا کے ہوے ؛ شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ کا بیان ؛ آپ فرزند دوم سے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہیں مولد انکا احمد آباد گجرات ہے ابتدا جوانیمیں مخدوم صفی گجراتی سے

اجازت کا پیانا کہ میں بارہ برس تک صحبت میں شیخ علی کی گذارے پھر وطن کو آئے متاہل ہوے پھر بارہ

بارہ برس دوسرے شیخ وجیہ الدین گجراتی سے متوجہ تحصیل علوم کے رہے پھر برہانپور کو وطن اپنا کیا سنہ ۱۰۲۹

ایکہزار اوتیسمیں عالم بقا کو تشریف لیگئے شیخ پورہ میں برہانپور کے کہ آباد کیا ہوا انکا ہی مدفون ہوے

مدت عمر چھیاسی برس ؛ غیاث الدین متوکل رحمۃ اللہ کا بیان ؛ عرف انکا شاہ ماجن جی پیر علی متقی

ہی آپ نہایت متوکل تھے جب رات ہوتی جو کچھ نہیں قدر احتیاج سے زیادہ ہوتا ہمسایوں پر تقسیم کر دیتے

حتی کہ پانی وضو کا بھی اوسقدر رکھتے کہ جسقدر نماز کو تہجد کے کفاف کرے اور اغنیا کو مجلس میں اپنی

راہ نہ دیتے تھے مسکن جناب کا برہانپور ہی ؛ قاضی نصیر الدین رحمۃ اللہ کا بیان ؛ آپ متاخرین فضلاے

عصر کے تھے جودت طبع میں کمال تھا خردسالیمیں جس مقدمہ میں کہ دخل کرتے تھے جلد ہو پختے تھے مطالب

کے جب بیان کرتے تھے بوجہ حسن بیان کرتے تھے لکھا ہی کہ ہر مجلس میں قاضی شیخ علیم اللہ سے کہ وہ

اعلم العلما اسی عصر کے تھے اور حسد ایکے ہوتے تھے جب اتفاق مباحثہ اور مذاکرہ کا بڑا اکثر اوقات

یہ غالب آئے چونکہ قاضی صاحب ہر حدیث کو ترجیح قیاس نہ دیتے تھے بلکہ خواہی کلام سے ایکے انکار قیاس کا
پایا جاتا تھا اور حدیث علما اُمتی کانبیا بنی اسرائیل کو موضوع کہتے تھے شیخ علیم اللہ باوجود سنت و حنفی کے
فتوی ایکے مارنے اور جلا دینکا لکھا اور محضر تیار کیا سوائے محمد فضل اللہ اور شیخ عیسی جند اللہ کے سب نے مہر ثبت
کردین لیکن تامل سے ان ہر دو برزگوار کے محضر سید امین نہ آیا قاضی صاحب کو مضرت جان کی نہ پہونچی بس
اکبر آباد مین جاکر ملازمت اکبر بادشاہ کی وسیلہ سے آصفخان کے حاصل کی بعد چندے برہانپور مین آکر
بقیہ عمر کو صرف کیا ۱۰۳۱ھ ایکہزار اکتیس مین انتقال کیے ✤ حضرت سید غریب نواز علیہ الرحمۃ کا بیان
واضح ہو کہ سید سین غریب نواز ولی مادرزاد ہین اولیا متاخرین مین یکتا و عصر شیخیت کے ہے بس
عظیم القدر عالی مرتبہ ہند و مسلمان سب طرف انکے رجوع ہین لاک سے بھی مرید زیادہ اس نواحین ہے
اور بہت انمین سے درجہ ولایت سے مفیض اور کامیاب مقاصد دارین کے تھے آپ اولاد صحیح النسب حضرت
غوث الصمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے ہین انکے پوتے سید غلام محی الدین کو عالم رویا مین حضرت محبوب
سبحانی رضی اللہ عنہ نے بشارت دی کہ باہوش رہو تم کو عنقریب حق تعالے فرزند ولی کامل بخشیگا کہ
عالم کو راہ حق پر دلالت کرے سید غلام محی الدین جب بیدار ہوے شکر خدا کا بجالایا اور منتظر ہے
کہ بعد چندے آپ تولد ہوے لیکن بعضی اعضا مین مولود مسعود کے جب استخوان بنائے بہت ملول ہوے
چونکہ ستارہ عظمت و جلالت کا جبین نور آگین سے انکے چمکتا تھا ضرور سن مین آثار رشد و فراست کے واضح
و لائح ہوے ایک عالم معتقد آستانہ فیض نشان مطاف جہان و جہانیان کا ہوا کیتے ہین فتوح انکی اس
حد کو پہونچی تھی کہ جملہ حضار مجلس کو آب طعام پہونچتا تھا اتنا بیش آثار کچھڑی معمولی اور سوا اسکے
اطعمہ الوان ضیافات اور نیازات کے تیار ہوتے تھے عجب طرح کی برکت تھی کوئی ہو کھاتا تھا

سوا اسکے کوئی محتاج پیر اور میر اسکے خالی نہ پھرتا اور سپاہی مسافر بے روزگار سے سعی و سفارش و
کلمۃ الخیر سے محروم نہ رہتے تھے کشف باطن و صفای قلب سے علوم متداولہ آپ اچھی کمال رکھتے تھے و
اصفیاء و رہبران مرشد یونا و مالوہ و گجرات وغیرہ کے سب مطیع و منقاد اور سررشتہ رسل و رسایل کا
رکھتے تھے اناطیان ہندو دکن اعلی و ادنی تمام وابستہ اعتقاد بسلسلہ مریدی اور خلفا یکا جلد تیرہ
واسطے ہو کر ابو سعید ابو الفتح بعد ادی حضرت غوث الصمدانی رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی ایکو ایک ہی
فرزند تھے مدد بادشاہ نام دے بارہ برس کے سنہین لاولد انتقال کئے اور وجہ انتقال کی مورخون نے
لکھی ہی کہ مدد بادشاہ جبکہ وہ عہد رضا سے درجہ ولایت کا پاتے تھے عالم حضور و سالمین نظر حوار
و کرامات کے ہوے اسواسطے حضرت نے بچانا کہ وہ زندہ رہین پس بعد وفات حضرت کے بہائی
انکے سید اسد اللہ غوث شاہ ڈولہن بن سید غلام محی الدین جانشین ہوے سن وفات جناب کا
متحقق ہوا ماہ ربیع الثانی عصر مین نواب صفدر جنگ بہادر طلب شاہ کے جہان فانیکو بدرود کیا
راہی عالم بقا کے ہوے رسالہ جناب سلطان العارفین برہان الکاملین ہادی الدین متین سید صاحب
بن سید غلام محی الدین شیر سوار بن سید عبد اللہ قادری بن سید عبد الرحیم قادری بغدادی ابن
شاہ ابو الحسن قادری ابن سید شاہ عبد الرؤف جرجانی ابن سید صفی اللہ قادری ابن سید عماد الدین حقانی
ابن سید شاہ ابو الحسن مدنی ابن سید علی شاہ قادری ابن سید احمد مدنی زندہ دل ابن سید ابراہیم بغدادی
ابن سید اصیلح قادری ابن سید محی الدین ابی نصر قادری ابن شاہ عبد الرزاق قادری ابن حضرت غوث
صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ ابن سید اصیلح جنگی دوست بن سید عبد الجلیل یحیی زاہد بن سید محمد مشوق اللہ
بن سید داؤد بن سید موسی بن عبد اللہ بن سید موسی الجون بن عبد اللہ محض بن حسن المثنی

فاطمہ رض

بن حضرت امیر المومنین امام ابی محمد الحسن رضی اللہ عنہ بن حضرت امیر المومنین امام الاتقین اسد اللہ الغالب
حضرت علی بن ابیطالب اخی محمد مصطفیٰ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف سید اسد اللہ عرف شاہ
دولہن علیہ الرحمہ کا بیان ہے آپ بعد انتقال برادر کے جانشین ہوئے مدت تک ہدایت کی آخر کار بفحوای
کل نفس ذائقۃ الموت جرامان جنت الماوی کے ہوئے تاریخ وفات نامعلوم ہے شاہ عبد اللہ بن شاہ
اسد اللہ عرف شاہ دولہن رحمہما اللہ کا بیان ہے جب آپ جانشین خلافت قبلہ گاہ ہوئے مصروف ہدایت خلق اللہ
ہوئے ایک جہان مرید و معتقد پیدا کیا تصرفات و خیرات و مبرات ایسے مشہور عالم ہیں اور جو ان عنایت ہی
اسقدر وسیع ہاکہ کوئی حاضر آن مجلس سے محروم اکل و شرب کا بجاتا ہا جب کہیں سوار ہوتے تھے گروہ
فقرا و اغنیا ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوتے تھے اور بیغرضی اور جولی اخلاق اور صلاحیت مزاج میں
شہرہ آفاق کہتے ہیں ایکبار تشریف فرما ملک تلنگ ہوکر جب نواب غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر
مغفور سے ملاقات حاصل کی ایک شخص کی سفارش کر کے مرتبہ ارجمندی کو پہونچایا باوجودیکہ وہ عالیجناب
راسطے رضا جوئی اس نواحین پر بجد بے بعتا اوٹے اور طرف نذر بارکے چلے گئے اور بعد چندے وہین انتقال
فرمایا ہے سید حیدر حضرت اللہ کا بیان ہے آپ دوسرے فرزند شاہ ڈولہن کے ہین صلح اور تقوی سے
آراستہ اور زہد و ورع سے پیراستہ بائیس برس کے سن مین حسن ظاہری مین چہرہ انجا ساتھ کمال صباحت
و ملاحت کے سنورتا ہا ہے سنہ ۱۲۲۰ ایکہزار دوسو بیس ہجری مین قصد نذر بار سے وارد الجھور ہوئے وہان
سے بہ آمریدون کو کر کے عنان عزیمت کو طرف حیدرآباد کے منعطف فرمایا مغلپورہ مین مردمان مشتاق دیدار
فیض آثار کے انبوہ در انبوہ جمع ہوئے ہین بدیع اللہ خان کی جو مغلپورہ مین واقع ہی اوتارے تمام خلق کو اعتقاد
کمال ہم پہونچا آستانہ انجا مطاف عالم و عالیان کا ہوا اندک مدت مین فتوح ہزار ہا روپے کی خصوص

طرف سے بیگمات محلات حضور کے حاصل ہوئی دہنچشنبہ طرفہ اردہام خلق کا ہوتا تھا مثل عرس درگاہون کے
رقاص قوال جمع ہوتے ہیں پچاس برس تک ایسا ہی رہا حتی کہ سکندر جاہ بہادر باعطراللہ مرقدہ واسطے ملاقات کے
تشریف لائے اور ہمیشہ رہنے کو حیدرآباد میں مبالغہ تمام فرمایا آپنے عذر پیش کیا اور ساتھ حصول مقاصد
کامرانی کے مرخص ہوئے من بعد اکثر امرا پر مجذوب ہوئے لیکن آپنے قبول نکیا ہزارون مرید تھے اونمین سے چودہ
سفر آخرت کے ہوئے کرشمہ و کرامات انکے جاری ہوئے ناگاہ ستائیسوین تاریخ سنہ ۱۲۲۶ بارہ سو
چھبیس مین کوچ طرف وطن کے فرمایا اور بعد دو سال کے سنہ ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس مین رحلت فرمائے اور
قبہ نذر بار مین مدفون ہوئے نسب نامہ انکا سید حاجی صاحب بن عبداللہ صاحب بن شاہ دولہ بن
برادر حضرت یسین غریب نوازبن سید علام محی الدین قدس سرہم ۞ چوتھا قطب
۞ بعض اولیاء صوبہ برار کے بیان مین ۞ رحمن شاہ دولہ قدس سرہ کا بیان ۞ آپ
بلدہ ایلچپور مین صاحب کشف و کرامات ہین عرس جنابکا ہر سال بتاریخ کیز سے ماہ ربیع الاول مین
ہوتا ہی لطف و تماشا ہے چراغان عرس شریف کا مشہور ہے چونکہ قبلہ گاہ نے رقص کے بھی دہن ہی
سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تراليسمین انتقال کیا ہی مزار انکا بھی صحن مین درگاہ فلک پناہ شاہ جناب کے
۞ قطب جلیل شاہ اسمعیل محمد ملتانی صاحب قدس سرہ کا بیان ۞ قصبہ پاتہر مین درگاہ شریف انکی
زیارتگاہ وضع و شریف کی ہی آپ بیدر مین تشریف فرماتے عادل شاہ نے انکیطرف بحد ہو کر ہمان
طلب کیا جب رونق افزا ہوئے پاتہر مین رکھا وظیفہ اور یومیہ مقرر کیا دعا سے انکی عادل شاہ نظام شاہ پر
غالب آیا اور جب مظفر و منصور ہوا اعتقاد و کمال حاصل کیا نقل ہی کہ آپ حسب معمول عید کے دن نماز گاہ
کو قصبہ مذکور کی جلو ریز ہوئے یکایک بابا بنگالی نام مجذوب کے ساتھ کشف و کرامات کے مشہور تھے

وہ بھی آئے اور سجادہ ہر ایک کا اوٹھا کر کنارے ڈالدیا جب نزدیک آئے آئے ادب سے کھڑے ہو کر کہا آپ
بنگالی یہ جانے ادب خلایق کو اعتقاد زیادہ ہوا آپ صاحب وجد و حال صاحب جمال ذی اخلاق حافظ قران
مع ہفت قرات وجودہ روایت خوش الحان معروف ہے مشرع متورع قریب انتقال اکیروز قدرے
پوست غلہ کا اوٹھا کر ایکجا پر رکھے اور کہا کہ یہ جائے میری قبر کی ہی ایسا ہی ہوا بعد چند رمضان کا
چاند دیکھا جب لوگ قدمبوسی کو آئے فرمایا کہ یہ وداع آخری ہی اور یہ روزہ و نماز و تراویح آخری
اسوقت آپ صحیح المزاج تھے حتی کہ ختم کلام شریف کیا پس اوسی ماہ مین تبرہوین رمضان کو
رحلت کی عمر معلوم ہوئی مکرسن کہول کو پہونچے تھے ؛ بانجوان قطب و بعض اولیا پر صوبہ محمد آباد بیدر
کے بیان مین ؛ سلطان المشایخ سید شاہ خلیل اللہ حسینی بت شکن رحمہ اللہ کا بیان ؛ آپ
خلف سید شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیکے ہین جامع تاریخ فرشتہ لکھتا ہی کہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی خوف
دہ سپہ فیروز شاہ برادر اپنے آوارہ کوہ و دشت حرمان کا ہتا بعد چند مہینے کے اوسنین ایام مین خواب دیکھا
کہ ایک فقیر تاج دوازدہ ترکی ہاتھ مین لئے ہوئے آئے ہین اور کہتے ہین سلطنت تجھے مبارک ہو نعمت اللہ
ولی کرمانی یہ تاج بھیجا ہی اور مژدہ سلطنت کا دیا ہی خیر جب سلطان موصوف تخت دکن پر کامروا ہوا چونکہ
خواہندہ نوازی سے بہت ارادت رکھتا تھا نوزسفر ارمین تہامدت تین برس تک اوسی
طرف رہا اس عرصہ مین ارکان اُن سید بزرگوار کا عرصہ ظہور مین آیا بہت سلطان ملول و محزون ہوا اور کہا
افسوس ہی کہ مین متوجہ طرف جیفہ دنیا کے رہا اور ارادہ سے ایسے سید بزرگوار کے محروم اب ایسا مرشد
کامل کہان پاؤنگا ندا مغرب درگاہ نے عرض کی کہ اندنون مین سید نعمت اللہ ولی کرمانی مین ولی کامل
ہین طلب کیا چاہیے جب درخواست کئے آئے نہ آئے مگر تاج دوازدہ ترکی ملا قطب الدین کے حوالے کیا

اور کہا کہ یہ امانت سلطان احمد شاہ کی ہی اسکو پہنچا دو جب وہ یہان آئے اوسوقت بادشاہ ایک سے
چبوترہ پر بیٹھا ہوا محلہ سوار دیکھا دیکھ رہا تہا جو ہین نظر سلطان کی درویش پر پڑہی ملک التجار سے کہا
یہ فقیر جو ہمنے دیکہا تہا اگر تاج دوازدہ ترکی اوسکے پاس ہی تو بیشک وہی ہی اس اثنا مین فقیر زندہ
آیا سلام کیا اور کہا کہ تعجب مین کیا ہون مین وہی درویش ہون جو عالم رویا مین آپ نے دیکہا تہا اور مژدہ
سلطنت کا سنا اور تاج مرسلہ نعمت اللہ ولی کا ہمراہ رکہتا ہون صندوق مین حاضر ہی شاہ
چبوترہ پر سے کود افتادہ بوس ہوا تاج لیا چونکہ نعمت اللہ ولی نے اپنے ہاتہہ سے نامہ مین خطاب
السلاطین شہاب الدین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی لکہا تہا حکم فرمایا کہ بالا منبر اور فرامین کے یہی
عبارت سے نام لکہا اور پڑہا کرین پہر اوسی سال رسال ولد احمد کی التماس کی چونکہ سوا ایک ہی فرزند
سید شاہ خلیل اللہ کے ایکو دوسرے تہے جدا ایکو انکی ساتہ جانکر مرزا ضیاء الدین نور اللہ بن شاہ
خلیل اللہ پونے کو روانہ دکن فرمایا جبوہ آکر کنارے پر باجری ندی کے اوترے بادشاہ مع جمیع شاہزادہ
ہنسوا کار شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جہان کہ ملاقات ہوئی تہی ایک قریہ مع ایک مسجد بنا کر کے
نعمت آباد نام اوس قریہ کا کیا اور نور اللہ صاحب کو بیٹی اپنی دیکر داماد کیا اور بعد نعمت اللہ ولی
جب آئے سنہ ۸۲۴ اثنے سو چوبیس ہجری بمن قصبہ ہامان مین در بیعت حیات کی خدا کو سونپا شاہ خلیل اللہ
بھی ہمراہ محمد زادہ اپنے شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ حبیب اللہ ثانی وارد دکن ہوے عجب روداد
کہ اسی روز نور اللہ صاحب نے انتقال فرمایا بادشاہ بنا بر تجہیز و تکفین باہر شہر کے آیا اور خلیل اللہ
صاحب کو اعزاز و اکرام سے ہمراہ شہر مین لایا مرید ہوا فلانا پائی شاہ حبیب اللہ کو داماد کیا اپنی
اور حبیب اللہ کو داماد سے شاہزادہ علاء الدین کے مختص فرمایا چاہا تہا کہ جاگیر واسطے صرف

شاہ خلیل

شاہ خلیل اللہ کے مقرر کرسا آپنے قبول کیا سلطان نے بخویز سے عقلاء عصر کی قصبہ سرم مع مضافات
انعام میں مقرر فرمایا بدیل اس لفظ کے ابدیت ہو کہ وہ انعام نرہا لیکن لکھا ہی کہ زمینداری وہان کی
تصرف میں اولاد ان سید بزرگوار کے باقی ہی اور صاحب تاریخ فرشتہ لکھا ہی کہ شاہ خلیل اللہ انعام و احسان
فراوان سے کامیاب ہو کر مقتضی المرام روانہ وطن مالوف ہوے اور بعض ہمراہیوں نے توفیق جا بوسی
پائی نہیں فوت ہوے مگر منشی جی قادر خان صاحب کہتے ہیں کہ سواد دکن ہی میں
رہے اور یہیں سے چوبیسویں رجب سنہ فلاں طرف عالم قدس کے رحلت کی درگاہ انکی
شرقی رویہ ایک کوس پر بیدر سے واقع ہی اوسپر گنبد بنا ہوا ہی اور ایک چوکنڈی شبیہ روضہ منورہ
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنی ہوئی ہی سلطان علاء الدین نے عہد میں اپنے اتمام کو
پہونچایا نسب نامہ سید شاہ خلیل اللہ حسینی بن سید نور اللہ بن نعمت اللہ بن سید عبد اللہ بہر چند واسطے
امام زین العابدین سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پہونچتا ہی اور شجرہ پیری مریدی کا خواجہ حسن بصری سے
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو واعظم السلاطین شہاب الدین احمد شاہ ولی بہمنی رحوم مغفور کا بیان
صاحب کتاب لکھتا ہی اگرچہ یہ سلطان ظاہر میں سلطان جمیع ممالک دکن کا تھا لیکن در باطن مرتبہ سے ولایت کے
کامیاب باوجود اس تمام مکنت شاہی اور شوکت جاہ کلاہی کے درویشانہ معاش وجہ حلال
سلطان کا کتابت پر تھا نقل مشہور ہی کہ ایکدن ایک فقیر آیا اور کہا کہ سلطان کے طعام خاص کا
کھانا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہر روز مطبخ میں سے کئی ہزار آدمی رنگ رنگ کی نعمت سے
پلتے ہیں تجھے بھی پروانگی ہی جا اور اپنا مدعا جس قسم کا طعام تو چاہیگا خوان سالار خانہ شاہی
مہیا کر دیگا کہا میں اب جو کھاتے ہیں آج مجھے اسمیں سے دلوانا تا جام تمامیر البیرہ ہو

ناچار سلطان اوٹھا اور شکوی والا مین جاکر آدھی روٹی جو کی اور سوکھا ساک اوسپر رکھ کر بھجوادی
فقیر متعجب اور متفکر ہوا اور پکھایا واپس کیا بادشاہ پوچھا کہ سائین جی خاصہ کہاے کہا بادشاہ نے
جو مجھکو بھجوایا کوئی پکھایگا بادشاہ فرمایا نفس مارہ تیرا ابھی سگ مسلمانی ہی اور بطیخ مین روانہ کیا
اور الوان نعمت کا مختار فرمایا جو یہ چاہے اوسے دلوادیا کرو مرید سید شاہ خلیل اللہ المشہور شکن کا
تھا خلافت اور اجازت اون جناب سے پائی تھی ساری عمر مین سوا ایک خاتون کے کہ وہ بی بی مادر سلطان
علاء الدین کی تھی دوسری عورتکو نہ دیکھا اٹھائیسوین ماہ رجب ۸۳۸ھ اٹھ سو اڑتیس ہجری مین
گذرا گنبد سلطان کاشہ قریہ بلدۂ بیدر کے ایک کوس کے فاصلہ پر ہی اور مرشد کا روضہ بھی وہین ہے
نسب سلطان کا بہرام کو پہونچتا ہی اور بہرام نسل کیانی ہی اور شجرہ سلطان کا جو گنبد مین ہے خط طلا
لکھا ہی اس طرح پر کہ سلطان احمد شاہ ولی البہمنی مرید اور خلیفہ سید شاہ خلیل اللہ کا اور وہ
سید نور اللہ بن نعمت اللہ ولی کے اور وہ مرید شیخ الشیوخ عبد اللہ یافعی کے یہ پانچ واسطہ ہوکر
شیخ احمد غزالی پس چہے واسطہ ہوکر خواجہ جنید بغدادی پس سری سقطی پس خواجہ معروف کرخی پس
داؤد طائی پس خواجہ حبیب عجمی پس خواجہ حسن بصری پس امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہی ✽ السادات سید حنیف صاحب رحمۃ اللہ کا بیان ✽ آپ سید صحیح النسب
ہین فضلی سے خلافت اور سایۂ مکرمت مین خواجہ معروف کرخی کے مرشد کرکے کمالات حاصل کئے اور بعد شہادت
مرشد کے بلدۂ محمد آباد بیدر مین آکر ساکن ہوے سلطان احمد شاہ ولی دکنی آپ سے سلوک معتقدانہ رکھتا تھا
ہفتہ مین آیا کرتا تھا آپ بھی اکثر اوقات سلطان کے گھر جایا کرتے تھے اسی برس کی عمر مین اجل طبعی سے
بیدر مین رجب پنجشنبہ ۹۰۰ نو سو ایک ہجری مین رحلت فرمائے ✽ ابو الفیض سید من اللہ حسینی ابن سید اصغر

ابن سید اصغر

بن سید اصغر بن سید بندہ نواز حسینی قدس سرہ کا بیان ہے واضح ہو کہ شاہ من اللہ حسینی آپ کے چوتھے فرزند سید محمد
اصغر حسینی عرف لہر اصغر کے ہیں مرید اور خلیفہ پدر بزرگوار کے تھے اور عہد خردسالی سے متابعت سید ندیم اللہ
برادر بزرگ کی کیا کرتے تھے تھوڑی مدت میں علوم ظاہری و باطنی سے ماہر ہو گئے ہیں کہ آپ واسطے طلب
خلافت اور نعمت باطنی کے خدمت بھائی کی مثل بندگان عقیدت شعار کے زیادہ حد سے کرتے تھے یہانتک کہ جب
بھائی حجرہ میں مشغول یاد خدا کے ہوتے تمام شب دروازہ پر حجرہ کے کھڑے رہتے اور وقت حاجت کے اشیاء
ضروری یا محتاج حاضر کرتے جب ایک مدت اسیطرح گذری ایکدن سوار ہیں شاہ ندیم اللہ کی پیادہ
جاتے تھے کانٹا کف پا میں لگا جیسا کہ پشت پا سے نکل آیا شاہ ندیم اللہ نے سنکر پلنگ اور چادر اور فرش
اپنا واسطے استراحت کے بھجوا دیے آپ پاس اوسکے پلنگ اور فرش سر پر اٹھا کر تمام شب ایکپاؤں پر کھڑے
رہے اور پان کا اوگال منہ کا جو زخم پر باندھنے کو بھجوایا تھا کھا گئے سید ندیم اللہ کو سنکر رحم آیا
فرمایا کہ بابا من اللہ تمام نعمت تو لیے چاتا ہی اور کچھ بھی واسطے میری اولاد کے نہیں چھوڑتا پس فرمایا کہ لے
میں نے تمام نعمت تجھی کو دیا خلافت عطا کی اُن آوان میں سلطان علاو الدین بہمنی بن احمد شاہ ولی بہمنی کہ مرید
ندیم اللہ حسینی کا تھا بلدہ بیدر میں حضرت کو طلب کیا آپنے عذر فرمایا کہا کہ سے دنیا اگر دہند بخنجم زجائے خویش
من سنہ ۸۵۲ ہجری تا وکیل بیاے خویش تا حسابیکہ حد سے گذرا سید اللہ حسینی کو مع متعلقان روانہ کیا فرمایا
میرے جاے اپنے تصور کر و سلطان نے استقبال کیا لایا ایک مکان میں رکھا چند دیہات واسطے مصارف فقرا کے
انعام کیے اکثر اوقات خدمت میں آیا کرتا تھا آپ دوبار واسطے عیادت کے بیمار ہیں سلطان کی دربار میں
تشریف لائے دفع اول موضع زنال واسطے مصارف کے انعام پایا بار دیگر خلعت و زر نقد سلطان نے تواضع
کیا کہتے ہیں جب سید ندیم اللہ حسینی عرف قبول اللہ حسینی سولہویں ربیع الثانی کو سنہ ۸۵۲ آٹھ سو باون میں

خراسان عالم قدس کے ہوئے بڑے بیٹے انکے سید محمد اصغر عرف میاں نینے واسطے خلافت و سجادہ
نشینی کے خدمتمیں عم بزرگوار کے محمود آباد بیدر کو آئے جب قریب بلدہ کے عیدگاہ پر آکر آوتر سید
من اللہ حسینی استقبال کو عیدگاہ تک گئے اور برادر زادہ کو ساتھ لئے ہوئے وہاں سے حضور میں سلطان
کے آئے عند الملاقات رخصت چاہی سلطان نے قبول کیا پس مرخص ہوکر گلبرگہ کو تشریف لے آئے
رکھے بعد زیارت دہم کے سید محمد اصغر کو مرید اور خلیفہ کرکے سجادہ نشین و ما نخار فرمایا پھر
مراجعت کرکے بیدر کو چلے آئے آپ کشف و کرامات میں یکتائے عصر تھے ایکو دو زوجہ تھیں
ایک اہل قرابت سے اُون سے چھے فرزند سید احمد اور سید کلہ اللہ اور سید گدائی اور سید
کرامت اللہ اور سید محمد اور سید کلان اور دو دختر ایک جن منکوحہ سید ابی لی نعمت بنت
خواجہ جہان گاوان المسمی خواجہ محمود وزیر اعظم سلطان علاء الدین اُن سے ایک فرزند
شمشیر اللہ اور شمشیر اللہ کو ایک فرزند سید زین العابدین وہ لاولد فوت ہوئے پس
دختر سے خواجہ جہان کی اولاد نرہی اور چونکہ خواجہ جہان کو سوا ایک دختر کے کوئی فرزند دو
نہا نسل خواجہ جہان کی قطع ہوئی اور جملہ سید اللہ حسینی کی چھٹی ربیع الاول ۱۰۰۰ھ سو ایسای
ہوئی ہے مقبرہ حضرت کا گنی کی سمت مابین شرق و جنوب متصل حصار قلعہ بیدر کے ہی جملہ فرزندوں سے ایک شاہ کلہ اللہ
حسینی نام سجادہ پر تولیت درگاہ کے قایم ہوئے اونہیں ایک فرزند ابوالحسن خادم الفقرا نام ابوالحسن کے
ایک فرزند شاہ عبد اللہ شاہ عبد اللہ کو تین فرزند اول سید عبد العماد عرف سید میاں جنا
دوم شاہ علی قطب ثانی سوم شاہ کریم اللہ اب اولاد سید عبد القادر کی سجادہ پر درگاہ کے بحال ہے اور
اولاد شاہ علی کی قصبہ کوہیر میں مربع نشین چار بائش اور شاہ کریم اللہ جنا کی اولاد کا حال کچھ

صاحب

صاحب کتاب نے نہ لکھا نا معلوم ۔ شاہ راجو صاحب رحمۃ اللہ کا بیان ۔ نام اصلی عبد الصمد عرف قاضی راجا
مشہور راجو ساکن گلبرگہ شریف والد بزرگوار اور برادر نامدار ایکے کار سلاطین بہمنیہ میں تعلقہ جدید حیالی
سے مامور تھے بعد انکے آپ ہی تعلقہ موروثی پر کامروا رہے مراجعین فیروز شاہ بہمنی کے رشتہ تمام رکھتے تھے
عالم جید فاضل متبحر مرتبہ امارت میں اوقات گرامی فراغت سے بسر لیجاتے تھے جب خواجہ بندہ نواز حسینی
رونق افزائے دکن ہوئے سلطان نے انکو مع خواجہ احمد دبیر یعنی منشی سرکار واسطے دریافت سیرت
واخلاق اور علوم ظاہری و باطنی کے پیشوا روانہ کیا اول ملاقات میں بر کت صحبت حضرت کی و کمالیت
حسنی بچشم خود حال اپنے میں مشاہدہ کیا دونوجہان انکو ہیچ میں دکھلائی دیئے فوراً ہر دو سرگروہ
عہدہ سے اپنے دست بردار اور دولت مریدی سے کامیاب ہو کر سلطان کو عرضی کی کہ ہم بحسب
قسمت ازلی اور بخت ہمایون لم یزلی کے احراز شرف ارادت و فائز سعادت بندگی مخدوم صاحب کا
اختیار کیا ہے وابستگی تعلقات دنیوی کی منظور نہیں ظل سبحانی عہدہ ہمارا جسکو چاہیں مرحمت فرمائیں
سیر محمد یمن لکھا ہے کہ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی نے وقت اخیر تیرہ آدمیوں کو شرف خلافت سے
مشرف فرمایا ہے ایکدیمن سے قاضی راجا صاحب ہیں کہ آپنے ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجریہ میں مرتبہ خلافت
کا حاصل کیا وقت انتقال حضرت کے شریک تجہیز و تکفین تھے بعد چند کے فراق سے مرشد کے
مضطرب ہو کر گلبرگہ سے جب ارادہ نقل مکان کا فرمایا بسبب فرط اشتیاق سلطان احمد شاہ
بہمنی کے بلدہ بیدر میں تشریف فرما ہوئے وہاں سکونت اختیار کی سلطان اکثر خدمت میں انکی
آیا کرتا تھا بعد احمد شاہ کے جب علاء الدین جانشین پدر ہوا اس سلطان نے بھی بہ ستور باپ کے
سلسلہ ملاقات کا جاری رکھا اور جب سید من اللہ حسینی بن سید محمد اصغر بن بندگی مخدوم

رونق افزائے آبدیر ہوے باوجود کبرسنی کے پاس مخدوم زادگی گاکر کے تکلیف ملازمت کی گوارا کی سررشتہ
اوکا ہاتھ سے نہ دیکر ملاقات محترمانہ سے پیش آئے اور بیچ اوہنی ایام کے سلطان علاوالدین کے عہد
مین پندہروین ذی قعدہ خرانما عالم قدس کے ہوے خواجہ عمادالدین محمود المخاطب خواجہ جہانگاوان رحمۃ اللہ
کا بیان پہ آپ وزیر سلاطین ہمنیہ کے تھے آباد اجداد آپکے سوابق ایام مین منسلک بیچ سلک وزرائے
سلاطین گیلان کے تھے عاقبت کار اعانت سے بخت روزافزون کے جب کسو ایک کو خاندان سے آپکے
رتبہ باشاہت کا حاصل ہوا اور دوان سے نسلا بعد نسلا صاحب خطبہ کیلا روایت سے حاجی قندھاری
کے ثابت ہوا ہے کہ وہ دولت عہد تک شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کے امتداد پائی رہی
کہ جب خواجہ عمادالدین محمود نے قدم اقلیم وجود مین رکہا بعد کسب علوم و تحصیل کمالات کے
حد سے اباء جنس کے خایف ہوکر تکلیف سے مادر کی کہ لی بی بی اخاندان سے برگ مشایخین اوس
نواح کے تہین جلاوطن ہوکر چند مقرب تقربیات عزت بادشاہان عراق وخراسان کے رہے
ہرچند کہ سلاطین موصوف نے کئی بار منصب وزارت کا تجویز فرمایا مگر آپنے علو ہمتی سے قبول نکیا وجہ
حلال تجارت مال کا اختیار کرکے مدت تک سیر ربع مسکون کی کرتے رہے اس اثنا مین علما مشایخ اہل
دل اخذ الوگون سے صحبت رکہکر فیض نظر سے انکے جب خارق عادت ہوے جب الیس برس کی عمر ہوئی
قصد زیارت و ملاقات مشایخان دکن کے بعنوان تجارت راہ دریا کا کر سند روانہ کو فرودگاہ
اپنا کیا پس ارادہ سے دیکھنے شاہ محب اللہ مشایخ دکن کے بیدر مین آئے بعد حصول مامول بیان کے
بنا بر زیارت مشایخین اطراف کے متوجہ ہوے سلطان علاوالدین مانع آیا اور سابقہ تکلیف کم
صف مین اکابر و اعیان اپنے منخوط و منتظم کیا پس عہد مین ہمایون شاہ ظالم کے ملک التجار کہ

اور دولتخانہ مین اس سے اعلا و اعلی خطاب بتہا سایہ مرحوم درگاہ سے ممتاز اور منصب والا سے
جملہ الملک سے بہرہ یاب ہوئے چونکہ خدمات شایستہ اور ترددات نمایان امور سلطنت کے ادا کئے
عصر مین اپنے سلطان محمد شاہ لشکری یمینی نے چند منصب اور اضافہ کر کے المخاطب خانجہان کیا
اور بالقاب مجلس کرم مسند عظیم ہمایون اعظم صاحب قلم مخدوم جہانیان معتمد سلطان آصف جم
نشان امیر الامرا الملک نایب خواجہ عماد الدین محمود المخاطب خواجہ جہان گاوان قرار پایا دس ہزار
سوار مغل و ہر تمام قسم سے اچھے اچھے شرفا مرد آدمی خاص اپنی ذات کے اور دس ہزار دوسرے
یکہ تاز بہادر روزگار طرف سے بادشاہ کے ہمراہ تھے مولد آنجا گاوان اعمال ہیہ گیلان کے ہے مگر شہرت
اقالیم سبعہ مین ساتہہ لفظ گاوان کے ہے ایکدن قصر پر قلعہ محمد آباد بیدر کے مجلس مین محمد شاہ لشکری کے
بیٹھے ہوئے تھے یکایک نیچے سے محل کے ایک پادہ گاون فریاد کی کسونے حضار مجلس سے کہا اسی آصف جم
نشان یہ پادہ گاو کیا کہتی ہے آپنے کہا وہ یہ کہتی ہے کہ ای محمود گاوان تو حبش سے بری ہے کہ یہان کی مجلس مین
کس لئے بادشاہ محمد شاہ کو یہ کلمہ بات پسند آیا قہقہہ مار کر ہنسا پھر کہا کہ آپ بھی شریک مجلس ہنسا اصلا
اس جواب سے مگدر ہوا بلکہ بہت تعریف کی اور شکر خدا کا بجالایا اور ایسا فرمایا کہ مجھے سلاطین
ماضیہ پر فخر ہے کہ ایسا خواجہ بندہ میرا ہے یہ دولت کہان رکہتے تھے اوسی آوان مین سلطان
حسین مرزا بادشاہ دار الملک ہرات کا سید کاظمی کو بہیجا کہ عماد الدین محمود خواجہ جہان کو طلب کیا
چونکہ بادشاہ سے رخصت ہوئی پس خواجہ سید کاظمی کو مع تحف و ہدایا روانہ کر کے عریضہ معذرت کا
لکہا اور سلطان کے الطاف و پرورش کا غدیر کیا صفت سخاوت کی ذات مین خواجہ کی مخبر تہی لکہا ہے
اگر کوئی بلدہ کوئی قریہ ربع مسکون کا باقی نرہا کہ انعام خواطہ اہل کو وہان کے نہ پہونچا ہو ساتہہ

کمال حسن خلق کے مردم روزگار سے زندگانی کرتے رہے اور نہایت شگفتگی خاطر سے مسلوک ہوتا اشعار
خواجہ کا تہا آثار جمیلہ اور اوصاف حمیدہ خواجہ کے دکن مین بہت ہین ازانجملہ مقبرہ کی بلدۂ بیدر مین
کہ رہنا تقبل بنا تاریخ اوسکی ہی انواع علوم عقلی ونقلی خصوصًا ریاضی اوسوقت موافق اور طب سوا
اسکے نظم ونثر شعر گوئی انشاپردازی سیاق وسباق حساب دانین پے نظیر وانباز روزگار اپنے
تہے خط سیاق خوب لکہہ جانتے تھے رسالہ روضۃ الانشا اور دیوان اشعار لکہا ہی کہ ہنوز یک
بعض بعض کے ہی مگر راقم نے نہین دیکہا ہمیشہ افاضل عصر کو خراسان وعراق کے تحفے ہدیے
بہجوا رہے اور سلاطین خراسان ہی غایبانہ الطاف سے یاد کرتے تہے اور مولانا عبد الرحمن جامی
بیشتر مکاتیب بہجوا کر اظہار نیاز کرتے رہے مولانا ہی موصوف ہی رحمۃ خطوط روانہ کیا کرتے
بلکہ حضرت جامی نے ایک قصیدہ بھی نام سے خواجہ کے لکہا ہی آخر کار فتور سے مقربون کے کہ وہ لوگ ایک
کاعذ مہری خواجہ کا بیچ نا موافقت رای اوڈیسہ کے حضور مین بادشاہ کے گذرانا پس ناچہ سے غضب
سلطانی محمد شاہ لشکری کے مقتول ہوے شہادت خواجہ کی مقارن ابتدای ۸۶۶ پانچوین صفر سنہ
آٹہہ سو چیاسی مین ہوئی ہی لاش کو وہان سے لاکر بموجب وصیت کے پرون فتح دروازہ بیدر پر
تالاب کی کہ بنا کیا ہوا خواجہ کا ہی دفن کیا گنبد عظیم تعمیر ہوئی تہی کسوٹے عصر مین علی برید کے توڑ ڈالی
رفیع خواجہ مزہ پر قبہ واقع ہی مدت عمر اٹہتر سال سے سال فوتش گر کسے پرسد بگو ۔ بے گنہ محمود گاوان
شد شہید ۸۸۶ * شاہ فتح اللہ صاحب مقبول الرحمۃ اللہ کا بیان * آپ باشندہ ملتان کے ہین عہد
مین سلطان علاء الدین بہمنی کے مع فرزند شیخ ابراہیم وطن مالوف سے اپنے روانہ ہوکر شہر بیدر
مین تشریف لائے چونکہ سن بتیس برس بعد انتقال فرمایا پس بالاگہاٹ پر بانسن ایک

وہیں مدفون ہوئے حضرت مخدومی صاحب العلوم شیخ ابراہیم علیہ الرحمہ ولد شاہ فتح اللہ
صاحب مرحوم بہاں پیدا ہوئے آپ بہت پرہیزگار علامہ روزگار تھے عالم متبحر فاضل جید انواع و اقسام کے
علوم میں یگانۂ عصر بلکہ بعقال والد بزرگوار کے سبب عسرت معاش رہتے تھے لیکن کبھی برداشتہ خاطر نہ ہوتے اکثر
صاحبوں نے سلطان کے فرمایا کہ اگر کچھ وجہ کفاف مقرر ہو تو رہنا فقیر کا اس مملکت میں ہو سکتا ہے ورنہ
مسافرت اختیار کرتا ہوں کسوٹے مسامع اجلال تک نہ پہونچا جب ایک زمانہ معتدبہ لیت و لعل میں گذرا
ناچار حضور ان جامع مسجد پر قلعہ اگرے کے کہ اس وزیر عام ہوتا تھا ایک نسخہ تالیف کیا ہوا اپنے لئے
پہونچا آئے ندوی بادشاہ قدردان نے ملاحظہ کرکے پسند فرمایا اور کہا کہ اگلے جمعہ کو ایک خطبہ بتصنیف
کرکے آؤ شیخ ابراہیم نے عرض کی کہ بادشاہ وصنوں سے فارغ ہوں دوات قلم کاغذ مرحمت ہو فقیر
خطبہ تصنیف کر دیتا ہے اور بفور قید کتابت میں لاکر گذرانا علاء الدین نے کہا ترجمہ اس بیت کا بھی
عربی میں داخل خطبہ کرنا بیت ؎ انکہ ناز سر عزت نہادی بر خاک ؛ عاقبت خاک شدہ خلق
بر و میکند ناز آنے اسوقت ترجمہ کرکے نظر سلطان میں لایا شعر الذی لا یضع قدمہ
علی الرجام ؛ صار تراباً یمر علیہ الاقدام ؛ سلطان بغایت خوش ہوا جاگیر کا فرمان انعام
فرمائے آپ مدد شد دربار کی رہتے تھے جب علاء الدین ہوا سلطان ہمایوں پسر اسکا جانشین ہوا
آپ صحبت اسکی اجتناب کرکے خانہ نشین ہوئے جب وہ بھی ہوا سلطان محمد شاہ لشکری سریر
سلطنت پر جلوس فرمایا واسطے تربیت اپنے طلب فرمایا آپنے اوسے اور اسکے بھائیکو تربیت کیا
ایکدن قاضی کنجرہ پر گنہ پٹن بدرو نزدیک شیخ ابراہیم کے آیا اور استغاثہ کیا کہ قاضی القضاۃ ہانکا
اوس شخص کو قصاص بوروبی سے تغیر کرکے یہ خدمت اپنے داماد کو دیا ہے اگر آپ مجھے

اپنی میراث پر قایم کریں جس سے عظیم ہوگا آپنے قاضی مذکور کو اپنے مکان میں اوتار از در جمعہ گہر قاضی القضات کے
جاکر سفارش کی قاضی قضات نے کہا دعوض پر کنہ مذکور کے دوسرے گنے دوسرے اوس قاضی کو دیتا ہوں قاضی نے پر گنہ
پٹن چرو کے قبول نکیا پھر دوبارہ بھی ایسی تقریر ہوئی مرتبہ سوم پھر گئے اس دفع اور ایک امیر بھی مقرب درگاہ
سلطانی سے ہمراہ تھے چار پر گنے دیتا ہوں مگر داماد کو تغیر کرنہیں سکتا انکو غضب آیا کہا کہ میں تین بار سے
کہا خاطر میں ہمارے نہیں آتا ہی اب خدا سے کہتا ہوں اور رخصت کی اوسی شب سلطان کو خیال ہوا کہ تعلقہ
قضاوت کا امر مشترک ہی کسی مرد متدین کو سپرد کیا چاہئے اوخلعت دیکر اس امر کا مامور پر شیخ ابراہیم کے
زینبندہ ہی دینے تفویض کیا چاہئے علی الصبح بے وقت برآمد ہو کر طلب کیا لوگ بھجوا کر جلد بلوایا منتظر تھا بجز اس خبر کے
کہ سلطان بے وقت برآمد ہوا ہی بہت آدمی حاضر دربار ہوئے بجز دو یہ سنجنے کے ہاتھ بیکر کر کہا کہ ایک بات میں کہتا ہوں
بشرطیکہ آپ قبول کریں کہ اسمیں تین فوائد ہیں ایک تو خوشنودی خدا اور رسول ہی کی دوسرے
آرام دوجہت اہل اللہ کی تیسرا حسنات آپکو اور مجھے یہانتک بجد ہوا کہ شیخ سے عہد و پیمان بیکر فرمایا
کہ متعلقہ قاضی القضات کا قبول فرمانا آپنے ایا کیا سلطان نے کہا عہد ہو چکا ہی اب کرنا فایدہ نہیں کہتا بعض
امرا نے کہا ہم گواہ اس معنی کے ہیں آپ نے قبول فرمایا بادشاہ اسیوقت سند لکھوا کر مہر سے اپنی مزین فرمایا
اور شیخ صاحب کو دیکر تشریف فرما محل ہمایوں کا ہوا شیخ نے کہا کہ میں واسطے قاضی کنجرلہ کے خدا تعالے سے التماس
کیا تاہ وجہت مجیب الدعوات ہی کہ اسنے متعلقہ قاضی القضات کا اس بندہ کو تفویض کیا پس قاضی کنجرلہ کو طلب
کر کے اوسیوقت قضاوت پٹن چرو کی مرحمت کی انتقال ایکا ساتوین ماہ ربیع الثانی سنہ ۸۵۲ آٹھ سو
چون میں ہوئی حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب ربانی شیخ ملتانی شریف قادری
رحمۃ اللہ کا بیان ہوا واضح ہو کہ بشارت آپکے ولادت باسعادت کی حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی نے

عالم مثال بن شیخ ابراہیم نام قبلہ گاہ کو آپ نے دی ہے اس طرح پر کہ وہ جناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
شیخ ابراہیم تمہیں ایک فرزند ولی کامل ہوگا کہ فی الحقیقت وہ میرا فرزند ہے آپ شیخ ابراہیم اول ایک
فرزند ہوا احمد نام جب وہ جوان ہوا قابلیت دیکھا تھا شیخ ابراہیم ملول خاطر ہوئے پھر دوبارہ خواب ہوا
کیا دیکھتے ہیں کہ وہی جناب حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا کہ وہ فرزند جو میں نے کہا تھا
آپ وجود میں آئیگا وقت صبح ازواج اپنی استفسار کیا ایک نے انہیں سے ظاہر کیا کہ میں حمل تین مہینے کا
رکھتی ہوں آپنے کہا اوسکی حفاظت کرو وہ مولود مسعود ولی بارگاہ الٰہی ہوگا دوسری بی زوجہ جو والدہ
احمد کی تھیں حسد لیگئی چونکہ اسکو منظور ہوا تھا کہ کسیطرح سے اسقاط اس حمل کا ہو جاوے ایک دن
ہاتھ غضب کا پیٹ پر اوسی زن حاملہ کے مارا سُنا ہے میں اوسکے ایسا درد پیدا ہوا کہ بیقرار ہوئی
شیخ ابراہیم اس امر سے خبردار ہوکر زجر کیا درد کم ہوتا تھا آخر کار جب پیٹ دھو کر پانی ہاتھ پر ڈالا تام
ہوا بعد ایام معہود کے سنہ ۸۹۲ آٹھ سو بانوے ہجری میں آپ تولد ہوئے محمد نام رکھا پھر لقب آپکا شمس الدین
ابو الفتح شاہ ملتانی شطاری قادری ہوا کہا ہے کسی نے وسیلہ دادے شیخ ابراہیم کو غیب سے ندا
دف کی آئی نعمہ شادی کا سنائی دیا حیرت ہوئی کہ یکایک ایک شخص نے آواز دی کہ اے شیخ
سبب تولد ہوئے تیرے فرزند بلند مرتبت کے ساکنان عالم بالا کو خوشی ہوئی ہے یہ آواز اسکی ہے
شیخ نے شکر خدا کا بجا لایا نقل چونکہ ان روزوں خلق خدا ظلم سے ہمایوں شاہ کے نالاں تھی
شیخ ابراہیم سے استغاثہ کیا آپنے اشارہ فرزند کیطرف کیا لکھا ہے کہ آپ اسوقت تین برس کے
کہوارہ میں تھے تین مرتبہ یہ کلمہ ہمایون مات ہمایون مات ہمایون مات فرمایا بجز اہل ان سے
سلطان کے نقل دیا کہ سلطان ہمایون ہوا الفقل بعد چندے سانحہ گذشتہ کے ہنوز

آپ صغیر تھے کہ شیخ ابراہیم موے عالم طفولیت مین کوئی احوال پر آپکے غور کرتا تھا دفعتاً شیخ حسن چلی
بنگالہ سے آئے بہت سے لوگ ہمراہ انکے تھے باہر بلدۂ بیدر کے اوترے آپکو بلوایا تعظیم تکریم کی اور کہا
کہ عالم رویا مین سلطان الاولیا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے امر کیا ہی کہ بیٹا شیخ محمد کے
وفات کی ہی وہ غم والم مین ہی تم جاو اسکی تسلی کرو اسلئے مین آیا ہون پس مرید کیا نعمت قادریہ سے
ذخیرہ اندوز فرمایا اور روانہ ہوے یہ موسم کہولیت مین ایکرات خود آپ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
عرب کی صورت مین آکر مطلق اجازت دی اور سایہ ارشاد ہدایت کے رہنمون فرمایا نقل ہے کہ شیخ بہاو الدین
دہلوی دولت آبادی شادی آبادمندو سے دولت آباد کو آکر فرمانروا طفانکا درجہ خاص یعنی حضرت
غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا جو کرسی کہ سنی دہنین ہوتا تھا نزدیک شیخ کے بیٹھا اور زبان مین
لکھا ہا کہ بیت ہر الاے شاہ دین ہے روانہ کی ہی اللہ تعالی مبارک وسازوار کرے نقل سید محمد
جونپوری کے اپنے کو مہدی کہلاتے ہے چنانچہ تاحال ایک گروہ اغبی ہے کہ مہدیت کو انکی قبول کیا ہے
سنہ ۹۰۶ چھ سو نو ہجری مین شہر بیدر مین آئے اور باہر شہر کے عیدگاہ پر اوترے چند کہ اہلین آرزو
ملاقات کی تھی چونکہ آپنے تو قطاع انتہا کی ہی قدم گوشہ عزلت سے باہر نہ کیتے تھے ہر چہار فرزندونکو اپنے
روانہ کیا بعد ملاقات سید محمد نے جو سوال کیا جواب صواب پایا باہر سخن مین کشف اسرار کیا سید محمد نے
آفرین کی اور کہا تم فرزند انکے اسقدر مرتبہ بزرگی پر ہو سبحان اللہ والحمد للہ کہ دیدہ بر تدریس کے
ہونگے جب رخصت ہوکر آئے شیخ بہاء الدین نے حاضر خدمت ہوکر پوچھا کہ سید محمد جو مہدی موعود اپنے کو
کہتے ہین یہ راست ہی یا دروغ آپنے اندک زمانہ مراقبہ کیا گریبان مین گردن لٹکادی پس سر اوٹھاکر فرمایا
قطب غوثیت ابدالیت اوتاد وغیرہ منازل و مقامات ولایت کے ہین ایسا ہی مہدیت بھی ایک

مقام دلسا و کاہی سید محمد اوس مقام پر ہین کہ میں اپنے تئین بندے کہتے ہین اوس وجہ سے مہدی موعود رضی اللہ عنہ ہین نقل ایکدن صاحبزادہ ارباب کشف ویقین شیخ بدرالدین حجرہ مین حضرت کے آئے دیکہا کہ آپ روبقبلہ ہین اور ایک عورت کہنہ جامہ پہنے ہی دست بستہ کہڑی ہے بعد اختتام حجرہ کے صاحبزادے وہانگی تیاری کئے اور فقیر بہی کرتا تہہ مارا وہ تو غائب ہوگئی مگر ایک پارچہ کہنہ جامہ کا اوسکے ہاتہہ آیا شیخ بدرالدین نے حضرت سے پوچہا کہ یہ کیا مشاہدہ تہا جو مجہہ پر گذرا آپنے فرمایا وہ دنیا ہی کہتی ہی مجہے قبول کرو اور ہاتہہ ریش مبارک پر رکہکر کہا کہ جب اپنا اور رسل علی نبینا علیہم السلام نے اوسکو قبول نکیا ہی تو فقیر سے جہان آفرین کے ہرگز قبول نکروگے اور فرمایا کہ جب تک زندہ ہوں مین اور وہ ایک جانہو گے اور تین اسفر پارچہ اوسکا واسطے روزگار کے کافی ہی بعد اسکے شیخ بدرالدین کو اسقدر فتوح اور اقتدار دنیا کا حاصل ہوا کہ لاکہون ہون اور اشرفیان نزدیک اونکے جمع ہوئے امیر برید والی بیدر اور قطب الملک والی گلبرگہ معتقد شیخ بدرالدین کے تہے ہزار ہا روپیہ نذر گذرانتے تہے اقتدار دنیا کا اور فراغت معاش کی بہت رکہتے تہے نقل امیر برید ابن قاسم برید نے استصواب سے شیخ بدرالدین صاحبزادہ کے پیغام کیا کہ باپ اوسکا قاسم برید بیمار ہی صحت ہوگی یا نہین شیخ بدرالدین بہت ادب سے کہڑے ہوکر پوچہے آپ فرمائے تشفا ہوگی قاسم برید اوس مبلکہ سے نجات پائی بعد مدت بہر اوسطرح بیمار ہوا شیخ بدرالدین نے پوچہا آپ فرمائے اس بار تشفا ہوگی یا نہین فرمایا کہ اب کی بار ہمارے سلطان ہوجی آئے شیخ بدرالدین سے فرمایا کہ واسطے پاس خاطر تمہارے شفا دیتا ہون بعد اسکے عرائضہ یہ صمہ بہیجے ہوجی نقل بعد اسکے جب بیماری قاسم برید کی حالت سکرات کو پہونچی اختیار خاکہ اتا بیک امیر برید کا تہا کہ بعد اسکے سلطنت برادر بزرگ جہانگیر خانکو ہوگی اور تم گرفتار اوسکے ہاتہہ مین

ہوگے بلکہ جاجائیگی مصلحت یہی ہے کہ یہاں سے باہر نکل جاوا میر برید مصلحت سے اختیار خان کی مع چند خواص اپنے روانہ
ہوکر خاص باغ مین کہ اسکو باغ ستی کہتے تھے جا اُترا احسن اللہ خان اوسی دن شیخ محمد ملتانی صاحب دیا
درد سے باؤن کے منکسل ہوکر واسطے سیر باغ مذکور کے تشریف لائے امیر برید نے استصواب سے شیخ بدرالدین کے
احوال اپنا حضرت سے کہلایا حضرت فرمائے شہر کو جا حکم سے اللہ تعالے کے سلطنت ہیان کی جد تیرے باپ کے
تجھی کو ہوگی امیر برید مستظہر ہوکر متوجہ شہر بیدر ہوا جونکہ مردم اس دولتخانہ کے امیر برید سے موافق ہے
فوج فوج آکر ملے گرویدہ ہوئے امیر برید بہت شان و تجمل سے داخل شہر بیدر ہوا جب رات ہوئی قاسم
فوت ہوا امرا اتفاق کرکے صبح اسکے بجائے پسر بعلائے اوجہانگیر خان کو دستگیر کرکے اوسے سونپا
سلطان محمد شاہ بہمنی بھی خلعت وکالت کا امیر برید کو بخشا یہ واقعہ ۹۰۰ نو سو دس ہجری ہوا ہے
نقل ایکدن امیر برید حضرت کی ملاقات کا ارادہ کیا پس ہیان امان اللہ کو کہ ایک تُرک ہیں سے امیر کے
ہتے شیخ بدرالدین پاس روانہ کیا اور ایسا کہلایا کہ حضرت سے عرض کرین کہ امیر برید آتا ہی کلمات بے نیازی کے
زبان پر نہ لاوین کہ بادشاہون کو پے نیازی فقیرون کی نالسند ہی شیخ بدرالدین جب روبرو آئے
اور چاہا کہ عرض کرین آپنے کشف باطن سے پایا اور فرمایا کہ امیر برید آتا ہی مین ویسے باہین کرون
کہ جس سے وہ معتقد ہوا ب تو ہوگا جو حکم خدا کا اور خدا کے رسول کا ہی ہیان کرونگا اتنے مین سواری
آگئی آپ جیسا بیٹھے تھے جا سے نہ ہلے اور جسنے آیات و حدیث حقارت مین دنیا کی اور دنیا کا
تسلسل سے ہیان پڑھے کہ امیر برید آبدیدہ ہوا اور جب مرخص ہوکر باہر آیا کہ عجب جاہ و جلال
حضرت کا دیکھا مین جنکے کہ روبرو بیٹھا تھا نہین جانتا تھا کہ مین بادشاہ ہون بلکہ یہ سمجھتا
تھا کہ کمین بندگان سے ہون بعد ایک دن کچھ عرصہ تک آپ سجادہ پر غایب ہوگئے

بعد ساعت بیر شریف فرما دیکھا تو ہستین مبارک ایکی پانی سے تر ہی مریدین حاضرین نے تاریخ لکھنے
رہی بعد مدت ایک مرید آیا حضرت بندہ نواز جب لوگون نے اجرا تقاضا کیا اسنے کہا مین معذور ہون
جس کشتی مین کہ سوار تھا ناگاہ وہ غرق ہوگئی مین اوسوقت حضرت کو یاد کیا فورا آپ موجود ہوے اور تابوت
میرا بیکر کنارے دریا کے کر دیا نقل جانا چاہیے کہ حضرت سید محمد گیسو دراز نے کتابون اپنی جید علما
حالات اسرار ولایت کے لکھے تھے حالت سکر مین شیخ خانخانان نام ایک فاضل کہ معلومات ظاہری بہت رکھتا تھا
اور علم باطن سے غافل سید ابوالحسن ابوالاد سے بخدوم معلوم کے مباحثہ پیش آیا اور کہا کہ اگر حل اس عقدہ کا ہوگا
امادہ کفر کا تمہارے دادا پر آیگا سید ابوالحسن اسے عاجز آئے تیسرے روز رات جد بزرگوار کو خواب مین
دیکھا کہ آپ فرماتے ہین نزدیک میرے برادر شیخ محمد مدنانی کے جاکہ حل اس مسئلہ کا بے اولے ہوگا صبح نا چار
ابوالحسن آئے مقدمہ بیان کیا آپ یعنی شیخ مدنانی صاحب نے از روے آیات وحدیث کے حل اوسکا فرمایا
شیخ خانخانان قایل ہوا اور اعتقاد لایا نقل ہے شیخ سنہ اللہ سے ۹۳۳ نو سو تین تیس مین کہ ان
روزون سلطان بہادر گجراتی متوجہ ملک دکن کا ہوا تھا ایکا مزاج سالون جمادی الثانی کو سیاغیل ہوگیا
کہ چودہ ہون ماہ مذکور نو انار رحلت کے نمایان ہوے تمام فرزندون اور مریدون نے عرض کیا کہ ہمکو دو صعوبتین
ہین ایک تفرقہ لشکر کا دوسرا انقطاع حضرت کی امید ہے کہ آپ جتنا بار سکتا ہے عرض کرین اور حیات اپنی
زیادہ فرماوین جب سالو انکا حد سے طول ہوا آپنے مراقبہ فرمایا بعد ساعت کے سر اوٹھاکر کہا انی علمت عمل
الصدیق الیمنی تحقیق مین عمل کیا مین عمل صدیق یمنی کا یعنی شیخ صدیق یمنی نے عمر اپنی دراز کی تھی
مین نے بھی کیا پس حضرت کو صحت ہوگئی اور تین مہینے سو لاروز زندگانی کی نقل جب بادشاہ گجرات کا اپنے
ملک کو بازگشت کیا ماہ رمضان الیہ مین پھر کسل طبیعت مین ایکی شروع ہوا آپ فرمائے مجھے

عالم بالا پر لیجاتے ہین اور ارواح طاہرین اولیا و کاملین کی واسطے وداع میری آتی ہین اور یہ بار بار
پڑہتے تھے سہ مالملک یومئذ ایم یار ملک یومئذ ایم بازبار ہا بخاطر رسیدہ تمام اعزا و احباب
ملاقات کیلئے آئے کہے کہ اس بار بھی آپ جناب باری سے سوال کرین آپنے دامن آگے سبکے پھیلایا فرمائے
کہ اب مجھے معاف کیجو کہ دوست میرا مجھے چاہتا ہی سب فرزندون اور مریدون سے وداع چاہی
اور ستایسوین تاریخ رمضان کی وصیت نامہ لکھدیکر سبکو رخصت فرمایا پس جب ماہ صیام
رمضان کے تمام کئے نماز عید کی گذرانے اور تمام عشایر کو حکم دیا کہ عید کرین اور فرمایا کہ نماز کا
خاک تیمم اوٹھاؤ اب احتیاج اوسکی نرہی اور سبکو وداع آخرین کیا اور حق تعالے کو سونپا اپنے روح فکر
شغول اور بحر مکاشفہ و مشاہدہ مین غرق ہوے پس آیہ کریمہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم
ولا ہم یحزنون۔ گوش ہوش مین پہونچی روز چہارشنبہ غرہ شوال روز عید الفطر وقت شش پہر روح
پاک نزہتگاہ قدس مین خرامان ہوئی مادہ تاریخ ہوئی گشت واصل ترکیب ایکی ضعیف البدن
اثم اللون اوسط القامت سنور الوجہ فصیح اللسان علامہ زمان اہل وجاہت عظمت و جلالت شیخ بدر الدین
کہتے ہین آپ کنز جہان پہول والا کرتے ہے بعد انتقال معلوم ہوا کہ وہ مقام قبر کا ہی اسیر کھودنا یا
یہ بھی لکھا ہی کہ بعد دفن مدت تک جو کوئی اپنا کان تربت پر اپنی رکھتا تھا آواز اللہ اللہ کی سنتا
تب ایکادس واسطون سے سلطان شہاب الدین غوری غزنوی دہلوی کی ہوتا ہی اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی
کہ نسب سلطان شہاب الدین کا ضحاک تازیکو پہونچتا ہی اور تاریخ جہانگیری والے نے نسب شہاب الدین
کا تاریخ خزائن سے دیدیا چار واسطے ہوکر سلطان بہرام بادشاہ ملک غورستان کو اور وہان سے ارنا لیس
واسطے سے ضحاک مار تک کہ جسکا بیان شاہ نامہ مین ہی ہوچکا یا ہی پہر چار واسطے سے حضرت

نوح علیہ السلام کو کہ آپ پانچوین باپ ضحاک کے ہین عدد سنین بہتر سال ایکو پانچ فرزند تھے اول مخدوم
شیخ ابراہیم المعروف مخدوم جی قادری دوم قطب الجلیل شیخ اسمعیل کہ ذکر اونکا خصوصیہ برلہ مین لکھا گیا
سوم شیخ اسحاق صاحب چہارم شیخ بدر الدین پنجم شیخ فخر الدین کہ ایام صغر سن مین انتقال فرمائے

* شیخ ابراہیم المعروف مخدوم محی الدین قادری رحمۃ اللہ کا بیان * آپ مرجع الاتقیا
شفیع الاصفیا اکبر اولاد حضرت محمد ملتانی صاحب مرحوم کے ہین علم و فضل مین بے نظیر و ولایت و کرامت
مین ممتاز طرف کسی سلاطین عصر کے کبھی التفات نکیا سلطان ابراہیم قطب شاہ نے کئی بار ہزار ہزار عجز و
الحاح سے واسطے دیدار کے لکھا قبول نفرمایا آخر اوروے کمال اعتقاد کے کفش یا اونکی طلب کیا کہ سر و دیدہ
اپنے رکھے یہ بھی منظور ہوا فرمایا کہ ہم فقیر ہین ہمارے لئے اسقدر بس ہے کہ دعا کرین نقل ہے کہ ایکدن
آپ مشغول وظیفہ تھے اور لڑکا شوخی کر رہا تھا اسکی طرف دیکھکر ہون فرمایا بچہ و دیکھکر اس لفظ سے
وہ بچہ مرگیا ماں اوسکی رونے لگی اور گریہ و زاری کرنے آپنے از روے لطف و شفقت کے اوسکو قدمچہ فرمایا
اور بالین پر حاکر دست مبارک سر پر رکھا فرمایا کہ اوٹھہ اپنے گھر کو جا بچہ و اوٹھا اور ہمراہ مادر کے چلا گیا
کتھے ہی اونکی گلہ گہ مین ہوئی نہی ہو سکتا زوجہ محترمہ اونکی موضع مذکور مین تھین آپ چھے مہینے وہان رہتے
اور چھے مہینے حضور مین بدہ الاقدر کے شہر بیدر مین رہا کرتے تھے جب اللہ بزرگوار اونکے پوچھتے کہ اس مدت مین
وہان تم کس کام مین رہتے ہو آپ ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا اپنا گذرانتے چنانچہ سترہ سال سات دفعہ
تصنیف کئے ہوے آپنے گذرانے سوا اسکے اکثر نسخہ جات تصانیف سے اونکے ہین وقت رحلت جب
نزدیک پہونچا شیخ جمال برادر زادہ کو کہے کہ مجھے بٹھلاو اور ذکر جلی شروع فرمایا بلفظ اللہ کو
دلپر بڑی قوت سے ضرب کیا اور اوسیوقت واصل حق ہوے سنہ شریف نو سو نو ۹۰۹ سال ۹۷۰ وفات

نور و بشر تاریخ دوسری ذوالحجہ مرید اپکے اکثر اوقات حاضر ہوتے ہین خلافت و اجازت سلسلہ بدرین تمام خلفاء سے زیادہ
مشہور اپنے سے اپکے ہی اور اسمین تبرکات سے جبہ مبارک یا تبہ ملبوس خاص حضرت پیر دستگیر غوث
اعظم کا ہی رضی اللہ عنہ جو استصواب بہاء الدین انصاری کے ہو نیجا تھا یازدہم شریف مین عرس عام
ہوتا ہی اور دھام تمام ہوتا ہی شیخ اسحاق قطب الآفاق رحمۃ اللہ کا بیٹا ہے آپ خلیفہ سیوم شاہ محمد
ملتانی صاحب مرحوم کے ہین آپ بہ کمال اکرام و احترام کے تھے اور دبدبہ ہیبت و جلالت ایکا بے نہایت
تھا لکھا ہی آپ جس جانور پر نظر جلال سے دیکھتے بیہوش ہوکر گر پڑتا تھا اور جس آدمی کو نظر سے دیکھتے تھے
مست ہو جاتا تھا اور جس پہاڑ پر کہ نظر پڑ جاتی تھی اوسکے سب چٹر جاتے تھے اور جس پہل پر کہ انکیہ پڑ جاتی
اوسیوقت گر پڑتا تھا باوصف اس جلالت کے یہ کہ ذرہ خلاف شریعت کا نقرماتے صورت و سیرت مین
متابع تمام والد عالیقدر کے تھے سن شریف آپکا نہایت پچاس سال روبرو برادرون کے گیارہوین شوال کو
رحلت فرمایا اور پہلو مین گنبد والد بزرگوار کے جانب مشرق مدفون ہوے قطب الاصلین شیخ بدر الدین
رحمۃ اللہ کا بیٹا ہے آپ چوتھے فرزند محمد ملتانی صاحب شریف القادری و حنفی کے مین قبلہ گاہی آپ کے
منقول ہی کہ جب فرزند میرا بدر الدین پیدا ہوا مین نے حضرت محبوب سبحانی مدنی سرہ کو اوسدم واقع مین دیکھا
کہ آپ فرماتے ہین ای ملتانی تیرے گہر یہ فرزند مسعود پیدا ہوا ہی نام اوسکا عبد اللہ رکھنا بمجرد بیدار
ہونے کے مین حجرہ مین گیا دیکھا کہ وہ کوکب دولت کا طالع ہوا ہی بانگ صلوہ کا مین کہی جانا کہ یہ فرزند
میر اعظم الشان ہوگا چنانچہ بعد بلوغ آپ زیادہ اوس سے زیادہ ہوے نقل ہی کہ ایکبار خادم
آنجا المسمی اسمعیل دغیل فقیر دنخاغذ لانے کے لئے گیا اور زر اوسکا اپنے حرف مین لایا عند الطلب
مہلت چاہی اسنے حسب مین بہانہ سے ضیافت کے حضرت کو نہ لایا اور رات کے وقت عالم

تنہائی مین چند لکڑیان اکٹھا کرکے مین پر گرا دیا اور دو چار خنجر گذرانے خیر ہوئی زخم کاری نہ آئے وہ جانا
کہ روح پاک انکی خرابات رضہ جنت کی ہوئی ایک باولی مین ڈالکر فارغ ہوگئے کو چلا آیا کرم سے اللہ کے ایک
پتھر پر کہ باولیمین کسی طرف سے نکلا ہوا تھا ناف برابر پانی مین اوسپر جا کھڑے ہوئے مصلحت خان کا
اودہر سے گذر ہوا اور دیکھا کہ آپ کوی مین کمر برابر پانی مین استقامت سے سنگ لاخ کی
پاؤن استوار کرکے کھڑے ہوے ہین نکال گھوڑے پر سوار کرکے گھر کو ہو لیا سب متاسف ہوے
پوچھے کس نے ایسی بے ادبی کی ہی آپنے ہر گز نام اوس بدانجام کا ظاہر نکیا یہی فرمایا کہ جو کچھ کہ
ہوا بحکم تقدیر ہوا والدہ نے انکی خواب مین دیکھا کہ حضرت ملتانی صاحب متوجہ فرماتے ہین کیا سوتی
ہی اوٹھ بدرالدین بیٹے کو تیرے اسمعیل خیل نے باؤلی مین ڈالدیا ہی اس سبب معلوم ہوا کہ
جسارت وگستاخی اسمعیل خیل نے کی ہی لوگ طرف اسکے پکڑنے کو دوڑے اور مارنیکا ارادہ کیا
آپنے منعکی کیا ہو بچایا کہ خلق کثیر سے بادشاہ دشمن تیرے ہوگئے ہین ارادہ قتل کا رکھتے ہین شہر سے نکل جا
چونکہ شامت اعمال کی پاؤن چلنے کے بگڑی ہوئی تھی کچھ ہوا آخر گرفتار سلطان ہوا آپنے چاہا کہ
نزدیک بادشاہ کے جانا شفاعت کرنی چھوڑا دیتا بادشاہ نے یہ خبر سنکر جلدی سے قتل کو ہو بچایا امیر
لاکھون ہو نذر گذرانتا تھا اور جب آپ گولکنڈہ کو آتے ہے لاکھون ہون معمول تھا کہ ابراہیم
قطب شاہ گذرانیدہ کرتا تھا بسبب اسکے کہ استصواب سے آپکے دعا خیر سے شاہ ابوالفتح حضرت محمد ملتانی
صاحب موصوف کے بادشاہ مملکت تلنگ کا ہوا تھا اور سوا اسکے پارچہ اور خوراک سوا دیمون کا متعلقون اور
والیون کو آپکے سرکار سے قطب شاہ کے ملا کرتا تھا اور وقت حضرت مبلغ نمایان معمول تھا کہ آپکی
کرتا تھا اور جب بیدر مین آتے ہے امیر برید سلوک شاہانہ پیش رکھتا دولت عظیم آپ پاس

جمع ہوئی تھی اس سبب سے کہ بارہ کہنہ لچھمی موکل دنیا کا اپکے ہاتھ آیا تھا جیسا کہ گذرا اصد وقہمن کیا ہوا تھا
تقلیلاً اپکے بہت ہین وقت اخیر غلبہ سے برودت کے زبان موقوف ہوگئی کہ بات کہہ سکتے تھے اور اد و وظائف بلند
آواز سے پڑہتے تھے مگر پڑہنے مین فراموشی حلاوت کے کچھہ نقصان نہیں بنایت ضعیف و ناتوان تھا کہ بغیر معونت
و استعانت کسیکے اوٹہہ نہ سکتے تھے الا جب وقت نماز کا آتا تختہ نماز کا نزدیک تخت کے رکہہ دیتے تھے اور آپ
بلا معونت خود بخود اوٹہتے اور اوس تختہ پر آتے نماز گذرانتے اور جب فارغ ہوتے فرش پر آسکتے
حتی کہ مرید اوٹہا کر لیجاتے تولیت روضہ پدر بزرگ کی اپکو ہی جب مرض شدید ہوا سب سے رخصت ہوکر
تسبیح ہاتہہ مین لی ذکر اللہ اللہ کا زبان پر جاری کیا اسی اثنا مین دست مبارک طرف عالم بالا کے بلند
ذکر کرتے ہوئے طایر روح اپکا طرف روضہ جنت کے پرواز کیا مدت عمر نود سال سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی مین
آٹہوین ذیقعدہ ۱۰ اس عالم سے متواری ہوئے ۔ فخر الدین علیہ الرحمہ کا بیان ہے آپ فرزند کبیر محمد ملتانی
صاحب موصوف کے ہین ایام صغر سنی مین بتقاضا فرمایا وجہ اسکی یون نقل کرتے ہین کہ ایک بار قوال کا
ہم بازی اپکا ہاتہہ بقضاے الہی فوت ہوا آپنے یاد کیا معلوم ہوا کہ وہ مر گیا ہی آپ نزدیک گئے اور کہا
کہ اوٹہہ اور آ ساتہہ میرے بازی کر بفرمودہ الہا ہمراہ ہوا قبلہ گاہ اپکے اسپر چڑہا ہوا نظر سے دیکہا
فرمایا کہ بدل اوسکے جا تیری سرسیلی اوسی سمت کو رخ فرمایا ۔ سید اسمعیل صاحب قادری گہوڑ واری
رحمۃ اللہ کا بیان ہے روایت اٹہے شہور ہے کہ آپ سنہ ۳ فرزند کلان علاء الدین ہمیشہ مین نوکر رہتے ایک لڑکی
برہمن کی ہمسایہ مین اپکے ہی ہمعہد طفلی سے وہ خدمتین آپکے آیا کرتی تہی جب بڑی ہوئی حسن دلکش نکالا
وصف جمیل اوسکا محل سلطانی مین گیا ایکدن بے رضامندی ماں باپ کے لوگ سرکاری در آئے اور اوسکو
کہینچکر محل سلطانی مین لیگئے عورات محل نے چاہا کہ رسم انواع حلی گرانمایہ سے آراستہ کرکے نظر مین

سلطان کے لائین اُنکو خبر ہوی خوش ہین کر نکلے سلاح تن پر راست کیا حرم بادشاہی مین گئے حکمت الٰہی
جو کیدارون نے نہ دیکھا یہانتک کہ وہان ہوئے کہ وہ لڑکی آگے بادشاہ کے بیٹھی ہی جب اُنکو دیکھا
دوڑ کر آگے آئی آپ ہمراہ لیکر باہر نکلے ماں باپ پاس اوسکے ہونچا دیا کہا اب یہان سے بھاگ
کہین جاکے پوشیدہ ہو جا کہو اپنی سلامتی کہہ اور ناموس کی حفاظت کر پس اپنے گھر کو آئے اور
گھوڑون پر سوار ہوکر مع ۳ فرزند و خالون شہر بیدر سے باہر نکلے بادشاہ کو خبر ہوئی واسطے
فوج روانہ کی جب نزدیک ہونچے تیر لگانے لگے ایک تیر انکا ہزار بندوقچی کا کام انجام کو
ہونچاتا تھا آپنے تیر لگانا شروع کیا چونکہ آپ تیر پیشہ شجاعت کے تھے لوگ دور دور سے نقاب کئے
ہوئے چلے آتے تھے یہانتک کہ آپ ایک پہاڑ پر ہونچے کہ پایین اوسکے موضع گھوڑ داری ہی اس
اثنا مین فوج حکم سلطانی سے ہری اور آپ وہان کھڑے ہوکر ایک تیر اُسی پیشہ سے مارا وہ ایک چاٹر گرا
خادمون نے اُس تیر کو جس مقام پر پایا تھا موجب حکم کے وہان نشان کیا آپ بالائے پشتہ سے نیچے آئے جہان کہ
تیر پڑا تھا کھڑے ہوئے اور وہین مقام فرمایا ایک جلہ نگذرا تھا کہ روز پنجشنبہ ۸۸۲ آٹھ سو بیاسی ہجری مین اس
عالم سے نقل کیا اور وہین جسد خاکی کو کیا ہا دفن ہوئے آپنے اسے سید شاہ حسینی کوکی ہین والے کے
ہین اور اُنکا اسی واسطے سے سلسلہ امام موسی کاظم کو ہونچتا ہی فرزندون سے آپکے میان صاحب کرامت سے
مشہور ہین کہتے ہین کہ تربت آپکی پایہ مین دیوار کے ہی اور یہ کرشمہ ہی کہ اندک اندک زمانہ معتدبہ مین باہر
نکل آتی ہی اور پونکہ باہر اور چند مزار ہین افزون ہی مردان اُن مزارات کے برابر ہو جائینگی فرزند آپکے صاحب
رحمۃ اللہ کا بیان ہی بعض آسپر ہین کہ آپکے ہمشیرہ زادے سید حنیف صاحب کے ہین حالت زندگی مین
بزرگ منش مرد متوکل مجرد مست الست ذی اسرار و اہل ریاضت تھے اور راہی عالم بقا کے

ایکہزار تریانوے ہجری پایا جاتا ہی سید آچکا بیر دفتح دروازہ ہی جو روبرو ہود کے لاکھوں روپے کی صرف سے
تیاری اوسکی ہوئی تھی اوسمین رفن ہوئے مگر عقب پر گنبد کے بہت کام باقی تہا حضور پر نور نواب ناصر الدولہ بہادر
نصرت جنگ امیر الامرا نے بنوایا گنبد کی مرمت کی بصرف بارہ ہزار روپے چونہ کروایا جس سال نواب نے انتقال فرمایا
کام بھی اوسکا اتمام پایا کتاب سیر محمدی مین نسبنامہ شاہ راجو صاحب کا ایسا لکہا ہی سید راجو صاحب
حیدرآبادی بن سید اللہ بن سید شاہ صفی اللہ بن سید راجو صاحب بیجاپوری برادر حقیقی حسین شاہ ولی
شاہ وجیہ صاحب آبائی رحمۃ اللہ کا بیان ؛ تواریخ قطب شاہی مین لکہا ہی کہ آپ اول سپاہ گریمن سپہ
بتے سر آمد سپاہیان روزگار شہ سوار علم شمشیر بازی اور تیر اندازی اور بعض ہنرون مین جو یکبار
آمد بادشاہون کے تہے استاد سلطان محمد قطب شاہ پدر سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے تہے
فراغت معاش کی بہت رکہتے تہے صحبت مین ارباب کمال کے ہمیشہ کسب علوم تصوف کا کرتے
تہے پس صاحب خارق عادات معمور اوقات ۱۰۲۸ سنہ ایکہزار اٹہائیس مین رحلت فرمائے مادہ تاریخ
دروازہ پر مقبرہ کے یہ ہی مصرعہ ؛ شریف الدین یوسف مقبل حق ؛ سنہ بین نظاوت ہی
یہ کاتبون کی لیاقت ہی ؛ مرزا محمد مومن حیدرآبادی رحمۃ اللہ کا بیان ؛ آپ اعلامی ہاشمی سید محمد مومن
استرآبادی ندمائے خواص محمد قلی قطب شاہ کے تہے اور سلطان عبد اللہ قطب شاہ تک بقید حیات رہی
چنانچہ سنہ ۱۰۲۰ ایکہزار بیس ہجری مین سنہ اول جلوس سلطان محمد قطب شاہ کے تہینت عید
اضحی کی لکہکر نظر سے گذرانے نظم ؛ باعجب بازبستم عید و پیمان نوی ؛ کہنہ جامی نو شد جامان نوی ؛ شد
جامان نوی ؛ شد کہنہ چرخ کہنہ یک جانفشانی تازہ است ؛ عہد سلطان نو است و عید قربان نوی ؛
سنہ ۱۰۲۳ ایکہزار تیئس ہجری مین تاریخ تولد عبد اللہ قطب شاہ کی کام بخش جاہانا لکہی یہ فقرہ طبعزاد آپکے ہی

عالمگیر مین مدرکہ کمال رکھتے تھے تاریخدان انکو زمرہ مین شعرا کے لکھتے ہین اور دایرہ مراد آباد خاص و
عام کا مشہور ہے مہر چند آباد مین نزدیک سلطان شاہی کے وقف کیا ہوا اور مردم شوغال لوگ مقرر
کئے ہوے ایکے ہین اس باہین فیض عام آپ سے یادگار روزگار رہا عمر آپنے دراز پائی تھی ہنگام پیری
سنہ ۱۰۳۶ ایکہزار چھتیس ہجری مین رحلت کئے اور اپنے دایرہ مین مدفون ہین ایک فرزند تھے
مجد الدین نام پسر شیخ حانون رحمۃ اللہ کا بیان ۞ آپ پیشوا اور حامد ارعبد اللہ قطب شاہ کے
ہتے فضل و کمالات مین بغایت متبحر ۞ شیخ احمد بن شیخ ابراہیم ملتانی رحمۃ اللہ اور انکی اولاد کا بیان ۞
شیخ ابراہیم کے والد کا نام شیخ محمد اللہ صاحب ہے چونکہ شیخ ابراہیم کو دو پسر ہے ایک شیخ محمد ملتانی
اور دوسرے شیخ احمد ہذا جب کہ گذر ایس شیخ احمد کو ایک فرزند ہوے شیخ فتح اللہ نام جد اعلی کا رکھا
شیخ فتح اللہ جوان ہوے مرد ذی علم و حلم اور صاحب زہد و ورع و ذی تقوی کا ہوے حد تین بزرگون کی تربیت
پائی مرید اور خلیفہ شیخ محمد ملتانی صاحب کے ہتے درجہ ولایت کو پہونچے پس صاحب کشف و کرامات
ہتے روضہ انکا موضع کھجولی بزرگ یعنی موضع کھجر کلان پرگنہ پتن چرو مین واقع ہے ۞ حضرت شیخ فرید
رحمۃ اللہ کا بیان ۞ واضح ہو کہ شیخ الکبیر شیخ فرید کھجولی اول اولاد حامدہ شمس الدین محمد ثانی حسب سفر
العادی کے سنکر ارادہ سے بلدہ بیدر مین آئے شرف مریدی سے مشرف ہوے اجازت ہدایت کی پائی
پس رخصت ہو کر بہ طرف کھجولی کے کہ پانچ دن کی راہ ہری دانہ ہوے اثناء راہ مادر اتفاق کا سامنا ہوا
یعنی جب کھجولی ایک کوہ پر رہا ایک شخص راہ سے بیدر کے آتا ہوا دکھلائی دیا حیرت مین ہو کر کھڑے ہوے جب وہ
شخص نزدیک پہونچا دیکھا کہ آنحضرت ہین یعنی مرشد کمال التجب ہو اکہ یکبارگی مرشد نے فرمایا بیٹھ جا شیخ فرید
حسب الفرمان بیٹھ گئے مرشد نے اجازت اذکار و اوراد کی دی اور مراقبات توحید کے اور بعض

امور سینہ تعلیم فرمائے اور کان پکڑ کر کہا اُذکُرْ مَا عَلَّمْتُکَ یعنی جان کر جو کچھ کہ میں نے سکھلایا شیخ نے تمام
جو سیکھا تھا بیان کیا فرمایا کہ تا بقائے عمر کسی سے نہ کہنا اور نظر سے غایب ہو گئے پس شیخ کو بیان آئے اور ہدایت طلائق
میں مشغول ہوئے و شیخ ابراہیم سہام یعنی تیر گر گولکنڈہ رحمۃ اللہ کا بیان و آپ پیشہ اپنا ترک کر کے حد مہتمین
شیخ محمد ملتانی کی آئے مرید ہوئے چند روز کر واپس گولکنڈہ ہوئے من بعد اشتیاق سے لقاء مرشد کے
جب گولکنڈہ سے بیدر کا ارادہ کیا اثنا راہ دیکھا کہ حالت مستی میں ہر شب مرشد کا مشاہدہ ہوتا ہے
جب اس حالت سے افاقہ ہوا قطع راہ کیا دو تین دن بعد قلعہ بیدر میں داخل ہوئے دیکھا حضرت نماز میں
مشغول ہیں بعد فراغ نماز کے فرمایا کہ دیکھا تو نے بچے جس صورت سے کہ دیکھا تو اور فرمایا اَعُوْذُ بِقَلْبِکَ
یعنی پناہ تو اپنے دل میں اور بیدر میری زندگی تک کسی سے نہ کہنا پھر شاہ محمود اولیا حیدرآبادی رحمۃ
اللہ کا بیان و آپ سادات صحیح النسب رضوی ہیں ہندوستان سے پچاس فقیر ہمراہ آپکے تشریف فرمائے
دکن ہوئے جب وارد بیدر ہوئے مولانا شمس الدین جسے عرف شمس مولا کہ دے جناب سجادہ نشین اور لولاد حضرت
شاہ خلیل اللہ بت شکن بن نعمت اللہ کے تھے ملازمت کامل کی مدت تک عرصہ خدمتگذاری میں گذار کر
پیلہ مرید کیا پایا اجازت پائی اور تین سال میں کسب کمال حاصل کر کے جب کشف و کرامات ہوئے مرتبہ کو
ولایت کے پہنچے اور بموجب ارشاد مرشد کے بلدہ حیدرآباد میں آئے چند روز کے بعد شیر دہان بند سے پرے رہنے جب
ہوشمند آئے اس پہاڑ پر جو مابین جنوب و غرب بلدہ کے ہے اب جہاں مرقد انکا ہے آئے چونکہ طبع غیب کا رکھتے
تھے تیار میں قصر دیوان و کوشک کے مشغول ہوئے اور ایک مکان پنج محلہ نام بنا کیا جب عالم طرف انکے رجوع
ہوا سید شاہ راجو صاحب کو رشک باطل ہوا چونکہ اُن روز دن ابوالحسن تانا شاہ بادشاہ مرد ابنکا
اور وہ ہوا خواہ طرف بنا کر کے کنبہ اپنے مرشد کا مصروف چونکہ معاردن اور بیردون کو

وست مرد الصناد جو مزدوری مین مسجد محمود اولیا پاس ہے ملتا تھا ہر چند کہ وہ ادہر رجوع تھے
بناسار مین گنبد شاہ راجو صاحب کے بنتے جاتے تھے مگر مردمان بادشاہی حکم سے بادشاہ کے جبرا کر
لیجاتے تھے سبب اسکے کاریگر کم ہم پہونچتے تھے تعمیل مین تعطیل ہوتی تھی شاہ محمود اولیا نے اونہین
رانون کو طلب کیا اور یہ حکم دیا کہ بڑے بڑے ظروف گلی روغن کنجد سے بہر کر روشنی کردین چندے
تقیعصر مذکور کی اس طرح کرتے رہے مزدور عیش و عشرت سے بیداری شب اور مشقت روزانہ سے ظلما عاجز
ہوکر واسطے بیداری گنبد شاہ راجو صاحب کے حاضر ہوتے تھے انکار کرتے تھے سید راجو صاحب اس بات پر اطلاع
پاکر بادشاہ سے کہلائے کہ حوزہ روغن کنجد کی بلدہ سے موقوف ہو منادی ہوئے کہ
کوئی تیل زیادہ احتیاج ضروری سے نخریدے اور بیچنے والے دو من سے زیادہ نہ بیچین اس سے شاہ
محمود اولیا کو روغن کا میسر ہونا دشوار ہوا حکم کیا کہ پانی محمود باولی کا بطریق روغن کے سوراخون
مین بہر کر روشن کرین حکمت الٰہی اور فیض ربانی کا استعانت سے آب مذکور کے مشعل و چراغ روشن
ہوتے ہے اور کام جو ملی کا جاری بنا پس راجو صاحب سے معطل رہے کام اپنے مقام کا طرح طرح کے
حیل سے پیش آتے ہے ایکدن شاہ محمود اولیا نے زبان صیف نشان سے فرمایا کہ حکم سے خدا کے
متاصل
کام اس جو ملی کا معطل نہ رہیگا بلکہ کام گنبد کا تمام ہوگا کہ وہ اس عالم سے متواری ہوگئے اور مرید انکا
آخر کار جو کیا بنا دیا ہی ہوا شاہ محمود درویش عظیم القدر تھے جب ساتھ رحمت حق کے گنبد مذکور
تیار ہو چکا بنا دین اسرار فرمایا ابتک مزار شریف اوس کوہ پر مطاف خلائق کا ہے شمس سبزی
عرف شمس مولتان سید شاہ محمود اولیا رحمۃ اللہ کا بنایا ہے سید شاہ محمود اولیا جب اوس پنار پر
حسب الارشاد مرشد کے آکر استقرار حاصل کئے جیسا کہ گذرا اعتماد زوجہ فرمایا ایک مولود مسعود

آفتاب دین طالع ہوا نام اوس مولود کا مرشد نے نام پر شمس الدین شمس مولا رکھا الحق و آفاق ہے جب شمس مرشد کو ہوئے بعد قبلہ گاہ کے جانشین ہو کر ہدایت و ارشاد میں طالبوں اور مریدوں کے بہت پرداخت کی اور خزانا عالم قدس کے سو خزانہ انکی بھی وہیں ہے شیخ سید شاہ علی رضا حسینی بن سید شمس الدین عرف شمس مولا بن سید شاہ محمود اولیا جسا رحمۃ اللہ کا بیان ہے آپ عصر میں اپنے کاملان وقت سے مشہور نام اور تھے انواع عقل و اولی جوش سکر کے متصف تمام تھے بزرگی و احترام میں مثل سلاطین روزگار بس عظیم الشان کہ ایک عالم مقیم و مہاجر سپاہی و تاجر سے مطیع و معتقد جنا بکا تھا اطراف میں آپ بسبب مستی اور سکر کے چشم ظاہر بین میں خلافی کی محمول ساتھ دیوانگی کے زمان حیات میں والد ارشد کے چند سال محبوس و مقید رہے نواب غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر کو آپ سے کمال اعتقاد تھا اور آپ بھی بحسب باطن تائید و امداد اور اعانت و دعا دلی میں معروف تھے ایک اسپ مادیہ رکھتے تھے کمیت رنگ میانہ قد چار شانہ بی بی نام جب اسپر سوار ہوتے وہ بڑے بڑے دشوار گذار ٹیلوں اور پہاڑوں پر ایسا کہ بکری وغیرہ بھی نجا سکتی اور حسب سید آباد میں آتے خلق اللہ کو دور دور کہتے ہوئے جلد جلد میں دوڑتے فی الحقیقت جلوس اونکا مثل بادشاہوں با ہیبت و صلابت کے تھا اور ایسی شہرت رکھتے تھے کہ اگر کوئی مرد با وضو دور سے روبرو ہو کر درود یا آیت قرآنی آہستہ پڑھتا آپ متوجہ ہو کر نظر عنایت سے دیکھتے سن ایکے شتر بس کے تھے بہا پوشاک سبز کا اور ملنا عطر کا اسپ خاطر دار اگ بہت سنتے تھے رقص بھی دیکھتے تھے اگر کوئی خوش آواز مناقب پڑھے تو سماعت کرتے تھے نقل ہے کہ جناب غفرانمآب علیہ الرحمۃ والرضوان سفر کیرد میں

جنگ

جنگ مرہٹہ کے متوجہ ہونے اطہار ہوئین تاریخ ماہ شعبان کی سنہ ۱۲۹ بارہ سو نو ہجریین ناگاہ اُنحضرت پر غلبہ
سکر کا ہوا اور جوش مستی مین وہ ہے اور شمشیر کینکر جہاڑون پر باغ کے کہ متصل کوٹہ مذکور ہے شوق تمام اضافہ کیے
ہوئے اور ہر روز روبرو خادم پانی سیجا کرتے ہے کہ کر قلم کر کے زمین پر ڈالدے بعد دیر کے جب ہوش مین آئے
مصاحب لوگ باعث اوسکا پوچھے کہا نہین جانتے کہ آج سر زار ہا آدمیون کے بچالیا جز آئی کہ اوسی
تاریخ مقابلہ لشکر فیروزی اثر کا مرہٹہ سے ہوا لیکن بہت خیر گذری القصہ نسیوین تاریخ رجب کی بارہ سو
پندرہ مین جب معراج شریف کسلنہ ہوا وحسب ضروری ادا کر کے اکیسوین کو ماہ مذکور سنہ مذکور
روح ایجاز واز کر نیوالا روح جان کا ہوا اسید احمد نام فرزند انکے جاے پر انکی جانشین ہوے وہ بھی

جوش سکر سے خالی نتھے ۞ شاہ برہنہ صاحب قدس سرہ کا بیان ۞ بعض اسپر ہین کہ آپ مجرد آ
دمستانہ تھے صحرا نشین طلب حسین شاہ ولی کی حیدرآباد مین ہی عہد محمد قلی قطب شاہ کے آئے
اب جہان درگاہ ہی اونہی کے نام سے مشہور ہے آپ کی شہر مین آنے راہ مین ہاتہ پھیلا کر کہڑے ہوتے کوئی شخص جو کچھ
کہ ہاتہ مین رکہدیتا اتنہی پر قناعت کر کے چلے جاتے فرد دگاہ پر کوئی آپکو طعام بہجاتے اور کچھہ کہاتے
کبھی نہ دیکہا حالت مستی مین اکثر ننگے رہتے تھے مگر جب اسطے گدائی کے شہر مین آنے لنگی باندہ لیتے
قوی ہیکل زور آور جبرو دونو جہون تاؤ دیکر چڑہائے رہتے قطب شاہ کو تمنا ملاقات کی ہی آپ
قبول نکرتے چونکہ وہ بہت معتقد تہا اکثر اوقات آیا کرتا ہا نقل ہی کہ ایکدن وزیر نے عرض کیا
تمنا اولاد کی رکہتا ہون فرمایا زوجہ کو اپنی ایکرات مجہ پاس بہیجدے وزیر نے قبول کیا جس رات
آپ اور زوجہ وزیر کی حجرہ مین باہم ہوے وزیر نے رشتہ صبر کا توڑ کر روزن سے دیکہا کہ زوجہ
پلنگ پر سوتی ہی ایک لڑکا بہلو مین اوسکے لیٹا ہوا دو دیلی رہا ہی بمجرد نگاہ وزیر کے وہ لڑکا مرگیا

روضہ گریان و نالان باہر آئی اور فریاد کی کہ ابھی فضل میرے گھر مین بیٹا ناگاہ مر گیا ہے یکلخت حاضر ہوئی اور
آپ غایب ناچار بچہ و تکفین کیے روز سوم واسطے زیارت اوسکے ناگاہ حضرت پیر سے جناب پیدا ہوے
وزیر پر طعن و تشنیع کر کے فرمایا مین چاہتا تہا کہ تا قیامت دولت و اولاد تیری عرصہ جہانین جاودان رہے
تو نے انکار سے جبر کیا جب آپنے رحلت کی پہلو مین اوسی طفل کے دفن ہوے اب روضہ مین تین قبرین سوا
مزار شریف کے ایکقطار مین ہین طفل و مادر طفل اور وزیر فقط مخفی نرہے یہ احوال قدیم سابق کے بزرگوارون کا
بموجب مقامات ارباب تواریخ سلف کے بیان کیا نامہ نگار اس زمانہ کے درویش اس دیار کے جو دیکھے احوال
انکا سنا سبب رقم کرتا ہے و بحمد اللہ باقی مشایخین متاخرین و اہل سلوک و ارباب حال کا بیان
واضح ہو کہ زمانہ خرد سالی سے نامہ نگار کے کوئی بزرگوار ولی کامل بظاہر پایا نہین جاتے نہ سنا
سے خبر آتی ہے نہ دیکھا سنی دیتے ہین رنگ زمانہ کا دیکھکر انزوا اختیار کیا ہے حسب وقت عباد کی
نہ ہدایت کا مگر چند مجاذیب جو راقم نے دیکھے ہین اسمائے مندرج ہوے ہین مشایخین متاخرین
یہان بلدہ مین دو خاندان بہت صحیح النسب والاد و دو نام مشہور ہین اولاد حضرت پیر دستگیر غوث اعظم
قطب الاقطاب محی الدین محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حضرت موسی جانی
قدس سرہ قادری کہ اجداد امجاد مین جناب کے بہت حضرات جانب تصرف ہوے ہین خصوصا حضرت پیر شاہ
محی الدین ثانی قدس سرہ حضرت کو چار فرزند تہے علام علی شاہ صاحب قادری بوسوی قدس سرہ
جانشین و سجادہ خلافت راقم پر بہت عنایت رکہتے تہے فدوی نے بیعت کی ہے اور ایک مثنوی حسب
الارشاد جناب مریم و عیسی علیہما السلام کے احوال مین تصنیف کر کے گذرانی ہے آپکو اول جانشینی قادری
کی پا منظور رہی بعد اصرار برادرون اور جملہ اہل قرابت و مریدین کے اس عہد مبرکہ یہ شہر صاحبا اللہ

تعالی

تعالی اہل دول کا ہی ہین مگر ارباب مارت کے بجاوے گا تم صاحب لوگ اہین ناخوش ہونے دنیا حاسد
رکہنا قول فرمایا دوسرے قادریہ بادشاہ صاحب سوم حسینی بادشاہ صاحب نہایت وجیہ تھے کہ جامہ مشایخی کا گویا
قامت پر انکے قطع ہوا تہا نہایت زیبا دیتا تھا چہارم شاہ قاسم صاحب بس ارادتمند و خدمتگذار برادر
بزرگوار جو کہ غلام علیشاہ صاحب کو فرزند تھے آپنے برادر خود کو خلیفہ کیا تہا مگر ایک خترا اور حسینی بادشاہ
صاحب کو دو فرزند تھے ایک غلام لطیف صاحب نہایت صاحب جمال وہ نوجوان سجدہ مین نماز کے دفعتًا
پیش پیدا ہوا کہ دوم سید شاہ صاحب مدظلہ تا حال اسلامپور مین بہت خوش اوقات ہیں برادر بزرگون کے
اور پیران صاحب کو دو فرزند ایک مرشد صاحب دوم مرتضی صاحب حضرت غلام علی شاہ صاحب نے بعد صاحب
اپنے دختر کو مرشد صاحب سے منسوب فرمایا تہا بعد انتقال قاسم صاحب کے وہ بھی لاولد تھے روز سوم
بعد فاتحہ خرقہ خلافت کا اپنے کلمین ذالکر مرشد صاحب کو پہنا دیا اور وساده پر خلافت کے تمکن کیا
مرشد صاحب سنہ ۱۲۰۰ بارہ سی سات مین صدمہ سے بیضہ دہلی کے خراسان خلد برین کے ہوے اور وقت
رحلت برادر خود مرتضی صاحب کو خلیفہ کیا اب سلسلہ بیعت کا اون سے جاری ہی مگر رؤحہ ثانی مرشد
صاحب کین حاملہ مین فرزند سید آہے ہین بعد ہونے سن تمیز کے شاید مقدمہ پیری مرید کا اوس
طرف رجوع کریگا دوم حضرت نور الاصفیا صاحب قادری انار اللہ برہانہ اجداد امجاد مین انکے
ہوے ہین صاحب تصانیف عدہ خصوصًا مولانا مولوی فرالدین صاحب نے بہت کتابین لکہی ہین خصوصًا
در الکر معنین تفسیر دو آیہ کریمہ آیہ تطہیر و آیہ تخیر آپ بھی بلدہ مین بڑے عالم ہے کلام
انکا سند ہتا حدیث شریف ماہ ربیع الاول ماہ ربیع الثانی ماہ محرم الحرام مین بہت جولی ہے سان
فرماتے ہین خدمت مین اہل بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت اعتقاد رکہتے تھے ایکبو

ایک خلف ارشد ہین مسمی نور الحسین صاحب قادری المخاطب فاتح جنگ فاتح الدولہ بہادر عالم فاضل عامل
شاغل خلیق شفیق موصوف تمام صفات بزرگانہ سے اپنے شاعر خوش فکر تخلص قادر ہندی فارسی
دونون دیوان تیار رکھتے تین فرزند ہین کلان سید حبیب اللہ قدرت جنگ وسطی سید صفی اللہ سلطان یار جنگ جو
نور الاصفیا صاحب مخاطب سید کلیم اللہ خان بہادر اور مولوی رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ آنکا ذکر کیا آپنے نام
تمام بلدہ مین ہنین فرمایا کبھی کبھی رونق افزا ہوا کرتے ہین راقم نواسے انکے سناہی کہ اب قاطع التحصیل ہوے
اپنے گیا کہ اب رجوع طرف دین کے کرون یاد دنیا کے نفس ملعونہ نے کہا طرف دین کے لعنہ گئے جو کئے مناسبی

یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ
وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ کے ہوے عہد مین مغفرت منزل کے دو بزرگ بند سے آئے تھے حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ
بلدہ مین رہ کر روانہ ہوے اور سمت طرف انتقال فرمایا بہت بزرگ منش تھے مثنوی شریف پڑہا یا کرتے
تھے اور سعد اللہ شاہ صاحب نقشبندی طریق مریدون کے شیخ احمد سرہندی الملقب امام ربانی مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ کے بہت متشرع صاحب توجہ دو وقت مریدین کو توجہ فرماتے تھے وضو سابغ سے وقت پر نماز پڑہتے راقم
نے اونکو دیکہا ہی بعد انتقال دو خلیفے ہوے مولوی عثمان ولایتے اور مسکین شاہ صاحب کے ابن مولوی
محمد حفیظ استاد سیف جنگ ابن امجد الملک بہادر مرحوم یہ تو زندہ ہین مولوی عثمان صاحب نے
رحلت کی قیام مقام اونکے فرزند مولوی سلطان علی استاد صاحبزادہ غفرانمآب میر باشاہ کے ہین
قبل انکے شہر بگڑے قاسم صاحب عرف شیخ جی حالی صاحب حال رونق افزاے بلدہ ہوے تھے مزار اونکا
اردو بازار مین ہی بعد انتقال ایک ارباب جمعدار ان افواج رکاب سے محمد شفیع خان نام مریدون سے
جناب کے انکی جاری ہوے اور جب محمد شفیع خانصاحب بہی ہوے خواجہ میان اونکے فرزند ہوے

اب ماہ ذیحجہ ۱۲۹۲ھ بارہ مہینہ سے یہین چودہ مہین کو جب اوسکا پالہ ہوا جناب عمر علیشاہ صاحب تبنہ حضرت شاہ
قاسم صاحب قدس سرہ کے اور ہمشیرہ زادے جانشین ہوئے حق بحقدار رسید خدا شناس اور صاحب توکل کا کمال ہے اور
دوسرے خلفا حضرت کے ذی معاش ہین اور یہ بالکل بے تلاش حافظ شجاع الدین صاحب بزرگ تھے
اوصاف انکے بیان سے خارج ہین باخدا بانفس طالب علم ساکن محاج ذات بابرکات سے انکی مستفید
علی ہذا اللہ والے صاحب بسیار بزرگ کہ رامپور سے تشریف فرما ہوئے تھے مکہ مسجد مین وعظ کہا کرتے تھے
پھر وہین جاکر انتقال کئے علاوہ وعظ سے اہل بیان مولانا مولوی حمید صاحب مرحوم لکھنوی عالم بے نظیر
صاحب تاثیر واعظ کہ گویا خاتمہ وعظ کا انہیر تہا اس فن مین ید طولی رکھتے تھے صورت بیان کی نظر آجاتی
نہی قدس اللہ تعالے سرہ اور مولود خانون مین اب جو ہند سے وارد ہوئے ہین مولوی غلام امام رام کے ہمنام
شہید تخلص اونکو شوق کامل مولود کا ہی عشق حبیب الودود کا ہی سخن آفرینی مین استاد ہی آتا ذہن مین
عالم حافظ مولوی سراج الدین فیض ابن مولوی محمد امیر الدیخان ابن مولوی محمد رحمۃ اللہ خان شاہجہان آبادی
دام فیوضہ زبان اسی فصیح کہ اہین فصحا ہند پر ترجیح صحیح ہی باخدا بانفس موحد صوفی مشرب
عالم معقول ومنقول فن ریاضی مین دستگاہ تمام حافظ قران یہ اشعار آبدار طبعزاد مولوی صاحب کے

تمہاری بزم مین جب ادیخ جو آتے جاتے ہین	زمین و آسمان کے سیکڑے قلابے ملاتے ہین
ادہر سے منہ میرے اور شیدہ ہو کر اپنے جاتے ہین	کبھی کبھا جلد یہ کمبخت گڑیالی بجاتے ہین
وہ سبکو دیکھتے ہین کب کسیکو منہ لگاتے ہین	قسم ہی غیب دان کی وہ الوپ انجن لگاتے ہین
خطا شانے کے تابیات تو کر دو زلف مشکین کی	ابہی ہم اوسکے مشکین باندہ کر کوڑے لگاتے ہین
کسیکا نام تک لیتے نہین ہین در و کعبہ مین	تمہاری زلف و رخ کے نامیر ہم مالک کہاتے ہین

ذرا سرکے گذر جاتے تو دے اک ہاتھ پھر پانی
تیری تلوار کے پانی مین ہم غوطے لگاتے ہین

بہت بیخوف ہین اللہ اکبر سب حرم والے
خدا کے گھر مین بھی یہ لوگ صلواتین سناتے ہین

نظارے دور ہی کے خوب ہین ان ماہ رویون کے
یہ تارے ہین فلک کے کب کسیکے ہاتھ آتے ہین

دل گل خوردہ عاشق کا جو لے لو اونے پونے تم
تو ہم بھی درہم داغ دل سوزان بھناتے ہین

ہوے ہین بن سنور کر جلوہ گر بازار مین جب سے
جناب یوسف مصری دکان اپنی بڑھاتے ہین

طلائی حسن والے بھی زیارت کے لئے آئے
موے برباد میری قبر پر سونا چڑھاتے ہین

کیا ہے ہم نے رام اس بت کو اپنے دل کے مندر مین
برہمن دیر مین بیٹھے ہوے گیتا سناتے ہین

ذرا پڑھنے تو دو قرآن تم انتم سکاری تک
وہ تفسیر نشاپوری مین کیا کیا فعل لاتے ہین

ذرا ہونے تو دو انکے خط و لب کہین سستے
مسیح و خضر کو ای فیض ہم رستہ بتاتے ہین

ایضاً

رہا جو ٹوہ مین برسون خدا کی
بہت چوکا بڑی مین نے خطا کی

مرے انکے ہوے جب چار آنکھین
حقیقت کھل گئی ما و شما کی

تماشا بتکیون کا مین نے دیکھا
نظر آگئی قدرت خدا کی

جو دیکھا دیدۂ حق بین سے پرسو
ہوی آئینہ معنی اینما کی

رہا کوسون خدا سے دور افسوس
نکی مین نے تلاش اپنی خطا کی

نہین ہے غیر حق موجود کوئی
قسم مین کھاکے کہتا ہون خدا کی

سنی ہے جیسی جرأ کی کہانی
حکایت بھی ہی ویسی ماسوا کی

حرم مین ہون تصور ہے بتون کا
ہوا کعبہ مین آئے دوار کا کی

بلی کہکر بلا مین پھنس گئے ہم
نہ سوجھے ابتدا مین انتہا کی

وجود غیر ہے صرف اعتباری
جو ہستی ہے وہ ہستی ہے خدا کی

میرے آنکھون سے کر نظارہ ای فیض
ہر اک صورتمین ہے معنی خدا کی

مرید مغ ہون مجھے کیف و کم سے کام نہین
میرا کلام ہے یہ فلسفی کلام نہین

کلام ہے تو وجود و عدم کے باب مین ہے
انبیا تمین اصلا مجھے کلام نہین

نہین اشارہ چشم بتان سے مطلب ہے
ابو علی کے اشارات سے بھی کام نہین

وسون مقولہ سے باہر ہے یہ مقولہ حسن
بلند عشق سے بالا کوئی مقام نہین

وہن کا راز یوحیو نکا فخر رازی ہے
وہ معتقدی نہین میرا کوئی امام نہین

طالعہ مین ہین تجرید کے جو عاشق وضع
زبان پہ کلی و جزی کا انکے نام نہین

وہان تنگ پہ کہتے ہین پہنچان حکما
یہ نقطہ قابل تقسیم و انقسام نہین

وہ کیا بیان کرینگے نتایج تصدیق
جنہین تصور ساذج مین دخل تام نہین

ہم اسے قول یہ برہان سلمی لاتے
مگر وہ شوخ مہندس فراز بام نہین

مسایل حکمیہ کا ہو رہا ہے فتح
ہنوز صدرہ پہ ہی یار نے تمام نہین

ہے جزو لا تجزی تمہارے آگے دہن
ہمین تو اوسکی تحزی مین کچھ کلام نہین

اشارے انکھون سے کرتے ہین ثابت ہو سیارہ — بلند بام سے اونکے فلک کا بام ہنین
گواہ ہین میرے دعوی کے جملہ آفاقی — بیاض صبح ہی اونکی چہرٹی مین شام ہنین
بیان کس سے کرین خط جام کی تشریح — ہمارے میکدہ مین مولوی جام ہنین
وہ ہنسکے کہتے ہین کبک دری سے چلتے ہوے — یہ خاصہ ہنین قطعی وہ عرض عام ہنین
پر ایک نوع سے ہے فوق جنس کا رتبہ — وہ خاص ہی ہنین جو خاص تحت عام ہنین
فروغ داغ جگر شمس بازغہ مین کہان — خلاف اسمین ہنین ہے کچھ اہتمام ہنین
رکھے مسلم اوسط مسایل سلم — ہین خیال رخ و زلف بام و شام ہنین
ہے انقلاب سے کون و فساد کے پیدا — قیام دہر کو اک حال پر دوام ہنین
کرین نہ بحث عقول و نفوس اشراقین — ہین جواہر و اعراض سے تو کام ہنین
مباحثہ سے ہی کیا فعل و انفعال کے کام — مقام وصل ہے یہ بحث کا مقام ہنین
کلام آپکا معقول ہے مگر ای فیض — سمجھ لے ہر کوئی شاعر یہ وہ کلام ہنین
مشاعرہ کے موافق بھی ہو غزل ارشاد — حضور آپ کو کیا خاطر عوام ہنین

ایضاً

در مغان ہے تکلف کا یہ مقام ہنین — پیئین گے اوگ سے می غم ہنین جو جام ہنین
دکھاؤ مصحف رخ تیغ کیجئے کیون ہو — مہ رجب ہے یہ ایرو مہ صیام ہنین
جناب قبلہ و کعبہ یہ مرثیہ سنئے — دو چار دن سے اونہون نے لیا سلام ہنین
شبیہ قامت موزون سے ہے سہی لیکن — تیری لٹک ہنین شمشاد مین خرام ہنین

خلال دا نہین جکمہ دیا تہا کل جسنے
شریک گنجفہ مین آج یہ غلام نہین

سوار کے دو رہے اختیار مین کبو نکر
سمند عمر روان کے لئے لگام نہین

شراب پینے سے کیون منع کرتے ہو مجکو
جناب رند ہو نہین اتقا سے کام نہین

درمغان سے جو بیت الحرم کو اوٹہہ جاؤن
خطیب شہر نہین مین کوئی امام نہین

عیب جناب تواب و خطا کی فکر مین ہین
یہ شعر ہین میر کے منطق نہین کلام نہین

کریگا قتل جہان کب تک ای فلک بس کر
دیار ہند ہے کچہ سواد شام نہین

طلب کرون دیت ای بے نیاز مین کس سے
قتیل ہون مجہے قاتل کا یاد نام نہین

کلام اونکی کمر مین ہی لا کلام ای فیض
دہان تنگ مین اونکے مجہے کلام نہین

اور شاہ خاموش صاحب سالکون نہین جو اجہ بندہ نواز کے متعلقون سے مکہ مسجد مین رہتے ہین لوگون کہ
اونکی ذات سے فیض ہی اور شاہ نور الدین صاحب قادری حضور نے اون سے بیعت کی ہی مجاذیب
اول عہد مین عظمائے کے مجاذیب سے اکمل شاہ قریب دروازہ پل اور داود مستان
اور شاہ جہاڑو صاحب شاہ علی بندہ برادر امراللہ شاہ متصل تالاب بودلے صاحب یا بین
دروازہ تالاب دسہرپورہ ایک خرد دروازہ ہی کہ وہ اینکے نام سے بودلے صاحب کی
کہڑکی کر مشہور ہی یہ سب اندرون شہر اور باہر مستعدپورہ مین جانب مغرب حسینی بادشاہ
وقت مین مغفرت منزل کے رواق مین بادشاہی پل کے رہا کرتے تھے اب حال مین
میان حیات شاہ ساکن کہڑکی دسہرپورہ قبر بیرون شہر احمد علیشاہ ساکن کسارپٹہ

مزار اندرون بلدہ حضرت بابا شاہ ساکن آصف نگر مقبرہ میان بابا کے رہا کرتے ہیں پہر چلے گئے الف بیگ
دولہ وقت حیات ساکن جلو خانہ مہاراج سوال انکا جہم ہم سیاہ جہم روسیہ میان سیاہ وقت حیات ساکن
بازار فرید وجاہ سوال انکا مادھو رکن تیرے دستون سے میان سیاہ اب قبر انکی اندرون شہر قریب دوازہ
بابا کے ہی میر نواب یہ بھی ساکن بازار فرید وجاہ ایک ملنگی ہیں رہا کرتے ہیں لوگ بدو برو اکثر
کہڑے ہوا کرتے ہیں آپ گالیاں مخلق دیتے تھے ایکوقت حضور میں نواب ناصر الدولہ بہادر آئے تھے
سنے سوال کو وفات کیا ہیت خلقت ہمراہ جنازہ کے تھی سلطان الدین صاحب ہلالیا کھانا کھا مسجد میں
لایا چونکہ محمد حسین بادشاہ کے تھے مستعد پورہ میں لیجا کر وہیں دفن کیا سال عرصہ سے
ہوا کرتا ہے سلیمان شاہ عرف بنگ شاہ بنگ اور آتا ہے کسو کو نزدیک نہ دیتے تھے گڑ چنے
پسند خاطر اگر کوئی لاوے قبول کرتے ہیں حضور پر نور نواب ناصر الدولہ بہادر ملاقات کو گئے
ہے ہزار روپے دیوانہ لئے ایک سیر گڑ کے کو دے دئے اور خفا ہو کر چلے گئے ٹیپو شاہ قریب
ناگل چنا کے رہا کرتے تھے یہ لفظ تلنگی ہے ایک املی کا پیڑ ہی وہاں ناگلی ہوا جاتی ہے جملہ
اسی نام سے مشہور ہو گیا میاں مدار ایک بازار میں نور اللہ نام کے رہا کرتے تھے وجہ تسمیہ
سوال کہا نیکو دولہائیں ساکن دروازہ سکندر جنگ مرحوم فاضل شاہ ہندی ساکن باغ بہارا
فخر اللہ بیگ ساکن عقب ہرانی حویلی خواجہ صاحب ساکن باغ زیبا کرامت شاہ دولہ یہ سب عہد بیگ
غفران منزل نواب ناصر الدولہ بہادر کے تھے کرامت شاہ قوی ہیکل تنومند سرخ وسفید حالت جذب میں
اول نگاہ ونوکات کندھوں پر لگائے ہوئے پھرتے تھے پھر حضور اعلی نواب ناصر الدولہ بہادر نے
اونہیں سوار پیدل دیکر جمعدار فرمایا کپڑے پہنے سواری میں حاضر رہا کرتے تھے لیکن

رہتے تھے وہیں انتقال کیئے وہیں دفن ہوئے حال حضور خلد اللہ ملکہ کے وقت میں مٹھے شاہ امام پورہ
میں ساکن جیوہ گورہ چمٹی شاہ عرس ربیع الثانی میں ہوتا ہی مکوڑ شاہ قفل شاہ اینٹ شاہ
موڑ شاہ سلیمان شاہ نیل شاہ دمّا شاہ ہیرہ زادہ فاضل شاہ بارادریں مہاراج کی بیس روپے شاہ کے
ملتے ہیں امام علیشاہ محبوب علی شاہ دنگا شاہ موتی شاہ دوچکی شاہ خواجہ میاں صاحب پیر ٹکا شاہ اور مستورات
میں جھنڈے والی عرف لوٹر کی بی بی یہ ذی معاش سیکڑوں روپے ماہوار پاتے ہیں وکلا سبکے
حاضر رہتے ہیں چونکہ نامہ نگار سابق اسکے رشید الدین ثانی میں احوال جملہ حکام اس دربار کا راجہائے کبار
اور بادشاہان ذوی الاقتدار اہل اسلام ابتدا اکورون اور پانڈون سے غزنین اور غزنوی سے لیکر اخیر
وہاں سے حکومت لودہیون تک علی ہذا فاروقی اور نیز بدستور سوانحات سلاطین دکن کے بہمنی نظام شاہی عادل شاہی
عماد شاہی برید شاہی قطب شاہی مع فرمانروایان سندھ و کشمیر و تبت و کابل و لاہور و گجرات وغیرہ
بیان میں لایا ہی اور غرض اس کتاب سے آگاہ کرنا سوانحات احوال کے سنہ ۱۲ بارہ سو ستر سے ہی
اور آخر کار چونکہ سلطنت ہیا کی ارباب اسلام سے اولاد امیر تیمور صاحبقران کورگان کی قرار پائی ہی
اور تا حال اسی خاندان سے منسوب ہی چنانچہ بابر بادشاہ فاتح دولت سے بہادر شاہ ثانی خاتمہ
سلطنت تک سر انجام ہوئے ہیں واقعات و نایلات سے سلف کے اغماض کرکے ابتدا انیا کی فقط اسلاف سے امیر
موصوف سے کرتا ہی اور ضمن میں اسکے احوال سلاطین ایران و توران و روم کا اور اسماء سنوات امارت حکومت
فرمانروایان انگلستان کی بھی زمانہ حال تک مذکور ہونگے تیسرا چاندہ امیر تیمور اور اس شاہ مبرور کے
اسلاف کرام تا حضرت آدم علیہ السلام اور اخلاق ذوی الاحترام تا زمانہ اختتام کے بیان میں اور اسکے

آخر میں تین ہلال ہیں جو آباء کرام واحداد ذوی الاحترام اور انکے اسامی اسم والدہ ماجدہ

اور لقب اور کنیت اور رسم گرامی امیر کا بیان ۔ واضح ہو کہ امیر تیمور صاحبقران بیٹا ہی امیر طراغای کا اور
بعضے اوسکو امیر طراغان کہتے ہین اور امیر طراغای بیٹا ہی امیر برکل کا اور بعضے اسکو امیر برکل نام کرتے ہین اور امیر
برکل بیٹا ہی امیر اولنگر کا اور بعضے امیر اولنکر یا کاف تازی لکھتے ہین اور امیر اولنگر بیٹا ہی ایچل
نویان کا اور بعضے کتب مین فقط امیر ایچل دکھا گیا ہی اور امیر ایچل نویان بیٹا ہی امیر قراچار نویان کا
کہ یہ سپہ سالار ہلاکو خان کا تہا اور امیر قراچار نویان بیٹا ہی سوغوجین کا کہ یہ چغیہ ایہانی اور سپہ سالار چنگیز خان کا
تہا اور داماد چغتای خان کا چونکہ صاحب ماخذ اس کتابکا لکہتا ہی کہ ترکی زبان مین کورکانی داماد کو کہتے ہین
اس لئے لقب امیر تیمور کا کورکان ہوا جانا چاہئے کہ اس سلسلہ مین اول یہی امیر مشرف ساتہ اسلام
ہوا ہی اور جو ترقی امور سلطنت و حکومت خداداد امیر کا یہ ہی کہ قتلغ تیمور خان نام نسل سے چغتای خان
کی بادشاہ وجنہ کا تہا عہد سلطنت مین اپنی سبب ظاہر ہونے ہرج و مرج امور مملکت کے ۷۶۱ھ سات سو
اکسٹ مین وارد ماوراء النہر ہوا اکثر امرا اوبان کے خان مذکور سے آکر ملے بعد چندے جب وہ
اطمینان حاصل کر کے وہان سے جنہ کو رجعت کیا حسین نام ہوتا امیر قزغن کا کہ وہ سالا امیر تیمور کا
تہا حکومت کو ماوراء النہر کی ہو پہنچا امیر موصوف بھی رفیق اوسکا ہوا مدت تک دولت مین ہر دو
متفق رہے من بعد آپس مین حسین اور امیر تیمور کے مخالفت ہوئی امرا ماوراء النہر کے اتفاق کر کے
امیر حسین کو بلخ مین قتل کیا پس امیر تیمور حاکم اور فرمان فرما ماوراء النہر کا ہوا چونکہ ستارہ اقبال صاحب
قرانکا مایل طرف اوج تہا روز بروز افزونی دولت کی شروع ہوئی یہانتک کہ اوس اعلی رتبہ کو
پہونچا کہ نمونہ قدرت قادر مجون کا ہوا پہر اب رجوع کرتا ہون طرف بیان امیر موصوف کے
اور سوغوجین بیٹا ہی ایزدجی برلاس چنگیز خان بہادر بن برتان خان کا اور ایزدجی

برلاس منبع ہی قوم لاس کا اور وہ بیٹا ہی قاچولی بہادر سپہ سالار برتہ خان بن قبل خان کا
اور وہ بیٹا ہی توسہ خان سپہ سالار قبل خان اور قوبلہ خان کا اور توسہ خان بیٹا ہی یاسنقر خان کا واضح ہو
کہ قبل خان اور قاچولی ہر دو فرزند توسہ خان کے تھے قبل خان کی اولاد بادشاہ ہوئی اور اولاد
قاچولی کی وزیر و سپہ سالار امیر تیمور اولاد قاچولی کی ہی اور چنگیز خان اولاد قبل خان کی پس یاسنقر خان
بیٹا ہی فایزو خان کا اور فایزو خان جب ہوا یاسنقر خان مسند پر خانی کی متمکن ہو کر ساتہ عدل و انصاف
اور ملک گیری کے مشغول ہوا اور فایزو خان نوان بیٹا ہی دو تومن خان کا اور آٹہ فرزند دوسرے
دو تومن خان کو جو تھے یعنی بہائی فایزو خان کے اوپنے اور مان کو انکی ہلاکر لوک قوم سے اولکن کی
جان سے مار ڈالے فایزو خان اور دو چچیرے بہائی اوسکے متفق ہو کر عوض خون اپنے بہائیون اوس
قوم سے لیا اور فایزو خان فرمان روا ہوا اور دو تومن خان بیٹا ہی یوقا خان کا یہ دلیعہد اپنے باپکا تھا
بعد وفات پدر کے مدت العمر جہانبانی کی اور یوقا خان بیٹا ہی نوبنجر خانکا یہ بھی بعد پدر اپنے مادام
الحیات بادشاہت کی اور نوبنجر خان بیٹا ہی سمات التقوی کا پس جد ہم چنگیز خان کا ہی
اور جد چہارم صاحبقران امیر تیمور کو کا کا یہ بادشاہ تمام ترک و تاتار کا ہوا تہا اور مسمات التقوی
دختر ہی جومنہ بہادر کی اور زوجہ دیون خان کی کہ وہ فرمان دہ اپنی قوم کا تہا بعد وفات شوہر کے
لعہ سے نور کو کہ کے کہ قدرت الٰہی سے حلق مین اوسکے فرو ہوا تہا حاملہ ہوئی اور تین فرزند توام
چنی زنجر ایمن سے ہی اور جومنہ بہادر بیٹا ہی بلدور خان کا کہ وہ بعد پدر سریر جہانبانی کا مالک
ہوا تہا پس بلدور خان بیٹا ہی منکلی خواجہ کا کہ وہ نسل سے قنان کی زمانہ مین نوشیروان کے
کہ وہ ارکنہ قون سے سین ۳۰ پیڑھی آتا تہا اور وہ کہ وہ مذکور مین بیٹی میں وحاکم اپنی قوم کا تہا پہر

منکلی خواجہ بیٹا ہی تیمور تاشکا اور تیمور تاش اولاد سے قتان کی ہے یہ لوگ بھی کوہ ارمنہ قون میں
سرداری کرتے تھے اور قتان بیٹا ہی ایلخان کا بقیۃ السیف سے جنگ مغل و تاتار کے اور کیفیت اسکی یہ ہے
کہ ایل خان اور ایک بھائی خال زاد اسکا نگو خان نام جنگ سے بھاگے ہوئے اقتان و خزان جا نجانے
کے لئے کوہ مذکور میں آکر سکونت اختیار کی چونکہ ازواج بھی اپنے ہمراہ رکھتے تھے وہاں قتان کو
اولاد پیدا ہوئی اور وہ لوگ دو ہزار برس تک اوس پہاڑ میں رہے پس ایلخان بیٹا ہی تنکر خان کا کہ دو
بادشاہ مغل کا تھا اول اوسنے جنگ کو تور تاتار کے فتح کیا ہے مگر بعد ہی شکست پائی کہ تمام لشکر
اسکا متفرق ہو گیا فقط ایک پسر اوسکا ایلخان باقی رہا کہ وہ کوہ مذکور میں جا کر چھپ رہا پس نسل
سے قتان خان ابن ایلخان کے قریب دو ہزار سال کے وہاں رہے جیسا کہ گذرا جب بہت
ہو گئے وہاں سے نکلے اور ہر چہار طرف راہی ہوئے اور تنکر خان بیٹا ہی منکلی خان کا کہ وہ ایک
دس برس تک بادشاہ مغل کا تھا اور منکلی خان بیٹا ہی یلدوز خان کا کہ وہ بعد پدر جب سریر آرا ہوا
نام اور یمین اپنے آبا و اجداد کی ستودہ خلائق مشہور رہا اور یلدوز خان بیٹا ہی ایلخان کا کہ
وہ بھی بعد پدر مسند آرائے سلطنت مغلستان کا ہو کر مدت العمر کامران رہا اور ایلخان بیٹا ہی
کسن خان کا اوسنے بھی بعد اپنے باپ کے بادشاہی کی اور کسن خان بیٹا ہی اعوز خان کا کہ اوسنے
عہد میں اپنے تائید سے خیل خواجہ وزیر کی ستر برس بادشاہی کی ہے اور اعوز خان بیٹا ہی قراخان کا
کہ وہ عظیم بادشاہ ہوا ہے اور بہت خود مند خدا پرست جیسا کہ جمشید اپنے زمانہ میں تھا اکثر ملک
ایران اور ترکستان و روم و فرنج کے اپنے قبضہ میں لائے تھے اور قراخان بیٹا ہی مغل
خان کا کہ وہ بھی جای پر باپ کی بادشاہ ہوا خلق کو آسودہ رکھا اور کوہ قراقرم میں بہت عمارات

بنا کئے

ہلاکئے اوغلخان بیاہی ایلچہ خان ثانی کا کہ یہ سرچشمہ قوم مغل کا بہت ملک گیر اور عادل تہا ایلچہ خان
بیٹا ہی کیوک خان کا یہ حد سے زیادہ سخی تہا عہد میں اوسکے ترک لوک مست و لاابعقل ہوگئے تھے اور
اوسکو دو پسر تہے اور کیوک خان بیاہی دیبا خانکا اور دیبا خان بیاہی بڑے ایلچہ خان کا کہ باپ نے
ایلچہ خان کو سبب ضعف پیری کے روبرو اپنے جانشین کیا تھا اور ایلچہ خان بیٹا ہی ترک کا کہ وہ آخر عمر
میں باپکے تخت پر جلوس فرماکر ساتہہ کمال عقل و داد کے سلطنت کی اور ترک بیٹا ہی یافث
کا کہ تمام ترک اور مغل اولاد یافث کے ہیں پہلا بادشاہ ملک مشرق کا یافث ہی لکڑی
اور پہوس کے گہر کی بنا لباس اور پارچہ کا پہنا اختراع یافث کا ہی تمک یافث کے زمانہ میں
نکلا ہی اور ولادت یافث کی صلب سے حضرت نوح علی نبینا و علیہ السلام کی ہی اور وہ جناب بعد
طوفان ہر سہ فرزندوں کو اپنے تئیں طرف روانہ فرمائے یافث کو ملک توران اور سقلاب اور
چین عنایت کئے اولاد یافث کی اس ملک میں شایع ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام فرزندہا میں
تمک کے اور اولوالعزم دوم کہ بعد ایکہزار دو سو چھے سال وفات حضرت آدم علیہ السلام کے خلق کو
خدا پرستی کی دعوت کی عمر حضرت نوح کی ہزار برس اور بعضے روایات سے اس سے بھی زیادہ تمک اور
لامک اور الامک اور ملک اور ملکان یہ سب نام تمک کے ہیں اور تمک بیاہی موسلخ کا عمر تمک کی
ایک سو چالیس سال اور تمک کے بیٹا نام موسلخ بن اخنوخ عمر نو سو نو سال اور حضرت
اخنوخ ملقب بہ ادریس بن برد عمر چھے سو بیس ست آپ استاد جمیع علوم کے تہے اور برد
فرزند مہائیل کے نو سو دو برس یا نو سو ساتہہ اور حضرت مہائیل فرزند قینان کے
اعمر چھے سو چالیس یا نو سو چھیس سال یا ترتالیس یا آٹہہ سو پچانوے سال اور قینان

فرزندہین انوشہ کے عمر نو سو بیس یا چالیس سال اور انوشہ فرزندہین شیث علیہ السلام کے
عمر چھ سو سال یا نو سو پچیس برس اور حضرت شیث فرزندہین آدم علیہ السلام کے عمر نو سو بارہ سال
اور ابو البشر آدم علیہ السلام گیہوں کے رنگ کے رہے اور بال عمر بھر سال قد انکا ساٹھ گز کا تھا
آپکے اکیس مرد اور عورتین پیدا ہوئین اور آپکے روبرو چالیس ہزار اولاد احفاد وجود آئے اور آپ
والدہ ماجدہ امیر کی بیبی حوا خاتون اور آپ امیر کا امیزر گورکان صاحبقران اور حضرت کو کانی کی جیسا کہ
اور صاحبقران نظر کرتے طالع ولادت کے اوکیت ابو المنصور اور نام علائی ہین تاریخ ولادت نکلی کی
بارہ پچیسویں شہر جمادی الاول سنہ ۷۳۶ سات سو چھتیس ہجری مکان ولادت قلعہ دلکش کہ شہر سبز کہ مشہور ہی
تاریخ جلوس چہارشنبہ بارہوین ماہ مبارک رمضان در ہفتصد و ہفتاد و یک گرد جلوس و قدیم مصرعہ
مکان جلوس ام البلاد بلخ ؛ و کلاہ دوی الاحترام و دو رزای عظام کا بیان
چار وزیر حضور پیلا وزیر یعنی مدگار مہمات اور معاملات مملکت اور رعیت پین اور تحقیق
معموری اور خرابی ولایت اور تحصیل محالات کی متعلق اوس سے دوسرا وزیر دیوان دار
امور متعلقہ سپاہ اور انکی تنخواہ کا تیسرا وزیر کہ واسطے امور بادی و ہوائی اور باد آورد
کے اور تمام مقدمات اموال غایب اور فوتی اور فراری اور رکنات اموال اینکان و روندگان
اور مواشی علف خوار اور آنچہ متعلق اوس سے اور وہ جو اوس مد اخل سے جمع آوے ضبط کرے
اور وہ جو حد کہ اموال غایب اور اموات کا ہو ولدون کو ہو بخشے اور چوتھا وزیر کارخانہ
کہ مد اخل اور مخارج مملکت اور خزانہ اور جمیع مہمات کی خبرداری کرے اور تین وزیر سر صدات
حالصہ شریفہ کے کہ ضبط کرنا سنہ معاملات اور ملکی کا عہدے سے انکے ہوا کرے بیسی یہ سات وزیر

تابع دیوان بیگی کہ کہ بندوبست تمام مہمات مالی اور ملکی کا استصواب سے دیوان بیگی کے سرانجام
دیکر عرض کرین مراد دیوان بیگی سے یہان وکیل اور نایب منایب یعنی مدار المہام سلطنت ہی
اور ترک تیوریہ مین یون مذکور ہی کہ سلطان نے بعد تعین کرنے دیوان بیگی کے عرض بیگی معین فرمایا
کہ تا وہ التماسہا اور عریضے اور دادخواہیان کا اور جو جو معاملے کہ فیصل پاوین اور سرانجام کو پہونچین عرض
کرے پھر حکم ہوا کہ منشی جو محرم اسرار سلطنت ہو مقرر کرین اور مجلس نویسندون کی قرار دین کہ نوبت بنوبت
جو کچھ کہ مہمات اور معاملات بیچ دیوان اور مجلس کے مشخص ہون لکھکر نگاہ رکھین اور جو جو کہ امور مالی وملکی
اور وقایع اور حادثی کہ وقوع مین آوین قلمبند کرکے جو کچھ کہ عرض ہو لکھکر داخل دفاتر کرین
واضح ہو باوجود وزرآ عالیمقدار اور امرآ نامدار اور متصدیان ذوی الاقتدار کے کہ سرانجام جمیع
مہمات ومعاملات کا عرض کرتے ہین اکثر مقدمات مین خصوصاً جمیع مستغاثی اور دادخواہون کے
ظل سحابی آپ نفس نفیس متوجہ تفتیش احوال انکے ہوتے ہین ۞ بر دکیان حرم محترم کا بیان ۞
اول اعلی حاضی سلطان بیگہ امیر حسین بیگہ امیر قزغن اور بعد کشتہ ہونے امیر حسین کے خوانین السرای
سے ملک خانم دختر قران سلطان خان اور الوس اغا دختر بیان سلدوز اور اسلام آغا دختر
خضر مسوری اور طغا ترکان خاتون اور رشاد آغا دختر امیر شمس الدین اور نوروز آغا جملہ سات محل
اولاد امجاد کا بیان ۞ کل چہار پسر جہانگیر مرزا عمر شیخ مرزا میران شاہ شاہ رخ مرزا اور ایکدختر
سلطانبخت بیگم حرم محترم محمد بیگ ابن امیر موسی واضح ہو کہ جہانگیر مرزا نے ایام اوایل مین سلطنت
امیر تیمور گورکان کے ۷۷۶ھ سنہ سو چہتر مین رحلت کیہی ہی چونکہ جہانگیر مرزا کو وقت انتقال دو
فرزند تھے اول محمد سلطان کہ اوسے صاحبقران نے اپنا ولیعہد فرمایا تھا قضا کردگار

سنہ ۸۰۵ آٹھسو پانچمین اٹھائیس سال بعد کہ وہ تو دار البقا کو ارتحال کیا دوسرا پسر محمد بعد رحلت برادر کے
امر جلیل القدر ولیعہد کامران میرا و سکے قرار پایا اتفاق روزگار وہ بھی بعد چند مجد کے دوسرے
سال سنہ ۸۰۹ آٹھسو نومین ہاتہہ سے ایک امرائے لشکر کے شہید ہوا عمر شیخ مرزا وہ بھی
وقت حیات باپ کے سنہ ۹۶ سات سو چیانوے مین اس جہان سے درگذرا سبب واقعہ
او سکا یہ ہوا کہ وہ النگ مین قلعہ خرامان کے حرامان ہتا کہ ایک تیر بالاء قلعہ سے آکر
شاہ رگ پر مرزا کے ہونچا اور بفور مرزا شہید ہوا میران شاہ احوال دولت استمال میران شاہ کی
اگے چلکر دریافتا ہوگا شاہرخ مرزا یہ شاہزادہ ابتدا سے معدلت گستر شرع پرور رہتا نہایت درجہ
تکریم علماکی اور اتصاغات کو تعظیم مشایخ کی فرماتا تہا سنہ ۹۹ سات سو نانوے مین صاحبقران نے
حکومت خراسان کی تفویض کرکے رخصت کیا تہا جب خبر رحلت جنت مکان والد کی سنہ ۸۰۷ آٹھسو سات مین
سنی مرزی سریر سلطنت کا ہوا اور گو ابتدا مین برادر زادون سے کہ اطراف و جوانب ایران
و توران کے رایات سلطنت کے بلند کئے تھے مگر رحمات سے پیش آئے مگر وہ سب تھوڑے عرصہ
مین مطیع و منقاد ہوے اور شاہرخ مرزا تمام ممالک ایران و توران پر کہ جس قدر تصرف مین
صاحبقران کے تہا استیلا پایا اور تین بار ارادہ سے استیصال قرا یوسف ترکمان کے کہ بعد حوت
صاحبقران آذربایجان پر استیلا پایا تہا لشکر کش ہوا اسکے مرتبہ چونکہ مرزا جہانشاہ سینا
قرا یوسف خان کا اسنے اطاعت قبول کی اور حاضر خدمت ہوا حکومت آذربایجان کی اوسکو تفویض
فرمایا اور بہ ستور صاحبقران کے حکومت فارس کی مرزا پیر محمد بن عمر جہانگیر مرزا برادر زادہ پر
اور اصفہان مرزا رستم بن عمر شیخ مرزا پسر مسلم رکہا اور ہمدان مرزا اسکندر بن عمر شیخ مرزا کو

مستقل فرمایا بعد چندے مرزا امیر محمد توابانہ سے بعضے طارغون کے مارا گیا اور دو بھائی اوسکے مرزا
رستم اور مرزا بابا قرا آبسمین جنگ کرتے رہے اور مرزا اسکندر چندماہ مین مخالفت
بعد انہ رام کے لشکر سلطان سے مقابلہ مین جو برادر رستم مرزا کے آیا اوسنے اول تو انکہون مین
سکندر مرزا کے میل کھنچا اور بعد قتل کرڈالا پس شاہرخ مرزا نے ولایت فارس کی ابراہیم سلطان
فرزند کو اپنے شفقت فرمایا بالجملہ تا سال شاہرخ مرزا بعد پدر بالاستقلال بادشاہی کی اور بعد
طی ہونے ستر مرحلے کے مراحل زندگانی سے دار البقا مین نزول فرمایا اور بعضے نسخہ مین ایسا
مذکور ہی کہ احمد نام ایک شخص نے جامع مسجد مین ہرات کے چہری بدن مین شاہرخ مرزا کے ماریکی
اور وہ اسی ساعت مین واصل بحضرت حیات جاودانی ہوا کسی نے یہ رباعی تاریخ وفات مین کہی ہے رباعی
سلطان جہان شاہرخ زمان مظفر بود ۔ در مقصد و مقصود بمقصد نہ آمد بظہور ۔ در ہشتصد و ہشت شد شاہی مشہور
در ہشتصد و نجاہ شد از دار غرور ۔ لکہا ہی کہ جب صاحبقران ثانی رحلت کی وقت انتقال
اوس شاہ جم جاہ کی اولاد و اسباط سے جملہ ذکور و اناث جو آدمی موجود تھے ذکور
سترہ تیس اوسمین سے دو بیٹے تھے اور انیس پوتے اور پندرہ پڑپوتے ایک نواسا اور اناث
ستہ آٹھ بیٹیان اور آٹھ پوتیان اور آٹھ پڑپوتیان ۔ ایران و توران و روم کے بادشاہون کا
بیان جو معاصر امیر کے تھے ۔ کتاب ہذی خاتمین لب التواریخ اور مجالس المومنین سے ایسا لکھتا ہی
کہ بعد امیر صاحبقران کے کوئی بادشاہ ایران اور توران اور روم مین سوے صاحبقران کے منتظر
سریر سلطنت صاحبقران کی نہی مگر ایک جماعت کہ بعد رحلت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم کے سریر خلافت اور وسادہ سلطنت پر جلوس کیا ہی ۔ مجمل بیان اس گروہ کا

زمانہ تک صاحبقران کے یہ بھی واضح ہو کہ سنہ یازدہ ہجری سے بعد حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے
خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم تیس برس تک خلافت فرمائے پھر بنی امیہ سے چودہ شخص ایکیانوے سال
تک حاکم ہوئے اول معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور آخر مروان پھر بنی عباس سے سینتیس
تن بالسو چوبیس برس تک خلافت کئے اول ابو العباس عبد اللہ ملقب بسفاح کہ نسب ابو العباس کا
تین واسطے سے حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو کہ وہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پہونچتا ہے سنہ ۱۳۲ ایک سو بتیس ہجری سر پر خلافت کو زیب و زینت بخشا اور بنی امیہ کا استیصال کیا
آخر حاکم بنی عباس کا معتصم باللہ تھا کہ ہلاکو خان بن تولی خان بن چنگیز خان نے فوج کشی کر کے
معتصم مع چار پسر معتصم کے شہید کیا اور طبقات سلاطین جو جو کہ ماجگذار رہے اور خراج دیتا
بنی عباس کو قبول کیا تھا اور مملکت ایران و توران میں بیچ عہد عباسیوں کے حکمرانی کرتے رہے
گیارہ طبقے ہیں پہلا طاہریان چھے نفر جمعہ میں سال کہ اول حاکم انکا طاہر بن حسین معصب کا دوسرا
صفاریان یعقوب لیث وغیرہ سہ نفر جو تیس سال تیسرا سامانیان نو نفر ایک سو دو سال کہ اول فرمان
امیر اسمعیل بن احمد بن اسد بن سامان تھا اور آخر حاکم عبد الملک بن نوح جو تھا غزنویان کہ ذکر انکے اول
فرمان روا کا یامین سلاطین ہند کے زیب رقم ہوگا پانچوان غوریان پانچ نفر چوسٹ سال اول حاکم
انکا علی الدین حسن بن حسین کہ نسل سے بادشاہ غور کے تھا اور سلطان معز الدین غوری کہ احوال
سلاطین ہند میں آویگا یہ انکے سوائے ہے چھٹا آل بویان انیس نفر ایک سو ستائیس سال
اول حاکم انکا بونہ کہ وہ نسل سے بہرام گور کی تھا ساتھوان سلجوقیان سولا نفر ایک سو
ایکہتر سال اول حاکم اونکا طغرل بیگ بن میکائیل بن سلجوق کہ نسب او سکا چوبیس واسطے سے

افراسیاب کو پہونچتا ہی اور بعد اسکے نسل سے انکی دو فرقہ نے بلاد روم وغیرہ مین سلطنت کی
اخوان خوارزم شاہیان نو نفر ایک سو آٹھ سال دل حاکم انکا نوشتکین غرچہ ہی کہ وہ
غلام ملک تکش ملقب سلطان ملک شاہ سلجوقی کا تہا اور اوسکو خوارزم شاہ کہتے ہین
ذوان نایکیان یہ تین شعبہ ہین نسل سے غلامان ملک شاہ سلطان مسعود سلجوقی کے
دسوان قہستانیان کہ انہین ملاحدہ کہتے ہین آٹھ نفر ایک سو ستر برا یک سال اول حاکم
انکا حسن صباح ہی گیارہوان قراقانیان قراخان اور حاجب وغیرہ دس نفر چیالیس سال پس جب
دولت بنی عباس کی نہایت کو پہونچی سنہ ۶۵۳ چھ سو ترپن سال مین ہلاکو خان بادشاہ منغل کا
حکم سے بہائی سکو خان کے ایران پر آیا اور طائفہ ملاحدہ اور اسمعیلہ کو قتل عام کرکے وہان سے بعزم
تسخیر عراق و غرب بغداد کو گیا اور بعد محاربہ مکررہ کے جب خلیفہ معتصم باللہ خلیفہ عباس کے
پہونچا دروازہ پر خلیفہ عباسی کو مع چار خلیفہ کے سنہ ۶۵۶ چھ سو چھپن مین مقتول کیا
اور ابتدا سلطنت چنگیز خان کی سنہ ۶۹۹ پانسو نوانوے ہی اور اعداد اولاد سے اوسکے جو جو
کہ سلطنت کیے ہین جملہ اکیس نفر ہین اور مدت سلطنت انکیسو چالیس سال پس سنہ ۹۰۵ سات سو
پانچ مین سلسلہ اونکی دولت کا قطع ہوا اور بعد اسکے ملازمان سلاطین چنگیزیہ سے چھ نفر
حکومت و سلطنت کو پہونچے اول چوپانیا دوم ایلکانیا سوم ابوسعیدیا چہارم سلطانیا پنجم
سلیمانیا ششم سرمدیا پس بعد طلوع ہونے نیر دولت و اقبال صاحبقران کے تمام سنادے
خاندان سعدہ کے معدوم ہوئے اور ملک و مال نے جد خانوادون کی طرف دودمان صاحبقران کے
رجوع کیا ۔ بادشاہان ہندوستان کا بیان ۔ واضح ہو کہ سلاطین اسلام سے اول جو ہندوستان

مین کفار سے جہاد کیا امیر ناصر الدین سبکتگین ہی کہ اسنے سن تین سو ستاسی ۳۸۷ مین اعلام اسلام کے
بلند کئے اور سنہ تین سو ستہتر مین جامہ حیات کا چھوڑا لکہا ہی کہ سلطان غلام ترک نژاد
الپتگین کا ہی اور الپتگین مملوک امیر منصور سامانی کا تھا جب ابو اسحاق ساہنہ نیابت امیر منصور
کے حکومت کو غزنین کے پہونچا حکومت کا سانہ کی امیر ناصر الدین کے سپرد کی اور بعد ابو اسحاق
کے جب کوئی وارث اس سے نزدیک نے متابعت امیر ناصر الدین کی اختیار کی پس بمجرد انتقال
سلطان ناصر الدین کے بیٹا سلطان مرحوم کا سلطان محمود سبکتگین اوسی سال
قایم مقام پدر ہوکر اکثر ہندوستان پر چڑہائی کی بیشتر بتخانہ خراب فرمایا اور جو ملک
لیا وہان مسجد بنا کی یہان تک سنہ چار سو اکیس ۴۲۱ مین دہلی بھی بساطہستی کی اوتہایا بعد اسکے مارہ نفر
اولاد سے اسکی سلطنت کئے پس سنہ پانسو پچاس ۵۵۰ مین ہنال دولت غزنویون کا انقطاع پایا
مدت سلطنت انکی ایک سو ستاسی سال بعد اسکے سلطان معز الدین غوری کہ شہاب الدین کر
اشتہار رکہتا تھا اسنے ہندوستان کی حکمرانی کی مادہ تاریخ وفات اوسکا صاحب السریر ہی
بعد اسکے جب کوئی وارث اس خاندان سے نزدیک قطب الدین ایبک کہ مشہور بملک بخش تھا وہ
ہوا پس غلامون اور امیرون وغیرہ سے اتباع سلطان معز الدین کے آٹہ نفر تاجیے سو نو دیحرد امور سلطنت
کے مورد کئے پہر سلطان جلال الدین خلجی نسل سے خلج خان کی کہ وہ داماد چنگیز خان کا تہا چار نفر
تہمات سلطنت کے روا کئے اور سلسلہ خلجیہ کا منقرض ہوا اس بعد تغلق شاہ تخت پر ہندوستان کے
سنہ سات سو اکیس ۷۲۱ مین جلوس کیا اور سنہ سات سو پچیس ۷۲۵ مین رحلت فرمایا بعد اسکے
سلطان محمد بن تغلق شاہ بجای پدر وسادہ نشین ہوا اور وہ سنہ سات سو پچیس ۷۲۵ مین

[illegible] سنہ کے بعد ہی اوسی سلطان کے حسن کانکو نے بغاوت اختیار کی ہی باقی کیفیت کانکو کی
بعد اسکے سلاطین دکن میں بیان کیجائیگی پس فیروز شاہ برادر زادۂ غیاث شاہ کا اسی سال یعنی
۷۵۲ سنہ ساتھ سو پچپن میں جلوس فرمایا بعد فیروز شاہ کے وفات فیروز شاہ تاریخ رحلت اوسکی ہی
جہاں نفر بیٹے ہوئے فیروز شاہ کے سلطنت کو پہونچے اور گذرے پس محمود شاہ نبیرۂ ثانی فیروز شاہ کا
۷۹۶ سنہ سات سو چھیانوے میں جلوس فرمایا یہانتک کہ بیچ عہد اوسکے ۸۰۱ سنہ اٹھ سو ایکمیں صاحبقران
دہلی پر آیا اور محمود شاہ مدار کے گجرات کو نکل گیا صاحبقران نے مردم شہر کو امان دی اور قشہ کو
مراجعت فرمایا ؛ سلاطین دکن کا بیان ؛ واضح ہو کہ اول دکن میں سلطان علاء الدین حسن
کانکوی ۷۴۸ سنہ سات سو اڑتالیس میں سریر سلطنت پر بیٹھا بعد اسکے سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین
حسن کانکوی بہمنی پس مابین نفر دوسرے مجاہد شاہ داود شاہ محمود شاہ سلطان غیاث الدین
سلطان شمس الدین سنہ ۸۱۰ اٹھ سو تک سلطنت کرتے رہے پھر سلطان فیروز شاہ بن داود شاہ نبیرۂ
سلطان علاء الدین حسن مذکور کا ۸۱۰ اٹھ سو میں جلوس
فرمایا ؛ ممالک محروسہ اور تاریخ حدود کا بیان ؛ ماوراء النہر خوارزم ترکستان عراقین خراسان
آذربائجان اور تمام بلاد روس اور بلغار اور گرجستان اور ارمینیہ اور شروان اور طبرستان
تمام دار الظفر فارس اور کرمان اور یزدان اور بصرہ اور خوارستان اور دشت قپچاق اور بہت سے قلاع اور حصار
کہولی اور فرمانروایون کو ان ممالک کے تحالکر حکومت اپنے بیٹے پوتون اور امرادون کو تفویض کیا
اور ۷۹۹ سنہ سات سو ایکانوے میں بیچ ملک اصفہان کے بسبب سرکشی اور عدم اطاعت مردم وہان کے
قتل عام کیا اس میں ستر ہزار آدمی مقتول شمار میں آئے اور ۷۹۵ سنہ سات سو نوے میں

پانچ مین شاہ منصور کو بیچ بلدۂ شیراز کے قتل مین لاکر آل مظفر کی حکومت کو زوال اور انقراض ہوا سو
اک مین دریاے سندہ سے جو عبور کیا اکثر بلاد ہندوستان کے فتح کر کے سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین مین حلب
او دمشق او ر ولایت شام تصرف مین لایا اور امراے شام کو جو جو قید مین تھے قتل کو پہونچایا اور
بغداد مین بسبب اس مخالفت کے کہ مردم سے دنا کے ظہور مین آئی تھی خوب قتل کیا پس سنہ آٹھ سو
چار مین یلدرم بایزید سلطان روم کو دستگیر کر کے ساتھ تسخیر مملکت روم کے مشغول ہوا قریب
دیڑھ برس کے اوس مرز و بوم مین رایات ظفر کے بلند کئے حتی کہ سلطان روم یلدرم بایزید نے بیچ
سنہ ۸۰۵ آٹھ سو پانچ کے وفات پائی اور بادشاہ مصر نے بہت سا زر ساتھ نام گرامی امیر کے بسکہ بار کر
صدتمین ارسال کیا جس مین الشریفین مین خطبہ اپنے نام مبارک کا پڑہوایا اور سنہ آٹھ سو سات
مین راہ نیشاپور سے ماوراء النہر کو پہونچا وہان سے بعد جشن عظیم کے ارادہ جہاد بلاد ختا کا کیا تہا کہ
مستخیر ملک دار الفنا کی دعوت ہوئی حاصل الکلام صاحبقران بہت عظیم الشان بادشاہ ہوا ہے
سلطنت ہفت اقلیم پر تسلط پایا جو کہ باج و خراج قبول کیا باقی رہا اور جنہوں نے سرکشی کی مستاصل ہوا
جنہوں نے انقیاد کیا سربلندی پائی اور جنہوں نے اطاعت کی سیاست کو پہونچا ۔ یلدرم بایزید سلطان
روم کا احوال ۔ لکہا ہے کہ یلدرم سنہ ۷۳۰ سات سو تیس مین متولد ہوا اور سنہ ۷۹۱ سات سو نوے مین تخت
نشین بعد جلوہ سال سلطنت کے سترہ برس کی عمر مین سنہ ۸۰۵ آٹھ سو پانچ مین بیچ جشن صاحبقران کے
رحلت کی واضح ہو کہ یلدرم بایزید خلف سلطان مراد کا ہے اور سلطان مراد سنہ ۷۶۱ سات سو نوے مین
تولد پایا پس سنہ ۷۶۲ سات سو باسٹ مین تخت سلطنت کا آراستہ کیا بعد اکیس سال سلطنت
کے بہتر سال کی عمر مین سنہ ۷۹۲ سات سو بیانوے مین شہادت پائی اور

سلطان مراد خلف سلطان اورکان ہی کہ وہ سنہ ۶۸۵ چھے سو پچاسی مین پیدا ہوا اور سنہ ۷۲۷
سات سو ستائیس مین جلوس کیا بیس پچیس سال سلطنت کرکے ستہتر سال کی عمر مین سنہ ۷۶۳
سات سو باسٹھ مین ودیعت حیات کی خالق کائنات کو سونپا اور سلطان متوفی پسر
سلطان عثمان کا ہی وہ سنہ ۶۴۵ چھے سو پینتالیس مین قدم ہستی کا عالم وجود مین رکھا
پس سنہ ۶۷۸ چھے سو اٹھہتر مین سریر سلطنت کو جلوس سے مزین کیا بعدہ انچالیس سال
سلطنت کی پس ایکہتر سال کی عمر مین سنہ ۷۱۶ سات سو سترا مین بساط حیات کو طی
کیا اور سلطان عثمان پسر آوزطغرل بن سلیمان خان کا ہی کہ اسکا شجرہ واسطے سے
ماچین خان کو پہونچتا ہی اور منتہا ہوتا ہی سام بن ترک ابن یافث ابن نوح علی نبینا وعلیہ السلام
کے مذکور ہی کہ اجداد اوزطغرل کے سابق مین ترکستان سے خروج کئے تھے یہہ وہان
سے خراسان اور عراق کو آئے انہی ملک پر قبضہ کرکے وہان رہتے تھے جب چنگیز خان نے
خروج کیا اوسدم آوز طغرل بن سلیمان نے سلطان علاوالدین سلجوقی سے کہ اوسوقت
وہ روم کا بادشاہ تہا ایک مکان کی واسطے بود وباش اپنے اسندعا کی اور سایہ حمایت و
اپنے اوس مکان مین اکر اوترا اور وقت محاربہ سلطان کے لشکر تاتار اور کفار ستبول سے
رواقت سلطان کی دی پس سلطان نے بعد فتح بعض اضلاع واسطے سلاق وقشلاق کے
اوطغرل بن سلیمان کو تفویض کئے پہر جب سلطان نے وفات کی علاوالدین ثانی اوسکی جایے ہوا
اوزطغرل نے بہی رحلت کی بیٹا اوسکا عثمان سنہ ۶۷۸ چھے سو اٹھہتر مین قایم مقام پدر ہوا علاوالدین
ثانی نے عثمان کو واسطے تسخیر کسی ایک قلعہ کے روانہ کیا اور بعد فتح کرنے قلعہ مذکور کے ساتھ

عطا طبل علم اور خیل وحشم کے سرفراز فرمایا اور قبلہ بھی عثمان کو دیا من بعد جب ستارہ سلجوقیون کا غروب ہوا
اور روم مین کوئی اونمین سے نرہا اوسدم بیر اقبال سلطان عثمان کا مشرق مغرب و روم سے روم
کے طالع ہوا اور الی یومنا ہذا سلطنت و ہائکی قبضہ اقتدار والامین سلطان عثمان کے باقی ہی اسی
واسطے سلاطین روم کو عثمان جو قالو کہتے ہین عثمان لوگ کہتے ہین نہ یہ بات ہی کہ وے اولاد سے حضرت
امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ہین ۔ مدت عمر گرامی اور سلطنت سر سر عظم کا بیان ۔
مدت عمر صاحبقران کیتی ستان کی شصت برس گیارہ ماہ بیس روز تھی سنہ عدد ابجد سے
صدر اعظم قران مجید ہی مدت سلطنت بیس سال گیارہ ماہ پانچ روز تھی سنہ عدد ابجد سے مادہ ھیہ
لا الہ الا اللہ کا ہی ۔ سبب انتقال اور مکان جلت و مرقد منورہ کا بیان ۔ سبب انتقال دل پر صدمہ
اور چند امراض متضادہ جمع آئے ہتے آخر دو اتفاق شدید یعنی بجلی طاری ہوئی ساتہ روز حساب فراش رہا
آٹھوین شنبکو وقت نماز شام آفتاب جہانتاب عمر گرامی کا مغرب ضوا سمین گیا تاریخ وفات سنہ حاشیہ
ستروین شعبان سنہ ۷۲۶ ہجری ۔ مدت عہد و بعثت کردعالم پدرود ۔ مکان جلت خطہ انزار کہ سمرقند
وہان سے چھ فرسنج ہی وقت غربت شیخ خطا دحسن اوجہا دکفار اسی دیار کے مرقد منورہ سمرقند مین
ہی ۔ جلال الدین میرانشاہ پسر سوم امیر تیمور کا بیان ۔ اسم گرامی اور کنیت اور لقب نام جلال الدین
لقب میرانشاہ ہی امیر تیمور کیست ندارد اور تاریخ و مکان ولادت اور جلوس میمنت مانوس تاریخ ولادت
وفات سوا بہتر تاریخ جلوس و مکان ولادت نا معلوم ۔ وکلاء و والا احترام روزگار اعظام کا بیان ۔
جمیع مہمات سلطنت اور امور آدکالت و وزارت کے قبضہ اقتدار مین ابوبکر مرزا کے تھے پر دکیان حرم
محترم عدد اور نام انکے نا معلوم بقول صاحب کتاب لکھے ہوئے کہین دکھلائی نہین دیئے

اولاد امجاد

اولاد امجاد و پانچ پسر ابابکر مرزا عمر مرزا خلیل سلطان مرزا سلطان محمد مرزا اسپور شیخ مرزا اور
بعضے نسخہ مین پنجل مرزا چار دختر اسنکا معلوم لکھا ہی کہ خلیل سلطان مرزا بعد صاحبقران کے سمرقند مین تخت
بیٹھا تمام ولایت ماوراء النہر اور ترکستان کی اپنے ضبط مین لایا اور شاہرخ مرزا نے بھی وہ تمام ملک
اوسی پر مسلم رکھا چار سال سلطنت سے اوسکے گذرے ہے کہ امیر خدائی داد نے کہ وہ ایک
امرا کبار سے سلطان کے تہا سلطان کو پکڑ کر حبس مین کیا اور شیخ جہان خان بادشاہ مغلستان کو
طلب کیا جب شیخ جہان خان حدود ماوراء النہر کو پہونچا وقت ملاقات بندگان خدا نے حکم سے
شیخ جہان خان کے امیر خدائی داد کا کات کر نزدیک شاہرخ مرزا کے روانہ کیا پس سلطان
خلیل مرزا حبس سے خلاص پاکر نزدیک شاہرخ مرزا کے پہونچا شاہرخ مرزا نے حکومت عراق اور آذربائجان
کی اوسے مرحمت کی اور آپ ماوراء النہر پر مرزا الغ بیگ چھوٹے بیٹے کو اپنے مقرر کیا وفات سلطان
خلیل مرزا کی ۸۱۴ آٹھ سو چودہ مین ہی اور ولادت ۷۹۶ سات سو چھیانوے مین اور عمر مرزا کہ
صاحبقران نے اپنے عہد مین حکومت آذربائجان کی سمرقند تک اوسے سونپی تہی بعد رحلت
صاحبقران کے سلطنت کو اوس یار کی قرار دیا اور بہائی ابابکر مرزا کو کہ وہ صاحبقران کے وقت سے
حکومت عراق کی رکہتا تھا کسی بہانہ سے نزدیک اپنے بلا کر فریب سے گرفتار کر لیا اور قلعہ مین سلطانیہ کے
قید کیا پس کسی ایک شخص کو حکم دیا کہ جاکر ابابکر مرزا کو قتل کرے ابابکر مرزا نے پیش دستی کر کے
اوسکو مع شخص دوسرے مار کر حبس سے باہر آیا قلعہ اور شہر کو لے لیا من بعد نزدیک قبلہ گاہ مرزا
میرانشاہ بن تیمور شاہ کے خراسان کو گیا اور جمعیت شایستہ فراہم کر کے تخت پر بیٹھا اور عمر مرزا
کہ وہ تعاقب کے ابابکر مرزا پر شکر کشی ہوا تہا بعد جنگ و انہزام کے اپنے تئین مرزا

شاہرخ پاس پہونچایا شاہرخ مرزا نے اسکو حکومت سے استرآباد اور مازندران کے معزز کیا پس لحجہ
تقویت پیدا کی ہی کہ شاہرخ مرزا سے بھی سرکشی اور بغاوت اختیار کی اور ۹ شہ آٹھسو نو مین بعد
مقاتلہ کے زخمی ہوکر طرف سمرقند کے فرار کیا فوجدار نے اوس طرف کے پکڑکر روبرو شاہرخ مرزا
کے لیآیا شاہرخ مرزا نے جراح واسطے معالجے کے متعین کرکے فرمایا کہ ہرات کو پہونچا دو چونکہ
قضا دامنگیر تھی اثناء راہ مرگیا اور ابابکر مرزا بعد ہزیمت دینے برادر عمر مرزا کے آذربایجان مین
جلوس کرکے فرا یوسف خان ترکمان سے دو نوبت جنگ کیے اور شکست پائی سنہ
آٹھسو دس مین مرزا میرانشاہ موصوف جنگ گاہ مین ہاتھ سے ایک غلام کے مارا گیا اور آذربایجان
تمام تصرف مین فرا یوسف خان کے آیا ابابکر مرزا کرمان کو جاکر حاکم سے وہان کے سنہ آٹھسو گیارہ مین
جنگ کرکے کشتہ ہوا + ایران و توران مین عمل شاہرخ مرزا سے چہارم صاحقران کہا جاتا ہے محل بیان اوسکی سلطنت کا
ملک ایران و توران مین عمل شاہرخ مرزا سے چہارم صاحقران کہا جاتا ہے محل بیان اوسکی سلطنت کا
گذرا اور احوال اولاد اسکا اس طرح پر ہی کہ شاہرخ مرزا کو پانچ پسر تھے اول الغبیگ مرزا کہ سلطنت
ماوراء النہر اور ترکستان کی منسوب اُس سے ہی جیسا کہ احوال مزالیہ کا بعد اسکے ابابکر دوم
ابوالفتح سلطان ابراہیم مرزا مدت بیس برس تک حکومت فارس کی کرتا رہا زمانہ مین پانچ سنہ ۸۳۰
آٹھسو اٹھتیس ہجری وفات پائی آثار و محدثات اوسکے شیراز مین بہت ہین اور افصح المورخین
شمس الدین علی یزدی سنہ ۸۲۸ آٹھسو اٹھائیس مین ایک کتاب مسمی ظفرنامہ جہت الحکم سلطان کے
ترتیب دیکر نام سے اوسکے لکھی ہی سوم بایسنغر مرزا وہ بھی ایام حیات مین باپ کے بیچ سنہ ۸۳۷
آٹھسو سینتیس ہجری کے شہر ہرات مین گذرا آپ ہی تاریخ وفات مین اپنی عایشہ حقیقی باپ کے

یہ ایک رباعی کہی ہے رباعی سلطان سعید یا سی سفر سخرم ۔ گفتا کہ سر ما ہل عالم ہرم ۔ من رفتم و
تاریخ وفاتم ہیست ۔ باد ابجہان دراز عمر بدرم ۔ اوسکو تین فرزند تھے مرزا علاء الدولہ اور مرزا سلطان
محمد اور مرزا بابر احوال ہر ایک کا آوگا چہارم مرزا سیور غتمش کی ایالت غزنین اور حدود ہند کی ساتھ اوسکے
مفوض ہی اوسنے بھی زمانہ میں پدر کے ۸۳۰ آٹھ سو تیس میں وفات پائی پنجم مرزا محمد جوگی وہ بھی ایام
زندگانی میں پاکے ۸۴۵ آٹھ سو اڑتالیس میں گذرا اعاذ اللہ منہ اور مملکت روم میں سلطان محمد
خلف السدم بایزید اوسوقت کہ صاحبقران یلدرم بایزید کو اسیر اور روم کو تسخیر کیا وہ دوسرے
جائے گیا ہوا تھا بعد وفات یلدرم بایزید کے صاحبقران نے حکومت روم کی سلطان محمد فرزند ارشد کو

اپنے عطا فرمایا رہا ملک اوسکے زیر عمل ہا ۔ ہندوستان و دکن کے بادشاہوں کا بیان ۔
چ بلدہ دہلی کے محمود شاہ کہ بعد زوال ایام صاحبقران کے فرار کر کے گجرات گیا ہوا تھا ۸۰۴ آٹھ سو
چار میں گجرات سے دہلی کو مراجعت کر کے قنوج کو جلا گیا ہر دو میان سے لوٹ کر دہلی کو آیا اور تخت سلطنت پر
بیٹھا اور دکن میں جیسا کہ گذرا سلطان فیروز شاہ آٹھوان بادشاہ بہمنیہ کا تھا کہ جلوس اوسکا ۷۵۴ سات سو
پچاس میں ہی اور بحر دسنے خبر ورود صاحبقران کے دہلی میں ہمراہ انواع تحایف کے عرضداشت
کی کہ دکن نام سے جس شاہزادہ کے مقرر فرماویں کو بخیان قلعون کی گذرانی جائینگی
خواہ سلسلہ میں بندگان درگاہ کے داخل ہوگا جواب میں فرمان ہوا کہ ملک دکن کا ہم نے
پسر اور اپنی رکھا ہمارے طرف سے فرمانروا رہو یہ بھی واضح ہو کہ معاصر سلاطین بہمنی کے خاندیس
میں کہ مشروح برتا پنور ہی متعلقہ مملکت دکن سلسلہ فاروقیہ سے حاکم و فرمانروا تھے منجملہ احوال انکا
یہ ہے کہ ملک راجے نام ریحانخان فاروقی کو لقب عزالدین کا ہمس واسطہ سے جناب خلافت مآب

خلیفہ دوم حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے اور صدہا ملک راجے کے امراو سلاطین علاو
الدولہ خلجی اور سلطان محمد شاہ تغلق فرمان فرمائے دہلی کے ہنے اور حنفی المذہب پس ملک راجے کو
سنہ ساتھ سو آٹھ ہجری کی طرف سے فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے حکومت خاندیس کی سپرد ہوئی
اور سنہ آٹھ سو بیس ہجری خان سپر ملک راجے نے بعد پدر حاکم ہو کر سنہ آٹھ سو کے زیادہ بیس خطبہ اپنے
نام کا کیا اور شہر برہانپور بنا فرمایا من بعد بارہ نفر سے مدت دو سو سال تک کسے زیادہ امور سوبہ
خاندیس کی سلطنت موا کئے پس عہد میں محمد بادشاہ کے سنہ ایک ہزار آٹھ میں قلعہ شہر کا اور
شہر برہانپور فتح ہوا اور بہادر خان فاروقی امان پاکر سعادت ملازمت کی حاصل کی چونکہ ممالک متوحہ
اور تاریخ فتوحات کا بیان پہ لکھا ہے کہ ملازمان دولت دریائے تپتی جو ممالک کے ہوتے زمانہ میں صاحبقران کے
حکومت عراق اور عرب و عجم اور آذربائیجان اور دیار بکر اور شام کی رکھتے تھے اور جب صاحبقران متوجہ
ہندوستان ہوا یہ ممالک سوتر عہدہ میں مرزا میران شاہ کے رہے اور بعد رجعت صاحبقران کے
ہندوستان سے مرزا میران شاہ دشکار گلدگاہ میں گھوڑے سے گرا اور فوت کاس عقل میں اوسکے راہ
پاکر اکثر حکم کے موجب وصیت سیاست بجا فرماتا تیار صاحبقران یہ ممالکات سے حکومت ممالک مذکورہ کے
معزول کیا مدت عمر و مدت سلطنت کا بیان چہ مدت عمر تخمیناً اکہتر برس قمری اور سبب انتقال کی بھی جو
اوسکی شمار میں آتی ہے سبب انتقال اور مکان رحلت اور مرقد منورہ کا بیان + سبب انتقال محاربہ میں
نواب یوسف خان ترکمان کے گلگونہ خون سے شہادت کے سرخروئی داریں کی جمع کی اور صاحب
مجمع السلاطین نے لکھا ہے کہ بیماری سے ہیضہ کی موا تاریخ وفات چوبیسویں ذی قعدہ سنہ
آٹھ سو دس مکان رحلت حوالی سرور و تبریز مرقد منورہ غیر معین کوئی کہیں بتلاتے

ہیں کوئی

ہین کوئی کہین ؛ سلطان محمد مرزا پسر سوم جلال الدین میران شاہ ابن صاحبقران کا بیان ؛
اسم گرامی اور کنیت اور لقب اور آبنیت نام جلال الدین لقب میرانشاہ کنیت ندارد آبنیت ابن
جلال الدین میرانشاہ ولد صاحبقران والدہ ماجدہ میرمانو تاریخ و مکان ولادت غیر مضبوط کیفیت
تاریخ و مکان جلوس کی یہ ہے کہ جلوس ہی نفرمایا اور کوئی مملکت مالک محروسہ مورثی تصرف مین
نہین چوحاجت تعین وزیر اور نصب وکیل کی ہوتی پر دکیان حرم محترم کیت آسامی انکی ہی نامعلوم
مگر مان اولاد امجاد سے جنہین کہ دو پسر تھے سلطان ابوسعید مرزا اور منوچہر مرزا الکہا ہے کہ آخر وقت
مرض الموت کے جسدم سلطان محمد مرزا عازم دار البقا کا ہوا چونکہ الغ بیگ پسر اول شاہرخ مرزا
ابن صاحبقران کے واسطے عیادت پسر عزاد کے آیا تھا سلطان محمد مرزا نے غنیمت جانکر سلطان
ابوسعید مرزا کی بہت سفارش عمل مین لائی بسبب اسکے سلطان ابوسعید مرزا اظل سلطنت
عاطفت مین جگہ الغ بیگ مرزا کو ہمیشہ سایہ گستر رہا اور بدولت آسی جہت کے رفیع و فرخ +
مقاصد مدارج دولت و معارج اقبال کا ہتا یہانتک کہ زینت دینے والا سریر سلطنت و
جہانبانی کا ہوا ؛ ایران و توران و روم کے بادشاہون کا بیان ؛ جو معاصر سلطان محمد
مرزا کے تھے جیسا کہ گذر اشاہرخ مرزا خلف صاحبقران بعد اسکے الغ بیگ مرزا خلف شاہرخ
مرزا اور وغیرہ اولاد سے باقی سوا مرزا کی پوتے شاہرخ مرزا کے جو ممالک ایران و
توران مین سلطنت کو پہونچے تھے جانا چاہیے کہ الغ بیگ مرزا جو حکومت ماوراء النہر کی
وقت حیات پدر کے ساتھ اوسکے مفوض تھی امام حکومت مین اپنے چونکہ مفوض الیہ اقسام
علوم رسمی مین مہارت تمام رکہتا تھا ۸۵۳ ہ سورتاسمین انتفاق سے ملا صلاح الدین

قاضی زادہ رومی اور ملا علی قوشجی شارح تجرید اور غیاث الدین جمشید اور معین الدین کو اپنے ہمراہ لے
کاشان سے سمرقند کو لایا تھا شمالی قسطنطنیہ مایل بمشرق میں رصد بنا کی اور یہ بھی واضح ہو کہ زیج خاقانی
کو فی زمانہ ملا راستخراج تقاویم کا اور سپر ہی مصنفات سے الغ بیگ مرزا ہی کا لکھا ہی کہ بعد رحلت شارح مرزا
کے جب مرزا علاء الدولہ بن بائی سنقر مرزا ابن شارح مرزا ہرات میں تخت سلطنت پر جلوس کیا الغ بیگ
بدا کہ چچا علاء الدولہ کا تہا اور علاء الدولہ سے صلح رکھہ کر دوسرے سال اوسپر آیا اور مرزا علاء الدولہ
بعد جنگ فرار کر کے استرآباد مین رہ لیگ برادر اپنے مرزا بابر کے گیا اور بار دیگر منہ دولت کا نہ دیکھا
باقی تمام عمر تک اوسطرف سے اسی طرف کو اور اسطرف سے اوسی طرف کو آتا جاتا رہا آخر کار
۸۰۵ھ آٹھسو پانچ مین کنارہ پر دریا قدم کے مسافر دار سکون کا ہوا اور الغ بیگ مرزا بعد بیعت مرزا
علاء الدولہ کے ہرات مین اگر تخت پر بیٹھا اور جب ہرات سے مراجعت کر کے الغ بیگ مرزا بابر مادر
اللہ کو آیا مرزا بابر مذکور برادر زادہ دوم ہرات پر متصرف ہوا اور ۸۰۲ھ آٹھسو باون مین تخت
سلطنت ہرات کے جلوس کیا بکر بہائی اوسکا سلطان محمد کہ سلطنت عراق و فارس کی رکھتا تھا طمع
خراسان کی مرزا بابر سے منازعت کی اور مکرر محاربات سے پیش آیا لیکن آخر کار ہتہ سے مرزا بابر کے
۸۲۵ھ آٹھسو پچیس مین قتل کو پہونچا اور مرزا بابر سلطنت خراسان پر مستقل ہوا اسی اثنا مین مرزا
عبد اللطیف بیٹا الغ بیگ مرزا کا باپ سے باغی ہو کر حدود سمرقند مین جنگ کیا چونکہ عالم آبا مایکو
پکڑ کر ہاتہ مین عباس نام ایک شخص کے دیا اوسنے قصاص مین اپنے باپ کے الغ بیگ مرزا کو ۸۵۳ھ آٹھسو
ترپن مین قتل کیا چنانچہ کسوف تاریخ کہی ہی عباس کشت دلاوت الغ بیگ مرزا کی ۸۵۶ھ سات
سو چھیاسٹھ مین ہوئی ہی اور مدت سلطنت اوسکی سمرقند مین اکتیس برس اور مرزا عبد اللطیف

بلوکشہ

بعد گشتہ ہونے باپ کے ہر چند کہ مادر اور الہہ مین درجہ کو بادشاہی کے پہونچا مگر چونکہ قبل قتل کرنے باپ کے
مرزا عبد العزیز نام بھائی کو بھی اپنے جان سے مارا تہا اور خون اوسکے طرف تھے عرصہ ایکسال کا نکیچا کہ بابا حسین نام
نوکر دین بیگ باپ بہائی کے سر سواری ایک تیر سہا مارا کہ وہ تیر مقتل پر عبد اللطیف کے آکر لگا اور اسوقت
اُس گروہ نے جو اوسکے قتل کا ارادہ کیا تہا سر پر ہو اوہوس کو اوسکے تن سے جدا کر کے
شہر مین لے آیا ہشت طاق مدرسہ مبنی الغ بیگ مرزا کے اسکا دیا تاریخ مین اس واقعہ کے کہنے مطابق
دفعۂ اول خوف کیا ہی بابا حسین بگشت اور مملکت روم مین جا کر گذرا سلطان محمد خلف ایلدرم بایزید
کہ بعد قتل کیا رہ سال کے ۸۱۶ھ آٹھ سو سولا مین استقلال پایا اور ۸۲۴ھ آٹھ سو چوبیس مین دار البقا کو
گیا بعد اسکے سلطان مراد خلف سلطان محمد بر تخت جلوس فرمایا اور وہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن مین اس
جہان سے گذرا + ہندوستان اور دکن کے بادشاہون کا بیان + جو معاصر سلطان محمد مرزا کے
تہے مملکت ہندوستان بلدۂ دہلی مین کہ محمود شاہ بن فیروز شاہ کا تہا جب اسنے ۸۱۴ھ آٹھ سو
چودہ مین جادۂ مستقیم حیات کا جسم سے اپنے خالی کیا سلسلہ فیروز شاہیہ کا انقطاع پایا بعد اسکے
۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ مین خضر خان ہوا جس نے فرزاد لاد سے اوسکی سلطنت کئے پس عہد مین
علاء الدین کے کہ جو تہا اسط خضر خان سے رکہا تہا ملک بہلول نام لودہی پٹہان منجملہ امرا دون سے خضر خان
اور مبارک شاہ کے تہا قابض دہلی کا ہوا اور ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن مین خاندان خضر خان کا معدوم اور
پھر مین ہو سکا گذرا سلطان فیروز شاہ آٹھوان سلطان ہمنیہ کا تہا بعد اسکے اسند آرا حضرت
سید محمد بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اور تائید غیبی حضرت شاہ نعمت اللہ ولی علیہ الرحمہ کے
خانخانان اسم مخاطب احمد شاہ بہائی سلطان کا ہوا اور سبب سلطنت کو ہو پہنچے احمد شاہ کا

ذکر مین اولیاء دکن کے گذرا تاریخ فرشتہ مین لکہا ہی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی نے ایک موضع آباد کرکے
اول نام اوسکا خانہ پور رکہا کہ بنا اوسکی آبادی کی قبل سلطنت اوسکے پڑی ہی مگر اوسنے رونق بخشی
اور محاصل اوسکا مع توابع وقف مدینہ طیبہ کیا رسول آباد نام رکہا اور قلعہ بیدر کا آباد کرکے پایہ تخت
اپنا قرار دیا ورنہ قبل ریاست سلطان احمد شاہ کے پایہ تخت سلاطین بہمنیہ کا حسن آباد گلبرگہ تہا کہنا کیا ہوا
سلطان علاء الدین حسن کا نکوی بہمنی کا ہی چنانچہ ذکر اسکا صوبجات کے بیان مین گذرا
واضح ہو کہ اصل مین قلعہ بیدر کا قدیم بستی ہی چنانچہ نامی راجے دکن کے یا جگدار محکوم راجہ بیدر کے
تہے مگر چونکہ سلطان احمد شاہ بہمنی نے آبادی اوسکی زیادہ کی اور دار السلطنت اپنا قرار دیا احمد آباد
نام ہوا ✦ ممالک مفتوحہ اور تواریخ فتوحات ✦ سلطان محمد مرزا سر حلقہ فتوحات غیبی کا تہا مگر کہ بہمنیہ
میسر نہوئی ✦ مدت عمر گرامی اور سلطنت سراسر عظمت ✦ مدت عمر نا مضبوط اور سلطنت تو پائی نہتی جو
مین آتی ✦ اسباب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان حلت اور مرقد منورہ اسباب انتقال عارضہ
جسمانی تاریخ وفات اور مکان حلت نا معلوم مرقد منورہ سمرقند ✦ سلطان ابو سعید مرزا کا بیان
اسم گرامی اور کنیت اور لقب اور آبای سامی والد بن ماجدین نام نامی مشہور لقب ندارد
کنیت سلطان ابو سعید مرزا ولدیت ولد اول سلطان محمد مرزا اسم والدہ نا معلوم تاریخ و مکان
ولادت و جلوس اقبال مانوس تاریخ و مکان ولادت اٹہہ سو تیس ۸۳۰ شہر ماوراء النہر مین تاریخ
و مکان جلوس ۸۵۵ اٹہہ سو پچپن بلدہ فاخرہ بخارا مین و کلای ذوی الاحترام و وزراء اعظام
نا معلوم کہ اسم وکالت اور رسم وزارت سے کون کون عہد مبارک مین متعلق و ممتاز رہے مگر صاحب
مجمع السلاطین الا لکہتا ہی کہ اہتمام وزارت سلطان ابو سعید مرزا کا فرزندون پر سلطان کے

تہا پر وکیان حرم محترم عدد و آسامی نامعلوم اولاد امجاد نوبسہ سلطان ابوسعید مرزا سلطان محمد ۔
مرزا سلطان محمود مرزا عمر شیخ مرزا سلطان ولد مرزا الغ بیگ مرزا سلطان خلیل مرزا شاہرخ ۔
مرزا اور بعضے نسخہ مین گیارہ پسر سلطان مراد مرزا سلطان عمر مرزا بادشاہان
ایران توران دو دوم کا بیٹا جو معاصر تھے و ملک ایران و خراسان مین مرزا بابر بیٹا مرزا بائسنغر مرزا
تہا جس پر کہ مذکور ہوا ۸۶۳ سنہ آٹہ سو ترسٹ مین خود سلطان ابوسعید مرزا اون مملکون پر تسلط پایا اور
عراق و فارس و کرمان اور آذربایجان مین مرزا جہانشاہ بن قرا یوسف خان ترکمان تہا جب مرزا علاء الدولہ
بن مرزا بائسنغر مرزا ابن شاہرخ مرزا بہائی مرزا بابر کا علم استقلال کا خراسان مین
بلند کیا مرزا بابر فارس سے خراسان کو آیا اور مرزا علاء الدولہ فرار کر کے خراسان سے عراق کو گیا
بعد اسکے غیبت مین مرزا بابر کے عراق و فارس و کرمان ۸۵۹ سنہ آٹہ سو اونٹ مین ہی تصرف مرزا جہانشاہ
بن قرا یوسف خان کے آیا کہ اوقت وہ سلطنت آذربایجان کی رکہتا تہا اور مرزا بابر سات برس
خراسان مین باستقلال بادشاہی کی اور ۸۶۱ سنہ آٹہ سو اکسٹ مین ہی مشہد مقدس رضوی کے رحلت
فرما ہوا بعد اسکے مرزا شاہ محمود بن مرزا بابر سریر سلطنت پر بیٹہا چچہ ابائی مراد مرزا
ابراہیم نے اوس سے مقابلہ کیا وہ استرآباد کو بہاگا اور مرزا ابراہیم تعاقب کر کے استرآباد کو پہونچا تہا
کہ قضاء الٰہی سے مرزا جہانشاہ بن قرا یوسف خان ترکمان کہ وہ بہی ارادہ تسخیر خراسان کا کر کے
ترکمان سے نکلا تہا حدود استرآباد مین آکر نزول اجلال کیا پس ہر دو لشکر دوچار ہو گئے فیمابین جنگ
ہوئی بعد کوشش بہت کے مرزا ابراہیم فرار کیا پس مرزا ابراہیم اور مرزا محمود یہ ہر دو چچیرے بہائی
ایک ایک طرف کو نکل گئے حتی کہ ۸۶۳ سنہ آٹہ سو ترسٹ مین ہر دو نے وفات پائی

اور سنہ ثمانین سلطان ابوسعید مرزا بھی عزم تسخیر سے خراسان کے ہرات کو آیا تھا اور گوہر شاد بیگم حرم
محترم شاہرخ مرزا کو قتل کیا تھا اس سبب سے اخبار متوحش ہوکے ماوراء النہر کو پھر لوٹ گیا بعد ازاں ساتھ
عزم رزم مرزا جہانشاہ کے مرغات پر آیا لیکن فیمابین ہر دو کے مصالحہ ہوا کہ خراسان سلطان ابوسعید مرزا سے
متعلق رہے اور عراق مرزا جہانشاہ سے چنانچہ سنہ ۸۶۴ آٹھ سو چوسٹھ میں سلطنت خراسان کی
سلطان ابوسعید مرزا کو ملی اور ملازم اوسکے غزنین و کابل وغیرہ کو بھی مسخر ہوئے اور مملکت توران
بعد کشتہ ہونے مرزا عبداللطیف کے مرزا عبداللہ بن مرزا ابراہیم سلطان بن شاہرخ مرزا ہوا
ہنوز ایکسال سلطنت کو اوسکے نگذرا تھا کہ سلطان ابوسعید مرزا سنہ ۸۷۳ آٹھ سو چھین میں بقصد
سمرقند سے آکر اوس سے جنگ کیا مرزا عبداللہ قتل ہوا اور سلطنت ماوراء النہر کی سلطان
ابوسعید مرزا کو ملی مملکت روم میں سلطان محمد ثانی خلف سلطان مراد کہ سنہ ۸۵۵ آٹھ سو پچپن میں
سریر آرا ہوا تھا اوسنے عہد سلطنت میں اپنے متعدد معرکے اور مسجدیں اور دارالشفا بنا کئے

فقط ۔ بادشاہان ہند و دکن کا بیان ۔ ہند میں جیسا کہ گذرا ملک بہلول برادرزادہ سلطان
لودہی کا سنہ ۸۵۵ آٹھ سو پچپن میں متصرف دہلی کا ہوکر سلطنت پر بیٹھا اور بعد اٹھتیس سال کے
سنہ ۸۹۴ آٹھ سو چورانوے میں ارادہ سفر آخرت کا فرمایا دکن میں سلطان علاء الدین بن احمد شاہ
دسویں بادشاہ بہمنی کا سلطان محمد شاہ لشکری کہ دہ تیرہویں بادشاہ سلاطین مذکور کا تھا
اور تسمیہ میں بہمنی کے اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سلاطین بہمنیہ اولاد بہمن بن اسفندیار کے
ہیں اسواسطے اپنے بہمنی کہتے ہیں اور جو تاریخ فرشتہ میں مذکور ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ عہد میں
سلطان محمد تغلق کے کانکو نام ایک برہمن منجم تھا کہ حسن نام ایک شخص نوکر اوسکا ہوا

یکروز منجم مہربان ہوکر حسن کو محصلدار اپنے قریہ کا فرمایا حسن نے ایک دیگ زر سرخ کی دہان کی سرزمین میں پائی بجنس بے کم وکاست برہمن کو لا دیا برہمن نے بجنس حضور میں گذرانی بادشاہ خوش ہوا اور حسن کو داخل اپنے ملازمون میں فرمایا بعدہ کچھ فوج کمکی بسرکردگی سلطان سے دکن کو روانہ ہوئی حسن بھی اوس سپاہ میں شریک تہا پس ام الکی فوج کے لوٹ جانیکو روبرو سلطان کے سستی اختیار کئے طرح طرح کے حیلے اور بہانے بنانے لگے حاصل یہ کہ خوف سیاست سے سلطان کے ڈرے اور بغاوت کو شعار اپنا کر کے اسمعیل مخ نام کہ ایک امیر عمدہ تہا معزالیہ کو سلطنت پر آمادہ کیا بعدہ اسکے اسمعیل مخ نے سلطنت کو استعفا دیا سلطنت نام سے حسن کے تجویز پائی حسن نے نام کو برہمن کے جزا اپنے نام کا فرمایا اسواسطے کہ برہمن نے قبل اسکے مژدہ سلطنت کا دیکر اقرار اس امر کا لیا تہا حسن نے دعا کی مدت عمر گرامی و سلطنت سرسے عطف مدت عمر تخمیناً ترالیس سال قمری مدت سلطنت تخمیناً اٹھارا سال سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان جلت اور مرقد کا بیان سبب انتقال چونکہ ازون حسن ترکمان نے مرزا جانشاہ ابن فرا یوسف خان ترکمان کو کہ ان روزون حاکم آذربائجان کا تہا قتل کیا تہا سلطان ابوسعید مرزا نے آخر عہد میں اپنے اوسپر فوج کشی کی اوسنے ہرچند دوازدہ صلح کا مارا سلطان نے خاطر میں نلایا جس صلح سے نا امید ہوا ہر چہار طرف راہ سے بند کئے رسد کو روکا اردو میں سلطان کے قحط شدید ہوا سلطان نے برادرون کو اپنے فوج دیکر مقابلہ کو روانہ کیا وہ لوگ ہزیمت کیکر واپس آئے تب سلطان راضی صلح ہوکر مان کو اپنی بھیجوایا اسنے قبول نکیا پس سلطان نے مصلحت وقت یہ جانی کہ ارادہ کو چھوڑ کر آپ ایکطرف نکل جانا چنانچہ شبہا ہی عمل کیا پس رحیم دل نکل جانے سلطان کے اور ہراون حسن ترکمان تو بنگاہ پر سلطان کے آگرا اور بیٹا

اوسکا اسطرف سے سلطان کو دستگیر کرلایا لکھا ہی کہ بعد تین دن کے سلطان کو ناتہ مین یادگار مرزا بہیرہ
اور بہرتا دبیگم جو حرم محترم شاہرخ مرزا کی تہی سپرد کیا اُسنے قصاص مین اپنی دادی گوہرشاد بیگم کے قتل
فرمایا تاریخ وفات بائیسوین رجب ۸۷۳ آٹھ سو بہتر کما قیل مقتل سلطان ابوسعید مکان رحلت حوالی
اردبیل مرغد ورد النہر * عمر شریف مرزا کا بیان * اسم گرامی و اسامی سامی والدین نام عمر شیخ مرزا
ابنیت ابن سلطان ابوسعید مرزا اسم والدہ نامعلوم تاریخ و مکان ولادت تمام سعادت و جلوس اقبال
مانوس تاریخ ولادت ۸۶۰ آٹھ سو ساٹھ مکان ولادت بلدہ سمرقند تاریخ جلوس ۸۷۳ آٹھ سو بہتر
مکان جلوس شہر اندجان کہ پایہ تخت فرغانہ کا ہی اور مراد موخرون کی ملک و عنا سے مخمنہ اوزکان اندجان
اور دوسرے بلاد مع توابع و لواحق متحد ملکت سرکستان ہے و دکلائے ذوی الاحترام در مہام * امیر محمد کوکلتاش
و میرود الملہام جمیع مہمات * پدر کیان جرم محترم * جد چہارم اول مسماۃ قتلغ نگار خانم دختر یونس خان
بادشاہ مغلستان کہ لشکر خانم مذکور کا برادر اسطہ سے چنگیز خان کو پہونچتا ہی اور دوم مسماۃ فاطمہ
سلطان بیگم بیٹی ایک امر آوتمول سے اور سوم مسماۃ عنچہ جی اور چہارم مسماۃ آغا سلطان بیگم اور
پنجم مسماۃ مخدومہ سلطان بیگم اور ششم مسماۃ الوس آغا اولاد امجاد پسر اول بابر مرزا دوم
مرزا سوم ناصر مرزا چہارم اول مسماۃ خانزادہ بیگم حرم محترم ابوالفتح محمد شیبانی خان دوم ہمایون
بیگم سوم یادگار سلطان حسین سنیہ سلطان بیگم اتفاق ہوکہ بابر مرزا اور خانزادہ بیگم ہر دو بطن اندجان سے
قتلغ نگار خانم کے ہی اور جہانگیر مرزا بطن سے فاطمہ سلطان بیگم کے اور ناصر مرزا اور مہربانو بیگم بطن سے
عنچہ جی کے اور یادگار سلطان بیگم بطن سے آغا سلطان بیگم کے اور سلطان رضیہ بیگم بطن سے مخدومہ سلطان
بیگم کے خبر ہی کہ بابر مرزا دولتی افراسیر جہانبانی کا ہوا اور جہانگیر مرزا نے سنہ ۹۱۱ کبارہ مین

رحلت کی

رحلت کی اور ناصر مرزا احوال اسکا معلوم ہوا صاحب تاریخ گبری لکھتا ہی کہ شاہ اسمعیل صفوی فرمانروا
ایران کا جب علم جہانگیری کا بلند کیا اور بلدہ مرو شاہ جہانگا اپنے تصرف مین لایا مخدومہ جہان حرمت خانزادہ بیگم جو حقیقی
بہن بابر بادشاہ کی ہی چونکہ مرو مین تھی کمال اعزاز و احترام سے بیکم موصوف کو نزدیک بابر بادشاہ کے
روانہ کردیا پادشاہان ایران و تورآن اور روم کا بیان ۔ جو معاصر عمر شیخ مرزا کے تھے ملک خراسان مین
سلطان حسین مرزا بایقرا ابن مرزا منصور بن مرزا بایقرا ابن شاہرخ مرزا ابن امیر تیمور حاکم وقت تھا اور نسب
سلطان حسین کا طرف ماں والدہ کے بھی امیر تیمور صاحبقران کو پہونچتا ہی اسواسطے کہ جدہ مادری سلطان
حسین کی دختر زادی یعنی نواسی پیر علی کی ہی اور ولادت سلطان حسین مرزا کی ۸۴۲ھ آٹھسو
بیالیسین ہی ابتداء وحوالی عہد سلطان ابوسعید مرزا کی تھا چند سطارت مین مرزا بابر
بن مرزا بایسنغر کے خراسان مین رہا بعد وفات مرزا بابر اور ظاہر ہوئے رح و مرح اس طرف کے
سرکشی اغازی اور حاکم ہرات استراباد کے کہ وہ طرف ہے مرزا جہانشاہ بن یوسف ترکمان کے تھا
جنگ کیا اور جدم اوسکو مارا استراباد پر آپ قابض و متصرف ہوا اور جب سلطنت خراسان کی
ابوسعید مرزا برقرار رہی سلطان حسین مرزا دس برس تک جادہ پیما بغاوت کا رہا اطاعت
اختیار کی اور بعد وفات سلطان ابوسعید مرزا کے ۸۷۳ھ آٹھسو تہتر مین زور بازو سے تمامی
سلطنت پر خراسان کے مستقل ہوا الکہا ہی کہ ایام دولت مین اوسکے خراسان ایسا آباد ہوا تھا
کہ ہرگز مثل وسطے نہی ہوا تھا عہد مین اوسکے ہزار طالب علم شہر ہرات مین جمع آئے تھے کہ وہ معاش انکی
انعام سے بادشاہ کے تھے اور عمارات بہت ہے کہ شعرا نے توصیف اور توصیف اون عمارات کی بہت
لکھی ہی لیکن بحر سے صاحب کتاب کے پیدا واضح ہوتا ہی کہ وہ کودک مزاج تھا اور طفلانہ طبیعت طرف

کبوتر بازی اور دراج وغیرہ کے رغبت تھا لیکن راقم کو ایسا سوجھتا ہی کہ یہ شغل دن بھر میں دو چار
گھڑی واسطے تفریح مزاج اور امالہ طبیعت کے امور مملکت سے ہو اس تقدیر پر لہو ولعب کا بھی یہ توعین
حکمت ہی بحال العشاق تصنیفات اوسکے ہی اور کہنا سیر انبیا و الیکا ایسا ہی کہ اوسنے
سلطنت کو ساتھ نبوت کے جمع کیا تھا اور کتاب سیر اولیا اُسمین ایسا مرقوم ہی کہ سلطان بیبت
اعلی مزاج تھا اور طبیعت سلطانی کی بہت بلند تھی نظم و نثر کمال پر دور کیا تھا اور آخر عہد مین
چند سال چونکہ بسبب عارضہ فالج کے قدرت رفتار کی نہ رہی تھی سواری گھوڑے کی نکر سکتا تھا امیر
نظام علی شیر کہ بہت سے علما و فضلا اور شعرا اکثر تصنیفات اقسام نظم و نثر سے اوسکے نام پر
کئے ہین جیسی کہ جواہر التفسیر اور تفسیر حسینی اور سیر روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ کہ سیر ملا
معین کی ہی اور شواہد النبوۃ کہ مولوی جامی قدس سرہ سے ہی اور تاریخ روضۃ الصفا وغیرہ کہ بیشتر
بسبب ہمت عالی ہمت اوسکی میر صاحد سیر کے مرقوم ہوے ہین لیر الامرا اور مدار المہام سلطان حسین
مرزا کا تھا ولادت امیر شیر علی کی سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس مین ہوئی ہی اور وفات سنہ ۹۰۶ نو سو
چھے مین اور خود امیر علی شیر نے بھی ترکی اور فارسی زبان مین چند کتابین تصنیف کی ہین جیسا کہ
نوائی اور دیوان نوائی اور یوسف زلیخا اور منطق الطیر لغت ترکیمن اور سوا اسکے متعدد کتابین
لغت فارسیمن تصنیف سے امیر ممدوح کی ہین اور عراق و فارس وغیرہ مین ابو النصر حسن بیگ
کہ دیار بکر مین حاکم تھا بن علی بیگ بن قراعثمان بیگ کہ وہ سفر روم مین ہمراہ رکاب صاحبقران کے
تھا بن خلیل خان بن حاجی بیگ کہ اپنے اق قوا اور تا سیندریہ بھی کہتے ہین واضح ہو کہ یہ حسن بیگ وہی
شخص ہی کہ جسنے قتل سلطان ابو سعید مرزا کو کہ وہ جنگ مین اوسکے ہاتھ آ گیا تھا اور حسن بیگ نے

بعد تین دن کے ابو سعید مرزا محبوس کو یادگار مرزا کے سپرد کیا تھا کہ وہ بیرہ گوہر شاد بیگم حرم
خانان سعید شاہرخ مرزا کا تھا کہ وہ ہاتھ سے سلطان ابو سعید مرزا کے کشتہ ہوئی تین سلطان ابو سعید
مرزا کو قتل کیا جیسا کہ مذکور ہوا اوزن حسن بیگ ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر مین سر پر مرزا جہانشاہ کے
اور مرزا جہانشاہ مقتول ہوا اوزن حسن بیگ تخت پر بیٹھا اور عراقین اور فارس اور کرمان اور آذر
بائیجان بتصرف مین لایا بعد اسکے ۸۸۲ھ آٹھ سو بیاسی مین رحلت کی بیٹا اوسکا خلیل سلطان مقام
پدر ہوکر چھے مہینے کرے سلطنت کی اور بھائی سے اپنے محاربہ کرکے مارا گیا اور بھائی اوسکا
یعقوب بیگ بجاے اوسکے تخت پر بیٹھا اور وہ ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے مین رخت ہستی کا باندھا
بعد اسکے بھائی سنقر مرزا بن یعقوب بیگ رتبہ سلطنت کو پہونچا اور اسکو بسبب نفاق اور جنگ جدال
فیابین امرا کے ایکسال کا عرصہ نکچا ہا کہ رستم بیگ بن حسین بیگ سریر آرا ہوا اور ملک توران مین
بعد سلطان ابو سعید مرزا کے بیٹا اوسکا سلطان احمد مرزا اڑتیس برس کے سریر سلطنت کو
وجود سے اپنے مزین رکھا اور ۸۹۹ھ آٹھ سو نوے دو نوے مین وفات پائی بعدہ بھائی اوسکا سلطان
محمود مرزا اوسنے سلطنت کرکے برابر ۹۰۰ھ نو سو مین تخت سلطنت سے قدم تختہ تابوت پر رکھا
اور مملکت روم مین جیسا کہ گذرا سلطان محمد ثانی کہ وہ بعد طی کرنے باون مرحلے مراحل عمر سے ۸۸۶ھ
آٹھ سو چھیاسی مین اس جہان سے گذرا بعد اسکے سلطان بایزید خلف سلطان محمد ثانی اسی جلوس سال
فرمانشاہ اسمعیل عہد مین اسکے مملکت روم پر استیلا پایا اور ۹۱۷ھ نو سو سترا مین سلطان نے دست
قدرت کو پاک باندکر آپ ذات بنے اپنی جو قوت کہ حاصل کی ہی آیندہ مذکور ہوگا باد شاہان ہند و دکن
کا بیان ۔ جو معاصر عمر شیخ مرزا کے تھے ہندوستان مین بعد ملک بہلول کے بیٹا اوسکا نظام خان

سنہ ۸۹۴ ہجری سوچوریا نوین جلوس کیا اور مخاطب سلطان سکندر ہوا اور دکن مین سلطان محمود شاہ
چودھوین سلاطین بہمنیہ کا سنہ ۸۹۰ ہجری سونود مین جلوس فرمایا اور آثار زوال اختلال کے امور سلطنت
مین اسکے نمودار ہوے چنانچہ پانچ نفر ملازمون اور غلامون اور پسران سے احداد اوسکے ہر ایک نے بقدر
استعداد اپنے جہند اسلطنت کو بلند کیا جیسا کہ باعث خاطر عاطر ناظرین ہوگا اول نظام شاہ
ملک حسن مخاطب بملک نایک آخر مخاطب نظام الملک بحری ہوا یہ برہمن زادا یکانگر کا تھا نام اصلی
تیا بہت ابتدا عہد مین سلطان احمد شاہ بہمنی کے محارباتا یکانگر مین ہیر ہوکر آیا پس ملک حسن ہوم
ہوکر سلک مین غلامان بہمنیہ کے منتظم ہوا اور بمرور ایام مرتبہ امارت کو پہونچا اور جب ملک حسن
مین سلطان محمود کے حسب الفرمان مارا گیا بیٹا اوسکا احمد نظام الملک بحری سنہ ۹۰۰ ہجری آٹھ سونود
پانچ مین داعیہ سے فرمان فرمائی کے بغاوت اختیار کی اور قلعہ احمد نگر کا نام سے اپنے بنا کیا حسن
اقبال و تدبیر سے قلعہ دولت آباد کا مفتوح ہوگیا خاندان اسکا نظام شاہیہ سے اشتہار پایا دس نفر اولاد سے
اوسکی ایک سو پندرہ سال امور سلطنت کے مورد اکئے دوم یوسف عادل شاہ ۳ ارتباط سیر یوسف عادل شاہ کو
ترک لکھتے ہین لیکن صاحب تاریخ فرشتہ نے ایسا نہین رقم فرمایا ہی اصح یہ ہی کہ یوسف عادل شاہ
خاندان سے سلطان روم کے ہی جز صحیح ہی کہ خود سالیمن یوسف کی والدہ اوسکی جب اندیشہ سے ادبر
یوسف کے خبردار ہوئی خفیہ ایک غلام گرجی شاہ اور ہم سن یوسف کے اوس عفیفہ نے خرید کرکے
نزدیک اپنے رکھا اور یوسف کو ساتھہ زر جوہر کے ایک تاجر کو کہ وہ ساکن شہر سادہ کا تھا حوالے
تاجر مذکور بعد تربیت و رشد یوسف کو ہندوستان مین لایا اور سلک مین غلامان بہمنیہ کے داخل کیا اندک
مدت مین مرتبہ امارت کو پہونچا اور سنہ ۹۰۶ ہجری آٹھ سو چھیانوین بیجاپور مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کیا

اولاد ۳

اولاد سے اوسکی سات نفر ایک سو نینانوے سال امور سلطنت کے مودا کیے اور یہ بھی تاریخ مذکور مین
مذکور ہی کہ ایکدن یوسف عادلشاہ امرا سے اپنے مشاورہ کرکے ان الفاظ سے کہ مین اوایل سن
تمیز سے مرید شاہ صفی قدس سرہ کا ہون چاہتا ہون کہ مذہب شیعہ اختیار کرون ۹۱۱ نو سو گیارہ مین خطبہ
بطریق مردم اما میہ کے پڑہوایا اور منادی کی کہ جہال طریقون کے مذہب سے ایکدوسرے کا کام نہ کہین ممالک
مفتوحہ مع تواریخ فتوحات و ملازمان دولت تا سکندر شاہ رخیہ اور بہرام جو تصرف مین اپنے
رکہتے تہے آدسی پر دعا کی اور ساتہ لشکر ملک کے متعول ہوے مدت عمر گرامی و سلطنت سراسر عظمت
مدت عمر تخمینا انچالیس سال قمری مدت سلطنت تخمینا چھبیس سال و اسباب رحلت و تاریخ وفات و
مکان رحلت و مرقد منور و اسباب انتقال تو یہ ہوا کہ بام پر کبوتر خانہ کے واسطے تفریح مزاج پیر
طیران کبوتر کے برآمد ہے کہ دفعتا عارضہ سلی اور صدمہ سے اوسکے شہباز روح پرفتوح اوس عالی
مقدار کا بام کبوتر خانہ سے اوج گرا عالم علوی کا ہوا اور ساتہ مرغان ادلی الجنہ شکار قدس
کے ہم آشیانہ تاریخ وفات روز دوشنبہ چوتہی شہر رمضان کی سنہ ۹۹۶ آٹہ سو نینانوے مکان رحلت
معلوم ہوا مرقد منورہ بلدہ فرغانہ و بابر بادشاہ کا بیان و اسم گرامی و کنیت و لقب و اور اسامی
والدین و جدین نام ظہیر الدین لقب محمد بابر بادشاہ کنیت غرہ مضبوط ہیبت ابن عمر شیخ مرزا اسم والدہ ماجدہ
قتلغ نگار خانم اکبر نامہ مین ہی سند کو ہی کہ اولاد عالی نژاد کو ہما جو ان کے عہد تک بابر شاہ کے مرزا
کہتے تہے بابر شاہ نے فرمایا کہ اپنے تین بادشاہ کہا کرین جب سے بادشاہ کہلاتے ہین تاریخ ولادت
تمامی سعادت و جلوس اقبال مانوس تاریخ ولادت ششم محرم ۸۸۸ آٹہ سو اٹہاسی کما قیل
ست جون در شش محرم زاد آن شہ مکرم ۔ تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ۔ اور غرایب اتفاق سے

اوس تاریخ مین یہ ہی کہ ششم محرم کے چھ حرف ہین اور لفظ ششم حرف مین بھی تاریخ ہی اور
چونکہ اہل حساب عدد ششم کو جز سیکو جانتے ہین عدد لفظ جز سیکو کے بھی موافق تاریخ کے ہی مکان
ولادت شہر ماوراء النہر تاریخ جلوس روز شنبہ پانچوین شہر رمضان سنہ ۹۹۲ آٹھسو
بیانوے مکان جلوس بلدۂ اندجان اور وقت جلوس عمر گرامی گیارہ برس آٹھ مہینے وکلای دوی
الاحترام اور درآغاز نام کا بیان ۔ اتابک نظام الدین خلیفہ وکیل السلطنت اور امیر شاہ منصور اور
سلیمان مرزا اور خواجہ گلاب بیک وزرائے مملکت پروکیان حرم محترم کا بیان ۔ ماہم بیگم سلسلہ سے
شفیع نیشاپوری المعروف مرزا عالم وعالیان کے کہ اعیان خراسان سے تھا اور سلسلہ سے سلطان
حسین مرزا بایقرا بھی نسبت رکھتا تھا اولاد امجاد کا بیان جملہ چار پسر ہمایون مرزا عسکری
مرزا کامران مرزا ہندال مرزا سہ دختر گل چہرہ بیگم گلبدن بیگم گل رنگ بیگم ہمایون مرزا تخت خلافت کو
جلوس ہمایون سے زیب زینت بخشا اور عسکری مرزا بعد تکرار محاربات ومخالفت برادر بزرگوار کے
آخر کار بیت اللہ کو چلا گیا اور راہ مین مدینہ سکینہ کے داعی حق کو کہنے والا لبیک کا ہوا ایسا ہی
کامران مرزا بھی بعد تکرار یعنی وفاد لکھول ہو کر خدمت سے برادر کے رخصت چاہی اور بعد مشرف
ہونے زیارت حج کے ملاقی رحمت حق کا ہوا اور ہندال مرزا اوسوقت کہ کامران مرزا کو ہمایون
مرزا کے شبخون گرانا شہ یک رفیق برادر بزرگوار کا تھا اوس رات مین شہید ہوا تاریخ اوس واقعہ
شبخون کہی ہے عسکری مرزا سے ایک دختر کامران مرزا سے ایک پسر تین دختر تھے ہمایون بادشاہ نے
دو دختر کیان کامران مرزا کین بنی اعمام سے اپنے نسبت کردی اور دختر عسکری مرزا اور ایک دختر کامران
مرزا کی دو پوتون کو عارف عالیمقام سید نظام اعلی لب کو منسوب فرمایا بادشاہان ایران اور توران

اور روم کا بیان جو معاصر بادشاہ کے تھے ایران خراسان میں سلطان مرزا بائی قرا کہ وفات سلطان
۹۱۱ھ نوسو گیارہ میں ہی فرزندوں سے موعی الیہ کے وقت انتقال دو نفر تھے بدیع الزمان مرزا
مظفر حسین مرزا بعد باپ کے ہر دو شرکت سے تخت سلطنت پر بیٹھے جب ایکسال سلطنت سے
انکی گذرا شیبانی خان ازبک نے ۹۱۳ھ نوسو تیرا میں جنگ کر کے اُن دونو برادروں کو منہزم کیا ہر ایک
ادھر سے جدے طرف نکلکر چلا گیا اور اپنے اپنے وقت پر قضا کی عراق و فارس میں
جیسا کہ گذرا رستم بیگ بعد قتل اوسکے احمد بیگ بنیرہ حسین بیگ کا بعد کشتہ ہونے اسکے دولت نے
اق قزلباش کی بہ نظر فساد اغراض کے لایاصی کہ آفتاب دولت سلطنت شاہ اسمٰعیل صفوی کا طالع ہوا
اور تمام ملک ایران کا ابوالمؤید شاہ اسمٰعیل صفوی کے قبضۂ اختیار میں آیا تولد شاہ اسمٰعیل کا ۸۹۲ھ
آٹھ سو بیانوے میں ہی پس نوسو چھے میں داعیہ سے جہانگیری کے خروج کر کے عراق و عجم و فارس کرمان اور ملک
دیار بکر بہ تمام تصرف میں اپنے لایا اور ۹۱۴ھ نوسو چودہ میں بغداد کربلا معلی نجف اشرف اور جزیرہ عراق
عرب کو بمصروف اور طبقۂ سنیہ کو مساحل کیا اور ۹۱۶ھ نوسو سولا میں چیندہ اطراف ممالک خراسان کے
جیلنہ کیا حاکم نے ماوراء النہر ان و گیلان و شیروان وغیرہ کے عائشۂ اطاعت کا ربقۂ شکل در حلقہ بندگی
زنور گوش کیا اور ۹۱۸ھ نوسو اٹھارا میں مرزا بابر خلف عمر شیخ بادشاہ کو رکابی امداد فتح شاہ صفوی
مراد سے ولایت حصار و بلخ خان و سمرقند کو متصرف ہوا اور ۹۲۳ھ نوسو تیس میں شاہ صفوی مراد نے
وفات پائی اور تاج خلافت کا سر پر شاہ طہماسپ خلف سلطان موصوف کے رکھا اور ملک توران میں
بایسنقر مرزا اور سلطان علی مرزا برادر ان سلطان محمود مرزا ابن سلطان ابو سعید مرزا بعد پدر کے
باہمدگر منازعت کی یہانتک بایسنقر مرزا نائبہ سے سلطان علی مرزا کے منہزم و مقتول ہوا پس

شیبانی خان اوزبک قصد سے تسخیر ماوراء النہر کے آیا اور بخارا کو فتح کر کے سمرقند پر محاصرہ کیا اور سلطان علی مرزا کو جو اسکے لالچ دیکر بلایا اور جب وہ طمع سے قابو مین اوسکے آئے قتل کر ڈالا اور سمرقند کو تالیض و متصرف ہوا بعد مدت کے اہل سمرقند نے غیبت مین شیبانی خان کے بابر بادشاہ کو طلب کیا اور سمرقند مین لاکر تمار اشیبانی خان جو سنا بادیگر سمرقند کو آکر محاصرہ کیا اور بابر بادشاہ خانزادہ بیگم ہمشیرہ کو اپنی دنان چھوڑ کر فرار کر گیا بعد اسکے چونکہ شیبانی خان محاربہ مین شاہ اسمعیل کے شہید ہوا بابر بادشاہ اعانت سے شاہ اسمعیل اور کوشش سے قوم قزلباش کے سلطنت کو ماوراء النہر کی پہونچا مین بعد عبداللہ اوزبک نے بعد تکرار محاربات کے سمرقند پھر اپنے تصرف مین لایا اور سلطنت نے ماوراء النہر کی خاندان سے صاحبقران کے طرف خوانین اوزبک کے انتقال کیا اور بابر بادشاہ نے ارادہ طرف کابل کے فرمایا واضح ہو کہ ابتدا اولشکر کشی خوانین اوزبک کی داعیہ سے سلطنت کے محمد ابوالفتح شیبانی خان سے ہی حرم محترم اوسکی خالہ بابر بادشاہ کی تہی اور بعد وفات اوسکے خانزادہ بیگم ہمشیرہ بابر شاہ کو بھی عقد ازدواجین لایا تہا اور ابوالفتح محمد شیبانی خان بیاداق سلطان ابن ابوالخیر خان کا ہی نسل سے جوجی خان بن چنگیز خان کی کہ سلطنت دشت قپچاق اجداد سے اوسکے متعلق ہی بعد شیبانی خان ماوراء النہر کو آکر ملازم سلطان احمد مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن میرزا زادہ صاحبقران کا ہوا اور بعد وفات جدہ امیران سلطان ابوسعید مرزا کے سلطان علی مرزا بن میرزا سلطان ابوسعید مرزا کو مار کر بسنہ ۹۰۴ نو سو چار مین سلطنت پر ماوراء النہر کی مستولی ہوا اور بسنہ ۹۱۳ نو سو تیرہ مین بعد حضرت سلطان حسین مرزا بن بایقرا کے مملکت خراسان پر استیلا پایا اور بسنہ ۹۱۶ نو سو سولہ مین حدود مرو مین بسانحہ شاہ اسمعیل صفوی کے محاربہ کر کے مقتول ہوا بعد کو جم خان بن ابوالخیر خان

چچا شیبانی خان کا بلدہ ماوراء النہر بن سلطنت کو پہونچا اور ۹۳۶ نو سو چھتیس مین طوائف ملکی کا
لپیٹ کر راہی ملک عدم کا ہوا اور روم مین سلطان بایزید جیسا کہ احوال مین عمر شیخ مرزا کے گذرا بادشاہان
ہند و دکن کا بیان جو معاصر بابر بادشاہ کے ہے جیسا کہ بالا مذکور ہوا سلطان سکندر کہ اسنے
قریب انتیس برس کے سلطنت کی اور سنہ ۹۲۳ نو سو تیئیس مین اس دار فانی سے کوچ کیا بعد اوسکے
اوسکا بیٹا ابراہیم اوسکی جگہ پر کے سنہ ۹۳۲ نو سو تیئیس مین بیچ حوالی پانی پت کے ساتھ کرات محاربات
بابر بادشاہ کے مع تمام اپنے مخصوصون اور منسداروں کے کارزار مین قتل ہوا اور سلطنت دہلی کی سلسلہ سے
افاغنہ لودہی کے طرف اولیاء دولت بابر بادشاہ کے منتقل ہوی اور دکن مین احمد شاہ بہمنی دان
بادشاہ سلاطین بہمنیہ کا کہ محمود محروس قائم برید کا بتاریخ کلیم ات کہ یہ سولہوان بادشاہ ہی نام
سلطنت کا باقی رہا اور وہ اپنے عہد مین قید سے برید مذکور کے جب فرار کر کے بیجاپور کو روانہ ہوا اور
وہان سے احمد نگر کو نزدیک برہان شاہ نظام شاہی کے گیا اول تو وہ مکر و نفاق سے پیش آیا مگر آخر کار
اسنے بھی سیاہی محسوس رکھا تھا یہانتک کہ بقولے مسموم اور ہوا تے باجل موعود سنہ ۹۳۴ نو سو
چونتیس مین راہی عالم بقا کا ہوا بعد اسکے جب آفتاب دولت سلاطین بہمنیہ کا غروب کیا کوکب سلطنت
کا شاہ ارق سے پانچ خاندان کے طالع ہوا جیسا کہ سابق اسکے منجملہ احوال دو خاندان کا گذرا
اور سلسلہ باقی تین خاندان کا یہ ہے سوم قطب شاہیہ کہ اول محمد قلی قطب شاہ ترکمانون سے
بہا رلوی ہمدانی کے عہد جوانی مین ہمراہ بدر دکن مین آیا اور سلک مین غلامان بہمنی کے نوکر ہو کر
معین خدمتگار کا ہوا اور جب تنخواہ اور جاگیر تنخواہ اہل حرم کی اوس سے مفوض ہوئی قرار
واقعی بندوبست کیا اور بعد منتظم ہونے سلطنت احمد نظام الملک بحری وغیرہ اور تحقیق

فرمان فرمائی شاہ اسمعیل صفوی کے محمد قلی کہ اپنے تئین مریدون سے سلسلہ صفویہ کے جانتا تھا ۹۱۶
نو سو سولا مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور ذات کو اپنی ساتھ لقب قطب شاہ کے ملقب کیا اور نام شاہ
اسمعیل صفوی بادشاہ ایران کا اپنے نامہ پر مقدم کیا اور حکم فرمایا کہ مساجد مین علی رؤس المنابر خطبہ اثنا
عشریہ موافق مذہب امامیہ کے پڑہا کرین سات آدمی سلسلہ سے اوسکے ایکسو بیسی سال تک سلطنت کے
روا کئے چوتھا عادشاہیہ ابتدا فتح اللہ اولاد سے کفار بیجانگر کے صوبہ بیجاپور مین پیدا خانجہان کے
ہوا کہ وہ سپہ سالار سلاطین بہمنیہ اور حاکم ضلع برار کا تھا اوسنے فتح اللہ کو موسوم کیا بعد جلت خانجہان کے
سلک مین غلامان بہمنیہ کے منتظم ہوا اور سایہ حشمت و اقبال کے خطاب عماد الملکی اور حکومت برار سے
سرفرازی پائی اور جب نظام الملک بحری نے مخالفت بہمنیہ کی اختیار کی فتح اللہ عماد الملک نے بھی
برار مین مسند سلطنت پر جلوس کر کے خطبہ اور سکہ نام نامی سے اپنے فرمایا صاحب تاریخ گلشن ابراہیمی
یعنی محمد قاسم فرشتہ نے اپنی کتاب مین وجہ بحری کہنے کی سلاطین نظام شاہیہ کو یہ لکھی ہی کہ وہ
ایکدن ہمراہ کسی بادشاہ بہمنیہ کے شکار کو گیا تہا بادشاہ کسی تقریب سے بحری شکاری جانورانی
خاصہ کا اوسکو عنایت کیا وہ آداب بجالاکر عرض کیا کہ آج سے بندے کو حکم ہوئے کہ بحری کہا
کرین بادشاہ نے قبول فرمایا تب نظام الملک بحری نام ہوا یا یہ کہ ان بریدیہ محمد قاسم بریدیہ علما
گرجی نژاد ہی پہلے سلک مین غلامان بہمنیہ کے منسلک تھا وقتیکہ مرتبہ امارت کو پہونچا ایک مدت تک
بادشاہان بہمنیہ مجبور و محروس اوسکے رہے پہر محمد قاسم نے جب سنہ ۹۱۰ نو سو دس مین بساط
حیات کا اوٹہایا اوسکا امیر بریدنے بدستور پدر تمام امور سلطنت کے نام پر انکے جاری
کیا یہانتک کہ سلطنت بہمنیہ سنہ ۹۳۴ نو سو چونتیس مین منقطع ہوئی تب امیر بریدنے

ظہیر آباد

ظفر آباد بیدر مین خطبہ اپنے نام کا کیا جسنے نفر خاندان سے اوسکے مدت ایک سو تیس سال اور بروایتے
کچھ کم اوس سے ہمہ حکومت کے زوال کئے اور منقرض و معدوم ہوئے ۔ ممالک مضبوطہ اور تواریخ فتوحات سمرقند بخارا
فرغانہ بدخشان تصرف اولیاء دولت کے بتا بودہ سنہ ۹۱۰ نو سو دس مین کابل اور سنہ ۹۱۲ نو سو بارہ مین
قندہار قبضہ تصرف مین آیا پھر لشکر ظفر پیکر نے سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس مین سلطان ابراہیم بن
سلطان سکندر لودہی سے محاربہ کرکے کامیاب ہوا کما قیل سے وقت و روز ماہ و سال این ظفر ؛
صبح بود و جمعہ و ہفت جب ؛ اور سنہ ۹۳۳ نو سو تین تیس مین رانا سے کہ وہ مشہور عمدہ زمینداروں سے
ہندوستان کے تھا جب لڑائی پڑی نصرت پائی چنانچہ فتح بادشاہ اسلام تاریخ اوسکی ہی
۹۳۳
بس صوبہ ملتان اور دار السلطنت لاہور وغیرہ ملک پنجاب اور دہلی اور آگرہ اور جونپور
اور اودہ اور بہار اور مالوہ یہ جملہ بلاد مشہورہ پر آبائی سلطنت نے قبضہ اپنا کیا اور سنہ ۹۳۴ نو سو
چونتیس مین قلعہ گوالیار کا اور لکھنو اور سارنگ پور اور رنتھور اور رائسین اور چندیری اسقدر
ملک جسقدر کہ حکام وہان کے تمام گیلاٹ رد کے تھے مفتوح ہوئے چنانچہ فتح دار الحرب مادہ تاریخ
اس فتوح کا ہی جانا چاہئے کہ ابتداء ظہور اسلام کی ملتان مین بلاد سے ہند کے زمانہ سے حجاج
بن یوسف المعروف بحجاج ظالم کے ہوئی ہی پھر سنہ ۹۴۲ آٹھ سو بیالیس تک ممالک ہاتھ مین سلاطین
دہلی کے رہی بعدہ جسنے پچاسی سال دہلی مین حکومت کی پس سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس مین یہ عمل
بابر بادشاہ نے فرمایا دوسرا ملک شرقی کہ عبارت جونپور سے ہی ابتدا خواجہ سرور نام خواجہ
محمد شاہ بن فیروز شاہ کا کہ سلطان ناصر الدین بنیرہ فیروز شاہ نے اوسکو مخاطب بخواجہ جہان
کیا تھا پھر ساتھہ خطاب ملک الشرق کے سرفراز فرمایا پھر سنہ ۸۹۶ سات سو چھیانوے مین کہ حکومت

حمیدہ بانو بیگم مخاطب بمریم مکانی خاندان و اولاد سے احد جای کہ کہ ۱۲ ایکدہ از بارہ مین رحلت
[illegible] اولاد امجاد کا بیان دوسرے محمد حکیم اور محمد اکبر ایکدختر نجت النسا بیگم ۳ ایران اور توران اور روم کے
[illegible] بادشاہوں کا بیان ۴ جو معاصر ہمایون بادشاہ کے تھے ایران مین ابو العباس شاہ طہماسپ خلف شاہ اسمعیل
[illegible] ہیں کہ نسب عالی جناب شاہ اسمعیل کا بتیس واسطون سے حضرت سرور انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و
الف تحیات کو اور انتیس واسطے سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے
اس پنج پر کہ نسب شاہ اسمعیل کا پانچ واسطہ سے سلطان الاولیا صفی الحق والدین اسحاق قدس سرہ کو
پہونچتا ہے اور نسب سلطان الاولیا کا پہلے واسطہ سے حضرت امام ہمام ابو ابراہیم موسی کاظم
رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہے اور نسب شریف حضرت کا پانچ واسطہ سے سید المرسلین خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے اور والدہ ماجدہ اسمعیل کی علیہ بیگم آغا مشہور علیہ شاہ حسن
بیگ اق قویلو کہ وہ بادشاہ عراقین و فارس کا تھا اور دختر بدری شاہ اسمعیل کی والدہ سلطان
حیدر کی ہمشیرہ حسن بیگ مذکور کی ہی سیان سے صاحب کتاب ایسا رقم کرتا ہے کہ
[illegible] واحد شاہ اسمعیل کے ہمیشہ زینت کے دینے والے تخت ہدایت کے تھے اور منور کرنے والے
[illegible] سجادہ خلافت کے اور سلسلہ ارادت اور طریقت شاہ صفی الدین کا حضرت شیخ زاہد گیلانی قدس
[illegible] کو پہونچتا ہے اور شیخ زاہد سے سید جمال کو اور سید جمال سے شیخ شہاب الدین عبیری کو
[illegible] وہان سے ساتہ واسطہ سے سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی اور وہان سے سری سقطی کو
[illegible] اور معروف کرخی اور ان امام علی موسی رضا بن موسی کاظم رضی اللہ عنہما کو واضح ہو کہ اول شاہ
[illegible] رائی اس خاندان عالی شانمین قصد جہاد سے کفار جرکس کے سلطان جنید شاہ اسمعیل نے

[illegible]

کی ہمراہی رہے مخالفت و اشتروان کے سب جاتے رہے ملک جو کسی کے ساتھ محاربات کے تلافی ہوئے
سلطان جنید جنگ مین شہید ہوئے بعد اسکے سلطان حیدر پدر والا قدر نے شاہ اسمعیل کے سنہ ۹۹۳
آئینہ سورتیانو مین قصد جہاد کا ساکنان دغستان و کفرہ جو کسی سے بالجزم کرکے علم توجہ کا طرف مقصود کے
بلند کیا والی شروان یعقوب بیگ بن حسن بیگ ترکمان کی کہ ذکر اوسکا کذرا کمک کی اور ساتھ
محاربہ شدید کے سلطان حیدر سے پیشتر انکر عین کارزار مین سلطان کو شہید کیا پس سلطان علی
مرزا اور اسمعیل مرزا اور ابراہیم مرزا ہر سہ برادران سلطان حیدر کو یعقوب بیگ کورنے باوجودیکہ خال یعنے
ماموان ہر سہ برادر کا ہوتا تھا نظر کرتے اختلال دولت و ملک کے قلعہ اصطخر کو بھجوا دیا من بعد یعقوب بیگ
جب وفات کی رستم بیگ پسر دوم نے حسین بیگ ترکمان کے ہر سہ ابنان سلطان حیدر کو قلعہ سے نکال کر
سلطان علی مرزا کو کہ وہ اکبر اولاد ارشد اولاد سلطان حیدر کا تھا اس مہم پر مقرر کیا کہ شہر بایستقر
مین یعقوب بیگ کے جاوے چنانچہ سلطان علی مرزا گیا اور بایستقر کو مغلوب و مقتول کیا بعد اسکے رستم بیگ
جرات سے سلطان علی مرزا کی متوہم ہوکر فکر مین شکست سلطان علی مرزا کی پڑا پس سلطان علی
مرزا نے رخصت دیا بحکم رستم بیگ کے جمعیت قبیل سے روانہ اردبیل کا ہوا رستم بیگ چار ہزار
سوار واسطے تعاقب کے مامور کئے قریب وصول جیوش بنحواہ محاربہ سے مانع آئے اور مہلت جنگ مین
نہ دیکھی تب سلطان علی مرزا نے تمام صفوی کردہ والون کو کہ جملہ مرید اس خاندان کے تھے جمع کیا
اور سیادت سے اپنے آگاہ فرمایا اور اسمعیل مرزا برادر خود کو ولی عہد کرکے تاج اپنا اوسکے
سر پر رکھا اور سعادتمین بلیغ کین اور کہا کہ جوانع دولت صوفیہ کان سے روشنی پایا کہ علی ہذا
جو جو کہ ارشاد آدھنی مین ہے زبان پر جاری کئے القصہ بعد تمام وصیت کے قدم رضا کا معرکہ مین

کارزار سے کرکیا اور مرتبہ شہادت کا پایا اور ملک ماوراءالنہر ابوسعید خان بن کوجم خان بعد پدر سریر آرا
اور بعد چار سال کے سنہ ۹۳۳ نو سو تیس میں موا بعد اسکے عبداللہ خان بن محمود سلطان برادر زادہ
شیبانی خان کہ شاہی بیگ خان اور شیبک خان بہ ہر دو نام شیبانی خان کے ہیں کہ عرف
عوام میں بہت مشہور تھے ورنہ اصلی نام اوسکا محمد خان ہی اور شیبانی خان اوکنیت ابوالفتح
حاصل کلام بعد ابوسعید خان کے جب سلطنت توران کی قبضہ اختیار میں عبداللہ خان کے آئی عبداللہ خان
بن محمود سلطان نے بعد جلوس تخت حکومت پر کئی مرتبہ خراسان پر آیا اور جو منعرقوم
شیعہ کا لکھا ہے کہ بہت سے قزلباش اسیر کرلائے اور علماء ماوراءالنہر سے روایت طلب
کی کہ قتل کرنا اور قید رکھنا اس قوم گمراہ کا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے جب وہ فتوی قتل و قید کا
دئے بس بے تامل و بے تماشی اسیر کرنے اور مار ڈالنے میں انکے عمر بھر مصروف رہا جزاہ اللہ
خیر الجزا یہانتک کہ سنہ ۹۴۶ نو سو چھیالیس میں اس جہان فانی سے گذرا اور جوار رحمت حق سے ملا
بعد عبدالعزیز خان بن کوجم خان نے چھ مہینے سلطنت کی اور سنہ ۹۴۷ نو سو سینتالیس میں رحلت
فرمایا بعد اسکے عبداللطیف سپائی عبدالعزیز خان کا فرمان روا سلطنت توران کا ہوا اسنے
سنہ ۹۴۹ نو سو اکاس میں مع دوسرے خوانین ملک توران کے شاہ طہماسپ بادشاہ ایران سے
مصالحہ کیا اس قسم پر کہ ماوراءالنہر منسوب خوانین توران سے رہے اور خراسان متعلق
شاہ طہماسپ سے اور سنہ ۹۵۹ نو سو ساٹھ میں مدان خان پوتا ابوالخیر خان کا سمرقند بخارا پر غلبہ
پایا اور فرمانروا ہوا بعد اسکے برتان خان وغیرہ یکدیگر سے نفاق اختلاف رکھتے اور سنہ ۹۶۳
دو سال حکومت کرکے انجام کار فرمان فرمان روا نکاہانہ سے ایک خواص اپنے قتل ہوا من بعد

نوسو ترسٹ مین حج بجا لاکے خطبہ نام سے یار محمد بن جانی سلطان کے پڑھا گیا اور ملک روم جیسا کہ
گذرا سلطان بایزید کہ وہ ۹۱۸ نوسو اٹھارا مین غصہ سے تاجوداری فرزند کے گذرا اور
پسر اسکا سلطان سلیم قایم مقام پدر ہوا چونکہ یہ وارفانی ہی ۹۲۶ نوسو چھبیس مین اوسنے بھی
رحلت کی بعد اسکے بیٹا اوسکا سلطان حلیم اوسی سال تخت پر بیٹھا؛ ہندوستان کے بادشاہون کا بیان؛
جو معاصر ہمایون بادشاہ کے تھے مملکت ہند مین چونکہ شیر شاہ بیٹا حسن سور کا قوم افاغنہ سے تسلط
پایا تھا ۹۴۷ نوسو سینتالیس مین دہلی کو متصرف ہوا اور ہمایون بادشاہ نے مدافعہ کو اوسکے دوسرے
وقت پر موقوف رکھکر واسطے ملاقات شاہ طہماسپ کے عازم ایران ہوا شیر شاہ نے میدان خالی
پاکر علم تسلط کا بلند کیا چار نفر بیٹا یکے بعد دیگرے کے انمین سے مدت تیرا سال تک فرمان فرما ہوئے
آخر الامر سکندر شاہ بادشاہ آخر ہوا تھا بعد مراجعت کرنے ہمایون شاہ اور اُترنے فوجین
شاہ ایران کین ۹۶۳ نوسو ترسٹ مین فرار کیا اور دولت افاغنہ سور کی منقرض ہوئی دکن مین
پانچ خاندان نظام شاہیہ اور عادشاہیہ اور قطبشاہیہ اور عماد الملکیہ اور بریدیہ نظام شاہیہ سے
احمد نظام الملک بحری ۱۴ بیس سال سلطنت کرکے ۹۰۴ نوسو چار مین انتقال کیا اور اسی سال بیٹا
اوسکا برہان نظام الملک نے سریر کو آراستہ فرمایا تاریخ فرشتہ مین ایسا مذکور ہی کہ برہان نظام
الملک نے عہد سلطنت مین اپنے مرغوب شاہ طاہر کی مذہب شیعہ اختیار کرکے حکم دیا کہ خطبہ روس منابر
پر خطبہ اثنا عشریہ پڑہین اور طریقہ امامیہ کو تمام ملک مین رواج دیا پس ۹۶۱ نوسو ساٹھ مین جب نظام
الملک نے رحلت کی بیٹا اوسکا حسین نظام الملک تخت پر بیٹھا اور عادشاہیہ سے یوسف عادل شاہ نے
بعد بیس سال کے سلطنت کرکے ۹۱۶ نوسو سولا مین وفات پائی چنانچہ شہنشاہ عادل نمانہ

تاریخ اوسکی ارتحال کی ہوا دسی سال اسمعیل عادلشاہ نے سریر سلطنت کو مزین کیا بس کمال خان دکنی
کو مدار المہام اسکا بنا تو م عرب و عجم کو ہر طرف کر کے منادی کی کہ اس جماعت سے کوئی قلعہ بیجاپور
مین نرہے اور پی اسمعیل عادلشاہ اور قیام سلطنت اپنے ہوا آخر کار بتدبیر سے والدہ اسمعیل کی
ایک غلام ترکی نے اوسکو مارا اور سلطنت پر اسمعیل عادلشاہ متقل ہوا اور قطب شاہیہ سے محمد قلی
قطب شاہ کو قلعہ کولکنڈہ مین پنج سنہ ۹۰۰ نو سو پچاس کے پنے اوسکے مسموم کر کے آپ تمام مقام بدر ہوا
اور سنہ ۹۵۰ نو سو ستاون مین وفات پائی اور بریدیہ سے جیسا کہ گذرا امیر برید اور عادلیہ سے ابتدا
عزم سلطنت کا فتح عادالملک نے کیا بعد اسکے بنیا اوسکا علاءالدین سنہ ۹۲۳ نو سو تیس مین قلعہ لاہور
گیا اور چند سال خانجہانی کے ساتھ کہ وہ طرف سے سلاطین بہمنہ کے قلعدار تھا جنگ کر کے بہرا اور قلعہ کو
متصرف ہوا بعدہ بیٹا اوسکا اپنے تئین دریا عادشاہ ملقب کیا اور بجاے جدہ پدر والی ملک برار کا ہوا
و ممالک بفتوحات اور تواریخ فتوحات قلعہ مانہ سنہ ۹۳۱ نو سو اکتیس مین مفتوح ہوا اور احمد آباد گجرات ملک
مالوہ سنہ ۹۴۵ نو سو پینتالیسمین اور بگالہ سنہ فلان مین بس سنہ ۹۵۰ نو سو پچاس مین جب ہمایون بادشاہ
کے ایران مین اتفاق نزول اجلال کا ہوا شاہ طہماسپ نے بعد ادا کرنے مراسم مہمانداری کے
چنانچہ بہ کیفیت اور کمیت اسکی نامہ نگار نے تواریخ مین رشید الدین خانی کے زیب رقم کی ہی سات ہزار
سوار قزلباش مع سرداری شاہزادہ حواد کے کہ دہ سن مین اوسوقت دو سال کا تھا ہمراہ رکاب
کر کے ہمایون کو وداع فرمایا ہمایون نے بعد مراجعت کے ملک ایران سے مع فوج قزلباش قلعہ قندہار کا
اور تمام قلعے اوس نواح کے بتصرف مین اپنے لائے اور متصل اسکے سنہ ۹۵۳ نو سو ترپن مین کابل اور
بدخشان اور دوسرے بلاد موروثی پر قبضہ اپنا کیا بس سنہ ۹۶۱ نو سو اکسٹھ مین بسمت ملتان و لاہور

دیگر ملک

وغیرہ ملک پنجاب پر عمل آیا کر کے سنہ ۹۶۳ [illegible] دہلی کو اپنا دار السرور دوبارہ رونق افزا سریر ہندوستان کا

ہوا واضح ہو کہ محمد ہمایون بادشاہ کو جب قرار داد کے قلعہ قندہار کا بعد فتح ملازمان شاہ طہماسپ کو سپرد

کیا تھا بعد چندے ملازمان ہمایون بادشاہ یہ متصرف ہوئے پس اوایل عہد میں محمد اکبر بادشاہ کے ایسا اتفاق

ہوا کہ بہادر خان وغیرہ نامور طلب پٹھان اسطرف کے ارادہ مسترد کر لینے قلعہ کا کئے قاعدے اور زمان کے

اس گمان سے کہ انتظام ہام ہندوستان [illegible] ہم دیگ نہ ہو پہنچیگی چونکہ سلطان سے اتحاد و یکجہتی

ہی در باب تعین فوج اور تسخیر کر لینے قلعہ کے شاہ طہماسپ سے عرض کی اس عرصہ میں خاطر جمعی

بہادر خان وغیرہ سے جو حاصل ہوئی قلعہ دار ان کو رنے عزیمت تسلیم کر نے قلعہ نر بور کی فسخ کی چونکہ اس

بات سے خاطر شاہ کی آزردہ ہوئی غضا ہو اور سلطان حسین مرزا خلف ہمرام مرزا برادر زادہ کو

دو سو سوار تسخیر قلعہ کے روانہ کیا پس بمجرد پہونچنے فوج ایران کے قلعہ ارسوہم ہو کر حقیقت عرضداشت کی عرض

کی اور اواخر ۹۶۳ سنہ میں جلوس اکبر سے قلعہ قندہار کا حسین مرزا کو تسلیم کر کے خود حضور میں

اکبر بادشاہ کے آیا اور کیفیت جوہر الماس کی بیان ایسی لکھی ہے افضل تواریخ سے کہ ہمایون بادشاہ

نے الماس یاره موزن میں ستائیس مثقال جو راجون سے ہندوستان کے پایا تھا کہ شامت اوسکی

باعث اختلال سلطنت کی ہوئی چونکہ وقت جانا ایران کو وہ الماس یاره ہمراہ تحفہ

الملاقات شاہ طہماسپ کو تحفہ گذرانا شاہ موصوف نے بعد وقوف اس گوہر بے بہا کو وقف آستانہ

رضویہ کا فرمایا پس سنہ فلان میں کہ جن روزوں عبد المومن خان فرمان فرما توران تھا جبکہ مغالبہ نے

مشہد مقدس پر استیلا پایا وہ الماس یاره اسکے ہاتھ آیا اور متصل اسکے فتنہ و فساد عظیم ملک

توران میں واقع ہوا حتی کہ عبد المومن خان اور عبد اللہ خان باپ اسکا ہر دو فوت ہوئے بعد اسکے

یا محمد مرزا کہ اولاد سے سلاطین چغتائیہ کے تہا وہ الماس پارہ مدتہا دست بدست پھرتا ہوا شاہ عباس کو پیشکش کیا شاہ موصوف نے امیر بیگ سوداگر جوہری کو دیا کہ اسکو روم میں لیجا کر بیچے اور قیمت اوسکی صدر الصدور کو سونپے کہ مستحقین کو پہونچا دے امیر بیگ نے وہ الماس پارہ پانچ ہزار تومان کو بیچا لکہا ہے کہ شامت نے اوسکی خاتمان کو اوسکے بہی خراب کیا اور صدر مسند معزولی ہو کر درجہ اعتبار سے گرا اس سلطان روم نے بعد خریدنے اور اطلاع احوال اسکے توڑ کر دریا میں ڈلوا دیا صاحب کتاب لکہتا ہے کہ اس تاریخ سے قیاصرہ روم نے پہر استشمام رایحہ فتح و ظفر کا نہ کیا اس مقدوم اوس الماس کا دودمان میں اوسکے ہنوز باقی ہے نہیں معلوم کہ جسکا ذکر میں نے رشید الدین کیا ہے یہ وہی الماس پارہ ہے یا کوئی اور ہے اور ایک جا ایسا لکہا ہوا نظر آیا ہے کہ راجہ بکرماجیت نے کہ وہ اولاد سے راجگان گوالیار کے تھا پارۂ الماس وزن میں نو مثقال تہا بابر بادشاہ کو نذر کیا تہا واللہ اعلم بالصواب اور اب میں نے مظہر الاخبار میں دیکہا ہے کہ آگرہ کے بادشاہ پاس ایک ہیرہ ہے چھ انچ طولمیں اور عرض میں چار انچ اور عمق میں تین انچ مدت عمر گرامی اور سلطنت سراسر عظمت مدت عمر انچاس سال چار مہینے گیارہ دن اور بموجب رشید الدین خانی مدت سلطنت بچیس سالی دو ماہ پانچ روز ازانجملہ تیرہ سال کہ قبل عزیمت ایران کے اور دس سال کہ بعد مراجعت ایران کے اور تقریباً دو سال توقف کے ملک ایران میں اسباب انتقال اور تاریخ و مکان رحلت و مرقد و لقب بعد وفات اسبا انتقال اوترتے ہوے بام سے کتابخانہ کے پاون چوپہسلا جو نکلی حتی کہ زینہ آخرین تک کسی جا اتفاق قرار کا نہ پکڑا اسی عارضہ سے ہمایون بادشاہ دو چہار روز صاحب فراش رہا پس بمقتضاے کُلُّ اَجَلٍ کِتَابٌ ستارہ زندگی کا اوج حیات سے طرف

حضیض ممات کے میل کیا تاریخ وفات آخر روز شنبہ بقولے پنجمین بقولے پندرہوین ربیع الاول کی سنہ ۹۶۳
نوسو ترسٹ کما قیل ع ہمایون بادشاہ از بام افتاد :: اور مکان رحلت بلدۂ دہلی یعنے شاہجہانآباد مرقد
بھی شاہجہانآباد مین ہی لقب بعد وفات جنت آشیانی تاریخ اکبر مین لکھا ہی کہ ہواخواہان دولت نے
اس واقعۂ ہایلہ کو تا پہونچنے خبر جانشین کو مسند خلافت کے اوپر جمع ہونے امرا کے جو کہ اطراف
ممالک مین تھے ستر ا روز پوشیدہ رکھا ۞ اکبر بادشاہ کا بیان ۞ اسم گرامی کنیت لقب
القاب سامی والدین ماجدین اسم جلال الدین کنیت ابوالفتح لقب ایام طفولیت فرخندہ اختر اور لقب
عہد سلطنت محمد اکبر بادشاہ ابنیت بن ہمایون بادشاہ والدۂ ماجدہ حمیدہ بانو بیگم مخاطب بمریم مکانی
تاریخ اور مکان ولادت باسعادت اور جلوس اقبال مانوس تاریخ ولادت شب یکشنبہ پنجم رجب
سنہ ۹۴۹ نوسو اونچاس نعم ماقیل ؎ بادشاہے کہ زشاہان جہان :: اکبرش نام و جلالش لقب است ::
شب و روز دمہ و سال میلاد :: شب یکشنبہ و پنج رجب است :: مکان ولادت امرکوٹ مضافات
تتہہ سے تاریخ و مکان جلوس روز جمعہ دوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹ کما قیل کا منجش مکان
جلوس قصبہ تعلقہ کلانور صوبہ لاہور سے وقت جلوس عمر گرامی تیرا سال اٹھہ ماہ ستائیس
روز قمری وکلاے ذوی الاحترام دوررای عظام کا بیان اول بیرام خان خانخانان اور بعد
گزشتہ ہونے خان مذکور کے بہادر خان اور اتکہ خان عرف شمس الدین محمد خان اور منعم خان
مخاطب بخطاب خانخانان اور خواجہ جہان اور مرزا عبد الرحیم خان خانخانان کہ اول خطاب
مرزا خان تہا خلف بیرام خان اور خان اعظم کوکا اور خواجہ عبد المجید مخاطب بآصف خان
اور مظفر علی مخاطب بمظفر خان کہ وہ نوکروں سے بیرام خان کے تہا اور محمد مقیم پرد کبان

حرم محترم کابیان ۔ مریم الدورانی خدیجۃ الزمانی اور رقیہ سلطان بیگم صبیہ ہندال مرزا
خلف بابر بادشاہ اور بعد کشتہ ہونے بیرام خان خانخانان کے سلیمہ سلطان بیگم کہ وہ خواہر
زادی ہمایون بادشاہ کی تھی اور صبیہ مرزا نوردین محمد کی ہوتی تھی کہ وہ خواجہ زادون سے
تقشبندی کے تھا اور مان سلیمہ سلطان بیگم کی گلرخ بیگم صبیہ بابر بادشاہ کی تھی کہ حین حیات بابر بادشاہ نے
بیگم مذکور کو بیرم خان سے نامزد کیا تھا یہانتک کہ عہد میں اکبر بادشاہ کے بیچ قصبہ جالندر کے
سنہ ۹۶۵ نوسو پینسٹھ میں شادی عقد کی آئین سلاطین سرانجام پائی تھی لاکن تعمیل نہوئی
تھی کہ شہباز خان کنبو کی جلوہ ظلمہ کا دکھلائی بعد اس واقعہ ناہلہ کے اکبر بادشاہ نے بیگم مذکور کو
عقد ازدواج میں اپنے لایا اقبال نامہ میں ہے کہ بیگم مذکور موزون طبیعت تھی اور سایہ تمام خوبیون کے
سرمایہ عصمت سے زیب آرستگی رکھتی تھی مخفی تخلص رہیت اوسکی ہے کاکلت ۔ من مستی رشتہ
جان گفتہ ام ۔ مست بودم زان سبب حرف پریشان گفتہ ام اولاد امجاد کا بیان
تین پسر محمد مراد اور محمد سلیم بادشاہ جہانگیر اور دانیال اور دو دختر شکر النسا بیگم اور آرام بانو بیگم
محمد مراد نے سنہ ۱۰۰۷ ایکہزار سات میں برسرہم دکن میں قضائے ربانی اور عارضہ جسمانی سے رحلت کی اور محمد
سلیم مخاطب بہ جہانگیر بادشاہ سنہ ۱۰۱۴ ایکہزار چودہ میں زینت بخش سریر خلافت ہوا اور دانیال نے
بیچ سنہ ۱۰۱۲ ایکہزار بارہ کے اکسیری مہم میں افراط سے تجرع خمر کے دولت حیات کی خالی کا ئنات کر
سونپا اور شکر النسا بیگم اور آرام بانو بیگم یہ دونو بہی بعد انقضائے ایام حیات کے اجل موعود پر رحلت
ممات کا چکھین ۔ ذ ایران و توران اور روم کے پادشاہ ہو نکا بیان ۔ ہو معاصر اکبر بادشاہ کے ہیں مملکت
ایران میں جب اکبر گذر اشاہ طہماسپ کہ سنہ ۹۳۰ نوسو تیس میں بعد رحلت پدر کے جلوس فرمایا اور بعد اطلاس

حوالی پر زور آیا اور جلم بابکے چنچی خان والی توران اور جانی بیگ خان اور عبد اللہ خان حوالیں توران کے
کارزار کرکے فتح وفیروزی پائی اور متصل اسکے سلطان سلیمان خوندکار روم کہ دوو اسطے تاخت
تاراج ایران کے آیا تہا اوسکو بھی منہزم ومقہور کیا اور سرکشان بغداد اور خوزستان کو خوب تنبیہ کی
اور خان احمد گیلانی کو قلعہ مین محبوس فرمایا من بعد گرجستان اور شروان اور گیلان اور تبریز مشہد اور
ولایت قندہار اور زمین داور اور کرمسیر اور فلیس تمامی بلاد تصرف مین اولیائے دولت اسکے آئے
پس سنہ ۹۸۴ نو سو چوراسی مین خزان رضوان کا ہوا بعد اوسکے پسر دوم شاہ طہماسپ مغفور کا اسمعیل مرزا
اوسی سال بیالیس برسکی عمر مین جلوس فرمایا چونکہ یہ سفاک اور خونریز مین بے باک تہا ایکسال چند ماہ
سلطنت کو گذرے تہے کہ سنہ ۹۸۵ نو سو پچاسی مین اول بہن اوسکی پری خانم بنت شاہ طہماسپ صفوی نے
بعض امرا کو اپنا کیا پس ۲۳ تیسوین شبکو ماہ رمضان کی لوندیان پری خانم کین مرزا اسمعیل سے اتفاق کرکے
ترکیب ہین فلونیا کی کہ یہ ہر روز معتاد مرزا اسمعیل کا تہا حاکم خانم مذکور کے مرزا اسمعیل کو زہر دیا
پس ۲۳ تیسوین تاریخ جب روز روشن ہوا مرزا مذکور انتقال کیا اور صاحب کتاب فخوا سے تاریخ عالم آرا
کے اپنا لکہتا ہی کہ اسمعیل مرزا سلاطین صفویہ سے سنت جماعت تہا چونکہ اوسنے شیعہ طریقہ کو علماے
اسکے بحث کرکے اوہتا دیا تہا اور منادی کی تہی کہ بعد الیوم جو کوئی رفض کریگا علما سنت جماعت کے
بے تحاشی اوسکو قتل کرینگے چنانچہ اہل تشیع اوسکو ذکر خیر سے یاد نہین کرتے ہین بلکہ برا کہتے ہین
سبب اوسکے قتل کرنے اور زہر دینے کا یہی یعنے اختیار کرنا مذہب اہل سنت وجماعت کا اور منع
کرنا بدعت کا رحمۃ اللہ علیہ اور بعد اسمعیل مرزا کے پسر نخستین شاہ طہماسپ کا کہ وہ بڑا بہائی اسمعیل
مرزا کا موسوم بشاہ سلطان محمد ابنده تا بعد علیت برادر اسمعیل مرزا کے سریر سلطنت کو مزین کیا

اور ہمشیرہ کو اپنی جسنے اسمعیل مرزا کو زہر دیا تھا کہ خون ناحق گلوگیر اُس بدنہاد کا تھا بدظن ہو کر قتل کیا
پس شاہ سلطان محمد خدابندہ نے قریب بارہ برس کے سلطنت کی بعد اسکے علت سے عدم بصارت کے
خلف عالی مقدار اوسکا شاہ عباس ماضی واسطے مصلحت مملکت اور صلاح دولت کے حین حیات پدر
بزرگوار اپنے علم فرمانروائی کا بلند کیا اور پدر والاقدر نے بھی امر سلطنت کا خلف الصدق کو ساتھ
خوشی کے مفوض فرمایا اور تاج موروثی اوسکے سر پر رکھا پس دسوین سال جلوس سریر نیکو سیر کے
شاہ سلطان محمد خدابندہ نے رخت ہستی کا جہان فانی سے طی کیا اور ملک توران مین
پیر محمد خان اور چونکہ اُن روزون عبداللہ خان پسر سکندر خان نے استیلا پایا تھا اپنے تئین سلطنت سے
برخاستہ کر کے بخارا کو متصرف ہوا پیر محمد خان نے سلطنت بلخ پر قناعت کر کے بعد چند سے حج ۹۷۴ نو سو
چوہتر کے منزل اپنی دار البقا مین کی اور جوانمرد خان بن کوہم خان نے سمرقند پر استیلا پایا
پس ابوالخیر نام پسر اوسکا پدر سے مخالفت کر کے عبداللہ خان بن سکندر خان کو سمرقند پر لایا بعد
وصول عبداللہ خان نے جوانمرد خان کو مقید کر کے قتل کیا اور ابوالخیر کو بھی روانہ ملک عدم
فرمایا پس سکندر خان پسر جانی بیگخان جو باپ عبداللہ خان کا تھا ۹۸۳ نو سو تراسی مین مسند پر
جانی بیگخان کی متمکن ہوا اور ۹۹۰ نو سو نوے مین طومار زندگی کا لپیٹا بعد اوسکے جسنے عبداللہ خان ابن
سکندر خان سلطنت پر مستقل ہوا وہ معاملہ کہ خوانین توران نے شاہ ایران شاہ طہماسپ سے کیا تھا
نقض عہد کر کے خراسان پر غالب آیا اور ۹۹۴ نو سو نوے و چہار مین ہرات کو مسخر کیا واضح ہو کہ بعد
تسخیر ہرات کے عبدالمومن خان نے حضرتین اپنے پدر کی التماس کیا کہ بعد اسکے جو مملکت کہ سعی
سے میری مفتوح ہو تعلق میرے سے رکھے پدر نے قبول کیا پس عبدالمومن خان نے لشکر

مشہد

مشہد مقدس پر گئے جبکہ ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے مین بعد مجاہدہ و جدال و قتال کے مشہد مقدس کو لے لیا اور
۱۰۰۲ھ ایک ہزار دو مین نیشاپور اور سبزوار کو متصرف ہوا ان فتوحات سے نخوت اور غرور زیادہ ہو گیا
مقام عصیان مین آیا چاہا کہ اسکو بھی قید کرے وہ خبردار ہو کر درپے حفاظت اپنی اور مدافعت اسکے
کوشش کی کچھ فایدہ نہوا حتی کہ اطوار ناہنجار سے فرزند ناخلف کے ملک سمرقند مین جا کر ۱۰۰۶ھ
ایک ہزار چھے مین سررشتہ نظام سفر عدم کا کیا مورخون نے تاریخ اسی واقعہ کی قیامت قایم شد کہی ہے اور
ولایت روم مین سلطان سلیمان کہ اسنے ۹۶۹ھ نو سو اونہتر مین شاہ طہماسپ سے صلح کی تھی چنانچہ الصلح خیر
تاریخ اسکی ہے جب ۹۷۴ھ نو سو چوہتر مین معزالیہ نے وفات کی بعد اس واقعہ کے فرزند سلطان متوفی کا سلطان
سلیم ثانی نے جلوس کیا پس سلطان مراد ثالث بن سلطان سلیم ثانی قایم مقام پدر ہوا بعد سلطان
محمد ثالث بن سلطان مراد ثالث نے زمام سلطنت کی اپنے اختیار مین کی اور ۱۰۱۲ھ ایک ہزار بارہ مین
ہوا پس سلطان احمد آدھی سال تخت پر بیٹھا واضح ہو کہ مصالح مذکور حیات تک سلطان سلیمان کے
برقرار رہا پھر سلطان سلیم اور سلطان مراد نے بھی تا آخر عہد شاہ طہماسپ کے بدستور جدود اپنے عمل رہا
مگر بعد رحلت شاہ طہماسپ کے نقض عہد کیا ؛ بادشاہان ہند و دکن کا بیان ؛ جو معاصر اکبر شاہ کے تھے
واضح ہو کہ عہد مین اکبر بادشاہ کے تمام ممالک ہندوستان کا متصرف ہین اولیائے دولت قاہرہ کے تھا
ہند مین کوئی بادشاہ معاصر نتھا مگر نواح دکن مین نظام شاہیہ ہے جیسا کہ مذکور ہوا حسین نظام الملک
اور بعد رحلت اوسکے ۹۶۳ھ نو سو تہتر مین مرتضی نظام الملک ہوا اور ملک عماد الملک کا اپنے تصرف
مین کیا پس ۹۹۰ھ نو سو ہچانوے مین پسر اوسکا حسین نام قلعہ دولت آباد مین متصید تھا کہ بک و
استعانت سے بعض ارکان دولت کے قید سے نکلکر بے جنگ و جدال قلعہ احمد نگر پر قابض متصرف ہوا

اور یا کچوا من خلف سے ضرب سے لاتون اور یوک خنجر وغیرہ کے خوب زخم کیا اور جب وہ ان شدائد سے
نیم جان ہوگیا حمام گرم مین ڈالکر بند کردیا ہنوز ایکساں کا عرصہ نگذرا تہا کہ شامت سے اسکی آپ ہی
پیما عدم کا ہوا اور سنہ ۹۹۶ نو سو چہیانوے مین اسمعیل نظام الملک خلف برہان نظام الملک مساعی جمیلہ سے
جمال خان دکنی کی جلوس کیا جمال خان چونکہ مہدوی مذہب تھا ظاہر مین بہی کو چہپاتا تہا اسمعیل نظام الملک
کو بہی اپنے مذہب مین لایا اور حکم کیا کہ قوم عرب سے اور عرب زادہ سے کوئی احمد نگر مین نرہے اور ایسا
حکم دیکر بعد تین دن کے جسکو پاوین مار ڈالین اور مال وعیال اسکا تصرف مین لاوین چنانچہ
محمد قاسم مولف تاریخ فرشتہ جلد مردمان اخراجی سے تہا کہ تین سو دو آدمیون سے نخلکر بیجاپور
چلا گیا اور برہان نظام الملک پدر اسمعیل نظام الملک کہ وہ قبل اسکے ضد متین محمد اکبر بادشاہ کی
جاکر منصب پیدا کیا تھا بعد وصول اس خبر کے اکبر بادشاہ نے اوسکو حضت فرمایا کہ دکن کو جاکر جمال خان کو
تنبیہ کرے اور بندوبست سلطنت کا بجالاوے بموجب اس حکم کے چنانچہ برہان نظام الملک دکن مین آیا
اور چونکہ پدر اسکا اسمعیل نظام الملک مذہب مہدویہ کا اختیار کیا تہا اوسکو حکم قتل کا فرمایا اور جب
اور جبور کہ جمال خان سے قوم عرب و عجم بر ہوا تہا بلفعل اکثر صاحب تدان برہان نظام الملک نے
غلامان حبشی اور دکنی یا اہل مذہب مہدویہ پر دو چند اوسکا عمل کیا اور بعد کامرانی کے سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار
تین مین رحلت ہستی کا پیٹا بعد اوسکے بیٹا اوسکا سلطان بابا پر شاہ علی نظام الملک جو قلعہ احمد نگر
مین تہا مگر جب ملازمان دولت اکبر بادشاہی سنہ ایک ہزار دس مین قلعہ مذکور پر متصرف ہوئے
شاہ علی مذکور کہ دسویں بادشاہ اور آخرین حلقہ سلسلہ نظام شاہیہ کا تہا اسیر و مقید ہوا اور عادل شاہیہ
آیندہ مذکور ہوگا اور قطب شاہیہ سے ابراہیم قطب شاہ بابا بن جمشید قطب شاہ کا قایم مقام برادر ہوا

اور پسر کلان کو اپنے توہم سے داعیہ سلطنت کے قلعہ گولکندہ مین اول محبوس پھر مسموم کیا باقی
آیندہ قلمی ہوگا اور عماد شاہیہ سے جیسا کہ گذرا دریا عماد شاہ سنہ ۹۶۷ نو سو سین سنہ مین ہستی کا
اوتھا بعدہ پسر اوسکا برہان عماد شاہ کہ وہ ہنوز طفل تہا نقال خان نام ایک غلامون سے کہ صاحب
مدار سلطنت کا تہا چندے اوسکو تخت پر بٹہلاکر حکمرانی کی آخر کار برہان شاہ کو مع دونو کر
اوسکے قلعہ سرنالہ مین محبوس کرکے آپ جہنڈا سلطنت کا بلند کیا اور فرمایا کہ خطبہ نام سے
اپنے پڑہین حتی کہ مرتضی نظام شاہ شہرت سے خلاص کرنے برہان عماد شاہ کے شکرکش ہوا
اور نقال خان کو مع پسر اوسکے دستبکر کرکے ایک قلعون سے تعلقات اپنے بجوا دیا کہ وہان سے
دار الملک عدم کو پہونچا دین پس سلسلہ عماد الملک کا منقرض ہوا اور ملک عماد الملک کا تصرف مین
نظام شاہیہ کے آیا اوز برید شاہیہ سے بیان انکا آگے اوگا ؛ ممالک مفتوحہ اور تواریخ فتوحات +
واضح ہو کہ سنہ ۸۸۴ مین جلوس والا کے قلعہ سرپٹہ کا ساہتہ تمامی ولایت کے اور سنہ ۸۸۵ مین
ولایت کہیرا کہ درمیان دریاے سند و بہت کے ہی اور بیجاگڑہ اور سنہ ۹۰۹ نو مین ولایت کندانہ
اوجوراگڑہ اور سنہ ۹۱۸ اٹہارہ مین گجرات اور سنہ ۹۱۹ انیس مین قلعہ بہنہ اور ملک بگالہ اور سنہ ۹۳۱ اکتیس مین
سردہی والوگڑہ اور سنہ ۹۳۸ اٹہاتیس مین سنبل و بہتہ اور ملک سندہ و مالوہ اور سنہ ۹۳۹ انتیس مین
قلعہ ہردیج اور سنہ ۹۳۱ مین کشمیر اور سنہ ۹۳۷ سین تیس مین اوڈیسہ اور جونہ گڑہ اور سومنات
یہ تمامی علی الترتیب والموالی بموجب ایام ولیالی تصرف مین امالیان دولت اکبر شاہی کے آئی
اور اسی سنہ مین دولت سورٹہہ پر تسلط اولیاے دولت کا ہوا اور سنہ ۹۴۰ چالیسمین قلعہ قندہار کا
مطلع حسین مرزا نے کہ سبب اوسکے ذیل مین مذکور ہوگا ؛ بان اکبری کو سونپا اور سنہ ۹۴۱ اکتالیسمین

ملک برار کا متعلقہ دکن اور سنہ ۴۲ بیالیس مین قلعہ مانداور پورنا وغیرہ متعلقہ برار اور سنہ ۴۵ پینتالیسمین
بلدہ برہانپور اور قلعہ اسیر اور قلعہ احمد نگر اور مالی گڑہ اور سنہ ۴۶ چھیالیسمین قلعہ ترمک اور قلعہ کالنجر
اور سنہ ۴۷ سینتالیسمین قلعہ جھوداد قلعہ گوالیر متعلقہ صوبہ پنجاب اور سنہ ۵۰ پچاسمین قلعہ اٹک اور وجہ
متعلق ہوئے قندہار کی حلقہ ہندوستان سے اور سبب آنے مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا کا
ہندوستان مین اور سپرد کرنا قلعہ قندہار کا اکبر بادشاہ کو جس پر کہ اربابِ تواریخ سلف نے رقم
حکومت
مجملا بموجب بیدبخانی کے نوکر پنرخانہ نامہ نگار کے ہوتا ہی واضح ہو کہ جب شاہ طہماسپ نے عہد مین اپنے امالیٰ اور
قندہار کی سلطان حسین مرزا کے اخلف بہرام مرزا برادر زادہ کو اپنے مفوض کیا تھا بعد رحلت مرزا مذکور کے
فیمابین مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا برادر و اخلاف مرزا مرحوم کے نفاق آیا اور خلاف برادر اول جلو سمین
شاہ عباس ماضی کے بعضی مغویون نے ہر دو مرزا ودن کو ترغیب دی کہ ہرات جو تختگاہ قدیم خراسان تھا جا کر
جلوس کرنا اور وہان سے متوجہ عراق کے ہونا اگرچہ یہ سخن غرض گویونکا سبب خاطر مرزا ودنکا تھا
لیکنا ہی کہ شیاطین نے یہ سخن بطور مذکور انکے سمع مین شاہ عباس ماضی کے پہونچایا اور وہ
اسی بات سے متصور ہوا اس اثنا مین ازبک اور دوسرے افاغنہ کہ معاندان قدیم تھے جب وہ سنے
فیمابین مرزا ودن کے خلاف پڑا ہی وقت کو غنیمت جانکر ہر کوئی ہر طرف سے حرکت مین آیا اس واسطے
صدر مادی حسا کتاب بیدخانی کا کہ جسکا یہ ترجمہ ہی وہ جو اپنی قرابت کا خاندان صفویہ سے
اور خاندان کو رکانیہ سے اپنی نسا مین جا بجا لکھتا ہی واسطے نہ گم ہونے نام و نشان انکا یہان بھی لکھا ہی
اور اپنی قرابت کا اظہار کیا ہی نامہ نگار نے بھی ایما کیا یعنی مرزا رستم بیگ خلف سلطان حسین مرزا کے
مذکور ابن بہرام مرزا کہ وہ برادر حقیقی شاہ طہماسپ کا تھا سنہ ۳۹ اڑتیس صوبہ کابری مطابق سنہ ایکہزار

ایک مین ساتھ چھوٹے بھائی اور چار فرزند اپنے مع ایکہزار چار سو جوانان قزلباش کے وطن کو جلال آباد
اکبر بادشاہ کے پہونچا اور سو گھوڑے عراقی اور بہت سا جواہر اور اکثر تحفہ اور نوادرات بطریق
رہ آورد کے گذرانے اکبر بادشاہ نے بعد تعظیم و تکریم کے پانچ ہزاری منصب پانچ ہزار سوار
دو اسپہ سہ اسپہ کہ یہ اقصیٰ مراتب عنایت کا تھا اور اس زمانہ مین کوئی اس منصب سے زیادہ سرفراز
نہوتا تھا معزز فرمایا حاصل یہ ہے کہ مرزا مذکور مع برادر و ہمراہی قریب بیس ہزاری منصب کے کامیاب ہوا
و حکومت صوبہ ملتان اور بلوچستان کی مرزا مذکور کو ملی بعد اسکے سنہ ۱۰۱۳ ایکہزار تین مین مظفر حسین مرزا
کلان اور رستم مرزا شاہ بیگ خان کو کہ حسب الحکم عامر آمد مذکور کے اکبر بادشاہ روانہ کیا تھا اور قلعہ ملک
حوالی خان مذکور کے کر کے مع اپنے فرزندون دو ہزار سوار قزلباش سے انجمن اقبال حضور مین اکبر
بادشاہ کے آیا اور بدستور برادر مذکور الصدر کے اسپان عراقی اور جواہر ثمینہ اور اجناس نفیسہ گذرانے
پس اکبر بادشاہ نے بھی بعد لوازم احترام کے بدستور رسم مرزا کے منصب جاگیر واسطے اوسکے مقرر فرمایا
مدت عمر گرامی و سلطنت سراسر عظمت ۞ مدت عمر جوشٹ سال گیارہ مہینے سات دن قمری مدت
سلطنت اکاون سال دو ماہ دو روز ۞ اسباب انتقال اس جہان فانی سے اور تاریخ و مکان رحلت
و مرقد سورہ و لقب بعد وفات ۞ اسباب انتقال جب عارضہ نے ذات مقدس
مین راہ پائی مزاج کو مرکز اعتدال سے پہرا رفتہ رفتہ اسہال ہوا اطبا علاج سے
عاجز آئے اکبر شاہ نے رحلت کی تاریخ وفات شب چہارشنبہ بارہوین جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴
ایکہزار چودہ کما قیل ع الف کشند ملایک رفوت اکبر شاہ ۞ مکان رحلت اکبرآباد جاے مرقد سکندر
آباد لقب بعد وفات عرش آشیانی جہانگیر بادشاہ کا بیان ۞ اسم گرامی و کنیت اور لقب

اور سامی سامی والدین ماجدین نام نور الدین محمد عرف شہزادہ سلیم لقب بعد سلطنت جہانگیر بادشاہ
بن اکبر بادشاہ اور ابو المظفر اسم والدہ ماجدہ مریم مکانی تاریخ و مکان ولادت تمامی سعادت اور
جلوس اقبال مانوس تاریخ و مکان ولادت روز چہارشنبہ ہفتم یا ہفدہم ربیع الاول ۹۷۷ نوسو ستتر احسن
باقبال ع و شہوار لجہ اکبر ایضاً گوہر درج اکبر شاہ ۔ تاریخ و مکان جلوس بخشش سنہ بیسوین جلوسی ثانی ۱۰۱۴ سنہ
ایکہزار چودہ نعم باقبال ع زنور محمد جہان شد منور ۔ وقت جلوس عرش سریر سنتیس سال تین ماہ تین روز
مکان جلوس بلدہ اکبرآباد و کلای ذوی الاحترام اور وزرائے عظام پہلے سن میں جلوس والا کشرف خان بسر
عہدہ الصدر شیرین قلم پر منصب وکالت کا قرار پایا اور خطاب امیر الامرا عنایت ہوا اور مرزا غیاث بیک مخاطب
باعتماد الدولہ شرکت سے وزیر الملک کے ساتھ وزارت کے مامور اور سنہ دوجلوسین امر جلیل القدر وزارت اور
وکالت کا جعفر بیگ قزوینی المخاطب باصف خان سے متعلق ہوا اور حسب التماس خان مذکور کے حکم
ہوا کہ خواجہ حسن ترینی دخیل مہمات وزارت رہے اور سنہ چارمین روانگی آصف خان کی ساتھ
اتالیقی بادشاہ زادہ پرویز کے دکن کو مقرر ہوئی پھر وزارت اعتماد الدولہ کو مفوض ہوئی اور سنہ ۱۶
سولامین انتقال سے اعتماد الدولہ کے خواجہ مذکور پھر تقرر پائی اور سنہ ۱۰۲۱ دس سی اکیسین ضمیمہ نظامت
صوبہ لاہور کا وکالت اور مدار جمیع مہمات کا متعلق آصف خان خلف اعتماد الدولہ سے ہوا اور
وزارت بدستور خواجہ مذکور پر بحال واضح ہو کہ مرزا غیاث بیک خلف خواجہ محمد شریف کہ وے بس
باشراف و اعیان سے طراز کے تھے سابق سے ذی منصب بہت تک وزیر حاکم خراسان کے تھے بعد اسکے
خاص وزارت شاہی بھی وہاں پائی تھی پدر کیان جرم محترم کا بیان ہے محل سنہ ۹۹۲ نوسو بیانوین
صبیہ اجہ بگوانداس کی اور سنہ ۹۹۴ مین صبیہ او دیسنکہ پسر مالدیو کی اور سنہ ۹۹۶ نوسو

ستیانو مین حبیبہ خواجہ حسن ولد زین خان اور ۱۰۱۶ سنہ ایکہزار سولا مین صالحہ بانو مخاطب بادشاہ محل
بنت قاسم خان عرب اور اسی سال بیٹی جگت سنگھ ولد مالسنگھ کی اور سنہ ۱۰۱۹ ایکہزار انیس مین اوس
تقریب سے کہ اقبال نامہ مین مذکور ہی نورجہان بادشاہ بیگم صفیہ اعتماد الدولہ صاحب کتاب اقبال نامہ سے
یون زیب رقم کرتا ہے کہ آنا فانا مدارج عزت و اقبال و معارج جاہ و جلال بیگم کے ترقی اور بلندی پر
ہے اول نور محل خطاب ہوا پھر نورجہان بادشاہ بیگم ہوئین تمام خویش و اقربا اور منتسب بیگم انواع مراحم
و نوازش سے اختصاص پائے ہے یہانتک ملازمان اور غلامان اور خواجہ سرایان اعتماد الدولہ کے
ہر کوئی منصب خانی اور خطاب سے سرفراز ہتا اور دایہ دل آرام نام کہ اسنے دودھ پلایا تہا صدارت
عورتان کی طرف اوسکے رجوع ہوی مدد معاش سے پہون پردہ نشینون کو کہ مرحمت ہوتی تہی صدر
الصدور سے اوسکی معتبر رکہتے تھے غرض سوائے خطبہ کے تمام لوازمات بالقوہ سلطنت کے
سب بیگم سے فعل مین آئے ہے لکہا ہی کہ بیگم بہت عالی ہمت تہین جو کوئی پناہ درگاہ مین اوسکے
لیجاتا تہا کامیاب مطلب ہوتا تہا اور سب ظلم و ستم سے محفوظ رہتا تھا جہانگیر کوئی بیگم لڑکی
ہوتی قصد نواب سے جہیز لطف فرماتے تہی عہد دولت مین اپنے صاحب کتاب لکہتا ہی پانسو
پچہتر ہزار ناکتخدا لڑکیون کی شادی کردادی تہی اور بیگم موصوف صاحب طبیعت و ذی تصرف
تہی چنانچہ اقسمہ مین بارہا ثابت دودہی اور یہ تولیہ کہ یہ قسم سے بارہ جگہ ہین یہ بیان انکا رواج
نہ ان لفظون کو ہمارے کانون نے سنا فرمائش اوسکی ہی اور پیشوا زکہ یہ تعارف ملبوس عورتونکا
ہی مخترع اوسکا ہی اور فرش چاندنی اور سقف خانہ یہ بہی اختراعات سے اوسکے ہی کہ بس مقبول صاحب
طبعون کا ہی اور یہ بہی راقم نے سنا ہی کہ سابق مین لوگ فقط تمباکو پیا کرتے تہے ایک وقت

بیگم نے قلیان کا حکم کیا ہاتھ خواصی کے قند آلود تھے اوسیطرح تیار کر کے لا رکھا بیگم نے ایکدو دم کھینچکر کہا کہ آج اسکا ذائقہ اچھا پایا جاتا ہی کنیز سے دریافت کیا جب معلوم ہوا فرمایا کہ تھوڑا قند اور تھوڑا تمباکو ملاکر تیار کرنے سے اسکا رواج ہوا اور یہ چونا بھی بجاے بیگم کی ہی اور ایسا بھی گوشہ زنانہ نکلا کہ قبل سکے پان کو سب لوگ بغیر چونہ کے استعمال کرتے تھے ایک روز بیگم بالاے بام کھڑی ہوئی تھی اوگال پان کا جو پیک زیادہ جا رنگین سرخ ہوگئی نگ جو کی کہا یہ کیا ہی پھر کنیزون خدمتگذارون کو چونہ ملا کر پان کھلائے منہ سبکا رنگین ہوگیا اسکا بھی رواج ہوا

ذکر طبیعت بیگم کے ہی اور صاحب سخن ۔ اولاد امجاد کا بیان ۔ شاہزادہ پانچ پسر جسمیں دو پسر اور پروین اور مخدرہ مخاطب بہ شاہ جہاں اور جہاندار اور شہریار دو دختر سلطان النسا بیگم اور بھار بانو بیگم خسرو کہ جہانگیر بادشاہ نے اوسکو شاہ جہاں کے حوالہ کیا تھا سنہ ۱۰۱۶ سولا جہانگیر میں ملازمون نے شاہ جہاں کے خفا کر کے دار الملک عدم کو روانہ کیا نعش اوس مرحوم کی ساتھ کمال تعظیم و تکریم کے میان شہر برہانپور سے نکالکر دفن کیے افسوس وردوائی واقعہ کا سنہ ۱۰۳۵ ایکہزار پینتیس میں ہوا ہے لیکن ذہن من راقم کے یہ نہیں آتا کہ بڑے کو چھوٹے کے حوالے کسطرح پر کیا اور ہر دو نہ عارضہ حسبانی کے راہی دار البقا کا ہوا علی ہذا جہاندار نے بھی اس جہان فانی سے رحلت کی اور احوال شہریار کے ایسا لکھا ہی کہ بعد وفات جہانگیر بادشاہ کے آصف جاہ اور باقی ارکان دولت بادشاہی نے داور بخش پسر خسرو کو وقت مصلحت کے بادشاہی پر برخاستہ کر کے موضع جبلپور سے کہ وہ مکان انتقال جہانگیر بادشاہ کا تھا عازم لاہور ہوے اور شہریار کہ لاہور میں تھا بعد محاربہ کے دن سے مغلوب و متحصن اور گرفتار ہو کر ملحوق ہوا اور یہیں چند روز میں

فرمان سے شاہجہان بادشاہ کے سنہ ۱۰۳۷ ایکہزار سی تیس مان شہریار کو مع داور بخش اور کرن سب کے
کہ یہ ہر دو پسر خسرو کے تھے اور ہوشنگ اور طہمورث کو کہ یہ ہر دو ولد دانیال بن اکبر بادشاہ کے تھے
طرف ملک عدم کے روانہ کئے محمد خرم مخاطب بشاہجہان زینت افزاے اورنگ جہانبانی ہوا ٭ ایران
اور توران اور روم کے بادشاہو نکا بیان ٭ جو معاصر جہانگیر بادشاہ کے تھے ملک ایران مین ابو المظفر
شاہ عباس ماضی کہ زمانہ ولادت اسکا سنہ ۹۸۸ نو سی آٹھ ہی سنہ ۹۹۶ نو سی چھیانوے مین بسترضاے
والد شاہ سلطان محمد خدابندہ ابن شاہ طہماسپ کے زینت افزاے سریر خلافت ہو کر سنہ ۱۰۰۷ ایکہزار سات
مین قلعہ ہناوند اور بلدہ تبریز اور سنہ ۱۰۱۹ انیس مین قلعہ کنجہ اور تفلیس اور ربات الابواب اور شماخی
فتح کیا اور اموال مکتسبی کو اپنے وقف حضرات چہاردہ معصوم رضی اللہ عنہ فرمایا اور بغداد اور
حلہ اور نجف اشرف اور کربلاے معلی کو جو عہد مین شاہ اسمعیل کے تصرف مین صفویہ کے آئے تھے اور بعد
رحلت شاہ اسمعیل کے سلطان روم نے استرداد کیا تھا پھر سنہ ۱۰۳۲ جلوس مین اپنے عہدہ تصرف مین لائے اور ملک
توران کے شیبانیہ ایکہزار سات مین عبد المومن خان سریر قدمہ مین تخت پر خالی کے بیٹھا اور اعمام و اخیار
سے ہر ایک کو بقول الاقارب کالعقارب کہ منظور نظر کا تھا پا دون سے کرا دیا اور خوب دھوان مغز سے
دور مان اپنے نکالا اور بالکل منع قطع رحم کا خیال نکیا اسکے جب خان مشار الیہ بخارا سے روانہ
ہوے بیچ راہ بعضے معتمدون نے کہ وہ نامبردہ سے رنجش زدہ خاطر تھے ایکدن آرزم تیر سے ہلاک کر ڈالا تاریخ
قتل خان مقتول کی ایک شخص نے بطریق تعمیہ کے بدبخت سر بریدہ پائی ہی سنہ ۱۰۰۶ یہ بایا جاتا ہی کہ یہ واقعہ سنہ ۱۰۰۶
ایکہزار چھے مین گذرا ہو اور کشتہ ہونے عبد المومن کے پیر محمد خان کہ اہل قرابت سے خان مذکور کے تھا بخارا مین
وہان کے لوگون نے مسند خانی پر بٹھلایا اور بعضے آدمی اور امراء دولت نے دو برس کے شیر خوار

بچے کو اوسکے قبول کیا اس حالمین زوجہ برادر عبداللہ خان کی آیا کہا کہ عبداللہ سلطان کا بیٹا سزاوار
حکومت کے ہی اور اوسکو مینے ملاحظہ سے عبدالمومن خان کے بیچ محل کے عورتونمین پالا ہی اور محل مین پرورش کی ہی جبکہ
وہ انکے وہ لباسمین لڑکیون کے ہی پس حسب الاظہار اوس بی بی کے اس طفل خانہ نشین عزلت گزین کو
اعیان سلطنت و ارکان دولت نے عبداللہ خان ملقب کرکے بلخ مین مسند نشین کیا اور ہرات مین دین محمد خان مشہور
نیم خان خلف جانی بیگ خان خواہرزادہ عبداللہ خان کا کہ بیچ زمانہ عبداللہ خان اور عبدالمومن خان کے حکومت
بعض بلاد خراسان کی رکھتا تھا اشتہار سے خبر قتل عبدالمومن خان کے مسند خانی پر جلوس کیا بی وقات
مین انواج شاہ گردون اساس شاہ عباس ماضی کی بہی واسطے استخلاص مشہد مقدس اور نیشاپور کے
پہونچی تہی چونکہ دماغین خان مذکور کے ہوا خانی کی جاے کی تہی حوالی بلدہ ہرات مین شاہ عباس ماضی سے
کارزار کیا اور عین محاربہ مین رخمی ہوگیا جنگ گاہ سے باہر نکل کر دولت حیات کی سونپا اور مسمی
باقی سلطان برادر دین محمد خان مذکور کا کہ وہ جنگ گاہ مین ہمراہ تہا فرار کرکے خدمتگین پیر محمد خان کی
پہونچا اور پیر محمد خان آنے کو اسکے گرامی جانکر حکومت سمرقند کی اوسکو ارزانی رکہی باقی سلطان کو جسنے
ایسی مملکت سمرقند کی ہاتہ آنی رفتہ رفتہ سلطنت کی ہوس سے اپنے تئین پادشاہ خانی کے ملقب کیا
پیر محمد خان اس بات سے متوحش و پریشان ہوکر سمرقند پر لشکر کش ہوا اسم باقی سلطان نے ہر چند مصالحہ کا
التماس کیا لیکن درجہ پذیرائی کا نہ پایا جب باقی سلطان مصالحہ سے مایوس ہوا مستعد قتال ہوا احسن اتفاق
اکثر امرا پیر محمد خان کے باقی سلطان سے مل گئے پس عین محاربہ مین مجروح ہوکر اسی درجہ کو پہونچا کہ ہاتہ
مین لشکر باقی سلطان کے گرفتار آیا اور اسیوقت حکم سے باقی سلطان کے قتل ہوا اور سنہ ایک ہزار
مین باقی خان برادر دین محمد خان کا ماوراء النہر مین علم استقلال کا بلند کرکے سات برس بعد

سنہ ۱۰۱۲ ہجری سے چودہ برس راہی عالم بقا کا ہوا بعد اسکے ولی محمد خان مسند خالی پر جلوس کیا اور
ملک سمرقند کا امام قلی سلطان خلف ولی محمد خان کو دیا اور بلخ وغیرہ نذر محمد سلطان چھوٹے بھائی
امام قلی سلطان کو عنایت کیا اور واسطے ہر ایک کے اتالیق تعین فرمایا پس امام قلی سلطان نے اتالیق کو اپنے
قتل کر کے طریقہ مخالفت کا اختیار کیا دو سال تک درمیان انکے دار و مدار رہا آخر کار کام ہر دو
لشکر کا سانحہ مقاتلہ کے پڑا چونکہ اوسدم امام قلی سلطان نے طاقت جنگ کی اپنے میں نہائی عذر خواہی
پیش آیا قضا کردگار ایک شب دو تین حور بانس بن سے یعنی کیبت نی کے نکلے اور اردو میں ولی محمد خان
کے جا پڑے شور عظیم اوٹھا ولی محمد خان تصور شبخون کا کر کے ایکطرف کو چند معتمدوں کے اپنے
کنارہ کر گیا جب آدمی لشکر کے سراپردہ پر ولی محمد خان کے ہو بچے اور اوسکو نہ دیکھے بارگاہ میں امام قلی
سلطان کے آئے سلطنت کی نسبت دی ولی محمد خان بعد نظارہ کرنے انجمن حوادث کے عازم
ملک ایران کا ہوا اور ملک روم میں جسکا رقام پایا سلطان احمد چہرہ آرا شاہد سلطنت کا بنا
سنہ ۱۰۲۶ ایکہزار چھبیس میں وہ نو دار الفنا کو روانہ ہوا اور اسی سال سلطان مصطفی نے سریر حکومت کو
مزین کیا لیکن بعد تین مہینے کے دست بردار ہو کر سلطنت سے درگذر فرمایا اور سلطان عثمان اوسکی
جائی پر بیٹھا علی الفلاک وہ بھی سنہ ۱۰۳۱ ایکہزار اکتیس میں موالیہ اسکے پھر سلطان مصطفی بن سلطان
محمد مرتبہ دوم تخت پر جلوس کیا مگر اجل نے مہلت نہ دی بعد ایکسال کی موالیہ نے سنہ ۱۰۳۲ ایکہزار بتیس
میں رحلت کی پس سلطان مراد رابع بن سلطان احمد ہوا باقی آئندہ ۔ ہند و دکن کے بادشاہوں کا بیان
جو معاصر جہانگیر بادشاہ کے تھے تمام ملک ہندوستان کا تصرف میں ملازمان جہانگیری کے تھا مگر دکن میں
نظام شاہی سے اگرچہ کوئی نہتا فقط ملک عنبر غلام حبشی بجاپوری کہ وہ عہد میں شاہ علی

نظام الملک کے اپنے کو مدار المہام کیا تھا قلعۂ دولت آباد کو دار الامارت اپنا قرار دیکر قلعہ مذکور مع لواحق
اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور عادشاہیہ سے جیسا کہ گذرا اسمعیل عادشاہ عہد مین اسد خان لاری کے کہ
سپہ سالار لشکر تھا ایک معارکہ مین محمد قاسم بریدکو حالت مستی مین دستہوشی خواب مین جا پایا سمیت
اوٹھا کر نزدیک اسمعیل عادشاہ کے لے آیا پس محمد قاسم بریدنے واسطے مخلصی اپنے قلعہ بیدر کا پیشکش کیا
اسمعیل عادشاہ نے یہ قلعہ اسکو عنایت کیا اور سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجرت کی واضح ہو کہ اسی سال ابراہیم
عادشاہ خلف اوسکا مزین سریر سلطنت ہو کر اس نواحین جو زمانہ سلف سے یوسف عادشاہ نے کہ
اول سلاطین عادشاہیہ کا ہی مذہب ارباب تشیع کا رواج دیا تھا سلطان موصوف ہدایت اللہ جلشانہ کی
فیضیاب ہو کر مذہب اہل سنت و جماعت کا اختیار کیا اور تشیع مین اسکے سعی بلیغ کی اور جمد رسوم بدعت اہل تشیع کے
اوٹھا دئے اور ایک کتاب مستی برہان قاطع شرحین صواعق محرقہ کے فارسی زبان سے ردمین اون گروہ کی
حسب الحکم سلطان کے ایک علماء عصر نے تالیف کی پس سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ مین واصل رحمت الٰہی کا ہوا اور اسکی
سال بیٹا اوسکا علی عادشاہ نے سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور قطب شاہ سے ابراہیم قطب شاہ نے
جب سنہ ۹۹۹ نو سو نوانوے مین جامہ حیات کا بر دوش سے اپنے ترک کیا محمد قلی ثانی خلف ابراہیم قطب شاہ
جو ہنا بادشاہ قطب شاہیہ کا سریر سلطنت کو جلوس سے آراستہ کیا اور سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار مین شہر حیدر آباد
احداث فرمایا اہل تواریخ نے جب سنہ ۱۰۰۶ ایکہزار چھے مین بنا شہر کی تمام ہوئی فرخندہ بنیاد تاریخ ہائی
پس سنہ ۱۰۲۴ ایکہزار چوبیس مین جان بحق تسلیم ہوا یہ بھی واضح خاطر ہو کہ میر محمد مومن استرآبادی جو سابقہ
رجوع اسمعیل مرزا صفوی سنی مشرب سے بیباک کر وارد حیدر آباد ہوئے تھے عہد مین اپنے قطب شاہ مرحوم نے
اپنے مدار المہام سلطنت کیا اور بعد فوت محمد قلی قطب شاہ ثانی کے بیٹا اوسکا سلطان محمد قطب شاہ مزین

سریر سلطنت ہوا پس عبد اللہ نام فرزند نرینہ جب اوسکو حق تعالی نے عنایت فرمایا لکھا ہے
کہ منجموں نے احکام مین طالع مولود کے یہ لکھدیا تہا کہ جسوقت یہ بارہ برس کا ہوگا نامبارک بات کہے ہوگا
کہنا صاحب کتابکا کہ ویسا ہی ہوا قول منجموں کا صحت کو پہونچا چنانچہ سلطان عبد اللہ جن روزون بارہ
برسکی عمر کو پہونچا سلطان محمد قلی قطبشاہ نے وفات پائی اور بریدشاہیہ سے جیسا کہ قلمی ہوا امیر
برید نے پینتالیس سال حکمرانی کی من بعد بیچ نواح دولت آباد کے جب ۹۰۰ نوسو اسی مین
تیغ اجل سے رشتۂ حیات اوسکا قطع ہوا اسی سال ولد موی الیہ کا علی برید نام خرد سال شاہ علی ملقب
ہو کر قایم مقام پدر ہوا اور عہد مین اوسکے قلعہ اودیگیر اور قندہار کا بعد محاصرہ اور محاربہ کے
قبضہ مین نظام الملک ثانی کے آیا پس احمد آباد بیدر سے چار لاک ہون سے زیادہ محصول تصرف مین برید کے
اور شاہ علی مذکور بعد چوالیس سال فرمانروائی کے ۱۰۳۴ ایکہزار چونتیس مین روانہ ملک عدم کا ہوا
اور قاسم برید جانشین اوسکا ہوا اوسنے تین سال حکومت کی اور بعد اسکے امیر برید چار سال بعد امیر
برید کے امیر برید نام شخص دیگر حکومت کو پہونچا ۔ ممالک مفتوحہ اور تواریخ فتوحات ۱۰۲۶ ایکہزار
چھبیس مین قلعہ احمد نگر اور دوسرے قلعجات نظام شاہیہ کے جو ملازمان اکبری نے فتح کیا تہا بعد شایع ہونے
خبر جلوس اکبر شاہ کے حکام اوس دیار کے متصرف ہو گئے تھے پہر تصرف مین اولیای دولت قاہرہ کے آئے
اور تمام صوبہ دار اس علاقہ کے پچاس لاک روپی جرمانہ حرکت بے ادبی تصرف کا قلعہ و محالات مین
اپنے قبول کئے لیکن اسطرف کو نواحی ایران سے قلعہ قندہار کہ مظفر حسین مرزا بعد وصول سعادت
شمول رستم مرزا کے ہند وستانمین بیچ ۱۰۳۱ ایکہزار تین ہجری کے اکبر بادشاہ کو تکلیف کیا تہا عہد مین
جہانگیر بادشاہ کے اسطور پر کہ زیب رقم ہوتا ہی شاہ عباس قلعہ مذکورہ پر قابض و متصرف ہوا اور

جہانگیر بادشاہ فرط محبت سے اس امر کو مسلم رکھا اور کوشش سے ہمدان کے اوسکے نفرمانے واضح ہو
سنہ جہانگیر ہمین حاکم ہرات کا خبر وفات پانے اکبر بادشاہ کی سنکر قندہار کو محاصرہ کیا تہا بیجو گذرنے
اخبار محاصرہ قندہار کا شاہ عباس نے تاکید سے فرمایا کہ تا یہ محاصرہ سے اوٹہا لین و بعد مدت کے رنبیل بیگ نام
ایلچی کو بہت تحائف دلاکے بارگاہ جہانگیر بادشاہ کے روانہ کئے اور پیغام کہلایا جو نکہ اعیان دولت کے
مقدمہ ہین قلعہ قندہار کے تکرار اظہار کرتے ہین دوستی اور یکجہتی کے عالم ہین توقع اس امر کی ہے کہ قندہار
دوستدار صمیمی کو تکلیف فرماوین جہانگیر بادشاہ نے جواب ہین اوسکے سستی کی اور رنبیل بیگ نے
حقیقت کو بہانکی جناب ہین شاہ عباس کے واضح کیا اور بعد پہونچنے عرضی رنبیل بیگ کے سنہ
جہانگیر ہمین مطابق سنہ ۱۰۳۱ ایکہزار تیس ہجری کے شاہ قندہار کو پہونچا اور بعد محاصرہ کے قلعہ کو مع توابع
اور لواحق اوسکے تصرف ہین لایا اور حکومت وہان کی کنج علیخان زنگوی کو سپرد کیا اور شاہ بیگ خان کو
جو عہدے اکبر شاہ کے سابق حکومت قلعہ قندہار کے مامور تہا مع ہمراہان خلعت دیکر رخصت فرمایا
دو کوہ بخیان طلا کی ایک پر قندہار اور دوسرے پر بیرز نقش فرماکر سابقہ نامہ محبت شمامہ کے بارگاہ
ہین جہانگیر بادشاہ کے بہیجا اور ہین مضمون نامہ کہ ہمنے مکرر تکلیف قندہار کی واسطے زبان بندی
حاسدون اور عیب جویون کے اور دور ہونے گمان کلفت کا فیمابین سے کی تہی آپنے اسکو تغافل مین گذرانا
آخر کار ارادہ سیر شکار کے جب ہم اوس ملک پر پہونچے اور حاکم کو اوسجا کے لکہا کہ فرمان پذیر ہو
اوسنے تمرد اور عصیان کیا بلکہ سابقہ محافظت قلعہ کے مشغول ہوا اس سبب سے ملازمان رکاب نے
قلعہ کو تصرف مین لایا جہانگیر بادشاہ نے جواب ہین اس رقیمہ کے ایسا زیب رقم کیا کہ اس مدت مین جو
رقیمہ گہربار کہ اصدار یافتہ اوون سے خواہش قلعہ قندہار کی بالکل پائی نہین گئی فقط رنبیل بیگ نے

زبانی اظہار کیا تھا جواب مین اوسکے ہمنے فرمایا کہ اُن برادر کا مکار سے کوئی چیز مضایقہ نہین ہی جو مرتبہ برادری ومحبت کے اس مدارج پر ہون کہ ہر ایک ساتھہ دوسرے کے سوگند یاد کرتے اور جیا مین جان تک مضایقہ نہ کہتے ہون ملک ومال کیا چیز ہی یہ طور دوراتحاد سے بتایا اور جب یہ خبر ہوئی ہمنے ماورنکیا اور بعد تحقیق حارس کو اوسجا کے لکہا کہ رضا جوئی سے اُن برادر کا مکار کی تجاوز جائز نرکہے مدت عمر گرامی اور سلطنت سراسر عظمت مدت عمر پنجاہ سال گیارہ مہینے گیارہ دن قمری مدت سلطنت بائیس سال آٹہہ ماہ نوروز اسباب انتقال بعد ہونے کشمیر کو عارضہ جسمانی لاحق ہوا بیماری ضیق النفس کی جو چند برس سے کہ ملازم مزاج ہتی عود کی شدت مرض کی روز بروز زیادہ ہوئی یہان تک کہ جب لاہور سے مراجعت کی جہانگیر منزل راجور سے کوچ فرمایا اثنار راہ مرض طبیعت پر مستولی ہوا بعد ہونچنے منزل پرسراد قات جاہ وجلال کے وقت چاشت دوسرے روز دارالبقا کو منزل کیا تاریخ وفات یکشنبہ اٹہائیسوین صفر ۱۰۳۷ ایکہزار سینتیس ہجری ماقبل سہ جہانگیر از جہان رفت مصرعہ جہان گیر از جہان عزم سفر کرد ۱۰۳۷ مکان رحلت موضع جہانگیر وقت معاودت کے کشمیر سے لاہور کو مرتد دارالسلطنت لاہور باغ شاہ درسین لقب بعد وفات جنت مکانی احوال من اس سلطان سعادت نشان کے لکہا ہی کہ بعد جلوس جہانگیر بادشاہ نے واسطے تسلی خاطر مظلومون اور سنم رسیدون کے ایک زنجیر سونے کی وزن مین چار سو بیس گز لمبی آدہ آدہ گز پر ایک نگولہ ہوا کر ایکطرف کو شاہ برج کے قلعہ سے اٹکادیا تہا اور دوسری طرف دریاے جمن مین لٹکا دی تہی پس جو کوئی دادخواہ آتا اور اسکو ہلاتا آپ روبرو بلاکر انصاف فرماتا تہا بہت دادس انصاف پروردبادشاہ تہا چنانچہ بسبب کمال عدل کے یہہ بہی واضح ہو کہ سیف الدینخان جو خواہرزادہ

نورجہان بیگم کا بیٹا اور بادشاہ کے طفولیت سے اسکو اپنے آغوش میں پالا تھا اور مثل اپنے فرزندوں کے
رکھا تھا قصاص میں خون ایک طفل غریب کے کہ وہ ثانی کے پاؤں تلے سیف الدین خان کے ذکر مر گیا تھا سیف الدین خان
کو روبرو فیل کے ڈلوا دیا کہ اُسنے خان مذکور کو کُشتہ دیکھکر ہتیہ چھوڑ دئے اور ہمت میں ایسا کہ
پہلے سال جلوس کے خراج تمام ملک کا معاف فرمایا سوا اسکے اور بہت سے نقل و حکایات عدل و انصاف کے مسموع
ہیں لیکن سخت عیب یہ تھا کہ مدام نشہ میں شراب کے مخمور رہتا تھا ۔ شاہجہان بادشاہ کا بیان ۔
اسم گرامی اور کنیت اور لقب سامی والدین ماجدین نام شہاب الدین محمد عرف شہزادہ خرم لقب
شاہ جہان بادشاہ صاحبقران ثانی بن جہانگیر بادشاہ اسم والدہ ماجدہ بلقیس مکانی صبیہ راجہ اودے
پسر مالدیو تاریخ و مکان ولادت تمامی سعادت و جلوس اقبال مانوس تاریخ ولادت شنبہ پنجم
سلخ ربیع الاول یا غرہ ربیع الثانی سنہ ایکہزار کما قیل ع شاہ روی زمین و شاہ جہان ۔ جائے ولادت
بلدہ لاہور تاریخ و مکان جلوس تاریخ جلوس روز دوشنبہ ہشتم جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ ایکہزار تیس
کما قیل مصرعہ در جہان باد تا جہان باشد ۔ مکان جلوس بلدہ اکبرآباد وکلای ذوی الاحترام اور
اور رائے عظام کا بیان سنہ جلوس والا میں بدستور زمانہ جنت مکانی کے وکالت آصف خان
خلف غیاث الدولہ کو اور وزارت ارادت خان کو بتی اور سنہ ۲ جلوس میں تغیری سے ارادت خان کی
افضل خان کو اور سنہ ۱۲ بارہ میں انتقال سے افضل خان کے اسلام خان مشہدی کو اور سنہ ۱۹ میں تغیری سے
اسلام خان کی سعد اللہ خان کو اور سنہ ۳۰ تیس میں انتقال سے سعد اللہ خان کے میر جملہ
عبید آبادی مخاطب بمعظم خان کو اور سنہ ۳۱ یعنی تیس میں تغیری سے معظم خان کی جعفر خان کو مفوض
ہوئی اور حسب الحکم ایسا دستور العمل قرار پایا تھا کہ محاسبات یہ دستخط رائے رایان کی اور برواینجات میر

نور جہان

بعد اختتام مضمون پنجے سطور کے مہر جعفر خان کی اور تلے اسکے رسم آبانی کی ہوا کرتی ہی پر دکیان جرم
محترم کا بیان سنہ ۱۰۱۹ ایکہزار انیس مین بعد جشن وطوی بادشاہانہ کے اول صبہ مظفر حسین مرزا نبیرہ
زادہ شاہ اسمعیل فرمانفرمائے ایران کی اور سنہ ۱۰۲۱ ایکہزار اکیس مین بعد راستی جشن عظیم کے دوم
اجمند بانو بیگم مخاطب ممتاز محل اور سوم ممتاز زمانی صبیہ آصف خان خلف اعتماد الدولہ اور چہارم
سنہ ۱۰۲۶ ایکہزار چھبیس مین جسوقت کہ جہانگیر بادشاہ نے مہمات دکن کے شاہ جہان کو مفوض
کئے تھے بعد پہونچنے کے دارالسرور برہانپور کو حسب الامر مقدسی طرف سرانجام دینے جشن وطوی
کے صبیہ نواز خان سے مشغول ہوے اور مجلس عالی آراستہ کی پس جونکہ محفل عقد وزفاف
کی تھی شاہ جہان نے جیسا کہ دستور اور آئین رسم کد خدائی کا ہی منزلہ شاہ نواز خان کے
تشریف ارزانی رکھی واضح ہو کہ شاہ نواز خان خلف مرزا عبد الرحیم خانخانان ابن بیرم خان
خانان کے ہین عبد الرحیم خان خانان عہد مین اکبر بادشاہ کے اول خطاب مرزا خانیکا پایا تہا پھر خطاب بابا
خان خانان ہوا مقولہ صاحب کتابکا ہی کہ خانخانان اور اخلاف خانخانان کے جد سابقہ غایت صفت
بزرگ منشی اور کمال حشمت وعظمت اور نہایت دولت اور علو ہمتی کے مشہور تھے اور
یہان صاحب کتاب بیان مین اس عقد مزاوجت کے اب جلوہ ظہور کا دیتا ہی جوکچہ کہ قدما
اور بزرگون سے سنا ہی اگر ذکر اوسکا کرے تو محمول اوپر لاف وگزاف کے ہوتا ہی مگر وہ
جوکچہ کہ جہانگیر بادشاہ نے توزک مین اپنے خیر النسا بیگم صبیہ خانخانان سے نقل فرمایا ہی یہ ہی
کہ سفر دکن مین جب لشکر ظفر پیکر ما بدولت گجرات کو پہونچا نزدیک باغ خانخانان کے منزل
واقع ہوئی دختر خانخانان مسماۃ خیر النسا بیگم نے قبول مہمانداریکا التماس کیا ساتہہ

شبانہ روز باغمین اپنے حقاکہ مابدولت نے موسم بہار مین کوچی باغ اس سبزی اور خوبی کا برگزند کیا
بعد خوردنی کے اطعمہ و اشربہ سے قریب نو سو حرم کے جو ہمراہ میرے تھے ہر ایک کو اسمین سے پارچہ اور
جواہر بارہ ہزار روپیکا تواضع کیا اور قریب چار لاکھ کے جواہر اور پارچہ اور اسپ وغیرہ سے واسطے
نواب ہمایون ہمارے پیشکش کیا اور قریب دو سو کے پیخچاری اپنے کہ ہمراہ رکاب ہمارے تھے ہر ہر کو ان مین سے
اقسام لباس سے کپڑے فاخرہ اور جواہر سے جیغہ اور کمر اور اسلحہ سے خنجر اور شمشیر مرصع قیمت
لاکھ لاکھ روپے کی تکلیف کیا اور تمام اہل خدمات اور کارخانہ دار و نکوشایان اور بخشین نمایان سے
کامیاب ارشاد کام کیا حاصل کلام اس قسم کا کام سوا امیر تیمور نہ مین آیگا چنانچہ النسائے ایک بقعہ
سرانجام کیا اولاد امجاد کا بیان چار پسر دارا شکوہ اور محمد شجاع اور محمد اورنگ زیب خاطب عالمگیر
اور محمد مراد بخش چار دختر پرہنر بانو بیگم جہان آرا بیگم روشن ارا بیگم ثریا بانو بیگم جو بکلہ شاہجہان بادشاہ
کو سنہ ۳۲ بتیس جلوس مین عارضہ شدید طاری ہوا ظل اللہ تو داخل قلعہ اکبرآباد ہوے اور اسبب مقدمات
کہ تو ارنخین مفصل مذکور ہے بادشاہ زادون سے ہر ایک کو دعوی سلطنت کا ہوا اس سبب شاہزادہ محمد مراد بخش
صوبہ احمدآباد گجرات سے نزدیک محمد اورنگ زیب کے جو صحبہ بنیاد مین تھے ہو کر آیا اور مسورت سے ایک
دوسرے کے ہر دو عازم اکبرآباد ہوے اور فوج بادشاہی کہ حسب الحکم سدراہ اونکے ہوئی شکست کھا کے
متفرق ہوئی بعد اسکے شاہجہان بادشاہ نے دارا شکوہ کو کہ حضور مین تھے روانہ فرمایا دارا شکوہ نے بھی
ہمت کیا اور متوجہ لاہور کا ہوا اور یہ ہر دو بادشاہزادے اکبرآباد کو پہونچے اور بعد تکرار عرائض و پیغام کے
خدمتین بدرعالی مقام کے التماس کیا کہ باوجود ہونے بندہاے بادشاہی کے قلعہ مین ملازمت کرنے سے بندہ
مطمئن خاطر نہین پس اس حیلہ سے حسب الحکم بندہاے بادشاہی تو باہر اور ملازمان بادشاہزادہ اورنگ زیب

داخل قلعہ

داخل قلعہ ہوئے اور مسند دولت اپنا کر لیا قلعہ و رحمت قلعہ اختیار میں شہزادہ محمد اورنگ زیب آیا پس
بندوبست قلعہ اور پدر بزرگوار کے خاطر جمع ہو کر واسطے استیصال برادران اور اعادی مراد کے متوجہ شاہجہان آباد کا
ہوا اثنا راہ ایک تقریب سے محمد اورنگ زیب نے محمد مراد بخش کو دولتخانہ میں اپنے دعوت کی بعد ادا کرنے
مراسم مہمانداری کے سلسلہ الذہب اخوت و برادری میں منسلک کر کے گوالیار کو بھیجا دیا جس کا کتاب لکھنا ہی
کہ ثقات سے ایسا مسموع ہے کہ شہزادہ محمد اورنگ زیب جسوقت ساتھ رفاقت نامرد بخش کے داعیہ سے
سلطنت کے عازم حدود پدر کا تھا محمد مراد بخش کو محاورہ میں بادشاہ بھائی کہتا تھا اور نشست و
برخاست سوا یعنی بہت رعایت برادری کی کرتا تھا اور جب ذکر سلطنت کا ہوتا تھا محمد مراد بخش سے
کہتا تھا کہ سریر سلطنت کا جسدن جلوس سے تمہارے مزین ہوگا اور کوئی منازع نہ رہیگا میں عازم بیت اللہ
کا ہونگا پس محمد شجاع بعد شکست محاربات کے کشتی کا سوار ہو کر روانہ کعبہ معظمہ ہوا اور یہ احوال اسکا
معلوم ہوا اور دار انحکومہ کو حیوان نام جو رسیدار رنواح بہکر کا تھا جاگیر کر کے خدمتگار محمد اورنگ زیب
کی بھیجا سنہ ۱۰۶۹ ایکہزار اٹھہتر میں خضر کین سے سرتن سے اوس نازنین کے جدا ہوا اور محمد مراد بخش کہ
قلعہ گوالیار میں محبوس تھا پسر علی نقی نام اوسپر مدعی خون اپنے پدر کے ہوئے محکمہ میں طرف قاضی کے
رجوع کیا اور بعد ثبوت خون کے قصاص کو پہونچایا چنانچہ سنہ ۱۰۷۲ ایکہزار بہتر میں ایک چیلہ نے سر کار کے
دو زخم شمشیر سے اوس شہزادہ نامراد کو تنکبار محبس دن سے دسعت آباد ملک عدن کو روانہ کیا اور
یہ بھی واضح ہو کہ والدہ ماجدہ ان ہر چہار شہزادون اور تینوں بیگمون کی صبیہ آصفخان نوا سکی مرزا
غیاث الدین علی قزوینی مخاطب بآصفخان کی ہے اسی بی بی نے سنہ ۱۰۴۰ ایک ہزار چالیس میں بیمارہی سے
وضع حمل کے رحلت کیں اور والدہ مقطع پیر بانو بیگم کی صبیہ مظفر حسین مرزا کی ہے تاریخ ولادت اور رحلت

جملہ بادشاہزادون اور بیگمات کی واضح ہو کہ ولادت پرہنر بانو بیگم کی سنہ ۱۰۲۰ ایکہزار بیس مین ہی اور رحلت
ایکہزار پچاسمین اور ولادت جہان آرا بیگم کی سنہ ۱۰۲۳ ایکہزار تیئیس مین اور سنہ رحلت اس بیگم کا ایکہزار بہتر
ہی اور ولادت دارا شکوہ کی سنہ ۱۰۲۴ ایکہزار چوبیس مین اور رحلت ایکہزار اُنہتر مین اور ولادت محمد شجاع کی
ایکہزار پچیسمین اور رحلت ایکہزار اکہتر مین اور ولادت روشن آرا بیگم کی ایکہزار چھبیس مین اور رحلت ایکہزار
ایک سو اٹہارہ مین اور ولادت مراد بخش کی ایکہزار تیس مین اور رحلت ایکہزار اوہتر مین اور ولادت
گوہر آرا بیگم کی ایکہزار بیالیسمین اور سال رحلت سنہ الیہ ۔ ایران و توران و روم کے بادشاہون کا بیان

جو معاصر شاہ جہان بادشاہ کے تہے مملکت ایران مین ابو المظفر شاہ عباس کہ سنہ ۱۰۲۸ ہزار
اٹہتیس مین آفتاب اوسکی عمر کا مغرب لحد مین غروب کیا بعد اوسکے شاہ صفی خلف صفی مرزا ابن
شاہ عباس کہ سنہ ۱۰۲۰ ہزار بیسمین پیدا ہوا تہا سنہ یعنی ایکہزار اٹہتیس مین قایم مقام جد والا تبار
ہوا اور سنہ ۱۰۵۲ ایکہزار باون مین ساکنان عالم بقا سے جا ملا بیس سلطان محمد مرزا ملقب شاہ
عباس ثانی خلف شاہ صفی کہ سنہ ۱۰۵۲ ایکہزار باوسمین بعد رحلت پدر بزرگوار کے خود جلوس
فرمایا اور مملکت توران مین امام قلی سلطان بن ولی محمد خان کیفیت اوسکی یون کہی کہ جب
ولی محمد خان جیسا کہ گذرا جسوقت ایران کو گیا امام قلی سلطان مسند خانی کو مزین کیا اور بلخ کو
چہوڑ بھائی نظر محمد خان پر مسلم رکہا اور ایک ازواج سے ولی محمد خان مذکور کی کہ وہ چہوٹا اوسکا تہا
ہم بستر ہونیکا ارادہ کیا اور جبکہ عفیفہ راضی نہوئی بس اہل شرع سے فتوی چاہا فی الجملہ
تامل عمل مین آیا آخرکار لکہا کہ قاضی فریفتہ ہوکر فتوی اس امر کا لکہدیا امام قلی نے اُس
دست آویز سے کہ سنکر اس بی بی کو عقد از دواج مین اپنے لایا اور مراد کو اپنی ہوئی لیکن

فتاحت پر درپیش آئی کہ یہ بات باعث نفرت خلائق کی ہوئی اس بنا پر اثر خبر ہونچی کہ ولی محمد خان
شاہ عباس ماضی سے جاکر ملا اور شاہ گردون اساس شاہ عباس نے بعد تکلفات مہمانداری و مہمان
نوازی کے بیس ہزار سوار فرلباس ہمراہ خان مذکور کے مقرر فرما کر رخصت کیا غرض کہ وہ یہاں
آپہونچا امام قلی سلطان اصفہان سے اس خبر کے قبل ہونچنے ولی محمد خان عم کے بخارا سے قرشی کو چلا گیا
اور ولی محمد خان بے جنگ و جدل بخارا کو ہوکر متصرف ہوا اور فوجکو جو فرلباس ہمراہ تھے رخصت کیا
کہا کہ اوطان کو اپنے مراجعت کریں اور خود متوجہ سمرقند کا ہوا اور امام قلی سلطان سمرقند کو جاکر
قدم ثبات کا سمرکند میں باوجود اس بات کے کہ اکثر عمدہ لشکر ولی محمد خان کے امام قلی سے مل گئے تھے
قایم کیا اور دم ولی محمد خان عازم فرار کا اپنے پر قرار نہ دیکر بعد کشش و کوشش کے جان جہاں آفرین کو
سونپا اور رستم محمد خان بیٹا ولی محمد خان کا جو اوسمیں تھا جو مہین خبر قتل باپ کی سنی متعلقون کو
ساتھ لیکر سنہ ۱۰۲۴ ایکہزار چوبیس میں متوجہ خراسان کا ہوا اور اپنے تئیں ظل حمایت و عنایت میں شاہ عباس
ماضی کے پہونچا کر مورد مراحم خسروانہ کا ہوا اور سنہ ۱۰۲۵ ایکہزار پچیس میں سلیمان بن دین محمد خان
بعد عارض ہونے عارضہ عدم بصارت کے عزم سے زیارت آمرزانیض الانوار حضرت امام ضامن علی رضا
بن موسی کاظم رضی اللہ عنہما کا کر دار ملک ایران کا ہوا ایلچی سجا سے ملاقات تمام برکات و تلطفات
شاہ عباس ثانی کی حاصل کی اور مورد انواع انعام و اکرام کا ہو کر بیت الحرام کا ارادہ کیا اور بعد زیارت
اشرف عین کے مدینہ منورہ میں آکر دار البقا کو منزل فرمایا اور مقبرہ شریف بقیع میں مدفون ہوا بعد اسکے ہر چند
سید نظر محمد خان برادر اوسکا علم سلطنت کا بلند کیا لیکن بسبب مخالفت لشکر اور تسلط امرا کے استقلال نہ پایا
آخکار جب مصلحت وقت میں نہ دیکھی وہ تو عازم ایران ہوا اور اپنی آوے میں حسب الحکم شاہ جہانباد شاہ کے

شہزادہ محمد اورنگ زیب جو عزم تسخیر ماوراء النہر کے روانہ ہوا تھا نواحی بلخ مین ہونچا چونکہ سید نظر
محمد خان طرف ایران کے گیا ہوا تھا اسنے درگاہ مین شاہ عباس ثانی کے استغاثہ کیا استعانت چاہی شاہ
موصوف نے بعد تکلفات و نوازش کے لشکر فراہش کا سردار کرکے ساروخان کو ہمراہ کرکے موحی الیہ کو
رخصت کیا پس جمعیت شاہجہان بادشاہ کی جو مملکت بلخ مین مستولی ہوئی تھی ایکبارگی گذر گیا تھا کہ فرمان بادگاہ سے
شاہجہان بادشاہ کے راہ تعلقات سے متضمن طلب فوج اور چھوڑ دینے ملک خوانین توران کے ورود کیا اور
مملکت روم مین جو معلوم کہ وہان کا حال کیا ہی بیان سے جہاں کتاب ترک کیا مگر چونکہ وہ ملک ہنوز
زیر تصرف سلاطین عثمانیہ کے ہی پس اولاد سے سلطان عثمان کی کوئی ایک ہوگا ۔ بادشاہان ہندو دکن
کا بیان ۔ جو معاصر شاہجہان بادشاہ کے تھے تمام ملک ہندوستان کا تو قبضہ اقتدار مین اولیائے دولت
شاہجہان کے تھا اور دکن مین نظام شاہیہ سے فتح خان پسر ملک عنبر حبشی وغیرہ جو قلعہ دولت آباد
اور نواحی پر اوسکے تسلط رکھتے تھے زمانہ مین شاہجہان بادشاہ کے امرائے دولت نے تصرف مین
اپنے کر لیا نام و نشان نظام شاہیہ کا جہان سے مٹ گیا اور عادلشاہیہ سے جیسا کہ مرقوم ہوا علی عادلشاہ
کہ ۹۸۸ نو سو اٹھاسی مین ایک خواجہ سرا کہ اوسکو سلطان نے بخواہش تمام علی برید سے لیا تھا طوعین سپہ سالار کی
تہی گاہ مین سلطان کے مار کر ذائقہ سے شربت ممات کے واقف کیا واضح ہو تاریخ فرشتہ مین مذکور ہی کہ امرائے
عادلشاہ نے مذہب اہل سنت و جماعت کا اختیار کیا تھا بعد اسکے علی عادلشاہ نے پھر مذہب کو اہل تشیع کے رواج دیا
اور ایک کروڑ پچاس لاکھ ہون جو اوسنے جمع کئے تھے اہل استحقاق کو بخشا بعد اسکے محمد ابراہیم بن طہماسپ
پانچوان بادشاہ عادلشاہیون کا علی عادلشاہ نے حیوۃ مین اپنے مزالیہ کو ولی عہد کیا تھا اور وہ
بہتیجا اوسکا ہوتا تھا تخت سلطنت پر بیٹھا زمانہ مین اوسکے بسبب نفاق امرا اور تسلط غلامان حبشی کے

اختلال

اختلال تمام امور سلطنت مین پڑگیا پس سنہ ۱۰۴۱ھ ایکہزار وسیمین ابل نے رخت ہستی کو اوسکے لوٹا اور محمد عادلشاہ
بن ابراہیم عادلشاہ تخت نشین ہوا اسنے خدمتہین جہانگیر بادشاہ کی خوب مراتب اعطا اور شرف ملازمت سے
بجالائے چنانچہ بادشاہ نے فرط الطاف سے اوسکو لکہا ہا سنہ ۱۰۳۷ھ از التماس شاہ خرم ۔ بفرزندی
مشہور عالم ۔ اور جب محمد عادلشاہ جان جہان آفرین کو سونپا علی عادلشاہ ثانی ابن بادشاہ سریر
سلطنت پر جلوس کیا کہ سکہ اوسکا ہی مصرعہ جانشین محمد ست علی ۔ اور قطب شاہیہ مین سے جیسا کہ سابق
مین گذرا سلطان محمد قلی قطب شاہ سنہ ۱۰۴۲ھ ایکہزار بیالیسمین اس جہان کو ترک کیا اور اسی سال سلطان
عبداللہ قطب شاہ قایم مقام ہوا اور بریدیہ سے جیسا کہ قلم مین آیا امیر برید نام ایک شخص قوم بریدیون سے کہ
خروج کرکے اولاد امیر برید کی جب غالب آیا علم سلطنت کا بلند کیا تھا سنہ ۱۰۶۷ھ ایکہزار سیسٹ مین
بندگان بادشاہی شاہجہان بادشاہ کے قلعہ ظفر آباد کا جو بیدر نام سے مشہور ہی اور وہ دار السلطنت
بریدیہ کا تہا متصرف ہوے اور نام و نشان بریدیون کا روزگار سے معدوم ہوگیا ممالک مفتوحہ اور
تواریخ فتوحات سنہ ۱۰۳۹ھ ایکہزار انچالیسمین ۔ ماروا اور سنہ ۱۰۴۰ھ ایکہزار چالیسمین قلعہ قندہار کہ دکن
اور سنہ ۱۰۴۳ھ ایکہزار ترتالیسمین بندر ہکلی اور سرکار کالنہ و قلعہ دولت آباد مع چند دوسرے قلعے اور سنہ ۱۰۴۶
ایکہزار چھیالیسمین جھولنہ وغیرہ اور قلعہ نلدرک اودگیر و اڈیسہ تمام چالیس قلعے کما قیل سے
چل قلعہ بیکسال گرفتہ کہ بیکتین ۔ شاہان تواند بچل سال گرفتن ۔ اور پرگنہ سنگڑ اور گلشن آباد
وغیرہ ایسے ستائیس پرگنے مفتوح ہوے اور ماوراء اسکے حیدرآباد مین سکہ خطبہ نام نامی سے جاری ہوا
اور عبداللہ قطب الملک نے ہر سال پیشکش بہیجنا اور نکال دالنا خطبہ سے نام شاہ ایران کا تعہد کیا
اور سنہ ۱۰۴۷ھ ایکہزار سینتالیس مین قلعہ خیبر اور ولایت تبت کہ متصل سرحد کشمیر کے ہی اور قبول کرنا

زمیندار ان اودیوگڈھ اور چاندہ کا پیشکش ہر سالہ جلوہ ظہور کا پایا اور ۱۰۵۶ھ سنہ ایکہزار سینتالیسمین ملک سگالہ
مع قلعہ سالیر و ملہیر و غیرہ قلاع سے انس اضلاع کے تصرفمین آئے اور ۱۰۵۲ھ سنہ ایکہزار باونمین قلعہ قندہار کہ علی
مردان خان طرف سے شاہ عباس ماضی کے حاکم اوسکا کتیا عہدمین شاہ صفی کے متہم و متوہم ہوکر قلعہ
مذکور کو اتصرف مین اولیاء دولت کے دیا اور آپ حضور فیض گنجور مین حاضر ہوکر مشمول نوازش و
بادشاہانہ کا ہوا اور ۱۰۵۶ھ سنہ ایکہزار چھپن مین ملک بلخ و بدخشان کا مع قلاع اور توابع اسکے کما قبل سے والی توران
برفت از ملک توران انگیخت ثانی صاحبقران ثانی بجانبش کن جہاں ۔ اور ۱۰۶۷ھ سنہ ایکہزار ستسٹھ مین قلعہ سیوستان کو
ظفر آباد موسوم فرمایا اور یسا قرار پایا کہ قلعہ کلیان اپنے تصرفمین رکہکر جانبین عادلخان کا ایک گروہ بحراس
لاک و پانی نقد و جواہر سے بطریق پیشکش داخل سرکار کرے اور قلعہ پرنیڈہ کو مع لواحق اور تمامی قلعجات
اطراف کو کہ تصرفمین بندگان بادشاہی کے چھوڑدینگے مگر سبب چھوڑدینے اوس طرف کو شاہ جہان
بادشاہ نے مقتضائے تفضل و قدردانیکی مملکت کو بلخ و بدخشان کی ۱۰۵۷ھ سنہ ایک ہزار ستاون مین تحت
تصرف سید نظر محمد خان حاکم توران کے اور جہتہ سے متصرف ہوئے ۱۰۵۹ھ سنہ ایکہزار انسٹھ مین شاہ
عباس نے قلعہ قندہار کو بعد محاصرہ کے اور نظر کرتے عزیمت شاہزادہ محمد اورنگ زیب حضور اعلی مین اور
ہرج و مرج سلطنت کے پیشکش جانشین عادل خان کا اکثر تحصیل مین نہ آیا مدت عمر گرامی اور سلطنت
سراسر عظمت مدت عمر جہتر سال تین مہینے چھبیس دن قمری مدت سلطنت تیس سال سات ماہ
بیس روز اور مدت انتزو اقلعہ اکبرآباد مین آٹہ سال چار ماہ بیس روز سبب انتقال اور بکار وفات اور
سال رحلت اور مرقد منور اسباب انتقال عارضہ جسمانی کہ بسبب احتباس قوت دافعہ کے تنگنائے محبس قلعہ بدن کے
تنگ آکر وسعت آباد روضہ رضوان کو مسکن اپنا کیا تاریخ وفات بچھیسوین رجب ۱۰۷۶ھ سنہ ایکہزار چھہتر

کما قیل سے شاہجہان وفات کردہ ۔ مکان ولادت اکبرآباد مرقد منور بھی وہین ہین لقب ایام بے اختیاری علی حضرت
اور لقب بعد وفات فردوس آشیانی اور یہ بھی نیک واضح ہو کہ اس بادشاہ دین پناہ نے مدت سلطنت مین
اپنی نو کرور پچاس لاک روپی مساکین کو بخشش کئے اور چار لاک بیگہ زمین ایک سو آٹھ موضع اول سالمین
جلوس والا کے مستحقون کو عنایت فرمائے ایک قندیل مرصع کار قیمتی دو لاک پچاس ہزار روپے کی مکہ
معظمہ کو روانہ کی ۔ عالمگیر بادشاہ کا بیان ۔ اسم گرامی اور کنیت اور لقب و اسامی والدین ماجدین نام
محی الدین محمد کنیت ابو المظفر لقب اورنگ زیب اور عالمگیر بادشاہ بن شاہجہان بادشاہ اسم والدہ ماجدہ
ارجمند بانو بیگم مخاطب ممتاز محل ممتاز الزمانی صبیہ آصفخان خلف اعتماد الدولہ مخفی نہو کہ عرف مین یون مشہور ہی
اوس شخص کو سید کہتے ہین کہ باپ سید ہو اور جو شخص کہ فقط ماں اوسکی سیدانی ہو اور باپ سید نہو
شریف کہتے ہین اور بعضے شریف کو بھی سید کہتے ہین اس دلیل سے کہ حدیث شریف ہی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی خیر الولد یتبع بخیر الابوین یعنی بہتر تابع ہوتا ہی بہترین والدین سے
جیسا کہ مرزا محمد مخاطب بہ نعمت خان عالی نے تاریخین عہد بہادر شاہ کی لکھا ہی کہ والدہ نواب آصف جاہ
بہادر کی عطر اللہ تربتہ طرف سے والدہ اپنے سائیس واسطے سید عبد اللہ اعرج نبیرہ حضرت امام
زین العابدین رضی اللہ عنہ کو پہونچتا ہی اسواسطے نواب آصفجاہ بہادر طاب ثراہ سید ہوے پس اس
نسبت کرنے عالمگیر بادشاہ بھی سید ہوے تاریخ اور مکان ولادت تمامی سعادت اور جلوس اقبال مانوس
تاریخ اور مکان ولادت شب یکشنبہ پندرہوین ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۷ ایکہزار ستائیس ہجری کہ آفتاب عالمتاب
اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہی اگرچہ پینتالیس دن کا تفاوت ہی کچھ مضایقہ نہین تاریخ بہتر ہی روایتی اور
مکان ولادت تعلقہ صوبہ گجرات تاریخ جلوس روز یکشنبہ غرہ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۸ ایکہزار سینسٹھ

اور مادہ تاریخ آفتاب عالم تاب یک میم زیادہ کو زیا ہی ایضاً ظل الحق ہیان تو دو عدد زیادہ ہین یہ کچھ ہین الف لام
بھی بھرتی کا ہی اور جو کتاب بھی لکہتا ہی کہ جیسا نسخہ مین ہتا مرقوم ہوا یہ غلطی قدیم ہی ایضاً اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اس آیہ کریمہ کے بھی اعداد ایکہزار اٹہٹ ہین ہیان بھی مورخ نے سابق
بموجب دو مہینے محصور کیے یہ بہت خوب ہی اور مکان جلوس بلدہ شاہجہان آباد دکلاد والاحترام اور وزرائے اعظام
کا بیان ابتدا جلوس میمن میر جملہ حیدر آبادی مخاطب بہ معظم خان بعد اسکے ملا علاء الملک تونی مخاطب بہ فاضل خان پس
جعفر خان خلف صادق خان پہر محمد ابراہیم مخاطب بہ اسد خان کہ اسی عہد مین وے خطاب امیر الامرائی کے
سرفراز ہوئے تہے اول نیابت سے سرانجام کرتے رہے بعد اسکے سنہ ۱۰۹۷ ایکہزار ستانوے مین اصالتاً
سربلندی پائی کما قیل ؎ زیاشدہ مسند وزارت بروکیان حرم محترم کا بیان چہے محل اول رحیمہ بانو
مخاطب بنواب بائی جو صبیہ راجہ راجو اودم دلرس بانو بیگم صبیہ مرزا شاہ نواز صفوی کہ سنہ ۱۰۸۹ مین
خواستگاری ہوئی تہی سنہ ۱۰۹۶ ایکہزار چہیانوے مین حسن علی ترتیب پایا شاہجہان بادشاہ نے وہ جو کچھ
کہ سابق مین عنایت فرمایے تہے دس لاک روپی سوائے اسکے طوی کے مرحمت کیے اور دست مبارک
سے سہرا مروارید کا سر پر اور نگ زیب کے باندہا اور بادشاہ زادہ مراد بخش اور جمیع امرا کو
فرمان ہوا کہ ہمراہ بادشاہ زادہ اورنگ زیب کے آرایش تمام سے اوس روز ہوا جو کہ رسم و آئین
جہان کا ہی گہر مرزا مرحوم کے جاوین اور خود بدولت بہی تشریف سے قدوم میمنت لزوم کے منزل
مرزا کو رشک خلد برین کیا سوم اربک آبادی محل چہارم داودپوری محل اور یہ بہی تحقیق نرہے کہ
احوال مین رحیمہ بانو کے خافی خان نے تاریخ مین اپنی یہ لکہا ہی کہ سید شاہ میر نام ایک بزرگ
اولاد سے جناب محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ توابع مین راجور کے

کہ عمران ہے صوبہ کشمیر کے ہی منسوبی تہے راجہ راجور کا لڑکی کو اپنی عقد ازدواج مین سید مذکور کے دیا تہا
اوس سے ایک لڑکا پیدا ہوا بعد اسکے سید صاحب موصوف اوس ملک سے واسطے زیارت حرمین شریفین
کے گئے اور پھر نہ پہرے اور فرزندونکے کہ نواسے راجہ کے ہوے راجہ نے اپنے تربیت کرکے کہ خدا کیا
اون سے جو اولاد ہوئی سلک مین اولاد ان جناب واحفاد مین راجہ کے منسلک ہوئی پس عہد مین
شاہجہان کے ایک اولاد سے اس راجہ کے کہ اوسوقت راجگی اوس سے متعلق تہی رحیمہ بانو نام دختر
اولاد سے اُن سید کی اور احفاد سے راجہ کی تہی سایتہ بہت سے تحفے ہدایا کے راجور سے انجمن
مین حضور فیض گنجور کے بہیجی گئی تہی بادشاہ نے اوس معظمہ کو بادشاہ زادہ محمد اورنگ زیب سے
نسبت فرمائی تہی اور اقبال نامہ مین ایسا مذکور ہے کہ زمیندار کو اوس سرزمین کے راجہ کہتے ہین
اگرچہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اوسکو مسلمان کیا تہا باوجود اسکو راجہ کہتے ہین اور بدعتین
نام جہالت کین درمیان اُنکے بطریق استمرار جاری ہین اولاد امجاد کا بیان پانچ پسر محمد سلطان اور
محمد معظم اور محمد اعظم اور محمد اکبر اور محمد کامبخش پانچ دختر زینت النسا بیگم اور زینت النسا بیگم اور بدر النسا بیگم
اور زبدۃ النسا بیگم اور مہر النسا بیگم محمد سلطان ۱۰۸۷ھ ایکہزار ستاسی مین قضاء ربانی سے رحلت کی
اور محمد معظم ۱۱۱۰ھ گیارہ سی اٹہارہ مین سریر آرائے خلافت جہانبانی ہوا اور محمد اعظم بعد انتقال پدر احمد نگر
مین تخت جہانبانی پر جلوس کیا اٹہارہون ربیع الاول ۱۱۱۸ھ گیارہ سو اٹہارہ مین جب برادر بزرگوار سے
مقابلہ پڑا بعد محاربہ جنگ سلطانی کے دار الملک جاودانی کو سفر و تیغ کین سے ہوکر ارادہ کیا چنانچہ
مختصر احوال اگے چلکر نامہ نگار عرض کریگا اور محمد اکبر ۱۰۹۲ھ ایکہزار بیانوے مین بنی ہوکر طرف مملکت
ایران کے فرار کیا اور اسی نواحین رحلت کی اور محمد کامبخش بعد رحلت پدر بروم پور مین اگرچہ اسنے بھی

تخت خلافت کو زین کیا لیکن بن نہ آئی اور وہاں سے جانب حیدرآباد نہضت کی پس ماہ محرم سنہ ۱۱۲۰
گیارہ سو بیس میں جب بلدۂ مذکور کو پہونچا نواحی میں اوسکے تیرہویں ذیقعدہ سید الیوم میں برادر بزرگ سے
جنگ سلطانی کر کے مجروح اسیر پنجۂ تقدیر کا ہوا جو نکہ وہ بہت ذی جرات تہا یہاں پر لکہا ہے کہ
عالم نزع میں جب روبرو برادر کے لے آیا ایک فرزند دن سے بہادر شاہ کے ایسا کہا کہ آپنے باوجود قلت
سامان جنگ کے اپنے کو اس نوبت پر پہونچایا کیا فایدہ اوٹہایا جواب میں اسکے ایسا کہا میں نے
سنت سلاطین سلف کی بجالائی ہے تم بعد پدر اپنے سنت تازہ ایجاد کرنا تمام ملک آپس میں تقسیم
اتفاق سے رہنا یہ بولا اور دم چھوڑا اور منجملہ محدرات سے حریم سلطنت کے زینب النسا بیگم اور زینت النسا
بیگم اور بدر النسا بیگم نے قبول نسبت نفرمائیں اور زبدۃ النسا بیگم کو سپہر شکوہ خلف دارا شکوہ سے
اور مہر النسا بیگم کو امیر بخش خلف مراد بخش سے اراکین سلطنت نے منسوب کیا اور والدۂ محمد سلطان اور
محمد معظم کی نواب بائی چہوصبیہ راجہ راجو کی ہی اور والدۂ محمد اعظم اور محمد اکبر اور زینب النسا بیگم اور
زینت النسا بیگم اور بدر النسا بیگم اور زبدۃ النسا بیگم کی دلرس بانو بیگم صبیہ مرزا شاہ نواز خان صفوی
اور والدۂ کامبخش کی اودے پوری محل اور والدہ مہر النسا بیگم کی اورنگ آبادی محل اور تاریخ ولادت
بیگمون اور شہزادون کی یہ ہے کہ زینب النسا بیگم سنہ ۱۰۴۷ ایکہزار سینتالیسمین اور محمد سلطان سنہ ۱۰۴۹
ایکہزار انچاسمین اور محمد معظم سنہ ۱۰۵۳ ایکہزار ترپن میں اور زینت النسا بیگم سنہ ۱۰۵۳ ایکہزار ترپن
میں اور بدر النسا سنہ ۱۰۵۷ ایکہزار ستاون میں اور زبدۃ النسا سنہ ۱۰۶۸ ایکہزار اڑسٹھ میں اور محمد اعظم
شاہ سنہ ۱۰۶۳ ایکہزار ترسٹھ میں اور محمد اکبر سنہ ۱۰۶۵ ایکہزار ستاون میں اور مہر النسا بیگم سنہ ۱۰۷۲ ایکہزار
بہتر میں اور محمد کامبخش سنہ ۱۰۸۲ ایکہزار بیاسیمین اس ترتیب سے ہر ایک نے لباس وجود کا پہنا اور مقبرہ

جو خرد بناد

جو محبسته بنیاد مین بی دلرس بانو بیگم والدہ اعظم شاہ کا ہی ایران اور توران اور روم کے بادشاہون کا بیان
جو معاصر عالمگیر بادشاہ کے تھے چنانچہ مملکت ایران مین شاہ عباس ثانی کہ معزالیہ نے ۱۰۸۹ سنہ ایکہزار
اٹہاسی مین ولیعہد حیات کی جہان آفرین کو سونپا بعد اسکے شاہ سلیمان خلف شاہ مذکور اسی سال
جلوس فرمایا اور ۱۱۰۶ سنہ ایکہزار ایکسو چہ مین اس جہان فانی کو بدرود کیا پس شاہ سلطان حسین خلف
شاہ مغفور اسی سال سریر آرائے خلافت ہوا اور ملک توران مین چونکہ ملازمان شاہجہان بسبب انبساط اور
جنگ ہر روزہ کے از کون سنے دلتنگ ہو رہے تھے فرمان طلب کو نعمت عظمیٰ جانکر بلا توقف روانہ
ہندوستان ہوے اور سید نظر محمد خان مع ہمراہی جمعیت قزلباش ایران سے مراجعت کرکے
ملک مورونی کو متصرف ہوا مگر بسبب مخالفت فرزند اور نفاق امرا کے جب کچھ بس و دست دمانکا نکر سکا
مضطرب حال پھر عازم ایران ہوا اور بلدہ نیشاپور مین پہونچکر نقد زند گیکا قضا و قدر کے حوالے کیا اور سنہ ۱۱۵۶
ایکہزار چھپن مین خطبہ ماوراء النہر کا نام سید عبدالعزیز خان کے پڑہا گیا اور خانمومی نے حکومت بلخ کی
سبحان قلی جھوٹے بہائی کو تفویض کی اور بلخ سے سید عبدالعزیز قصد زیارت حرمین شریفین کے
ملک مورونی سے نکلکر مملکت ایران کو آیا اور وہان سے بعد ملاقات شاہ عباس ثانی اور طی کرنے مجالس
شاہانی کے مع جمعیت و کامرانی روانہ حرمین شریفین ہوا اور سعادت زیارات اماکن متبرکہ کی حاصل
کرکے انتقال فرمایا اور مدینہ منورہ مین بیچ مقبرہ شریف بقیع کے نزدیک چچا امام قلیخان اپنے مدفون
ہوا واضح ہو کہ سلطان مغفور مرحوم نے کعبہ شریف مین اچھے اچھے دستور جاری کئے ہین اول موسم حج
مین سابق سے مرد اور عورتین سب ملکر ایکدور داخلی کرتے تھے اور زیارت سے خانہ کعبہ کی مشرف
ہوتے تھے سید عبدالعزیز خان نے سلطان روم کو لکھا کہ زیارت کرنی خانہ کعبہ کی ایک ہی دن جملہ

مرد وزن کا ناشروع ہی اسواسطے کہ اسمین بسبب ابنوہ اور قصد حصول سعادت کے نا اور حال اسمین
ملجاتے ہین لحاظ ہرام کا کم رہتا ہی ترک فرض ستر حجاب کا ہوتا ہی پس بنوبت ہوبت ایکروز عورات
اور ایکدن مرد مشرف ہوا کرین ایسا مقرر کیا دوم چونکہ خانہ بلند ہی اور سابق تہین اسکو زینہ
نہتا مرد عورات تکانات پکڑکر اوپر کھینچ لیتے تھے سید عبد العزیز خان اختراع سے اپنے ایک زینہ
لکڑی کا مثل ارابہ کے پایے اسمین نصب کرکے ایسا احداث کیا کہ موسم مین زیارت کے زینۂ مذکور کو
کھینچ کر خانۂ متبرکہ کے متصل چھوڑدین تا سہولت تمام سے تمام حجاج اسپر برآمد ہوکر
زیارت سے مشرف ہون اور بعد ایام حج و زیارت کے دوسری جا نقل کرکے رکھدین اس
رسم کو تمام علماے حرمین نے پسند کیا اور وہ زینۂ موضوعہ نام سے سلطان کے موسوم ہوا بعد
اسکے سلطان روم نے بہی مثل اوسکے ایک زینہ بنا فرمایا اور یہ فرمایا کہ ایکروز زینۂ سید عبد العزیز
خان کا رکہا کرین ایکروز زینہ ہمارا کہ اول یہ دستور حسنہ ایجاد خان موصوف کا ہی اب روز اول
زینہ عبد العزیز خان کا اور روز دوم زینہ سلطان روم کا رکہا جاتا ہی اور بعد سید عبد العزیز خان
کے سلطنت توران کی سبحان قلی خان سے منتقل ہوئی اور حال اوسکا نا معلوم

ذکر ہند و دکن کے بادشاہونکا بیان ❊ جو معاصر عالمگیر بادشاہ کے تہے تمامی مملکت ہندوستان کی بہ تصرف
اولیاے دولت کے تہی اور دکن مین جیسا کہ گذرا علی عادلشاہ ۱۰۷۳ ایکہزار تہتر مین بسط حیات کا
رچنا بعد اسکے سکندر عادلشاہ کہ آٹہوان بادشاہ اور آخرین فرمان روا عادلشاہیہ کا تہا پانچ
برس کی عمر مین قایم مقام پدر ہوا مگر مدارات کارانام اور زمام اختیار مہام باتہ مین خواص خان اور
بہلول خان اور سید مسعود حبشی کے تہی آخر ۱۰۹۷ ایکہزار ستانوے مین بندگان عالمگیری نے بعد

محاصرہ اور جنگ و جدل سے سکندر کو دستگیر کرکے محبوس کیا اور مملکت بیجاپور کی تصرف میں اولیائے دولت
عالمگیری کے آئی من بعد مادام الحیات سکندر ملازم رکاب سلطانی عالمگیر بادشاہ کا رہا اور جب وقت
موعود کو پہونچا داعی حق کو جواب لبیک اجابت کا دیا اور قطب شاہیہ سے جیسا کہ گذرا عبد اللہ قطب شاہ
واضح ہو عبد اللہ قطب شاہ کے عہد حکومت سے سپہ سالار عمدہ سلطان کا تھا
سلطان سے آزردہ ہوکر درگاہ معلی شاہ جہان بادشاہ کی مستغاثی تھا اور جہان پناہ سے
استعانت چاہی تھی اوسوقت حسب الحکم بادشاہ کے محمد اورنگ زیب شہزادگی کی حالت میں
جو بیچ سنہ ۱۰۶۷ ایکہزار سین سٹھ کے وارد حیدرآباد ہوکر مصروف محاصرہ اور محاربہ کا ہوا آخر کار
انجام اس مہم کا سابقہ صلح کے سرانجام پایا عبد اللہ قطب شاہ نے جسپہ کو اپنی سلطان محمد
پسر اورنگ زیب سے نسبت کی اور شکیش بہت خدمتین بادشاہ کی گذرانا محمد اورنگ زیب نے
ہر حلہ کو مع اموال و اعیال اسکے ساتھ لئے ہوئے چلا گیا پس عبد اللہ قطب شاہ جو اسوقت سے
قلعہ میں گیا ہوا تھا باردیگر پیر شہر میں نہ آیا بیچ اوسی قلعہ کے سنہ ۱۰۸۳ ایکہزار ترپاسین طرف
ملک عدم کے رحلت کی من بعد داماد اوسکا سلطان ابو الحسن قطب شاہ ساتوان بادشاہ
خاتمہ سلطنت قطب شاہی کا جائے پر جسر کی جلوس فرمایا عہد میں ابو الحسن کے مسمی سید مظفر
ایک شخص مدار المہام سلطنت کا تھا بلکہ اسکے سلطان نے خدمت مادر تا نام ایک برہمن کو مفوض کیا
اوقات سلطانی بسر عیش و عشرت میں گذرتے تھے بسبب اسکے لکھا ہے کہ قبل محاصرہ کرنے فوج
شاہی عالمگیری قلعہ محمد نگر گولکنڈہ کو اعیان مملکت سے اوسکے سید علی خلف مرزا محمد
اور شریف الملک اور محمد ابراہیم المخاطب بخطاب مخابت خان اور چند امیرزادے امتیازی

مرد آدمی اولاد سے عبد الجبار مرحوم اور سید مظفر کی خدمت سے دلی نعمت قدیم اپنے جدا سی اختیار
کر کے درگاہ مین عالمگیر بادشاہ کے حاضر ہوے اور فراخور مراتب اپنے مناصب پائے اور اوآن محاصرہ مین
علی مردان خان اور سعادت خان لشکر عالمگیری سے آملے اور بندگان بادشاہی عالمگیری کے سنہ ۱۰۹۸
ایکہزار اٹہیانوے مین تمامی مملکت حیدرآباد کو مع توابع اور لواحق اسکے تصرف مین اپنے لاکر سلطان
ابوالحسن کو گرفت کر کے قلعۂ دولت آباد مین روانہ کیا وہ اسی قلعہ مین جان بحق تسلیم ہوا اور دولت
قطب شاہیہ انقراض پائی ممالک مفتوحہ اور تواریخ فتوحات سنہ ایکہزار ستر مین قلعہ جاکنڈہ اور ولایت
کوکن سعی سے امیر الامرا عرف شایستہ خان صوبہ دار دکن کی اور سنہ ایکہزار اکہتر مین ولایت بلاول
کہ پائین طرف پٹنہ کے واقع ہی کوشش سے دارا خان صوبہ دار اسجا کے اور کوچ بہار ممالک شرقیہ
متعلقات صوبۂ بنگالہ سے اور ملک آسام مساعی جمیلہ سے خان خانان عرف معظم خان میر جملہ کی
اور سنہ ۱۰۷۲ ایکہزار بہتر مین اسلام نگر عرف جام بخش تردد سے مظفر الدین خان کی اور سنہ ۱۰۷۳ ایکہزار
چہتر مین تسخیر قلعہ ملک سے سیوا کے کوشش اور تدبیر سے راجہ جیسنگہ کی اور اسلام قبول کرنا سیدا نات
تبت کا اور جاری ہونا سکہ اور خطبہ کا اوس ولایت مین نام سے حضرت عالمگیر کے اور قلعہ جاتنام
متعلقات سے ولایت جیسنگہ کے حسن سعی سے امیر الامرا ناظم بنگالہ کے یہ جملہ ملک مسخر ہوے
اور سنہ ۱۰۹۱ ایکہزار اکیانوے مین میر محمد یحیان نام ایک بزرگ نے کہ وے باپ اوسی شخص کے
بیٹے کہ جسنے قبل نامہ نگار کے ایک جدول تیار کی ہی کہ یہ سب مضامین اوسیکے ہین سایہ
عجایب بیجاپور اور دیوانی سیاق دکن کے مع ضمیمہ حدمات دوسرے نامور ہے بیجاپور مین سکہ
اور خطبہ کو نام نامی سے مزین کیا اور ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۰۹۲ ایکہزار ستانوے مین میامین اقبال

عالمگیری اور نزول رایات حشمت و جاہی سے قلعہ بیجاپور کا مع جمیع قلعجات اور توابع اُس اضلاع کے
فتح ہوا اور روز جمعہ اٹھائیسوین ماہ ذی قعدہ ۱۰۹۸ سنہ ایکہزار اٹھیانوے مین ورود سے موکب
ظفر آمود اور محاصرہ حسود نامحدود کے شہر حیدرآباد ساتہہ جمیع پرگنجات امد متعلقات اوس
نواح کے مسخر کیسونے تاریخ ساتہہ تعجبہ کہی ہے ۔ علی در بزم تاریخ آمد و گفت ۔
بسار کباد فتح حیدرآباد ۔ ایضاً تاریخ ہرد و قلعہ کی ہے ۔ ذیقعدہ تا ماہ زہی قعدہ شاہ دو ملک
ز دو قلعہ یک مہ کرفت ۔ اور سنہ گیارہ سی گیارہ مین قلعہ ستارہ کا جیسا کہ مزید التفصیل بالگزارش
کرے بعد نماز عصر کے خدمتین حاضر تھے کہ خبر فتح ستارہ کے آئی اور میر مذکور نے بدیہہ ابیات
تاریخ کے موزون کر کے جناب مین گذرانے اتفاقاً اُسوقت بادشاہ قدر داں پڑہ رہے تھے
اور بعد کی اکلی ایام کے معتقدی اوسکے جاروں اگلے کشادہ قلم چوشاہ ابہام پر حضور آورد
بود بسم اعظم و کشادہ قلاع کہ شد مفتوح فی الحال ۔ تاریخ او عدد شد پارہ پارہ ۔ ز انگشتان
شہ رفتہ ابہام ۔ ز ہر چار الف کردم نظارہ ۔ بعینہ بود مشکل سال ہجری ۔ کے تاریخ تسخیر
ستارہ ۔ اور سی سال چندن اور چندن اور نونہ اور کہیلنہ اور اکثر قلاع تعلقہ سیوا کے کشایش
پاچکے تھے ۔ جانا چاہیا کہ حکومت عالمگیر بادشاہ کی مملکت ہند مین درجات کی رو سے عرض مین دس
برس کے اور بسیط طول مین ہی مدت عمر گرامی اور سلطنت سراسر عظمت مدت عمر اکیاسی سال
پاوہ و زیادت سلطنت پچاس سال اٹہاسیس دن ۔ اسباب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان جلوہ
اور مرقد منور ۔ اسباب انتقال مدت سے لیت طبیعت مین ہم پہونچی تہی اجابت نرم آتی رہی آخرکار
جو طرف اسہال کے ہوئی ریاضت بادون ریہول گئی اور کچہ علاج اطبا کا فایدہ نہ بخشا

سات اسنہ روز حسب وصیت آرام رہے انتقال فرمایا تاریخ وفات آخر شب جمعہ اثنا سیوین ذی قعدہ
سنہ ۱۱۱۸ الاگیارہ سی اٹھارہ مادہ تاریخ دخل الجنہ مکان رحلت احمد نگر مرقد منور بیچ نواح خجستہ بنیاد کے
قصبہ متبرکہ خلد آباد مین قرب جوار فیض آثار حضرت سید زین الدین شیرازی معروف شاہ زین الحق
قدس سرہ کے ہی لقب بعد وفات خلد مکان ۔ بہادر شاہ بادشاہ کابیان ۔ اسم گرامی اور کنیت
اور لقب اور اسم سامی والدین ماجدین نام سر سلطنت قطب الدین کنیت ابو النصر لقب محمد معظم شاہ عالم بہادر
شاہ بن عالمگیر بادشاہ والدہ ماجدہ رحیم بانو مخاطب بنواب بائی جیو صیہ راجہ راجو عمال کشمیر سے
تاریخ اور مکان ولادت تاریخ سعادت اور جلوس اقبال مانوس تاریخ ولادت سلیخ رجب
ایکہزار ترین کما قیل سعد باد فزان او سیف اقلیم ۔ مکان ولادت دار السرور برہانپور تاریخ جلوس ستر ہین
دیجہ سنہ ۱۱۱۹ گیارہ سو اٹھارہ کما قیل شاہ باختر بمقام جلوس اولا مقام شاہ دولہ گجراتین بعد استماع
واقعہ پدر بزرگوار کے اور تاسیس بلدہ اکبر آباد بعد فتح دختر محمد اعظم شاہ بہائی پر دکھائی دی الاحرام
اور ورود اعظام کا بیان صاحب تاریخ قدیم مسمی بہ بحالی اساجد دلین اپنی لکھتا ہی کہ ایام
شہزادگیمین اول مرتبہ وزارت سے باب واضع اوس جدول کا ہرمز امحمد مخاطب بشارت خان وغیرہ
یہ لوگ کامیاب ہتے من بعد جسوقت کہ رایات عالیات نواح کابل مین بلند ہوے محمد مسلم خان خلف
سلطان بیگ مخاطب بہ منعم خان کو یہ خدمت مرحمت ہوئی اس طرح پر کہ ابتدا جلوسیمین اولا
بخطاب صف الدولہ عنایت فرمایا اور بعد استقلال سریر جہانبانی بر سایہ والا خطاب معظم خان
خانخانان اور مرتبہ سے جلیل القدر وزارت اعظم کے سرفراز کیا اور بعد مرگ معظم خان خانخانان کے
ہدایت اللہ خان خلف عنایت اللہ خان سرانجام وزارتکا انکی جاری کرتے رہے اور منصب وکالت کا

امیر الامرا

امیر الامرا اسد خان کو ہتا اور صاحب تاریخ جدید مجمع السلاطین کا اظہار یہ ہی کہ اول محمد
ابراہیم بیگ اسد خان مخاطب باسد الدولہ حمدۃ الملک کہ وے عہد سے عالمگیر کے وزیر اعظم تھے عطائے
خلعت وکالت سے سرفراز ہوے اور بشارت خان ساتھ عمدہ عہدۂ وزارت کے شرف اندوز اور معظم خان
خانخاناں قلمدان سے وزارت کا کام کار اور بعد انتقال معظم خان کے یداللہ خان نیابتاً کام وزارت کا
سرانجام دیتے رہے اور ذوالفقار خان جو فرزند ارجمند اسد خان کے تھے منصب سے امیر الامرائی
نیز بخشی گری اور صوبہ داری جمیع صوبجات دکن کے کامیاب اور صوبہ اوڈیسہ اور دولت آباد
اور عظیم آباد اور بنگالہ نام سے شہزادۂ عظیم الشان کے ہتا اور وہ طرف سے اپنے صوبہ بالہ آباد
کا عبداللہ خان سید بارہ کو اور صوبہ بہار کا حسین علیخان بہادر کو تفویض
کرکے آپ بیشتر روبرو باپ کے رہا کرتا تھا پردگیان حرم محترم کا بیان ہمشیرۂ مرزا محمد تقی
اور بابی چرنی صبیہ روپ سنگھ راٹھور پسر عم ہمراجہ جسونت سنگھ راجہ کشن گڑھ اور
نواب ثانی صبیہ مرزا سنجر ثانی اور ہمشیرہ اولاد امجاد کا بیان چار پسر اول
محمد معزالدین مخاطب بجہاندار شاہ دوم محمد اعظم مخاطب بعظیم الشان سوم
رفیع القدر مخاطب رفیع الشان چہارم خجستہ اختر مخاطب جہان شاہ دو
دختر اول دولت افزا نام دہر افروز بانو بیگم خطاب کہ قبل جلوس کرنے تخت جہانداری پر
پدر والاقدر کے دار البقا کو تشریف لے گئیں دوم نوالنسا خانم عظیم الشان اور
رفیع الشان اور جہان شاہ ہر سہ برادر بعد ارتحال قبلہ گاہ کے برادر خورد سے
یاری یاری جنگ کرکے منزل گزین دار الخلد کے ہوئے اور جہاندار شاہ رونق افزا

اورنگ جہانبانی کا ایکسال ممالک محروسہ مین فرمان فرما رہا بعد اس عرصہ
قلیل کے محمد فرخ سیر خلف عظیم الشان نے جو صوبہ بنگالہ مین تھا عزم
رزم سے اکبر آباد پر آکر نزول کیا بعد محاربہ و مجادلہ کے جب لشکر فرخ سیر کا
غالب آیا جہان شاہ دار الخلافت سے مراجعت کرکے اسیر پنجہ تقدیر
کا ہوا اور محمد فرخ سیر نے جلوس فرمایا والدہ جہاندار شاہ کی ہمشیرہ
مرزا محمد مقیم کی تھی اور والدہ میر ارشان اور دولت افزا کی چتر منی
اور والدہ رفیع الشان اور نور النسا خانم کی صبیہ مرزا اسنجر اور
والدہ جہان شاہ کی حرم محترم حرمت اور مجمع السلاطین مین ایسا
پیرایہ تحریر کا پایا ہی کہ یہ بادشاہ عالم فاضل عابد صالح بامروت
شجاع صاحب عزم تھا جملہ ملازمان اور زمیندارن اور حکام دور و نزدیک
مطیع اور فرمان بردار تھے اور کثیر الاولاد سترا شہزادے داہین
باہین جہان پناہ کے وقت واحد مین بیٹھا کرتے تھے چنانچہ دست راست پر معز الدین
جہاندار شاہ مع پسران خود اعز الدین اور عزیز الدین و دیگر عظیم الشان مع پسران خود محمد کریم اور فرخ
سیر اور ہمایون بخت مع بیدار دل اسپر بیدار بخت ابن اعظم شاہ اور سومی دست چپہ پر رفیع الشان مع
پسران خود رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ چہارمی جہانشاہ مع پسران خود فرخندہ اختر
مع عالی تبار ابن اعظم شاہ اور دو پسران محمد کامبخش ولد عالمگیر یعنی محمی السنہ وغیرہ ذالک ایران
و توران اور روم کے بادشاہون کا بیان جو معاصر بہادر شاہ بادشاہ کے تھے مملکت ایران مین

شاہ سلطان

شاہ سلطان حسین خلف شاہ سلیمان کہ ۱۱۰۶ سنہ گیارہ سو چھے مین سریر سلطنت کو زیب و زینت
بخشا واضح ہو کہ یہان جب کتاب واسطے نمایش و فخر اپنے ایسا لکھتا ہی کہ سلسلہ سلطان حسین کا
نو واسطے سے ابو المویدشاہ اسمعیل کو پہونچتا ہی اسطرح سے کہ شاہ سلطان حسین بیٹا ہی شاہ
سلیمان کا اور وہ بیٹا ہی سلطان محمد ملقب شاہ عباس ثانی کا اور وہ بیٹا ہی شاہ مرزا ملقب
بشاہ صفی مرزا کا اور وہ بیٹا ہی صفی مرزا کا اور وہ بیٹا ہی ابو المظفر شاہ عباس ماضی کا اور وہ
بیٹا ہی سلطان محمد خدابندہ کا اور وہ بیٹا ہی شاہ طہماسپ کا اور وہ بیٹا ہی ابو المویدشاہ
اسمعیل کا اور نسب مولف کتاب ہذا یحیانی کا پانچ واسطے سے ہو کر طرف سے مان کے کہ یہ
بیٹا ہی بنت مرزا مکرم صفوی ابن رستم مرزا ابن سلطان حسین مرزا ابن بہرام مرزا ابن ابو المویدشاہ
اسمعیل صفوی کا اور تورانین چونکہ احوال وانکا ہی جدا کتاب نے چھوڑ دیا ہی اور وہ افغانستان
ہی اپنی قوم مین سے قبضہ اختیار مین کسی ایک کے ہوگا اور روم مین وہی سلاطین عثمانی ؛ ہندوکن
کے بادشاہون کا بیان ؛ جو معاصر بہادر شاہ کے ہوئے تمام بلاد ممالک ہندوستان و
دکن بلا مساہمت کسکے حیطہ تصرف مین اولیائے دولت ابد مدت کے ہتے مگر نواح تلنگ مین
صوبہ داراحمد آباد بہائی محمد کا منجنش اور بعد کشتہ ہونے محمد کا منجنش بہادر کے بندگان درگاہ سے
یوسف خان نام روز بہانی وطن ابتدا اور انہنا دنان کے صوبون کی مع تعداد آبادی اونکی زمانہ
مغفرتمآب نواب آصفجاہ بہادر تک اگے مرقوم ہوگی انشاء اللہ تعالی چونکہ بنگالہ اور مالوہ
اور گجرات اور کشمیر اور ٹٹہ اور سندہ مین ہر ایک ان ممالک سے ایک ایک جماعت نے
اہل اسلام سے ایک زمانہ تک سلطنت کی ہی اور بعد مدت معتدبہ اپنے منقرض ہوئی

مختصر احوال انکی سلطنت کا اور کمیت و کیفیت اسکی ابتدا طلوع کوکب دولت سے تا تیرِ قبول اقبال
ہر ایک کے بیان پر نامہ نگار زینت رقم کرتا ہی اول گجرات واضح ہو کہ عہد میں سلطان محمود ولد تغلق شاہ کے
صوبہ دار نے وہان کے بغاوت اختیار کی سلطان محمود شاہ مطلع ہو کر ایک امرا سے اپنے مسمی مظفر خان کو
چتر وغیرہ اساس سلطنت کا دیکر گجرات اوسکو مفوض کیا اور مظفر خان نے وہان جاکر سنہ ۹۴
سات سو چوراسی مین علم استقلال کا بلند کیا اور بعد فوت پسر اوسکا کہ وو منجل سلطنت پدر تھا
سنہ ۸۱۰ اٹھ سو دس مین جلوس فرمایا چودہ نفر اولاد سے اوسکی سلطنت کو پہونچے آخر کار
سنہ ۸۸۳ آٹھ سو اسی مین گجرات کو ملازمان اکبر شاہ نے تسخیر فرمایا دوم مالوہ ابتدا حکومت مالوہ کی یہ
کہ سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو مین طرف سے سلطان محمود بن فیروز شاہ کہ وہ سلاطین تغلقیہ سے تھا پہلے
دلاور خان غوری سات حکومت مالوہ کے مامور ہوا اور بعد رحلت سلطان علم سلطنت کا بلند کیا
پس بارہ نفر بعضے اصالتاً اور بعضے نیابتاً ایک سو اسی سال تک سلطنت کی من بعد سنہ ۹۷۰ نو سو
ستر مین وہ ملک پہر تصرف مین اکبر بادشاہ کے آیا سوم بنگالہ وہان ملک فخر الدین نام سلاحدار
حاکم بنگالہ کا کہ وہ نایبون سے تغلق شاہ کے تھا ابتدا سنہ ۷۳۹ سات سو انچالیس مین سید قادر خان
ولی نعمت کو اپنے مار کر علم استقلال کا بلند کیا پس چھبیس نفر ایکسو چوالیس سال حکومت کیے اور بعد منقضی
ہونے مدت مذکورہ کے سنہ ۹۸۴ نو سو چوراسی مین وہ ملک بہ تصرف اولیائے دولت اکبر بادشاہ کے آیا چوتھا
سندھ اور ٹھٹہ ابتدا مین اوسطرف حجاج بن یوسف ظالم نے کہ سنہ ۸۰۶ آٹھ سو چھے مین محمد ہارون کو
روانہ کیا اور اوسنے مسمی محمد قاسم کو حاکم اوس جایکا قرار دیا محمد قاسم نے راجہ سندہ کے محاربہ کرکے
سنہ ۹۰۳ نو سو تین مین بلاد سندہ پر متصرف ہوا بعدہ بمرور ایام زمیندار اوسجا کے متصدی یعنی ذمہ دار

حکومت ہوا

حکومت ہوئے یہانتک کہ پانسو برس حکمرانی کی بعد انکے پندرہ نفر طبقہ سمکان سے کہ اپنے کو
اولاد سے جمشید کی جانتے تھے اور چار نفر غیر انکے فرمانروائی کرتے رہے آخر الامر ایکہزار ایک ہجری
ولایت سندہ کی داخل ممالک محروسہ اکبر بادشاہ ہوئی اور مرزا جانی بیگ کہ حاکم وہانکا تھا سلک
ملازمان اکبر بادشاہی مین منخرط ہوا پہلے کشمیر اوس جا اول ایک شخص شاہ میر نام جاکیردہان کے راجہ کا
تھا بعد فوت راجہ کے اوسکے بیٹے کے مزاجمین سما در آیا کہ منصب وزارت کا حاصل کیا پس بمرور دہور سنہ
سا تہہ سو سیتالیس ہجری تہہ خطاب شمس الدین کے مخاطب ہو کر رئیس شاہ میر خطبہ اپنے نام کا پڑہوایا
چھبیس دو سو پچاس سال تک سلطنت کئے یہانتک کہ سنہ ۹۹۰ نو سو پچانوے مین کشمیر تصرف مین
اکبر بادشاہ کے آیا ۔ یہی جانا چاہئے کہ اول ملک گجرات کا اور مالوہ اور بنگالہ کا عہد مین ہمایون بادشاہ کے
مسخر ہوا بعد عزیمت بادشاہ موصوف کے ایران کو کوتہ اندیش لوگ متصرف ہوے تھے
مہام
من بعد دوسرے مرتبہ عہد مین اکبر بادشاہ کے پھر مفتوح ہوا ممالک مفتوحہ اور تواریخ فتوحات انتظام
ممالک محروسہ مورخان اہلے کرام اور اجداد عظام کا خافی خان نے تاریخمین اپنی جو لکہا یہی ہے کہ اوایل عہد
مین شاہ عالم بہادر شاہ کے میر اویس نام ایک مرد افغانی کہ وہ نوکر دن سے سلطان حسین شاہ ایران کے متعین
قلعہ قندہار کا تہا چونکہ ایک مدت سے اوسکو فکر گرفت کرنے قلعدار کی تہی ایکروز طالع نے معزالیہ کے
یاوری کی ایسا اتفاق ہوا کہ دفعتاً کرکین خان حاکم قندہار کا واسطے انتظام گردنواح کے قلعہ سے نکل کر
خلوتین مصروف شورش تہا کہ ہمراہی افغان مذکور کے جو قابو مین ہتے کرکین خان پر آکر گرے اوسکو
اور اوسکے مقربون کو مسافر ملک عدم کا کیا اور اوسی شب قلعہ کو متصرف ہو کر جناب مین بابر یافتگان
حضور کے فتح قلعہ کی عرض کی ہرچند کہ بادشاہ کو شاہ ایران سے محبت قلبی تہی گو بظاہر مقتضا سے

معلی وقت کے فرمان قضا قدر یکانام سے اوس افغان کے مع خلعت اور پانچ ہزاری منصب روانہ فرمایا لیکن شاہ
ایران کو خفیہ پیغام کیا کہ تمکو جو لیجی اور جرات کہ اوس افغان کے ظہور مین آئی باعث ملال کا ہوا جلد رفع مین
اس فساد کے کوشش کیجاوے اس طرف سے ہرگز کمک اوس بیکحرام کو نہ پہونچیگی مدت عمر گرامی اور سلطنت
سراسر عظمت مدت عمر شتر برس پانچ مہینے اکیس دن مدت سلطنت پانچ سال اکیماہ دو روز اسباب
انتقال اور تاریخ وفات اور بیان جلوس اور مرقد منورہ اسباب انتقال عارضہ قولنج کا سخت ایسا عارض
ہوا کہ بسبب ضعف کے مزاج بخشی الممالک دن تک بیہوشی رہی اور معالجہ کچھ اثر نکیا روز سوم بموجب مضمون
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ دعوت حق کو قبول فرمایا تاریخ وفات بیسوین محرم ۱۱۲۳ سنہ
کیہزار ایک سو تیس مکان خلد منزل لاہور مرقد شاہجہان آباد مین متصل مزار فایض الانوار قطب العارفین حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے لعف بعد وفات خلد منزل واضح ہو کہ عالمگیر بادشاہ بہت
بہادر اور صاحب تقوی تھے ہمیشہ اونہے صحبت علما اور فضلا کی رہی چنانچہ فتاوی عالمگیری سے ظاہر ہے
اور حافظ قرآن چنانچہ ابتدا حفظ کی تاریخ آپ کریمہ سے مستفاد ہوتی فلا تعتنی اور اتمام کی لوح
محفوظ سے اور وقت تحریر کتاب راقم نے مظہر الاخبار مدراس سے ایسا پایا کہ وہ جناب کلام شریف للملک
ہدیہ کیا کرتے تھے اور جملہ رقم وقت انتقال اٹھہ سو لاکھ روپے حاصل ہوئے تھے فقط اور نہ ہی جانا
جائیے جسکہ محمد اعظم شاہ کو بعد عالمگیر بادشاہ کے حکومت بالاستقلال میسر ہوئی اسواسطے کسوا اہل
کے بیان معرکہ کا جداگانہ درج کتاب نہین کیا اوسی پر جو ضمن مین احوال محمد اعظم شاہ کے جانا گیا
بسی نارنکھا کیا لیکن حال مین مجمع السلاطین والا اپنی جد والمین برابر کچھ لکھا ہی نارنکا بھی بموجب
اوسکے رقم کرتا ہے اس لحاظ سے کہ بعد جلوس فرمایا تھا اور تمام تحلات شاہی رکھتا تھا جو اقتدار

کو سلاطینوں کا ہوتا ہی ملک و مال دولت خزانہ لشکر حکومت سب پر قابض و متصرف تقدیر نے یاری نکی
شکست ہوئی عین کارزار مین مارا گیا نقل مشہور ہی تخت یا تختہ تابوت پر محمد اعظم شاہ کا بیان ۲
نام اور کنیت اور لقب اور سامی والدین نام محمد اعظم کنیت اور لقب غیر مقرر ان اور نگ زیب عالمگیر مادر
دلرس بانو بیگم بنت شاہ نواز خان صفوی تاریخ اور مکان ولادت تاریخ ولادت روز دوشنبہ بارہوین شعبان
سنہ ۱۰۹۴ ایکہزار چورانوے مکان ولادت یساق دکن پرد کیان حرم کا بیان نامعلوم اولاد کا بیان اول
سلطان دالاجاہ دوم بیدار بخت ہر دو ساتھ ساتھ باپ کے عاریمین کشتہ ہوے سوم عالی جاہ وزراالامرا خان
چونکہ عرصہ حکومت کا قلیل تھا اتفاق تقرر وزارت کا کسو پر نہوا ممالک مفتوحہ کا بیان ۲ چنیکہ عالمگیر بادشاہ
حین حیات اپنے واسطے دفع منازعت کے ہر سہ فرزندون کو ملک بانٹ دیا تھا اس طرح سے کہ اعظم شاہ کو گجرات
اور دکن اور کام بخش کو مالوہ وغیرہ اور معظم شاہ کو کابل و لاہور دی لیکن جب عالمگیر موے اعظم شاہ نے
بعد وفات بارہ دن کے روز جمعہ اٹھایسوین ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۸ گیارہ سو اٹھارہ متصل اورنگ آباد کے احمد نگر
مین تخت سلطنت پر جلوس کر کے کمر تسخیر کی تمام ملک ہندوستان اور فسخ تجویز پر پاکے مضبوط باندھی
اور معظم شاہ کہ وہ اسوقت کابل مین تھے خبر فوت ہونے پدر والا قدر کی اور جلوس کرنا اعظم شاہ کا دادہ
سلطنت پر لشکر سیاہ عظیم سے ہندوستان کی طرف کوچ فرمایا اور ایک نامہ اعظم شاہ کو ایسا لکھا کہ بہ تقسیم
قناعت کیجاے ملک کی حرص کرنا اور جنگ و جدل میانہ برادرون کے ہونا مناسب نہین چونکہ اعظم شاہ
بہت جلد ارادہ اور شجاع اور خشمناک مزاج تھا جواب مین ایسا لکھا کہ آپ خوب جانتے ہین دو
بادشاہ ایک ملک مین نہین سماتے ہین اور فوراً برسم یلغار گجرات سے لشکر جرار نہضت کی
اور ادہر سے معظم شاہ بھی اپنی جا سے چلے بعد کوچ اور مقام چند ایام ولیالی کے میدان مین دھولپور کے

ملاقی عساکر طرفین کی ہوئی اتفاق ہوئیں تاریخ سے ربیع الاول کی سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو نبے ہجری سو یک
دو دن بازار جدال و قتال کا گرم رہا آخر کار اعظم شاہ مجروح و مقتول ہو کر تختہ تابوت کو پہنچے فرخ سیر
سے چھ ہزار سوار اور پیادہ مع پچاس سردار عمدہ نشین طرفین سے کام آئے معظم شاہ فتح پائی وہ تخت نشین

ہوئے ۞ ایران و توران و روم کے بادشاہوں کا بیان ۞ ایران و توران و روم سنہ ۳۰ موافق معمول ۞ ہند و دکن کے
بادشاہوں کا بیان ہند و دکن ہر دو نیز بدستور ممالک مفتوحہ ممالک مفتوحہ کہاں خود کشتہ ہوئے مدت عمر ایام
سلطنت موت عمر پچپن سال تین مہینے سولہ دن ایام سلطنت ایام سلطنت تین ماہ بیس روز اسباب انتقال
اور تاریخ وفات اور مکان رحلت جیسا کہ بیان ہوا اور مدفن مقبرہ ہمایون بادشاہ ۞
۞ معز الدین کا بیان ۞ اسم گرامی اور کنیت و لقب و اسم والد ین نام معز الدین بیت فتح
لقب محمد جہاندار شاہ بادشاہ ابن بہادر شاہ اسم والدہ نظام بائی تاریخ و مکان ولادت اور جلوس
تاریخ ولادت روز چہار شنبہ بیسویں رمضان سنہ ۱۱۷۲ ایکہزار ایکسو بہتر یا اکہتر مکان ولادت حوالی دکن تاریخ عقد
ربیع الاول روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس اور بعض بارہویں محرم کی روز وفات بہادر شاہ کے
لکھا ہی مکان جلوس اول دار السلطنت لاہور من بعد شاہجہان آباد وزرا و امرا کا بیان بدستور
وکیل السلطنت آصف الدولہ اسد خان اور بخشی ملک ذوالفقار خان پسر اسد خان جملہ ارکان سلطنت
امراء عظام خواجہ کو کلتاش خان اور خواجہ حسن خان مخاطب خانہ دوران اور اعظم خان اور عابی خان
اور محمد امین خان پردکیان حرم کا بیان مجہول اولاد کا بیان دوسرا عز الدین ۞ ایران اور
توران روم کے بادشاہوں کا بیان ۞ ایران میں چونکہ صاحب مہدیخانی نے کتاب کو اپنی پایان تمام کیا ہی ہیں معلوم کہ
اولاد شاہ طہماسپ کی وہاں کون فرمان فرما تیا اور توران میں تمام عمل انخانون کا اور روم میں

بلکہ تو

بدستور اولاد سلاطین عثمانی ۔ ہند و دکن کے بادشاہوں کا بیان ۔ ہند جملہ متصرفین اور کبار دولت کے
دکن تمامی تابع ہند کیفیت اسی بادشاہ کو فساد سے گہر کہ فرصت ملک گیری کی نہ ملی چنانچہ بمجرد فوت ہونے
بہادر شاہ کے سلطنت پر فیمابین بھائیوں کے جنگ عظیم واقع ہوئی اول جہاندار شاہ اور رفیع الشان اور
جہانشاہ اتفاق سے امیر الامرا ذوالفقار خان کے طرفدار جہانشاہ معزالدین کے ہوے اور عظیم الشان نے
کہ دعوی سلطنت رکھتا تھا خود سری اختیار کی آمادہ پیکار ہوا یہی ابتدا ادبار کی ہی فوجہا ہی تقسیم
باہی خانہ جنگی نے مہنہ دکھلایا آخر کار بعد کشتہ ہونے اجل رسیدون کے عظیم الشان نے شکست پائی
غرقی دریاے حمات کا ہوا رقیل دکشن نے مدعیان خلافت کے ترقی کی پس رفیع الشان اور جہانشاہ سے سیر
زخندہ اختر یہ بردو برادر بھی باری باری جہاندار شاہ سے لڑکر مارے گئے بعد چندے سلطان محمد کریم
سیر عظیم الشان کو بھی جو فاتو میں اکبر صلاح سے ذوالفقار کے قتل کیا جب کام ہر طرح سے سلطنت کا
فیصلہ پایا جہاندار شاہ کمال خاطر جمعی سے کو تخت نشین ہوا لیکن چونکہ یہ بادشاہ بہت عیش دوست تھا
سر گرمی سے زمانہ کے طرف اکل و شرب کے متوجہ ہوا ہنوز حکومت کو جملہ نو مہینے کا عرصہ گذرا تھا کہ
محمد فرخ سیر بن عظیم الشان اتفاق سے حسین علیخان اور عبداللہ خان ساداتہ بارہ کے باپ بھائی کے
خون کا بدلہ لینے کو ملک بنگالہ سے کہ وہ سابق سے وہان قایم مقام اپنے پدر کا تھا خروج کیا جہاندار شاہ نے
سنکر اعزالدین پسر کو اپنے مع فوج عظیم مقابلہ پر روانہ کیا مقام کجھواہ پر کہ پچاس کوس الہ آباد سے ہے
تلاقی فریقین کی ہوئی اعزالدین ہزیمت پاکر آگرہ کو آیا فرخ سیر نے جب پہلی لڑائی مردی زیادہ تر
دلیر ہوا چند روز میں آگرہ پر آیا جہاندار شاہ سے محاربہ کیا جہاندار شاہ کی شکست ہوئی شاہجہان کو
بیاگا اور فرخ سیر آگرہ میں آکر تخت پر بیٹھا ۔ بعد اسکے تعاقب کے نہضت کی جب خضر آباد میں کہ ایک

کوس دہلی سے ہی ہو بنگالہ جہانمار شاہ کو مع ذوالفقار خان مقتل کو پہونچا یا دونو کا سر کاٹ کر نیزون پر کھوا دئے
اور پانون مین ہر ایک لاشہ کے رسی باندہ کر دو طرف ہاتی کے ڈال دئے اور سواری کے ساتھ ساتھ
لئے ہوے شاہجہان آباد کو آیا اور بادشاہ مستقل ہوا مدت عمر اور ایام سلطنت مدت عمر
معز الدین کی باون سال تین مہینے اٹھائیس دن اور ایام سلطنت نو مہینے تیرہ روز اسباب انتقال
اور تاریخ وفات اور مکان وفات اور مرقد سبب وفات مارا جانا ہاتھ سے فرخ سیر کے
سات قتل روز جمعہ بستوین ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس جای قبر بقبرہ ہمایون ✦ محمد فرخ سیر کا
بیان ✦ اسم اور کنیت اور لقب اور اسم والدین نام معین الدین لقب محمد فرخ سیر بن عظیم الشان
بن بہادر شاہ اسم مادر صاحبہ بسوان تاریخ اور مکان ولادت اور جلوس تاریخ ولادت روز پنجشنبہ
اٹھارہوین رجب سنہ ۱۰۹۵ ایکہزار پچیانوے پانچوین رمضان سنہ ۱۰۹۹ ایکہزار نوانوے مکان ولادت
عزیمت دکن مین بنگالہ سے سال جلوس روز جمعہ بیسوین ذیحجہ پانچوین ذی قعدہ یا پانچوین ذیحجہ
سنہ ۱۱۲۴ گیارہ سو چوبیس اول عظیم آباد مین بعد اکبر آباد بادشاہ جہان آباد مین درز اور امرا کا بیان
بعد تخت نشینی کے سید عبد اللہ خان کو خطاب قطب الملک یار وفادار ظفر جنگ اور منصب سیصد
ہزاری اور خلعت وزارت کا عنایت ہوا اور سید حسین علیخان کو خطاب امام الملکی اور امیر الامرائی
اور میر بخشی گری سے سرفراز کیا اور محمد امین خان کو خطاب اعتماد الدولہ ملا اور دسے بخشی
دوم ہوے اور نواب چین قلیچ خان بہادر خطاب نظام الملکی اور منصب صوبہ داری دکن سے
امتیاز پائے اور قاضی عبد اللہ خان تورانی کو خطاب خانخانان میر جملہ اور خدمت داروغگی
خاص کی سپرد ہوئی اور لطف اللہ خان نے خدمت دیوانی کی اور افضل خان نے خدمت

صدارت کی

صدارت کی حاصل کی محلات کا بیان جہانیت سنگہ کی تو ظاہر ہی باقی ہے اور تعداد نامعلوم اولاد کا
بیان سوائے تواب یکہ زمانی بطن سے جیسے سعادت خان کے کسو تاریخین تعداد اور اسماء اولاد کے دیکھنے میں نہیں آئے

فرمان روایان دوم کے بادشاہوں کا بیان ❊ سریر ستور ❊ ہندو دکن کے بادشاہوں کا بیان ذکر کیا ہند و
کیا دکن ہر دو داخل سر کا صوبہ حیدرآباد بندہ بادشاہی کیفیت اس بادشاہ کو سوائے ملک موروثی کے
اور کوئی دوسرا ملک تو ہاتھ نہ آیا مگر بعد جلوس ۱۱۵۵ گیارہ سو پچپن میں حسین علیخان نے شورش احمد سنگہ
زاہور سے جسونت سنگہ کی جودہ پور پر فوج کشی کے بعد تادیب اسکے دختر اجیت سنگہ کی واسطے
ازدواج فرخ سیر کے لاکر اس تزک و تکلف سے مراسم عقد و شادمانی کے مودی کئے کہ مردم زمان کے
ایسا کہتے ہیں کہ بلدۂ دہلی میں ایسی شادی اور طوی عظیم الشان شاہجہان سے پیشین سے کم ظہور میں آئی ہوگی اور
اسی زمانہ میں کروبندہ کہ سردار قوم سکھ تھا پچاس ہزار سوار اور پیادہ سے طرف کوہستان پنجاب کے
سر شورش بلند کر کے مسلمانوں کو آزار پہونچاتا تھا اور مٹا دینا معابد اسلام کے پیشہ ظلم و تعدی اختیار کیا
تہا سو عبد الصمد خان کی گرفتار ہو کر شاہجہان آباد میں آیا اور سزا اپنے افعال بد اپنے جرم قتل کو پہونچا
بعد چند مہینہ میں بادشاہ اور سادات کے نزاع واقع ہوئی اختلاف پڑا آخر نوبت یہانتک پہونچی کہ
۱۱۳۱ گیارہ سو اکتیس میں قطب الملک عبد اللہ خان اور امیر الامرا حسین علیخان قلعہ میں بندوبست
فرخ سیر کو جو محل میں پوشیدہ تہا کشاں کشاں فضیحت سے باہر لایا اور معدوم البصر کر کے چند سے قید
رکہا من بعد دو مہینے کا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایما سے قطب الملک کے زندان خانہ میں وہ بیچارہ مظلوم
ہلاک ہوا تاریخ غزل فرخ سیر کی مرزا بیدل نے یون کہی ہے رباعی دیدی کہ چہ باشاہ گرامی کردند
صد جور و جفا ازرہ خامی کردند تاریخ چو از خود بجستم فرمود ہا سادات بلوی بکجرامی کردند امیر عظمت اللہ

با لگرایی نه در جواہین سب لکھا ہی ریاضی بادشاہ مقیم انچہ شاید کردند اگر دست حکیم سر حہ آید کردند انفراط حزو
نسخہ تاریخ نوشتہ سادات دوشنی انچہ باید کردند مدت عمر او ایام سلطنت مدت عمر مین تین بیس ۳۳۰
سال آٹھ مہینے بیس دن ایام سلطنت چھ برس تین ماہ پندرہ روز سبب انتقال اور تاریخ وفات
و مکان رحلت اور مدفن سبب وفات اختلاف سادات بعد آسیری کے رہنے سے کشتہ ہوا اور بعضے کہتے
ہین قتل کو پہونچا تاریخ وفات آٹھوین ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ گیارہ سو اکیس دفن صحن مین مقبرہ ہمایون کے الدرجات
کابین نام اور کنیت اور لقب درہم والدین نام شمس الدین کنیت ابو البرکات لقب رفیع الدرجات بادشاہ
بن رفیع شان بن بہادر شاہ اسلام در نور النا بیگم دختر شیخ باقی تاریخ اور مکان ولادت اور محبوب
تاریخ ولادت ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۱۱۳ مکان ولادت قلعہ شاہجہانآباد تاریخ جلوس تین ربیع الثانی کی
سنہ ۱۱۳۱ گیارہ سو اکیس مکان جلوس قلعہ اکبرآباد یا قلعہ شاہجہانآباد مذکور وزرا اور امرا کا بیان
فقط قطب الملک عبد اللہ خان اور امام الملک حسین علی خان برادر اور مدار المہام جملہ امور آسا سلطنت سلطان
شاہ ملک خود سلطان ہے جو کچھ بادشاہ نام کو بتاوے وہ سے امرا کو روپیہ دانگے جیغہ دغیرہ خلعت
کابیان تو پر دیسی رہا اولاد کا بیان وہ معصوم ایران و توران و روم کے بادشاہون کا بیان
اولاد شاہ طہماسپ و اولاد غازی و عثمانی و ہندوستان کے بادشاہون کا بیان ہر دو ملک کے بادشاہ
ذات مجمع البرکات صوبہ حیدرآباد دینہ بادشاہی ممالک مقبوضہ ملک گیر ٹوٹ گئے جب سادات نے
فرخ سیر کو اسیر اور مکحول کیا رفیع الدرجات کو قلعہ سلیم گڈھ سے خلاص کر کے وہ وقت سے سر
جہاندار شاہ کے محبوس تھا تخت پر بٹھلا یا مدت عمر اور ایام سلطنت مدت عمر ستر اہتر برس چار
مہینے چند روز ایام سلطنت تین ماہ گیارہ دن سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان رحلت و مدفن

سر لفافہ

سبب وفات یہ بادشاہ چونکہ بہت نحیف الجسم عادی کثرت سے افیون کا تھا مرض سے تب دق کے
مرگیا سال ذکر روز دوشنبہ اٹھیسوین رجب سنہ ۱۱۳۱ گیارہ سو اکتیس مکان رحلت دہلی مدفن مقبرہ
ہمایون ۔ رفیع الدولہ کا بیان ۔ اسم اور کنیت اور خطاب و لقب اور اسم والدین نام اور کنیت
نامعلوم خطاب رفیع الدولہ شاہجہان ثانی برادر رفیع الدرجات بن رفیع الشان بن جہاندار
شاہ اسم مادر اسمین راقم کو شک ہی چونکہ صاحب کتاب برادر رفیع الدرجات کا کہا ہی اگر
صحیح ہے تو وہی نور النساء بیگم مذکور ہو اور اگر علائی تو احتمال ہی کہ اور کوئی دوسری بانو ہو واللہ اعلم
تاریخ اور مکان ولادت اور جلوس سال ولادت سنہ ۱۱۱۶ گیارہ سو سولہ مکان ولادت ملک عزیز
سال جلوس اکیسوین رجب سنہ ۱۱۳۱ محل جلوس قلعہ شاہجہان آباد وزرا اور امرا کا بیان عبداللہ خان
حسین علیخان تمامی مہمات بادشاہی پر قابض و متصرف ہے محلات کا بیان محجوب اولاد کا بیان
چونکہ بادشاہ کم سن تھا صاحب ولد نہ تھا ۔ ایران توران روم کے بادشاہوں کا بیان ۔ ایران مع
توران و روم بدستور سلطنت ثلاثہ بحال ۔ ہند و دکن کے بادشاہوں کا بیان ۔ جملہ صوبجات ہند و
دکن پر اولیاء دولت قابض و متصرف ممالک مقبوضہ فقط ملک مورونی کہ وقت مین اس بادشاہ مجہول
الحکومت کے سلطان نیکوسیر بن محمد اکبر بن عالمگیر نے معاونت سے درستین ہزاری اور صفی خان قلعدار
اکبرآباد کے تخت شاہی پر جلوس کیا تھا حسین علیخان نے بادشاہ کو ہمراہ لیکر دہلی سے نہضت کی بعد
منازل کے سر پر اوسکے لشکر سلطانی جا پہونچا محاصرہ کر کے چند روز مین قلعہ کو مفتوح کیا اور نیکوسیر کو گرفتار
قید کر دیا مدت عمر اور ایام سلطنت مدت عمر پندرہ سال اور ایام سلطنت تین مہینے چند روز سبب
انتقال اور تاریخ وفات اور محل رحلت اور مدفن سبب انتقال ہر چند کہ سادات مسطورہ بعد رفیع الدرجات کے

رفیع الدولہ کو قید سے نکالکر بموجب وصیت بہائی کے رتبہ کو بادشاہی کے پہونچایا تھا مگر جبکہ یہ بھی قتل برادر کے
تخفیف پہنچا اور افیونی چند روز مین مرض اسہال کا جو عاید حال ہوا اکبر آباد مین تخت شاہی سے تخت نابود کے
نزول کیا سال وفات سات مین ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ گیارہ سو اکتیس مذکور مکان وفات شہر دہلی محل مدفن وہی مقبرہ
ہمایون محمد شاہ بادشاہ کا بیان ؛ اسم اور کنیت اور لقب اور اسم والدین نام روشن اختر کنیت
ابو الفتح لقب ناصر الدین محمد شاہ خلف جہان شاہ بن بہادر شاہ اسم والدہ مشہور نواب قدسیہ سلمہ اللہ تعالے
ولادت اور مکان ولادت اور جلوس سال ولادت ۱۱۰۷ سو سات مین بائیسوین ربیع الاول روز جمعہ سنہ ۱۱۱۴ گیارہ سو
چودہ محل ولادت بلدۂ غزنی سال جلوس پندرہ مین ذی قعدہ مقام جلوس دار الخلافت اکبر آباد اور بعض
ایسا کہتے ہین موضع کرادلی کہ آٹھ کوس پر طرف فتح پور کے اکبر آباد سے ہی ورد اور امرا کے کہ اول
عبد اللہ خان اور حسین علیخان اہتمام سلطنت تھے بعد کے اعتماد الدولہ محمد امین خان سپہ سالار دوسرا ممالک سے
بعد فوت اسکے غیاث اللہ خان پسر نواب نظام الملک بہادر طالب تراہ اور بعد رک کرنے نواب موصوف اسکے
حضرت کو نواب قمر الدینخان مامور ہوئے اور بخشی اول امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوراں کردہ شکین نادر شاہ سے
رخصی ہوکر موئے اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی دوم اور سید صلابتخان بخشی سوم اور برہان الملک اول وزیر
خواصان تھے من بعد صوبہ دار آودہ ہوئے پس مقابلہ مین نادر شاہ کے جنگ کرکے اسیر ہوئے اور بعد صلح نادر شاہ
اور محمد شاہ کے اودہ مین آوان مین قضا کی اور اخر الدولہ حیدر علیخان بہت بزاری منصب اور اسد الدولہ
بخشی رسالہ شمشیر زن اور شیخ سعد اللہ خان میر آتش سوا آن امرائے کرام کے اور بہت سے امرا اور
منصبدار تھے محلات کا بیان مستعد اولاد کا بیان سوا احمد شاہ کے ذکر اور کسو کا دیکھنے مین نہین آیا
؛ ایران و توران دروم کے بادشاہون کا بیان ؛ ایران مین اول شاہ طہماسپ ثانی حامۂ سلطنت شاہ

طہماسپ اول فاتحہ سلطنت نہر نادرشاہ بنیادشاہ کے بیان مین پہلا بادشاہ قوم افشار سے جو اب نادرشاہ کا

فصل

پوستین دوزی سے صرف اوقات کرتا ہتا یہ باپ سے جدا ہوکر اول ذیل مین قطاع الطریقون کے ملا اور جب مال آگا

اوسکا بہ دیکہا دس پندرہ سوار پیشان رو کار شریک حال کرکے ارادہ سے نوکری بادشاہ

ایران کے مشہد مین آیا اور وسیلہ سے ارکان دولت کے سلک مین ملازمان شاہی شاہ طہماسپ کے

منسلک ہوا چونکہ بلند بالا اور جوان نمایان ہتا فرمان بادشاہی سے ذیل مین سیاولا حضور کے سرفرازی

پائی اور نام اسکا طہماسپ قلی ہوا اون روزون پیشان لوگ غلبہ کرکے اکثر بلاد مملکت ایران کے ضبط مین

اپنے لائے تھے فتح خان قجر کہ وہ رکن السلطنت ہتا بادشاہ نے ایکدن اوسکی شکایت زبان سے اپنے

خلوت مین کی طہماسپ قلی جو حاضر تھا عرض کیا کہ اگر اس بندہ کو حکم ہو تو آن واحد مین ابہی سر اوسکا

جدا کرکے آتا ہی دوسرے روز کہ فتح خان قجر جب باریاب ہوا بادشاہ درشت زبان سے کلام کرنے لگا اور کہا

کہ علد افغانون کا روز افزون ہے اور تمسے کچہ بندوبست اسکا ہو نہین سکتا وہ چاہتا ہتا کہ کچہ جواب دے

بادشاہ غضب مین آیا طہماسپ قلی کو اشارہ کیا بحد حکم کے ساتہہ چالاک دستی تمام کے اپنی تیغ سر پر

وسکے لگائی کہ فتح خان اوسی ساعت زمین پر گرا اور زندگانی کو جواب دیا پس حدوث اس سانحہ کے تمام

فوج قجر کی مستعد پیکار ہوئی طہماسپ قلی بہ سپاہ جرار بادشاہی ہمراہ لیکر مقابلہ پر گیا محاربہ کیا فتح پائی

پس جملہ امرائے اعظم الشان سے ہوا بہ واسطے جنگ افاغنہ کے مامور ہوا غایت ایزدی افغانان بے اندیشہ

نے ہاتہہ سے اوسکے ایسی شکست فاش پائی کہ نام اون قوم کا نرنا نادرشاہی مسمی درہ نادری مین

اسیر ایتر قوم کا پایا ہی کہ بفور طہماسپ منصوب زندہ کامران ہتا کہ بادشاہ پر بسبب کبر سنی کے سستی

ہوا ہی سنہ ۱۱۴۲ گیارہ سو چالیس مین اعیان دا کابر نہ اوسکو خلع کرکے فرستہ خطاب شاہی کا شہزادہ اعلی گوہر

عباس مرزا کے سر پر رکھا آٹھ مہینے کے بچہ کو تخت نشین کیا اور کوس سلطنت کا نام سے اوسکے بندا وارہ
چونکہ نادرشاہ ذی اقتدار اولوالعزم صاحب جرات اوسی دولت کا تھا اور بادشاہ طفل شیرخوار ہوا سے
سلطنت سے صیغہ بکھرائی کا ریب سرود ستار کرکے ۱۱۴۵ سنہ گیارہ سوار تالیسین روسی منابر دوجوہ دنانیر
کو نام نامی سے اپنے زیب وفر بخشا اور شعر عربی کا ورد زبان اپنا کیا شعر نوبت بمن افتاد سکونید کہ
دوران ۔ ارباشی ارنوبکند مسند جم را ۔ پس نوبت آقاں چہاندار ی و سلطنت نادر یکاور دو دیوار پر شیستان
معورہ جہان کے حکام زاقوام الدین محمد قزوینی نے تاریخ نادرشاہ کی الخیر فیہا وقع پائی بعضے نکتہ سنج نے
اوسکو لاخیر فیہا وقع کیا نقش نگین نادرشاہ مستکین دولت دین چو نگر رفتہ بود رجاء نام نادر ایران قرار
داد خدا ۔ جب ملک ایران کا تصرف اپنے لایا کمر ہمت کی واسطے تسخیر ہفت اقلیم کے چت باندہی اول طرف
ماوراء النہر کے رخت ادبار کا باندہا وہاں کے بادشاہ پر بہی جب غالب آیا خراج لیکر طرف ہندوستان کے
نہضت کی اور تا کابل پہونچا افغانون پر درتائے گومستان کہ زیادہ سور وبلے سے تھے چیرہ دست ہوکر
لاہور لے لیا پہر بلاد اطراف واکناف آسیا پہیلا ن آباد کے دخل کیا محمد شاہ کہ بادشاہ ہندوستان کے
تہے اوسوقت انکہین کہولکر طرف اجتماع افواج واد ربتاری توپخانہ واسباب حرب کے مشغول ہوے اور
نواح پانی پت کو مضرب خیام کیا اون روزون برہان الملک سعادتخان بہادر صوبہ دار اودہ کے
بیس ہزار سوار جرار سے واسطے آستانہ بوسی بادشاہ کے آئے ہوے تھے ملازمت کی اور پہر وہ
سپاہ پیچھے چہوڑ کر آپ تو منزل طولانہ کرکے حضور مین آئے اور برہان فوج نادرشاہی پر پیچہون آ
حملہ کرکے تمام پس آیندگان لشکر وبنگاہ کو تاراج کردیا برہان الملک بہت شجاع تہے یہ خبر پاکر اسی
وقت رخصت انتقام کی چاہی بادشاہ نے طرف امیر الامرا خان دوران کے توجہ کی خان دوران

کاری کہاے خلیلان نے جو یہ حال دیکھا تاتی کو معرکہ سے پھیر لاوسدم تو امیر الامرا کو ہاتہ سے دشمنوں کے کالیا
تاتی کو پھیر کر لشکر تک بادشاہ کے پہونچا دیا چونکہ زخمون سے حالت نہایت صبح اوسکی فوت ہوے بادشاہ
اوسوقت امیر الممالک قمرالدینخان وزیر دوم کو طلب کرکے حوالہ دیدیا چاہی ہر ایک نے موافق فہم اپنے اصرار
اوپر جنگ کے کیا نواب نے عرض کی کہ برہان الملک اور امیر الامرا نگر جدید بسبب غیرت اور حمیت اور شجاعت کے
راہ فدویت سے جان نثاری کی لیکن سخن ناشنوائی اوکی کلیات حضرت کی ضایع کی اوقت جنگ کا
نہین ہی بالفعل صلاح یہ ہی کہ پیام صلح کا کرنا اور غبار فتنہ کا بیٹہانا اگر حسن دار اور لطف گفتار سے صورت
مصالحہ کی بندہے ہو المطلوب ورنہ موکلا علی اللہ امادہ جنگ کے ہونا بادشاہ فرمایا مصرعہ صلاح ما
ہمہ آنست کان صلاح شماست نواب بکل مصلحت کی ساتہ اپنے قرار دیکر اگلے روز اسکے ہمراہ عزیز یار خان
ایلچی نادرشاہ کے کہ قبل جنگ امیر الامرا اور برہان الملک کے پیغام صلح کا لایا تہا عہد و پیمان بہ سان وفا کر
بعد سوال و جواب کے بادشاہ سے اجازت ملاقات کی لیکر حضور آئے اور سب طمع سے خاطر جمع کرکے
محمد شاہ کو ہمراہ اپنے واسطے ملاقات نادرشاہ کے لیگئے نادرشاہ کمال طمع و رغبت سے پیش آیا تعظیم و
تکریم سے ملاقات کرکے بادشاہ کو رخصت فرمایا اس ضمن مین مبلغ بیس کرور روپی نادرشاہ نے درخواست کی
نواب نے جواب دیا کہ اسقدر روپی ممکن نہین برہان الملک کہ رحمی ہو کر قید مین نادرشاہ نے ہے چونکہ مقرر یہ
کہ صلح ہونے استصواب سے پیرا کے منظور خاطر نہیں کہلا بہیجا کہ محمد شاہ ہاتہ مین آصف جاہ کے ہی اسقدر
روپی دینے مین تامل طرف سے انکے ہی جبتک کہ ضبط واقعی مقرر الصیم پر عمل مین نہ آئیگا خاطر خواہ صورت
بندگی نادرشاہ اس باتین برآمد کار اپنا جانکر نواب کے پیغام کیا کہ تم ہمان ہمارے ہو چلا کہ نگاہ
رکہے چونکہ نواب فصیح زبان تہے فصاحت و بلاغت مین نظیر اپنا نہ رکہتے تہے حسن تقریر سے اپنا

نادرشاہ کے ذہن نشین کیا کہ نادرشاہ تو سے لحاظ و ظاہرا طرف سے محمد شاہ کے موافقت و اخلاص دل مین قرار
دیا اور فرودگاہ سے اپنے بالا تفاق کوچ کرکے داخل دہلی ہوا محمد شاہ نے مکان لایق واسطے نزول نادرشاہ کے
مقرر فرمایا بعد ایکروز کے وارداتِ ایسی ہوئی کہ پے اصل کلی کو چون مین اشتہار ہوا کہ نادرشاہ کا قتل ہوگیا
بمجرد شہرت اس خبر کے مردم شہر کے مغلیون کو نادرشاہ کے جہان پایا مار ڈالے دیکھنے سے اس حال کے
نادرشاہ غضب مین آیا حکم قتل عام کا دیا بہت لوگ مارے گئے اوس حالت قہر و غضب مین کسو کو طاقت نتھی
کہ دم مارے نواب نے قدم جرأت کا آگے رکھا اور عجز و انکسار سے امان چاہی درجہ پذیرائی پایا فقیرون کو حکم ہوا
کہ قتل عام سے امان دین کہتے ہین کہ فقیرون نے فریاد الامان کی نکالی بمجرد سننے کے ہاتھ ہر شخص کا جہان
بتا وہین رہا کہتا ہی کہ سبحان اللہ عجب حکم و حکومت نادرشاہ کی ہی کتب تواریخین مذکور ہی
کہ صاحبقران ثانی تیمور شاہ بھی شاہجہان آباد پر آکر حکم قتل عام کا دیا پھر جب منع فرمایا دو سرے سات روز تک
سپاہ نے ہاتھ قتل سے باز نہ رکھا اور ایک روایت ہی کہ ہمنے بادشاہ کی ایک طشت مرصع کا اور ایک
خنجر ہمراہ نواب اصفجاہ بہادر کے نادرشاہ پاس بھجوادیا اور کہلایا کہ اگر قتل ہمارا منظور ہی تو یہ
حاضر ہی گردن گا رہین تو ہم بین خونریزی ناحق بندگان خدا کی کسواسطے نادرشاہ کو سنکر رحم آیا امان دی من بعد
نادرشاہ چند ماہ شاہجہان آباد مین رہ کر جواہر بہت اور خزانہ بیشمار مع تخت طاؤس اور جواہر گرانبہا
پارہ کوہ نور لیکر مراجعت کی تفصیل اس اجمال کی اور تبیین اس مقال کی یون لکھی ہی کہ چند روز کے عرصہ مین
ایام اقامت مین نادرشاہ کے ظروف سیمین و زرین اور ادانی و اسباب مرصع الات و اجناس نفیسہ بیع
جوہر گرانبہا پارہ الماس کی کوہ نور اسقدر ضبط قلم مین لائے کہ محاسبان ادنام واقع نویسان
افہام حصر و احصا سے اوسکے عاجز آئے منجملہ اوسمین ایک تخت طاؤس بنا پچاس لاکھ روپی قیمت کا

کے لئے سیکاوسی اور جراءت دقباد کی لایق رستم جوابر شہوار اسکے تھا اور ایام سلاطین سابقہ مین دو کرور
پارہ جواہر حرف ترصیع اوسکا ہوا تھا اور بیشمار لالی غلطان اور الماس بے شمار خان کہ نظر کرتے اوسکے خزاین
مین کسو بادشاہ سلف کے وجود نہ تھا ہو طرف جراءت نادری کے منتقل ہوا اور مادر اسکے امراد جواہین
دولت و اعیان دربار خلافت رامان خود دے اور صوبہ داران ممالک آرائے کرورون لاکھون کے جواہر
مرصع الات و نفایس اسباب بطریق پیشکش بدیہ لایا اور بعد سعادتخان کے ایک محصل نے صوبہ اودہ سے
ایک کرور روپی مع فیلان کوہ توامان اور اسباب بیکران داخل خزانہ شاہ کیے اور خزانے سلطنت
پیشکش امرا و صوبہ داران مرویہ دور سے برابر بیندہ کرور کے دست تصرف مین سرکار کے آئے اور جواہر
خراس اور اسباب کارخانجات دارالسلطنت سوا اسکے ایک مخبر نے حملہ قم لوٹ نادرشاہ کی دیار دہلی اور
اسکے حوالیان تقریبا ستر کرور روپی جمع کیے ہین اور ایک روایت مین اسی کرور سے بھی زیادہ آخر کار
سنہ ۱۱۶۱ گیارہ سو ساٹھ سنہ کے بیسنہ گیارہوین جمادی الاخر منزل فتح آباد مین کام اوسکا آخر ہوا اس انجام کو
پہنچا کہ کالوجہ مردم اوسکے لشکر مین سے داخل سزا پردہ ہو کر مقتول کیا سر اوسکے کو سر فصل دنیا راج
سحرگہ بین شہر مرتاج بہشت سے سیک گردش سرخ سیہوری ۔ نہ نادر رہا نہ رہا ماندگی نادری کا احمد خان
ابدالی کہ سوا حواہ دولت نادری کا تھا افغانون سے کارزار کیا لیکن سعی اپنی اسکے کام مین بیہودہ جانکر
قندہار کو چلا گیا اور علی شیخان و برات مین انجام کار شیرازہ دگان نادر کا سر بابا اوسی سال جلوس کرکے
سکہ خطبہ اپنے نام کا کیا اور لقب احمد شاہ درانی پایا علی شاہ و ابراہیم خان برادر کوسہ دار اور رضا احمد
اصفہان کا کرکے اوسطرف روانہ کیا اور دوسرے امرا کو نظامت و بخشیگری پر منصوب فرما کر آپ مشغول
عیش و عشرت رہا اس فیصلہ مین ابراہیم خان اور علیشاہ کے مناقشہ درمیان ہوا ابراہیم خان نے علیشاہ کو

زندہ دستگیر کرکے اندھا کردیا تورانی وردی بدستور ہے سپہ دکن کے حکام کا حال ہر دو مملکت جملہ زیر تصرف
ہند ہین جابجا طرفدار صوبے طرف سے کار کے معین نواح دکن مین داؤد خان طرف سے ذوالفقار خان کے
اور دلاور علی خان پسر عالم علیخان اور مبارز خان طرف سے حسین علی خان کے آخر وقت نواب
آصف جاہ نظام الملک بہادر ان سب سے جنگ کرکے غالب آئے مظفر و منصور ہوے چنانچہ مفصل بیان احوال
خیر سگال مین ان عالیجاہ کے آئیگا کیفیت اس بادشاہ کے کوئی نیا ملک فتح نکیا چونکہ حسین علیخان اور
عبداللہ خان نے بعد فوت رفیع القدر کے حبس سے نکالکر بادشاہ کیا تھا اسی پر قناعت کی بعد چندے
دوسرے امثال محمد امین خان وغیرہ نے بادشاہ کو طرف سے سادات کے اغوا کیا اور سب معاملہ
فرخ سیر کا خاطر نشان اور کہا کہ باوجود ہونے سادات کے سلطنت واسطے آپکے نام کو ہی رفتہ رفتہ کینہ اور
نفاق دلین جانبین کے پیدا ہوا اس عرصہ مین نواب نظام الملک صوبہ مالوہ سے برخاست کرکے دکن کو
تشریف فرما ہوے کہ وہ صوبہ حسین علیخان کا تھا اور بعد جنگ صوابدید سے عقل دور اندیش و رفقاے
دوفالیس کے فتح پائی تصرف مین اپنے لایا تب ایسا قرار پایا کہ قطب الملک مدار السلطنت بادشاہ کے
نایب ہوکر سیاہ پر ہم رہین اور سید حسین علیخان مع بادشاہ مقابلہ کو نواب نظام الملک بہادر کے
دکن کا ارادہ کرین جب جب قرارداد بعد نصب رایات سلطانی پیش کوس پرے فتح پور سے پہونچے
ہے کہ میر حیدر علیخان تورانی نے ایما سے محمد امین خان کے بہانہ سے گدارے عرضی کے عین سواری
مین خنجر خونخوار سے حسین علیخان کو شہید کیا اور آپ بھی ہاتھ سے مردمان سواری حسین علیخان کے
مارا گیا عزت خان بیجا حسین علیخان کا بمجرد اس واقعہ کے خیمہ پر بادشاہ کے اپنے ہمراہین سے آیا اور محابا
نا کہا سے جنگ کرکے وہ بھی شہید ہوا قطب الملک نے جو یہ خبر سنی جانا کہ حضور بادشاہ کا بھی

اقتضاے حوادث زمانی کے فرخ سلطان ابراہیم پسر رفیع القدر کو قید سے نکالکر شاہجہان ثانی لقب
تخت نشین کیا جمعیت جمع کی آمادہ پیکار ہوا محمد شاہ نے سپاہ جرار سے مقابلہ کیا خوب لڑائی
ہوئی عبد اللہ خان نخودیلہ جوانمردی کی دی لیکن آخر کار اسیر ہوے تب محمد شاہ فتح نصیب شاہزادہ
مذکور کو قید کر کے فارغ البال بادشاہ مستقلال ہوے چونکہ روشن اختر تھے یہ اور حالا کہ متوجہ طرف
عیش کے ہوے امورات سلطنت سے غافل بالکل لایعقل جو ذی اقتدار اور جس ملک
اور صوبہ کے طرف سے بادشاہ کے حاکم ہتا اپنے کو مالک اور متصرف و تا نکا جاتا تھا بادشاہ نے
جو یہ خبر سنے ایران سے ایلغار آیا اور دہلی کو خراب کر کے جاتے ہوئے روپیہ زیادہ اسی
روپیہ سے جنس و مال لیکر روانہ ہوا مدت عمر اور ایام سلطنت مدت عرسٹھ اکیس سال ایک
مہینہ تین دن ایام سلطنت شاہ مرحوم کے انیس برس چھ مہینے دس روز سب استقلال اور تاریخ
وفات اور مقام رحلت اور جائے قبر سب استقال عارضہ جسمانی تاریخ وفات و تاریخ ستائیسوں
ربیع الثانی ۱۱۶۱ گیارہ سو اکسٹھ ہجری حادثہ رحلت دہلی محل دفن محمن مزار حضرت سلطان
المشائخ قدس سرہ لقب بعد رحلت فردوس آرامگاہ احمد شاہ کا بیان ۲ اسم اور کنیت اور لقب
اور اسم والدین نام مجاہد الدین کنیت ابو النصر لقب احمد شاہ ابن محمد شاہ اسم مادر اودھم بائی
لقب نواب قدسیہ صاحبہ زمانی تاریخ اور مقام ولادت ۳ جلوس سال ولادت سال ولادت روز شنبہ سات
ربیع الثانی ۱۱۲۵ گیارہ سو پچیس اور بعضے ۱۱۲۴ گیارہ سو چالیس بتلاتے ہیں سال جلوس دوم
جمادی الاول ۱۱۶۱ گیارہ سو اکسٹھ مکان جلوس بعد استماع خبر فوت پدر باہتمام سے نواب
صفدر جنگ کے مقام پانی پت وزرا اور امرا کا بیان اول وقت جلوس نواب صفدر جنگ خدمت

وزارت

وزارت اور میر آتشی کی رکھتے تھے بعد تغیری انکے خفیہ وزارت کا نظام الدولہ فیروز الدینخان کو اور خدمت میر
آتشی کی صمصام الدولہ کو اور امیر الامرائی عماد الملک غازی الدینخان بہادر ابن فیروز جنگ کو سپرد ہوئی اور
میر بخشی صلابتخان ذوالفقار جنگ قرار پائے اور مجد الدولہ بخشی سوم اور امان خان برادر مادر بادشاہ خطاب
عقد الدولہ اور منصب شش ہزاری سے سرفراز ہوے اور نواسے بہادر خواجہ سرا مدار المہام اکثر امورات کا رہا
بادشاہی کا تھا اوسکو صفدر جنگ نے کسو تقریب سے گھر اپنے بولا کر مار ڈالا محلات کا سیان محجوب اولاد کا سان
ایک سپہ سالار بخت سوا کے بیدار بخت کے کوئی نام دوسرا اکسو کا بیمن نظر نہیں پڑا پہ ایران تو ران
روم کے بادشاہ ہوکا سیان ہیں یہ ہیں ملیشاہ ابراہیم خان وغیرہ جنکا ذکر ابھی ہوا اور تو ران میں احمد شاہ درانی وصیہ
درانی کہیے کی اس بادشاہ کو یہ ہی کہ درمعنی گوہر اور اکثر گوہر حلقہ میں کان کے ہوتا ہے بادشاہ بھی حلقہ بگوش سے
بادشاہ کے تھا اور سنہ ۱۱۶۵ گیارہ سو پینسٹھ میں قصد ہند و ستان کا لاہور پر آیا اور معین الملک صوبہ دار پر وہاں کے
غالب آکر نیابت لاہور کی اپنے طرف سے عنایت کی اور ولایت کابل و قندہار کو فرزند اپنا ہوا اور روم
میں اولاد عثمانی ہیں ہند و دکن کے حکام کا احوال ہے انکا ذکر بحث کیفیت میں ہوگا مگر اسقدر پوشیدہ
دیدہ ناظرین رہے کہ اودے پور میں راجہ رانا ساہو خود سر حاکم قوم مرہٹہ سے تھا کہ بیچ عہد فرخ سیر کے
سنہ ۱۱۲۵ گیارہ سو پچیس میں حسین علیخان نے سید چوتھا اور سر دیسکھی کی موروثیہ کو لکھ دی تھی چونکہ
سب ابن سیوا اولاد سے راجہ ساہو کی لاولد تھا اڈھ سردار اپنی زندگی میں مقرر کئے تھے بعد اسکے انمیں سے
سنہ ۱۱۴۸ گیارہ سو اڑتالیس میں اول ترقی بالاجیراو المشہور نانا کی زنار داری ہوئی اسنے پونا کو دار الحکومت
اپنا کیا اور بہادر جی سندیا ملازم اسکا تھا جو آگے ترقی پذیر ہوا چنانچہ ذکر اسکے ادج فوج کا بھی ہوگا اور سنہ ۱۱۴۹
[illegible] ہوکر خود کسو کا نوکر نہ جاکر اسکا بھی احوال کشف ہوگا اور حیدرآباد میں اولاد سے

نواب مغفرتمآب کے اول ناصر جنگ بہادر شہید ہوئے بعد صلابت جنگ بہادر نذر گذار ہوئے بدیر
کیفیت عہد سلطنت میں اپنے بھی اتفاق ملک گیری کا ہوا ان وقت شہزادگی ۱۱۶۱ گیارہ سو
اکسٹھ میں بیچ عصر محمد شاہ کے بعد قتل نادر شاہ کہ احمد شاہ درانی ابدالی نے قصد ہندوستان کا
کیا تھا اوسدم حکم سے باپ کے واسطے جنگ احمد شاہ درانی کے سرہند تک گئے اور پکار کی آخر انجام سے
شہزادہ کے فتح نصیب والی ہند کے ہوی قمر الدینخان وزیر مارا گیا اور احمد شاہ درانی شکست پاکر طرف ولایت کے
مراجعت کی اور جب سرہند سے طرف دہلی کے بعد فتح معاودت کی اختیار راہ جرنیلی سے تحت پر جلوس کیا
فتوحات تو کچھ حاصل ہوئے بلکہ دقتیں انکے اکثر ملک موروثی جاتا رہا چنانچہ ملک دکن ہاتھ میں قوم مرہٹہ اور
فرزندون تو آنظام الملک بہادر کے آیا اور عظیم آباد بنگالہ قبضہ میں ہیبت خان کے اور الہ آباد داودہ
تصرف میں صفدر جنگ کے اور بریلی مراد آباد اختیار میں علی محمد خان روہیلے کے اور فرخ آباد حکومتمیں قاسم خان
بنگش کے نواح اجمیر وغیرہ تحت میں راجپوتانہ کے اور آگرہ اور توابع کے تصرف میں سورجمل جاٹ کے
اور لاہور اور ملتان نزدیک معین الملک کے بنا بریں سب بندگان بادشاہی ہیں کمر و زیاکر خود سر ہوگئے
مگر فقط نواب نظام الملک بہادر اوراد و اطاف نواب ممدوح کے بدل و جان سلطنت عقیدہ پر اپنے
ہمیشہ راسخ قدم اور ثابت قدم رہے الحمد للہ یہ نتیجہ اپنی نیات بابرکات کا ہے کہ سلطنت کم ہوتے ہوتے
حرف نام کو رہ گئی تھی سو وہ بھی زایل ہوگئی اور ہنوز ملک انکا آباد اور اولاد شاد ان شاء اللہ العزیز
بالجملہ دولتہ وارفع درجۃ المسلمین بقیام اولادہ الی یوم الدین اور حکومت میں بادشاہ کے سوائے نواح دہلی کے
دریا گنگ تک اور ملک سرہند تک کچھ نہ تھا احمد شاہ درانی عہد میں انکے ۱۱۶۲ گیارہ سو باسٹھ میں لاہور تک آیا
اور معین الملک سے صلح کی اور پھر گیا اور ۱۱۶۶ گیارہ سو چھیاسٹھ کے قریب میں صفدر جنگ اور بادشاہ کے

سبب بیمار ہونے نواب بہادر کے نا اتفاقی نے منہ دکھلایا بادشاہ نے نجیب الدولہ کو واسطے کمک کے طلب کیا جنگ عظیم
واقع ہوئی خرابی دہلی کی بہت ظہور میں آئی آخر صفدر جنگ نے صلح کی اور صوبہ اودہ کو روانہ ہوئے اور
عماد الملک غازی الدین خان بہادر بالاستقلال وزیر سلطنت رہے آخر کو درمیان بادشاہ اور وزیر کے سوء مزاجی
ہوئی اور کرم سلایان اور نکی مان اور احمد شاہ کی آنکھوں میں کھینچی گئیں تب بادشاہ معذور دیدہ بے نور محبوس ہوئے
مدت العمر اور ایام سلطنت مدت عمر بادون سال چھ مہینے گیارہ دن یا پچاس برس کئی مہینے ایام سلطنت چھ
سال چند ماہ سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان رحلت اور جا قبر سبب انتقال اجل موعود تاریخ انتقال
آخر جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۷ گیارہ سو سینتیس میں قید ہوئے اور سوین شعبان سنہ مذکور میں کور جیسا کہ گذرا اسی
ستاسیوین شوال سنہ مذکور میں قید میں وفات پائے مکان رحلت دہلی مدفن شاہ جہان آباد کے باہر مقبرہ
مریم مکانی جوار میں درگاہ قدم شریف لقب بعد وفات نامعلوم ۞ عالمگیر ثانی کا بیان ۞ نام اصلی اور کنیت
اور لقب اور اسم پدر و مادر نام عزیز الدین کنیت عزیز لقب عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ بن
بہادر شاہ اسم مادر انوپ بائی تاریخ اور مکان ولادت اور جلوس سال ولادت روز سنہ ۱۱۰۹ گیارہ سو نو مکان ولادت
صوبہ دار الامان ملتان سال جلوس یوم شنبہ دسوین شعبان سنہ ۱۱۶۸ گیارہ سو اڑسٹھ مکان جلوس دار الخلافت
شاہجہان آباد مدت بر سریر سلطنت سن مین وزرا اور امرا کا بیان وزیر نواب امیر الامرا نجیب الدولہ اور امرائے
دولت عماد الملک غازی الدین خان اور نظام الدولہ ابن قمر الدین خان محلات کا بیان نامعلوم اولاد کا
بیان شہزادہ اعلی گوہر اور مرزا جمعیت اور مرزا سکو اور مرزا اطلاع اور مرزا جنوا اور خیر النساء بیگم
اور دولت النساء بیگم اور کرامت النساء بیگم جا احمد شاہ کو عماد الملک نے کور اور مقید کیا عزیز الدین عالمگیر ثانی
کو قید سے نکالکر تخت پر بٹھلایا سو اپنے نام کے انہین سلطنت مین کچھ دخل نہ تھا واضح ہو کہ اسی سال

عہد مین اسکے احمد شاہ درانی سنہ ۱۱۶۱ مین سوائے احمد سابق کے پھر ہندوستان پر ارادہ سے ناخت و تاراج کے
آیا اور لشکریون نے اوسکے تابہ تبت پور محاصرہ کرلیا خاطرخواہ غنیمت دہلی و آگرہ سے پاکر اوسکے آئی اور وقت مراجعت
خاندان تیموریہ مین قرابت کرکے روانہ ہوا بعد جانے احمد شاہ مذکور کے عماد الملک جو خوف سے ابدالیون کے
فرح آباد طرف گیا ہوا تھا واپس آیا عہد عالمگیر ثانی مین وزیر ہوا تھا اور ہولکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر دہلی کو
اور نجیب الدولہ کو جو سفارش سے احمد شاہ مذکور کی مدار المہام فرمایا تھا بدر کرکے آپ سو مسلط ہوا اور
چاہا کہ اعلی گوہر شہزادہ کو بکر کر مقید کرے شہزادہ رہا اپنا نزدیک بادشاہ کے مصلی بچھا کر طرف ملک مشرق
کے چلا گیا ✦ ایران و توران و روم کے بادشاہون کا بیان ✦ ایران مین وہی علیشاہ اور اسکا بھائی عمدہ
سنہ ۱۱۷۱ گیارہ سو اکہتر مین شہزادہ نادرشاہ مسمی شاہرخ مرزا کو کہ چار برس کا تھا قلعہ ارک مین مقید تھا تمام
خوانین جمع ہوکر ساتھ عہد و پیمان و قسم کے شاہزادہ مذکور کو ارک سے لاکر تخت نشین کیا سلطانی اعظم
تاریخ جلوس شہزادہ کی ہی مع یا وحدت آخر مین لفظ سلطان کو ورنہ ایک عشرہ کم ہوتا ہی اور توران مین
احمد شاہ ابدالی اس بار جو ہندوستان پر آیا دختر کو محمد شاہ کی بعقد ازدواج اپنے لاکر معاودت کی اور قوم
مین وہی اولاد عثمانی ہندو دکن کے حکام کا بیان ہند مین تو تمام ہندوستان بادشاہی اور دکن مین بیجاپور
نواح تلنگ کے فقط نواب صلابت جنگ ہوا خواہ جہان پناہ اور ملیبار مین راجہ سورحاکم خود مختار
اور حیدر علیخان نائک ملازم اوسکے گہر کا جانچہ ذکر ترقیات ملک و دولت خاندان کا آگے آئیگا اور پونا
مین زنار دار سرکش و جزیہ رو روزگار اور سنہ ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر مین مہادجی پسر رانوجی سندیا کفش بردار بالاجی راؤ
بالا ✦ ہولکر خود سر کیفیت پوشیدہ نرہے کہ عہد مین انکے سنہ ۱۱۷۲ گیارہ سو بہتر مین اعوان
عماد الملک کے مرہٹون نے ایسا غلبہ کیا تہا کہ ظلم و تعدی سے انکی ہندو اور مسلمان رعایا عاجز و نالان سے تھے

پس نجیب الدولہ کو سکر نالین محاصرہ کیا تب بڑے بڑے امیر ہند کے جیسے نواب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
محصور عزہ نے واسطے کمک اور امداد اپنے احمد شاہ ابدالی کو پیر طلب کیا عماد الملک نے جو خبر آمد احمد شاہ کی سنی
الس مینہ سے کہ عالمگیر ثانی حال بادشاہ ہے اور یہ کمین ہیں اور نجیب الدولہ سے نفاق تھا عالمگیر ثانی کو
قتل کر کے محی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو ملقب شاہ جہان ثانی کر کے نام کو تخت پر بٹھلا دیا اس
اثنا میں احمد شاہ درانی جو وارد ہوا عماد الملک دلی سے بھاگا اور ہرت پور میں جا چھپا اور نجیب الدولہ مع تمام
امرا اور عزہ عزیز ملازمت میں بادشاہ درانی کے گئے شرف ملاقات کا حاصل کیا اور دو تا سہ پہانی احمد شاہ سے
مقابلہ کیا بعد جنگ عظیم دو تمام اگیا اور لشکر اوسکا غارت پایا اور شاہ نے مراجعت کی جب خبر شکست دو تا کی دکن کو
ائی بھاؤ نام برادر زادہ بالاجی پیشوا کا فوج گران سے ہندوستان کو آیا دلی کو خوب لوٹا پس شاہ جہان
ثانی کو معزول کیا اور بجائے اوسکے جوانبخت سرعالی گوہر کو تخت نشین کیا اور متوجہ جنگ احمد شاہ کا ہوا
میدان پانی پت میں جنگ عظیم واقع ہوئی بھاؤ مع ہزاروں سردار مرہٹہ کے مارا گیا لکھا ہی کہ ساٹھ کوس تک
خون مرہٹہ کا مثل آب کے اوس سرزمین پر روان تھا یہ مبالغہ ہی کثرت اموات احمد شاہ بعد اس فتح کے
جوان بخت کو بجائے طور پر اعلی گوہر کے کہ وہ اسوقت بنگالہ میں تھے دہان چھوڑا اور خلعت وزارت کا
شجاع الدولہ کو اور امیر الامرائی مکرر نجیب الدولہ کو دلوا کر ۱۱۷۴ گیارہ سو چوہتر ہجری میں قندہار کو
مراجعت کیا مدت عمر اور ایام سلطنت مدت عمر چوہتر سال ایام سلطنت چھے سال سات ماہ
اٹھائیس دن سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان حلت اور جائے قبر سبب انتقال قتل کرنا عماد الملک نے
اور سال وفات روز جمعہ آٹھویں ربیع الثانی ۱۱۷۲ گیارہ سو ہتر ہجری اور مکان وفات دہلی
اور قبر مغفرہ ہمایون لقب بعد وفات عرش منزل ذشاہ عالم کا بیان نام اور کنیت اور لقب

اور نام پدر و مادر نام عالی گوہر کنیت ابو العدل لقب سراج دین محمد شاہ عالم بادشاہ بن غرز الدین عالمگیر ثانی

اسم مادر لعل کنور ملقب زینت محل تاریخ اور مکان پیدایش او جلوس سال ولادت ستر ہوین ذی قعدہ

سنہ ۱۱۳۰ گیارہ سو تیس ہجری مکان پیدایش قلعہ شاہجہان آباد سال جلوس سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تہتر مقام جلوس

پٹنہ وزرا اور امرا کا بیان شجاع الدولہ وزیر اور نجیب الدولہ امیر الامرا و نجیب الدولہ کے ضابط خان

بیٹا اونکا امیر الامرا ہوا اور محمد قلیچ خان بخشی اول و الفقار الدولہ و [illegible] خان بخشی سوم کہ [illegible]

بخشی سوم اور نواب آصف الدولہ میر آتش اور دوسرے امرا بہت ہے آخر نواب شاہ نواز خان صمصام الدولہ

ہوے محلات کا بیان تعداد نا معلوم اولاد کا بیان تیس بیٹے اور پینتیس لڑکیان انمین سے

جو نامور اور مشہور ہین سو اسما انکے یہ ہین پسر مرزا جوان بخت مرزا اکبر شاہ سلیمان شکوہ مرزا اعظم بخت

مرزا اکبر بخش مرزا انعم بخت مرزا احمد شید بخت مرزا اسکندر شکوہ مرزا اعظل بیٹیان اکبر آبادی بیگم ملوکہ بیگم

بیگم ایران و توران و روم کے بادشاہو کا بیان ایران مین نادری شہزادہ شہرخ مرزا اور محاربات

ابراہیم خان برادر علیشاہ کے اوس سے اور توران مین احمد شاہ ابدالی کردہ عہد مین شاہ عالم کی بار ہندوستان

آیا مرہٹے جو شورہ پشت اور جرہ دست ہو رہے تھے خوب سزا دیکر ان بلاد کے نکالا اور پھر بار حلیف

تیغ بیدریغ کر کے معاودت فرما ہوا ایسی سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو ستہتر مین جب مراجعت فرما کابل و قندہار کا

پھر بسبب عدم بندوبست خراسان کے اسطرف کو نہ آیا اور سنہ ۱۱۸۷ گیارہ سو سیاسی مین قضا کی تیمور شاہ ابدالی

بیٹا اوسکا ہوا اور بعد تیمور شاہ کے زمان بخت شاہ نے تخت شاہی پر جلوس فرمایا سنہ ۱۲۱۳ بارہ سو تیرہ سے

اب تا اوراق مدارج بخیت سنگ کی خدمت بجا آوری سے اسی سلطان کے پاس محمود شاہ اوسکو اندھا

کیا اور شجاع الملک برادر زمان بخت شاہ بھی جو کابل مین تا سنہ ۱۲۱۶ بارہ سو سولا مین تخت پر سے

اوتار آگیا اور بحیثیت سنگہ یاس آکر طرف برادر زمان بخت شاہ کے چلا گیا اور روم مین وہی اولاد عثمانی

ہند و دکن کی حکومت کا بیان ہند مین حملہ بندگان بادشاہی اور فرمان اگریزی اور دکن مین

اولاد سے نواب آصفجاہ بہادر کی صلابت جنگ اور آصف جاہ ثانی میر نظام علی خان بہادر

پسر سکندر اقبال سکندر جاہ بہادر اور پونا مین پیشوا اور ناگپور مین بھونسلہ اور ملیبار مین حیدر علیخان

اور پسر خانمذکور ٹیپو صاحب اور جب موعی الیہ سنہ ۱۲۱۳ بارہ سو تیرا مین انیسوین ماہ ذی قعدہ روز شنبہ

وقت دوپہر جنگ کے افسران انگریزمین کہیت رہا ملک املاک پر مشار الیہ کے عمل سرکار نامدار کمپنی

بہادر کا ہوگیا اور جنیاپن مین محمد علیخان المخاطب الاجاہ پنگاہ سے بادشاہ کی کیفیت

چونکہ یہ بادشاہ ایام شہزادگی مین ہاتھ سے ظلم غازی الدینخان کے تنگ آکر حین حیات پدر شاہجہانآباد

سے باہر ہوکر حضور سے دور رہے اور نواب محمد قلیخان کو الہ آباد سے ہمراہ لیکر واسطے تسخیر

بنگالہ کے گئے ہوے تھے اور میر صادق نام عرف میرن سے کہ وہ بیٹا جعفر علیخان کا تھا برسر محاربہ

کہ خبر شہادت باپ کی سنی پس مقام پٹنہ مین بہ سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو ہتر کے جلوس فرمایا اور لقب اپنا

شاہ عالم کیا بعد جلوس بھی مدت تک مخالفون اور معاندون سے جنگ کرتے رہے آخرکار جب

میرن بہ بجلی پڑی اور وہ موا بکاے اوسکے قاسم علیخان مسند ریاست پر متمکن ہوا اسنے ملازمت

بادشاہ کی اختیار کی اور واسطے مصارف بادشاہ کے چوبیس لاکھ روپی سالانہ صوبہ بنگالہ سے

روانہ خدمت کرنا ٹھہرا اس اثنا مین شجاع الدولہ نے بھی بعد جانے احمد شاہ درانی کے بادشاہ کو

شاہجہانآباد سے الہ آباد کو لے آیا اور بیگا ملازمت کا میان جان پر اپنے باندھا بادشاہ اکثر

اوقات رہے بہر تعلق و تحویل عمل مین آئیا آخر قیام مقام دہلی مین رہا واضح ہو کہ عہد مین شاہ عالم کے

بہت سے اردات زوال سلطنت کے وقوع میں آئے جیسا کہ شکست قاسم علیخاں کی فوج انگریزی سے اور
فرار ہونا شجاع الدولہ کا لشکر انگریزی سے جنگ نکیر میں اور صلح کرنا شاہ عالم کا ہمراہ انگریزوں کے
سنہ ۱۱۷۸ گیارہ سو اٹہتر ہجری میں اور پھر لڑنا شجاع الدولہ کا اتفاق سے ملہار راو اور ہولکر راو کے فوج
انگریزی سے مقام کورہ جہانآباد پر اور آخرکار شکست پانا اور تحریر ہونی سند دیوانی بنگالہ کی نام سے
کمپنی بہادر کے طرف سے بادشاہ کے اور تقرر پانا آتالیق لک رویکا واسطے اخراجات بادشاہ کے اور
قرارداد صوبہ اودہ وغیرہ کا نام سے شجاع الدولہ کے چنانچہ یہ سب عہدنامے سنہ ۱۱۷۹ گیارہ سو
اسی ہجری میں وقوع پذیر ہوئے میں سنہ ۱۱۸۰ گیارہ سو چیاسی ہجری میں شاہ عالم اکبرآباد سے شاہجہان
آباد کو آئے اور سنہ ۱۱۸۶ گیارہ سو چھیاسی سے سنہ ۱۲۰۲ بارہ سو دو تک عجب عجب سوانحات اور حادثات
جیسا کہ غلبہ مرہٹوں کا دوآبہ ملک پر افاغنہ کے اور عروج نواب نجف خان کا اور بے ادبیاں حافظ حامد
اور جنگ شجاع الدولہ کی حافظ رحمت خان سے سنہ ۱۱۸۸ گیارہ سو اٹہاسی میں اور واقعہ شجاع الدولہ
کا سنہ مذکور میں اور جنگ کرنا نواب نجف خان کا جاٹ سے سنہ ۱۱۹۰ گیارہ سو نوے میں اور جلت نواب
نجف خان کی سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے میں اور تقرر عہدہ امیرالامرائی کا نام نواب امیر بہادر کے
بعد اسکے مرزا شفیع کو اور کشتہ ہونا مرزا شفیع کا اور پھر مقرر ہونا امیر بہادر کا عہدہ پر اپنے
اور تسلط ہونا مادھوجی سندیہ کا بسبب سلطانی پر اور ظلم اور طغیانی غلام قادر پسر ضابطہ خان کے
اور اندھا کرنا شاہ عالم کا سنہ ۱۲۲۰ بارہ سو بیس میں مع دوسرے جور و جفا کہ بعد اسکے سلطنت میں سوائے نام
کے نماند بعد جنرل لیک صاحب سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹہارہ میں قلعہ آگرہ کا جو نزدیک سندہ کے تھا فتح کیا
اور شاہ عالم بادشاہ اندھے ہو کر انیس سال تخت نشین رہے پس وفات پائے مدت عمر اور ایام سلطنت

مدت عمر یکصد نوے برس ایام سلطنت اٹھیالیس سال سبب انتقال اجل مسمی تاریخ رحلت ۱۲۲۱ سنہ بارہ سو اکیس
مکان رحلت دہلی محلہ دفن بقعۂ ہمایون اولقب بعد وفات فردوس منزل اکبر شاہ ثانی کا بیان بہ نام اصلی اور
کنیت اور لقب ورسم والدین نام معین الدین کنیت ابو النصر لقب محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی بن شاہ
عالم اسم مادر نواب قدسیہ بیگم مخاطب بمبارک محل تاریخ اور مکان ولادت اور جلوس سال ولادت شہر شعبان
ساتوین رمضان ۱۱۷۳ گیارہ سو تہتر محل ولادت دیوان مکن پور سال جلوس ساتوین رمضان ۱۲۲۱ بارہ سو
اکیس یکجان جلوس قلعہ شاہجہانی آباد وزرا امرا کا بیان نواب نواب سحاب اور دبیر الدولہ اور خواجہ فرید خان
اور راجہ جیسنگھ رائے اور رکن الدولہ اور راجہ سوہن لعل یہ بعد ایک دوسرے کے مختاری کرتے رہے اور
امرائے بادشاہی مثل مرزا محمود خان بخشی اور مرزا اشرف بیگ کیتاد وغیرہ اور منصبدار اکثر محلات کا
بیان نامعلوم البتہ کثرت سے ہونگے اولاد کا بیان پسر مرزا ابو ظفر ولیعہد مرزا ابلند بخت مرزا
جہان شاہ مرزا جہانگیر خسرو مرزا جہانگیر مرزا سلیم مرزا بابر مرزا کیقباد مرزا اکبر شاہ دوم مرزا شیخو شاہ
دختران سوتیلی بیگم جہاں النسا بیگم وغیرہ ایران و توران و روم کے بادشاہوں کا بیان ایران میں معلوم کہ
اول غلبہ سلاطین پہر فتح علیشاہ قوم قجر نے بنی امیہ سے کہ اول سادل نادرشاہ کا ہنا کر سنہ جلوس وغیرہ
اور کون سے برس محمد شاہ ابن فتح علیشاہ قایم مقام پدر ہوا ان بادشاہ نے سلطان روم سے قرابت کی ہے
اور توران میں چونکہ شجاع الملک والی کابل تخت پر سے اوتارا گیا تھا حکومت دولت محمد خان کی صورت
پکڑی اور روم میں اولاد عثمانی ہندوستان کے حکام کا بیان صوبہ اودہ میں حکومت اولاد نوابات وزیر کی
کہ وے عہد میں بادشاہ ہذا کے خود بادشاہ اودہ ہوگئے اور لاہور میں بخبث سکہ مرقی اورنگ دکن کے
دارالسلطنت حیدرآباد میں اول نواب مستطاب سکندر طالع سکندر جاہ بہادر من بعد نواب فلک جناب

سلال رکاب صمصام الدولہ بہادر اور ناکپور و پونا میں بستور رہو نسلہ اور سندیا اگر بسبب جنون ادکے جب سے سندیا
بر دو قوم کا کمپنی سے فساد انگریزی ۱۲۳۳ بارہ سنہ تیس میں ہوا وہ ملک ملحق ممالک محروسہ سرکار بہادر
کمپنی بہادر کا ہوا کیفیت سوائے اندرون قلعہ مبارک کے حکومت بادشاہ کی کسو جا پر نہیں ایسی سلطنت
سمت کر ایکجا ہو گئی تھی کہ لاکھ روپیہ سرکار کمپنی انگریز بہادر سے پنشن مقرر تھا اور آمدنی ایک پرگنہ
قاسم کی اور دوسرے چند دیہات و باغات و املاک جو تول میں بادشاہ کی تھے اس معاش پر اوقات شریف
اپنے سا تھ امرا اور سلاطین کے بسر لیجاتے تھے مدت عمر اور ایام سلطنت مدت عمر اسی سال ایام
سلطنت قریب تیس سال رہا سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان رحلت اور مقام مدفن
سبب انتقال اجل طبعی سال وفات روز جمعہ ستائیسویں جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ بارہ سو ترپن مکان رحلت دہلی
قبر درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ کی لقب بعد وفات عرش آرامگاہ واضح ہو کہ یہ بادشاہ
خوبیت کریم النفس حلیم المزاج سلیم الطبع جسیم الخصال باہیت سخاوت زاہد عابد تھے اور صورت
شاہانہ سیرت خسروانہ رکھتے تھے نام بادشاہ ثانی کا بیان نام اصلی اور کنیت اور لقب اور نام پدر
و پدر نام سراج الدین کنیت ابو المظفر مشہور ظفر یہی مادہ تاریخ میلاد بھی ہے لقب محمد بہادر شاہ
بادشاہ ثانی نام پدر محمد اکبر بادشاہ ثانی اسم بادر لعل بائی تاریخ اور مکان ولادت و جلوس تاریخ ولادت
اٹھائیسویں شعبان ۱۱۹۹ گیارہ سو ننانوے سنہ روز شنبہ مکان ولادت قلعہ شاہجہان آباد تاریخ جلوس ثانی
جمادی الثانی سنہ ۱۲۵۳ باہ سو ترپن مادہ تاریخ جلوس چراغ دہلی مکان جلوس قلعہ شاہجہان آباد امرا اور وزرا کا
محل یک مختار الدولہ بعد انکے سید حامد علیخان اور بعد انکے مرزا شاہرخ متوفی یہ لوگ مدار المہام کارخانہ
بادشاہی رہے بعد وفات شاہرخ مرزا انکے دوسرے چند آدمی مختار ہوے وقت عذر

محمد علیخان

محبوب علیخان خواجہ سرا کام مختار یکا کرتے رہے اور احترام الدولہ حکیم احسن اللہ خان مراجعین شاہ کے بہت دخل و تقرب رکھتے تھے باقی احوال کا ربردازان غدر و فساد کا جس سے خاتمہ سلطنت کا ہوا خاتمہ میں ظاہر ہوگا تحلیات کا بیان عجالت ایکے کسو نے منضبط تو نہیں کیا ہی پر دلیل کثرت کی ہی جسکا کہ کچھ حال کسو کو ہو پہنچے اور تمام عمر ایک جا بیٹھے رہے بہتیرے ہونگے مگر ایک زینت محل تو سنے میں آئے ہیں کہ وہ بعد عدد جسکا بیان ہوگا قید میں ساتھ تین اخبار میں ہی اب بخیریت ہیں اولاد کا بیان اولاد بھی بیٹے پوتے بہت ہونگے دو تو ولی عہد ہوکے ایک بعد دوسرے کے سوے کچھ غدر میں مارے گئے کچھ رنگون کو ہمراہ آئے کچھ دہلی میں رہے بعد بدر انمیں سے اخبار میں لکھتا ہی کہ جوان بخت نام ایک کو حکم کالے پانی جانے کا ہوا ہی اور دو انگریزی پڑھ کر قابل ہوے ہیں اور جیوڑ شاہ جو مانجی مشہور ہیں کہتے ہیں یہ پوتا ہی بادشاہ کا کبھو اخبار میں ایسا لکھا دیکھا ہی کہ شاہ بخارا نے کچھ وظیفہ مقرر کرکے رکھا ہی کبھو ایسا کہ شاہ ایران پاس ہی اور کبھو ایسا کہ عرب میں اطفال کو علم دین تعلیم کرتا ہی واللہ اعلم ۞ ایران اور توران اور روم کے بادشاہوں کا بیان ۞ ایران میں محمد شاہ بہر نصیر الدین شاہی اور بابی تخت ایران کا تہران ہی اور توران میں دوست محمد خان اور روم میں عبد المجید خان عثمانی بعد میں اس سلطان کے لشکر روس کا قلعہ سیباتوپل پر آیا اور مدت تک جدال و قتال رہا انگریز صاحب لوگ اور فرانسیس کے افسر دونو سلطان کی استعانت کی آخر کار قلعہ قبضہ میں سلطان کے رہا اور لشکر روس کا صلح کرکے واپس چلا گیا ۞ ہندوستان کی حکومت کا بیان ۞ تمام ہند میں اول قبل غدر حکومت کمپنی بہادر کی تھی کہ اوسی عصر میں لکھنو بھی ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر یا بہتر میں امجد علی شاہ ابن واجد علیشاہ ابن نصیر الدولہ کے سبب متوجہ ہوئے بادشاہ کے طرف فیض آباد و سرو دا و عدم توجہ ملک داری اور عاجز پروری کے حکام انگریزی نے قبضہ کرلیا اور بعد غدر کے تحت فرمان عیوق الشان ملکہ معظمہ سلطانیہ

انگلنڈ سے آیا اور کشمیر و لاہور و ملتان میں اول حکومت بخیت سنگھ کی اور اسکی اولاد دار کانکی رہی پھر
فرزند اسکا رنجیت سنگھ بہادر نے بعد جنگ کے ملک انکا سب لیا مگر ہنوز کشمیر چھوڑ دیا ہی اور جانب دکن دا
الریاست حیدرآباد میں اول غفران منزل نواب مستطاب ناصر الدولہ بہادر من بعد نواب فلک جناب
کواکب حشم انجم خدم آصفجاہ نظام الملک نجم میر تہنیت علیخان بہادر ادام اللہ ملکہ و اعطی ولدہ
کیفیت واضح ہو کہ سوا اندرون قلعہ کے کہیں حکومت جتانے کی نہیں اور کسو جا تصرف نہ رکھتے تھے بدستور
پدر بزرگوار حضرت عرش آرامگاہ اوسی ایک لاک روپے ماہوار اور آمدنی چند دیہات املاک وغیرہ پر
ساتھ سلاطین دامر اے قدیم اور متعلقان و ملازمان شاہی کے اوقات بسر کرتے ہیں ان بادشاہ کو اگرچہ
ساتھ اوصاف اور اخلاق کریمی اور فیض و بخشش اور شان و شوکت و سیرت و صورت اور حشمت و برکت
اور تمکین و متانت میں قبلہ گاہ محمد اکبر شاہ ثانی سے کچھ نسبت نہیں مگر علم موسیقی اور فن شاعری میں
عالی رکھتے تھے اس پیرانہ سالی میں بندوق کا نشانہ خوب لگا جانتے تھے شعر اچھا کہتے تھے آخر کار جب
سنہ ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری میں تمام سپاہ انگریزی نے کل اضلاع ہند میں بغاوت اپنی کار سے اختیار کی
بسبب فریب بدمعاشوں اور کوتاہ اندیشوں کے شریک حال ہوئے جنانچہ مفصل حال اوسکا
نامہ مخمار انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ کتاب میں لکھیگا اوطرف سے سرکار انگریزی کے حسب الحکم ارادہ ہوا بتنبیہ مفسدون
کی عمل میں آئی گرفتار ہو کر رنگون کو گئے معہ تھے وہیں چند روز کے بعد وفات کی مدت عمر انیانوے سال
ایام سلطنت اپنے پدر والا قدر کے ولیعہد کیا تھا دخیل حکومت سابق سے تھے ہنگام جلوس سے ایام
برسات تک تیس برس اور قید کے چار سال سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان رحلت اور جائے
قبر سبب انتقال مرض جسمانی اور کوفت جاودانی سال وفات سنہ ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھہتر مکان

وفات رنگون

وفات رکھون مقام دفن وہی رکھون انکے نگارنین پہلا ہین تاجدار ملک انگلستان کے اسماء اور
اسماء روسا ہند کے جو انکے عہد عالیہ مین حیدرآباد کے صوبے جو سابق مین گذرے بیان کر کے
طرف احوال فرمانروائے عالیجاہ انکے رجوع کرتا ہے ؛ پہلا ہلال تاجداران ملک انگلستان کے
اسماء ایکبرت سال جلوس ۸۲۶ آٹھ سو اٹھائیس عیسوی مدت حکومت دس سال ایتھل اولف
سال جلوس آٹھ سو سینتیس ۸۳۷ مدت حکومت تیس سال ایتھل بالد سال جلوس آٹھ سو ستاون ۸۵۷
مدت حکومت تین سال ایتھل ورث سال جلوس آٹھ سو ساٹھ مدت حکومت چھ سال ایتھل رڈ
اول سال جلوس آٹھ سو چھیاسٹھ مدت حکومت چھ سال الفرڈ اکبر سال جلوس آٹھ سو تہتر مدت حکومت
چھبیس سال ایڈورڈ سال جلوس آٹھ سو اٹھانوے ۸۹۸ مدت حکومت چوبیس سال ایتھل سین سال جلوس
نو سو تیئیس ۹۲۳ مدت حکومت پندرہ سال ایتھل سٹن اول سال جلوس نو سو اٹھتیس ۹۳۸ مدت حکومت چھ
سال ایڈرڈ سال جلوس نو سو چھیالیس ۹۴۶ مدت حکومت دس سال ایڈوین سال جلوس نو سو پچپن ۹۵۵
مدت حکومت چار سال ایڈگر سال جلوس نو سو انسٹھ مدت حکومت سولا سال ایڈورڈ دوم سال
جلوس نو سو پچھتر ۹۷۵ مدت حکومت تین سال ایتھل دوم سال جلوس نو سو اٹھتر ۹۷۸ مدت حکومت سینتیس ۳۷
سال ایڈمنڈ دوم سال جلوس ایکہزار پندرہ ۱۰۱۵ مدت حکومت ایک سال سوین سال جلوس
ایکہزار سولا مدت حکومت چند ماہ کنوٹ اول سال جلوس ایکہزار سترا ۱۰۱۷ مدت حکومت تونسال ہرلڈ اول
سال جلوس ایکہزار چھبیس ۱۰۲۶ مدت حکومت چار سال کنوٹ دوم سال جلوس ایکہزار تیس ۱۰۳۰ مدت حکومت
دو سال ایڈورد سوم سال جلوس ایکہزار بتیس مدت حکومت چوبیس سال ہرلڈ دوم سال جلوس
ایکہزار چھیاسی مدت حکومت ایکسال ولیم اول خاندان نارسن سال جلوس ایکہزار ستاون مدت

حکومت اکیس سال ولیم روفس دوم سال جلوس ایکہزار سنتیاسی مدت حکومت تیرا سال ہنری اول
سال جلوس گیارہ سو مدت حکومت پینتیس سال اسٹیفن سال جلوس گیارہ سو پینتیس مدت حکومت
انیس سال ہنری دوم سال جلوس گیارہ سو پچپن مدت حکومت چونتیس سال رچد اول سال جلوس گیارہ سو
نوے مدت حکومت دس سال جان سال جلوس گیارہ سو نوے مدت حکومت ستر سال ہنری سوم
سال جلوس بارہ سو سولہ مدت حکومت چھپن سال ایڈورڈ اول سال جلوس بارہ سو تہتر مدت حکومت
پینتیس سال ایڈورڈ دوم سال جلوس تیرا سو سات مدت حکومت انیس سال ایڈورڈ سوم سال جلوس
تیرہ سو چھبیس مدت حکومت پچاس سال رچد دوم سال جلوس تیرا سو ستہتر مدت حکومت بائیس سال
ہنری چہارم سال جلوس تیرا سو نوے مدت حکومت تیرہ سال ہنری پنجم سال جلوس چودہ سو تیرا
مدت حکومت دس سال ہنری ششم سال جلوس چودہ سو بائیس مدت حکومت اٹھیس سال ایڈورڈ چہارم سال
جلوس چودہ سو اکسٹھ مدت حکومت بائیس سال ایڈورڈ پنجم سال جلوس چودہ سو تیراسی مدت حکومت اکیسال
رچد سوم سال جلوس چودہ سو چوراسی مدت حکومت اکیسال ہنری ہفتم سال جلوس چودہ سو پچاسی
مدت حکومت تیئیس سال ہنری ہشتم سال جلوس پندرہ سو نو مدت حکومت سینتیس سال ایڈورڈ
ششم سال جلوس پندرہ سو چھیالیس مدت حکومت ساتسال ملکہ میری یعنی مریم سال جلوس پندرہ
سو تریپن مدت حکومت پانچ سال ملکہ الیزبیٹ سال جلوس پندرہ سو اٹھاون مدت حکومت
چوالیس سال جیمس اول سال جلوس پندرہ سو بیانوے مدت حکومت تیرا سال چارلس اول
سال جلوس سولہ سو پانچ مدت حکومت چوبیس سال چارلس دوم جلوس سولہ سو چالیس مدت
حکومت چوالیس سال جیمس دوم سال جلوس سولہ سو چوراسی مدت حکومت چار سال ملکہ

میری ثانی

بیری ثانی سال جلوس سولا سو اٹھیاسی مدت حکومت تیرا سال ولیم سوم سال جلوس سولا سو اکیانوے
مدت حکومت تیرا سال ملکہ این سال جلوس سترا سو دو مدت حکومت بارہ سال جارج اول
سال جلوس سترا سو چودہ مدت حکومت بارہ سال جارج دوم سال جلوس سترہ سو ستائیس
مدت حکومت تیس سال جارج سوم سال جلوس سترا سو ساٹھ مدت حکومت انسٹھ سال جارج چہارم
سال جلوس اٹھارہ سو بیس مدت حکومت دس سال ولیم چہارم سال جلوس اٹھارہ سو تیس
مدت حکومت سات سال پندرہ ماہ ملکہ وکٹوریہ سلطانہ زمان عموقی الشان خورشید کلاہ ثریا
جاہ سال جلوس اٹھارہ سو اٹھتیس مدت حکومت باعدل و داد تا حال یہ بھی واضح ہو کہ بنوپات
نام عیسوی کا قوم رعایا ہے ملک فرانس کے بڑا اولوالعزم بادشاہ ہوا ہی لکھا ہی کہ اگر سکندر ثانی
کہین تو بجا ہی سنہ ۷۷۱ سترا سو ستر عیسوی مین پیدا ہوا اتھا خرد سالیمین علم ریاضی پڑھا اور بعد فن
گولہ انداز کا حاصل کیا اور وسیلہ سے اوسکے بڑی بڑی لڑائیون مین فتح مند ہوا اکثر بادشاہون سے
اپنی قوم کے باج و خراج لیتا رہا حتی کہ مصر بھی سر کیا آخر وقت سنہ ۱۸۱۵ اٹھارہ سو پندرہ مین افسران
انگریزون سے شکست فاش کہا کر بھاگا اور اتنا راہ کرفتار ہوا چند سے جیتا رہا پس سنہ ۱۸۲۱ اٹھارہ سو اکیس مین
جہان فانی کو وجود سے اپنے خالی کیا ۔ دوسرا اسلال رد سیاہ ہند کے اسماء جواب بحال ہین مظہر الاخبار
و کشف الاخبار سے بوجب سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری کا یک واڑ راجہ میسور راجہ نیپال مہاراجہ
ہلکار مہاراجہ سندہ نواب بیگم بھوپال باٹی صاحب اندور مہاراجہ جموخان قلات نواب ناظم مرشد آباد
مہاراجہ جیسپور مہاراجہ جودہ پور مارواڑ راجہ بہرت پور اجمیر مرہٹے سکہ رد جات راجہ کوچین
راجہ ترا نکور مہاراجہ جیسلمیر راجہ دولپور نواب بہاولپور مہاراجہ پٹیالہ راجہ کولاپور راجہ کچ رئیس بکانیر رئیس

نواب لونک رئیس کرولی راجہ ریو مہاراجہ دھولپور رئیس دتیا رئیس دیواس رئیس کشن گڑھ رئیس جلیسر رئیس
جالاور رئیس آلور رئیس پرتاب گڈھ رئیس بانسواڑہ رئیس ڈنگرپور رئیس سروہی حدیجہ سیکر بھوال رئیس
کوٹا راجہ گڈھ بھارا راجہ بنارس راجہ برار راجہ کوچ بہار نواب رام پور نواب جھجر نواب مرشد آباد نواب
چھوٹا گڈھ نواب بجھلی بندر ناظم الدولہ رستم جاہ نواب بنگالہ داود علیخان نواب ارکاٹ نیغ کرناٹک
رئیس جاجر رئیس بلام رئیس بلارہ رئیس ستیانا رئیس ارجد رئیس رنبہ رئیس سمیر راجہ نابہ راجہ جیند راجہ
کیورنلہ راجہ نلاگڈھ راجہ سوکیت راجہ مندی راجہ جیناراجہ فرید کوٹ راجہ ماسا ہر رئیس جیر کاری
رئیس جیاور رئیس بکاور رئیس چیتر پور نواب بوانی رئیس بروانی رئیس علی راج پور نواب مالاکنولا سردار ساوت ساہی
بی بی کینا نور راجہ سرمور راجہ کہالور بابلا سیور اور اجنار مظہر الاظہار مطبوعہ غرہ محرم سنہ ۱۲۸۰
واری
بارہ سو اسی سے اب ظاہر ہوا ہی کہ اب ہندوستان مین کل دیسی راجے اور نواب اور رئیس شمار کے ساٹھ
سو ہین اور ان سکے زیر حکم چھیالاکھ ستائیس ہزار اٹھہ سو دس مربع میل ہین اور یہ بھی مظہر الاظہار
نمبر ۱ جلد صفحہ ۵ سطر ۱۴ موجب ماہ شوال سنہ ۱۲۸۳ یا دسی بیاسی سے ہی کہ بندلی ابدالی کی
بنا لیس کروڑ کی تیسرا اسلال دکن کا چھوٹا جو طرف سے بادشاہ دہلی کے حیدرآباد پر مامور و منصوب
ہوے ہین انکا بیان ؛ بعد تیمور نے سلطنت قطب شاہیہ کے ابتداء عہد مین عالمگیر بادشاہ کے
صوبہ داری حیدرآباد کی جانثار خان کے سپرد ہوی تھی اور جب وے سنہ ۱۱۱۳ گیارہ سو تیرہ مین
انتقال کیے رستم دلخان پور جانثار خان نیابت سے شہزادہ کامبخش کی مامور ہوے اور سنہ ۱۱۱۶
گیارہ سو سولہ مین جب رستم دلخان معزول ہو کر کرناٹک کے ہوے اُسطرف روانہ ہوے جاے پر اونکی
داود خان پنی نے طرف سے شہزادہ موصوف کے یہ خدمت پائی اور بعد مارے جانے

کامبخش کے

کامنجش کے طرف سے بہادر شاہ کے ۱۱۱۹ گیارہ سو اُنیس ہین یہ حمیت یوسف خان روز بہانی کو ملی
اور جب یوسف خان بھی موئے ۱۱۲۱ گیارہ سو اکیس ہین عماد الملک مبارز خان عہد ہین فوج سیر کے
صوبہ دار ہوئے عہد ہین مبارز خان کے جب حضرت نظام الملک آصفجاہ بہادر نے دکن ہین نزول اجلال
فرمایا ۱۱۳۶ گیارہ سو چھتیس ہین سکر کھیڑی کے قریب جنگ ہوئی مبارز خان کشتہ ہوئے اور
نواب کامیاب سے ہمدر مبارز خان حاجی عنایت اللہ خان بہادر ابن قاضی موسیٰ شہید ابن سید علی
ہمدانی جو ہمائی عقد ازدواج مبارز خان بہادر کا مسماۃ حاجی بیگم جو دختر زکریا خان بہادر صوبہ لاہور سے
ہوا تھا اور وہ بموجب تحریر شجرہ حنفیہ ہنوے بہادر معرکہ تھے مسمی بڑی صاحبہ ہمشیرہ بہادر معزی
بہی خان موصوف سے منسوب ہی مبارز خان بہادر کو جملہ پانچ پسر خواجہ محمود خان خواجہ حامد خان خواجہ
مسعود خان خواجہ اسد خان خواجہ احمد خان محمود خان اور حامد خان کا احوال ماسوا معلوم مسعود خان اور اسد خان

یہ دو دختوں اور احمد خان ساتھ عیالات کے قلعہ ہین گولکنڈہ کے تھے ۔ چوتھا خاندان حضور پرنور
ذی جاہ رآباد دکن خلد اللہ ملکہ کے بیان ہین ہو آباد کرام و اجداد ذوی الاحترام نواب آصفجاہ بہادر
غفر اللہ لہ کا بیان اور یہاں کے تا حضرت امیر المومنین ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ جناب علی اولاد ان
عالیجناب سلسلہ کے ہین سو احوال جد مادری اور اسم والدہ ماجدہ نسبتاً نواب آصفجاہ بہادر خلد اللہ الجنۃ
واضح ہو کہ نواب آصفجاہ بہادر فرزند میر شہاب الدین المخاطب غازی الدین خان بہادر کے ہین اور وے فرزند
نواب میر قمر الدین خان المخاطب بہ نظام الملک آصف جاہ بہادر بن خواجہ میر اسمعیل عرف عالم شیخ کہ احوال ان ہر سہ بزرگوار کا
بحسب اختتام سلسلہ ہذا کے مذکور ہوگا بن عزیزان عالم بن میر محمد عالم شیخ صدیقی علوی بن شیخ محمد
مومن بن حضرت محمد درویش بن شیخ جاوید ثانی بن شیخ فتح اللہ ثانی بن شیخ جاوید الملقب بہ

بن شیخ نجیب الدین بن شیخ فتح اللہ بن شیخ تاج الدین بن شیخ علاء الدین بن شیخ قطب الاقطاب زین الدین بن
ابی محمد حفص ابن شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ ابن شیخ محمد بغدادی بن محمد بہاء الدین بغدادی
بن عبد اللہ بغدادی بن عبد الرزاق بغدادی بن عبد اللہ صوفی بن محمد سعید کشکی بن قاسم علی رومی بن نصر الدین
بصری بن محمد قاسم کشکی بن عبد اللہ بصری بن عبد الرحمن مکی بن ابو القاسم مکی بن ابو محمد مکی بن محمد بن امیر المومنین
حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہما عالم شیخ کا بیان عالم شیخ رحمۃ اللہ اکابر سمرقند سے تھے اونہیں بادشاہ
عصر نے عالم العلما خطاب دیا تھا صاحب تصانیف عمدہ ہیں معلوم کہ مادام الحیات وہیں ساکن رہے یا سیاحت فرما
دیار ہند کے بھی ہوئے تھے مقام دفن مجہول انکو دو فرزند تھے کلان خواجہ بہاء الدین خان اور خرد خواجہ عابد خان
وہ تو قاضی سمرقند ہوئے اور یہ وارد ہند مگر ہوتے خواجہ بہاء الدین خان کے قرا الدین بہادر ہند کو آکر
وزیر اعظم ہوئے ہیں ۔ خواجہ عابد خان بہادر کا بیان ۔ خواجہ عابد خان علیہ الرحمہ آخر عہد میں شاہجہان کے
ہند ہو کر اول منصب چار صدی کا پایا پس ہمتین شاہزادہ اورنگ زیب ہو کر دکن کو آئے وقت مراجعت شہزادہ
موصوف نے واسطے اصلاح ہندوستان کے باغ فرمان بار برہانپور پر اضافہ سے دو صدی اور خطاب خانی سے
کامیاب کیا پس قلیچ خان نے فرمایا پس دیالپور پر اصل و اضافہ سے ہزار ہی منصب اور پانسو سوار پائے اور بعد جنگ
جیسنگھ اور قاسم خان کے سنہ ۱۰۷۱ ہجری اکہزاری اکہتر ہمین خدمت صدارت کل کی شرف اندوز ہوئے من بعد
اکہزار و ہشتر ہمین اصل و اضافہ سے تین ہزار پانصدی منصب اور ہزار سوار سے مباہی ہوا اکہزار ستر ہمین
اکہزاری منصب اور صوبہ داری سے اجمیر کی مع اضافہ اور تین سو سوار اور عنایت خلعت اور بخطاب فیل کے
اعتبار عظیم حاصل کیا اور بعد سے چار سال گذرے تھے کہ صوبہ داری ملتان کی پیشگاہ والا سے پائی پس سنہ ۱۰۸۵
اکہزار یکیاسی مین بسبب تغیر ہونے کام صوبہ داری کا ملتان سے واپس آئے اور اسی سال مین ساتھ حسن اعتقاد

سعادت اشتمال سے رخصت حج کی پاکر میر حاج ہوئے اور سنہ ۱۰۹۱ ایکہزار نود مین عنایتانہ خطاب قلیچ خان کا
پایا اور اسی سال مین مرتبہ ثانی خلعت سے سرفراز عزت صدارت کی سولھوین جمادی الاول کو
مقصد اول و اضافہ سے ہزاری چار ہزار سوار کے ذخیرہ افتخار کا جمع کیا متصل اسکے ایکہزار بیانوے مین
عطائے خلعت خاصہ اور نقارہ سے نقارہ دولت کا بلند آوازہ کیا اطراف دکن کے مامور ایکہزار چھیانوے
مین بارھوین ذی قعدہ کو سعادت ملازمت ظفر آباد کی اور مع ایک ماده فیل خاصہ سربلند و بلند پایہ ہوئے
آخر کار ایکہزار ستیانوے ہجری محاصرہ مین قلعہ گولکنڈہ کے گولہ زنبورک کا شاہ برست مبارک رہاست کے
اگر لگا چونکہ مرد مستقل ذی شجاعت تھے گھوڑے کے سوار داخل خیمہ ہوئے جدۃ الملک طرف سے
بادشاہ کے عیادت کو آئے اوسوقت جراح لوگ ٹکڑے ہڈیون کے شانہ سے اُن یگانہ دست قدرت کے
نکالتے تھے اور وہ بے چین جبین سرگرم سخن تھے اور دوسرے ہاتھ سے قہوہ پیتے جاتے تھے بعد تین دن کے
انتقال کیا اور عسکر شاہی مین متصل قلعہ مذکور کے مدفون ہوئے واضح ہو کہ وہ برگزیدہ آفاق سادات
سے فاخرہ کے حیدرآباد مرآتے ہیں بہت سلوک کرتے تھے ۔ میر شہاب الدین المخاطب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ
ارشد خواجہ عابد المخاطب قلیچ خان بہادر کا بیٹا ۔ میر شہاب الدینخان بہادر فرزند ارشد قلیچ خان
بہادر مرحوم ہا سنہ سال جلوس عالمگیری کے ۱۰۷۹ ایکہزار نواسی ہجری مین سمرقند سے وارد ہند ہوکر
اول حصہ منصب ہزار سوار اعتبار پائے اور وقت ملازمت کے ایک سربخمہ مینا کار گلون کی خدمت
مین بادشاہ کی گذرانی نقل ہے کہ ایکدن سبحان قلیخان والی توران سیر کو باغ کے نکلا تھا میر شہاب الدینخان
نے دسیلہ سے خواجہ یعقوب جو بیاری کے رخصت ہندوستان کی چاہی خان موصوف نے فاتحہ پڑھا اور
زبان فارسی مین ایسا کہا کہ تو ہندوستان میرود شخصے عمدہ خواہی شد جنانچہ بموجب قول مذکور کے

یاوری طالع سے اس مرتبہ کو پہونچے کہ ہم شہرت سلاطین بلخ و بخارا کے ہوئے اور سنہ ۱۰۹۱ ایکہزار نوے مین
بسبب نہ پہونچانے خبر عرضی صفدر خانجہان بہادر عالمگیر شاہی کی کہ وہ واسطے کوشمالی رانا اودے پور کے
مامور ہوے تھے اور کیفیت اوسکی کچہ نہ آتی تہی اور منظور بادشاہ کو یہ تھا کہ دونون مین احوال دانا معلوم ہوا کرے
آدہی رات کو کہ اوسوقت میر شہاب الدینخان چوکی خانہ مین حاضر تھے بادشاہ نے یاد کر کے اوسطرف
جانے کو کہا اون یگانہ زمانہ نے اوسی وقت بیگانہ ملک مین باوجود نہ معلوم ہونے راہ کے
بے رفیق خوف مین قطاع طریق کے بہادرانہ ارادہ فرمایا بعد مراجعت کے اسی وقت بادشاہ نے
ازراہ عنایت سے ہر چند کہ بخشی حاضر نہتا واسطے سے مراد خان سرچوکی خواصون کے دوصد کا اضافہ
اور خطاب جانی اور عنایت فیل اور ترکش کمان سے ہمتون کا محمود کیا من بعد واسطے سرکوبی
راٹھورون کے بادشاہ نے مامور فرمایا وے گمراہ شاہزادہ محمد اکبر سے ملے ہوے تہے شہزادہ نے
دلیر خان کو بہیجکر اسکو بہت سے وعدے اور عنایتون کے رفاقت کی درخواست کی خان عقیدت
نشان نے قبول نکیا حاضر حضور ہوکر مورد فراوان آفرین کے ہوئے اور سایتہ دار وغگی عرض مکرر
کے مباہی اور چہبیسوین سال جلوس کے غایتہ دار وغگی گرز برداران کی ہوئی ستائیسوین سال
غازہ سے خطاب غازی الدینخان کے چہرہ شجاعت کا آراستہ کیا اٹھائیسوین سال سبب
فتح قلعہ راہیری کے جو سکن سنبہا کا تہا اور قتل کرنے اکثر اشقیا کے خطاب عمدہ فیروز جنگ سے
نقارہ عمدہ نیکنامی کا بلند آوازہ کیا اسکے بعد شہزادہ محمد اعظم شاہ نے جو دکن مین بسبب غلبہ رسائی کے
عنایتین کی ہین مین نے رشید الدینخانین مفصل بیان کیا ہی کہ شاہ قدردان قدرشناس نے فتح کوہجاپور کی
کہ سد سکندر گرفت تاریخ اسکی ہی نام سے انکے نامزد کیا اور یہ فقرہ راست خاص واقعہ نگار کو لکہا

کہ داخل وقایع کرین کہ بدستیاری فرزند دلپذیر رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح شد و بسبب
یک خدمات اور تردات کے قلعہ گولکندہ پر منصب دو الکہ ہفت ہزاری سات ہزار سوار سے پایہ اعتبار کا پایا
پس ستسوین سال جلوس کے بینائی انکھون کی قضاء کردگار سے جاتی رہی بعد کے بھی ترقی مدارج کی
رہی اور فوج کشی بدستور بحال یہ بلندی طالع کی ہی اور اصابت رائے کی اب اسکا ترجمہ بعضے فقرون کا
جو عالمگیر بادشاہ نے خط خاص سے حالت بیمار یمین لکھا ہی لکھا جاتا ہی ترجمہ خط فرمان عالمگیر بادشاہ
اسمی خان فیروز جنگ غازی الدین خان بہادر ۔ خانفیروز جنگ یکرنگ مین چاہتا ہون کہ واسطے عیادت
اوس دولتخواہ کے خود ارادہ کرون لیکن کس منہ اور کس نظر سے دیکھون اسواسطے سید دان کو
نیا بنا بھیجا ہون کہ تا انکھون سے دیکھین اور مافی الضمیر اظہار کرین اور نرس میوہ جو کچھ کہ ہم پہونچا
ہی انکو رہین لیکن اطباء یونانی واسطے اس عدۂ مخلصان مراجعت انکے مضر کہتے ہین اسواسطے ہم نے
بھی اپنے پر ناگوار کیا انشاء اللہ تعالی بعد صحت کامل اور شفاء عاجل کے کچھ کہا جینگے الخ اور بعد جلوس خلد
منزل صوبہ دار گجرات کے ہوکر اودہر روانہ ہوے چھٹے سال جلوس احمد آباد گجرات مین رحلت کی رفقا نے
وہین شہر کے باہر متصل اجمری دروازہ کے مقبرہ مین جو مدرسہ کر مشہور ہی مدفون کیا جد مادری
نواب کا بیان اور جد مادری فخر اسلاف اصفجاہ بہادر کے شیخ سعد اللہ لاہوری ہین اولاد سے بنی تمیم کی
بارہوین سال جلوس کے جب حقیقت فضایل اور کمالات اور راستی نیت اور درستی امانت دیانت اور رسائی فہم و
فراست کی عرض شاہجہانبادشاہ ہوی حکم احضار کا صدر دریا واسطے سے موسوی خان صدر الصدور کے
ناصیہ اقبال کا ساتہ شرف ملازمت کے روشن کیا خاطر مین بادشاہ جوہر آگاہ کے اول مرتبہ نقش استعداد کا
درست بیٹھا سلک مین بندگون کے منسلک کیا اور ساتہ عنایت خلعت خاصہ اور خدمت عرض مکرر کے

کہ اوسوقت معتمدون کو ہوتی ہی پایہ اعتبار کا بلند پایہ گیا اور بکمال کے عرصہ مین ساتہہ منصب ہزاری
اور خطاب خانی کے اور حشمت دار و عگی غلجانہ کے کہ سوائے خدویان راسخ الاعتقاد کے ہوتی ہی ہم عصر
کا محسود کیا اور پندرہوین سال خدمت خانسامانی کی اور اضافہ ہزاری سے سربلند ہوئے
اور اٹہارہوین سال ساتہہ بلند مرتبہ وزارت اور کل مناصب عمدہ چار ہزاری تین ہزار سوار ساتہہ
عنایت خلعت خاصہ مع قلمدان مرصع کار کامیاب رائیسوین سال شش ہزاری منصب ہوا
بیسوین سال علم ہوا کہ بابر و طالکرین ہیہ پہلی مرتبہ مغلیہ پنجاب کو دین اور ساتہہ سرانجام اجزا
لشکر کے مشغول ہون کہ ناوے نکلنے مین عذر کرین اکیسوین سال واسطے تنبیہ اور برہم خوردہ بلخ و جیحون کے
مامور ہوے چوبیسوین سال جمادی الثانی مین ہمراہ شہزادہ اورنگ زیب واسطے تسخیر قندہار کے روانہ ہوے
اور اکہہزار ساتہہ مین کو قریب چار مہینے کے محاصرہ سے قلعہ کے بیمار رہے مگر برابر ساتہہ جانے رہے اور (۱۰۶۰)
استقلال کے اطبا مرض لکیا حتی کہ جب حالت مرض مین بادشاہ سے سکر حکیمون کو حکم علاج کا فرمایا اور
آپ بھی واسطے عیادت کے شدت مرض مین تشریف لاتے اچھی ہوتی ہی علاج کارگر ہوا اسکی ذکی
دانائی اور استقلال اکثی رتعات سے عالمگیر بادشاہ کے ظاہر ہے بسم واندہ ماجدہ نواب ممتاز الزمانیکم
صاحبہ بیٹی شیخ محمد سعد اللہ خان بہادر مرحوم شجرہ آصفیہ مین لکہا ہی کہ محمد سعد اللہ خان بہادر وزیر اعظم شاہ
جہان بادشاہ کو تین فرزند تہے دو پسر اول محمد حزر اللہ خان بہادر دوم محمد سومحمد صلح خان بہادر نالکہ خدا یکہ حسن
وزیر النسا بیکم صاحبہ موصوفہ منسوبہ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ اللہ نواب آصفجاہ بہادر انا بہ غار
سلسلہ مریدی و خلافت اسی خاندان عالی دودمان کا زیب فہم کرتا ہے بعد اسکے احوال سے نواب کے ابتدا
کرینگا انشاء اللہ تعالی و بہ التوفیق۔ شجرہ سلسلہ مریدی و خلافت نواب آصفجاہ بہادر

بہ لکہنؤ

پوشیدہ مزہب خواجہ میر اسمعیل عالم شیخ وسادہ پر شیخ کے ممکن تھے اور فرزند اونہون کے نواب
عابد خان جاہ وحشمت دنیوی کی رکھتے تھے رپسر خواجہ میر اسمعیل عزو علم شیخ مربدار خلیفہ خواجہ امین
باباکمال کی کے ہین اور وے خواجہ عزیزان نقشبندی کی کے اور وے خواجہ امان نگہبان جہان کے اور وے
خواجہ محمد ثانی عرف حضرت انسان کے اور وے خواجہ عزیزان ثانی نقشبندی کے اور وے خواجہ
میر شہاب الدین کے اور وے خواجہ نظام الدین کے اور وے شیخ نظام الدین فخر العاشقین کے
اور وے قطب الوقت خواجہ شیخ کلیم اللہ کے اور وے خواجہ سید محمد محتشم کے اور وے خواجہ سنگین
دہ بیدی کے اور وے خواجہ ہاشم دہ بیدی کے اور وے خواجہ کلان دہ بیدی کے اور وے
خواجہ محمد ملا قاضی کے اور وے خواجہ عبید اللہ احراری کے اور وے خواجہ یعقوب چرخی کے
اور وے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے اور وے خواجہ امیر سید کلال کے اور
وے خواجہ محمد بابا سماسی کے اور وے خواجہ علی رامیتنی کے اور وے خواجہ محمود انجیر فغنوی کے
اور وے خواجہ عارف ریوگری کے اور وے خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے اور وے خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے
اور وے خواجہ علی فارمدی اور وے خواجہ ابو علی فضادی کے اور وے خواجہ علی بصری کے
اور وے خواجہ ابو القاسم کورکانی کے اور وے خواجہ ابو الحسن خرقانی کے اور وے خواجہ بایزید بسطامی کے
اور وے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور وے حضرت خواجہ قاسم کے اور وے حضرت سلمان
فارسی رضی اللہ عنہ اور وے امیر المؤمنین حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور وے حضرت رسول
الثقلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۔ نواب آصف جاہ بہادر برد اللہ مضجعہ کا شیخ
اسم گرامی اور خطاب نام قمر الدین خان حسب الامر عالمگیر بادشاہ غازی خطاب نظام الملک آصفجاہ بادشاہ سے

بادشاہ عصر کے چنانچہ مذکور ہوگا تاریخ و مکان ولادت تمامی سعادت و جلوس اقبال مانوس تاریخ ولادت
چودھویں ربیع الآخر ۱۱۸۲ھ ایکہزار بیاسی لفظ نیک بخت تاریخ میلاد شریف کی ہے مکان ولادت موضع ۱۱۸۲
زیب تحریر ہنکیا جو نامہ نگار گذارش کرتا مکان جلوس آپنے جلوس ہنین فرمایا مادام الحیات گرم اطاعت بادشاہ
عصر کے رہے اور فتوحات کو اپنے مضاف طرف بادشاہ کے فرمایا نذر ہر وقت فتح کی گذرانتے رہے ارکان
دولت آپ بنفس نفیس و عنصر لطیف تا وقت وفات متوجہ جمیع مہمات کے رہے کسو کو مختار کار دیوان
نفرمایا مگر ماخذ ہین اس کتاب کے جیسا کہ ظاہر ہوگا بعض جا نام پر شیخ محمد اعظم اور کہیں کرن اور
حذا بندہ خان ملازم سرکار نواب کے لفظ دیوانکا لکہا ہی آمد آمد دولت امیر مانو قدیر رفیق اعلی خیر خواہ قدیم
محمد ابو الخیر خان بہادر متوطن شکوہ آباد اور شیخ جنگ حیدر یار خان بہادر اور سالار جنگ دلاور خان
بہادر کہ یہ ہر دو قدیم رفیق نزدیک وقت سوال و جواب آمد بادشاہ کے بہی دوام آمد آگرا می ساتھ نواب کے ناکر
ہے چنانچہ ذکر ان ہر سہ امرا بار بار جو ہر اور جا بجا بہی ابتدا سے ہے مع اولاد کہ ابہی
ہنوز اخلاف ہے انکے دو امیر دنیا اعتبار مامور کار اور ریاست آصفیہ نظامیہ کے مدد کار شریک دولت ہین
یعنے ایک سلالۃ الہمام اور ایک امیر کبیر سپہ سالار رفیع حسن جہام احوال خیر مآل ناحال اخلاف سامی جناب
عالیجاہ کے قریب تمام کتاب آئیگا اور باقی آسامی دوسرے امرا آنا کے تمامی کیفیت ہین اپنے اپنے محل پر
مرقوم ہونگے پر دکیان حرم محترم کا بیان اول نور النسا بیگم صاحبہ جیٹہ نواب قمر الدولہ بہادر وزیر
اعظم محمد شاہ بادشاہ غازی شاہ عالم دوم عمدہ بیگم صاحبہ سوم مادر صلابت جنگ چہارم مادر
سالار جنگ پنجم مادر ہمایون جاہ وغیرہ اسما نا معلوم اولاد امجاد کا بالغ چہے سپہ اول نظام
الدولہ ناصر جنگ میر احمد علیخان بہادر وقت کار زار بسبب صفائی قلب کے رہو کہین شہید ہو گئے چونکہ

اگلے صفحہ پر

اب بعد بدر والاقدر کے رئیس مستقل ہوئے ہین احوال انجناب کا برآمن وعن مذکور ہوگا بہت نیک بے بدل صاحب
نفس مطمئنہ دودہ میر محمد پناہ خان المخاطب امیر الامرا فیروز جنگ غازی الدینخان بہادر ثانی بطن سے نور النسا
بیگم کے آپ ہندوستان مین سرگرم خدمات بادشاہی رہے آخر کار صوبہ داری سے حیدرآباد کی بعد شہید ہونے
برادر بزرگ حقیقی ناصر جنگ بہادر کے سرفراز ہوکر مابین قطع منازل وطی مراحل کے شہر اورنگ آباد مین
بیماری سے بیضہ کی ایک ہی روز مین طرف عالم البقا کے نہضت کی یہانتک نہ پہونچے تھے کہ بہشت کو پہونچے
رفقاے جناب کو دقت بدرقہ دہلی و ملحقات مستصل احمد نگر دروازہ کے دفن کیا بہت قابل صاحب علم
مستعد فن فارسی دانی کے اور متصف بسا صفات انسان پرداز کی تھے پس سے انکے غازی الدینخان ثالث عماد
الملک نام اصلی انکا میر شہاب الدینخان دختر زادہ قمر الدینخان بعد رحلت پدر کے واسطہ سے وزیر الممالک صفدر
جنگ کے صفوت امیر الامرائی سے ساہی ہوجیندے دن پر رہے بہرنیاہ مین اگیر بڑھا لوگون کی بندر سورت تھا
نائب کی اولاد سے اکثر ابنا و اخیر الدینخان نام بچہ عہد سعادت مہد آصفجاہ ثانی کے لڑکر خیر ان جناب کا بعد اسکے
ہوگا سنہ ۱۱۹۳ ایکہزار ایکسو ترانوے مین گردش زمانہ سے حیدرآباد حیدرآباد ہوے اور شرف ملازمت نواب
مستطاب کا پایا حضرت نے چارہزاری منصب علم و نقارہ پالکی چالردار خطاب حمید الدولہ مشہور جنگ
سے سرفراز فرمایا ہنا باقی کا احوال خدا کو معلوم صاحب کتاب لکھا ہی کہ کوئی ادیج گمراہ قی
کا ہوا سوم آصف الدولہ صلابت جنگ سید محمد خان بہادر چونکہ حوالی دکن مین بعد ناصر جنگ
شہید کے ریاست انکی طرف رجوع کی ہی عمدہ کیفیت جناب کی بعد ذکر نواب شہید کے معروض بیان
مین آویگی چہارم میر نظام علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ ثانی اول چندے مدار المہام
برادر بزرگ صلابت جنگ کے رہے پھر بعد انکے رئیس مستقل ہوکر بنیاد کو ریاست کی

جیسا کہ چاہئے مستحکم گردانا اور جب وقت موعود ہوا بخایک تمام خیر انجام اس جہان فانی سے رحلت کی
شریک ساکنان خلد بریں کے ہوئے آپ مقوم ریاست ہیں چنانچہ تمامی سوانحات عید سعادت مہد
آپکے زیب رقم ہونگے پنجم برہان الملک بسالت جنگ میر محمد شریف خان بہادر عرف شجاع
الملک یہ ہمیشہ اطاعت میں ہر دو برادران بزرگوار کے سب طرح سے رہے پس سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو
چھیانوے ہجری میں بہمہ عہد آصفجاہ ثانی کے موضع ادہونی جاگیر میں اپنی انتقال کئے اور وہیں
مدفون ہوئے کثیر الاولاد سانحہ پسر از انجملہ جنگ میر نصر اللہ خان بہادر میر فتح اللہ خان
بہادر دیگر یار جنگ رستم جنگ عزت مآب جنگ میر رحمت اللہ خان بہادر دارا جاہ مہابت جنگ میر
عابد خان بہادر انہے ایک فرزند تھے میر غلام حسین میر شہاب الدین خان بہادر پانچ دختر
اول ولایتی بیگم دوم فتح النسا بیگم سوم صالحہ بیگم منسوب عالیجاہ بہادر سے چہارم بختاور بیگم
منسوب ممتاز الامرا بہادر سے پنجم پیتی بیگم منسوب غضنفر الدولہ نظام جنگ بہادر سے چونکہ یہ لوگ ابتدا
سے کار ہین آل و اولاد کو ہر ایک کی بقدر استعداد ماہوار ین خزانہ سے مقرر ہین کہ آسودہ دست
بدعا رہین ششم ہمایون جاہ ناصر الملک میر مغل علیخان سب سے چھوٹے یہ بھی اطاعت گذار
برادرون کے رہے رحلت انکی بھی وقت ہین آصفجاہ ثانی کے شہر حیدرآباد مین ہوئی ہی جائے
دفن جوالی درگاہ برہنہ صاحب قدس سرہ انکو بیت فرزند ہوئے میر بہاو الدین میر فیض الدین
فخر یاب جنگ ناصر جنگ نصرت جنگ میر حیرانی میر احمد میر فخرو میر حسن علی میر معز الدین میر
نظام علی ہنوز بنا بیرو اسباط مسعود ہین ہر ایک کو بقدر آسودگی و رفع حاجات شاہرہ سرکار سے
ملا جاتا ہی تین دختر اول خان بہادر صاحبہ دوم مکرم بانو بیگم مشہور بین الجمہور کالی بیگم منسوب

قیام الملک

قیام الملک میر کلان خان بہادر سے میر کلان خان بہادر کو ایک فرزند تھے ممتاز الامرا بہادر باوہ نے مختار
بیگم صبیہ امیر الامرا شجاع الملک سالار جنگ کی منسوب تھی جیسا کہ گذرا بیگم صاحبہ موصوف سے تو بہادر مغفور
کو تو اولاد نہوئی مگر اور حرمہ محل سے چوبیس فرزند ہوئے تھے بارہ پسر اور بارہ دختر اور یہ بھی واضح ہو
کہ نیابین نواب میر کلان خان بہادر مرحوم اور صاحبزادی بیگم صاحبہ الفت بہت تھی اور وے عہد مین آصفجاہ
ثانی کے وقت انتقال اپنی جاگیر مین تھے بعد سننے اس خبر وحشت اثر کے بیگم صاحبہ نے عرض کروائین کہ اب مجھے
بھی وہین رخصت کروا دین یا لاش میرے شوہر کی منگوا دین کہ روبرو اپنے مکان مین رکھون خاطر ہمیشہ کی
بہت عزیز تھی فرمایا کہ لے آؤ جب باہر شہر کے جنازہ آیا حکم ہوا کہ میر جملہ کے تالاب مین سے مخاذی اپنے
مکان کے فصیل کو گرا دو اور جہان دو بتلائین مکان مین انکے دفن کردو حسب الارشاد عمل مین آیا اب اوسجا
ایک دروازہ ہے اور اسکو تیغہ کر دیا ہے راجہ چندو لعل کی سرکار مین جب شادی راجہ مالا پرشاد کی ہوئی
تھی تو کیا یعنی اشتہاری تالاب مین نصب کی تھی اسوقت دو دروازہ ایکباری کہلاتا ہے جب سے اب تک ہے
سوم خیر النسا بیگم بطن سے نواب بیگم کے بڑی بہن ناصر جنگ و غازی الدین خان بہادر کین منسوب محمد خیر اللہ خان
بہادر جو شجرہ آصفجاہ ابراہیم و تورانی و روم ہندو دکن کے بادشاہون کا بیان و ایران مین نادر شاہ و تورانیون مین احمد شاہ
روم ہند و سند مین سلاطین عالمگیر شاہی اور واقعات انکے جیسا کہ گذرا اور دکنیون طرفدار وصوبدار شاہ
ہند کے اور مرہٹے اور بعضے زمیندار اور مکار نوابکے الغرض یہ کیفیت مین جناب کی روشن ہوگا ممالک مفتوحہ
و کیفیت ذات ملکی صفات شش صوبجات دکن اورنگ آباد خاندیس برار سیدر بیجاپور حیدرآباد
کہ مواصل جملہ ممالک کا وسوقت سابق سے کم ہوکر اٹھارہ کرور پندرہ لاکھ اسّی ہزار پونے پانچ
آنیکا ہتا اوس تمامی باقی رہ گئی سو رقم سے ساٹھ کرور چوراسی لاکھ ستر ہزار تین سو پچیانوے

رہے سو پندرہ آپکا ملک مقبوضہ اور اقبال نواب عالیجناب کا ہوا اور سوا اسکے چھ مہالات سے سرکار کے
اور بندے محالات صوبہ حیدرآباد کے کرناٹک وغیرہ سے قریب بگیارہ کرور کے قبضہ اختیار مین سردار کے
کے آ گئے کیفیت واضح ہو جس سال کہ نواب نے قدوم میمنت لزوم سے اپنے گیتی کو رونق بخشا اور تکمن
بطون سے بطن مادر کے جلوہ ظہور کا منصہ حیات پر فرمایا بسبب برکات ولادت باسعادت کے اوس سال
میر شہاب الدینخان بہادر فتوحات پر دریا اور اضافہ منصب و عنایات بادشاہی سے بکمال مباہی
ہوے اور جب چھے برس کا سن آپکا ہوا سنہ ۱۰۹۳ ایکہزار چورانوے ہجریہ مین مطابق سنہ ۳۷ ستائیس
عالمگیری کے چاجدی منصب پچاس سوار سے کہ سلطنت تیموریہ مین اس سمین کوی فدوی ایسا
منصب نپایا تھا رشک افزا ہمقران کے ہوے بادشاہ اور جدہ الملک خود سالیمن نواب کی
کہا کرتے تھے کہ آثار رشد و اقبال کے طالع سے میرقمرالدین کے درخشان و تابان ہین اور خود فرماتے
ہین کہ مجھے لڑکائی مین مطلق طرف بازی کے کہ مرغوب اطفال کی ہوتی ہے رغبت نہی سن بیس مین
ساتھہ رحمت خنجر مرصع اور اضافہ چارصدی چار سو سوار اور اکیس مین ساتھہ اضافہ نہ صدی اور
نو سو سوار کے اور تیئیس ۲۳ مین ساتھہ عنایت جمدہر مرصع اور خلعت خاصہ کے مع اضافہ پانصدی اور دو سو
سوار جملہ دو ہزار و پانصدی منصب دو ہزار سوار سے ذی منصب ہوے اور پچیس مین
ساتھہ خطاب چین قلیچ خانی اور عطای فیل کے سربلندی پائی بیس اکتالیسوین سال پدر والاقدر
سے آزردہ ہو کر پیے اجازت حضور مین آئے بادشاہ باطن مین محظوظ اور ظاہر مین بیاس خاطر
پدر کے ایک مہینے تک بار ملازمت کا نہ پایا آخر وسیلہ سے اسدخان کے شرف اندوز ہوے حکم ہوا کہ
باپ سے ملکر جلدی آو اور رشحہ دستخط خاص سے فیروز جنگ کو لکھدیا کہ فدوی زادہ اخلاص پروہ

چین قلیچ خان بہادر کہتے ہین کہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ حسب الحکم بادشاہ کے
روبرو باپ کے جاکر اسی سال بعد چند ماہ کے حضور مین پہونچے اور مورد نوازشات خاص الخاص کے مع عنایات
گوشنبد خاصہ شال وشمال ہوکے اور بیالیس مین تنبیہ مفسدان ناکوری کی بائین ہین کرکے مورد تحسین و
آفرین اور اسی روز دیکی مین بسبب تنبیہ غنیم نواحی ناگر کوٹہ کے ساتھ عنایت کرسنبد وخنجر خاص سے سرور اور
بعد اس تنبیہ کے ترتالیسوین سال جب حضور مین آئے حکم ہوا کہ بخشی الملک مخلص خان دروانوں تک برم پوری
اور سلام پوری کے استقبال کرکے لائین پس پانصدی منصب اور دوسو سوار اضافہ ہوکر اصل و اضافہ سے
ساڑھے تین ہزاری منصب تین ہزار سوار کے سپہ سالار فرار پائے چوالیسوین سال پانصدی اضافہ ہوا
اور پینتالیسوین سال فوجداری برہانپور وکرناٹک کی تغیری سے معوض خان کی ماموراور اسی سال کہنا
مجرکا ایسا کہ پہر مار سے آزردہ ہوکر حضور مین آئے تین ہزار پانصدی منصب مین ہزار سوار تھے پانچسو
اور اضافہ ہوا من بعد چھیالیسوین سال صوبہ داری برہانپور کی مع عطائے سرپیچ اور ایک راس اسپ
اور ایک بحر فیل کے ممتاز پس اسی سال فوجداری نل کوکن عادل خانی اور اعظم نگر ٹیل گانون
اور شانہ داری سات گانون کی تغیری سے سیف خان کی مقرر ہوئی اور مع اضافہ ایک ہزار سوار
چار ہزاری منصب چار ہزار سوار اور کرور دام انعام سے کامیاب اور سید خان نایب اس کام کے مقرر ہوئے
بعد اسکے اڑتالیسوین سال سیف خان ولد سیف خان فخر اللہ کو نایب مقرر کرکے حسب طلب حاضر حضور
ہوئے پس اوگنچاسوین سال ضمیمہ صوبہ داری کرناٹک کی تغیری سے رستم دل خان کی قرار پائی
ہزار سوار اضافہ اور پانچ لاک دام انعام پائے اور اسی سال خدمت نصرت آباد سکرا اور مدگل
وغیرہ کی تغیری سے برہان اللہ خان ولد سرفراز خان اور کالیخان کے مفوض ہوئی پس ساٹھ

اتفاق محمد امین خان کے حسب الحکم واسطے تسخیر قلعہ واکن کے بطریق منقلا رخصت پاکر ساتھ اتفاق
محمد امین خان بہادر اور ہیبت خان بہادر اور عزیز اللہ روہیلہ اور اخلاص خان میانہ کے ہنگامہ
جنگ کا آراستہ کیا ہنگام کارزار سبب ہجوم اور کثرت سنگبار اس طرف کے ان لوگوں کو بات
اقامت کی نہ بنی اکثر دونوں فرار اختیار کیا فقط چین قلیچ خان بہادر اپنی جاے پر قایم رہے
دو چوب کے فاصلہ پر محمد امین خان بہادر بھی ثابت قدم تھے کہ ناگاہ ایک گولہ آیا اور دونوں پانوں
فرس محمد امین خان اور ایک ہاتھ چین قلیچ خان کے گھور کھا لے گیا ہر دو بہادر زمین پر آئے بادشاہ
یہ خبر سنکر دو گھوڑے عراقی ساتھ ساز طلا کے اور ایک شمامہ عنبر گران سنگ واسطے
چین قلیچ خان کے ہاتھ سے امیر خان مقرب درگاہ کے بھجوائے اور دلنوازی
بہت سی کی اور بعد فتح قلعہ مہیکہ تلاش میں فراریوں کے سعی بہت کی تھی ساتھ اضافہ
ہزاری ذات اصل اور اضافہ سے پانچ ہزاری اور پلچ ہزار سوار اور عنایت شمشیر مینا کار اور
فیل خاصہ سے بدہ امتیاز کا افراز کیا کر واسطے تسلی رعایا کے مرخص ہوئے اور اطراف جا کر بعد جمعی
رعایا اور برایا کے دوسرے بہت اہل تجوت سے کہ بسبب استحکام اپنے قلعون اور منعت بے حد کے
مغرور و متکبر تھے پیشکش لائق حاصل کئے اور مورد تحسین و آفرین کے ہو کر قرین فتح و ظفر بجانپور کی
جہت لی اس اثنا میں دس بارہ دن کا عرصہ گذرا تھا کہ خبر بہاری بادشاہ کی سنکر جناح استعجال اپنے
تئیں حضور میں پہونچایا بادشاہ اس حرکت سے خوش ہو کر بعد افاقہ کے تعلقہ کو رخصت فرمایا اور پچاسویں سال
فوجداری گیر و پگر کی تغیری سے یوسف خاں کی اور فوجداری تالیکونہ کی تغیری سے قدرۃ اللہ خان کی ضمیمہ
صوبہ داری بیجاپور کی ہوئی اور انگوٹھی نگین زمرد کی اور چین قلیچ خان کندہ کی ہوئی دست خاص سے

عنایت ہوئی

عنایت ہوئی پوشیدہ نہ رہے یہ ہر دو لفظ ترکی ہیں جیں بزرگ کو کہتے ہیں اور قلیچ یعنی شیر اور جو بمعنے
شیر مشہور ہی غلط ہی کلیان و بن سال عالمگیر بادشاہ موے اور نواب نے مراسم تعزیت انکے ادا کیے
واضح ہو کہ بعد عالمگیر کے محمد اعظم شاہ جلوس کر کے دکن سے ارادہ دار الخلافہ کا فرمایا نواب سے سلوک
اور امتیاز بہت کر کے سات اضافہ ایکہزاری اور ہزار سوار مع اصل و اضافہ چھے ہزاری چھے ہزار سوار اور خطاب
خانہ دورانی کے صوبہ داری برہانپور کا پیغام کیا یہ اگاہ دل بسبب جزم و دور بینی کے ترک رفاقت کر کے منزل
باندہاری سے کہ دو کوس پر برہانپور ہے ہی مع محمد امین خاں بہادر متوجہ اورنگ آباد ہوے لکھا ہی کہ
اوس منزل مین نواب کے لوگ دست درازی پیہ مین اردوے بادشاہ کے بہت کی اور اعظم شاہ عداالاغماض
کر کے بدستور متوجہ منزل مقصود کے رہے بس شاہ عالم کہ بسرعت تمامہ کابل سے چلے تھے سواد جاجو مین
مقابلہ ہوا اعظم شاہ تو مردانہ خورسندانہ طبیعت بہادرانہ مارے گئے چنانچہ نعمت خاں عالی نے تاریخ کہی ہی
سہ شہزادہ دیوانہ دشمن از آدم ۔ چناکہ خود او رستم ہم کم ۔ دیدند سرو تنش جدا گشتہ بہم ۔ گفتند ہمہ
ہای محمد اعظم ۔ اور بعد کشتہ ہونے اعظم شاہ کے شاہ عالم سریر آرا جہاندار ملک ہندوستان کے ہوے
نواب دکن سے آئے ملازمت حاصل کی شاہ عالم نے چونکہ بادشاہ خلیق اور کریم النفس تھے انکی قدردانی کر کر
یہ تو تجویز محمد اعظم شاہ کے چھے ہزاری چھے ہزار سوار مع خطاب خانہ دورانی سالک مسالک سلوک کے
ہوے پھر اب صوبہ داری سے اودہ کی مع فوجداری لکھنو کہ ان روزون فوجداری علیحدہ حضور سے
ہوتی تھی ممتاز ہمقران کے ہوے میر عبدالجلیل بلگرامی نے تاریخ خطاب کی اوہی الفاظ مین خطاب کے
یعنی خانہ دورانی بہادر پائی ہی چونکہ ترحم مزاجی اور فراخ حوصلگی اور کشادہ دستی اور وسعت خلق سے
بادشاہ کے اکثر امور سلطنت مین افراط اور تفریط پائی گئی اور مراتب و مناصب کا کچھ وقار نرہا

پس اب کہ عالم گیر بادشاہ نے موافق مزاج اپنے تربیت کی تھی اور تقدما اسوقت کے رویہ عالمگیر
کے کچھ نسبت نہ رکھتے تھے جب نہایت رنجیدہ خاطر اور کشیدہ دل ہوکے ترک مناصب اور نوکری کرکے
شاہجہان آباد مین بلند ہمتی سے گوشہ انزوا کا آباد کیا ہر چند کہ بادشاہ نے استمالت مین کوشش کی
نواب ثابت قدم جانے نہ پایا خود فرماتے ہین کہ ایام انزوا مین اسقدر طبیعت کو امور دنیا اور ذکر دنیا سے نفرت
ہی کہ اگر احیاناً کوئی ذکر دنیا دار وں کا کرتا خاطر مکدر ہوتی ہی مزاج سوائے صحبت فقرا اور علما کے کسی چیز مین
لذت نہ پاتا تھا کبھی کبھی واسطے ادراک سعادت کے زیارت کو بزرگان دین اولیا اللہ اور مقابر ان کے تشریف لے جاتے
اور ایام انزوا مین دس ہزار روپیہ تک غریب سادات لوگ جو غریبون کے سرا مین رہتے تھے اور دوسرے مساکین اور
مستحقین اور محتاجین کو ساتھ جاتے یومیہ درمیانہ کے تواضع کرتے تھے اور بہادر شاہ بعد نشستہ ہونے کامبخش کے
اہلی محل پر جو ابی حیدرآباد مین کہ مفصل احوال اس جگہ کا راقم سے رشید الدین خانی مین مطور ہی مراتب تعزیت
برادر تعزیت کے ادا کرکے چلتے ہوئے یوسف خان برہانی کو حیدرآباد کا صوبہ کیا اور کلیہ کمر سے روانہ ہوکر جب
اورنگ آباد کو پہونچے زیارت سے بزرگان دین اور فاتحہ مرقد عالمگیر سے فارغ ہوکر آبادی بیدر اور بیجاپور
اور شہر بناہ کا حکم دیا اور داؤد خان بیٹی کو نایب ذوالفقار خان ناظم اورنگ آباد کرکے کنل فرادا پور سے
جانب دارالسرور برہانپور نہضت کی اور وہان بھی جا شرف زیارت بزرگون کا حاصل کیا دریا نربدا سے
ساتھ کنل اکبرپور کے عبور کرکے متوجہ طرف نادیہ اجیت سنگھ وجیسنگھ وغیرہ راجپوتون کے ہوئے اور بعد
اصلاح راجپوتیہ کے بارہ کوسی پر سے دارالخلافہ کے ارادہ تنبیہ اوزبک وغیرہ فرمایا لکھا ہی انہی
مقامات مین نزدیک دارالخلافہ کے ہر چند بادشاہ نے چاہا کہ نواب کو مستمال کرے نواب اصلا متوجہ
نہوئے آخر الامر مین نواب کے کچھ فتور راہ نپایا اگرچہ تحریک اور مبادرت اور سماجت سے یا دشہزادہ گی

واسطے ملازمت کے آئے لیکن مردانہ وار بیگانہ وش فاتحہ رخصت کی پڑھ کر مراجعت کی اور وہیں دار
الخلافہ میں زاویہ انزوا کا اختیار کیا اور جب شاہ عالم بہادر شاہ نسبتہ برس ایک ماہ چند روز کی عمر میں
قضا کئے اور خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے جوار میں دفن ہوے اور معزالدین جہاندار شاہ نے مسند
سلطنت کا بموجب وصیت پدر کے مالک ہوکر آفاق زد سکہ چون مہر ماہ تابان ابوالفتح غازی جہاندار شاہ
لکھایا کہ وقت میں جہاندار شاہ کے تمام رتبہ اعلا اور مناصب عمدہ ہفت ہزاری پنجہزاری خطاب وغیرہ کا
کچھ اعتبار نہ رہا لعل کنور جو محبوبہ سلطان کی تھی باپ اسکا نغہ فروش جہاندار بالکی ہفت ہزاری منصب
خصوصیت خان خطاب پایا اور دو بھائی اوسکے پانچ پانچ ہزاری منصب اختصاص خان اور نامدار خان
خطاب جہاندار بالکی سے سبھی ہوے کہتے ہیں کہ نامدار خان نے وسیلہ جمیلہ سے خواہر کی خدمت صوبہ
داری الہ آباد کی نام سے اپنے دستخط کروالی اور جب واسطے اجرا اسکے وزیر پاس گیا وزیر نے غصے
سے کہا کہ بادشاہ نے رعایت سے دستخط کی ہے کوئی کام بغیر رشوت کے نہیں نکلتا اگر تو چار ہزار
طنبور خوش آواز اچھے عمدہ داخل کرے تو جلد ابھی سند اجرا ہوتی ہے اسنے لعل کنور بہن سے اپنی کہا
بہن نے ہنسکر نازونخرے سے بادشاہ سے ظاہر کی بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ تمنے چار ہزار طنبور
نامدار خان سے طلب کئے ہو اسقدر کیا کروگے کہیں جتنے منظور ہو ہماری پسند کے سرکار والا اور کار سے
بی بی نے کہ لعل کنور کو بی بی کہتے تھے لے لو وزیر نے عرض کی کہ طنبورے حضرت کی بدولت بہت ہیں چونکہ
اندرون عمدہ کام ہم خانہ زادوں کے قوالوں کو عنایت ہوتے ہیں ہم لوگ بہت ہیں البتہ بیکار رہونگے
ایک ایک کو ایک طنبورہ دیا جاے تا شغل میں مطربی کے اوقات گذارین بادشاہ دم بخود ہوے کچھ جواب نہ دیا
سوا اسکے یہاں کہنا موزوں تھا ایسا ہی کے عہد میں جہاندار شاہ کے بسا ایسی ہی نظمیں نقل مجلس کی ہیں

کہ لانا اور کا نظر کرنے نام سلطنت کے قبیح جاکر تیک کیا گیا خیر جہاندار شاہ نے بھی اوایل عہد میں اپنے
وقت متوجہ ہونے دار الخلافت کے بہت فرامین مشتمل آئین نواب کو لکھے نواب ہرگز متوجہ نہوئے جو اینک
نگذارا آخر الامر ترغیب اور تالیف سے ہفت ہزاری منصب سابقہ ہزار سوار فیروز جنگ بھادر
خطاب اور دوسرے مراتب عمدہ کے ارادہ کیا اور فرودگاہ سے اپنی چلکر جب قریب دار الخلافت کے
ہوئے چونکہ فیما بین اسد خان اور نواب کے محبت بیش از پیش تھی خان موصوف نے استقبال کیا
اور بہت تعظیم سے ملائی ہمراہ اپنے لیگئے اور بادشاہ سے ساتھ کمال امتیاز کے ملازمت کروائی
اور ذوالفقار خان پسر سے اپنے واسطے استمالت نواب کے کیا ہر چند کہ ذوالفقار خان کو
نواب کے ساتھ زمانہ سے عالمگیر کے تقاضی چشمی کا تھا کینے سے باپ کے استمالت کی اور چھے
ہزاری منصب چھے ہزار سوار ماہی مراتب واسطے نواب کے تہرائے بادشاہ نے بلوا کر مجرا اسلام ساتھ
امتیاز کے لیا اور باتیں جوشش و مہربانی کی بہت کہیں اور وعدہ چند جاگیر کا سپرد حاصل کا فرمایا
اور بعد روانہ ہونے اعز الدین کے مقابلہ پر فوج سیکر نواب کو واسطے کمک شہزادہ کے مقرر کر کے
تین لاکھ روپے نقد و لوائے بندگان عالی کہ واسطے اجتماع مردم کے ہمراہ دار الخلافت میں متوقف تھے
کوچ فرمایا تھا کہ خبر فرار اعز الدین کی آئی اور معلوم ہوا کہ شہزادہ پسپا ہو کر پیش کوس پر
اکبر آباد سے ہی نواب ایکروز میں اتنی مسافت طی کر کے وہاں پہونچے اور شہزادہ جو بسبب
انفعال کے ارادہ کسی طرف چلے جانیکو کیا تھا روکا اور صلاح دیکر حضور میں روانہ کیا اور آپ
وہیں پہونچے تک احکام کے توقف کر کے مشغول طرف اجتماع مردم پریشان کے رہے اور وقت
جنگ چونکہ معز الدین نے میمنہ نواب اور کو کلتاش خان اور محمد امین خاں کو سونپا تھا نواب چونکہ

نظر کرتے سبک مزاجی بادشاہ اور وزیر کی ستغر سلطنت سے تھے دور سے تیر پرتاب کرتے رہے اور
جیسا کہ چاہئے اد مردی و مردانگی کی ندی اور بعد فتح فرخ سیر کے جب ذوالفقار الدین کا نیزہ پر بلند ہوا
اور لاش ذوالفقار خاں کی تالی کی دم سے باندھی گئی اور اسد خاں پیچھے پالکی میں سوار جب اس طرح کی
شہر تمام شہر میں ہو چکی اسد خاں حویلی میں مردان علیخان کی نظر بند ہوئے اور تمام مال البیت اور
کارخانجات ہر دو بدر اور سپر کا ضبط سرکار ہوا بقول بعض پانچ ہزار اور بقول بعض تین ہزار روپے
سوار اسد خاں کی مقرر ہوئی چونکہ فیما بین نواب دریا خاں اسد خاں کے اخلاص مغرط تھا نواب سید عبداللہ خاں
نے جا کر بزرگی اسد خاں کی بیان کی اور کہا کہ اسوقت سلوک سابقہ انکے ذخیرہ نیکنامی کا ہے
عبداللہ خاں نے خرچ بادرچیخانہ کا اور حسین علیخاں نے خرچ پوشاک کا ذمہ اپنا کیا اور فرخ سیر نے جب
رفقا کو اپنے خدمات شایستہ اور عطایائے عمدہ اور مناصب اعلی سے ہر ایک کو سرفراز کیا نواب کو
سات ہزاری منصب سات ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خطاب اعظم نظام الملک و صوبداری
دکن کی مع نوجداری کرناٹک انتقال سے ذوالفقار خاں کے مقرر کی اور داود خاں نائب ذوالفقار خاں کو
صوبہ گجرات کی دی اور محمد امین خاں کو اعتماد الدولہ خطاب اور اصل و اضافہ سے چھ ہزاری منصب اور
چھ ہزار سوار اور خدمت بخشی گری دوم سے سربلند فرمایا قطب الملک بھی نواب بہت کرم جوشی
کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تین بھائی ہیں بزرگ ہم میں کے متصف جاہ ہیں اور ہم دونو خرد اور جب
مرہٹہ کے تسلط کی مکرر عرض ہوئی قطب الملک نے نواب سے ایسا کہا اگر آپ جلد تعلقہ کو اپنے روانہ ہوں
تو مناسب ہے نواب بادشاہ سے رخصت ہوئے خلعت خاصہ ساتھ چار قبا طلا و دزی کے اور سرپیچ جیغہ
مرصع کار اور مالا مروارید کا اور شمشیر اور جمدہر مرصع اور سپر عربی مع ساز طلا کا مرحمت ہوا

بعد رخصت کے قطب الملک گیرنواب کے آئے اور نواب نے پانچ خوان پارچہ کے اور دو رقم جواہر کے اور شمشیر
اور خنجر اور گھوڑے ایک یا تی سے رسوم اتحاد کے عمل مین لائے قطب الملک نے سوا ہاتی کے سب قبول کیا
خلوت مین بنا دوستی کی مضبوط کی پھر نواب گیرا نکے واسطے رخصت کے گئے دے چار خوان پارچہ کے
اور دو رقم جواہر کے ایک سپ عربی مع ساز طلا شمشیر اور جمدہر مرصع قبضۂ پشم صکار تواضع کئے متعاقب
انکے قاضی عبداللہ تورانی مغل قاضی جہانگیر نگر ملقب بخطاب مغل علیخان اور میر حملہ ہفت ہزاری منصب سالار
ہفت ہزار سوار کہ ظاہر مین خدمت داروغگی دیوانخانہ کی رکھتا تھا اور باطنمین ہزار دو ساز اور صاحب
دستخط بادشاہ کا تھا واسطے رخصت نواب کے آیا اور چار عدد سرپیچ مکین جوہر دار مع کلغی مینا کار
پیشکش لایا پس نواب نے موجب حکم الٰہی کے روانہ دکن ہوئے ہر منزل پر سوار پیادے ملاحظہ ہوتے تھے
متصل سرونج کے گزر بردارون نے ولایتی میوے مذر لائے ساتھ سو روپلی ہاتھی اور دو سو روپلی
کہارون کو انعام ملا اور جب متصل ادیصن دو مقام فرمائے اور طرف سیر و شکار کے توجہ کی ایک سیل گاؤ مار
کہ وزن مین گیارہ من کچی سیر کا تھا قراول پیگی کو خلعت اور قراولون کو پچاس روپلی مرحمت کئے
عرضی قلعدار سیون پور کی کہ وہ نائب برہان کا تھا مع چند فیلمیوے وغیرہ کین نظر سے گذری اس
چندے بدمزاجی اور بدمزگی طبیعت کی انسے ہوا کہ ظاہر ہوئی تھی مگر جلد شفا حاصل ہوئی
پھر معبر اکبر پور پر دو مقام کئے وہان بھی شکار بھیلسون کا ہوتا رہا اور وکیل بکرائی زمیندار کا اگر شرف
ملازمت کا پایا دو حرب بندوق چند سید نوکیا کے ملاحظہ سے گذارے پس متصل برہانپور کے جاکر
مقام فرمائے اور جب برہانپور سے چلے منزل بمنزل مردم اس نواح کے دولت ملازمت کی حاصل کرتے
تھے بعد طی منازل کتل فرد اپور سے نجستہ بنیاد اورنگ آباد کو تشریف فرما ہوئے دبدبہ سے

آمد آمد کے ظفر کوک کے اکثر سرداران مرہٹہ ہوش و حواس باختہ اپنی اپنی جا پر خاموش تھے نواب
بعد ورود خطوط محبت اسلوب دہشت آمیز راجہ ساہو اور دیگر سرداروں کو روانہ فرما کر تمام
محالات اور مواضع اور پرگنوں پر پہنچے اور فوجداری اعلا و ضلعداری متصرفات محمد غیاث خان
شیخ محمد اعظم کے کہ وہ سابقہ دیوانی سرکار کے افتخار پاتا تھا متعین فرمائے اور ایک روایت سے واسطے
منع کرنے اقسام ابواب ممنوعہ کے کہ نائبے داؤد خان کے مسافروں اور تردد دن سے لیتے تھے
تاکید کی اور سزا و تلاش شدید جمیع محالات پر صدور پائی پس نماز جمعہ کی سوار ہیں مردم غبار نے گرانی
غلہ کی جو پیش کی کہ ایک مدت سے ہم شکنجہ میں اس عذاب کے ہیں داروغۂ دیوانخانہ کو حکم ہوا کہ ایک
مچلکہ کروڑے سے اور نہ تغیر ہو گا پس ضلعدار شیرانی خان نام کہ داؤد خان نے نوبی الہ کو محالات اور
بنا سکاتے مقرر کیا تھا اور نامردہ فوج مرہٹہ کو رشوت کر کے فریب سے ہلاک رد لی کے تمام محالات و
جاگیر داران وغیرہ سے ضلعداری کے دصول کیا کرتا تھا اور دو کلمہ مشہور شمالخیر مالسلامت نصف لی و نصف
لک کہ کر سعاوضہ کے ہوتا تھا منصدیان کفایت شعار نے سرکار حضور کے استصواب سے کہیم کرن
کے کہ وہ تعینی سے شیخ محمد اعظم کی بایہ دیوانی کو ہو پہنچا تا اور ہر کام موافق مرضی کے متمشی کرتا
تھا مقدمہ ہذا کو بیچ عرض کے لایا جو نہایت بد و ناخ ہو کر واسطے ابتدام بنیان بدعت اور
لست محالات شانہ سے محمد غیاث خان کو کہ اوپنے داروغگی توپخانہ کی تھی اور کہیم کرن دیوان
کو اپنے سرکار کے فوج ستائیسہ اور توپخانہ بالیسہ دیکر شاہ گڑھ اور سیڑو وغیرہ کو روانہ کئے
اور بعد اسکے خبر آمد آمد چند نا سرداران مرہٹہ کی طرف سے احمد نگر کے کہ وہ گروہ ضالہ سابقہ ارادہ
باطلہ کے نکلے ہیں اور بعضے مرہٹہ وغیرہ جو پہنچ نواح بنوسا کے جاگیرات رکھتے ہیں جماعت ایک

اکھاڑ کر ٹانڈے کو قوم بنجارہ کے اطراف میں گڑھی سرپور اور سوکانون وغیرہ کو غارت کیا
سماعت فرما کر فوراً ساتھ تائید قوی مطلق کے ہمعنان اقبال ساتوین شوال کو سنہ دو جلوس
واللا میں قریب چھے ہزار سوار اور پانچہزار پیادہ اور پانسو جزائیل اور بیس ریسالہ سے متوجہ طرف
مونگی پٹن کے ہوے اور دس مقام کنارہ پر گنگا کے فرمائے اور بندوبست سے اوس جا کے خاطر
جمعی حاصل کی پس طرف شاہ گڈہ و بہیر نواح برہانپور کے عبور و مرور کر کے دوسری تاریخ دیکھ کی
داخل خجستہ بنیاد ہوئے دیدہ سے نام نامی اور صولت سے اسم گرامی کے نامور ایران مرتبہ عتاب مقابل
شکوہ ظفر اثر سے ہتی کہ ساتھ سیتر وادیہ کے پیش آوین فرار کو سرمایہ قرار کا جانکر دو ہتی دوسرے
گریزاں ہوتے تھے مگر بعد نزول خجستہ بنیاد اور آنے محمد غیاث خاں اور کیہکن کے بلدہ کو کہ بہو سا بندر سورت و گجرات کے انبار
اور آنے جانے والون دود دست کے دست درازی شروع کی چنانچہ کئی سوداگر بندر سورت و گجرات کے انبار
اجناس کے اورنگ آباد کو لا رہے تھے لوٹ لیے اور محمد ابراہیم تبریزی بخشی اور داروغہ گلہ بگلانہ کو اور اجملہ
تیے ساتھ اکثر آدمیون کے مرتبہ شہادت کو پہونچے اور چند اور ابہ زمانہ سواری کے کہ برہانپور سے آئے
تھے مقتل گولی گانون پر گئہ اوندگانون کے غارت ہوئے اور دو تین ایرانی مغل بندری جیسے ٹٹو کہ
جنس حیدرآبادی لاتے تھے چند کوس پرشاہ گڈہ کے پامال ہوے پس پرستار دیوگڑہ کے سلسلہ
جنبان رسوخ قدیم کے ہو کر دو سہ ان سے زیادہ معمولی ہوا کے اور چار قلادہ چیتے شکاری مع دو سرے
تحایف ارسال کئے اور فوجدار پٹن کے ایک بڑی مچھلی ایک من بیس سیر پہوائی پیش خان طوی
صاحبزادہ میر محمد پناہ فیروز جنگ اور میر احمد ناصر جنگ کا مقرر پایا اور ساتہ کمال آئین بہین نہایت
زیب و زین کے موضع کلان پر کل پر نقارہ سور و سرور کا اور شادیانہ شادیہا بلند آوازہ ہوا

بر حاشیہ

چنانچہ فوجہ پارچہ سے قریب خلعت کے مردمان رکاب کو انعام ملا مبارزخان صوبہ دار حیدرآباد نے تحائف
دس بارہ بندوق جہیت کے اور ظروف چینی و شیشہ آلات بہت سے بھجوائے اور بعد اسکے یہ بھی واضح ہو کہ موضع
باگڑ مین پرگنہ انتور سے کہ وہ بلدہ سے بتیس کوس پر واقع ہی وہان چندروز سے قبل اسکے اشقیا لوگ
ایک مٹی کا چبوترا قلعہ قلیر بہار کے بنا کر کے دارالمقر اپنی اوسکو قرار دیا تھا اور بہت آلات جنگ شیشہ بازوت بنادق
وغیرہ مدت سے وہان آمادہ و موجود رکھا کرتے تھے اور عمل مین داؤد خان کے اکثر لوٹ کا کھسوٹ و فریب سے
کر کے آدمیون کو پس جایا کرتے تھے اب بسبب مضبوطی اوس مکان کے آدمی داؤد خان کے اغاض کرتے تھے اور جو کہ
اُن دونون گنتاجی اور سنبھاجی نام سردار اون اس قوم کے کہ اطراف حضرت پور اور اجہر کو
لوٹ کر لیجہ مذکور مین آئے تھے اور راجی نام سردار کہ ان دونون سے ساتھ رہ کہتا تھا وہ بھی
سابقہ جمع کیر کے اکر فرش سازعت اور حشونت کا ایکطرف کو چھایا ہوا تھا اسلیے قریب سات آٹھ سو سردار
اور دس پندرہ ہزار سوار وہان پر جمع ہو گئے اس اثنا مین کالیو جی نام کہ وہ سابق سے کہاتش چندر گپتون کی
رکہتا تھا اوچند روز سے نغز ہو کر امید پرسندگی نواب کے ہمراہ محمد انور خان صلعدار انتور اوجین پاور اور
ہولکر کی سے گوج کہا تھا کہ اتحاد راہ خیر صلاح اور اتفاق نامزد ان مرثیہ کی کہ حقیقت مین بازی نفاق کی
بچھائی ہوئی اُنکی ہی ہو جی جانکہ اعلی جنگ زد گری ہوگی اور چونکہ خانمذکور کو طاقت مقابلہ کی اوس
قدر جمعیت سے نہیں جرات قہقری کی اور راہ مین مشورت سے بعض کوتاہ اندیشون اور ناقباحت
نہون کے کالیو مذکور کو کہ مدت سے ہیچ دل ہمراہون اپنے تہا غافل کر کے دستگیر کیا بجز دگرفتار ہونے

کالیو کے اس انبوہ شکست پروہ نے اوسیوقت ایسمیں اتفاق کرکے قریب تین ہزار سوار کے یکایک سر پر محمد انور خان
ناتجربہ کار کے دوڑے انور خان وغیرہ کنی الجملہ سامان وہیاتلاش و تردد کا نر کھتے تھے حواس باختہ ہوگئے اور دے لوگ
کالیو جی کو قید سے نکال لئے اور دعوض اوسکے محمد انور خاں کو مقید کرکے قلعۂ مذکور میں لے گئے پس بسبب اس
جزاء حسابات کے رہا نے سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا اور ہر جانب سے آثار فساد کے نمودار ہوئے تھے
کہ جوہیں یہ خبر نواب کو عرض ہوئی بے توقف ایک لشکر کے بہادر خان عرف ابراہیم خانی اور مراد خان بخشی کو
قریب چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ بر قندار وغیرہ کے واسطے تنبیہ اور گوشمالی اس گروہ مذکور کے تعین فرمایا
ابراہیم خاں طریق ایلغار مانند بلا کے سر پر کفار شعار کے متصل کنل پہنچا جو کہ لکھا ہے کہ لشکر
ابراہیم خان کا تیسرا حصہ بھی اوس گروہ نفاوت پژوہ کا نہ تھا اور شدت سے یاد و یار آئی بہادر کار زار کے
بیکار کر دیئے تھے اشقیا بیت مجموعی قریب پندرہ ہزار سوار کے مقابل ابراہیم خان کے ہوئے اور جنگ شروع
کی اور خان مذکور کو گھیر کر عرصہ بند و کا تنگ کیا ابراہیم خان یاوران ثبات کا قائم کرکے واسطے کمک کے معروض کیا
چنانچہ تمام فوج ظفر موج کا ری اور جمیع متعینہ بادشاہی سر کردگی سید امید خان صدیقہ اقبال محمد خان الدین خان
بہادر کمبین پور ریاست کے کہ نوان سال شروع ہنا سابہ ترا الیقی محمد غیاث خان کہ ترکہ دار دوعی نوجانہ
ہے اور سر مزرا اخا بخشی کو مع ہمعانی تعرف و تائید قوی مطلق کے قوی ال پہنچا کر رخصت فرمایا پس ہراول یہ
اپاجی مدار کار شیرزہ خاں اور غیاث خان وارد گنجہ تو نچانہ جنبی و جرایل اندر اور اللہ یار بیگ و اسفندیار بیگ
وغیرہ یہ لوگ قرار پائے اور چندولی دہ میں عرفان کے ہوئی اور تمیز صوابدید حسن برادر میرزا جان بخشی کے
اور کاردانی میرزہ کی ساتھ خواجہ خاں اور حوش جنرخاں وغیرہ کو مقرر پائی محمد غیاث خان خواصی میں
حدیقۂ اقبال صاحبزادہ تو نہال کے بیتہ کر ساتھ اتفاق مرزا جان کے تمشیت کامون کی کرتے ہوئے ہمراہ

فوج ظفر موج جناح استعجال پر ہیئت کذائی سے یہ جلد سپہ دار جاہ و پر وقت اشقیا کے پہونچے واضح ہو کہ
بمجرد اتصال باد صبا کہ دس پندرہ ہزار سوار اور کئی سردار مانند پروین کے مجتمع تھے جون بنات النعش
پریشان ہو گئے ایکدن ساتھ ہزار صعوبت اور دل باختگی کے مقابل فوج ظفر موج کے ہو کر کوداد جنگ قضا تی کی
دی بھاگتے ہوئے لڑے لیکن دوسرے روز ساتھ کمال بزدلی کے ہزیمت کی راہ لی بگاہ اور مال و اسباب گھوڑے
بہت غنیمت بہادران اسلام کو بہمدست ہوئی باوجود شدت باران اور بے انتہا کیچ وغیرہ کے قلعہ
مندکور کو بہ غارت کر کے حصبل وسکی توڑ ڈالی اور تعاقب کیا بسر لبیر اکثر داصل جہنم ہوئے تھے بہت مادہ
اسپ و مرگاو یابو وغیرہ لوٹ لیے ہمیشہ ہراول فوج کی جنڈاول کو اسکے تعینہ دانعی کرتے رہے فتوحات
کثیرہ پر بے نصب فرمان اسلام کے ہوئے قریب اسی کوس کے اسا تعاقب کیا کہ فرصت دم لینے کی نہیں ہر
جمع کثیر داصل جہنم ہوئے تھے گھوڑے مرگاو وغیرہ اسباب سے خوش اصحاب جہاد کا ہوتا تھا ہر ایسے مغلوب
منکوب ہے کہ فقط خلاصی جان کو لیکر جلے پڑوں اور زخمدار گذار بھاگ گئے اور جاتے ہوئے
دو تاں تو بصورت تیر تار اور چند شتر قربہ قربہ و سو مادہ اسپ اور بہت اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے
فوج ظفر موج الغرض فتوحات کا بلند آوازہ کر کے مراجعت کی اور اثنار راہ جسجا کہ تعداد کے دیکھتے
اور سنتے ہے دہان پر اسپا عارت کرنے اور گدھا مسمار کرنے میں کمی کرتے تھے یہ عجب طرحکا زلزلہ ارکان
ثابتین اشقیا کے اور طرفہ شکست بصیب ان کفار معاندین کے ہوئی پس جہان جہان مبارکی اور علم عالم
فرخندگی سے دولت ملازمت کی محمد عیات خان اور مرزا جان بے حاصل کی اور عند الملاقات تقریباً عرض
کی چونکہ صاحبزادہ بلند اقبال ساتھ خطاب مستطاب غازی الدیخان بہادر کے سرفراز ہیں اور اول مرتبہ
برکت سے سرداری لشکر اسی فتح نمایان کہ مقدم فتوحات بے اندازہ کی ہی جلوہ ظہور کا پائی اب آرزو

ہم قدیلون کی یہ ہے کہ ساتھ جھاڑ فیروز جنگی کے کہ ضمیمہ غازی الدین کا بھی ممتاز ہون فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے
ساتھ حول و قوت الٰہی کے معروضہ تمہارا فوہ سے عمل مین آویگا انہین دنون مین نواب کو ایک آبلہ متصل سینہ کے
ہوا اور قریب پر گیارہ روز بروز ورم زیادہ ہوتا تھا درد نے یہانتک شدت کی کہ بیقرار کردیا ہر چند کہ جراح
علاج اور حکما تدبیر کرتے تھے مفید نہوتا تھا کوئی شخص تازہ وارد بحر انکا آیا اسنے دسیکے بار یا فتگان کے
مجلس داخل کیا کہ اگر دوا ہو تو مریض کے ساتھ آتشہ رو مین اچھا کرون تو گہنگار سرکار ہون نواب نے
اسکا قبول کیا اور جب زخم اچھا ہو گیا اوس شخص کو زن موافق پانچہزاری کی سرداری اور خلعت سرفراز کیے
یعنی روی مین تول دیا پس جس نوروز کا عرصہ ظہور مین آیا بہت سے لوگ جاگیرات اور خطابات سے سربلند ہوئے
پائے فرق سے خلعت کے تقسیم ہوئی اور امیدون کو ہر ایک سے اضافہ عنایت ہوا اور نائی کہورے ہمراہی
مرزا جان کے جو غنیمت آئے تھے روانہ حضور فیض گنجور بادشاہ ہوئے جبکہ نواب کو بوجہ احوال ہر وقایع
نگارون اور اخبار نویسون ہرکارون وغیرہ کے ہنسی اس سبب سے ہوگئی تھی اسلئے بیانے بیاسکر راؤ کے اور غیر
ہرکاران مجتہ بنیاد سنکے اپنے کہ وہ حضور مین بیان کیفیت اس جنگ کی اور غنیمات لاوینگے
موجبات عیسی کی بالعکس اور خلاف لکھی کہ ہمارا بیان ان ایام مین ایک
ہمراہی ابراہیم خان کی بہت تردد آبیان بادری کے پیش گئے اور بدل کوشش کرکے ناموس کو
مقدمات بادشاہی کے نگاہ رکھا اور فوج سرکاری کی جان بخشی کی ورنہ کام تمام ہو گیا تھا بیاسکر
سرکار کا جو حاضر دربار رہا بجنس اوراد اخبار مرسلہ ہرگوبند اس کے بجز اوسے بجز ملاحظے کے نہایت
بد دماغ ہو کر محمد حیات خان کو حکم ہوا کہ ان ہرکارون بیجیانا کارون نے تمام محلے دربار دوسری
اور میری فوج کی سرباد کی ہے چاہیے کہ یہ جلد بادش کو اپنے ہو یقین حسب الارشاد خان موصوف نے

جلد اُن بیضہ یان کذاب دروغ گو کو سزا اول شدید پہنچا کر گردن سے کھچا منگوائے اور جلو خانہ مین
کھڑا کر وا کر یہ اخبار جو تراشی نہی ندارک مین اوسکے داڑہی مونچھین اوسکی تراش کر تنبیہ واقعی کر کے
گدہون پر سوار کر وا کر چہار سو پھرائے حوب تشہیر کی نعوذ باللہ من غضب الجلیم حضور سے بادشاہ کے
بعد گذرنے نذر گھوڑے اور ہاتیون کے خلعت خاصہ سرپیچ مرصع گران اور اضافہ بانصدی ذات یانسو سوار
غازی الدینخان بہادر کو ہمراہ گزربرداروں کے مرحمت ہوا نواب نے بنا بر استقبال باغ فرمان باڑی مین
جاکر ساتہہ آداب معمولی کے قبول کیا اور ایکہزار بانسو روپے دو جوڑے گزربرداروں کو لطف فرمائے
پس منظہ ہی بندر سورت کے دوا سے کلان قاعدہ کے اور تحایف دوسرے ارسال کئے اور راقوجی نام سردار
تانوجہ کہ وہ کمبو دساہ اسلام سے خشم کرتا تہا اور کمبو سردارن انگاریہ اسوقت مین قریب
ہزار سوار کے اکر ساتہہ وسیلہ محمد غیاث خان کے ملازمت نواب کی حاصل کی اور عرض کیا کہ کہنڈوجی
نام پیچ موضع ماہور تعلقہ بگلانہ کے ایک گڈہی احداث کر کے مسکن اپنے متعلقون کا قرار دیا
ہی اور تاخت وتاراج قوافل بندر سورت اور احمد آباد بیدرکا کرتا ہی اور تمام اضلاع اسطرف کے لگدکوب
مین انواع تعدیات کے ہین اور ہر سال قسم کی تعدی وغارت کرتا ہی تہوڑی فوج ساتہہ سرداری
کسی معتبر کے مستعین ہو تو فردی جمعیت خاطر خواہ ہے اس نواح کے جلد ہم ہو کر نیک ضدمتی اور حسن خدا
اپنا ظہور مین لاتا ہی چنانچہ حکم محکم عرخان کو قریب ہزار سوار کے واسطے ہمراہی نامبردہ کے شرف
صدور پایا اور وہ اس ہئیت اجتماعی سے صوب استحال پر دوڑا اور گڈہی کو سمار کر کے جبین و
آفرین کا ہوا ساتہہ تجویز منصب اور جاگیر اُسکے علم سرفرازی کا بلند کیا اور چند روز بعد دہنا جی
جادو سیاہی کہ عمدہ راجون سے مرہٹہ کے تہا اور عہد مین عالمگیر بادشاہ کے بہت خیر گیان سردارون سے

اوسوقت سے کیا کرتا تہا وہ بھی یاوری طالع سے نواب کی ہاتہہ توسل کا دامن دولت پر مار کر ملازمت
حاصل کی اور بعطایا ہے جاگیر اور ہفت ہزاری منصب ساتہہ ہزار سوار اور علم و نقارہ سے سابقہ ضابطہ
دکن کے ہمسر افتخار کا بلند کیا کہ گیند سبقت کا بلندی مین فرق سے فرقدین کے لے گیا حتی کہ ہمراہی
اوسکی ساتہہ منصب و جاگیر کے سرمایہ تفاخر کا جمع کیے اور مبلغ ہاتہی لاکہ روپی نواح پانکی وغیرہ سے تنخواہ
قرار پائی پس غیرت بیگخان کو ساتہہ سیادت فوجداری کرناٹک کے بالاے حیدرآباد سرفراز کرکے
مع ساتہہ ہزار اور دوسرے سرانجام کے روانہ تعلقہ کو فرمایا مذکور جو ساتہہ عبدالنبی خان فوجدار
معزول سے دلمان کے جنگ کرکے شکست فاحش کہائی واسطے تنبیہ اور تدارک اس امر کے رایات عالیہ
طرف کرناٹک سے الیر تک انتہاض کیے یہے کہ خبر تقرری صوبجات دکن کی نام ہے حسین علیخان کے
پیشگاہ سے بادشاہ کے مشتہر ہوے اور مخبر عرضی بھی وکیل دربار کی مشتمل مضمون بذا کو نظر انور سے
گذری پس الیر سے مراجعت کرکے مخیمہ بنا دکوانے چند روز گذرے تھے کہ فرمان طلب صوبہ کا مع تقرر
صوبہ داری دکن نام ہے حسین علیخان امیرالامرا صمصام جنگ بہادر کے اور سند نیابت و نظامت
حراست مخیمہ بنا دیکی کہ پای تخت اوسوقت ملک دکن کا بنا نام ہے نظامت کا صوبہ داری ہنور کے
اور متصدی گری محلات کی اور بعہدات مالی نام ہے حیدر قلیخان دیوان دکن مع ہمراہی سید حسام الدین
اور بگیہ نفت ایکہزار دو سو سوار سرکاری پانچ سو روپی ماہوار اور تنخواہ اوسکے سید علیخان پسر
وارد فرمایا چنانچہ نواب آخر صفر سنہ دو جلوس کے مع تمام جمعیت ہمراہی متوجہ دارالخلافت کے ہوے اور
برہانپور مین کئی مقام فرماکر منصفت کی ہی کہ اثنا راہ خبر ہوئی کہ گنگا جی نام مشقی پانچ چہ ہزار سوار سے
بیجاگڈہ جو گہ دکون کا محاصرہ کیا ہی واسطے تنبیہ اوسکے نظر خالق پر رکہکر روانہ ہوے نامبردہ

بمجرد استماع خبر وصول لشکر کے بڑی بڑی منزلیں طے کرکے وارد ہوا اور امیر الامرا آخر جمادی الاول
سنہ ۳ سو ۳ جلوس میمن جوار الخلافہ سے روانہ دکن ہوئے تھے راہ میں ہر دو امیر کبیر فاصلہ سے اڈائی کوس کے
گذرے امیر الامرا نے ملاقات کا ارادہ کیا تھا نواب نے یہ پاس مرضی بادشاہ اورنگ غزل و نصب قبول
نفرمایا اور کوچ بکوچ داخل دار الخلافت ہوئے عبد اللہ خان بارہ میل تک آکر استقبال کیے ملاقات کو بادشاہ کے
لیگئے بادشاہ نے بعد کلمات عنایت کے در مائے خلعت خاصہ مع چار قبا مرحمت کیے رقیم الملک گہر نواب کے
آگے بہت سی باتیں مبالغہ آمیز محبت اور عذر خواہی کیں زبان پر لائے کہا کہ تمام کام و زارتکا آپ ہی
صوبہ داری کیا چیز ہے واسطے بعضے مقدمات کے جانا امیر الامرا کا دکن کو ضرور تھا آپ جو صوبہ چاہیں حاضر ہے
جو فرمائیے ہو کہا ابتدا سن جلوس سے یہ طرف سیر شکار کے تھا اور نواح سنبل اور مراد آباد کی انواع
شکار و خوش و مرغ و طیور سے آباد اور نسبت کرنے دوسرے صوبوں کی خوش آب و ہوا
وہاں کی کہ کوئی صوبوں سے سنبل کے واسطے سیر شکار کے اتنی سعت نہیں رکھتا تھا مصلحتاً فوجداری سنبل
مراد آباد کی مع بعضے محالات دوسرے کہ فوجدار نہ تھے کسو کو مفوض نہیں ہوئی تھی نواب نے
قبول فرمایا چونکہ ہمراہ بادشاہ خرچ اور بخشی سر جلا اور دربر قطب الملک اور امیر الامرا حسین علیخان کے
ہمراہ سنبل میں روز اوون نہیں اور کمدوت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی تھی چنانچہ نتایج سے
اوسکے حاجی ہوا بخشی کا حضور سے اور مارا جا داؤد خان بخشی کا نواح دکھن ہاتھ سے حسین علیخان
بارہ کے اور لوٹ آنا معزالیہ کا دکن سے عالم علیخان برادر زادہ کو اپنے نایب کرکے یہ سب کچھ جلوہ ظہور کا یا
یہاں تک کہ بادشاہ اوتہا گئے قید ہوئے سو جیسا کہ تاریخ اس حادثہ کی مرزا بیدل نے یون کہی ہے رباعی
دیدی کہ چہ با شاہ گرامی کردند ۔ صد جور و جفا از رہ خامی کردند ۔ تاریخ چو از خرد بجستم فرمود ✣

سادات بوی نمک حرامی کردند اور رفیع الدرجات بٹھلائے گئے جب وہ دو مہینے مین اجل طبعی سے گذرے
رفیع الدولہ قرار پائے جب وہ بھی انہی اوآن مین مرگئے محمد شاہ روشن اختر بادشاہ ہوئے سیاق عبارت تقاضا
ہر چند کہ اس مقام پر لکھنا حملہ اُن سوانحات کا اقتضا کرتا ہی مگر بقول شخصے قصہ زمین برسر زمین
چونکہ سب مفصل رشید الدین خانمین واضح خاطر ناظرین ہوچکا ہی درگذر کرکے بدستور نامہ نگار مرقوم
اپنے اطلاع دیتا ہی یعنے جو کیفیت کہ ذات سے نواب علیخان کے علاقہ رکھتی ہی جیسا کہ اوپر سے
ذکر ہوتا چلا آتا ہی معرض بیان مین لاتا ہی اور یہ رقم کرتا ہی واضح کہ من بعد اسکے عہد مین
محمد شاہ بادشاہ کے اُن روزون کہ نواب فیروز جنگ سے مراد آباد کی دست بردار ہوکر سایتہ صوبداری
مالوے کے بلدۂ اوجین مین تھے کوسات آدمی سے اتصال ہوا کے صدارحد ہوے لاکن کیا ہوتا ہی جسے
خدا نچاہے دولت بے زوال ہمراہ رکاب دون اقبالمند اہل کے ہی جب فرمان طلب کا حضور سے
پہنچا تو اب بعد ورود فرمان کے مقربون سے اپنے مشورت کی محمد خیات خان کہ جیرخواہ مایون سے جناب
اودقیم الخدمتون سے اُن گرامی القاب کے بہ سبب ایسے ایسے عرض کی کہ جانا حضور کا کسی وجہ مناسب
نہین اسواسطے کہ بیچ سے دشمنون کے رہائی دشوار ہوگی بہتر اور اولی یہ ہی کہ دریا نربدا سے
عبور کرکے عازم علیخان کو درمیان سے اوٹھا دیا اور دریا کو دکن کی بالا سقلال سرانجام دیا
پس جناب کو رائے محمد خیات خان کی پسند آئی فرمایا ع جانا سخن از دہان من میگوئی دوسرے روز
خطوط حضور نواح دکن مین روانہ کرکے بعد دو تین دن کے آپ بھی اوسجانب عازم ہوے پس واقعہ
نگار اس
صوبہ مالوہ نے خبر داعیہ نواب کی طرف ہلی کے داخل وقایع کیا اور بندگان عالی دورا ہے تک منزل بمنزل
کوچ کرتے تھے اور مجلس مشورت کی رات دن گرم رکھتے تھے کہ اس اثنا مین خطوط دکن کے نظر مبارک سے

گذرے

گذرے لکھتا ہی کہ اتفاقاً رازاو سکا ہوا جو لکھا جاتا بتمام لشکر کو یہی خیال تہا کہ سفر ہندوستان کا ہی
کوئی سرکار ہے گاہ تہا کہ یکبارگی بازگشت دکن کی جانب ہوئی سب تماشائی گلشن حیرت کے تھے کہ یہ کیا
کہلا اور یہ کیا کچہ سر نکلا الحاصل چند روز میں غرہ رجب ۱۱۳۲ ایکہزار ایک سو تیس ہجری بمین دریا نربدا
عبور کرکے آسیر کو ہوئے خوشخبار کہ اوقت ناظم ایلچپور کے تھے ایکہزار پانسو سوار مردان کار سے اگر
ملحق ہوا اور اطلاع خان قلعدار آسیر کا بجود دیکھنے لشکر ظفر پیکر کے توبخانہ سر کردیا لشکریان خوفناک تھے
کہ آسیر پر محاصرہ ہوتا ہی لیکن جو کلام سے سبکو اطلاع ہتی کہ عرف آشتی کا فیصلہ بین مستحکم ہی جب دیکھے
کہ توبخانہ کا خالی ہوا مطمئن خاطر ہوکر فرود فرود ہمقرین شادی کے ہوئے چنانچہ وہان ایک مقام کا اتفاق
ہوا قلعدار آسیر سے محمد عبات خان کی سعادت ملازمت کی پائی جب افتتاح آسیر کا سابقہ اس
کے ہاتہ دیا دو سہ روز عزیمت برہانپور کی عمل مین آئی انور خان کہ طرف سے سادات کے صوبہ داری کی اسکا
برہانپور تہا حاضر خدمت ہوا جنگ مین ندیکہ کہ بلا توقف معرفت سے محمد عباش خان بہادر کی مستعد ملازمت ہوا مرم
آسیر اور برہانپور کے اس سہی کو فوز عظیم جانکر ہاتہ دعا کا اٹھائے ترقی مدارج کی اوہنا سے اور ظاہر خاطر کی ہم
پہونچائی اور خوشخبری یہ سنائی کہ نادر امانت خدا کے ہین بن جانب اللہ ہوئے ہین کہا ہا کہ کوئی بہ حکم
بادشاہ ممالک پر متصرف ہوا اور رعایا و رود کو اسکے باعث اپنے امن کا جانین خوشخبر نیک بنادی اور
رہے بلند حوصلگی نواب کی باوصف اس بات کے کہ سید دلاور علیخان وغیرہ سردران عمدہ ساتہہ فوج
سنگین کے طرف سے امیر الامرا کے مقابلہ مین بہیجے گئے تہے اور سید عالم علیخان اورنگ آباد مین لشکر
جرار اور سوار نامرئی خونخوار ہمراہ لیکر مقابلہ کو تیار اور امیر الامرا النفس ناطقہ ملک ہندوستان
دریا غداد اور گرانی اور بے سامانی جو فوجین نواب کے روز افزون تہی ان جملہ تفکرات نے خاطر عاطر کو

متنزل کر رکھا تھا راہ خدا شناسی اور نیک نیتی سے سرمو روادار ایذاء خلق اور تباہی نہیں ہوئے
جب یہ خبر بادی طالع اور مددگاری اقبال نواب کی ہوش ربا سا موجہ خراش سادات کی ہوئی لجۂ
تحیر میں غرق ہو کر افراط فکر سے حواس کھو دئے اور سید دلاور علیخاں کو جلد تمام ساتھ جمعیت سات
ہزار سوار جرار اس گمان سے کہ مہلت میں طرف ثانی کو جمعیت بہم پہونچیگی واسطے تعاقب
نواب عالیجناب کے تعین کیا اور سید عالم علیخان کو لکھا کہ فوج دکن سے آمادہ پیکار کے ہوں جب
جب سید دلاور علیخاں نے برہانپور کو خالی پایا تو وہ تمکین نے صرف اپنا پناہ میں قلعہ آسیر کے بند بکہ اہل و عیال
کو آسیر میں چھوڑ کر جمعیت بھوری کی اور موضع حسین پور کنار سندیہ پر پہونچ کر شبخون کو گیارہ سو ۱۱۳۲
بیس میں تلافی دریغین کی ہوئی سید دلاور علیخان غرور جمعیت سے خیال کیا تھا کہ نواب قلعہ بند ہونگے
اور جمعیت قلیل فاقہ کشی سے منتشر ہوگی ہوگا کہ مقابلہ میں آکر جب جبر ہونے کی نوبت آئیگی
ہوا اور فوج کا بندوبست کما حقہ آراستہ ہوا اور اسے خبر پائی کہ سید دلاور علیخان بیست بقدر توپخانہ
ترتیب دیا ہی فیل سواری سے نیچے آئے دفعۃً لدوکار ہوا اور یکبارگی سوار ہو کر فاصلہ دو کوس کی
راہ کا قطع کر کے بہت جلد بیت پر اسکی آئے اور آپ بسلہ بیت دیگر سعد سوار ہو کر بہت جلد سے
اعلام ظفر انسام نواب گردون قباب کے نمودار ہوئے سید دلاور علیخان غافل بدیسر کار سے سخت تحیر
ہوا فریب دادہ فوج ہر کارہ کا جانا چار ناچار کو وہاں چھوڑ کر متوجہ جنگ کا ہوا چار ساعت جوی
بازار ستیز کا گرم رہا آخر کار سید دلاور علیخاں چار یا سو سوار سے علف تیغ بیدریغ ہوا تم فتح کی رایات
عالیات نواب عالیجاہ کے بہی طرف سے فریب سوا دیکھ کر رجعہ شہادت کا بایا نواب نے شادیانہ فتح کا بجا کر
اوسی جا پر اقامت کی اور تعاقب فراریوں کا نفرمایا بلکہ جراحوں کے واسطے مجروحوں لشکر مخالف کے تعین کئے

اور ہر ایک کو

اور ہر شخص کو مناسب حال اوسکے سواری تواضع کی حاسب بستی تک عنخواری کرکے تکلیف نوکری کی فرمائے
جسنے قبول نکیا ناچار ہر ایک کو زاد راہ دیکر مرخص کیا اور در پاتخیر و تکفین مردگان لشکر مخالف کے
مسلمانون کو تقید کی اور راجہ اندرسنگھ کو واسطے جلالا لشون برہمپوتون کے مامور فرمایا اور ساتھہ فتح و
فیروزی کے مراجعت کرکے داخل برہانپور ہوے یہان بہوز رخم مجروحون کے التیام پاتے تھے کہ سید عالم علیخان
برادر زادہ امیر الامرا نایب دکن نے واسطے تدارک کے کمر باندہی اور اورنگ آباد سے با فوج
منگین قریب اسی ہزار سوار کے جلو ریز جانب برہانپور ہوا چھٹی شوال کو سنہ ۱۱۳۲ گیارہ سو تینتیس ہجری یمن
نواح ملالپور توابع صوبہ برار کے جنگ عظیم نے سنہ دکھلایا سید عالم علیخان مقتضاے علاوت و جوانمردی کے
باؤن اخفا کا جب کہ جانتے تھے بجرگ جانستان نے بمعاونت الا چوکہ جوان تجربہ کار تھا رایا پس نواب مظفر و منصور
خجستہ بنیاد ہو حسین علیخان نے یہ خبر سنکر قطب الملک بڑے بھائی کو تو واسطے ضبط و ربط ہندوستان کے
اکبر آباد سے طرف دار الخلافہ کے رخصت کیا اور آپ بہادر شاہ عازم دکن ہوے جب بشیت ایزدی مجوز
زوال دولت سادات بارہ کی ہی اعتماد الدولہ محمد امین خان بجراحت بہادر الدین خان قاضی بلدہ سمرقند برار
با خطاب خانخانان بصوبہ داری دکن بعہد محمد شاہ سیرکے ساتھہ بخشگیری دکن استقلال رکھتے تھے مغالیہ نے
سید حسید نام ایک شخص کو مقرر کیا کہ اسنے امیر الامرا کو عین سواری پالکی میں چھٹی ذیحجہ سال مذکور میں خنجر
دغا سے درجہ شہادت کو پہونچایا بعد اس سانحہ کے قطب الملک بھی بادشاہ سے دہان جنگ کرکے گرفتار
ہوے جیسا کہ رشید الدینخانی میں مذکور ہی اعتماد الدولہ ساتھہ پایہ وزارت کے مرتقی ہوے لیکن اجل نے
فرصت ندی جلد قضا کی اور نواب حسب الحکم طلب حضور کے بنیابت صوبہ داری دکن کی کہ فوت بازو اور زور
شمشیر اجتہاد رائے منیر کے حاصل کی تھی عضد الدولہ بہادر عوض خان کو مقرر کرکے متوجہ دار الخلافہ ہوے

خلعت وزارت پہنایا جانا کہ قواعد خلعت کا موقوف ہوگئے تھے پھر اس نوساتہ تازگی کے رواج دین
مگر دوسرے امر آجلیل القدر مخل مقاصد اپنا جانکر مزاج کو بادشاہ کے نواب مستطاب نوعے منحرف کیا چونکہ اسین
اوائل ۱۱۳۵ سنہ ۱۱۳۵ گیا سو پہلے سے آثار بغی حیدر قلیخان ناظم گجرات سے ہویدا ہوئے تھے نواب کے واسطے تادیب اوسکے
مقرر کرکے اس حیلہ سے حضور سے روانہ کیا اور چونکہ نواب عزل حالہ پر قریب گجرات کے پہونچے حیدر قلیخان کو
ارادہ جنگ کے مانع معتد بہ طرف کے آیا تھا بات مقاومت کی نہ کی ایکدو نوانہ بنا لیا پس نواب نے واسطے
کو عطف عنان کرکے جادہ مین اس حدت کے خلعت صوبداری مالوہ اور گجرات کی کو ضمیمہ حکومت دکن اور
دولت کا پہنچا کر کیا لیکن نفاق سے امر آ غیر خاطر کا یاد کرکے ۱۱۳۶ گیارہ سو چھتیس مین
ہوئی
نظامت کل دکن کی تفویض سے نواب کی ساتھ مبارز خان کے ... ناظم حیدرآباد کا
اور بلال پنجاہی درجہ اعلی کو پہونچا پس نواب مخالف کے ارکان سلطنت کی مخالفت ... اور خلاف
کرکے اشتہار سے موقوف آنے سے امر آد آباد کی کہ آگے اوسکا کی حکومت کی ہی بادشاہ سے اس طرف کو رخصت
ہوئے اور بعد طے کرنے چند منازل کے طرف دکن کے رخ کیا اور ... سے پہنچی آباسوا دشکر کہیڑی جیہے کوس سے اورنگ آباد سے درلصن ...
سنہ ۱۱۳۷ گیارہ سو سینتیس مین جنگ عظیم ہوی مبارز خان قتل ہوے حکومت مملکت دکن کی مجموعی ساتہ نواب کے مسلم ہوی
نواب بعد فتح کے عنان نامے طرف امر آدکن کے روانہ کیا اور الحق نقل اوس عنایت نامہ کی جو راجہ ساہو کو
متضمن اور کیفیت جنگ کے لکہا گیا تہا یہی نقل مبارز خان کی طبیعت برگشتگی سے طالع کی پیرایہ سالمین
سبب اغوا مفسدون کے ہوا ہوس سے زیادت دکن کی رشتہ پاس حقوق احسانات کا جو وضع و شریف کو علم
تفضیلی اوسکا حاصل ہے تہ سے عقیدت کے دیکر جیب یاد ن ارادت کا جادہ سے حق شناسی اور سخن شنوائی کے

باہر رکھا یعنی کام اوسکا جب بغور اُولٰئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا وسماع سے بھی درگذرا تھا
کہ سستی اوسکے ارادہ کی دلایل طعنہ اور حجتہ قاطعہ سے ہیچ قالب تقریر وتحریر میں نہیں آتی ہے چند کہ
دروازے مراسلات مواعظ کے مفتوح ہوے لیکن مساتہ مقتضائے بیت مشہور کے ؎ آب زمزم وکوثر سفید
نتوان کرد سیاہ کلاغ کسی را کہ بافتد سیاہ ہے چونکہ مزاج اوس سبیل زوال پر وارجعل کالہا گز ہرگز سخنان
مفید اور کلمات موثر سے اثر پذیر اور نصیحت ہوش نما یاوں شقاوت کا جادہ ہر محال کے قایم کر کے یا دیو
یا اجل وشرار تکا ہوا اور کثرت غرور اور وفور نخوت سے باوصف کثرت صلاح اور تمہید آکے خیال ارتکاب
سے مسلمانوں کے مطلق نہ اندیشہ کر کر کئی ہزار سوار اور پیادہ بی شمار اور توپ وجزایل بان وکھنال اور بکلہ بسیار
اور بندوقچیان مستعد کہ تاکے زیادہ حد وعد سے مقابلہ پر آیا اور سردارن ممتحن کار دیدہ وجرار کہ ساتھ
تطبیع وتندو سر کے اطراف واکناف وجوانب سے فراہم کیا تھا ہمراہ لیکر ساتھ ترتیب لشکر اور ستوبہ صفوف کے
مشغول ہوا اسطرح کہ بہادر خان ایک سمت اور عبد النبی خان اور دلیر خان مع جمیع افاغنہ دست راست پر اور دلاور خان
سمت دست چپ پر اور [illegible] نام فوج مع سعادت یار خان اور امین خان اور عبید اللہ خان اور
درست خان اور محمد سنگ خان اور فائق خان کو دونوں اپنے ہراول میں اور امین پسر دوسرے ساتھ ہماری فوج کے استقبال
طرح قرار کی دیکر فوج باندھی چونکہ محرم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے نواح قصبہ شکر کھیڑ کے جالیس کوس پر جمعہ بنیاد سے معرکہ آرا
ہونے کا ہوا سرداران ممتحن مذکور ساتھ تمام سپاہ اور کرناٹک بر قندار کے بہادران نصرت قرین سے کہ
شیر دل اور ہر بر دن سے لڑنے میں کہڑی دو گہڑی کامل کار دیدہ آشنا نہ اور حملہ رستمانہ سے داد بتہوری اور جلادت
کی دیکر کوئی دقیقہ دقایق سے بچھوڑا تھا کہ [illegible] اور [illegible] کے اوپر [illegible] نشان
علاوہ اعلی کے بولے آخر کار مقتضاے الحق یعلو ولا یعلی نسیم فتح وظفر کی ہمیشہ عنایت ازلی سے اوپر

مع سپاہ اور بھائی عبد النبی خان کاکا اور ولیر خان اور نامدار خان اور عزت بیگ خان اور سید عبد الوہاب خان
ساتھ جمع کثیر کے مجاہدے فنا پذیر ہوئے الحق ان الباطل کان زھوقا ایک موضع پر چار ہزار سوار کہ اکثر
زمین سے پیادہ ہو کر جنگ میں مبادرت کئے تھے قتل ہوئے گشتوں سے پشتے ہو گئے دو ہزار سات
گھوڑے دو تائی مارے گئے باقی غنیمت ہوئے زیادہ دو ہزار سوار اور بجا خمی ہوئے تھے سوائے اسکے تمام اطراف
اکناف میں جنگ گاہ اکثر جریح و قتیل ہو کر ہلاکی دیتے تھے اور اسوار کے پیادوں کی کشتہ ہوئے
کیا کہئے شہنشاہ پناہ باجیہ اور ہنور دستگاہ سلطان جی اور جلادت پناہ بالاجی بیچ استیصال
مخالف کے تردد شایانی کئے اور مساعی جمیلہ اوس جماعت مردم کی کہ درحقیقت پرتو اخلاص اوس منبع ات کا
بیشتر زبیش ہی باعث خورسندی اور خوشی خاطر دوستی مآثر کے ہوئی ادیجانہ تعالے دوستان یکدل کو
دوستکام رکھے فقط واضح ہو کہ جب فتح نواز کی خاطر جواد ہوسی پادشاہ نامدار ہو کر بیت ماین نواب کی کوشش آغاز کی
اور ارسال فرامین عنایت آئین محظ ظر فرمایا حاجیہ اپنی ایام مین نواب مغفرت مآب اصفجاہ بلند آوازہ ہوئے سنہ ۱۱۵۰
ایکورز اکیسو بچاسمن نواب بادشاہ نے بمبالغہ تمام یاد فرمایا اور تو اجلف الفضہ ناصر جنگ نائب دکن کا مقرر کر کے
دار الخلافت کو تشریف فرما ہوئے شرف ملازمت پایا فضل علی نے تاریخ گذرانی رباعی صدر شکر کہ دین پناہ آمد
رونق دہ ملک و پادشاہی آمد تاریخ رسیدنش بگوشم ہاتف گفت آیۂ رحمت الٰہی آمد نواب ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا
باسا زیقوہ صلہ عنایت کئے بعد دو مہینے کے پھر بادشاہ نے آپ واسطے تنبیہ مرہٹہ کے دکن کو رخصت فرمایا نواب جب
اکبر آباد کو پہونچے بعضے وجوہ سے مشہور راستے جنوبی چھوڑ کر سمت شرقی روان ہوئے اور سرآباد
اور بکنور سے مرور کرتے ہوئے کالپی آئے اور دریا جمن سے عبور کر کے منہ طرف جنوب کے کئے اور

ملک مالوہ میں دوڑے اور مانوہ سے شہر ہوشنگ پور وارد ہوا لشکر کا ہوا وہاں فوج مرہٹہ کی استقبال کی
۱۰ اگر آئی ماہ رمضان سنہ روان میں سخت لڑائی ہوا ہوشنگ میں ظاہر ہوئی چونکہ خبر آمد آمد نادر شاہ کی گرم
تھی نواب نے مصالحہ کو صلاح وقت جانکر طرف دار الخلافت کے رجعت کی چنانچہ احوال دنیا کا احوال میں
محمد شاہ کے گذرا جو کہ بانی مبانی صلح کے ذات گرامی نواب کے تھے نادر شاہ وقت مراجعت کے نواب سے ایسا
فرمایا کہ میں مثل تمہارے کسی کو نہیں دیکھتا ہوں تم قابل بادشاہی ہو محمد شاہ لیاقت سلطنت کی نہیں
رکھتے ہیں میں تمہیں بادشاہ کرتا ہوں ہزار سوار جو نخوار تمہارے ساتھ رکھتا ہوں اگر کوئی سر اطاعت سے
پھیرے دماغ سے اور زین پوست سے باہر کریں نواب نے در جواب عرض کی کہ فوت اورعظمت شاہ جہاں شاہ کی
زیادہ اس سے ہی لیکن یہ کام واسطے بندہ اور شاہنشاہ کے خوب نہیں نادر شاہ بولا کیا عرض کی بکرا می
بندہ کی اور بخشکی شاہنشاہ کی مشہور ہوگی نادر شاہ آفرین کہا اور تحسین کی چنانچہ اکثر اوقات ایران سے
فرامین نام سے نواب کے مرحمت ہوتے رہے ہمت رہے ہمت رہے حق شناسی رہے وفا شعاری
نواب ملکی صفات کی کہ اس قدر داس امید پر ایسا کیا کہ مناقبین فن تواریخ بر نیک روشن کے سلف میں
نہ ایسا کرے کیا نہ قیاس صفاہی کے خلف میں ہوگا ایسا دیکھا نہ شنیدہ ہوا اور ایسا کرنے سے نتیجہ اسکا یہ ہی یقین ہی
کہ نواب ممدوح کے ہی بر نیک خواہی اقتدار کو ایسی ہی ہر وقت توفیق نیک رفیق طرف سے اللہ جلشانہ کے
ہوگی چنانچہ ظاہر ہی اور بعد جنگ نادر شاہ کے نواب ۱۱۵۳ ایکہزار ایک سو ترپن ہجری میں واسطے انتظام
ریاست دکن اوپر سے پردائی صاحبزادہ ناصر جنگ اور سورش پاجیر اور مرہٹہ اور دوسرے خللوں کے بادشاہ سے
رخصت لیکر برہانپور پر آئے چونکہ غیبت میں نواب کے یہاں مغلوں نے مزاج کو صاحبزادہ کے جادہ سے اطاعت کے
روگرداں کر رکھا تھا صاحبزادہ نے باپ سے مقابلہ کیا لڑائی عرصہ ظہور میں آئی صاحبزادہ عین جنگ میں

گرفتار ہوئے طبل و دف بجا کر بادشاہ نے فتح نمایاں اور دوسری سلامتی صاحبزادہ کا بلند آواز ہوا جبکہ
مفصل احوال اس جنگ کا قریب بیان ہوگا و بعد اس فتح کے انتظام ملک کا کر کے سنہ ۱۱۵۷ گیارہ سو چھپن میں
ارادہ ملک کرناٹک کا فرمایا بعد وصول ادل قلعہ چنجی کا محاصرہ کر کے بانہ سے مرہٹہ کے لیا بعد اسکے ملک ارکاٹ کا
قدم نوابت سے کہ مدت سے اونکے تصرف میں تھا انتزاع کیا اور واسطے حکومت وہاں کے خدا بندہ خان دیوان
اور انور الدین خان بہادر کو یاد فرمایا کہ ذکر انور الدین خان اور انکے احوال کا مع تحقیق لفظ نوبت بعد اسکے اپنے اپنے
محل پر تحریر پذیر ہوگا اور دوسرے منصب دار کو حکم کیا کہ کسی شخص متدین کو تجویز کریں انور الدین خان بہادر نے محمد
جنگ کو بس شجاع اور سلیم مزاج تیز فہم اولوالعزم بادشاہ جوانبخت سے عرض کی کہ بندہ کی خاطر میں ایک شخص آتا ہے
کہ اوس سے بہتر کوئی نہیں نواب نے استصفار فرمایا عرض کی انور الدین خان نواب سلیم فرما کے عطائے خلعت سے
اوسکے مباہی کیے اور آپ سنہ ۱۱۵۷ گیارہ سو ستاون میں بطرف مچھلی بندر کے مراجعت کی اور سنہ ۱۱۵۹ گیارہ سو
انسٹھ میں قلعہ مالکنڈہ کا توابع سے حیدرآباد کے جو تصرف میں بعضے امرائے دکن کے تھا ادنی فرصت میں مفتوح کیے
اور سنہ ۱۱۶۱ گیارہ سو اکسٹھ میں جب جہانگیر آمد آمد احمد خان ابدالی کی کابل سے شاہجہان آباد کو سنی نواب
اودھ آباد سرہند پانی پت پر آئے وہاں خبر معلوم ہوی کہ شہزادہ احمد شاہ کی فتح ہوئی اور احمد خان ابدالی
مشکست فاحش کھا کر کابل کو لوٹ گیا یہ مقدمات پسندیدہ اور صفات حمیدہ اون جناب ملکی صفات کے
ہیں پس اک اجل نے زمام مرکب حیات کی ہاتھ سے نواب کے لی منزل گزین بہشت بریں کے ہوئے مدت عمر
گرامی اور ریاست سراسر عظمت مدت عمر انہاسی سال مدت ریاست انتیس برس آپ کے
انتقال و تاریخ وفات و مکان رحلت و مرقد منورہ سبب انتقال پیری اور ہونا جناب عمر طبعی کو بعد
احمد شاہ ابدالی کے ہنوز آپ سرہانپور میں تھے کہ مزاج مرکز اعتدال سے منہ پھیر اطبعیت نواب کی بیمار

ہوئی آپ اوسی سال مین ستائیسوین جمادی الاول کو حیطہ طوف اورنگ آباد کے بیان فرمایا چونکہ غلبہ مرض کا تہا
بسبب اسکے سواد برہانپور مین زیر خیمہ توقف کیا اور بیماری نے روز بروز قوت پکڑی حتی کہ علم کشور کشائی کا ملکت
بقا مین بلند کیا تاریخ وفات چوتہی جمادی الثانی ۱۱۶۱ گیارہ سو اکسٹ وقت عصر کنان رحلت ساحل بقا
اثنا راہ خیمہ گاہ مین وقت اوٹھانے نعش کے شور خلق سے اوٹہا امرا عظام نے جنازہ دوش بدوش
میدانین لائے نماز ادا کی روضہ منورہ جو قریب قلعہ دولت آباد کے ہی روانہ کیا مرقد شریف پائین مزار
شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ماہیل بقبلہ تاریخ رحلت متوجہ ہست جمع امرا ارمانہ فردوس ارامگاہ
گویا نہال سے جناب کے ہے مراسم تعزیت کے سب نسل فرزندون کے بجا لائے عجب ذات ملکی صفات مملو
بخیر وداب کی ہی کہ مدت ریاست مین اپنی کسکو واسطے قتل کے حکم نکیا اگر کوئی قابل قصاص کے ہوتا تھا
حاکم شرع کو حکم ہوتا تہا کہ بموجب مسئلہ کے عمل کرین خود واقعی ہی کہ تین لاکھ روپی سالیانہ دستخط خاص سے
سوائے انعامات بادشاہی اور اراضی بہ دساتیر کے صوبجات دکنمین بطریق یومیہ اور ماہیہ کے ارباب استحقاق کو
پہونچتا تہا ماورا اسکے ہر وقت بعد ایک دور روز کے تیس چالیس ہزار روپی نقد واسطے خیرات کے مرحمت
ہوتے تھے یہ دستور مستمرہ تہا اور ہر خطیر ہر سال مکہ معظمہ کو روانہ ہوتا تھا باوصف مشاغل ریاست کے
ذوق نظم و تغزل کا بہت تہا ہمیشہ صحبت فقرا صلحا شعرا سے رکہتے تھے آپ تخلص فکر شعر کی فرماتے تھے
صاحب دیوان ہے چنانچہ چند ابیات بیمنا اسجا درج کئے جاتے ہین ؎ تا شہید خنجر مژگان یارم
کردہ اند ؛ سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند ؎ افسوس کہ در طبع بتان نیست گوارا ؛ ای بانگ
وفا آب و ہوا کہ تو داری ؎ در خیابان باغ نظارہ ؛ آصف خستہ را نہال کنید ؎ از خضاب
بود مطلب دیگر بخیال ؛ آنقدر ہست کہ آہو نگہان رم نکند ؎ از تصور کردن روی چمن پیرای او ؛

در نظر آصف جم باغ دلکشا داریم ما ۔۔۔ خوبی سندش چو حسن افتتاحات ۔۔۔ طبع آن شوخ سرکش افتادہ است ۔۔۔
ناگزیر است صید کشتن یار ۔۔۔ دام زلف تو دلکش افتادہ است ۔۔۔ لقب بعد وفات مغفرت مآب دستار آصفجاہی
جزیرہ دار عمامہ وضع اختراع آپکی ہی چنانچہ ناصر جنگ سے اس بندش پر دو بار تکرار ہوئی کہ تم کیوں دار باندہا
کرتے تھے اور زد عماری آپکو غایت کی ہوئی بادشاہ کی ہی کیا اچھا نمط ہی زرد رنگ آفتاب کا اور افتابہ اعظم
قرآنمین آیا ہی صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ۔ اور چونکہ ماخذ مین اس کتاب کے ایک دو جا لفظ
بندگان عالی سے کنایہ کیا ہی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ لقب بھی گو قدیم ہی لیکن تجویز کیا ہوا آپکا ہی اور مراد
اس سے بندہ پروری داد و خدا ہی نہ بزرگی داد و بادشاہ کہ خود بادشاہ بندہ عالی بندگان خدا ہی اور اس لفظ
بادشاہ کو بھی کنایہ کرتا لکھا ہوا دیکھنے مین آیا ہی اور اصل مین بندہ عالی بندگان ہی لفظ بندہ کو لفظ
مین سے گرا دیا ہی قلب اضافہ کی ہی چاہیے کہ اضافت سے نہ دین مگر اضافہ کرین نواب ناصر جنگ
احمد علیخان علیہ الغفران کا بیان اسم گرامی اور خطاب اور تخلص اور نسبی سامی والدین نام میر احمد علیخان
خطاب ناصر جنگ ۔ ولدیت ولد اول معظم تمام نواب آصفجاہ بہادر اسم والدہ ماجدہ نور النسا بیگم تاریخ و مکان
ولادت و جلوس تاریخ ولادت مین نے کہین دیکھی نہین مکان ولادت کسو نے لکھا نہین تاریخ جلوس سانیون
جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ گیارہ سی ایکسٹ مکان جلوس مرتب ہوئین نالہ ساحل بتی حسام دوسری الاحتسام مین
ارکان دولت قدیم دیوان پورن چندہ بہر غزل سے موجی الیہ کہ صمصام الدولہ شاہ نواز خان بہادر کو جو
دیوانی سے صوبہ برار کی کامیاب تھے یاد کرکے دیوان فرمایا اور مورد بیشتر بیشکار مرحمت الیہ کا اور عوض
بیگ مخاطب شاہ بیگمان خانساماں محلات و اولاد محلات یک محل نواب بیگم دختر روشن الدولہ
مرحوم بازخان بہادر اولاد یک صبیہ بطن سے بیگم صاحبہ موصوفہ کہ منسوب بقمر الدولہ بہادر فرمانروا ایران

ایران و توران و روم ایران و توران مین سلاطین ہم عصر بادشاہ دہلی روم مین بہی علی ہذا ہندوستان و دکن
ہند مین احمد شاہ ابن محمد شاہ و کہنین آپ مرہٹے بالاجی راو ابن باجی راو اول منیدار راجہ ہیرو کیفیت
ایام خرد سالی سے ظل عاطفت مین پدر بزرگوار کے بہت آرام و حال فارغ البال رہے اور بعد پہنچنے سن تمیز کے
جن روز و کہ نواب آصفجاہ بہادر قبلہ گاہ جناب کے طالب تراہ جزا آمد آمد نادر شاہ کی سنکر دکن سے ارادہ
بارگاہ سلطانیکا فرمایا بیگاہ سے قبلہ گاہ کے نیابت سے دکن کے مامور ہوے پیش باجی راو مرہٹے نے جو فرصت
پائی فوج سنگین سے اپنی سواد جمجمہ بنیاد پر آیا اور اس نواح کو خوب تاخت و تاراج کیا آپنے واسطے
اوسکے مقید کے خروج کیا اور بوسہ کی لوٹ گہسوٹ کا ارادہ فرمایا بجرد عبور کے دریا گنگ سے اوسپر غالب آئے
باجی راو حمیت ذاتی سے اپنی ملنیچ ہو کر ملازمت مین آیا پس جناب ممدوح نے سر کار کہرکون اور بنڈا مع اقطاع
اسکے عنایت فرمائے بعد اسکے باجی راو نے مالوہ مین آکر سنہ ۱۱۵۶ ایکہزار ایکسو چپن مین قضا کی اور نواب مغفرت مآب
سنہ ثالثہ مین بارگاہ سلطانی سے عازم دکن ہوے بعد اس مراجعت کے چونکہ مزاج کو جناب کے بعضے
ارباب غرض نے اطاعت سے مدروالاقدر کے روگردان کر رکہا تہا اور مفصل بیان اوسکا احوال خیر منگال مین
حضرت عرائمآب کے نوکر بندہ قلم مین ہوا زیب رقم ہوتا ہی کہ جب سپہ سالار معز الیہم کو اطلاع ہوئی کہ حضرت تشریف
فرما اسطرف کو ہوے ہین آپنے مشورت خوشکی اور صف شکن خان مجاہد جنگ کو اپنی طرف سے ایلچی
کر کہ روانہ حضرت کیا دے کئے اور جو جو مکنون خاطر اور منظور نظر صاحبزادہ والاقدر کا تہا
سمع اقدس مین پہنچایا حضرت مغفرت مآب نے شفقت پدری سے جواب مین ایسا قلمی کیا کہ اب ہم نے
تمکو صوبہ الہ ی بیجاپور کی دی ہی تمکو وسیع ہی لازم ہی کہ وہان جاکر اوسکا بندوبست کرو آپنے
اقبال اس معنی کا کر کے ہمراہیون کو اپنے جو جو کہ متعین تہے مع تمامی سامان حشمت و عظمت حضور

والا مین بھجوا دیا اور آپ چند آدمیون سے روضۂ منورہ مین جاکر خلوت گزین ہوے اس اثنا مین عبد العزیز خان
آپ سے جدا ہو کر حاضر خدمت نواب مغفرتمآب کا ہوا تھا وہان سے تھوڑی توجہی کے متہم ہو کر پھر آپ پاس آیا
اور افسون گر سے مزاج کو جناب کی پھیر کر میدان پیکار مین لایا پس آپ اورنگ آباد سے نکلکر ملہیر پر آئے اور فتحیاب
خان قلعدار کو وہان کے ہمراہ رکاب لیکر بیتہ مجموعی سے کہ زیادہ چار ہزار سے ہونگے مستعد رزم ہو حضرت
مغفرتمآب بھی واسطے مدافعت اس رنج زاید کے اپنی جا سے حرکت کی جمعہ بیادہ سے نکلکر اطراف اورنگ آباد
ہوے اور جلد سپاہ فراہم کر کے متصل عیدگاہ معسکر خیام اپنا کیا دو سہ روز مین قلعی عسکرین کی ہوئی
عین دار و گیر مین روم سپاہ جناب کے تنگ اور سلسلہ جمعیت کو گسیختہ ہوا اس وقت علا الدین فیل سوار
جو رکابی مین جناب کی تھا چند سے تیر اندازی کی جرأت کرتے رہے اور وہ شعلہ روز و شب سے ماتون کے
جسے بعض اذیال ادمین سے بھی بسیا ہوتے آیے یہ حال دیکھ کر دو سو سوار سے فیل خاصہ کر اپنے تئین لایا
اور بخیرہ سے آسیا نو بجا سے گذر کر بے اندیشہ تصادم سے فیلبان کو پیکر سے حاذی فیل سواری
مغفرتمآب کے آئے اور سوقت سرمست تھا الیفیلوری درجہ مدافعت کے ہو کر چار سو جوانون سے پیادہ پا جا مل
ہوا آیا اور سیوفجون شام سیام سے نکالکر جانبازی پر قدم ثابت کیا آپ کمال دلیری سے سیسہ کے
پانسہ رگ کو صفدران مین قدم جرأت آگے بڑہا کر بیت سے اجل رسیدہ کو پامال فیل ما مک اپنی مین
کشور جان چیلہ مغفرتمآب کا مقابل ہو کر حرب و ضرب سے محمد عابد کو کہ کوہ دار و خدمتگار فیل خانہ
تھا اور اس روز بجاے فیلبان کے گردن پر مانی کی بیٹھا ہوا تھا کر ادبا آپ سے پردا لیکن بلکہ
اور مستقیم دل ہو کر مانی کو پا دن سے بڑہانے اور ماتون سے تیر چلاتے رہے خوب جوہر دلی اپنا اور
شجاعت خلقی پدر والا قدر کو دکہلائے چونکہ افضال حقیقی شامل حال طرفین کے تہا آپ مجروح ہو کر

بابتہ فردبان مغفرتمآب گئے اوقت حضرت مغفرتمآب کے تین خوشیان ہوئین ایک تو فتح دوسرے سلامتی
فرزند کی سوم شجاعت و بہادری اقبالمند کی کہ مراد العین مشاہدہ کیا حتی کہ فرمایا کہ باوجود عدم جمعیت کے
کیا جگہ داری کی ہے طرفہ آمد بہادرانہ ہے میرے دلمین درآیا کو اس قدر قصور ستاجی کا عالم صاحبراکی مین
عاید حال آپکے ہوا مگر قریب عفو سے ساتھہ پایہ ولی عہدی کے کامیاب ہوے اور بعد انتقال قبلہ گاہ کے
جو خود مسند نشین ہوتا ہے نہین معلوم کیا مصلحت جانی کہ جمیع کارگذاران والا مجد کو تغیر و تبدل کرکے
درہم و برہم فرمایا اکثر تعلقدار و کنوا غوا ہے مردم فتنہ جو کے نظر التفات سے گرادیا لکھا ہے کہ ابتدا عہد
مین آپکے چونکہ سو چندت پیشکار سوء مزاج تھا خلایق اوس سے نالان امرا قدیم اور کیا بندہای درگاہ
کام شہ ارث خلقی سے منشا الیہ کی شاکی ہے پس آپ جسطلب احد شاہ بادشاہ کے کہ اسمات تمام سے
یاد ہوئی تھی واسطے حصول خلعت بحالی دکن صلاح سے غازی الدینخان بہادر وزیر براے حصول خلعت
ہوے اور صمصام الدولہ بہادر کو بنایا انتظام مہام پر ریاست کے مامور کرکے رخصت فرمایا اور چلتے وقت
انکو ولی عہدی حاصل ہی عنایت کی اور ارشاد کیا کہ یہہ ہر سلیمانی ہی پس علی الوالی دتوا تر کوچ مقام کرتے
ہوئے مجتمع ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادہ و بسیار بیشمار سے دریا نربدا کنارے جلوہ نما ہوے کہ حسب الحکم
بسلطانی عطف عنان کیا اس اثنا مین سنبھونے سورش منظور جنگ ہدایت محی الدینخان کی جو ہمیشہ زادے
اوبن جناب کے ہے اور سایہ صوبداری بیجاپور کے قیام رکھتے تھے سولھوین تاریخ شعبان ۱۱۶۲ھ گیارہ سی
باست میں اس طرح سے ہوئی کہ چند اصاحب نام قوم نوبت محاطب بحسین دوستخانہ کہ وہ تازہ رکھوہ نسلہ
کے راجہ سے جبوت کر مجتمع حضور ہین سے ماہی کینہ کے ہوا ہدایت محی الدینخان سے اکر ملا اور مزاج مین انکے
در آکر چونکہ نابردہ کا ہی ماند و بود سے خلع کرناٹک کے آگاہ بنا تحریص اوسکے تسخیر کی دی اور ہدایت

محی الدین باغی ہوکر بسبب اتفاق نوعی الیہ کروہ فرانسیس کو ساتھ مواعید کے شریک اپنا کر کے چڑھائی کی
اور عند المحاصرہ انور الدینخان صوبہ دار چار پانچ ہزار سوار سے مقابل ہو کر طرف سے کمر کے مار اکیس
ہزار خود متوجہ ہوئے ہدایت محی الدینخان کو گرفتار کر لیا پس انور الدینخان کہ وہ بقول اکثر اول طرف سے
نواب ممدوح کے صوبہ دار الکہ کرناٹک کے تھے جب وہ جنگ ہذا میں مظفر جنگ ہدایت محی الدینخان کے
کام میں دلی نصرت اپنے مارے گئے من بعد محمد علیخان فرزند انور الدینخان کو بحال کر کے واپس تشریف
لیجا کر کہ کیتان وہاں کا مخالف ہو گیا تابع صف شکن خان مجاہد جنگ میسور فرمایا اور طمہ
خان اور ظفر یار خان بردو بخشیان تو جکو معین کیا طہماسپ خان اور ظفر یار خان تو مارے گئے
قلعہ جنجی کا کہ حاکم نشین الکہ کرناٹک کا ہے مصر حین و انیس کے حوالہ تواب جو خود نفس نفیس عنصر لطیف
توجہ فرما ہوئے آٹھ مہینے تک ہنگامہ بسیار و آویزش کارزار رہا بسبب موسم برسات کے آگ باران شدت کی
سے بیس بیس روز کامل مہ برستا رہا سم چار یالوں کے سڑ گئے طرف صوبہ ارکاٹ دکل کا ہو گیا جادہ حکم
غنوں کا بند کیا ماندہ لشکر کے لے حکم ہوا کہ بعد اطراف میں متفرق ہو گئے فرانسیس لوگ جو
آرام سے بیٹھے ہوئے تھے دفعی دل ہو کر کیتان نے آن کے اس لشکر مضطرب پر سات بجے صبح کے
سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو چوہتر ہجری محرم ۱۷۶۲ء ۱۷۶۲ شخون مارا اوسوقت پر ابکرات باقی
تھی کہ خود سوار ہوئے بسبب تیرگی شب کے صف آرائی نہ ہو سکی اتنکاری توپخانہ فرانسیس کی بیرنگ تھی
اگرچہ اسپر بھی مردم لشکر کے اپنی جائے پر تھے فریب صبح صادق خود نے جانا اتفاق سے افاغنان
کرنول کے تادیب اُن لوگوں کی کیا چاہئے معاملہ بالعکس ہوا آپس ہاتھ سے ان لوگوں کے شہید ہوئے

البقاء للملک المنان مدت عمر او ایام ریاست مدت عمر ناملوم مدت حکومت بعد یزدالاقدر

باغی ہوئے

اڈہی برس سبب ارتحال و تاریخ وفات و مکان شہادت و مرقد انور سبب ارتحال شہادت
باسعادت مکان شہادت دیدن آجنگاہ تاریخ وفات اٹھارہوین محرم الحرام سنہ ۱۲۶۴ گیارہ سو چوسٹ ماده
تاریخ لفظ حسن خاتمہ مکان شہادت صحرای قلعہ جنجی قریب پھلچری مرقد منورہ شہر خجستہ بنیاد مین روضہ شاہ مسافر
لقب بعد وفات نواب شہید لکھا ہی کہ نواب شہید ہمت جارحہ دارا تھے غنیم آپ سے ہمیشہ خوف وہراس
رکھا کرتے تھے اور دربار مین جملہ ارکان دولت صولت وصلابت سے خداداد جناب کے علم بیم وامید مین رہکر
کام کرتے تھے اور دربار مین کبھی حمایت و دلیری نکرتے تھے اور بعد شہادت بھی آپکا تصرف جاری ہی حیدرآباد مین آپکا جد ہی
کائین لوگ آپکے نام پر جھوٹا کرتے ہین اول تو بہت ہین اب کچھ کم دکھلائی دیتے ہین رسالہ وبازار مین پھرتی ہین
کوئی اوہین ذبح کرتا کھاتا ہین ہدایت محی الدین خان کا بیان اسم وخطاب ورسائی پدر ومادر نام ہدایت محی الدین خان
خط سپہ سالار جنگ ابن سید صدیق حسن خان بطن سے دختر نواب آصفجاہ بہادر مرحوم حیدرآباد تاریخ نے ایسا ہی لکھا ہی مگر
آصفجاہ مین ایسا نظر سے گذرا کہ یہ فرزند عمر اللہ خان کے ہین اور سید صدیق حسن نا کردہ خدا ہے شاید کہ آغوش شہزادی
ہین جو نگوت سے انکی مشہور ہوئے اسم مادر خیر النساء بیگم بنت نواب سکندر جاہ تاریخ ولادت ہر دو نا معلوم سال
جلوس سنہ ۱۲۶۴ گیارہ سو چوسٹ مکان جلوس صحرا خیام درگاہ ارکان دولت حیدرآباد ارکان دولت عہد نواب شہید
تا حال ایام حکومت مین کہ زمانہ امدک ہنا فقط نامہ اس بندہ دیوان جدید بس مرد عاقل بکھوا رہا دفا از دواج
واولاد
بکر دختر سید شاہ بیگم ہمشیرہ نصیر جنگ عبد الباری خان بہادر کے تھے کمال ضابطہ کہ بعد انتقال
شوہر کے جیسے سات برس تک کئی لاک روپے کے محالات پر قابض ومتصرف رہین نواب امیر الممالک کبھی
گدی نشین ہوئے دوسرے ناصر محی الدین خان صدر الدین محی الدین خان فرمان روایان ایران وتوران وروم
بدستور عہد نواب شہید بندوبست دکن علی ہذا کیفیت بعد کشتہ ہونے نواب شہید کے مظفر جنگ

رئیس ہوا اور رامداس پنڈت کو دنیا مایہ خطاب دیکر دیوان مستقل کیا اور سیوجی کی بیان کردہ رسم کے
جو پلچری سے بمراہ رکھا تمام مظفر خان کا ذکر ہی آیکہ از مردم اہل فرنگ سے اوپس ہزار پیادہ بمراہ لیکر
طرف حیدرآباد کے نہضت کی چونکہ خون نواب شہید کا گریبان گیر معرکہ بچا تھا خود من اتفاق معلوم عسکر
اتفاقیہ کا آتش نفاق سے سوختہ ہوا مرلیہ رکھوجی کے مقابل کرکے ہر دو فوج مقابل ہوئے
ستروین ربیع الاول ۱۱۶۴ گیارہ سو چوسٹھ کا ذکر اور اوپر لکھا ہے مطلع جنگ کا خبر سے بیان
کہ پیشانی چیر کر پس سر سے نعزالدین کے نکل گیا تھا تمام ہوا اور اوپر محمد حسین خان بن بابا خان سے
مقابل ہو کر بہت بہادر خان کر جم آتشک سے پہلا اول ہی معرکہ میں حامد دلاور کا مارا گیا
کوئی ایک دوسرے پر نہ ہوا واضح ہو کہ جنگ ہذا میں تو آصف جاہ نظام علیخاں بہادر بنفس نفیس
الٰہی پر کر کے مدد سے ہمت خداداد کے خود موجد بکار تھے اور کمال دولت بخت یاور کا
تیر اندازی پر کشادہ کر کے سایہ سہام خون آشام کا مانند شہاب ثاقب رجم شیاطین کا
کرتے تھے اور جمع اعدای دولت بیمن مثل رستم کے کوشش فرما تھے اسمیں ایک تیر کا دشمنوں سے
عارضہ ان محفوظ الٰہی کے ہو نہ جانا آپ کہ ہر شکوہ باطل ہے اسکو نہ جانے کا لکھنو سری
اعدائے دولت کے ثبات قدمی کو قبول فرمایا ہرگز ہرگز سر جنبش نکی دی جب کام ہمت بہادر خان کا
حربہ سنوق سے میر محمد حسین خان مذکور کے انجام کو پہونچا تو اسپطاب فیل خاصہ کو اپنے فیل سے
ہمت خان کے ملا دیا اور بفور سرتن سے موی الیہ کے جدا کر کے نیزہ پر فراز دیا شادیانہ فتح کے
بجنے لگے خلایق نے اسم گرامی سے آپ کے منادی کی آپکو بس بلند موصد بہ ہمت ہے فرمایا
کہ سنہ ریاست کی نام سے میرے بڑے بھائی صلابت جنگ بھادر کے سلم ہوئی ہے اردے خاطر

حامد ان ہمارے محقق دہین اور سطر فکر رجوع کیا سبحان اللہ حدیث نبوی ہی الولد سر لابی
مغفرتمآب نے تو اپنے عہد مین وقت تفویض سلطنت کہا دشاہ سے وہ عذر کیا اور نواب نے
اسوقت ایسا ارشاد فرمایا موجب قیام سلطنت تا قیام روز قیام ثمرہ انہی نیات بابرکات کا ہی
اور نتیجہ ایسی ہی حق شناسی اور خدا پرستی کا اور تا حال یہی احوال خیر مآل ہر جانشین باجاہ و تمکین
کا ہی بلکہ حمد اور دلاد و احفاد اسی جادہ مستقیم پر ہین اور اسکی دلیل ظاہر ہی کہ سب رئیس کی
اطاعت کرتے ہین اور اپنے سے بزرگ کو بزرگ جانتے ہین کبھی فیما بین کسو کے کسو سے خلاف نہین
واقع ہوا اور کسو نے دعوی سلطنت کا کیا اور حاکم وقت سب پر مہربان اکثر عیدین تقریبات
دیوانی مین دعوت ہوتی ہی سب شرف ملاقات سے کامیاب آپسمین راہ و رسم خیر و عافیت
شادی مین سلام پیام اور انجام بالحمد للہ الباری بخوبی طرح کی نعمت خداداد ہی کہ کسی شاہ و
شہریار سلف و خلف اور اہل فراغت کو اوسکے بموجب مدت عمر و ایام حکومت منظور جنگ عمر نا معلوم
حکومت دو ماہ سے کچھ اوپر تین مہینے کا اقبال جہان اقبال و مزاریہ سب بیان سے ظاہر ہی مگر مزار کا حال
پر شہید ہدایت محی الدین خان آدمی قابل ہے مشہور ہی کہ ہمیشہ لعنت بولا کرتے ہے چنانچہ ایک فقرہ
رقم دیا ہی کہتے ہین ایکدن کوئی آدمی طرف سے نواب ناصر جنگ کے آرکاہ طلب کیا جواب دیا اب
عرض کرو کہ مطلب مین فدوی کے طین اسقدر نہین کہ عصافیر مناقیر سے اپنے لیکر آشیانہ بناوین نواب
صلابت جنگ کا بیان اسم و خطاب والد سامی والدین اسم سید محمد خان خطاب صلابت جنگ پیر
پیشکار سے بادشاہ کے امیر الممالک ولد سوم مغفرتمآب اسم مادر غیر مرقوم تاریخ و مکان ولادت
تا معلوم سال جلوس وہی سنہ روان ۱۱۶۴ گیارہ سو چوسٹھ در مکان جلوس مقام فرودگاہ ارکان

دولت کا بیان اول رکن الدولت نصرت جنگ سید شکر خان بہادر وکیل السلطنت بہ صمصام
الدولہ وکیل بجا رکن الدولہ پس حضرت میر نظام علیخان بہادر ولیعہد اور خطاب آصفجاہ ثانی سے کامیاب
پس اقتدار موسیو بوسی فرانسیس اور حیدر جنگ کارکن موثی الیہ کا ہوا اور صمصام الدولہ اول قید
ہوئے من بعد اوسی فیدو بندہ میں ہاتھ سے لچھمنا نام ایک شخص کے ایما سے فرانسیس مذکور کے
مظلوم کشتہ ہوئے وَجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ تاریخ قتل بہادر مرحوم کی ہے پس آصفجاہ ثانی نے
سالت جنگ کو صمصام المہام بنایا اور دیوان خانگی شوکت جنگ کو اور دیوان دکن شیر جنگ حیدر
یار خان بہادر کو فرمایا اور آپ مدار المہام کل اور دیوان صدر بزرجوہ ہوئے محلات کا کار دیکھنے
ہنین آیا اولاد لاولد فرمان روایان ایران و توران و روم ایران میں شہزادگان دام آدہ دولت شاہ
تورانمیں احمد شاہ ابدالی روم میں اولاد عثمانی حکام ہند و دکن ہند میں اول احمد شاہ ابن محمد شاہ
بہ عالمگیر ثانی من بعد شاہ عالم عالی گوہر دکن میں آئے در حیدر علیخان طالع راجہ سیوا در مرہٹے
زمار داروں سے سنہ ۱۱۶۳ گیارہ سو تریسٹھ سے سنہ ۱۱۷۴ گیارہ سو چہتر تک بالاجیراو ثانی ابن باجیراو
ابن بالاجی راو کیفیت بعد مظفر جنگ کے آپ رئیس ہو کر اول مخاطب بہ خطاب صلابت جنگ کے
مشہور ہوئے چنانچہ ذکر ریاست انکا بتمامہ رشید الدینخانی میں ہے مرد شجیع دلاور ہمیشہ کفار
زمار داروں سے جنگ و جدال کرتے رہے کبھی عاجز نہوئے پیرا میر الممالک خطاب شہنشاہ سے
بادشاہ کے پایا آخر کار بسبب امورات ناملایم و حرکات مخل ریاست کے آصف جاہ ثانی میر نظام
علیخان بہادر برادر نے قلعہ بیدر میں انکو محفوظ ایکجا رکھ کے خود رئیس مستقل ہوئے مدت عمر
ایام ریاست مدت عمر نا معلوم ایام ریاست گیارہ سال زیادہ اترہ ایک برس سہ ماہ سبب انتقال

تاریخ انتقال و مکان رحلت و جا قبر سب انتقال پارچی جسمی تاریخ انتقال بستیوین ربیع الاول ۱۱۷۷ھ
گیارہ سو ستہتر مادہ تاریخ ع امیر الممالک بجنت شدہ ؛ جاے دفن صوبہ بیدر نواب
آصفجاہ ثانی نظام الملک میر نظام علیخان بہادر عطر اللہ تربتہ کا بیان ؛ اسم گرامی اور خطاب اور القابی
سامی والدین ماجدین نام بر نظام علیخان بہادر خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ثانی
ولدیت ولد چہارم نواب آصفجاہ بہادر مرحوم آم والدہ ماجدہ عمدہ بیگم صاحبہ مکرمہ تاریخ و مکان ولادت باسعادت و جلوس
اقبال مانوس تاریخ ولادت غرہ شہر شوال ۱۱۴۷ھ گیارہ سو سینتالیس مادہ تاریخ لفظ سعید بخت مکان
ولادت نامعلوم تاریخ جلوس یعنی سال استقلال امریات صاحب القران بادشاہ دین پناہ ظل اللہ ۱۱۷۵ھ
گیارہ سو پچہتر مکان جلوس اپنے حسب جلوس کا بیان فرمایا وقت انزوا امیر الممالک کے بسبب چہاولی شہر بیدر پر
تھی وہاں رونق افزا ہوے اور بعد انتقال اصلابت جنگ کے بھی بتقریب اوانکی بلکہ چونکہ وہ برادر بزرگ تھے
پیشکش
تعزیت کے تین روز تک نوبت کو موقوف رکھا اوسوقت آپ اورنگ آباد میں ہیں پہر شولاپور سے
اودہر کے مسند آرا ہوے بیدر کو جلوس فرمایا کہ کارکنان دولت کا بلانا آپنے بعد استقلال کے اول آصف جاہ بہادر
بہادر کو دولت کا اور حسن علی البہ جنگ میر نظام علیخان بہادر مامور ہوے اور
پیشکش جسمیں بارگاہ اول دیوانی سرکار میں بعد دیوانی صوبجاتوں سے سرفراز ہوکر دخیل کار رکن الدولہ بہادر ہے
اور جہگڑا جو سرکار ہے کا اوسکے دہورڈ بنڈت المخاطب براجہ رائیا کو سرکار رکن الدولہ بہادر کے مرحمت ہوئی
واضح ہو کہ نام اصلی بہادر موصوف کا محمد یار ہے اور اسلاف انکے متوطن بخارا کے تھے کہ اول جد امجد بہادر معزکے
تلاش معاش میں وارد ہند ہوکر سرکار میں غازی الدین بہادر کی واسطے تعلیم نواب مغفرتمآب کے ملازم ہوے اور
خطاب ترکی خانی پایا بعد انتقال اوننے چار فرزند تھے وسطی میر موسی خان بہادر کہ دے ایام زندگانی

اپنے رفاقت مین مغفرتمآب کی سر لیگئے پس بڑے فرزند انکے میر محمد یار بعد قضا کرنے پدر کے اوّل خطاب
ارثی پدری میر موسی خان بہادر سے مباہی ہوئے پھر بعد ترقیات کے رکن الدولہ خطاب پایا جب کہ عہد مین صلابت
جنگ بھادر کے رسالداری حاصل کی ان بعد جب بسطے سے صمصام الدولہ شہنواز خان بہادر کے شرف
ملازمت سے نواب مستطاب کے مشرف ہوئے اول بخشگری سے کامیاب ہوے اور بعد کشتہ ہونے ٹیل داس
مذکور القصہ کے دیوان جیاکہ گذرا ایام دیوانیمین بارابرس تک بہت سے خدمات شایستہ بجالائے
خواقتدار نمایان پیدا کیا آخر کار ایک گاڑدی نے فیضنام خیمہ گاہ مین روبرو حضرت کے ہنس جلوم کو جہین
اوسکے کیا تھا چھری سے بہادر مغفور کو ہلاک کر ڈالا اور عقدہ اس امر کا ہرگز نکھلا حضرت کو بہت خیال ملال
رہا برادرون اور متعلقون کو بہادر مرحوم کے بعد اونکے جیاکہ برادر حقیقی شرف الدولہ بہادر اور فرزند
دلاور جنگ کہ فرزند بہن بہادر مرحوم کے تھے اور شہزور جنگ اور بہوجنگ اور رحکم جنگ اور رستم جنگ اور اسلان جنگ اور
حشمت جنگ بہادر برادران سبکو بہت اعزاز و اکرام سے شاد کام فرمایا استقال دادرجنگ کا جملہ پر ہے گرکے
ہواہی ایک بم خوشگوار جانب مشرق مایل بجنوب بلدہ کے یادگار ہے رکن الدولہ بہادر کے ہی آب شیرین اوسکا
شرب بدام مین جمیع اکابر شہر کے ہنوز جاری ہے پس ترقی ظفر الدولہ کی ہوئی ظفر الدولہ بہادر رامامیہ مذہب تھے
لقب خاندانی دیوان اصل مین بہادر موصوف چغتائی نسل مین ایشان حاصل سکندران و بولنہ سے
اگر ایجانگر مین مضافات سے سیکاکل متعلقہ رامراج کے سکونت اختیار کی لکھا ہی کہ ظفر الدولہ بہادر وہین
پیدا ہوے جب بہادر موصوف حد تمیز کو پہونچے چندے رفاقت سرداران فرانسیس کی دی اور نقشہ خواجہ جنگ
اور صفوف آرائیکا سیکھکر وارد حیدرآباد ہوے اور شرکت رکن الدولہ بہادر کی اختیار کی پس اتفاق
سے بہادر موصوف کے تعلقہ نرسل وغیرہ کا اور دوسرے محالات بہت سے جاگیر مین اپنی پائے پھر خوب

سپاہ فراہم کرکے بعضے محالات رکھو ہوسلہ کے انتزاع کئے من بعد ہاتھ غارتگری کا تعلقجات پر
حیدر علیخان کے دراز کرکے جب سالماً غانماً رجعت کی مصدر تحسین وآفرین خلق اور مورد عنایات نواب کے
ہوے پس جب رکن الدولہ ہوئے ہر چند کہ خلعت تفویض دیوانی رہا نکا مرحمت ہوا تہا قایم مقام مدار المہام کے
تہے اور بعد انتقال ظفر الدولہ کے حضرت نے چاہا کہ تیغ جنگ بہادر کو اس امر جلیل القدر سے مباہی فرماویں جو نکہ
بہادر محتشم الیہم کو ذوق بردرش سپاہ اور صفوف آرائی نبرد گاہ کا تہا اقبال یکیا مشیر الملک حقوق دیرینہ
تہے سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے میں یاد فرما کر اول رفتہ رفتہ معین الدولہ سپہ سالار جنگ خطاب اور نظامت بعض
مقدمات کی سپرد کی بن بعد سنہ ۱۱۹۷ گیارہ سو ستانوے میں دیوانی صوبجات دکن کی بہ خطاب جنگ محمد حضور خان بہادر کو
مرحمت ہوئی پس سنہ الیہ میں مشیر الملک کو جمیع مقدمات مالی وملکی کا مختار کردانا پس مشیر الملک بعد بہت
عرصہ کے رگھوتم راو کو راجہ اندر خلعت لوٹا کر کاروبار میں مالی وملکی دیوانی کے پیشدست اپنا کیا نام مشیر
الملک کا غلام سبحان علی خان ہی ماده تاریخ تولد وخطاب سپہ سالار جنگ معین الدولہ مشیر الملک اعظم اللہ اطوارہ
بہادر اور القاب فرمان وکیل مطلق فرزند جگر بند دلی جانثار وزیر اعظم محتشد دولت آصفیہ اور بلقب اسلی
ابن فرخ سیر خان کیانی اور اسم مادر نور النساء بیگم میر ابو القاسم میر عالم بہادر صاحب حدیقہ عالم میں لکہا ہی کہ اوائل
عہد میمنت مہد ملک عاطفت اللہ جاعلہ اللہ تعالی خلق کو فراموش کرکے گرانی غلہ اور بد عت بہپوترہ اور اقسام اقسام کے
ظلم وتعدی افزونی زر نقد اور افزایش محصول اہل تجارت ضبط اموال بکانات سے مردم خلقت کو بہت تباہ
کیا شرط انجا بیلے آدمی کاربردار زمین مویلیہ کے شاکی ونالان ہیں حصہ اکوس الحفیظ الحفیظ کی ہر جانب سے
بلند آوازہ علاوہ اسپر تنخواہ غلمی ہی نوبت فاقہ کشی کی ہی سبب جلاوطن ہوگئے گوشہ نشین اور مردم بیواج کی
بن آئی ہی غرض بہت کچہ مطاعن میں اونکے لکہا ہی واللہ اعلم الحق جیسا کرتا ہی ویسا ہی کیا تحریر

کیا تقریر مین آتا ہی سو واسطے نیکنام کیا چاہیے کہ نیک انجام ہو اور لوگ نیکی سے یاد کرین نیکنام باید نام
وہی ہوتا ہی جو اعلی درجہ پر ہوتا ہی ین آپنی نوکا خیر کرے یا اس درجہ سے درگذرے آخر کار اختیار اور اقتدار
مشیر الملک کا زیادہ ہو گیا حضرت نے تیغ جنگ بہادر کو جو بہت معتمد علیہ تھے اور بسطح سے خاطر اُن سے مطمئن
ہر لیک کا ملک اور رسید رسیاہ سے مباہی کر کے نقطہ مقابل کرانا ہمیشہ کو کوئی مدار المہام کسیطرح کا
اختیار و اقتدار رکہتا ہو کسی نوع کا خیال فاسد ہوتے ہوئے بہادر مغز ایسکم اپنے جیمین نہ لاوے بہادر مغز
ایسیم مدار المہام واسطے تنبیہ و تادیب اوسکے آمادہ و سرگرم رہین اور جسکے عہد سعادت عہد مین آپکے بفضلہ تعالی اقبال سلطنت کا
ظہور پین آیا اور حیدرآباد مرکز دایرہ دولت کا قرار پایا جمیع اقطار مین اوسکے سببی ارکان ریاست و حکام شرع
قاضی مفتی صدر الصدور ہی ناظم خطیب منصف عادل کوتوال اشرف امین اہل دفتر منشی عرض بیگی
قرار پائے اور باقی امراء کبار اور اہل خدمات و حشمکدار آخر عہد مین حضرت کے صاحب جنطاذی عزت و
ذی اعتبار سلطنت یہ لوگ تھے نور الامرا بہادر امین الملک بہادر رفعت الملک بہادر ضیاء الملک بہادر صمصام الملک
بہادر قلعدار برہنگیر و سید شرف الدولہ بہادر تقسیم الدولہ بہادر سراج میر عالم بہادر بہرام الدولہ بہادر سکندر
الدولہ بہادر حقیقی ہمشیرہ رائے رایان سلطوجاہ بہادر کے افتخار جنگ بخشی الملک رشید الدولہ جلال الدولہ محترم الدولہ
طالب الدولہ بہادر الدولہ بن شرف الدولہ غالب الدولہ رشید الدولہ امیر الدولہ امتیاز الدولہ بہادر احتشام الملک
ذی اولاد پسر رشید الدولہ رشید الملک احتشام الملک ثانی علی خان بہادر خورشید علیخان بہادر حیدر جنگ
بفظر جنگ ثانی شکوہ جنگ سرور جنگ آصفجاہی امیر جان نثار جنگ ہمت یار جنگ ظفر گڈہ بہرام الملک
حسام الملک نصرت جنگ منصور جنگ ساکن بیجاپور جمعدار دکنین پٹھان لوگ سبحان خان بہادر
جمال خان لوہانی اور نجابت بیگ خان رسالدار نیاز بہادر خان سلطان میان اور راجہ جیسو و لعل

راجہ گوبند بخش اور راجہ راو نہما اور راجہ کیول کشن راجہ جوشحال چند راجہ سیو پرشاد
راجہ بیربان راجہ رب اعلی راجہ دیا بہادر راجہ سیارام باقی احوال امرا پایگاہ کا
ذکر میں نواب شمس الامرا بہادر کے روشن ہوگا حاضر باش مداحی جمال علیخان داروغہ کمایان
فیض اللہ خان عبدالنبی بیگ خان سکندر قلیخان سید عمر خان سرفراز اللہ خان امام باڑے والے
سید حضرت مہدوی مذہب بارد غہ ہرکارہ محلات کا بیان بیگمات میں بخشی بیگم انتقال چہیسوین
ذیحجہ سنہ ۱۲۲۶ بارہ سو اٹھائیس تہنیت النسا بیگم عرف بی بی صاحبہ اولاد سے حضرت غوث اعظم
رضی اللہ تعالی عنہ کے انتقال شہر جمادی الثانی سنہ ۱۲۲۷ بارہ سو سین تیس اور
سوم بہروز بیگم دلہن النسا بیگم عنایت النسا بیگم وغیرہ اور خواجین شمار اولاد کا بیان
آٹھ صاحبزادے اور آٹھ صاحبزادیاں کبیر عالیجاہ سراج علیخان بہادر بطن سے سردار بانو کے
حضرت کے شادی صاحبزادے کی صالحہ بیگم صبہ سے شجاع الملک بسالت جنگ کے تکلف سے کی
تھی ان سے دو دختر عالم آرا بیگم طہورالنسا بیگم طہورالنسا بیگم کو ایک دختر گوہر النسا بیگم دوم
[illegible] علیخان بہادر [illegible] ہیر احوال نیر کمال جناب کا
مرقوم ہوگا سوم فرزند جاہ میر سجان علیخان بہادر بطن سے عنایت النسا بیگم کے عہد میں بہائی کے
ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس میں جملہ اس جہان فانی کو ترک کیا انہے چار سر جہاندار جنگ
میر صاحب کلان شجاعت جنگ میر صاحب خرد منصور جنگ خواجہ نامدار علی میر حسن علی میر
ہدایت علی سات دختر دیدار النسا بیگم منسوب سید عبدالخالق خان بہادر برادر رفعت الملک بہادر
سے محمدی بیگم منسوب ظہیر جنگ پسر جمشید جاہ بہادر سے درنیر النسا بیگم منسوب خواجہ علی اللہ خان بہادر

پسر خواجہ سعد اللہ خان سے داور النسا بیگم منسوب مظہر علیخان بہادر سے سب النسا بیگم منسوب حوالہ
قیام الدین خان بہادر پسر حمید جنگ مقتول سے راحت النسا بیگم منسوب خواجہ بقشندی خان بہادر سے
معظم النسا بیگم منسوب خواجہ محمد یوسف خان بہادر سے ہنوز اولاد فریدون جاہ بہادر کی اور محل سرا
انگاپرے کے سارنہ کے قایم ہی چہارم جہاندار جاہ میر دولفقار علیخان بہادر بطن سے ہردل بانی
کہ بنے ایکدختر تاج النسا بیگم بطن سے رحیمہ بانو کہ منسوب محمد معین بہادر ولد الدولہ بہادر پسر مغفرت
بہادر ماہ رجب سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تیالیس ہجری سے گذرے ایکدختر جہاندار جاہ بہادر کے
بی فخیرہ بی کہ سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تیالیس میں بسنہ دختر نیچ حمیدہ خانم حمیدہ علیخان بہادر بطن
سے حیات النسا بیگم صاحبہ مذکورہ کے تولد انکا بارہ سو تیرہ ۱۲۱۳ ماہ جمادی الثانی بسنہ ۱۲۱۳
بارہ سو تیرہ میں وبرج ۱۲۱۳ والا در کے سد طالع بیا میں سے اسفل کیا میں وزہرہ سیمیں
طبع جنسہ اکبر جاہ میر منور علیخان بہادر بطن خاص سے بی بی صاحبہ کے بسن نو سال ۹ گیارہ
نو دو اول سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بیانوے میں بعنایت الدولہ محافظ جنگ خطاب جاہی کا پایا ہے
میں سنہ بارہ سو ۱۲۰۰ ستانوے میں رواج تمام پایا کے ہوئے ماہ رجب سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ
عماد الدولہ نظام الدولہ ایک اعلی درہ توپا کے ساتھ ترک دوستر جہ پر ایک ہوتے میں سیف
الدولہ نام دو دختر جہان افروز بیگم اور بنیہ اختر بیگم منسوب صمصام الملک صمصام الدولہ بہادر
فرزند سکندر جاہ بہادر سے مقیم سلیمانگاہ رئیس الملک سپہر جاہ میر علیخان بہادر بطن سے جہ
بانو بیگم کے تولد انکا سنہ ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ جناب کے دو خلف دو بیسہ رضیہ بیگم ایک سرعباس
علیخان بہادر نام ف بخشو جناب روبرو پدر کے گدرے دوسرے میر نوازش علیخان بہادر

نام عرف پیارو صاحب اور قد ہم دہ ہی الگ رہتے تھے چار سو روپیہ ماہوار تھی اب حال
حضور ظل العالی نے بعد انتقال سلیمان جاہ کے آٹھ سو کر دئے ایک صبیہ نابالغہ ضعیف ہو گئیں
ہیں ایک خورد سال ہیں سلیمان جاہ بہادر بہت حلیق ہے اور قابل جمیع فنون کے قدردان خوش
نویسی کو شوق سے سوا مشہور تیر کا علم رقم ہیں ہر سہ تک رکھے خدمت ہیں حاضر
رہتے علم ہیئت کا بھی سے دیکھے تھے چونکہ آپ شہزادہ مشیر الملک کے تھے اور وہ شیعہ بھی
شیعہ مذہب رکھتے تھے زوار دن اور مرثیہ خوانوں سے بہت سلوک کرتے ہیں ہزار روپیہ
ذی حجہ کو محرم کی ان لوگوں پر تقسیم ہوتے ہیں اور سلیمان جاہ بہادر دس روز محرم میں
آپ سقہ دن رہتا ہے اللہ الحسین رضی اللہ عنہ کا پکارا کرتے ہیں علم نجابسی کا
اچھا بنا دیتا ہے بھی کبھی دیکھے تھے اپنے مذہب کے مسائل بہت یاد ہے نماز وقت پڑھتے
تھے روزے ماہ رمضان کے رکھتے تھے منبر پر اپنی مہمات سے مخلص اللہ تعالیٰ
بتاریخ ۱۷ شوال ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۳۰ء جو السم ہیں جاں بحق تسلیم ہوئے اوس سال
بیگم حضور ارسطو جاہ بہادر کا خطاب دیتے تھے بیٹے میر علی میر نور علی ایک حال ہوئے
ایک حی ہیں سلیمان جاہ بہادر بھی آغوش میں مشیر الملک کے تھے اور شیعہ مذہب رکھتے ہیں
بڑی بیگم اور نشستہ بی بیگم ہر دو منسوب دارا جاہ بہادر جنگ سے ہیں سات جنگ سے اپنے ایک دختر
خیر النساء بیگم منسوب سید اللہ خان بہادر شہزادہ ایران سلیمان بیگم زوجہ عظیم الدین خان
پسر سکندر جاہ برادر دارا جاہ منسوب سوائے شہزادہ آصفیہ جہاں آرا بیگم جن سے بعد جدائی

المعاطب احتجار النسا خانم کہ کہ وے عقد ازدواجین رستم یار جنگ پور سالت جنگ کے ہین
ساجدہ بیگم بطن سے جانی بیگم کے ہم آغوش عزت جنگ میر قدرت اللہ خان دیگر فرزند سالت جنگ
اپنے ایک پسر خواجہ فیروز علی منسوب بخت افروز بیگم سے اور ایک دختر میر النسا بیگم منسوب شاہ صاحب ابن
بادشاہ سے اپنے ایک فرزند نظامت جنگ بہادر داماد وقار الامرا اقتدار الملک بہادر
خیر النسا بیگم عرف مغلی بیگم المشہور منجلی بیگم بطن سے سکندر جاہ بن المعاطب پیرہ خانم
کہ کرشنا بی انکی صحاب الدولہ میر رحمت خان بہادر شہید دہلی سے ہوئی تھی
ہے سات پسر خواجہ مظفر علیخان بہادر عرف محبوب شاہ منسوب دلاور النسا بیگم صبیہ فریدون جاہ
بہادر سے خواجہ شجاعت علیخان بہادر عرف سکی صاحب منسوب عمدہ النسا بیگم عرف
عمدہ النسا بیگم بیوہ سکندر جاہ بہادر سے خواجہ ولی اللہ علیخان بہادر منسوب حسینی بیگم
میر ہمت جنگ سے میر دلدار علی منسوب [illegible]
بین ایک دختر بطن سے حسینی بی سے منسوب خواجہ ولی اللہ خان بن نواب [illegible]
میر کامگار علی میر کامیاب علی ایک دختر حضرت النسا بیگم منسوب میر شجاعت علی خان
بہادر سور جنگ سے ریاض النسا بیگم عقد مزاوجت مین میر محمد علی خان سپہ سالار
ایران کے عفت پناہ عصمت دستگاہ بشیر النسا بیگم صاحبہ مرحومہ بطن سے عزیز النسا بیگم
کے خاص محل شمس الامرا بہادر مرحوم ذکر اولاد امجاد کا آیگا کاظمی بیگم بطن سے کنیز فاطمی
المعاطب عزت النسا خانم کے شوہر انکے بدیع اللہ خان ناظم الملک ناظم جنگ امیر النسا بیگم
بمخوابہ فخر یاب جنگ عرف معلو صاحب پسر اول سمایون جاہ میر مغل علیخان بہادر اپنے

ایک فرزند

ایک فرزند میر نور الدین علیخان یہ سب بطابق شجرۂ آصفیہ کے فرد بیگم المدعو کمو بیگم
دختر خواجہ ہاشم بنہ قرالدیخان سوائے شجرۂ آصفیہ سراج النسا بیگم بطن سے
واحد النسا بیگم کے منسوب بخواجہ فخر الدین خان ابن خواجہ بادشاہ اور خورشید بیگم
اور بیجہ النسا بیگم منسوب شہاب الدیخان بہادر سے اور کمو بیگم بطن سے روپا بائی
کے منسوب بخواجہ جعفر خان بہادر اور سلیمہ بیگم بطن سے اچانک بائی کے منسوب
برستم جنگ بہادر یہ پانچ فقط شجرۂ آصفیہ سے شادیان ان سبکی روبرو حضرت
کے ہوئین ہین اور یہ بھی پوشیدہ نرہے کہ حضرت اشراف نجیب مرد آدمیون کی
لڑکیان متبنی کرتے تھے اور انکو بیگمات کا خطاب دیکر مثل صاحبزادیون کے شادی
کردیتے تھے چنانچہ شہزادہ بیگم اور خورشید بیگم تبنہ دختران حضور سے
ہین اور خرد سالی مین راقم بیچ عشرۂ محرم کے تقیہ بیگم کا مامی علاوہ دغور روشنی اور
تصاویر دآینہ بندی سے تھا فرمان روایان ایران و توران ایران مین حکام
ہم عصر سلطان دہلی شہزادۂ نادر شاہ مرزا اور محاربات ابراہیم خان برادر
علی شاہ شاہ رخ مرزا سے جسکا گذرا اور توران مین احمد شاہ اور اسکی اولاد
اسکا بھی ذکر ہوچکا اور آخر عہد مین ابتدا و ترقی راجہ رنجیت سنگھ علی ہذا ردم
[illegible] کے حکام کا بیان دہلی مین بادشاہ اعلی گوہر شاہ عالم اور تمام حدیث
بادشاہی اور راجے یا صوبہ آودہ مین شجاع الدولہ مین بعد بڑے فرزند اکے مرزا
امانی آصف الدولہ بہادر سنہ ۱۲۱۲ بارہ سی بارہ مین سعادت علیخان برادر آصف الدولہ

اور کلکتہ میں طرف سے سرکار کمپنی بہادر کے اول لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نیز لارڈ
ولزلی صاحب بہادر اور دکن میں جانب مملکت ملنگ جناب آرتھر سر ریگ بین
انند رام راجہ میسور اور حیدر علیخان ملازم راجہ مذکور تو حیدر علیخان کا سنہ ۱۱۵۱ گیارہ سو
پچاس ہجری میں ہے اور ترقی موی الیہ کی سنہ ۱۱۷۱ گیارہ سو ستر میں لکھا ہے کہ حیدر علیخان
بجائے نندرام کے خود مختار ہوا اور اول کچھ روپی گدان کر رعیت داری سرنگاپٹن کی
اور مبلغ ہزاری منصب پایا سو اخطاب خانی کا پایا سنہ ۱۱۷۲ میں نواب کے حاصل کیا
اور بہت ملک کو بڑھایا اور بہادر بہت ہوا اور لیا کھا مدتیں کر کے بڑھتے لکھا
کرتا ہے اور جب حیدر علیخان کی وفات ہوئی اور اکثر زر و جواہر سے راجہ بنا سکا اپنا
قرار دیا تیغ و بیں اور جہاں بانی میں فتح حیدر سے ہوئی اور ہمیشہ فرمان انگریزوں سے جنگ
کرتا رہا اور جب سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے میں اجل طبعی سے گذرا اور ملک اپنے کو اپنے
پانچ لڑکوں پر چھوڑ گیا جن میں سے اول ایک بیٹی کہ حضرت سے صاحب کسی سے ہوئی
ایک پر بھی عمل کیا سب پہلے اس بیٹی صاحب کی اللہ کا علم ہے اور اس
سوا لی سے ہر چند کہ مانے وقت اتصال کے مسیح کی بیٹی کہ حضرت سے ہوا حضرت کسی کو
کر کے اول اسی امر کی درخواست کی کہ بجز مقام سلطانی کا بیٹا دوسرا بیٹا نہ ہوا
حضرت سے تامل کیا مادر نے عاجز ہو کر ایک تخت طاؤس بنا کر
تیار کر کے خدمت میں بادشاہ روم کی واسطے جلوس سلطانی کے روانہ کیا اور وہاں سے
اجازت چاہی اور بعد رخصت کے متابعوں سے سلطان روم کے ہو کر چونکہ اقتدار تام اور تسلط

کلی رکھتا تھا تمام ممالک قلمرو میں اسطرف کے سکہ اپنے نام سے رواج دیا چنانچہ یہ بیت اوسکی

ہے سکہ زد در جہان بآسانی ۔ شاہ ٹیپو سکندر ثانی ۔ اور دلیر ہوکر چاہا کہ

سکہ اپنا قلمرو میں ممالک محروسہ نواب مستطاب کے بھی رواج پاوے پس مرعالم ہادر روانہ ہوے

چند عرصہ میں بعد بہت جدال وقتال کے بقول اکثر سنہ ۱۲۱۴ بارہ سو چودہ اور بقول بعض تیرا ماہ ذی قعدہ

انتیسوں تاریخ روز شنبہ وقت دو پہر میدان میں ذات سے کارزار کر کے قتل ہوا

وہ تمام ملک ریاست نشہ بسرکار نواب اور سرکار کمپنی بہادر اور سہ کار سیتو ا

میں تقسیم ہوا اور حصہ بانی میں محمد علیخان ابن نواب الخاطب بالاجاہ بہادر امیر الہند مسوق العبادت

نواب ارکاٹ شد امت اسکیں گذارش بعد عطا خطاب مع خلعت خاصہ بارگاہ سے بادشاہ کے

خود سہ اولاد انکی پس محمد علیخان بیٹے ہیں انور الدینخان کے بشندہ گو یا موکہ جنکا ذکر خدمت گذاری

اور کنصل صوبہ داری کارناٹک انطا واخلاق سے معرفت ما کے احوال خیر سگال ہیں اور عالی

جناب گذرا انور الدینخان کو بن فرزند ہے سلطان محمد علیخان اور محفوظ خان اور عبد الوہاب خان

اور کرتوں میں اناعشہ ہی اور لوتا میں بشوا اول مادھو راو خرد سال اور رگھناتھ راو المشہور

رگھوبا اور اعیالی بالاجی باجی مار کار اوسے سنہ ۱۱۷۴ گیارہ سو ستہتر میں حیدر علیخان سے جنگ کر کے

بیل لاک روپے نقد اور کئی مواضع مقبوضہ خاندیس کو رکے مسترد کر کے صلح کی اور جب مادھو راو جوان ہوا

چچا کو زیر کر کے مختار ہوا لف اپنا پیشوائی پر دھا کیا اور سنہ ۱۱۸۶ گیارہ سو چھیاسی میں مو پس نارائن راو

برادر خود اسکا بچہ سالہ ہوا سنہ ۱۱۸۹ گیارہ سو نواسی میں رگھناتھ راو نے اوسکو مروا ڈالا اور

آپ بیٹھا ہوا اسمیں نارائن راو کی اہلیہ گرتھا جی سکا رام بہدت اور نانا پھڑنویس دیوان اوسکے

قرار پائے اور رگھوناتھ ۱۷۸۱ء ستراسی انگریزی میسور مین واپس اسطے گدی پر بیٹھا ہے
پیشوا مادھو راو ابن نارائن راو ملقب سرنوبت پنڈت بموجب وصیت عالیجاہ مرحوم کے جانشین
سکندر اقبال سکندر جاہ بہادر حسب الامر روانہ ہوے اور ۱۳۰۸ بارہ سی آٹھ مین سواسی مادھو راو سے
جنگ ہوئی اور جب وہ بالائے سقف سے گر کر مرا جی راو پر گہنا ہے راو ۱۳۱۳ بارہ سی بارہ مین
سوانا گپور مین ہوئے اول رگھوجی پھر جانوجی ولد رگھوجی پھر ۱۱۹۰ گیارہ سو انبیانو مین رگھوجی
ثانی ولد مرو ہاجی ابن رگھوجی اول کہ وہ آنکوشین جانوجی متوفی ہوا کہ بتا اور قوم ہولکر سے
اول ملہار راو ہولکر بہادر او جیشن دوست ہرمالی راو سفر سن اس لکوجی بیٹے انبا بائی مادھو راو
بعد انتقال اوسکے ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ مین ملہاسی راو برادر کلان قوم کا ہو ابن بعد حسوت راو
ہولکر پیت رائے عرف بھرت سنگھ بہادر سپہ سالار اور غیرہ ہے مگر بعد ایک دو جنگ کے اندر صاحب
لوگون سے صلح کر لی تھی مین لاک سوار و پیادہ کا سردار ہند و دکن مین سرگرم تاخت و تاراج
اور قوم سندیا سے اول رانوجی دی ترقی پھر سیندھیا جی ایک پاؤن اسکا بگھام دار جنگ مین
پانی پت کے بیکار ہو گیا تھا پھر اردو ملک ہوا اور ارت سلطان پانی کی حاصل کی
ساٹھ پلاٹن ایک لاکھ سوار پانسو اضراب اتوپ اسکے لشکر مین تھے فقط پٹیل
لقب اپنا پیشوا کے قبول کیا اور ۱۳۰۸ بار سو آٹھ مین جنگ کھرلہ پر جب وہ
ہیضہ سے مرگیا دولت راو ابن انتہ رام بن لوکاجی بن رانوجی ہوا کیفیت واضح ہو
کہ احوال فرخندہ مال حضرت نکابت پناہی بشیر حیدر نایک اور اسکے بیٹے ٹیپو سلطان اور
مرہٹون سے انکو جنگ واقع ہوے ہین کہو آپ سفر مین اور کہو حضر مین رہا کرتے تھے

اور اکثر

اور اکثر اطراف بلاد مین بھی جب موسم برسات کا ہوتا چنانچہ وہی ہوا کرتی تھی کسو وقت
ملک کسو طرف کا قبضہ مین اولیاے دولت کے کسو وقت اختیار مین غیرون کے ایسا
ہوتا رہا ہی آخر کار وے سب مغلوب و منکوب اور آپ کامیاب ہوے آپ مقوم اس ریاست کے
ہین انکی فراست طبعی اور شجاعت خلقی سے یہ ملک قایم ہوا ہی اور تواریخ مین جو اولوالعزم
صاحب سیف والقلم ہین ذکر انکے محاربات کا ہوتا ہی اور وے اہل رزم و قیام کہاتے
ہین اور جو حکام کہ اوہین کام رزم کا نہ پڑا اور کبھی خونریزی انکے ملک مین باغیون
اور مفسدون سے نہوئی ہو اور تمام قلمرو مین انتظام اور جملہ اہل کار عیش و آرام
مین ہون یہ اور ہی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ اور یہ اصحاب بزم و انتظام ہین مذکور اور وے جود و احسان اور عدل و انصاف کا
ہوتا ہی چونکہ تمامی ذکر و محاربات عالیجناب کا مسند و تاریخوار مشہور و سنین سے
رشید الدین خانی مین معرض بیان مین آچکا ہی اگر ناظرین چاہین رجوع کرین طرف
اسکے بیان مطلوب و مقصود اس کتاب مین تو فقط توضیح خجستہ آیات اپنے ظل اللہ
زمی عصر کی ہی اور چونکہ اس کتاب مین آخر کار حال بعض بعض سبب عدم تحقیق کے
قلم انداز کیا گیا تھا سو اب پایہ ثبوت کو پہونچا اور لکھا ہوا یا تو بنا بر تحریر و تقریر اسکے
اب نامہ نگار ابتدا قتل حیدر جنگ سے کرتا ہی اور آخر بسط دیتا ہی ان شاء اللہ تعالی جاننا
چاہیے کہ بعد شہادت ناصر جنگ کے جب ہدایت محی الدینخان رئیس ہوے ریاست خاندان
سرکار آصفیہ سے نکل گئی تھی تائید غیبی نصرت لاریبی سے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ تو

چند عرصہ مین درجۂ قتل کو پہونچے اور حضرت سے بزرگ جانکر صلابت جنگ کو وسادہ پر
حکومت کے متمکن کیا چند عرصہ تک صلابت جنگ رئیس اور آپ سرگرم اطاعت برادر بزرگوار
رہے پس حیدر جنگ ملازم سرکار بسبب کثرت اقتدار موسیو بوسی فرانسیس کے کہ یہ کارپرداز
مومی الیہ کا تھا ابراہیم خان گاردی اور دیگر سرداران لشکر کو متفق اپنا کر کے بعد ادا
کرنے تنخواہ سپاہ سرکار کی اپنے خزانہ سے اور قید کرنے صمصام الدولہ نواز خان دیوان
کے ہوائے فاسد خیالات فاسدہ کی جو دماغ مین مومی الیہ کے تھی تو چاہا کہ نواب کو بھی برادر
جدا کر کے فضاء سلطنت آصفیہ مین آپ تیز پرواز مان کرے پس مزاج کو امیر الممالک کے قریب
تھا کہ بگوش ہوش اس بات پر لائے حضرت جان گئے اور فوراً اوسکو قتل کر کے جملہ امور
حکومت کا بلند فرمایا اللہ تعالے کی تائید کی اقبال یاور تھا تدبیر راست آئی آپ کامیاب ہوئے اور
سنہ ۱۱۷۵ گیارہ سو پچہتر مین جب فرمان ریاست دکن کا نام نامی سے حضرت کے پیشگاہ سے بادشاہ کے
شرف صدور پایا امیر الممالک کو قلعۂ بیدر مین سپردی کر کے آپ بیس مستقل ہوئے اور سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو
ستہتر مین راجہ پرتاب و ندیلہ جس کو آپ نے بعد استقلال دیوان کیا تھا جنگ مین رکنا
راو کے کام آیا پس میر موسی خان رکن الدولہ کو دیوان فرمایا جیسا کہ گذرا بعد اسکے
پانزدہم صفر سنہ ۱۱۷۷ گیارہ سو اٹہتر مین صلاح سے امیر الامرا شجاع الملک کی رفاقت جان نثار
خوجہ رحمت نگر وکرنول نے عزت آستان بوسی کی حاصل کی اور حضرت نے طرف ارکاٹ کے
طبل عزیمت کا بلند آوازہ کیا سراج الدولہ والا جاہ نے جرآمد سے لشکر نصرت مآثر کے
متوحش ہو کر وطن سے اپنے طرف چنیاپٹن کے نہضت کی حضرت میر الملک بشرحمک حیدر یار خان

بہادر کو واسطے استمالت کے بیگاہ سے مرخص فرمایا دالاجاہ نے مبلغ لاکھ کے مع تحفہ دیہ ایا
ہار سال خدمت کئے اور عذر مافات کا چاہا حضرت نے عفو کیا پیشکش مرسلہ نے درجہ پذیرائی کا پایا
رسش اوہین آداہین حضرت نے بیع عہد سعادت مہد اپنے پاس آداب طل سبحانی کا کر کے سکہ خطبہ
شاہ عالم بادشاہ کے نام کا دفتر وہین اپنے جاری کیا خانجہ تا حال روپیہ اس سکہ کا رائج ہین لیکن
ہے تیار رہین ہوتے اور سب ملکہ حوالگی کے جملہ امورات مین اپنے تئین تابعون سے
بادشاہ کے قرار دا کر سب مکاتبات شاہی موجود رہا تھے نام سلطنت کا نام نامی پر اطلاق
کر کے دربار عالی اف مقرر فرمایا ہر چند کہ یہ بکینہ معقر آب کی نہی مگر اپکے وقت مین
لفظ مذکور زبان پر درم کے جاری ہوا اور اس لفظ نے بہت شہرت پائی اور در سنہ ۱۲۰۳
بارہ سو تین مین بادشاہزادہ سعید یعنی فرزند ارجمند عالی گوہر شاہ عالم بہادر بادشاہ
وقت بسبب کسی وجہ کے والد رفیع القدر سے اپنے رنجیدہ ہو کر سواد دکن مین نزول اجلال
فرمایا حتی کہ راہ سے قلعہ رہتاس کے کوہر تک ہو پہنچے ہے نواب نے اصغا کر کے ارادہ
استقبال کا کیا پالیکن معروضہ عمائد ارکان دولت کے اس خیال سے کہ تکلیف آداب کا لانے کی
واسطے شرف ملازمت حضرت کو ہوگی عزیمت بدا کو موقوف رکھہ کر شمشیر جنگ کو مع نذر قصبہ
کوہر کو روانہ کیا یہ شہزادہ کو نا بالغ خاطر ہوا کمال غضبناک ہو کر احمال و اثقال کو اپنے آگ
لگا دی نذر و مخالف قبول کر کے واپس طرف دہلی کے بہر عاودت کی اور در سنہ ۱۲۰۴ بارہ سو چار مین
بعد شکست شہ سلطان اور تقسیم ملک مشارالیہ کے سرکارین مین دقت مراجعت پانگل سے
چونکہ حرارت آفتاب کی زیادہ تھی نامزاج اقدس متاذی ہو خود گلسا توپ کی عماری مین

سوار ہوا کرتے تھے یعنے پردے چھوڑ دیا کرتے تھے طرفہ کہ عام و خاص مین آوازہ رحلت کرنے حضرت کا
مشہور ہوا ایک عالم کہتا تھا کہ خود انتقال فرماکر تب گیا ٹوپی کی عماری مین لاتے ہین نایاب مرجان
آشوب مخفی رہے جب یہ خبر تمام ممالک قلمرو مین منتشر ہوئی بعد داخل ہونے بلدہ کے دربار عام فرمایا
رفع شبہ تمامی کا ہوا اسیہون نے حیات پر آگہی پائی اور گواہی دی بعد اسکے شروع سنہ ۱۲۰۵
بارہ سو پانچ مین مشرق رویہ ملک تلنگانہ سے قحط وارد دکن ہوا اور رفتہ رفتہ بارہ سو سات
ہجری مین ایسا شایع ہوا کہ ایک روپے کی ایک سیر جوار قیمت ہوگئی ہوا اسی سے معاملہ گذر کر تین روز تک
ایکدانہ بازار مین بلدہ کے بہم نہ پہونچا مردم کا یہ حال تہا کہ جہان دانے چنے وغیرہ کے پڑے پاتے تھے
تلنگے جان دیتے تھے پوست و استخوان کہاتے تھے جہان غلہ نظر آتا تہا بسبب ہجوم و اژدہام کے نوبت
خانہ جنگی کی ہم پہونچتی تہی آدمی عوام خلقت سے کیا عورت کیا مرد کیا پیر کیا جوان کیا بچے
کیا بچے اکثر غریق لجہ ممات کے ہوے اُن ایام مین نواب حق شناس غریب پرور قریب پانسو
ستر کے محتاج عورات کو اکٹہا کر کے نوکر رکہے اور بعضے لڑکیان تلنگون کی خرید کر کے زنانی لین
تیار کروائی دے سب بندوقون سے شلک کرتی ہین اسی سقولات کا کہ زبان انگریزی مین ریزر
کہتے ہین انہین پہنا کر واسطے بندوبست حرم محل خاص کے بہرے انکے مقرر کیے اور بعض کو خیاطی
اور بعض کو آبگیری اور بعض کو زرگری اور بعض کو نقارہ سازی نوبت نوازی سکہلائے
اسطلاح ہر ایک کام مین سرگرم رہین اور خلقت کو یہ گمان تہا کہ باعث اسی گرانی کا میر المالک صاحب
ہین لوگ طعن تشنیع لب پر کرتے تہے اور کہتے تھے جو کچہ کہ کیا اسنے کیا ہی اور بظاہر ایکدو سال باران کم
برسا اور علم ہوا تہا سو وہ بھی کارپردازان سرکار نے سر برنگ ہین کے سفر مین خریدکیا تہا قحط

میں بہت سے محتاج فریادی دیوڑھی خاص حضور پر فراہم ہوئے طور بلوہ عام کا صورت پکڑا خود نے
فرمایا دروازہ معمور کر دو بلوائیوں نے دروازہ کو آگ لگا دیا دروازہ روشن ہو کر
نزدیک تھا کہ اندر بیٹھ جائے لین نے اوپر شلک کی بعض گولیوں سے بنا دلی کی اڑ گئے
اور بعضے جو بچے ہوئے رہ گئے نواب اس روز احوال پر مسکینوں کے بہت تاسف فرمائے بلکہ گریہ کیا
سلسلہ اوسکا میں برس اور ۱۲ مہینہ سفر کہرا کا ہوا زیادہ تر تکلیف اوٹھی جانچہ ذکر کیا جائیگا عرض
بارہ سو دس میں وبا ہیضہ ملک مرہٹہ میں گرانی شروع ہوئی رسائی سے وصف میں اوسکے لکھنا کی ارزانی ہوا
زیادہ اصوبہ مرہٹہ دھوکہ بکاجی ڈھنڈیا مانی بھائی میسر بھیدا اور لکھنا کی کہ سپہ علاوہ یہ ہوا جو بسبب
اتفاق موسم سرما کی بالکل بہ برسات بعد چند سال گذرے پھر ہوا ایسی بارش ہوئی کہ اکثر جا خود بخود زراعت
ہوا رہوئی لیکن ردکرنے والے کہتے رہے کہ قحط میں اکثر دہاں دروازہ بند کرکے اندر رہ گئے تھے حتی کہ
وہ گرانی دفع ہوئی پٹھان ہمانو کی کہ دہلی پر چڑھ آئے تھے اور خود درد آلو جیکہ درد کر ہوا تھے عالی ڈیرہ
ماری لوٹ کر کے واپس سرکا لیئے وہ سنہ ۱۲۱۹ بارہ سو میں ہمرد بعد حضرت کے سجات حاصل ہوئی
[illegible] کا سال واقعہ ہے کہ حضرت ملک الملک کے ارادہ مار کرنے دولت بند دہلی کا نکلا
کیا بنا لاک ہر کی جمعیت سرکاری مار ہوئی تیس پانچ ہزار گھوڑے ہندوستانی ملگوائے تھے ستر ہزار
لین مع توپخانہ و اصطبل جنگی ہمراہ مسیو ریمون کے تھی اس ساز و سامان سے جب سواری مبارک دہلی
ہونچی لکھا ہے کہ اول روز مقابلہ حسین کا ہوا فی الحمد جنگ عرصہ قلیل میں آئی اور اسدن فوج مرہٹہ کی
پسپا ہوئی چونکہ فرودگاہ سرکاری جنگ گاہ سے قریب چھ کوس پر تھی سوار پیادے
سب سعادت کو کے چلے آئے بعضے امرا آنریک نے نذر فتح کی گذرانی دوسرے دفعہ روز جمعہ

اٹھارون شعبان کی سنہ ۱۲۰۹ بارہ سو نو مین صبح بندگان عالی سوار ہوکر ادہر سے کوچ فرمائے لجرد
ملاحظہ کے حکم ہوا کہ صف آرائی کرین اور صف باندھے ہوے چلین اور ہیر بنگاہ سب سے پیچھے
لشکر کے مشرقرویہ جمع ہوکر قیام کرے فوج منقلا کی جو لشکر سے آدہ کوس اگے بڑہی چلی جارہی تھی
ایک پشتہ پر کہ وہ محاذی فوج مرہٹہ کے تھا ایک بڑی توپ اوپر لیجاکر گولہ زنی شروع کی اور ادہر سے
پانچ سی عدد گولے فوج منقلا اور فوج ہراول اور فوج خاصہ اور فوج جیدا اول پر رسکیے موسیو لیمو اور
الدولہ مقابل لین پیر و فرانسیس کے ہوکر لڑنا شروع کیا نزدیک بتاکہ ہراولین ملحاظین اولین پر
علاوہ سندیاکی پیدا ہوا ہو چنانچہ ہین میر الملک نے بسیرہ کو نزدیک بتے طلاک کے قسم تک کی
دیکر کہا کہ اگے چلنا ہی ہین لڑائی ختم نہین ہوتی ہے یہ سنکر سوفت اناشکست لشکر پر طاری ہوگئی
اس اثنا مین سوار مظفر الملک سے علیخان بیادہ فوج پر گھوڑے چلاکر نکل ہوا رہے خانے لعل خان ملوج
جمعدار عمدہ میر الملک کا ملک کو مظفر الملک کی تعین ہوا اور وہ ادہ ہی دہر ائی کی دیکر مارا گیا اور
نور خان عمدہ سردار میر الملک کا عماریہ ہاتی پر سوار تہا ایک گرم گولا اسکا لگا کہ وہ وہین ہلاک ہوگیا
[illegible]
یا گادار باب فوج منقلا کا چال دیکر اقتضاے خود مصلحت لشکر کے پیچھے سے ہٹکر اور پیچھے آکر ڈرے ہوے
اور الف خان ہیر کی نول اور صلابت خان ناظم الجیوہ کہ یہ بھی دہلے کمک فوج منقلا کے مامور ہوے تھے اقتضاے مصلحت کے
صف باندہے ہوے کہڑے رہے گولے انکے سروں پر سے خوجین سردار الملک اور محمد عظیم خان کے پیچھے
اور فوج منقلا مین جو راجہ اور نہایت بڑے سردار لشکر کے ہاتی پر سوار تھے مرہٹے سوارون نے گرد و پیش انکے
ہوکر بہت سے فیل سوار یکبارگی مجروح کردیا اور تمام فیل کا لشکر زمین پر گرپڑا راجہ جسونت ہاتی پر سے نیچے آئے

گھوڑے پر سوار ہوے دھنی بالی انکا نظر اشرف سے گذرا غلام علیخان بہادر برادر زادہ
برادر زادہ نظفر الملک اسد علیخان بہادر کے جو گھوڑا چلا کر محاربہ کئے زخم ہاتھ پر کھا کے واپس
آئے حضور کو دکھلایا چونکہ وقت عصر و مغرب کا ہو گیا تھا اوسدم لاکھہ پر سوار مرہٹہ کے ہونگے
کہ ایکبارگی ملکر شور و غوغا کرتے ہوے فوج منقلا پر آپڑے شان کا بانی انکٹ راؤ ساکن
شور اپور کا کہ نہایت جرار و نامدار مودہ تھا غوغا سے طرفین کے اور عرش بان و آواز بنا دلی
سے مع نشان بہا گا ہر چند تو اپنی بھالے دکھلائے کچھ نہوا موجب رو گردانی فوج منقلا کی
ہوا پس موجب عرضہ کیمپ پر بنا کے پہنچے کہ ایک سپاہی نے با واز بلند نظفر الملک سے کہا
کہ اے خان ملک ستیر الملک اور سعدگان عالی کا کہا یہ کیا جاتا ہے سپاہ ہو کہی تھی نظفر الملک نے اوسجا توقف کیا
اور اپنی فوج کو حکم کیا کہ ارادہ سے طرف مخالف کے پھیر کر مقابل ہوے حتی کہ چند عرصہ تک بانی کے
پاؤں تلے اکھڑ گئی شمشیر بازی ہی ہوتی تھی کہ فوج مرہٹہ کی رو گرداندہ ہوئی پس فوج منقلا کی ایک لحظہ
دھان آسودہ ہو کر فریضہ شام ادا کردان ہوئی اور تھوڑی دیر بعد حضور کی فوج سے آملی اسمین بعض
سوار فوج منقلا کے شکر دین سے اپنے جدا ہو کر جہان جگہ پائے تھا ری سے اپنے کپڑے ہوئے ہیر
بین جا گھسے جو بین اثنا دام اس فوج کا ہیر بین گھسا معاذ اللہ ایک شور ہیر سے اوٹھا اور سید ہی عبد اللہ خان
اور موسوی کو کہ اپنی جمعیت سے رو برو سرکار کے کنارہ پر نالہ کے کھڑے تھے خیال فوج مخالف کا کر کے
ناحق جنگل مین تلک انوا پنی بندوق کی سر کئے اس ہول دہر اس سے مردمان ہیر ہیت گھبرا کر اور زیادہ
غوغا مچائے تا نصف شب شور انکا نہ ہوا بلکہ ہر لحظہ خیال آنے فوج مرہٹہ کی غل زیادہ ہوتا جاتا تھا
ہنگامہ شور قیامت کا تھا اوغافل اس سے کہ تمام فوج مرہٹہ کی جہان کہڑی ہوئی تھی جنگل مین جا بجا

مشعلین سروں پر لکڑیوں کے نصب کئے ہوئے اغاز شام سے معاودت کرکے فرودگاہ کو اپنے گرد مان سے چھپے
کوس پرے تھی چلی گئی تھی اور چونکہ مشعلین جنگل میں نمودار تھے مردمان قریہ سرکاری کو انہیں خیال مفرد
کا تصور کرکے مقابلا اوسکے آپ بھی صف باندھے ہوئے کھڑے تھے یہانتک کہ جب قریب نصف رات کے
گذر گئی اور شعل ماہتاب کی روشن ہوئی چاندنی خلی شدگان عالی کو فرودگاہ نظر نیاطاط شرف ہستی
آئی کہ اس نواحی اگر کوئی قلعہ متصل ہو تو وہان جا اوترنا اور دور وحضا کرکے آرام پاکر راہی طرف مقصود کے
ہونا استفسار فرمایا بعض نے عرض کیا کہ قریب تین کوس یہانسے قلعہ کیرلہ کا ہی میر الملک بہادر کو حکم محکم
ہوا کہ آگے قلعہ میں جاکر فصیل پر اوسکی مشعل و مہتاب روشن کریں تا نشان سے اوسکے قلعہ نمودار ہو پس
دو گھڑی کے بعد خود سوار ہوکر روانہ آنصوب ہوئے جب سواری قریب سے روانہ ہوئی غارتگر اپنے ہی لشکر کے
ہاتھ غارتگری کیا کہ لوٹ مار شروع کیا ایک عالم تاراج و تاراجیون کا ہوا الغرض عزت جنگل میں
سیدھے بائیں صحرا راہ طے کرکے صبح کے قریب داخل قلعہ کیرلہ ہوئے اور صاحبزادہ سکندر اقبال سکندر جاہ بہادر
حسب الارشاد اس قلعہ میں قبل اس سے رونق افزا تھے اور مہتابیں بارود کین میر الملک بہادر برجون پر آکر روشن
کئے تھے دور سے دکھلائی دیتی تھیں لشکر شدگان عالی کا سر [illegible]
مژدہ آنے صبح ہوئی وصبح صبح قیامت ہی تمام مردم لشکر فرط خوف و ہراس سے بدحواس تمام حیرت
و دانوش کرکے فرداً فرداً مطلق العنان آوارہ فرودگاہ جو یان سو سو پہر تک کوچ کسی کا پتا
سپاہی سے سپاہی سردار سے پدر پسر سے پسر سے متفرق ہر ایک وسیر کو دہوند تا تھا اس اثنا میں
پندارون نے محاذی لشکر کے آکر ہاتھ لوٹ کھسوٹ کا جو درآر کیا چونکہ لشکر میں ہم وہراہی پیدا ہو ہوا تھا
کوئی مقابل انکے نہ اسکتا تھا ایک ایک سوار پندارہ کا سو سو سوار پر لشکر کے چیرہ دستی کرتا تھا اور دو چار کے

لشکر ہر کا

۹۲۸

لشکر مرہٹہ کا مورچہ قلعہ کے اوتر اور دولت راؤ سندیا مع جمعیت اپنی غرب تر فاصلہ سے
ایک کوس کی دوری پر ہوا اور مستعد حکم بیٹھ پر دھاوا کا تیار تھا بلکہ نوابیس کا پرواز سوائی مادھو راؤ کا
اس امر سے اپنے لشکر والوں کو ممانعت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قیام ہماری دولت کا قیام پر دولت آصفیہ کے ہے
الغرض سوار اور پیادوں نے لشکر مرہٹہ کے گرد و پیش لشکر بندگان عالی کے ہو کر بہت غارتگری کی تب روز
سوم بن سوبھ رمن کی مقابل لشکر سندیا کے آ اوتری تب موجب حفاظت اس سمت کا ہوا
مگر سبب نہ ہونے اسباب اکل و شرب کا اور نہ نکلنے باہر قلعہ سے مردم لشکر ایک پرگنہ کے فاصلہ تک لشکر
مین بسبب قحط غلہ و کاہ کا ہوا کہ ایک روپیہ کی دو سیر بلکہ سیر بھر جوار ملتے تھے اور بیع گندم اور آرد گندم
فی روپیہ تین پاؤ اور چاول ایسا مفقود تھا کہ پرانا کچرا لشکر کی ہوتا تھا کہ اس نواحی چہیر پرداتے ہین بیس
اٹھارہ برس کا دھان الو دس بیس روپے کو ایک پشتارہ اوسکا کہ وزن مین دو سیر ہوگا قیمت رکھتا تھا
اوسی کو گھوڑے رغبت سے کھاتے تھے اور مانی سخت لشکر ہان امرا کی اور شاہین عظیم الجثہ اگر کبھی الو
نبہ خوشی سے ملکر تے تھے اسمین بہت دو اب ملف ملف ہو گئے باقیماندہ جانب تھے جو مرجاتا تھا
نیچکر پھینکدیتے تھے بگام تابستان کا سخت تھا عفونت سے دم مارک مزاجون کا مکین تھا آدمی لشکر کے
تمام اسہال و بخار سے بسبب شدت حرارت کے بیمار اور بہتیرے مر گئے طاقت دفن کی نرہی زمین مین گاڑ
سکتے تھے اس سبب سے تمام لشکر پریشان ہو کر کسی کو امید رست کی نہی بیس دن تک کہ سالہا کہا جاتا ہے
اس وضع پر گذرے اس عرصہ مین عیسی بیان نام کو طرف سے نیز الملک کے پانچ چار ہزار سوار و پیادہ کے
سرکردہ تھے بموجب حکم ہمراہ کمی والون کے جاکر تین چار بار کمی کے لائے پس ہر کسی کو جسقدر منظور
اجارہ سر ہر ایس حضرت چونکہ فہم عالی رکھتے تھے سلسلہ جنبان مصالحہ کے ہوئے

کمی
کمی بیان مین اوسکے
کہتے ہین کہ جسقدر
لشکر مخالف مین غلہ
اسباب ضروری موجود
رہتا ہے

مرہٹوں کو جب کہ باعث نفاق کا فیمابین ہمارے اور بھائی کے اعظم الامرا ہین حضرت اونہین ہمین پر فرمان
کہ ہم اونہین پونا مین لیجاکر قید کرین اور سوا اسکے تین کرور روپی ہمارے خرچ ہوئے ہین جنکو ان تعلقہ جات سے
عنایت کرین اور ملک سے سرکار عالی کے پانچ لاک کا ملک مثل بیڑا اور الہ آباد اور بودن اور سرکار نارنول
اور صوبہ بیدر سپرد ہمارے کرین اور بندگان عالی مع جمعیت بخاطر جمعی روانہ حیدرآباد ہون حضرت نظام نے کہا
پانچ چار دن اسی سوال و جواب مین گذرے آخر راجہ اور پنہاوہ مین بار آئے گئے دے سوالات سے اپنے بازنہ آئے جب
بائیس روز کی گذری خلقت پر تکلیف بہت بیقرار ہوئی تو عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عالی
ہمت بلند حوصلہ پیدا کیا ہے عرض کئے ہم وہی لوگ ہین اگر آپکے حضرت کے ہین سلامتی حضرت کی جانے سے جان
نثار ہی اگر میرے قید کرنے مین صلاح و فلاح لشکر کی ہی مجھے جان و دل سے قبول ہے حضرت یہ سنکر سو
آدمیون سے ہمراہیون کے چلے گئے حضرت نے الملک قریب لشکر مرہٹہ کے پہونچے وہان کے لوگ استقبال کو آئے
اعزاز و اکرام سے لیگئے جو کی پرہ مین رکھے اور ارادہ معاودت کا کئے تا حال کہ کیفیت نہین کھلا
مرادیکا ہوا ہی جب وہان سے کوچ کر خود بدولت تشریف لائے اور مقبل قلعہ کولکندہ کے پہونچے
صاحبزادہ کبیر عالیجاہ بہادر مع جمعیت اپنی رہا بندہ کر واسطے سلام کے حضرت سے جب رخصت
ہوئے مرشدزادہ آفاق نے ملازمت والد بزرگوار کی حاصل کی اور بخوشی و خرمی داخل بلدہ ہوئے
اور یہ بھی دوسرے دن سے حالت علیحدگی مین شیر الملک کی امجد الملک بہادر بوکیل حضور نظام
اونہی کے مہمان ہمراہی کی نشست خلوت حاصل اور دیوانخانہ یار عام مین رہا کرتی ہی اور یہ بھی تم
ایکدن ایکی ہمراہ دیکھا ہی کہ اونہین آدمان مین سے ہرسو سوار ان کو مع جمعیت حکم ہوا کہ تین شمس الامرا بہادر
امجد الملک بہادر کے رہے چونکہ باعث اسکے رتبہ نے ہر دو امیرون نامدار کے ترقی کی تھی اسد علیخان بہادر

اور امین الملک بہادر نے بہت اخلاص ہم پہونچایا تھا اور بس موافق تھے پس درباب پا بجائی
مبلغ تین کروڑ کے چند سے لیت و لعل رہا اسمین ایکبار کوڑ بانام ملازم مرہٹہ کا بہت جمعیت لیکر
بلدہ حیدرآباد مین آیا یکجائی مبلغ کے باب مین عرض کی صاحب کتاب کہتا ہے مین بگوش خود سنا ہون
کہ خود نے جواب صاف دیا اور یہ فرمایا کہ اگر اسی تکلیف شاقہ مجھے ہوگی تو ملک تمہارا تفویض سرکار
انگریز بہادر کو ہوگا تم افسوس کروگے پس یہی سوال وبال انکا ہوا کیا حضر کا آگے آیا کہ آخر آوارہ دشت ادبار
ہوئے اور راج انکا تاراج سپاہ انگریز بہادر کا ہوا ۔ عالیجاہ بہادر کے خروج کا بیان ۔ سن بعد جبکہ عالیجا
بہادر بکومت ولایت کی بہتی اور اس آرزو مین سن جالیس سے تجاوز کرگیا تھا ما یوبہتے پس جبر شکست تو جبکی
موضع کھرڈہ پر سنکے ایا ہے بعجے کوتہ اندیشون درعام خلق ظاہر ہین کہ بدیع اللہ خان ناظم حیدرآباد کہ وہ
مصاہرت سے حضور کی سرفراز تھا اور سہ آجو ردی زمیندار اور غلام حسین فرزند سیف جنگ کہ وے
دونو بیجا رتا ئین ہے اور دیگر بشیرت پسندون کو اپنا کرکے رزدہ چلہ در تھا کہ حضرت نے جبر بائی
دے جسسے کہ حضرت کو اطلاع ہوگئی ہے اندیشہ مند ہوکر خاموش اپنی جا سکونت کئے ہوے رہتے
دیکھ رہے تھے کہ ماہ شوال ۱۲۱۶ بارہ سو نو مین سہ آجو ردی جمعیت کثیر سے اکر قریب گاہ حسین شاہ ولی
قدس سرہ کے اور تمرا اور بعضی کمپنی سپاہ کی شروع کی اور پوشیدہ بعضی انا لیان حیدرآباد سے وعدہ
در وعید پر مواعدت کرکے شب نہم ماہ ذیحجہ کی آدہی رات کے وقت شہر مین در آیا ناظم نے سازش سے
کہلا رکھا تھا اور مکان پر عالیجاہ کے جاکر خوانخواہ اوسکو گھوڑے پر بٹھلا کر لے آیا اور دوسرون کو آگاہ
کیا سب جمع ہوے اور چوکیون اکر کھڑے رہے ارادہ تھا کہ سپرینا لگا کر اندر کودین اور بجا حضور عالیجاہ کو
مسند ریاست پر متمکن کریں عالیجاہ رحم دل و دور اندیش تھے مزاحمین کو نابمردہ سے مخالفت کی

فرمایا کہ اسمین تو سبکی یا توہین حضور کی ہوگی وہ ترغیب و تحریص دیتے تھے اس سبھی و سبیں مین خبر حضور والا کو
ہوگئی حضرت بنگلہ پر برآمد ہوے اعیان کو اپنے طلب کیا امجد الملک مکان سے چند رفیقون کے ساتھ آکر حاضر
ہوے سید سیورڈی کو معلوم ہوا کہ خود اس امر سے خبردار ہو گئے وقت صبح کا قریب ہو گیا تابع حضرت عالیجاہ کو
دروازہ سے پار کے نکلا اور طرف سرکار سید کے روانہ ہوا صبح اسکی روز عید تھا مردم خوف ہراس سے
عیدگاہ تک نگئے کہ مسجد ہی مین خطبہ ادا ہوا اتنے سید عبداللہ کو جمعیت واسطے قلعہ سید کے
روانہ فرماے لوگون کو ہیر کی راہ سے روانہ اس صوب کے ہوے سید سیورڈی نے اندول سے مقابلہ کر
تاخت لایا یہ غافل قطار باندھے ہوے جا رہے تھے موضع کشناپور پر کنہ حسن آباد مقابلہ و مقاتلہ ہوا
سید سیورڈی کی اگر گرین ضرب سے مقتول و مجروح کر کے خزانہ اسباب لشکر ہمراہیون کا لوٹ کر سوے
قلعہ سید کے روانہ ہوا سواری عالیجاہ کی پیچھے چلی آرہی تھی ہر دو ملاقی ہو کر نزدیک قلعہ کے پہونچے قلعہ
داخل ہوا نام نامی یوسف خان کا جو کہ عقل و ہوش سے بیبرہ تھا قلعہ سے وعدہ و عید پر دروازہ
کھولدیا اور استقبال کیا مشمول عواطف صاحبزادہ ہو کر خوابی مین نسل خاصہ کی جایئی سواری داخل قلعہ
ہوئی ہر سہ روز مشغول عیش و عشرت رہے بیش قرار زر نقد سے جمعیت خوب ہوئی یہان سے عازم
شدہ نواب محمد خان اور سید امام خان کو کتاہ مین دیے قلعہ کے قید فرمایا اور امجد الملک کو ہمراہ لیکر
انکے معتمد جانکر محافظت خلوت مبارک کی سید کی اس سال ماہ محرم ۱۲۱۱ سنہ بارہ سو دس مین علم بلند کیے
بندہ واسطے سرشت دیشوکے نہ بھلے جیتے کے باغیان سپہ الملک بہادر کے تھکے ہوے اور وہان قلعہ سید مین
لشکر عالیجاہ مین عشرہ شریف ساتھ کمال فراغت کے اتمام پایا پچیسوین تاریخ خبر آئی کہ سید سیورڈی
موضع بیجرود پر آیا ہے اور غارت کر رہا ہے شہر کے لوگ شور و غوغا مچاے خود اسی روز امجد الملک بہادر کو

ہوا کہ بیہ خبر سے تمام رات ہشیاری خبرداری سے گذاری پر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہی لیکن ہر اس سے ہوا انتہا
کہ ہوا تین محل مثل بخشی بیگ صاحب اور مردان دہاری کے خصوص امتیاز الدولہ خلف میر کلان حاجی زادے نواب
مستطاب کے ان روزوں دماغ و حصاب صلاح دی کہ عالیجاہ بعقل و فراست ہین خوب ہین چونکہ وہ عزم
تسخیر مرہٹہ کا رکھتے ہین باوجود ہین ہمت و کثرت لشکر ہیں کرین تھوڑا سا ملک لیکر صاف ہو جاتے ہین
قوت بازو دکھا جاہین کہ عزم و رزم مین شریک و سہیم رہین کہ یہ موجب خوشودی دوستان اور عیب و داغ
دشمنون کا ہوگا خود بھی اس صلاح کو نیک جانکر نرمل اور ہزار کا ملک جاگیر مین انکی دینا ہزار یا قریب تیار کا سند
روانہ ہو لکھا ہوگا اس ضمن مین میر علم بہادر نے حقیقہ عرضی کی کہ عالیجاہ کو جاگیر دینا موجب خلل ریاست ہے کہ
رفتہ رفتہ قوت حاصل ہو گی قوی ہو جائینگے تمام خلقت طرف انکے رجوع کریگی زمام ریاست کی ہاتھ سے جاتی
رہیگی بالفعل صلاح دولت یہ ہی کہ فوج انگریزی جو سرحد کہرلہ مین ہمراہ رکاب تھی جہانپن کو رخصت ہو کر
گئی ہے بندرہ مین ہوگی عنایتنامہ طلب کا شرف ارسال ہے حضور نے ملاحظہ کرکے ارسال سند کو توقف رکھا
اور معیت کو طلب فرمایا ہو کہ اس کے کو سیاہ مذکورہ سے عرضہ نظر آیا خود میر علم بہادر سرکاری
فوج ہمراہ لیکر چ دوسرے سردارون کی مثل ارد الدولہ نوسیورون اور سردار الملک کہانسی مان اور
محمد عظیم خان روانہ ہم رکاب ہوئے یہ لوگ گئے اندول اور جوگی پیٹہ پر ماہ صفر سنہ ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ سدا سیو
رہی سے جنگ کرکے ہٹا نہ اپنا قایم کیا اس اثنا مین بندہ علیخان خلف محمد عظیم خان بہادر بھی جو ہمنا باد
ہے اور سیاہ آمد فوج عالیجاہ کے چار پانچ ہزار سوار بارگاہ شمس الامرا بہادر کے چونکہ راہ بلدہ کی مسدود
تھی پناہ بمیان مالیہ کے ہے جسوقت کہ فوج سدا سیو رڈبی کی موضع دلاندی پر گنہ بہالکی مین آکر غارتگری
اختیار کی مقابلہ کرکے موضع الیہ کو تاخت و تاراج کیا اور مع جمعیت وہان سے نکلے باپ آکر ملاقات کی

ملک عسکر فیروزی اثر کے ہوے اسمیں چالیس پچاس ہزار سوار پیادہ ہمراہ عالیجاہ بہادر کے فراہم ہوے
اور نزدیک عالیجاہ کے بھی اوسقدر نوکر چاکر تھے کہ چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ تھے پس عالیجاہ بہادر
بخبر نزدگی زمانہ سے واسطے ملاحظہ سید ان جنگ کے سوار ہوکر چند آدمیوں مطلق العنان بگل و صنعا
پہرتے تھے کہ یہ خبر سنکر مردمان فوج مقابلہ پر آئے سید انمیں قصبہ جنہ کے طرح جنگ کی دنلی موسیو رمون کی لین
میں سے ایک غلوله توپ کے ہاتی کو عالیجاہ بہادر کے رسمی کر دیا کچھ روپیہ انکے ساتھ تھے مردانگی کرکے
مارے گئے کچھ سوار بھی لڑے چونکہ عالیجاہ بہادر جریدہ نکلے تھے جنگ کرنا اس پور کا مناسب نجان کر
قلعہ کی طرف مراجعت کی موسیو رمون یہ سنکر تعاقب کیا قلعہ دروازہ تک متعاقب داخل فتح دروازہ ہوے
ہی تھے کہ اپنی جا پر جا اوترا اپس سے اسپور دی ہمراہ رکاب تھا انکے اسپر سیاہ کا دھکا تھا کہ اکثر اسپس
مردم قوم سید دیکھے تھے تو می اللہ کو ہتھیار کیا تھا اوسنے مدنا پس عالیجاہ بہادر پر سان ہوکر ارادہ اور دھکا کا
گئے اور چاہا کہ مرشہ سے ملکر یا دن جارحانہ مضبوط کرین داہنی دروازہ قلعہ اگرہ کا توڑ کر راہی ہوے جب
سرکاری فوج کو یہ خبر ملی تعاقل زنجیر دروازہ کی توڑ کر مردم لشکر کے اندر آئے جو لوگ غافل تھے انے سے
عالیجاہ بہادر کے تھے اونکا مال و اسباب سب لوٹ لیا حضور یہ خبر سنکر جوش ہوے اور حکم تعاقب کا دیا
چنانچہ جمعیت سرکاری متعاقب چلی آتی تھی سے اسپور دی آنا نزدیک کے کہ عالیجاہ سے آملے ہو گیا
سید مذکور دیہان کے عیسی میان سے کہ وہ سردار اون سید دیہ سے تھے شیخ سید محمد حضوری کی دیہان لاکر
منجی فوج ظفر موج سرکار کا ہوا اس صورتمین سیاہ عالیجاہ کی کہ قریب ستر ہزار سوار و پیادہ کے تھی شکستہ
ہو گئی غالب جنگ ایکطرف بدیع اللہ خان ایکطرف بھاگ گئے اور بعد داخل ہونے اورنگ آباد کے
سب فوج نے رفاقت چھوڑ دی ہر ایک نے بلوہ تھی کیا تمام شہ کا طرح دیکھے پس صاحبزادہ چند رفقا سے

جاوید جلے کا اگر موقع عمر نے قصر کے ہوے اور استصواب سے سیر ہوں کہ قول فصل اسکا ہمارے ہی
ملحق لشکر ہو کے چند سرکردن بخلاصکی طلب کی ہیں کہ اسی اثنا میں عنایت نامہ آیا مضمون اسکا یہ تھا کہ قیدیوں کو
گھسا تو پ میں لاتے ہیں پس عماری پر برقع ڈالکر دو منزل اور قطع کی ہیں کہ مزاج صاحبزادہ کا مرکز اعتدال سے
روگردان ہوا بخار آیا ایکدن مقام ہوا اوسی رات کو طرف عالم بقا کے علم نہضت کا بلند کیا صاحبزادہ کی رحلت
ہوگئی ارکان دولت ملول خاطر تابوت لئے ہوے آئے بمجرد سننے اس خبر کے بندگان عالی کو غم والم سے حواس جو
تلخ ہو گیا چند روز تک ہمیشہ مغموم و محزون رہتے تھے جنازہ قریب بلدہ کے ہو پنچا حکم دفن کا درگاہ میں قدوۃ
السالکین شاہ برہنہ قدس سرہ کے ہوا ان بعد سید اسیو ردی جب سے ہمراہ میران یار جنگ
عرف عیسی میان کے ملازمت سے مشرف اندوز ہوا خود نے وہ پایہ کہ شمشیر سونپی لایق گردن زدنی
رومال ہاتھ سے اسکے کو لے حکم ہوا کہ عیسی میان خطاب اسکی کریں ذمہ انکا ہوا بعد اسکے انکو حکم دیا حاتم
جنگ میں ارکان دولت حاضر ہوے بار گیر میں کمر ہمراہی بجد الملک کو حکم ہوا کہ تیار رہیں سید اسیو ردی مع
عیسی میان جب رخصت ہوے آئے عیسی میان تو حاضر دربار ہوے سید اسیو ردی کو بار گیر دینا دلدار خان
کے دروازہ پر رہے انکی طلب کی ہر تیار اسی لے لئے اور برقع پوش پالکی میں بٹھلا کر قلعہ کولکنڈہ کو سوار
ہوے بعد اسکے چند خبر آیا قضا کہ اوا للہ اعلم میان سے روانہ ہوا تخلہ عدم کا ہوا لاش نامبردہ کی چند
میں ڈالدی طعمہ زاغ و زغن کا ہو گیا یا دانش کو ملک عدم کے ہو پنچا کہتے ہیں کہ نامبردہ سید پر زور فیض
گستر تھا یہ بیکناہی اوسکی چند سے بادگار زمانہ رہی اور یہ بھی صاحب کتاب رقم کیا ہے کہ جب سید اسیو ردی
قید ہوا چونکہ عیسی میان نے واسطہ سید محمد جونپوری کے درمیان لاکر اوسکو لے آئے تھے اسنے وقت پہونچنے
کو بندوبست حقین کی تھی چند روز گذرے تھے کہ ہاتھ سے ایک نوکر کے تنخواہ کی تکرار پر عیسی میان مارے گئے

مال اور دولت اُنکی بلکہ اولاد تک نہ ہی سدا سیو رہی کو اولاد تھی فقط دو زوجہ ایک تو زور باز دے ومکت ادی
اور دوسری پشت گرمی سے شکر راو کی فرمانداری پر مسند کی کامران ہین ایک لڑکا مان آردی نام ہمقوم سے اپنے
پرورش کیا تھا وہ سنے رسون قید مین گذارے آخر کا جوان ہو کر ساتہ ناکامی کے سر گردان و حیران رہا اور فرمانداری
اوسکی ضبط کر دولتمند ہوئی چونکہ اُن سنوا تین مزاج کو کار عالی کا مکدر رہتا تھا کہنے سے ارکان دولت اور محمد رات
محل کے بنا بر امالہ طبیعت متوجہ طرف عیش و عشرت کے ہوے ہمواہ دربار مین باج ہوا کرتا اکثر ترکیان و رتا ائکے
بار رو ئے تمام ہزاران زیب و زینت سے نظر انور سے گذارتے تھے بعض ایسن سے مرتبہ کو ہم بستری کے ہو پہنچی تھی
عہد مین حضرت کے ایک چند اباسی نام اسول طالیف اربابشاط سے ہی اس جملہ سکیدہ ماہ لقا بانو جط
دنی عزت صاحب نوبت مرد آدمی سوار اوسکے ہمراہ علم سوسقی سے ماہر عاقل موزون مزاج شعر گو بیت نامو
اسکو تما حضرت کے حواصی کی بھی آپ نے کبھی یاد نہ فرمایا مگر بس ہو رغایت بجملہ ماحضر شہ بار قص اسکا
ملاحظہ کرتے تھے خصوص اُن روزون کہ دا سطے نوبہ کے طرف اوک رقص کے مزاج مایل تھا اور اس زمانہ کہ یاد
داخراج حضرت کا اس دیار مین ہی بیشتر اوقات رد بر و طلب کر کے قواعد اُنکے دیکہے شگفتہ مزاجی کی
ملاحظہ فرماتے تھے اسیطرح ظاہر اگر ہر شکر لیلۃ القدر اور روز کو بوجہ الیف کیا تا مگر بسبب ہی الفت
بدری کے غلام العیوب جب جاتا ہی کو مکر سے رد داد کر لہ کے اور بسبب عدم مزرعہ حسب مایل مین خلاف اور
روز بروز زیادہ مایوس جاتا تھا حتی کہ سترہوین تاریخ ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ مین یوم السبت و شنبار انکو مصروف
و مشغول تما شبین حصون آشبار ہی ہے اور انواع آلات آشبار ہی کے بالائے بام برآمد ہو کر ملاحظہ کر رہے
ہے کہ دیکہنے سے انکے ابکہ روشنائی فلک کی حیران اور صدا ے دمادم سے برق رخشندہ حجاب سحاب مین
پنہان تھی کسو نے نظم مین منظم کیا ہی نظم شہ ارش رونق بازار عالم ہ زبانش ماہتاب نور ادکم ہ

بہ ۶ چنار

ہوتا زمین گرد منور مہ نورش نور دم گشتہ تیسر ضیا شعلہ اش او ستادہ تا قت تنش ہر سیہ بود ثاقب
ستارہ زہرہ را خشنہ گی داد پیاخہ برق را گرد ستارہ اناش سنبلہ راحتی بود ترا بیضہ اش دیدہ فرسود
ہوا را سوخت احراق ہوائی را احراق ملک جبت آشنائی زمین شد آسمان بل رشک افلاک کہ شد برخم دو کوکب کرہ عالم
غرض آہی رات تک سیر انواع و اقسام آتشبازی کی دیکھتے رہے جب بیچ آئے بعد رفاف عرق
آلودگی میں وضع نوشش کیا اور اندیشہ سے گرمی کے زیر سما ہوا میں استراحت فرمائے بردوت اور
رطوبت مزاج کی سن کہولت میں بسبب الحاق سرد ہوا کے اعصاب میں سرایت کی فالج سینہ کی طرف گرا اور
ایک پاؤں ایک لت کام سے جاتا رہا محل میں غوغا ہوا صبح حکما سوختہ صالح کے ہوئے جناب پیر مکرتے بھی مزاج
صحت پذیر ہوا ہیں برس ایک اسی دتیرہ پر رہا آخر یہی مرض سبب انتقال اُن برس سلطنت تاسیس کا ہوا
حالت کسلمندی میں جب بیٹھے ہے کوئی کاغذ دستخط ہو سکتا تھا حرف دستخط کے مثل مہر ہوا کرتے تھے
فرامین و پروانہ ہر اوسی کے نشان ہوتے ہے اور خود بدولت ہمیشہ واسطے شکار کے لانہ گوڑہ میں کہ وہ
موضع جاگیر مال بلدہ کے بنا کیا ہوا تھا بیگم عرف بی بی صاحبہ قبلہ گاہی میسور رونق افزا ہوا کرتے
تھے چنانچہ جس سال کہ میر الملک بہادر دوسری ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۷۳ھ بارہ سو تہتر میں پونا سے مراجعت
کر کے اس حضرت موضع مذکور میں تشریف فرما ہے وہاں سے برعایت کر کے داخل قلعہ گولکنڈہ ہوئے
سبز البہ کو دہن یاد فرمایا دوسرے روز میر الملک نے عماری یکجہ یہ اجراع عرضہ کی پوتہ سے لائے تھے
خود اسمیں سوار ہوا میمن مدار المہام سواری مبارک داخل بلدہ ہوئے اور مفصل بیان مراجعت کر کے آنے میر الملک
یہ ہی حیدر آباد کو پونا سے مراجعت کر کے میر الملک کے ایلچیان پاس واضح ہو کہ نور بندگان حضرت مغفرت سے
صاحبزادہ عالیجاہ اور برج مرج رہا سے آزردہ خاطر اور فساد سے مزاج کے کسلمند تھے اللہ تعالی نے

خوشی حاصل کی کہ دفعتاً عرضی خلاصی شیر الملک کی گذری اور کیفیت اوسکی یہ ہی کہ بحکم تقدیر سوائے ماہو راو
پنڈت پرودھان حالت پتنگ بازی مین بالائے سقف سے گرکے فی النار گرین تحت الثرا العدم کا ہوا وقوع یہہ اس
حادثہ کے روایت مین رنا مادراون کی سور و شغب ہر چہار طرف سے داخل پایا اور نامہ نگار نے جو ایک معتمد معمر
آدمی کی زبانی سنا ہی یہ ہی کہ شیر الملک بہادر جو معورۂ نو نامین حالا اومون سے ایک دیوان ہوئے ہے مکان مین
مقید ہے چونکہ ماہو راو خرد سال ہا طرف لہو ولعب کے مصروف پتنگ کا شوق اچھے اچھے پتنگ تیار
کر تحفہ دور بھیجا اگر صورت موافقت کی ڈالی اور کسوٹی ایما سے معرالیہ کے باعث سے کہا کہ اب کس سے پتنگ
لڑائینگے ایکے مقابل اچھا کون ہی اگر ماہو راو کی طلب ہو تو مان دو سو قابل ان ماہو راو نا دان نے کہا
کہا نا نا پڑنویس سنکے حضور اوسکا جو تمہین کیسے کہا کہ کیسے سکتا ہا کہا نا ہو راو نے کہا ہمین کیا باق
وہ تو سمجھا و بعد بیت رد و بدل کے نا نا نے کہا اگر وہ آئینگا اور تم دعوت کروگے تو آسکتا ہے ہمارے پتنگ مین ہیچ
کہا نا نا نے للکار کر کہا کون نا نا نے سمجھایا کہ ادھا کہ ہمارا ارادے ہے ہین مشکوک ہی ماہو راو جب سو رہا
غیرت نے جوش کیا کہ زندگی سے ہاتھہ اوٹھایا وقت پتنگ بازی کے بالاخانہ پر سے کہ غافل پاکر اپنے تئین
سقف پر سے ڈالدیا ایک خدمتگار واقف سہا اور دیکھا ادھا دوڑکر دامن پکڑ لیا دامن تو اوسکے ہاتھہ مین
رہا اور وہ جو ہیچ جا پڑا اور روانہ ملک عدم ہوا اسی شیر الملک سردار دون سے دان سے واقعت ہم
یکدن نا نا پڑنویس سے کہلایا کہ بعد سردار راجکے اکو قید کرنیکی فکر مین ہین اگر تم اسکو مار سکو
ہو تو یہان سے تھوڑی دور کوچ کرکے دیکھو کون کون تمہارا شریک ہوتا ہی سرہ غافل دھوکے سے انکے
ناگاہ ایکدو فرسنگ کوچ کیا سردارون نے اوسکو نامرد کہوات جانکر سمجھا کہ یہ بھاگتا ہی رفاقت چھوڑی
وہ دور کہنی کو عمل انگیزی مین لایا گیا اور اسطرف کو چند روز مین اجل طبعی سے مرگیا اس شیر الملک نے

دولت راو سندھیا کو نوجوان اور تو حامد سمجھا اور سمجھے سنا اخلاص کی محکم کی مشار الیہ کو مقید
چھوڑ دیا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ عرضی مشیر الملک کی قید و بند میں استصواب سے ممتاز الامر آداب دل
بعض کنجور ہوا کرتی تھی اور جواب باصواب ملا کرتا تھا راجہ شام راج برہمن جو متصدی سررشتہ دفتر بیدار صوبہ
وہ رہا پور و خاندیش بخدمت میں مشیر الملک کے مختار کار مالی و ملکی کے تھے چونکہ وہ رہائی اور اس سطوت
نہیں چاہتے تھے اور استصواب سے رائے کہ تم راو پر ہمن ساکن گنگا کھیڑہ کہ وہ طرف سے کارنامدار اصفیہ کے وکالت
پونا میں مامور تھے خطوط بندت پردھان لکھا کرتے تھے پس تم راو نے خطوط جو مخفی صورت سے موجی الیہ کی بندت
پردھان کو بھیجا کرتے تھے مشیر الملک سے موافق ہو کر بخش مطالعہ میں سفارش کے لاتے تھے اور مورد توطہ اور
ارسطو فطرت کے ہو کر موعود بہتر ترقیات کے تھے چونکہ مشیر الملک طالع ہمایون رکھتے تھے مآل کار واقعات سے
دولت راو سندھیا کو اعداد اسند ممالک تیر و انور بودن وغیرہ معاملات کے جو ایام سفر میں کھڑلہ کے جاتے
رہے تھے مع رقم جو بندہ صوبہ محمد آباد بیدر کارپردازی بندت پردھان سے مسترد کر کے منتظر مدعا سوار و خدم
کے تھے کہ فتح سرکار عالی نیل محمد سبحان خان بہادر وغیرہ نزدیک پونہ کے قریب عالیس پچاس ہزار جب
گرد آئے ارادہ سے ملازمت بندگان عالی کے دولت راو سے وعدہ پر لوٹ آنے کے رخصت چند روز کی
حاصل کر کے بلغار پونہ سے نکلے اور راہی حیدر آباد ہوئے اور بعد ملازمت کے جب دیوانی سرکار عالی کی
سابق بسطور بحال و برقرار اور خطاب ارسطو جاہ بہادر مختار دولت آصفیہ یا مامور گردہ مخالف
ہوئے غمی یار خان داروغہ عطار خانہ کہ قدیم الخدمتی بجا لاتے تھے مسموم ہوئے اور جو جو رفاقتیں مشیر الملک
نسبت
نسل چاند خان ساکن ہیڑ رفیق یار جنگ مخاطب ہوئے اور رسالہ سوار نگاہ معز الیہ کو ملا اور محمد اسمعیل اور محمد حفیظ
نصیب
بودن اسمعیل یار جنگ حفیظ یار جنگ خطاب پائے محمد اسمعیل کو خدمت منشی گری ملی اور محمد حفیظ

عرض بیگی قرار پائے اور رگوتم راؤ بھٹار اجہ بندر ہو اور تمام کاروبار مالی و ملکی متعلقہ دیوانی بقبضہ اختیار مین
راجہ منصوب کئے اور یہ بھی مخفی نرہے جبکہ ممتاز الامرا اور باب خلاصی مشیر الملک کے زمانہ سازی مین ساعی
تھے اور عرضی مشیر الملک کی استصواب سے مغرالیہ کے گذرن تھی جیسا کہ گذرا راجہ شاہو جی عجب کام کیا رو برو
مشیر الملک کے ایک نقل کہی اور ممتاز الامرا کو شہید کرکر وایا وہ نقل یہ ہے نقل کہ ایک بادشاہ شکار کو گیا تھا
اتفاقاً ندی مین گھوڑا جا پڑا اور وہ گھوڑے سے جدا ہو گیا ایک نے سعی کرکے اوسکو اوس طرح جانگاہ سے نکالا
بادشاہ نے بفور اوسکو مار ڈالا معاً لوگون نے عرض کی جہانپناہ نے یہ کیا کیا محسن کو اپنے قتل کیا بادشاہ نے
کہی کہ اگر مین ایسا کرتا تو جب اوسکو دیکھتا شرمندہ ہوتا یہ گوارا نہوا اس لئے یہ کرڈالا وہ نرہے نہ مین
شرمندہ پس ممتاز الامرا یہ کہکر شفت سے رخصت گئی اور وہ حضور سے دور ہوکر موضع کلیالی کو کہ
جاگیر اونکی تھی چلے گئے مدت العمر لباس درویشی سامان اغنیا مین فراغمال وسعت حال سے گذرانے
اور وہین اسی جہان گذران سے گذرے پس سردار الملک کاشی میان عزوالدین محمد عظیم خانہان سے اتفاق
مرہٹہ کے سفر کرنہ مین اور سازش سے صاحبزادہ عالیجاہ مرحوم کے محل اعتراض مین ضرور لکھا آئے ہے حتی کہ حکم
حسب الحکم واسطے ان دونون کے صادر ہوا سردار الملک نے اس بات سے کہ اہل قرابت امجد الملک بہادر کے تھے
یعنی جواہر انکی سردار الملک سے رشتہ بوجب شجرہ نسبیہ اور ہمشیرہ سردار الملک کی مغرالیہم سے منسوب
مسبوق ہین مصون و محروس رہے میر نصاب نام کہ بخشی فوج سردار الملک کا تھا بعث فتنہ و فساد کا قرار پایا
حسین میان کیا مگر محمد عظیم خان نامو افقی سے امجد الملک بہادر کی تلوگو لکنڈہ مین تھے ہوے اسم ہندوی
دلدار خان جمعدار رفقا سے امجد الملک بہادر کے کہ جمعدار معز کو حضور تک رسائی تھی کو شنگدار احاشیہ
بوسان بٹا کیا کہ بہت مال و منال گھر مین محمد عظیم خان کے ہے مگر جب ضبطی سرکار عالی کی حویلی اور دیہات

متعلقہ

متعلقہ اوسکے کئی اور بقدر اظہار خارجین نہ آیا مواخذہ اوسکا جمعدار جاسے پیشی ہوا آخر کار شفاعت
معتمد الملک بہادر کی بجا لاکر حاصل کی اور محمد عظم خاں کو بھی بعد چندے قید سے قلعہ کے نکالکر مشیر الملک نے ساتھ
متعلقہ توشکخانہ سرکار عالی کے سپرد کیا کہتے ہین کہ اوس سال حیدرآباد مین محرم خوب ہوا تھا عاشور خانہ مین
مشیر الملک آپ مالکی مین سوار حاضر ہوا حضور سلیمانجاہ بہادر کہ انکے روبرو بیٹھے ہوے
جاکر نذر گذرانے پس آسی مابین مین میر امام نام ایک شخص چندے رفاقتین رسالہ آگرناٹک کے راہ کر مردانہ
سری سے ملک جنوبرو یہ مین حیدرآباد کے علم بغاوت کا بلند کیا تھا اور اثر عاقبت گری و فساد کا بلدہ سے
تین کوس کے فاصلہ تک پہنچا ہوگا تا سردار الملک بہادر قابو سے دستگیر کرلے آئے نامبردہ چندے
پیشتر سے فساد کی ہوا دیکھکر توپخانہ کو آگے بھیجا اور آپ بعزم اطراف و نواحین کرناٹک کے جنگل و ویرانہ مین
گذرانا مین معہ احتشام جنگ پسر ظفر الدولہ بہادر نے قلعہ معاین سے تنگ آکر ارادہ جانے ہونا کا کیا اور رخصت ہوکر
ما ہنوز گئے تھے کہ بعد دس روز دن کے دلاور خان جمعدار کے حضور سالار سے کہ بدرنے اوسکے قوم ہمیدہ
کا قتل کیا تھا یا ایما سے جمعدار موصوف کے اتفاق راہ گلبرگہ کے مار لیا نعش احتشام جنگ کی متصل قلعہ
درگاہ مین شاہ خلیل اللہ سے تنگ مدفون ہے پس طرف سے مرہٹہ کے حضور طرف سے دولت
بہ سطوحاہ کو پیغام اسطرح کے متواتر صادر ہوے کہ آپ عہدہ چندہ روکار کے دہان جارہے ہو پس جلد واپس
اور تین کرور روپی حسب الاقرار اپنے بانجا کر و بہت دلجمعی سے گذرانے تھے اور کہ متصل مرہٹہ کے تھے جو کہ ہوا
پیشوا سلطان کا واسطے آمد و رفت جمعیت انگریزی طرف سے جنابین کے محل تھا اول اوسکا استیصال منظور ہوا
اور مصلحت کرکے میر عالم بہادر کو روانہ کیا چونکہ معزالیہم ارادہ اللہ سخت مرض سے فسادیون کے حیران تھے اور
وقوع اس سفر طویل کے نارضامند اکثر کہتے تھے یہ تدبیر اوسکے ہلاک ہونے کی ارسطوجاہ نے کی تھی پس

ارسطو جاہ نے فردوگاہ برحشم الیہم کے جا کر شفی کی اور میر عالم بہادر روانہ مقصود ہوئے اور سلما غانا جب
میر عالم بہادر وہان پہونچے لشکر انگریز بہادر کا بھی طرف سے چنا پٹن کے سر پر پٹن پر آیا جا بجا جدال
وقتال کا زیادہ آدمی طرفین کے قتل ہوئے جو نکہ طالع ٹیپو صاحب کا یاور نہتا اور کیونکر ہو کہ وہ خود سر تھے آخر کار
سنہ ۱۲۱۳ بارہ سو تیرہ مین قتل ٹیپو صاحب کا ہوا پس اونہین آوانین پیشوا راجہ شاہ مراٹے معاہدہ سے کینہ باطن
نفاق دلی ارسطو جاہ بہادر کے اندیشہ مند ہو کر خصوصت پرستش بتخانہ دکن کی حاصل کی اور رواہ حاجب مقصود
ہوئے پس وہان سے جب فراغ ہو کر مراجعت کی اثنا راہ حکم ہوا کہ موضع ایلہ نی جاگیر کر کر کیرمین ساکن
رہین سیاہی عمل مین آیا اور بعد قتل ٹیپو صاحب کے ارسطو جاہ بہادر ہر چند کہ محض دغے استیصال مرہٹہ کے
مگر جبکہ بظاہر صلح تھی اس ہاتھ مین فوج انگریزی مع الحاق فوج سرکاری سرکردگی سے راجہ
میپ رام کہتری کے کہ وہ متصدی لین موسیو ریمون کا تھا اور پایہ کا منصبی سے منصب عدہ کر چکا
تھا اوسطے امداد و کمک باجیراو بنا بر جنگ ہولکر روانہ ہوئی متصل اسکے سنہ ۱۲۱۵ بارہ سو
ستر امین جزا آمد آمد جسونت سنگھ ہولکر کی اشتہار پائی ارسطو جاہ بہادر فرط تشویش سے
تدبیر مین حراست قلوجات اور حالات کے مصروف ہے کہ ہولکر جسونت سنگھ پیرایا اور تفصیل
کر کے ہندوستان کو لوٹ گیا پس ارسطو جاہ بہادر نے ملک کرنہ کا اور پرگنات دیگر تنخواہ مین
انگریزی لین کے دیکر مع الحاق معیت سرکاری واسطے استیصال مرہٹہ کے معین کیا اور ارادہ
تھا اس ارسطو فطرت کا یہ تھا کہ بعد فارغ ہونے تسخیر مرہٹہ سے ہندوستان مین حضرت کو بیکار بندوبست دہان کا
کرے لیکن اسقدر فرصت کہان وقت موعود حضرت کا آپہونچا شرف فرما رضوان جاودانی کے
ہوئے روز انتقال اُن جناب کے مشہور ہے ایسا شور و غوغا محل مین ہوا نزدیک تھا کہ شہر

تاراج ہوجانے سے نیشر الملک مشرف تدبیر کی کہ باعث اختلفا نایرۂ فساد کا ہو اور نیدمن دامانی ساکنہ موضع
بن ہو بجائی مدت عمر گزاری اور بیاسی برس عطت مدت عمر شمسی سال ایام ریاست چوراسی برس ایک سال قمری
انروا سے صلابت جنگ کے ورنہ حکومت انکی سن تمیز سے انکے ہی سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان
رحلت و مرقد منور سبب انتقال مرض جسمانی تاریخ وفات سترویں ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ
مکان رحلت دارالریاست بلدۂ حیدرآباد مرقد منور مکہ مسجد دیوار محل سرا کی تور کر خانہ کو صحن مسجد میں
بائین بازو پر حضرت عمدہ بیگم صاحبہ زوجہ کے لارکے امجد الملک خانخانان بہادر محمد عظیم خان حاضر ہے
خان بہادر نے قبر میں اوتارا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لقب بعد وفات غفران مآب و اصفجاہ ثالث
نواب سکندر جاہ بہادر خطاب شہنشاہ کا بیان ہے اسم گرامی اور خطاب اور اسامی سامی والدین ماجدین نام مبارک
ملکہ خان بہادر خطاب اول مولود جنگ بہر سکندر جاہ اور بعد جلوس نظام الملک آصفجاہ ثالث ولدیت ولد دوم
عمدہ آرا نظام ملکہ خان بہادر اسم والدہ مکرمہ تہمت النساء بیگم عرف بی بی صاحبہ تاریخ و مکان ولادت
جلوس تاریخ ولادت مطابق سنہ نیف نوا لگاہ و مجھ سنہ ۱۱۸۶ گیارہ سو سیاسی مکان ولادت بلدۂ حیدرآباد تاریخ
جلوس [illegible] ماہ ربیع الثانی عام جلوس بلدۂ مذکور ارکان دولت کابینہ اول حالت صاحبزادگی
بن سیف الملک خطاب علام مرتضی خان بہادر نام المشہور مالی میاں ابن نیشر الملک بہادر بطن سے نواب بیگم
کلان محل بہادر مغفور ان کے نو عمر ہی سے سادی مالی میاں بی فرزند بیگم صاحبہ جیسے اشجع
الملک عضو جنگ خطاب خان بہادر کے ہوئی تھی افسوس کہ جوان رو سرور کے انتقال کیے اور راجہ
بیت رام پیشکار جو کہ بعد جلوس ہو سمین دیوانی کے سرکاری جمعیت سے جنگ کرکے اول آوارہ دشت
آوارہ ہو ہندوستان میں جاکر نوکری چاکری کی اور بعد جلوس اول نیشر الملک ارسطو جاہ بہادر نو مہینے

اس روز تو مگر بعد اقبال بہادر مرحوم سوائے مالی میان سیف الملک کے اور حلف نہ کیتے تھے اور انکا انتقال
ہو چکا تھا اور کسی بھی فرزند نرینہ نہ رکھتے تھے مگر ہیں جیہ بیگم نانکی اور جانی بیگم صاحبہ کہ اونہیں حضرت
غفرانمآب نے روبرو اپنے حوالہ سرکاری کرکے نواب سے شادی کی تھی یہ ہر دو بطن سے فرزند بیگمصاحبہ کے اور ایک
اعت السلام بیگم منسوب شہیار الدولہ غلام مصطفی علیخان بہادر برادر زادہ مظفر الملک اسد علیخان بہادر
سے کہ وہ قدیم جاگیر داروں سے زمینداران بیگن پلی کے تھے اور بعد جدا ہونے رفاقت سے میر سلطان کی
ہمراہی میں مشیر الملک کی ملازم سرکار دولتمدار کے ہو کر کمپنی وغیرہ اور عوض تنخواہ فوج کے کامیاب و ممتاز
رہے شام ہی دلہن کی اصل زدواج کا اس بلدہ میں اُن روزوں بہت تکلف سے جلوہ ظہور کا یا یا تھا شہیار الدولہ
بہادر رسالہ سے سرداروں کو جاگیرات اور محالات سے ماندوں کے سرفراز و مباہی ہوئے پس مظفر الملک بہادر
تعین ہوئے کمپنی وغیرہ جاگیر جو جلگی عوض میں تنخواہ سپاہ انگریزی کے تا مدت مدید میں جاوے اور تنخواہ اسکی
لیکر روانہ بیگن پلی ہوئے اور وہیں انتقال کیا اور شہیار الملک بہادر کو وقت انتقال میں پسر تھے کلان روشن علیخان
شہیار الدولہ ثانی دوم عباس علیخان بہادر جن سے عقد ثانی صبیہ مالیہ اور سوم یکدیگر کے رجا علیخان
بہادر سے تولد انتقال کیا اور کنور اکبر فرزند سید علی علیخان بہادر عسکر جنگ و شہیار الملک بہادر ثانی کو دو پسر بنام اول
سید محمد علیخان بہادر شیر جنگ و دوم سید حسین علیخان بہادر امداد جنگ مگر حضرت نے القاب سے رئیس الملک
سلیمانجاہ بہادر و نیز انجاہ بہادر دو صاحبزادے اپنے اکبر حسین انکے دتے تھے خاندان میں اونکے کوئی
نہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ مشیر الملک کو ظاہر میں محل سے اول نواب بیگم مادر مالی میان دوم سرور افزا بیگم
کہ سرور نگر آباد کیا ہوا نام سے بیگم بہادر مرحوم کے ہیں سابق پونا سے نکاح کر لے آئے ہے دولہا دلہن
بیگم مشہور ہیں مذہب بہادر موصوف کا شیعہ تھا اس واسطے سلیمانجاہ بہادر اور کیوانجاہ بہادر بھی

تسیو مذہب رکھتے تھے اور اصلاف ہی اوکے اوسی مذہب پر ہین اور سلیما بجاہ بہادر اونہین نواب صاحب
لکھتے تھے اور وہ مرشد زادہ کو قبلہ کہتے ہتے اور یا وہ تاریخ انتقال اسطوجاہ بہادر مرحوم دہشت اور یہ بھی
مشہور ہی کہ بہادر موصوف بہت عقیل و ذہین فہیم و فراست رہتے عالی ہمت و بلند ارادہ جسوقت اپنے
گہر دربار کرتے تھے دو طرف بچہان لگے رہتے تھے جب اسطرف متوجہ ہوتے تھے اسے میل فرماتے تھے
اور جب اودہر متوجہ ہوتے تھے اوسے شغل کرتے تھے جمیع بازیان کبوتر بازی تنگ بازی مرغ
بازی شتر بازی یہ سب روز مرہ ہوتی تہین پوشیدہ نرہے کہ بسبب اسطے امانت طبیعت کے ہمانہ فعال عشرت
داخل نبود و بعد مشیر الملک کے میر ابوالقاسم میر عالم بہادر ہوے کل ایام دیوانی بہادر مغفرالیہم کے تین برس
الکیسوین شوال روز جمعہ سنہ ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس کو راہی عالم قدس ہوے اس اندک زمانہ مین کارخیر تلاب اور سرا ہین
منزل بمنزل واسطے آسائش بہم و مسافر کے احداث فرمائے اور حسنات کثیر باقیات صالحات سے
حاصل کیے اور سوا اسکے ایک خانہ باغ بہت وسیع عمارات عالیہ نہ واسطے سیر تفریح مزاج بلکہ واسطے
پرورش عام رعایا بنوایا کہ اون روزون قحط سالی نہی بے سرمایہ لوگ مزدوری کرکے تاسر بمحنت کما
حاصل کرین غرض فرمانروا حسن علم معاملہ فہم عاقل روزگار ذی تدبیر نستہ کردار اور سوجوت بیکار
پدر صاحب مرحوم بعد فوت سوجوت راجہ چندولعل جو بیکار سیاہ پاگاہ متعینہ شمس الامرا بہادر کے تھے راجہ مالکشن
برادر خورد کو اپنے نایب کرکے بیکار سرکار دولتمدار اور بعد میر صاحب موصوف کے میر وزیر فرزند نے
انکے روبرو قبلہ گاہ کے رحلت کی تہی میر الملک حیدر یار خان بہادر کہ نسبت دامادی کی میر صاحب مرحوم سے
رکھتے تھے مامور بکار ہوے اور راجہ چندولعل بیکار جمیع معاملات مالی اور ملکی کے مختار پردگیان حرم محترم
چار سلطنت جہان بیگم بنت سیف الدولہ عرف مالی جان ابن میر الملک اعظم الامرا اسطوجاہ کہ خود

بدولت حضرت غفرانمآب جشن شادیمین انکی ہمشیرہ سے آپنے شادی کرنے ترکدائین سے فرمایا فصیلت
النسا بیگم عرف چاندنی بیگم صاحبہ رفعت النسا بیگم نجیب النسا بیگم اور خواندن محلات بکثرت اولاد امجاد کامیابان
عمر سن بہت گذر گئے جوسن تمیز کو ہوئے نور اول نیر سپہر جاہ و جلال ناصر دین مبین میرزا رخندہ علیخان
بہادر المخاطب بناصر جنگ ناصر الدولہ بہادر پشتگاہ سے غفرانمآب داد احضرت کے بطن طہر سے فصیلت النسا بیگم
عرف چاندنی بیگم صاحبہ کے رسیدالی وسایعہ قبلہ گاہ جانشین مدر ہوکر بہت جوتی سے فرمانروائی کی چنانچہ مذکور ہوگا
دوم میرزا شہر الدولہ علیخان المخاطب بمصام جنگ مصام الدولہ بہادر پشتگاہ سے غفرانمآب داد احضرت کے
یہ بھی بطن سے فصیلت النسا بیگم عرف چاندنی بیگم صاحبہ کے نور سلالتین مدظلہ العالی ہیں چہارم میتمم اپنے
کار خانجات کے علو ہمت یگانہ مزاج بے شر و بے فساد جیسے کہ جدا دار الریاست سے ہوے اطراف چوک کی
حویلی مین دل لگی اپنی بنائے عمارت وغیرہ سے کرتے رہے کبھو سیر کی تمنا سے آزردہ خاطر نہ رہے حکام وقت سے
راضی برادران و ارکان دولت سے موافق آپ اللہم زد کثیر الاولاد ہین پنجم سلیمان شوم میرزا علیخان بہادر
المخاطب بمبارز جنگ مبارز الدولہ بہادر پشتگاہ سے غفرانمآب داد احضرت کے یہ بھی بطن خاص چاندنی بیگم صاحبہ
موصوفہ کے آپ ایام زندگی مین اپنے تین بار راہی تلہ کو لکنھؤ کے ہوے اول وقت شباعہ تین بیدار الملک کے
اپنی حویلی سے جو اطراف چوک مین واقع ہے سب واقع ہوے جنگ مردم ہمراہی اور فوج انگریزی کے تا دیبا
داخل قلعہ کو لکنھؤ ہوے چنانچہ شرح اوسکی یہ ہے کہ تیرھوین ماہ رمضان سنہ ۱۲۷۳ بارہ سو تیس مین خبر ہین
مردمان ہمراہی اور جوانان سپاہ انگریزی کے ایک خیاط پر مناقشہ ہوکر یہ نوبت ہوئی کہ جمعیت انگریزی حویلی
چوانہی کی توپ گولے سر کئے حوالے اس جنگ مین بڑی جرات کی بنگلے مین کرسی پر برآمد ہے گولیان گولے
بنادقین و تلوار کے سامنے چلتے رہے بیت بے پروائی سے بیخوف و ہراس اپنے بالا خانے پر رہے

حتی کہ جمعیت مذکورہ بعد قتل وکشتن چند آدمیوں کے واپس چلی گئی حضرت اصغر مآب کردار اکریا خان بلوا لیا
چند روز اپنے پاس رکھا پھر بنا بر مصلحت اور مقتضاے وقت کے روانہ فرمایا ہر مرد و زن کو کمال رنج ہوا صمصام الدولہ
بہادر اور ممتاز الدولہ بہادر اور بخشی بیگم صاحب بڑی والدہ کہ یہ اونکے اعوشمیں تھے ساتھ ہوئیں اور چاندنی
بیگم صاحب حقیقی خدمتمیں حضور کی رہے اب تواریخ نے تو اسیقدر لکھا ہی اور حضیف حال مفصل راقم نے
جو دیکھے ہے معتمد آدمیوں سے سنا ہی یہ ہی کہ اول فیہا ہیں شکوہ جنگ اور کسو گوسائیں کے لین دین تنہا ایکبار
گوسائیں آپہنچا اور اسکا کہا کہ جنگ ہمارا روپیہ بالجا ہو گا ہم ایکو حاضر نہ دینگا اور چلتے وقت
مائل ہو گیا تکرار زیادہ ہوئی نوبت ہتیار کی ہوچکی گسوئے قرابین جو سر کی گوسائیں مارا گیا لاش اسکی
نکالکر باہر ڈالدے بمقوم اسکے اکر جمع ہوئے مہاراج کو اطلاع ہوئی مہاراج نے اوسوقت لاش تو اوسکو دی چہار دن
بعد جیشنکر داس سے کہا تم شکوہ جنگ پاس جاؤ اور ازروے جواب دکتاب کے کوسائیں کا کیا مکالما ہی دریافت
کرو جیشنکر داس ہاتی کے سوار جمعیت آئے شکوہ جنگ کے لوگوں نے جو دیکھا دروازہ بند کر لیا یہ کہے
دروازہ کھولو وے بولے اگر تم واسطے دریافت کے آئے ہو تو یہ لوگ اسقدر کسواسطے اگر تنہا آئے ہو
تو ہم کہڑکی کھول دیتے ہیں اور جیشنکر داس کسی خوف اپنی جان کا نہ تھا یہ کہ رفقا اپنے ہمراہ رہیں کیے
لیا مضایقہ ہی یہ لوگ واسطے حفاظت ہمارے ہیں نہ واسطے جنگ کے چونکہ اندیشہ طرفین میں رہتا ہی ہے
دروازہ کھولے جیشنکر داس فیلبان سے کہا اسنے ہاتی کو شارہ کیا ہاتی نے سر اپنا دروازہ سے ٹکرا کر
جو زور کیا چول ٹوٹ گئی کواڑ کھل گئی لوگ سب اندر دہس آئے قتل وکشتن ہوا مہاراج نے سنکر
واپس بلوا لیا جبکہ شکوہ جنگ سمدھی فریدون جاہ بہادر کے تھے شادی علی اللہ خان بہادر انکے فرزند
کی صبیہ سے فریدون جاہ بہادر کے ہوئی تھی حضور کو جو اطلاع ہوئی آپ ناخوش ہوئے اس سبب سے

اجارہ کی بہت فکر ہوئی اکثر اندیشہ کیا کرتے تھے مہاراز الدولہ بہادر کے جو سلوک کرتے تھے بہت ہم ہوتے
اور یہ کہا کہ ہمارا بھی خیال کیا مضائقہ ہے پس خوشنکر داس کو کہ مکان موروثی اسکا کارپرداز حویلی بہادر موصوف
کے تھا اور ہمیشہ روبرو سے دروازہ کے آمد و رفت رکھتا تھا بلکہ اوسکے ہاتھ صاحبزادہ کو پکڑ لیا اور اندر جاکر قتل
کر ڈالا حیرت گذشت اسی اثنا میں ایک خواص مکان علاقہ سرکار عظمت مدار کو کہ سوتیلی ماں صاحبزادہ کی
ریوڑھی میں لٹا بٹایا جاتا تھا اوسکی دہشت ہوئی مہاراج ملک بیگ کو کہ صاحبزادہ کے ندیا سا راج
حضور میں عرض کر دیا کہ ایسے ایسے حرکات ناملایم مرزا میں ہمراہی صاحبزادہ کے سرزد ہوئے ہیں حکم
ہوا کہ حکم ہوا بندوبست کرو اسقدر اجارت بر واسطے رخصت دادن کے نہ دادن جنگ و صلح انگریز کی
دہلی دروازہ سے اپنے حلوخانہ میں ملوا کر ڈیوڑھی پر صاحبزادہ کی روانہ کی دہلی میں یہ تھا کہ اطراف حویلی کے
پہرہ بندی کر دینا قتل و کشتہ کرنا سر انشہ کے جو میں سیاہ مذکورہ سلطان عالمگیر سے گذرے کو جو میں سے نکلکر
فرار ہونے سے کہیں اور نکل گئے مجرد ہونے خبر در دولت سرا پر سیاہ تملک کی عقب رسیدہ رواروی کوچ کا بجا
اس گمان سے کہ ہمیں سیاہ صاحبزادہ کی ہوگی گولے توپ کے مارے صاحبزادے نکلے پر اگر نہ چلا ایمن
ایکطرف ہو کر اتہار بجک دینے وقت پہنچے جو سر کا توپ لگ گئی اور اسی میں ایک سانس صاحبزادہ کا
اختیار میں نہ رہا سائیس نکلے کے ستیا ہوا اوسی پر کود اور خنجر جیب سے کام اوسکا تمام کیا سائیسوں نے
اوسے تو ہار لیا تمام ہو گیا کہ سدہی توپ اول دی حضور نے آواز توپ کی سنکر فرمایا کہ یہ آواز توپوں کی
نہیں ہیں کیسی ہی ہے مہاراج پر کار سے خبردار دوڑائے سیاہ انگریزی کو حکم دیا کہ دوڑ کے آویں ہی وہ سب
کاٹے ہوئے مسند پر ہے رات ہو گئی حلوخانہ میں رہے صبح پل کے دروازہ سے چلے گئے اور صاحبزادہ روانہ
ہوئے چند روز کے بعد حضور نے قلعہ سے یاد فرمایا حویلی عالیجاہ بہادر مرحوم کی مرحمت کی چنانچہ بعزتی و فیروزی

اکر داخل ہوے چونکہ جسونکر داس کہتری ہم قوم راجہ چندولعل بہادر کا تہا اور متصل قتل مومی الیہ کے مقدمہ
گذشتہ وقوع مین آیا موجب گفتار ارباب سیر و تاریخ خلقت کو مظنہ ہوا کہ ایما سے راجہ چندولعل بہادر کے
ہوا نامہ نگار نے رشید الدین خانی مین لکہا ہی ایسا نہین بلکہ راجہ چندولعل نے بیچ بات طلب صاحبزادہ کے سعی بلیغ کی
ہی اور جلد دہین اوسکے مناصب عالیہ سے کامیاب ہوے بہرحید مین برادر بزرک غفران منزل نواب ناصر الدولہ
بہادر کے مکرر بتنخواہ کی بڑی دقت سے مع رفقا اور سپاہ اپنے بہت شان و شکوہ کے ساتہہ گہوڑے کے سوار
ہوکر و تمام مرد آدمی مکر راہی قلعہ مذکور ہوے اور کوئی اہل قرابت سے اس دفعہ شریک ہوا ایام اقامت مین
وہان کے
و ایام مین چند عرصہ تک بتنخواہ ماہانہ ہی پہونچی گئی من بعد کچہہ چڑہ گئی ہی اسی اثنا مین طلب خزانہ کی ہوئی اور
جمعیت سرکاری بمرتبہ خاص واسطے حفاظت راہ کے متعین وہان مقدمون نے اکو سمجہایا کہ خزانہ لیجانے دینا
مناسب نہین اگر خزانہ روانہ ہوا تو آپ پر تنبیہ شدید ہوگا اور بتنخواہ موقوف پس نگہداشت بدمعاشون
اندرون قلعہ اور لشکر حوض اور درگاہ حسین شاہ دلی و امجد آباد کی ہوئی ایسے پانچ ہزار آدمی ملازم ہوے
ہر دسہرہ اسی ناکارہ سپاہ کے مانع خزانہ ہوے اور تین ماکون بیرا اندرون قلعہ کے نصب کردین اول روز
چوبدار طرف سے حضور کے آیا اور یہ کہا کہ دعا ارشاد کی ہی اور یہ فرمائے ہین کہ ہم نے خزانہ طلب کیا
یک روز ہین تو جواب بیہودانہ یہ دیا کہ جبتک سند دست ہماری ماہوار کا نہوگا خزانہ روانہ نہوگا
پس جمعیت مذکورہ بالا حرف خاص کی آئی اور داخل قلعہ ہوکر خزانہ کا محاصرہ کیا یہ لوگ بہی اپنی اپنی جا تیار
ہوے جملہ روہیلے سوا لشکر عرب ستر جوانان لین ایک سو مرد آدمی قدیم ساتہہ ستر سوا اسکے نونگہداشت
اسقدر سپاہ صاحبزادہ کی تہی جب سات آٹہہ روز گذرے حکم الوالی کی جمعیت کو ہوا صاحبزادہ کے وہ ہتے
جمعیت لیکر مابین گنبدون سلاطین کے آئے صاحبزادہ کو جو معلوم ہوا فرمایا اب لوگ کمر مین کہول ڈالو

سرکار کمپنی بہادر ہم تیار نہیں باندھتے سرکار کمپنی بہادر سے ہمیں مقابلہ نہیں مقبول صاحبزادے صاحب بہادر کا
اور وہ سیاہ کنتخت کی بنی سرکار کمپنی بہادر کی بیعت کیا نام انگریز کا پاس کیا صاحب بہادر روانہ کئے
دیے بولے اگر مدعا کیا ہے کہلا بھیجو وہ بولے ہم حضرت روکو ہم تمہارا کہا نہیں کرتے
بیٹے کو خزانہ تو اونٹوں پر لاد کر چلا گیا اور بعد آٹھ روز کے سر صاحب ہی سے
پھر بعد عرضی حیدرآباد کے جاندنی بیگم صاحبہ سے دیکھنے کے جاکر وہیں طرح اس کی دلائی معاف
ایام میں حضور روبرو اکثر آتا تھا مگر ہوشے والدہ ماجدہ کو یاد فرمایا جاتا
سلام کر مہاراجہ والد کا آنا بیگم صاحبہ سے کہا کہ ہوشے صاحب نے ایک بات کی کہ
اس سے بعد میں آئے ہیں حضور ہم کو کہتے تھے تو وہ کہ کر گئے ہیں
میں نکوائی ہوں اس حضور واسطے مہاراجہ والد کے
صاحب کی
والد کو جیتے
انگریز
ہوا
بولے کہ اب
ہوئے گرد جمعیت سرکار
انگریزی ۲۵ بیسویں تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۲ بارہ سو ستر میں

سرکار بخش کو بعد غسل و کفن کے قلعہ سے باہر لے نکلے باہر شہر سے لاکر حوالی مین درگاہ شاہ برہنہ صاحب قدس
سرہ کے دفن کیے بہت ہی جرأت عالی ارادہ قدرشناس صاحب سلوک سخی مزاج عرب دوست مثل عرب و داب شہزادگان
والا تبار قلعہ کہتی ستان کے وجیہ بردل عزیز ملازم اونکا بلدہ مین ہر جا مکرم محترم موزون مزاج
روزہ دار نماز گذار پیش رو انکو چھے خلف تھے اول میر نظام الدین علیخان بطن سے روپ نگار بو کے
صاحب خطاب نواز و ایستگاہ سے دادہ حضرت سکندر جاہ بہادر کے کہ حضرت نے انہین آغوش لیا تہا
دوسرے بعد کے بسبب تعلیم کے بخدمت وزارت ہو کر قضا کیے دوم میر احمد علی نام آغوش مین جمال النسا بیگم
مصطفی نبی صاحب جیلہ کے ذی والد ناحال دولت سرا مین بیگم صاحبہ چھوٹی مرحومہ کے رونق افروز ہین سوم میر
نظام علی بطن سے سرس بہادر کے خلاف مانع سے قتل پدر حقیقی و رضاعی کے حضور مین گرفتار قید ہو کر
دو روز مین مرے چوتھے آپ اپنی پانی کر کے کشتہ اب تک گلو جان بحق تسلیم ہوئے اور پسر چہارم
اور پنجم ابنہم بیسد تلا علی بطن سے حضرت خانم کے مرحوم علی بطن سے امیر خانم کے میر فتح علی
بطن سے اولاد امجد حضرت بیگم بطن سے وزیر بو کے افضل بیگم بطن سے شمشاد بو کے نجیب النسا بیگم بطن
سے دختران مرحومہ کے قدیم محل مین خانہ کے سلامت ہین فقط چہارم میر بادشاہ عرف میر تفضل علیخان نام
سیف الدولہ بہادر خطاب بطن طلبہ سے جانبر و بیگم صاحبہ کے دعوی ریاست کا رکھتے تھے بعد جلوس
بہادر مرحوم کے چند روز بعد تربیت اور ملاقات کے حاضر ہوئے پہر مہاراج راجہ چندو لعل بہادر نے
کاما
شادی مین بحضور مرشد بہادر ابن راجہ سراج بہادر بالا پرشاد کی صفائی کی شرف ملازمت
آخر کار کمال یکتائی سے عہد مین حال حضور فیض گنجور کے مدظلہ العالی جو آمار و دھ رضوان کے ہوئے چنانچہ وقت
مقدار مجب کار نمایان کہ جسے دانین کی تنخواہ بابحا کر دی او اکثرون کو ہزارون روپے زیادہ

قدر خدمت سے انعام فرمایا نہایت مشترع دین دار رئیس ہے وہ ایک ایسے شرف الدولہ خطاب پانیگا
سے دادا کے اب سلامت ہیں اور ایکدختر بادشاہ بیگم نجم منور الملک محتشم جنگ بہادر علیخان بہادر نوراللہ مرقدہ
اپنے عہد میں تا دم زیست اونکے کرتا بعد اولی مرۃ بعد اخری جلوہ نیر ہوے قدوم میمنت لزوم سے ہمیشہ عزت
افزا کاشانہ معز الیہم کے رہے ہر انکا عالیشان تیار کروا دیا ہر حویلی میں جا گیر متصل تھی وہ بھی عنایت کی
من بعد جب نکاح بہرام الدولہ کا خورشید اوہ بیگم کو دیا خصوص مرحمت فرما میں منور الملک بہادر کے کئی بار شاہ
عیادت قدم رنجہ فرمائے اور سب برادروں اور ہمشیرہ دونوں کو واسطے ہمارپرسی کے بلوا گئی چنانچہ بارہا ہی
دیکھا ایسے بہت عالی دماغ عالی حوصلہ مزاج اپنا مثل ہر سہ برادر اور ہمشیرہ بزرگ کے رکھتے تھے کمال صاف خلق جملہ
دولت اور برادران خورد و بزرگ بیگمات محل سے موافق رسم جشن و عاقیقہ ہر صاحبزادے کے عید و شب برات کے
رسم جاری اونہ سے راضی جانوروں کا نہایت دوق اچھے اچھے جانور خواصہ خوش الحان جنکی
چرند کے عمدہ عمدہ موجود علم کا شوق جبانچہ اخر دسمبر راقم سے درس کتابین علم ریاضی لیں بڑی تین
چار بلکہ پانچ برس دو دو حصہ میں ستم جنگ بہادر ہمارے دلاور جنگ بہادر استحکام جنگ بہادر رحیم داد
اور علاالدین سے اور ہر حشمت علی بطن دیگر سے شادی ایک دختر کی اب ذوالفقار الملک بہادر کے نکح
نقد وجنس سے شریک برادروں کے ہو کر سر نامدار علی سریر نور جنگ کے بیٹے سے کر دی ایک بیٹا
ششم ذوالفقار الدولہ بہادر نور جنگ سر فراز علیخان بہادر مدظلہم سر منصہ الملک بہادر ان دونوں بہادروں میں
اتفاق بنا محل میں ایک حاطے اور جب حضور نے علیحدہ کیا ہر برادر علیحدہ کی حویلی میں قریب قریب کے
ایک ہی مکان میں دو قطع کر کے رکھا اور جو مکان ان برادر کو خود بہت دوست رکھتے تھے کبھی کبھی وہ بھی
اور اہوا کر لیتے تھے ہر ناصر الدولہ بہادر نے بھی جو مکان اغوشمین ہر دوسرا کر لیا تھا اور تمام صاحبزادگی

مین عیدین وغیرہ کو پروانگی سے یاد فرمایا کرتے تھے بعد جلوس ویسی ہی عنایت جاری رکھی گہر انکے
تشریف فرما ہوتے اور جب وے دونو بھائی تنگی سے اس مکان کی بتنگ آکر معروضہ کیا نصیر الملک بہادر کو
ایک مکان انوار چوکمین مرحمت کیا اور ذوالفقار الملک بہادر کو بادشاہی چوکمین ذوالفقار الملک بہادر کے
پسر ششم قطب الدولہ ظہیر جنگ میر محمود علیخان بہادر بطن سے رفعت النساء بیگم کے لاولد رہے صاحب
دلقوی تھے مگر چونکہ صاحبزادے تھے مقدور سے اتنا تھا پتنگ کا ذوق نہایت بٹیر بازی بھی کیا کرتے
تھے ہشتم فرزند دولہ سرور جنگ فرمانروا میر داور علیخان بہادر بطن سے زہرہ خانم کے یہ بھی لاولد ماہ ربیع
الثانی ۱۲۸۳ھ بارہ سو تراسی مین دہکے سے حصول انعامین کے مسہل کی گولیان کھا کر مرگئے نہم مظفر الملک
مظفر الدولہ میر فتح علیخان بہادر بطن سے نجیب النساء بیگم کے کہ ہنوز نجیب النساء بیگم زندہ ہین یہ جاہل مزاج تھے
طبیعت مین انکے فساد مذہب اہل الشعبہ کا اختیار کیا تھا لباس رومیونکا پہنا کرتے تھے محرم مین بھی
کبھی خلاف دستور اپنے خاندان کے آبدارخانہ اور کبھی عملے پر بیٹھا رہا کرتے تھے عرس مین بھی بیٹھ کر
پیتے تھے اور لوگ جانتے تھے کہ یہ صاحبزادے میر فتح علیخان بہادر ہین ایکبار عصر مین عزاخانہ کے روبرو لوگون کو
جمع کرکے صورت خادکی بناکی ہی سیر گذری پھر عہد سعادت مہد مین حال حضور خلد اللہ ملکہ کے اخیر وقت
لوگون سے دوبار الملک بہادر مدار المہام کلکٹر سے ناحق ایک جنگ کئے چنانچہ بیان اوسکا آویگا
پس اوسمین آدا کمن دعا ہماری سے لقوہ وفالج کی رہ کر زد خلد کے ہوے اوسمین ایک فرزند ہین فقط
دس دختر اول جمالالنساء بیگم سب سے بزرگ منسوب فخر الدولہ حاکم صورت سے لاولد دوم کمال النساء بیگم
منسوب افتخار الدولہ ابن ممتاز الامرا سے یہ بھی لاولد سوم صاحبزادیان بطن سے چاندنی بیگم صاحبہ کے
سوم تاج النساء بیگم منسوب ابو القاسم ایک منصدار کے کہ شوہر انکے گذر گئے چہارم عفور النساء بیگم

ہنوز ناکتخدا اصغیف ہوگئیں ہیں یہ ہر دو بطن سے جہانپرور بیگم صاحبہ کے تنجم سلطان النسا بیگم المعروف سلطانی
بیگم بطن سے وزیر النساخانم کے منسوب بشیر الملک بہادر ابن امیر کبیر شمس الامرا بہادر سے کہ بعد انتقال شوہر دار
الریاست میں جاری ہیں دہلی میں انتقال کیا بعد انتقال حکم تجہیز و تکفین کا امیر کبیر شمس الامرا بہادر کو ہوا بہادر
معہ البیم نے پہلو میں شوہر کے بڑے تکلف سے حظیرہ میں جا کر دفن کیا اور بہت مغموم ہوئے تتمہ عصمت
حشمت النسا بیگم صاحبہ قبلہ عقد از دواج میں وقار الامرا اقتدار الملک محمد شمس الدین خان بہادر مدظلہ ابن امیر کبیر
شمس الامرا بہادر کے ہفتم بحبالہ افروز بیگم بطن سے رفعت النسا بیگم کے ہفتم نور اور بیگم بطن سے حبیبہ
کے زوجہ دلاور بادشاہ ہم خضر النسا بیگم عرف قدر النسا بیگم منسوب بشجاعت علیخان مرحوم سنگلی بادشاہ
فخر النسا بیگم سے دہم نور جہان بیگم عمر رسیدہ ہو کر عین حال حضور کے ناکتخدا انتقال کیں اور یہ بھی بوجہ
نہ رہے کہ اسماء و تعداد اخلاف و اولاد گرامی ہر دو مرحوم و مغفور کے نامہ نگار نے رشید الدین خانی
میں جو وقت انتقال زندہ و مستعد تھے رقم کیا ہوں اور اسمین جو سن تمیز کو پہونچے اور بالغ و عاقل
ہوئے ہیں بموجب شجرہ آصفیہ اور دوسرے تحریرات سے تحقیق کر کے لکھا ہی رعایت حیات و ممات
کی نہیں کی ہے کچھ اسمین اور اسمین اختلاف ہیں ہے چوتھا روایت اول اور دوم اور سوم اول
فتح علیشاہ قجر اولاد نبی امیہ کے سے محمد شاہ ابن فتح علیشاہ لوزان میں کابل قندہار پر اسکا حکومت
دوست محمد خان کی اور روم میں سلطان اولاد عثمانی ہند کے حکام کا بیان فلوہ میں اول شاہ عالم ثانی اکبر
ثانی کلکتہ میں اول ولزلی صاحب بہادر بعد کارنوالس صاحب بہادر پس لارڈ منٹو صاحب بہادر اور ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس
لارڈ ہسٹنس صاحب بہادر اور ۱۲۳۹ بارہ سو انتالیس لارڈ امہرسٹ صاحب بہادر بہ ۱۲۴۳ بارہ سو تینتالیس
مسکلف صاحب بہادر کہ ایلچی گری پر حیدرآباد کی تھے بلدہ مذکور سے رخصت ہو کر دہلی میں رسیدہ عبلبل

الملقب امیر الہند فرمان روائے پایان گھاٹ ابن امیر الدولہ خان بہادر سپہ سالار عظیم الدولہ رستم کرناٹک ابن محمد علیخان بہادر مین
باجیراؤ آخر پیشوا اور ناگپور مین بالاراجہ اون رگھوجی ثانی کو رمن بعد رگھوگیرا صاحب ابن نانا صاحب ابن مودہاجی
بعد گرفتاری مومی الیہ کے اور بعد ضبط ملک و املاک طرف سے سرکار کمپنی بہادر کے رگھوجی ثالث ابن رگھوجی
ثانی باون ملک کے ملک کا مختار اور قوم مولکر سے جسونت راؤ ہولکر بعد ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس کے مصالحت
سے افسران نصرت شعار عظمت مدار کے نواح ہند مین پانچ برس ایک جا سکونت کر اسودہ حال
رہکر سنہ ۱۲۲۶ بارہ سو چھبیس مین فوت ہوا ایشیا اوسکا بیٹا راؤ ہوا اور وہ طفل تھا اہل کاروں نے
اسکے وقت جنگ یوناکے افسران مذکور سے عہد شکنی کی مالکم صاحب اول سکست فاحش دی پھر قلعہ
سات کر کے نصف ملک حوالی کرا دیا اور قوم سیندیا سے دولت راؤ لڈو بن بعد رانی بھاما بائی کا بیٹا
رانی مذکور ہند راؤ برادر دولت راؤ کو بحضرت عالی خرد سال سے جس سبب سے کہ مومی الیہ سے اتفاق
مشیر الملک کی اکثر علاقی اور کثرت سلطنت واقف ہو کر ہند بصفات مستحسنہ ہوئے بلا سفر حساب کو
سریر سلطنت پر ہوا اور سفیر سیندیا در لکھنؤ مین ہمراہ کاب فلک جناب ہے اور ہنگامہ سرکار سیندیا
مین واسطے مرمت کے حرب الامیر سیندیا اور شورا پور کے موجب پیام کہ وہ دونون ولایتین ہمکو عطا ہو کر بعد انقضا
پیشکش لایقہ کے مراجعت فرمائے اور بعد انتقال حضرت غفرانمآب کے واقعہ ہیں زیارت کے خارج ہو کر
برچند کہ عام خلقت کو منظور خاطر ہے کہ میر سبحان علیخان فریدون جاہ بہادر کہ ہم شکل و شباہت والد
بزرگوار کے ہین وسادہ نشین ہون اور اونہی خواہش بھی ہے اور اونکو مقتضیات زمانہ کے کہ آپ رسم و آئین
سے ہے نامنظور مگر التماس و التجا سے امرائے دولت و اہالیان سلطنت و صوابدید مشیر الملک کی
بیسوین تاریخ ربیع الثانی کی سنہ ۱۲۱۹ بارہ سو انیس مین مسند ریاست پر جلوہ آرا ہوئے اور بعد مسند آرا

ہونے ریاست مسند نشین جادہ مستقیم پر قدم جما کر رہے وہی دستور العمل تعارا بنا کیا اور مستورات محل کے
بارہ ہزار دار کسو کی اذیت کے ہوئے تمام معاملات جزو کلی جو عہد سے والد بزرگوار کے جاری تھے سر مو تجاوز
نکیا بلکہ جملہ رسوم قدیم بحال رکھے ہر ایک برادر دین اپنے اپنے کارخانجات دہستا دخطہ جات و
خلاوما ہوار و مردمان ہمراہی وغیرہ کا نخچار گردانا و بے تکلیف کسو کے ہوئے بلکہ ایسا سلوک برادرانہ
جاری رکھا کہ سب خلق اور سپاہ گاہ رہے ارکان دولت ہین تبدیل و تغیر کسو کا اختیار سے اپنے نفرمایا ہر چند کہ
مشیر الملک تا دام الحیات اپنے واسطے سر رشتہ کارخانہ نواب شمس الامرا بہادر کا قصور نکیا مگر خود بدولت نے بدستور
سابق بحال و برقرار رکھا اور بعد استقلال مشیر الملک کے نظم و نسق ملک کا تجربہ کار خلق کو حیدرآباد کی
بہ حیثیت کہ دستور معلوم ہوتا تھا کہ جناب حضرت اب خود سندی سے اپنی بیسابہ امر آریاست کو اپنا کر کے
برات خود کار بنا امورات ریاست کے رہے اور طمانیت تامہ سے سبکو عنایت کر کے مستقل و برقرار فرمایا
اور قدیم کا جو قدیم جاگیر مشیر الملک کی بھی زیادہ برابر کی بحال رکھا اور چونکہ اس ریاست ہین رسم
قدیم سے بلکہ فارسی خرد لسل ہی کے دیوان بر کردہ کار دیوان برہمی گردد امر اجو جو نیابے ہوئے
مشیر الملک کے تھے اپنے قدیم کا مون پر مامور و سرگرم رہے آصف جاہ راجہ اندر کہ کاریرداز ہین
مشیر الملک کی جملہ معاملات ملکی و ملکی سرکار کے مختار رہا اور برہمنون کو واسطے ہم قومی اور قرابت کے
فصل جملات ہین دیگر موجب ترقی مناصب غیر مناسب اکثر کا ہوا خصوصاً جیون راو برادر نسبتی کو اپنے
کارخانہ پر نواب شمس الامرا بہادر کے مسلط کر کے لکہا ہی کے خلایق کو ستما اہل اسلام سے بدسلوکیان
کرتا رہا اور فرط عزور و عجب دولت سے ہتک حرمت اور خونریزی ہین شرفا کی اقدام کرتا رہا علاوہ
ازین صاحبان انگریز سے بھی ناموافق باوجود ان خصایل ناپسندیدہ کے جب دیکہا کہ مشیر الملک

گذر گیے اور امر جلیل القدر دلوانیکا معطل ہی طمع سے دیوانکی مبلغ خطیر پیشکش حضور کا قبول کر کے حواے
کی حضور موافق معمول خاندان آصفیہ کے اگرچہ بظاہر عنایت حال پر مومی الیہ کے جاری رکھتے تھے لیکن چونکہ
ناشائستہ اطوار سے نامبردہ کے مطلع باطن مین ارادہ دفع کا تہا جب سنہ الیہ مین لم سے سانتس مرتہ
کے ضاحبان انکر نہ سایل خلعت مومی الیہ کے ہوئے ایسا سے جسا عالیشان کے مردمان نواب شمس الامرا بہادر کو
حکم ہوا تین پہر کے وقت حویلی پر مومی الیہ کے ضبطی روانہ کی گئی بفور تمام املاک و بہسباب اخراج کیا گیا ہوا
وہ اوجیون راو حسن پورا وسکا جو کارخانہ پر نواب شمس الامرا بہادر کے مسلط ہو کر ایک عالم کو دارلش کر
رکہا تہا مع دو سو برہمن محبوس ہوے تین دن تک اس وجہ سے کہ این ہم پیشہ سے کوئی قوم برہمن سے
باہر نہ نکلا اور عمال پرگنات محروسہ کے احکام جاری ہوئے کہ جو برہمن راجہ اندر کے علاقہ کا ہی قید
ہووے عالم برہمنون پر تنگ ہوا بہت مال و منال اونکا ضایع اکثر سالہا جیسی زندان مین رہے جبکہ
اُن روزون وکیل سکہ انگریزی حشمت جنگ بہادر تھے واسطے تخلص امر دیوانی کے حضور مین اپنے
لکہا تہا چندے یہ امر جلیل القدر ملتوی رہا بعد اسکے فرمایا کہ سر عالم بہادر کو مفوض ہو اور بعد اسکے
منیر الملک بہادر داماد صاحب موصوف کے خون سے سر عالم بہادر دیوان ہوئے اور بہت سے بیکسان کین جنانچہ
علیحدہ مذکور ہوگی یہ بھی پوشیدہ نرہے کہ انہی ایام مین راجہ بینی داس نام دیوان عاشور بیگ خان کا
برباد کرنے گہر اپنے جمعدار کا دو آدمی سپاہیون سے کہ ہر دو بدر سپر نوکری کو اوسکی استعفا دیکر شہر شاہ
کے اندر قریب دروازہ چادر گہاٹ کے رہتے تھے رات کے وقت لوگ بہجوا کر انہے مقتول و مدفون
کیا صبح جو یہ حال کہلا کار سے جمعیت متعین ہوئی اور بسبب اس جرم کے مومی الیہ کو اخراج کیا پس وہ مع جمعیت
اپنی چار ہزار سوار و پیادہ سے ناگپور مین جاکر رگہوجی بہونسلہ کا نوکر ہو گیا اور بعد بہی اوس

کا خانہ کے چند سے آوارہ رہ کر مر گیا اور صاحب کتاب نے بیان اسی جہر دی ہی کہ
ان سنوات میں فیما بین ہولکر اور فوج انگریزی کے سامنا تھا اور نواح ہند میں جنگ
رستمانہ یعنی غالبانہ اور مغلوبانہ ہوتی رہتی تھی آخر بعد چند سال کے صلح ہوئی ہولکر
تو واسطے درخواست کرنے کے متوجہ طرف زمان شاہ درانی و سرداران سکہ جو نواح
لاہور وغیرہ میں تھے چلا گیا اور فوج انگریزی جو طرف مالا پور مضاف صوبہ برار کے
تھی کوچ کر کے بے اجازت سرکار بعد طے منازل طویل سے بطریق ایلغار نواحی
حیدرآباد میں آوارد ہوئے متصل اسکے ملک برار کا سوال ہوا حضور قبول نفرمائے
مقدمہ اپنے حال پر بحال رہا بعد اسکے سنہ ۱۲۲۱ بارہ سی اکیس میں مردمان
لین یعنی کہ بہت سے ان میں ہندوستانی مسلمان تھے افسران انگریزوں سے
جھگڑا کئے چونکہ سب میں اتفاق تھا قلعہ دیلور میں نہایت شدت سے جنگ ہوئی
بہت سے انگریز لوگ مارے گئے اور بلدہ حیدرآباد میں بھی مردم لین کے اطاعت سے
افسران انگریزی کے سرکش ہو کر بہت مجموعی سے دوڑ جاتے بعض اونمیں بسبب بود و باش
ہندوستان کے نواب الملک نواب الامرا سے اخلاص رکھتے تھے ہمدستان ہو کر چاہے کہ پناہ سرکار کی
لین جب یہ امر منظور صورت پذیر نہوا افسران انگریزی نے عہدہ داران لین کو گرفتار کر کر قتل کیا
اور بعض امیران سرکار سے بدظن ہو کر شہر سے اخراج اونکا چاہا از انجملہ نواب الملک نواب اللہ
اورنگ آباد کو راہی ہوئے اور راہ اور رہنا اپنی جاگیر کرملہ میں جا رہے پھر بعد چند
روز کے آٹھے ماہ رجب سنہ مذکور میں حضور داخل پرانی حویلی ہوئے اور مردمان ہمراہی نواب

شمس الامرا بہادر واسطے حویلی بیرہ کے مقرر ہوئے ۱۵ رمضان المبارک سنہ الیہ میر عالم بہادر سپہ سالار و دا
خاوندی کے اپنے گھر سے نکلکر کوٹھی میں سدھارے صاحب بہادر بیس جار ہے حضرت سے عزت افزائی کے واسطے خلعت
خاطر کے عنایت فرمائی یہ قرار پایا کہ حضرت سرائی حویلی میں جو میں دارالامارت میں تشریف رکھیں بعد رخصت اپنے
گھر آئیں پھر حضور واسطے طمانیت خاطر کے بمصداق لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ وعدہ عزاسمہم کی قبول فرمائیں مہمان سرا میں
آنے کی تشریف اور آئی نہیں چنانچہ ایسا ہی جلوہ ظہور کا پایا بعد واصل ہونے حضرت کے دارالریاست میں وے گھر اپنے
آئے اور حضور نے بھی وعدہ کو وفا کیا روز افزوں آمد و صورت حسن کی پاطمینان سے ظہور میں آئی پس راجہ بیت رام
کہ قحط حضور سے سروکار رکھتا تھا اور ضلعہ اجمیر و ہرار اوسطرف مخصص ہوا چونکہ تارالیہ کو ہوس
دیوانگی کی ہتی محل ریاست بحالی ہے راجہ گوبند بخش کی نام سے ضلعہ اری کے تعینی مومی الیہ کی علیحدہ آنی
اور سیصلی بھنگ بھی اخراج ہو کر قصبہ بودن میں جا رہے اور بعد تین سال کے وہیں موئے اور راجہ مذکور بعد
عزل کے قلعہ گرستاپور میں قید ہوا اس مومی الیہ نے وہاں پندرہ دن سے شور اپور کے اول ساحت کر لی من بعد
یعنی کو موسوم بہ یعنی کے کہ تابع اوسکی ہتی اپنا کر کے حافظین کو بہت سے روپے دے اور وعدہ وعید بہت سے
کئے قید سے نکل گیا بمجرد اسطلاع پانے سرکردگی مالیہ کے کہ وہ اور ماں سے راجہ چندو لعل کے ہمراہ کمک کی فوج
روانہ ہوئی چونکہ ان روزوں کمک میں شور اپور والے کے ہمی و رسیان تھا بہار ہمن دیوان قدیم اور نکیا
دیوان جدید اوسکے مخالف تھا اور تمہا امید پر استعانت اپنی وارد حیدرآباد ہمراہ فوج سرکار کے
ہوا اور نکیا آٹھ ہزار سوار سندھی مع سولا ہزار اوسی قوم کے نوکر رکھکر اپنی طرف مستعد رہا اور ہیبت رام
سنہ ۱۲۲۳ بارہ سو تیئس میں پڑ بنا کہ مردمان بحری بادر سید اور شور اپور والے سے اتفاق کر کے شاہ صاحب
نام ایک شہزادہ سندھ کا ملک سے اپنے آوارہ ہو کر آٹھ ہزار سندھیوں سے اوسطرف کو آیا ہوا تھا

بسلوڑ کر

سبکو نوکر رکھ لیا اور فوج سکاری سے مع فوج لشکر یزی کہ قریب چار ہزار سوار اور اٹھ ہزار
کے تھی جنگ کی اور شکست فاش دیکر قلعہ شاہپور کی طرف نکل گیا بالجملہ اوولیم بالمر صاحب بہادر کہ یہ افسر
لین کے تھے جنگ گاہ سے کنارہ کر کے بذات خود بارہ کوس پر جا اترے تمام فوج سکاری کی کٹ گئی
پرمیت رام مع سریت راو ہمشیرہ زادہ اوسکا ہندوستانیں ہولکر پاس جا رہے دنان بعد چندے
مومی الیہ دنگہ مین سیاہ اپنے مار گیا اور بعد انتقال سرعالم بہادر کے تمام مقدمات مالی اور ملکی پر اختیار
راجہ چندو لعل کا ہوا میر الملک بہادر دیوان بھی ہوئے لیکن مختار کاروبار راجہ چندو لعل رہے مہر دیوانکی
مہر راجہ چندو لعل کی رہی اور سنہ ۱۲۴۱ بارہ سو چوبیس مین امجد الملک بہادر یاری سے لقوہ وفالج کی ہم جوار رحمت
حق ہوے اور سنہ ۱۲۴۶ بارہ سو چھبیس مین دم وار ستارہ نکلا جسکو داہمہ خلقی بی خلانی کا یہ گمان تھا
وارون پر ہندکے بہاری ہی جسونت راو ہولکر اوسی سال موا اور یونا مین مناقشہ شروع ہوا ظن ہے بھی
مقدمہ گدر کے یقین کو ہو نچا اور سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تین تیس مین حضور نے بنا عمارت باوندے کی ڈالی کہتے
ہین کہ خود بیٹھے ہوے تھے کہ دفعتاً آثار انہدام اوس عمارت کے پیدا ہوے جھٹ ہاتھ ایک اصیل کا
پکڑ کر خود نکل آئے وہ عمارت گر پڑی خیر گذری چونکہ اسی سال کی بارش کی ہوئی تھی برس رمضان مین
بسبب حدت کے وبا کا زور ہوا بہت زن و مرد مرنے اور سہال سے درجہ شہادت کو پایا کوئی ایک دوسرے کو
قرض نہ دیتا تھا امانت کوئی نہ رکھواتا تھا اعتماد حیات کا نہ تھا اور سنہ ۱۲۴۷ بارہ سو سینتیس مین پہر بائی
برسا اکثر مکان غرق آب ہوے اور برہانپور سے خبر آئی کہ آب تپتی کو اسقدر طغیانی ہوئی کہ بستی زین آباد
تمام ڈوب گئی اور سوا اسکے تین چار ہزار حویلی عمارت بلدہ مذکور کی غارت سیل حوادث ہوئی اور جوش سے
اوسی تپتی کے معمورہ بندر سورت کے قریب ہزار حویلی کے بنا انہدام پائی پہر ماہ شوال مین ہنگامہ

وبا کا یک نیم ماہ حیدرآباد مین رہا لکھتا ہی کہ ایک لاکھ بیس ہزار آدمی موے و جوان بہت کہین سال
عورت اُنسے کم اور ماہ محرم روز جمعہ تیسری تاریخ سنہ ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس مین چنگل گوڑہ پر ہیضہ وی ہیضہ ان سب کی
لڑائی ہوئی ابتدا اسکی یہ ہی آل یسین خان نام ایک پٹھان نے مسجد مین جلوخانہ میر الملک بہادر کے مولوی
عبدالکریم کو بعد ردوبدل محرم کے شکوہ مذہب کی گفتگو پر ذبح کر ڈالا پس اہل بلد کا موطن پر انکے ہلوہ ہوا
بعد جنگ حضور نے اصغار مآ انکی برطرف کروادی وے لوگ احمال و اثقال کر کے ہر چہار سو چلے گئے بعد اسکے
طرفہ تر یہ ہی کہ روز چہلم مولوی صاحب شہید علیہ الرحمہ کے اکبر یار جنگ صندل بہت تکلف سے لے گئے اور
ایسا کہے کہ مولوی صاحب انہے بھی بولا لو کہ جی دنیا سے سیر ہی اور مشغول نماز مغرب کے ہوے مسجد مین روح
انکی پرواز کر گئی مردم کو حیرت ہوئی مغالطہ بہت یک بیک بزرگ ہے کسو نے تاریخ خوب کہی ہی ع
شہ فدا در سجدہ اللہ اکبر یار جنگ ایکمال گذرا تہا کہ سنہ ۱۲۳۹ بارہ سو انچالیس مین عزت یار خان الصدر
کو چونکہ طلب تھے اثنار راہ چارکمان مین چار ہیضہ وی ہیضہ ان پہانہ سے نبض دکہلانے کے قریب ہو کر
شہید کیا ایک تو اینمین سے نکل گیا اور تین آدمی راستہ مین گرپڑے تہے جب وارد پر صاحبزادہ مبارز
الدولہ بہادر کے پہونچے مردم انکی سرکار کے مایل ہو کر انہے مار لئے اور سنہ ۱۲۳۹ بارہ سو انچالیس
مین خبر آئی کہ نواب محمد الف خان بہادر کرنول مین قضا کی پس اوہنی ایام مین کمال النسا بیگم صاحبہ
صاحبزادی نے بہی حضور کی انتقال فرمایا پس مزاج جناب کا اعتدال فرضی سے انحراف اختیار کیا ہشتہ
بیماری صعب عاید حال ہوئی تا دم واپسین متواتر رہے مدت عمر گرامی اور ریاست سراسر عظمت
مدت عمر اس کتابہے ستاون سال اور بموجب شیدالدینخانی باسٹ مدت ریاست چھبیس برس
اسباب انتقال تاریخ وفات و مکان رحلت و مرقد مذکورہ سبب انتقال بیماری جسمی مرض استسقا

لکھتے ہیں کہ رفتہ رفتہ کو اسقدر جسم مبارک ہوا کہ پاوں تک پانی بہنے لگا مگر آپ بس مستقل مزاج تھے
رضا بقضا متحمل رہے کچھ مداوا انکیا دو برس صاحب فراش رہے آخر کار انتقال فرمایا تاریخ وفات
سترھوین ذیقعدہ روز جمعہ ۱۲۴۴ سنہ بارہ سو چوالیس ہادہ تاریخ معتکف خلد مکان جلت دار الریاست
بلدہ حیدرآباد مرقد انور جوار جدہ ماجدہ جانب جنوب صحن مکہ مسجد ملقب بعد وفات مغفرت منزل
آصفجاہ رابع نواب ناصر الدولہ بہادر اسکنہ اللہ تعالی بحبوحہ جنانہ کا بیان نام اور خطاب اور اسم
والدین نام میر فرخندہ علیخان بہادر خطاب صاحبزادگی پیشگاہ سے قبلہ گاہ کے ناصر جنگ ناصر الدولہ اور بعد جلوس
پیشگاہ والا آپ بادشاہ کے آصفجاہ نظام الملک رابع ولد کبیر سکندر جاہ بہادر اسم والدہ ماجدہ فضیلت
النساء بیگم صاحب عرف چاند بی بیگم تاریخ ومکان ولادت باسعادت وجلوس میمنت مانوس تاریخ ولادت
۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ مکان ولادت بلدہ حیدرآباد تاریخ جلوس ۱۲۴۴ سنہ بارہ سو چوالیس مکان جلوس حیدرآباد
ارکان دولت کا بیان اول نواب میر الملک بہادر اور سکار بہادر راجہ چندو لعل جو کہ مہاراج سالار مختار تھے
اور زیادہ اختیار رہا اور بعد جلس میر الملک بہادر کے مہاراج ہی بدستور سرگرم مہام رہے بعد بہت عرصہ کے
سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو اکسٹھ آخر عمر میں مہاراج کے راجہ رام بخش بہادر ابن گوبند بخش بہادر پیشکار ہوئے اور
سراج الملک بہادر خلف میر الملک بہادر مرحوم وکیل سرکار عظمت مدار پیش راجہ صاحب موصوف
پیشکاری سے موقوف اور بہادر معز الہم دیوانی پر منصوب ہوئے من بعد امیر کبیر شمس الامرا بہادر بہرتانیا
رام بخش بہادر بہر کر سراج الملک بہادر اور بعد انتقال بہادر معز الہم سالار جنگ بہادر فرزند
اکبر خلد و خلف میر الملک بہادر مرحوم بہادر ہذا نے اس امر جلیل القدر کو جو روز بروز ترقی دی ہے انشاء اللہ تعالی
بتحریر مذکور ہوگا اور راجہ نرندر بہادر بن راجہ بالا پرشاد بہادر بن راجہ چندو لعل بہادر

پیشکار اور قاضی بلدہ ذوالفقار علیخان کہ نہایت مرد متشرع پرس جسا وضع تھے لجداون علیہ الغفران کے
میر لا وعلیخان نجاے حسن نقی حافظ فتح اللہ خان بہت جاہ علم وتقوی بعد محمد وحید الدینخان پسر حافظ
صاحب موصوف پسر محمد نصیر الدینخان پسر محمد وحید الدینخان معفور عرض بیگی اعتصام الملک عباس علیخان
بہادر بعد عزل انکے میر حفیظ اللہ منصدار بعد چندے تغیری سے مشار الیہ کی بہرا عتصام الملک بہادر منصوب
وبحال اور بعد حلت بہادر مغفرکے محترم الدولہ بہادر بڑے فرزند محترم الیہم منشی خاص کلان رشید الملک
بہادر بعد انتقال مفخر الیہم رشید الملک بہادر ثانی فرزند ارجمند معز الیہم بہر چندے غلام تقی خان
پسر رشید الملک بہادر ثانی بحال اور بعد ارتحال بہادر مغفرت دار جنگ فرزند انکے صدر الصدور
محی الدولہ بہادر ثانی احمد یار خان ابن عزت یار خان شہید علیہ الرحمہ اور بعد انتقال معز الیہم فرزند انکے محمد
یار خان محی الدولہ بہادر ثالث بہت باخیر وخوش اعتقاد کو تو ال طالب الدولہ احسن علیخان ابن فیضیاب جنگ
عرف مغل جان بہت ضابط قدر شناس اہل ہنر بعد عزل انکے محمد وزیر ایک جمعدار وں سے رکابی کہ اول
وہ ایک سوار تھے حضور فیض گنجور نے سواری پسند کی بیس سوار دیکر جمعدار فرمایا پس ضرور تا بحکامہ مین
شیعہ سنی کے معرکہ سے امیر کبیر شمس الامرا بہادر کے بنا بر اطفاء نایرہ فساد کو تو ال ہوے بعد چندے عزل سے
محمد وزیر کے فضل الدینخان پسر امام الملک بہر عزل سے معز الیہ کے اسم نامعلوم علاقہ دار طفر الدولہ بہادر
پسر خدمت پر اپنی طالب الدولہ بہادر موصوف منصوب اور بعد گذ جانے طالب الدولہ احسن علیخان کے ایک پسر
متبنہ خرد سال جانشین اونکا ہوا اور بعد فوت اس طفل کے غالب الدولہ برادر علاتی طالب الدولہ احسن علیخان
بہادر متوفی اور بعد تغیر ہونے انکے زور آور جنگ بہادر نبیرہ رفعت الملک بہادر مغفور کروڑہ راجہ بالکشن
قرابت دار مہاراجہ بہادر اور بعد عزل انکے راجہ دھراج بالا پرشاد بہادر ابن مہاراجہ بہادر

من بعد پھر عزل سے راجہ بالا پرشاد بہادر کے مکرر راجہ بالکشن حسب ہدایہ مامور اور بعد فوت راجہ کے
کہین پور راجہ صاحب راجہ تلجا پرشاد بجائے پدر من بعد موتوفی سے موفی الیہ کے راجہ نانک بخش بہادر فرزند
دوم راجہ چندو لعل بہادر پھر بالکشد چندے من بعد راجہ نانک بخش بہادر ثانیاً تا حال بحال آدر صوبہ بلدہ سعید
الدولہ بہادر ثانی عرف خلیل صاحب اور بعد رحلت بہادر مغفرت فرزند سعید الدولہ ثالث قلعدار محمد نگر
عرف کولکندہ محمد کبیر خان بہادر پس انتقال سے پدر کے پسر ارشد کے محمد خان اور متصدیان دفتر مال دو گروہ اول
چہار راجہ نام راجہ شامراج ثانی المخاطب بخطاب موروثی راجہ رائے رایان علاقہ دار چار صوبجات پس جیرام راجہ
راجہ شامراج ثالث پس سر بر راجہ نام المخاطب دیانت دنت بہادر راجہ شامراج رابع اس طرح سے
کہ بعد کلان شامراج کے کہ وہ لاولد تھے حسب الارشاد الاکابر پردازون بے اہل قرابت سے راجہ کے ایک
طفل نابالغ خرد سال کو نواحی موضع اکرا سے کہ اوطان انکے اطفال کا ہی طلب کیا اور بعد ورود مسمی
راجہ شامراج ثانی المخاطب راجہ رائے رایانگر کے نسبت فرزندی سے قایم مقام کیا اور جب وہ سن تمیز کو
پہونچے اجل طبعی سے گذرے پھر ایک طفل کو قوم سے جانشین کیا وہ بھی آغاز شباب مین انجام کار
کو پہونچے علی ہذا اور چونکہ یہ سب راجہ خورد سال ہوئے ہین کاربرداز اول ترمک پنڈت پیشہ
کلان راجہ شامراج رہے اور من بعد سوناجی پنڈت برادر زادہ پنڈت جی مذکور بجائے عم اپنے
متعول اجرا کار الغرض اب جو جانشین ہین شنکر راجہ نام امانت دنت بہادر خطاب راجہ شامراج
خامس صلبی ابن دیانت دنت بہادر مذکور اور جتنے جانشین راجہ شامراج اول کے ہین سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری
شادی کی ہی اور دوم راجہ اوجاگر چند مخاطب رائے بہادر ابن راجہ اوجاگر چند علاقہ دار صوبہ بیدر وحیدرآباد بعد
انکے لالہ بہادر اور پرتاب بہادر برادر راجہ اوجاگر چند رائے بہادر مامور بکار اور بعد فوت پرتاب

بہادر کے فقط لالہ بہادر اب تمام بلد مین مال دار اگر ہی گروہ کے دفتردار مشہور و معروف ہین اور راجہ اندر جیت
ابن راجہ اودجاگر چند اے بہادر مذکور سر دفتر مال سرگرم خدمتی اور برادری انکی اجہی بکثرت ہی اور یہ بہی پوشیدہ
خاطر ناظرین نرہے کہ عہد مین حضرت ہذا کے ہر چند کہ عزل اہالیان دولت کا بہت ہوا لیکن مصلحتاً ہوا موافق
مقتضائے وقت کے ہوا گو اپنے ہر اہل خدمت کو خدمت سے انکی معطل گردانا لیکن بادام الحسابات سکا محض
نکیا زہے نگاہ پروریش کہ بہر معاف رکہا منصوب سنہ بعد قسلاً فرمایا پردگیان حرم محترم کا بیان چار بیگمات
دلاور النسا بیگم خیر النسا بیگم عز النسا بیگم نور النسا بیگم سوائے ان چار بیگمات کے بڑی خانم یہ بہی خطاب بیگما پکارتے
ہین اور بیان بو بے خطاب ذی ولد اولاد امجاد کا بیان دو فرزند اول عیوق الشان ثریا مکان
فلک قدم کوالب خدم کے خرد سر اسکندر نظیر افضل الدولہ میر تہنیت علیخان بہادر دوم تہنیت افزائے
ریاست مورونثی چونکہ آپ سلطان عصر ممدوح آفاق ہین سیر و حالات زمانہ مسعود کے بخوبی زیب
افزود رقم ہونگے ثانی روشن الدولہ میر جہانگیر علیخان بطن سے دلیان بو کے کہ وہ رحلت
کین ۞ فرمان روایان ایران و توران و روم کا بیان ۞ ایران مین محمد شاہ پسر قدر الدین شاہ ابن محمد شاہ
توران مین اولاد احمد شاہ درانی ابدالی کابل دوست محمد خان واضح ہو کہ خاندان مذکور ملازمون سے ابدالی کے
ہی اور جب خود سری اختیار کی اور حاکم مستقل کابل قندہار کا بن بیٹھا جو کہ ۱۲۱۸ھ مین شجاع
الملک پسر شاہ درانی کے لارد حسب الہادر سے استعانہ کیا فرمان انگریزی کمک کی معزالیہ کو مع
دو فرزند صفدر جنگ اور تیمور شاہ کے لیکر گئے وہان دوست محمد خان نکل کر بلخ کو چلا گیا غیبت مین
خان مذکور کے شاہ شجاع الملک استعانت سے فرمان انگریزی کے کابل مین تخت نشین ہوئے جبکہ
وہان کے لوگ سفاک ہین جنگ سے پیش آئے شاہ شجاع کو قتل کر ڈالا محمد اکبر خان سرور

محمد خان

محمد خان نے بدعہدی کی کمشنر صاحب افسر کو بھی دغا سے مار ڈالا اور بھی افسر مارے گئے آخر کار جب انگریزی
نے وہان کچھ صرفہ نہ دیکھا لارڈ صاحب بہادر نے اور جمعیت روانہ کی ایسا کہا کہ اپنا بدلہ کرو اور قیدیوں کو چھوڑا
لیکر چلے آؤ صفدر جنگ تیمور شاہ بھی ہمراہ انکے چلے آئے جملہ متعلقان شجاع الملک کو تنخواہ سرکار
کمپنی بہادر سے ہوگئی اور بندوبست وہان اختیار دوست محمد خان کا ہوا روم مین عبد المجید خان اولاد عثمانی کہ عہد
مین سلطان ہذا کے قلعہ ستامبول پر سپاہ شیشاہ روس کے مدت تک جدال و قتال رہا افسران
انگریزی و فرانسیسی نے سلطان کی کمک کی ہزارہا آدمی قتل ہوئے آخر کار قلعہ اختیار مین سلطان کے
رہا شہنشاہ روس صلح کر کے چلا گیا ہندوستان کے بادشاہون کا بیان ہند مین اول قلعہ مین اکبر شاہ ثانی
پھر بہادر شاہ ثانی ابو ظفر محمد سراج الدین اولاد سے عالمگیر بادشاہ کی اور رزیڈنسی مین سیسنٹ بہادر
اور آگرہ مین لارڈ گورنر صاحب بہادر آگرہ طرف سے کارکمپنی بہادر کے اور باقی صوبے خود سر متعدد اور کلکتہ
مین لارڈ ولیم بنٹنک صاحب بہادر بعد ازان انگلنڈ صاحب بہادر پھر لارڈ جرل مالن برو صاحب بہادر پھر
لارڈ دلہوسی صاحب بہادر آخر عہد مین کنگ صاحب بہادر اودھ لکھنو مین اول نصیر الدین حیدر
پھر ۱۲۵۳ بارہ سی ترپن سے عون نصیر الدین حیدر کے نصیر الدولہ ابن غازی الدین خان حیدر بعد نصیر الدولہ کے
امجد علیشاہ ابن نصیر الدین حیدر من ابتدا ۱۲۵۸ بارہ سی اٹھاون لغایت ۱۲۶۲ بارہ سی ساٹھ سنہ الہ مین
واجد علی شاہ جلوس کیا گیارہ برس تک کامران رہے آخر کار مشہور ہی بدعا سے مولوی
امیر علی کی کہ ہندون نے مولوی صاحب کو سبب منع ستوالہ نواحد شاملہ مابین دیول کڈہ کے ہجوم لاکر شہید کیا تہا
بادشاہ بے کیسو کر روانہ لندن ہوے ماہوار سرکار سے ملکہ معظمہ کے ملی جاتی ہی آسودہ حال ہین اور پنجاب
مین رنجیت سنگہ اور بعد رنجیت سنگہ سنہ ۱۸۳۹ اٹھارہ سو انچالیس کھڑک سنگہ پسر دیان سنگہ نے

اوسکو قید کرکے نونہال سنگھ سیر کو اوسکے مہاراجہ لاہور قرار دیا من بعد کنڑک سنگھ اجل طبعی سے اور نونہال سنگھ گرنے سے شہتیر دروازہ شہر پناہ کے ایک ہی روز مین دونو فوت ہوے پھر شیر سنگھ پور دوم بحیثیت سنگھ اوجہ ضرب جدوقی سے بسبب فتور کے دہوے مین قتل ہوا دلیپ سنگھ کہین پور بحیثیت سنگھ کا ہوا اور ۱۲۹۰ دلا ہمین آہودہ حال ہی پیش قرار ہوا ہوا رملی جاتی ہی اور ناکپور مین رکہوجی ثالث اور قوم سندیہ سے جنکوجی خاندان سے بھابانی کے اوجہ ۱۲۴۹ ہوا سنہ ۱۲۴۹ بارہ سی انچاس سے جیاجی پسر منجھلا تارا بانی زوجہ جنکوجی متوفی کا ہوا اور مامجی ماموا راجہ متوفی کا طرف سے مہران انگریزی کے مدار المہام راجہ خود سال بھابانی جی نادان فہمایش کارپردازون کے منتظم ہے کارگذاران سرکار نامدار کمپنی بہادر دخیل ہوے ہمیان سب بھائی ہوکر ازسر نو بنیاد نے خلت و صفا کی استحکام پایا اور سنہ ۱۲۷۹ بارہ سی اناسی مین راجہ جو خود سال تہا جوان ہوکر اختیار حاصل کیا دکن بحمد اللہ تمام قبضہ مین اولیاء دولت کے مگر بعضے علاقہ قبضہ مین سرکار انگریز بہادر کے ہین اور حیثیت ہین اول عظیم الدولہ ابن والاجاہ من بعد اعظم جاہ دلہ اکبر عظیم الدولہ اوجہ اعظم جاہ ہوے اور نکا غلام غوث خان نام شیر خوار تہا وساوہ نشینی کو نام سے اوسکے قرار دیا اور سراج الامرا اعظم جاہ دلہ اصغر عظیم الدولہ کے تہے کارپرداز برادر زادہ کے تا مدت ۱۱ بارہ سال رہے اوجہ غلام غوث خان جوان ہوا ہر چند کہ سراج الامرا اعظم جاہ کو ہنوز تامل تہا لیکن اختیار تواب غوث خان کا ہو گیا اور اعظم جاہ فقط ماہوار پر اپنی رہے ۱۲۵۰ بیس یا بائیس برس کا ہو کر جلد مر گیا چونکہ لاولد تہا کوئی جانشین نہوا اعظم جاہ ہنوز زندہ ہین استصواب سے انکے ماہوار اقربا کی تقسیم ہوا کرتی ہی فقط اور کرنول مین غلام رسول خان خاتمہ دولت و حکومت تا سنہ ۱۲۵۵ بارہ پچپن کیفیت چونکہ مغفرت منزل بعد جلوس کے

سکوت

سکوت اختیار فرمایا تھا اور مختار کار جمیع مہمات مہاراجہ رام چند و لعل بہادر آپ عالم صاحبزادگی سے
کہ تشریف فرمائے ولایتی حویلی کے سب خبر رکھتے تھے لیکن منہ سے کبھی کچھ نفرمایا مہاراجہ رام چند و لعل بہادر
اور جمیع ارکان دولت سے موافق سب پر عنایت جمیع انام میں نیک نام مشہور تھے حتی کہ افسران انگریز
چاہتے تھے کہ بقید حسابات مغفرت منزل کے انکو دخیل کار ریاست کریں مگر خلاف قانون جانکر تامل کیا اور
مغفرت منزل نے ارشاد فرمایا بعد جلوس جملہ ارکان دولت سے ساتھ خطابات و انعامات کے سلوک کیا مہاراجہ
رام چند و لعل بہادر کو اور زیادہ مختار فرمایا اور آپ طرف عیش و طرب مخدرات محل اور خدمات مردمان
باطنہ اشتاخ درویش مجاذیب اہل اللہ کے متوجہ ہوئے اکثر شکار کو جب رونق افزا بلدہ سے
ہوتے زیارت سے زر گواروں کی فارغ ہو کر ارادہ فرماتے سوار ہی ضعیف مساکین فقرا کو نزدیک بلوا کر
روپیہ دیتے بقدر حوصلہ و وقت و تماشا امیتاروں کو اشرفیاں روپیہ مرحمت فرماتے دو صاحبزادیان
مغفرت منزل کیں دو فرزندوں کو امیر کبیر شمس الامرا بہادر کے جشن شاہانہ سے شادی کردی اور باقی کو
اور منصداران و اعزہ و دون کو اسی طمطراق سے عقد ازدواج میں دیا سو منصدار و اسطے نشست کے
بیس پالکی و واسطے اہتمام سواری کے نوکر رکھے جو امیر کہ شکستہ حال ہو گئے تھے اونھے سوار مرحمت فرمائے
روپیہ علیحدہ سوار پسر شہریار الدولہ بہادر کو سو سوار علی یاور الدولہ بہادر پسر نور الامرا بہادر کو سو سوار
علی ہذا جو بکدوت عنایت کے لشکر فیروزی اثر میں سائیں باقر شاہ نام ایک شہسوار درویش صاحب غنا
لباس غنا میں چند سواروں کے ہمراہ ہے بدستور آپنے بھی ایک درویش کرامت شاہ نام تنومند وجیہ مرد
ہے سو سوار اور چند بارگیر عنایت کئے جاگیریں جو امراؤں کی رہن میں عوض کے تھیں آخر زمانے
روپیہ دیکر رہا فرمائے قدیم خدمت گذار ایام صاحبزادگی کے جو تھے اونہے خوب سرفراز فرمایا غلام حیدر خان

منصدار کو اقتدار جنگ جدۃ الملک و نواب احمد خاں بہادر و خجستہ علیخان کو ذوالفقار جنگ جملہ امرائے تیلنگہ
امرائے دکن کو اعلیٰ ہذا الاصل دفاتر سے ملکین لعل اور بالکند حضرت کے وقت بہت نامور ہوئے سید بھاؤ کو
جعدار شاگرد پیشہ اور ماما صنبلی اصل حضور مغفور کی محل عتاب میں تھی معاف فرما کر داخل اہل خدمات
کیا اپنے شاگرد پیشہ اور حبشیوں کو بہت آسودہ حال فارغ البال نہال کر دیا فرہاد آنگریز سے بنا کو اتحاد کی
زیادہ تر محکم کیا بادشاہ کی جد متمنی بہت نیاز بہت ناز بہت نام لفاظ الت کہنا بعد سب مہاراجہ
چند و لعل بہادر ضعیف اور استری ملک میں زیادہ ہو گئی اور مہاراج کچھ نہ بن آتا تھا حضرت نے خانہ بندی
کی بہت سے روپی خزانہ سے شہد اور فلوس کے منگوا کر اور نکودے استعانت کی تو بھی مہاراج سے
کچھ نہ ہو سکا تنخواہ محلات کی بہت چڑھا دی علاوہ اس بہت روپیہ سرکار عظمت مدار انگریز کا باقی
تنخواہ سپاہ کنٹنجنٹ کے قرض ہو گیا صورت ادائی کی نہیں تب مہاراج کو معزول فرمایا اس میں امیر
دیوانی آشیانہ عندلیب گلدار ہو گیا آج یہاں کل وہاں حضرت بعد اخذ گدی ایک کے دوسرے کو
منصوب فرماتے تھے موافق مرضی اقدس و اعلیٰ کے کوئی کام بن نہ آتا تھا آخر کار ملک برار کا فرمان
انگریزوں کو تفویض کر کے بار تقاضہ سے ارکان دولت کو سبکدوش فرمایا جیسا کہ گذرا اس رحلت کی
مدت عمر گرامی اور ریاست سریر عظمت مدت عمر جملہ بیاسٹ برس چند ماہ مدت ریاست اٹھائیس
سال دس ماہ پانچ روز اسباب انتقال تاریخ وفات و مکان رحلت و مرقد منورہ سبب انتقال
بعد تفویض ملک کے مطمئن ہو کر واسطے تفریح مزاج کے روز دوشنبہ بنا بر سیر و شکار ماہ شعبان میں
رونق افزا سرور نگر کے ہوئے پانچ چھے روز مزاج بحال رہا پانچویں تاریخ روز دوشنبہ کو دفعتاً بیمار
دست ایسے آئے کہ غش ہو گیا بفور حالت قیام سے قعود میں آگئے دوسرے دن سے بیماری ہر روز زیادہ ہونے لگی

امیر کبیر

امیر کبیر شمس الامرا بہادر ہر روز دو اسطے استعمال دوا کے حاضر درد ولت سرا ہوتے رہے اور ہر دو صاحبزادگان
بہادر موصوف کے عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر وہیں حاضر رہے معلوم ہوا کہ یہ اوکیل اور جلاب
دینے کے بعد سخت اسہال عاید حال ہوا تب امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے عرض کی حضرت نے ارادہ
بلدہ کا فرمایا آپ اصغا کر کے تامل کئے یہانتک کہ اٹھائیسوین کو صمصام الملک صمصام الدولہ بہادر
پروانگی سے واسطے عیادت کے حاضر ہوئے اُسی روز حکم سواری بلدہ کا ہوا چونکہ ضعف مزاج بدرجہ
کمال تھا اتار دیا نہ لمحہ بلحہ اوتارتے ہوئے ایسے گیارہ جگہ اور ہر وقت آب خاصہ پیتے ہوئے
داخل بلدہ ہوئے بیماری کا وہی حال ہر روز روز افزون تا نیابہر صمصام الدولہ بہادر واسطے عیادت کے آئے
اور کچھ دوا ساتھ اپنے لے آئے تھے تعریف اور خاصیت اوسکی بیان کی اور متکلف ہوئے اصرار کیا
آپ روبرو خود کے چکھ کر گذرانے گو مزاج دلچسپ مایل طرف دوا کے نہتا چونکہ خود اُن سے پے در سوا سنے
پاس خاطر فرمایش کیا لیکن اثر طرف اللہ جل شانہ کے ہی کچھ فایدہ مترتب ہوا وقت موعود ا ہو بجا
نہ تھا نیس روز تک طبیعت بیمار رہی من بعد چار گھڑی رات گذرے منجلی بیگم صاحبہ والی جیلی میں لبیک
داعی حق کے ہوئے جمعہ کی پانچ گھڑی دن چڑھے امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے بعد غسل و تکفین بدستور قدیم
محل سرا کے اندر اندر لاکر جو نکہ نیو قبر تیار نہ ہوئی تھی انتظار کیا اور ڈیڑھ پہر دن چڑھے دفنا کر دوبہر کو
دولت سرا کو آئے اور طعام حاضر نکالا دانہ کیا حسین سا گرمین اکیس احزاب یا سی سر ہوئے تاریخ وفات
غرہ تیر ماہ الہی سنہ ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ فصلی موافق بارہوین رمضان سنہ ۱۲۷۳ بارہ سی تہتر ہجری مکان رحلت
دار الریاست حیدر آباد مرقد منورہ مکہ مسجد بائین طرف غفرانمآب کے لقب بعد وفات غفران منزل ظل اللہ

دین پناہ فدیو کامران خاقان زمان سپاہ انجم آصف جاہ نجم دامت ظلہم کا بیان ؛

اسم گرامی و کنیت اور لقب اور سامی الدین ماجدین نام نامی میر ہمت علیخان بہادر خطاب معلی القاب
صاحبزادگی پیشگاہ قبلہ گاہ کے افضل الدولہ بہادر اور بعد جلوس نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ بہادر
ولد اکبر غفران منزل ناصر الدولہ بہادر و والدہ مکرمہ دلاور النسا بیگم صاحبہ مظہا تاریخ و مکان ولادت
باسعادت و جلوس میمنت مانوس تاریخ ولادت سلخ ربیع الاول روز دوشنبہ ساعت دوسری یعنے دو پہر
چار گھڑی روز گذرے سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تینتالیس اور مکان ولادت پرانی حویلی تاریخ جلوس چوبیسوین
رمضان روز شنبہ قبل نصف النہار سنہ ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مکان جلوس دار الریاست حیدر آباد
مدار المہام ذوی الاحترام اور امرائے کرام کا بیان مدار المہام بدستور نواب سالار جنگ بہادر کہ حالات
خجستہ سمات جناب کے زیب رقم ہونگے امرائے نامدار امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر خوبیان انکی بھی بخوبی رونق
افزاے نامہ ہونگین پیشکار راجہ نرندر پرشاد بہادر بشیرۂ خاص مہاراجہ چندو لعل خیر خواہ
سرکار اطاعت گذار مدار المہام امیر کبیر بیٹے اخلاص اپنے کارخانجات کے منتظم علی ہذا جملہ ارکان دولت
مذکورہ جو جو عہدے سعادت مہد میں غفران منزل کے مذکور ہوئے بحال و برقرار رہ کر خیان جرم محترم متعدد
اولاد امجاد کا بیان تا وقت تحریر کتاب اول حال صاحبزادگی میں کوئی مرشد زادۂ آفاق و آفتابان
پرتو نور جمال جہان آرا سے اپنے رونق افزا جہانوں جہانیان کا ہوا و جمل قریب چھ مہینے کے ہوے اور
حمیدہ بو کے ساقط ہو گئے مگر دو دختر نیک اختر اول عصمت قباب حسین النسا بیگم صاحبہ مظہا بڑی
صاحبزادی کہ عقد ازدواج الخانواب خورشید اشتہار خورشید الملک خورشید الامرا خورشید جاہ
بہادر ابن نواب اقتدار الملک وقار الامرا بہادر خلف امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر سے جو بعد
جلوس ساتھ کمال تزک و آئین و تقسیم طعام و خلعت جملہ امرا و سپاہ کو طرفین کے زر خطیر صرف

اخراجات ہوکر جلوہ ظہور کا پایا ہی چنانچہ مفصل بیان شادی وسلسلہ والد
بیگم صاحبہ ممدوحہ کا آیندہ زیب رقم ہوگا من بعد پروش النسا بیگم بطن سیے
حمیدہ بانو کے قابل کتخدائی اور بعد جلوس دار ریاست بین دس اولاد چار پسر
اول بطن سے محبوب بی کے کہ تکلفات وضع حمل تقریب ہذا کے ادائے رسم چلہ تک
آیندہ معرض بیان بین آئینگے افسوس کہ اس شمع کاشانۂ سلطنت کو فروغ نہوا
باد صرصر فنا نے جلد خاموش کیا دوم بطن سے سالو بائی کے اور سوم بطن سیے
حسین بی بی اول کے علی ہذا دیے بھی حالت شیرخوارگی مین استراحت افزا گہوارۂ
خلد برین کیے ہوئے چہارم بطن سے واحد بیگم صاحبہ کے خضر حیات مولود مسعود صاحبزادۂ عالم
وعالمیان نتیجۂ سپہر جاہ وجلالت اختر برج سلطنت وریاست نونہال بستان کامیابی
گل چمن سبد خوبی وشادابی طال اللہ عمرہ وقدرہ شش ماہہ عمر اور پنجے دختر دو
بطن سے حسین بی ثانی کے اور ایک والدہ صاحبہ سے شریک زمرۂ حوران جنان
اور تاج النسا بیگم بطن سے فرحت افزا ہوکے اور دولت النسا بیگم بطن سے موتی بائی
کے خرد سال اور ایک شیرخوار اسم نامعلوم گوری بیگم اور دو بطن سے اللہ رکھی بیگم کے
مد اللہ عمرہم ✤ فرمانروایان ایران وتوران وروم کا بیان ✤ ایران مین ناصر الدین شاہ
ابن محمد شاہ اور توران مین جانب افغانستان یعنی کابل وقندہار مین اول امیر دوست
محمد خان کہ آخر عمر مین جب ہرات پر فوج کشی کی تھی چونکہ حاکم وہانکا سلطان محمد
خان عرف محمد جان داماد امیر کا تھا بیٹا سلطان کا جو خرد سال تھا نواسہ امیر کا

لاکھ کرور

کل ۷ لاکھ

مالگزاری

۷ کرور

عشر	دہرکے	کمرک	رسومات
۲۵	۲۰	۸	۳۵
۶ کرور	۴ کرور	۱ کرور ۵ لاکھ	۵ کرور

مرتب علی المصر	مرتب علی العتلاقی	مرتب علی البعدان	مرتب علی السرب
۸	۳۵	۱۰	۲۰
۱ کرور	۵ لاکھ	۱ لاکھ	۲ لاکھ ۵۰ ہزار

مصارف عبدالمجید خان مرحوم

۵ کرور

کل ۷ لاکھ

نفقۂ سلطان	نفقۂ پادشاہ و برادران سلطان	مصرف عساکر	مصرف العمارات	مصرف قلعجات
۱۰	۱۰	۳۰	۱۰	۹
۱۰ کرور ۵ لاکھ	۱ لاکھ ۵۰ ہزار	۳ کرور	۱ کرور ۵ لاکھ	۱ کرور ۵ لاکھ

مشاہرہ وظیفہ خواران	مصارف سفر الذہاب والتفاضل	مصارف السلک والعلاصہ	تنخواہ مقررہ بعض اشخاص	درماہہ ہر ایسے اصحاب التزامات
۹	۱۰	۱۰	۴۰	۴
۱۰ کرور ۵ لاکھ	۱ کرور	۱ کرور	۱ لاکھ ۵۰ ہزار	۱ لاکھ ۵۰ ہزار

اور حاکم مصر کا نام وینولا مصطفیٰ پادشاہ ہے یا اسمٰعیل پادشاہ اور وہ ۷ کرور روپیہ کا

قرضدار ہے

قرضدار ہی تخفیف خرچ کی تحت حکومت اپنے سلطان سے چاہتا ہی اور مسقط مین
قبل اسکے معلوم ہوا تھا کہ وہان کے سلطان کو بیٹے نے اُسکے ہوائے سلطنت سے
مار کر آپ مسلط ہوا پہر اخبار سے ایسا ثابت ہوا کہ بھائی سلطان کا سید ثوئی کی
نام بعد جنگ وجدال کے اسکو محروم الارث کرکے آپ قایم ہوا کہتے ہین اُسنے
چچا کو بھی مار ڈالا اور ایسا بھی لکھا ہی کہ آغا محمد باقر خان نام کوئی شخص سرکار
انگلشیہ سے سفیر مقرر ہوکر مسقط کو گیا ہوا ہی ٭ ہندوستان کے حکام کا بیان ٭
ہند مین وقت جلوس ابتدا غدر و شورش کی تہی ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ
دہلی اُسوقت تک وسادہ پر موروثی اپنے قلعۂ معلی مین قایم اور چار سو عمل کمپنی
بہادر کا تہا چنانچہ مفصل احوال وہان کا مع جدال وقتال اطراف ونواحی
اسکے آخر کتاب مین ملحق ہوگا اور اب تمام ملک مین حسب ملکۂ معظمۂ سلطانیہ لندن
و کتوریہ صاحبہ کا ہی رعیت آسودہ حال بندگان خدا مباحث و سوداگر فارغ بال
سب امن وامان مین ہین عنایت سے جناب باری کی کہین شر اور فساد نہین اور چند حکام
خیرخواہ سلطنت ملکۂ موصوفہ جو اپنی اپنی جا پر بالاستقلال ہین اُسامی
انکے تمام مذکور ہو چکے اور حاکم صورت کا نام غلام بابا خان ہی اور
خاندان سے سندہیہ کے جیاجی نام حاکم ہی اور قبیلہ سے ہولکر کے ہری راؤ نام
اور دکن عمل زیر فرمان سرکار دولتمدار حضور فیض گنجور مگر بعض بعض پرگنات پر
عوض مین تنخواہ سیاہ حسین ساگر والوں کے عمل سرکار عظمت مدار کا ہی اور

یہ بھی مخفی نرہے کہ راقم نے تورک تیموریہ مین دیکھا ہے کہ بادشاہ ہند کو دارا کہتے ہین
اور بادشاہ روم کو قیصر اور بادشاہ چین وہماچین و خطا کو فغفور اور بادشاہ
ترکستان کو خاقان اور بادشاہ ایران و توران کو شہنشاہ ایسے پانچ بادشاہ

موافق اُس وقت کی تحریر کے ہین احوال ستودہ مآل سبحان اللہ چونکہ آپ عالیجناب
ایام صاحبزادگی سے بہت خوش اعتقاد صاحب سلوک فیاض روزگار ہین اور مزاج
وہاج مایل طرف خیرات مبرات کے بعد جلوس ارباب استحقاق سے تین سو
حافظ واسطے برکات دو قران کے اور پونسو بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف
اور حصن حصین کے قاری اور گیارہ جماعت مولود النبی کے پڑہنے والے اور سیاہ سے
پانچہزار جوان علی غول کے نوملازم فرمائے اور تہیم چارکمان کا حکم ہوا اور کئی
کمانین متعدد احداث فرمائے اور فرش صحن مکہ مسجد کا جو گچ اور چونہ کا تھا
سنگ بست فرمایا یہ حصہ جناب کا تھا درویشون اور اہل جذب سے ایسا سلوک کیا
کہ کسی شاہ وشہریار نے نکیا ہوگا ہر ہر فقیر کو امیر بانو قیر کیا سوالاکھ روپے نقد
دفع واحد مین شخص واحد کو عنایت کئے جاگیرین دین اقربا ؤن اور خادمون کو
انکے سیاہ وخطاب ومناصب سے سرفراز فرمائے کئی لوگون کو معاش کا بندوبست کرکے
بقصد امبر کعبہ شریف و مدینہ منورہ روانہ فرمائے کہ وہان حاضر رہین اور ہمیشہ
درود وصلوٰۃ کے شغل مین عمر اپنی صرف کرین جہاز تیار کرواکر واسطے حاجیون کے
وقف کیا اور حمادی کی کہ شراب بلدہ مین نہ بکا کرے تمام کلال خانے باہر ہو گئے

اور اسکے

اور ایک غلام جو پارسی اور میر شکاری ہمیشہ سے کیا کرتے تھے کہ بچے میسا اور طوطے اور
گلہریون کے لاکر بیچا کرتے تھے اور بلبل اور تیتر لاکر دیتے لوگ
انکو پالکر لڑایا کرتے تھے اور جزایان شمبہ کی گلیون میں پھرا کرتے
تھے ممانعت مین اُسکے تاکید شدید کی موقوف فرمایا اور ایوان ریاست مین
بڑے بڑے مکانات طرز اقلیدس پر بموجب تقشجات گذرانیدہ امیر کبیر مرحوم
کے خوش وضع احداث کیے اور ایک جو محلہ دار الریاست کے مکان مسمّی
آفتاب محل اور مہتاب محل اور بہشت محل اور افضل محل بہت خوبصورت جملہ اہتمام
نے کاریردازان امیر کبیر مرحوم کے ہوئے اور لاکھون روپیکا اسباب شیشہ آلات ظرف
کانچ وغیرہ لندن سے منگواکر تزئین کی اور سوا اسکے ایام عدہ مین واسطے محکم کرنے
بنیاد دوستی و اتحاد سرکار عظمت مدار سے اطفا نایرۂ فساد مین بدمعاشون
کے اور پہنچانے درخواست صاحب لوگون کی اور انکی حفاظت کے باب مین تمام
قلمرو مین اپنے جوجو کہ بالذات سعی اور کاریردازون کو تاکید اکیدی اپنے اپنے
محل پر مرقوم ہوکی آب نامہ نگار رجوع کرتا ہی طرف تفصیل کے اور
بیان کرتا ہی [illegible] بموجب حالات کے بموجب دستور ابتدا
جلوس سے حالت تحریر تک واضح خاطر ناظرین باتمکین ہو کہ آپ عالیجناب وقت
مین جانشین ہونے کے بدستور پدر والاقدر اور جد امجد کے پرانی حویلی مین کہ وہ
مقام مقام بود و باش ولد اکبر و ولی عہد دار الریاست کا ہی تشریف فرما ہوئے

کہ تیسوین شب کو شہر رمضان المبارک کی ۱۲۷۳ سنہ بارہ سو تہتر ایکیس رات گذرے
اول خبر ملالت اثر رحلت قبلہ گاہ کی سنی من بعد کچھ لوگ دیوانی کے جلو خانہ مین
آکر داخل ہوے پس ندا امن و امان کی نام نامی اور اسم گرامی سے عالیجناب کے چیتے کے
مکان سے دیوان کے بلند آوازہ ہوئی پھر منادی در دولت سراپردے ہو کر منڈی
اور بازار اور چار کمان و چار مینار اور چوک ہر چار سو بلدہ مین پھر گئی صبح اُسکے
دہ روز تو تجہیز و تکفین مین گذرا دوسرے دن تیسوین کو امیر کبیر با توقیر شمس الامرا
بہادر مرحوم مع فرزندان و نبیرگان اور تمامی امرا فاتحہ سے فارغ ہو کر ملک مسجد سے
دیوانخانہ مین آ حاضر ہوے اور سواریان دیوان ہوشنگ فرینگ نواب سالار جنگ بہادر اور
پیشکار خیر خواہ سرکار راجہ نرندر پرشاد بہادر کی بھی اپنے اپنے دولت سرا سے
آکر آ تھہرے جب حاضری تمام ارکان دولت و امالیان ریاست کی سمع اجلال تک
پہونچی آپ عالیجناب سفید معمولی جامہ موہ دستار طرہ دار پہن کر اُس دروازے
سے کہ ہمیشہ بند رہتا ہے اور ایسے ہی وقت پر کھلا کرتا ہے برآمد ہوے امیر کبیر
با توقیر مرحوم ہوشنگ فرینگ نواب سالار جنگ بہادر دیوان اور راجہ نرندر پرشاد
بہادر اور صاحب عالیشان رسیدنٹ ڈیوڈسن صاحب بہادر سفیر شاہ
انگلستان سے چند اشخاص اخص الخواص معتبر باریاب ہوئے رسیدنٹ
بہادر نے تو فقط زبانی مراسم تعزیت کے موقوف کر کے مرخص ہوئے اور دیوان
پیشکار امیر کبیر مرحوم نے مانی مدرین گذرانین بحرد رکھنے وصیت خاص کو نذر دستی پر نوخت

نوبت کی جو بند تھی نقارچیون نے نقار خانہ مین سینہ پر بم و زیر کے چوب
لگائی اور دنکہ نوازنے سلامتی کا دنکہ بجایا جملہ امیر تمامی اہل خدمات اپنے
اپنے گھرون کو روانہ ہوئے عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک
محمد رشید الدینخان بہادر نشست گاہ مین شبکو حاضر رہے علی الصباح آفتاب بقدر نیزہ
بلند ہوا تھا کہ اول راجہ سنبھو پرشاد باریاب خدمت فیضدرجت ہوئے پس دیوان
وبشکار کی اندک نشست رہی پھر برخاست فرماکر محلسرا مین تشریف لیگئے اور پوشاک
درباری موتمامی زیور جواہرات پہن کر برآمد ہوئے اور زر دعماری مورد ذلی کہ یہ تمغا
رئیس بلد ہذا کا ہی جیسا کہ ایما کیا گیا ہی جلوخانہ مین حاضر تھے سب لوگ مردمان
جلو کہڑے دیکھہ رہے تھے ہاتی بیٹھا اور آپ سوار ہوئے دیوان وبشکار کو اشارہ
کیا وے خواصی مین آکر متمکن ہوئے سواری جلوریز ہوئی عقب پر امیر کبیر
شمس الامرا بہادر مرحوم اور عمدۃ الملک بہادر سرخ رنگ ایک عماری مین اور اقتدار
الملک بہادر اور تیغ جنگ محمد محی الدینخان بہادر ایک عماری مین سوار ہوکر متصل
بلا منفصل قطع راہ کرتے ہوئے برای العین سبھی وضع وشریف کے کہ
راستے دو طرفہ بھرے ہوئے تھے اور تمام دکاکین اور کوٹھیون پر خلقت خدا
واسطے مشاہدہ کے سرکرم نظارۂ فیل خاصہ داخل ایوان ریاست ہوکر روبرو
دروازۂ کوٹھے کے کہ جہان نشست گاہ امیر کبیر مرحوم کی ہی آکر بیٹھا خود بدولت
واقبال اترے اور کوٹھے کے مکان مین آکر مسند پر جو دہان پر ہمیشہ بچھی ہوئی

رہتی ہی تشریف رکھے انتظار صاحب عالیشان کا تہا جب وے آئے اکیس سر کر دے
ہمراہ اُنکے تھے دیوان پیشکار وامین مرحوم تالب حوض استقبال کر کے لے آئے جب زینہ
چڑہ کر دیے اوپر آئے عرض ہوئی آپ دروازہ کو تھے کا جو طرف دیوانخانہ
خلوت کے ہی روشن کر دا کر نخلے ملاقات مشاہدہ کی ہوئی آپ نے مسند جلوسی پر
رو بشمال جلوس فرمایا سید ہے طرف نواب سالار جنگ بہادر دیوان کچہ تفاوت سے
اُنکے راجہ نوندہر پرشاد بہادر پیشکار روبرو خود کے رو بقبلہ بائیں طرف صاحب عالیشان
محاذی دیوان پیشکار کے پشت بقبلہ اور امیر کبیر شمس الامرا بہادر مرحوم مع فرزندان
و نبیرگان پس پشت بوجب معمول مثل پرانی بیٹھے صاحب عالیشان نے مبارکباد کہی
پاندان حاضر تہا آیا صاحب لوگ تو پاندان لیکر مرخص ہوئے من بعد اول دیوان اور
پیشکار نے نذرین جلوس کی گذرانیں پہر امیر کبیر مرحوم مع فرزندان اور نبیرگان
پس امیر وامرا واہل خدمات دربار عام تہا کثرت خلایق کی نہایت جب سبکی نذرین
ہو چکین آپ فارغ ہو کر محلسرا میں تشریف لیگئے والدہ مکرمہ دلاور النسا بیگم صاحبہ کو
نذر دی عہدہ داران لین نے اکیس اضراب اتواب حسین ساگر تہنیت کی سر کیے
نقارخانہ سے مبارکباد یانہ کی بلند آوازہ ہوئی خلایق نے خوشی بے اندازہ حاصل کی
اَللّٰهُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِيْنَ بِطُوْلِ حَيَاتِهٖ وَارْفَعْ دَرَجَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَبْقَائِهٖ
وَقَوِّمْ عِمَادَ مُلْكِهٖ وَبِنَاءَ دَوْلَتِهٖ پس اتہائیسویں تاریخ ماہ مذکور نواب سالار جنگ
دیوان نے راجہ لالہ بہادر دفتردار کو ہمراہ لاکر نذر دلوائی من بعد تیسری شوال کو

دیوان تنہا باریاب ہوئے اور چوتھی کو وہ منصب ارلوگ جو متعین روشن الدولہ بہادر کے
تھے انکی یاد ہو کر حکم حضور کے رکاب کا ہوا اور پانچوین کو نواب سالار جنگ بہادر کو تھی کو
رزیدنسی کے جلوریز ہوئے اور ساتوین تاریخ تیغ جنگ محمد محی الدینخان بہادر عرف شلیصاب
حاضر خلوت مبارک ہو کر خریطہ پر لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے جو واسطے روانگی کے
تیار ہوا تھا اور چودہ سندین اور ایک کاغذ کچھ اور تھا ایسے جملہ سولا کو اعذات اپنے ہر خاص
روبرو اپنے ثبت کروائی اور چودہوین کو رزیدنسی دیوڈسن صاحب بہادر خانہ باغ
نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر مرحوم کی سیر کرتے ہوئے باغ جہان نما کا واسطے تفرج
فراج کے ارادہ کئے عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر مع تیغ جنگ بہادر
ساتھ تھے گلگشت خیابان سیاحت چمن وغیرہ سے فارغ ہو کر وہ تو فرودگاہ کو اپنے روانہ
ہوئے اور یہ ہر سہ ایران نامی داخل ایوان چونکہ دیے ایام غدر و بغاوت ہند کے
تھے یعنے بحر دانتقال غفرانمنزل کے اسی ہفتہ مین خبر یورش ہند کی بعض بعض کے
زبان پر جاری ہوئی اور ماہ شوال یعنی عید کی ملاقات مین تو جابجا اسیکا چرچا تھا
چند عرصہ مین جب اثر اسکا سرایت کر کے یہان بھی دماغ و دل مین مردمان بازاری بد
معاش کوتہ اندیشون کے پختہ ہو رہا تھا اتھا رہوین کو مکہ مسجد مین خاص طبعون نے چاہا
کہ صورت بلوۂ عام کی باندہین مگر خوف سے حکام سلطنت اور اہالیان دولت کے
اپنے مین آپ ہی کچھ سمجھکر خاموش ہو رہے خیریت گذری انیسوین کو امیر کبیر نواب
شمس الامرا بہادر مرحوم مع فرزندان تنہا باریاب ہوئے اور اکیسوین کو نواب سالار جنگ بہادر اور راجہ

نرند ہر پرشاد بہادر دیوان و پیشکار کا دربار ہوا نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر مرحوم و اعتقاد الملک
بہادر و مختار الملک بہادر حضور پرنور سے عرض کر کر انکو ملا دیئے اور شیخ محمد مقیم علاقہ دار نواب امیر
شمس الامرا بہادر مرحوم کی نذر حضور میں ہوئی اٹھائیسویں تاریخ ماہ مسیح ۲۸ حضرت قبلہ گاہ
کے بنارفاتحہ چہلم تشریف فرما ہوئے اور غرہ ذی قعدہ کو واسطے ادائے رسم سبزی کہندینے کے ذیقعدہ
کہ اس ملک میں اسکا رواج ہے اکثر ملوک بعد فاتحہ چہلم کے باغ کو مع زنانہ جایا کرتے ہیں غم و اندوہ
کو تفریح و تفرج سے بدلنے ہیں رنیت افزا زیبا باغ کے ہے اور اعتقاد الملک بہادر کو واسطے
بندوبست خلوت خاص کے حکم نشست کا شرف صدور پایا چنانچہ اعتقاد الملک ممدوح بندات خود
تا دروازہ افرائی سواری کے حاضر تھے دیوان اور پیشکار خواصی میں اور نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر
مرحوم اور عمدۃ الملک بہادر ایک عماری میں اور تیغ جنگ محمد محی الدین خان بہادر
عرف شبلی صاحب ایک عماری میں ہمراہ رکاب تھے کامل دو پہر توقف کر کے سواری کے وقت
سواری مبارک مراجعت کی داخل ایوان ہوئے بعد اسکے پہلی تاریخ ماہ جولائی کی
سنہ ۱۸۵۶ اسو ستاون عیسوی ندی پار چند شلک اضراب اتوار دو پہر کو بارہ بجے
سر ہوئے اور روز دوشنبہ ستروین شہر مذکور الصدر سنہ روان تیر ہوئیں
تاریخ ماہ انگریزی کی امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر اور عمدۃ الملک بہادر اور اعتقاد الملک
بہادر واسطے ملاقات صاحب عالیشان کے کوٹھی کو جلوہ نیر ہوئے اور بسوین کو نواب
سالار جنگ بہادر نے تیرا اسم بحرم قسم سواروں سے رسالہ اور نگ آباد کے کوٹھی کو بڑھے
صاحب پاس روانہ کئے اور راجہ شیو پرشاد اسدن حضور کی طرف سے امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم

پاس جاکر واپس آئے پس جو بسویں تاریخ روز دوشنبہ عشرہ اولیٰ ربیع الثانی سنہ ۱۲۴۳ ہجری اتفاق چار گھڑی دن رہتے
چار گھنٹے بجے پر دفعتاً علاؤالدین نام مولوی کا لباس اہل قرابت سے حافظ میر شجاع الدین صاحب
مرحوم علیہ الرحمہ کے اور چند اشخاص ایک گروہ جم غفیر بدمعاشوں کا ہمراہ لیکر گھر پر ظرہ باز خان
سرغنہ افاغنان روہیلون کے کہ مرد خانہ نشین تنہا آئے اور خان مذکور کو شریک حال اپنا
کیا پس کوٹھی پر زید نسبی کی گئے بجرد منتشر ہونے اس خبر بیہودہ وحشت اثر کے حضور پر نور
چونکہ نظر اوپر اتحاد سابق اور یگانگت لاحق کے رکھتے تھے اور عہود و مواثیق پر آباؤ اجداد
اپنے بدل قایم واسطے اطفاء نایرۂ فساد ہذا اور استحکام بنیان اخلاص و وفا کے حکم محکم
دیا کہ اونھے رو کو اور سزا دو ہر کارے اور لوگ سرکاری دیوانی اور پائگاہ کے واسطے
نایل ہونے اور تنبیہ کرنے کے دوڑے وے تو اس عرصہ مین جا پہونچے تھے بتر بصا نے جمعیت بلوائی
اور چونکہ طرف سے حضور وارکین ریایت کے خاطر جمع تھی کہا اونہے پوچھو کیا ارادہ ہے
بلوائی گھبرائے جواب سدھارا ایک ادنیٰ شلک مین کل دو گولے توپ کے سر ہوئے ہونگے
بلوائی سب فرار کر گئے چونکہ وقت شام کا تھا تاریکی شب کی روشنیدہ ہوگئی حکم حبست وجو کا
ہوا چند عرصہ مین مردمان سرکاری جو تلاشی تھے انیسوین کو طرہ باز خان مجاہد کو مجروح
مجاہد پور سے گرفتار کر لے آئے مدار المہام نواب سالار جنگ بہادر سالار قافلہ دانش و فرہنگ نے
خانہ باغ مین اپنے مشہور بہ بارادری نظر بند فرمایا پھر بعد ایک ہفتہ کے ساتوین ماہ ذیحجہ سنہ حال
دربار ہوا جناب عالیؑ اور دوسرے چار سرکردہ امیر کبیر نواسہ شمس الامرا بہادر مرحوم اور انکے صاحبزادے
عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر اور پیشکار راجہ نرندر پرشاد بہادر سبھی ارکان دولت

حاضر تھے دوسرے دن اوسکے امیر کبیر کو حکم ہوا کہ سپاہ صرف خاص کا دا خلہ دیکھیں امیر کبیر مرحوم
حسب الامر عمل میں لائے سب چیزیں ملاحظہ کرکے بحال فرمائے اور دستخط چہرون پر خورشید جاہ
بہادر کے ہات سے کروائی سوین تاریخ دیجہ کی روز عید اضحی دربار عام ہوا نذرین تہنیت کی گذرین
امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کو چیغہ رقم جواہر اور عمدۃ الملک بہادر کو پانچ پانچ قم جواہر اور سالار جنگ
بہادر کو چیغہ رقم جواہر شجاع الدولہ مختار الملک خطاب اور راجہ نرندر پرشاد بہادر کو راجایان راجہ
خطاب پنج رقم جواہر مرحمت ہوا پس بارہوین کو داخلہ جمعیت لین اور مرہٹون علاقہ بازبن الملک اقتدار
بہادر نے ملاحظہ کیا اور پندرہوین تاریخ گذشتہ سیف الدولہ میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ نے
رحلت کی پس اجہ سمبھو پرشاد کہ قبل سے فیض صحبت اور اثر ملاقات سے حافظہ میر
شجاع الدین صاحب مرحوم کے مایل طرف دین اسلام کے تھے اور دل سے ایمان لا چکا تھا ظاہر البا سہن
اہل کفر کے تھے درحالت مرض الموت آثار ردیہ اپنے مین پاکر بائیسوین تاریخ محرم الحرام کی ۱۲۷۴ھ
بارہ سو چوہتر مین مردانہ وار بے باکانہ معصیت کفر سے توبہ کی صیغہ بیعت کا پڑہا نار کو فی النار کیا
رتبہ اسلام کا رتبہ مین تالا شریک زمرۂ اسلام ہوئے غلام رسول کہلایا اور پچیسوین کو رشید الدولہ بہادر
دولتخانہ سے اپنے حسب الارشاد والا نعت الملک کی حویلی مین داخل ہوئے پس اتہائیسوین تاریخ ماہ منہ
کی راجہ سمبھو پرشاد یعنی غلام رسول موصوف سبکدوش تمامی معاصی سے طرف بقا کے سدھارے ہستی کا
بدر کیا داخل بہشت بریں ہوئے چوتھی صفر کو دولت سرا مین تیغ جنگ بہادر کے فرزند سعادت توام
فیض اللہ بخاری بہادر متولد ہوئے بطن سے سبحانی بیگم کے اور تولد کے چوتھے روز بیگم مزبور رحلت مائین
پس پندرہوین تاریخ ماہ منہ کی مطابق ساتوین ماہ انگریزی بارہ گھنٹون پر کیس بارشلک فتح

دہلی کے حسین ساگر مین سر ہوئے یہ مقدمہ نادر و عجیب ہے کہ اول بھی فہران انگریزی نے لیک صاحب
فرانسیس ملازم سندیہ سے ۱۸۰۳ اٹھارہ سی تین عیسوی مین چودہوین سپتمبر کو شہر اور قلعہ
دہلی کا خالی کروالیا تہا اور اب بھی ۱۸۵۷ اٹھارہ سو ستاون مین اجنبار سے ثابت ہوا کہ چودہوین سپتمبر کو
داخل ہوے اور بادشاہ سلطنت خاندان تیموریہ کو اختتام کر کے سترہوین اکتوبر کو ۱۸۵۸ اٹھارہ سو
اٹہاون جلاوطن ہوے رنگون کو گئے اور سترہوین ربیع الاول کو صاحب عالیشان دیوندر سنگہ صاحب بہادر
آئے دربار ہوا جواب خریطۂ سابق کا گذرانے انیسوین کو ماہ مذکور روشن الدولہ بہادر وہان سے
بھی جب الامرخصت اقامت کا بار کر کے کاظم علیخان کے مکان مین نزول اجلال کیا دوچیسوین کو
عہد بدولت فیل خانہ کے سوار حواصی مین امیر کبیر مرحوم و مختار الملک بہادر نقار خانہ کے دروازہ سے
برآمد ہوئے اور چوکین سے ہو کر تیج دروازہ سے شہر پناہ کے باغ عالیشان کا ارادہ کئے چونکہ
گذرگاہ کمان اور دیوڑہی پر سے امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کے ہتی جیسواری بہار کر
وہان پہونچی اور فیل خاصہ کاندہ بر و برابر دیوڑہی عمدۃ الملک بہادر کے آیا مہرالیہم نے
وزیر الدینخان عرف بہکاری میان اور مظہر الدینخان عرف شاہ صاحب ہر دو فرزندان بشیر الملک
محمد سلطان الدینخان بہادر مرحوم کی نذرین دلوائین اور جب جلوہ بدولت و اقبال داخل باغ
مذکور ہوے ستائیس سلک سلامی انواپکے سر ہوے پس وقت سہ پہر دروازہ سے علی آباد کے
داخل بلد ہو کر شاہ علی بندے پر سے بنجلی بیگم کی حویلی مین جو کلان دروازہ ہی روبرو افراے
دارالریاست ہوے جانا چاہیے کہ ابتداے جلوس مین ایکدوبار دیوان و بیکار کو خود بدولت نے خواصی
عطا فرمانے سے سرفراز فرمانا اور بعد اسکے جسوقت کہ امیر کبیر بہادر مرحوم حاضر ہوے اٹھ اور مختار الملک

بہادر کو مدام اپنی خواہی مین بہلاتے رہے ستائیسوین کو صبح سند موضع اللہ آباد گنجوتی اور
لوہارے کی حضور والا سے امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کو مرحمت ہوئی امیر کبیر مرحوم مین
عرض کی کہ اللہ آباد گنجوتی اقتدار الملک کو عنایت کرنا اور لوہارہ تیغ جنگ کو بموجب درخواست
حضور نے اللہ آباد گنجوتی اقتدار الملک کو عنایت کی اور لوہارہ تیغ جنگ کو عنایت کیا اور وقت
سہ پہر گذشت قبضہ نرمل کی عمدۃ الملک بہادر سے ہوگئی پس اٹھائیسوین کو صبح رونق افزا ایوان
حویلی کے ہوکر بعد مغرب مراجعت فرمائے ایوان ریاست ہوئے اور تا مراجعت امیر کبیر بہادر مرحوم کو
واسطے بندوبست خلوت ہمایون کے حکم نشست کا تھا اور امیر کبیر ممدوح مرحوم بھی بالذات آئے تنگ
سواری مبارک کے بذات خود حاضر تھے پس نذر یار کوتہی مین حسب الطلب ان نے تقریب اپنی شادی کی
قرار دی ساتوین کو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم مع عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر اور
تیغ جنگ محمد محی الدین خان بہادر اور مختار الملک نواب سالار جنگ بہادر مدار المہام اور راجا بہادر راجہ
نرندر پرشاد دعوتمین جا کر آئے اس سال چونکہ مولوی اکبر مکانین اپنے وعظ بہت دہوم دہام افراط خلائق
و فور روشنی درخت کانچ لنترن دیوار گیری سے کیا کرتے تھے مصرف ہونے سے مولوی صاحب موصوف کے نوین تاریخ دسوین
شبکو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم مع تیغ جنگ اور وزیر الدولہ خان عرف بکاری میان اور مظہر الدولہ خان
عرف شاہ صاحب بعد مغرب واسطے سیر کے گئے پالنسو ولی عنایت فرمائے اور گیارہوین ماہ منہ کی گذشت موضع
نارائن کہیڑہ حسن آباد کی امیر کبیر کو کہ اسوقت باہر نشستگاہ مین اپنی حاضر تھے عنایت ہوئی امیر کبیر مرحوم نے
عرض کیا نارائن کہیڑہ حسن آباد عمدۃ الملک بہادر کو عنایت ہونا بموجب درخواست حضور نے نارائن کہیڑہ حسن آباد
عمدۃ الملک کو مرحمت کیا چوبیسوین کو دیوان مختار الملک سالار جنگ بہادر اور امیر کبیر نواب

شمس الامرا

شمس الامرا بہادر مرحوم مع فرزندان اور پیشکار راجایان راجہ نرندر پرشاد بنا بر دربار
حاضر ایوان ہوئے چونکہ اس روز صاحب عالیشان نہ آئے دربار نہوا دوسرے دن انکے
چوتھی ماہ انگریزی بتریصا صاحب بہادر پانچ اسمون سے آئے خود برآمد ہوئے خریطہ لارد
گورجنرل صاحب بہادر کا گذرا پس تقریب سالگرہ کامزدہ سلامتی حضرت کا ہرچہار سو شایع
ہوا توپے اور جوڑے دیوان و پیشکار امرا نامدار کو تقسیم پائے چنانچہ اثنا عشرین کو
مردبہ چاندنے کشتی جوشیہ کی امیر کبیر مرحوم پاس پہونچائی انیسوین کو دیوان مختار الملک
نواب سالار جنگ بہادر نے مہندی ساتھ کمال ترک و آئین کے راستہ سے جانب غربی ضلع
تالاب برجملہ کے مہاراجہ بہادر کے جلوخانہ مین سے گذر کرکے آئے دیوانخانہ عالی مین
مجلس سور و سرور سالگرہ کی منعقد ہوئی سب ارکین باتمکین بالباس رنگین مع جواہر حاضر تھے
خوب ہنگامہ عیش و نشاط کا گرم رہا نواب شمس الامرا بہادر مرحوم نے یاندان عطردان نوشے کے عنایت
سے دیکر سبکو رخصت کیا دوسرے دن جشن سالگرہ کا بہت زیب و زینت کے ساتھ ہوا و قریہ پر
رات کو حضور غربی مکان خوابگاہ مین سب ارکین دولت جو حاضر خلوت تھے انمین سے دیوان
پیشکار امیر کبیر مرحوم مع فرزندان کو بادو فرمائے اور بعد گل پوشی اور سہرہ بندی کے عقد سالگرہ
دی گئی بات سے محی الدولہ وتہنیت یار جنگ وفقیر سد اسہاگ کے اور باریابون نے نذرین
تہنیت کی گذرانین بعد برخاست ہوئی صبح اسکی غرہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۱ دربار ہوا نذرین تہنیت کی
گذرین پرستہ بزرگان امیر کبیر مرحوم یعنی تیغ جنگ بہادر کو خورشید الدولہ اور محمد وزیر الدینخان
بہادر کو سبقت جنگ اور محمد مظہر الدینخان بہادر کو رفعت جنگ اور بعض ذی قرابت و رفقا کو

میر کبیر مرحوم کے اور بعض علاقہ داران سرکار دولتمدار نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کو خطاب اور
بقدر مناسب مناصب رحمت ہوئے جملہ اکست بشر نے اصل و اضافہ و مناصب ہزاری و صدی مع سوار و علم و
نقارہ و خطاب خانی و بہادری و جنگی و دولائی سے تفاخر حاصل کیا پانچوں کو دفعتاً مزاج امیر کبیر مرحوم کا
بگڑ گیا اسطرح پر کہ بعد خاصہ کے چند عرصہ گذرے پر حمام سے فارغ ہو کر استراحت فرما تھے کہ عین خواب میں
بلغم اکر رکا اور بغور قی ہو کر غش ہو گیا بجز دختر کے فرزندان و نبیرگان بعجلت تمام آ کر جمع ہوئے چونکہ فضال الٰہی
شامل حال تھا دو گھڑی کی بعد میں حضرت ہوش میں آ گئے انہوں کو بہ حضور طلب فرمایا اور بسکی وفر
مراجعت کی اکیسویں تاریخ کو قبر پر احمد علیشاہ دولہ اور درگاہ کو سوسی جا قادری شاہ سوسن کے جلو میں ہوئے
بعد فاتحہ و زیارت کے حضرت حسینی پاد جا قادری سے کہ سجادہ نشین وہاں کے ہے گفتگو فرما کے مراجعت کی پس
چوبیسویں ۲۶ تاریخ دو گھڑی دن چڑھے خاص محل نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کا استقبال ہوا اور بحشمت تمیری جماری
الاول کی ۷ بر یصاحب صاحب عالیشان مع داماد اور دوسرے امین صاحبوں کے لوگ واسطے تعزیت کے آئے اقتدار الملک بہادر نے
بیالہ ان کی نشست کے دروازہ تک استقبال کیا اور شمس الامرا بہادر مرحوم زینہ تک جو ترہ دیوانخانہ کے پیش آئے
اس نواب امین کو بیٹھنے کرسیوں پر عمدۃ الملک بہادر اور حضور رشید الدولہ بہادر اور حضرت حسینی خلد اللہ ملکہ و نیر الدیخان بہادر
بعد حسینی خلد اللہ ملکہ مظفر الدیخان بہادر سے ملاقات ہوئی بعد سے تعزیت اور استفسار حال جماری و فلاح دہرہ کے حضور سے
بعد سے تعزیت بادصبا کی دو الفقار الدولہ بطرف حضور عالی حضرت کے آئے شمس الامرا بہادر مرحوم نے
بیالہ دروازہ تک سے اپنی استقبال کیا دیوانخانہ تک لے آئے مسند پر بٹھلایا آپ مع جملہ فرزندان
و نبیرگان روبرو بیٹھے اور ذوالفقار الدولہ بہادر ذکر تیغ بازی وغیرہ کا حضور رشید الدولہ بہادر سے کرتے رہے
من بعد وہ تو اپنے مکان کو رونق افزا ہوئے اور شمس الامرا بہادر مرحوم حاضر حضور حضرت نے سفید دوشالہ

عمدۃ الملک

عمدۃ الملک بہادر کو بعزت کامرخصت کیا اور سواہیوں کو کہ شامل ہوئی کہ رستم الدولہ قصبہ ملکیر میں قتل ہوئے

بیسترویں کو وقت صبح مطابق چوتھی جنوری علی الصباح حضور تو برہنہ صاحب قدس سرہ کی درگاہ کو تاکر مراجعت

فرماہوئے اور چار بجے پر صاحب عالیشان بہادر اور چند صاحب لوگ معہ شمل صاحب بہادر نوواب کے سیر خانہ باغ

امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کے سیر ہو کر جہان نما کا جب ارادہ کیا آقدار الملک بہادر مع خورشید الدولہ

بہادر سردو امیر ہاتو قبر ہمراہ ہوئے بعد چند ہوئیں جمادی الثانی مطابق تیسویں جنوری ثانیاً بتر یصاحب

بہادر مع دوسرے صاحب لوگ پالی لوگ خانہ باغ و باغ جہان نما کی سیر کو بدستور آئے اور روانہ ہوئے

اور بائیسویں ماہ مذکور کی حضور حویلی پرانی حویلی میں تشریف فرماہوئے صبح کے وقت عماری کے سوار خواصی میں

امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر جلوہ ریز ہو کر داخل فرحت محل ہوئے بائیسویں کو ایک فقیر باشندہ راجدار حان

پیشہ کا ایک تیلے پر ضرب بندوق سے ایک مرد اجنبی کے مارا گیا چونکہ دامنین اوسکے ایک درویش حسین علیشاہ نام حضور

رہا کرتے ہے اور نزدیک انکے اجماع اوباشوں کا تہا محل عتاب میں حضور کے آئے بار یابی موقوف ہوگئی اور تیئسویں کو راجہ

شوراپور کا وطن ہے اپنے فرار کرکے بنابر پناہ داخل دیوانی ہوا اور عرضہ جسکو سونا جی پنڈت پیشکار راجہ رامان

کی معرفی کی عرض ہوئی اور پانچویں کو شعبان کی مولوی محمد مسیح رفیق صاحبزادگی جو نیابت سے قضاعت کے مامور ہوئے

اور چونکہ وہ روز نورد کا تہا سر بار دیوان ماہ پیشکار اور امیر کبیر مع دوسرے اشخاص مثلاً مدبر جنگ عبداللہ بن

علیخان سیف الدولہ اور جانباز جنگ عمر بن عبود خان بہادر شمشیر الدولہ اور فریدون جنگ خلف حیدر الدولہ اور منصور جنگ

انتظام الدولہ خطابات سے ۱۹ والا ہی کے سرفراز و ممتاز ہوئے پچیسویں کو تصدق حسین نام کائی بیرون لعل دروازہ کو

جرم سے مار ڈالنے ایک فرنگ سوار کو آلور کے نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر نے ہمراہ سوار دیوانی کے

شوراپور کو بھیجا دے پچیسویں کو ماہ مذکور کی نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر عازم دولت سرا ہوئے

ماہ جمادی الثانی

۵ ربیع الاول

چونکہ قبل اسکے دعوت تقریب ضیافت جلوس کی حضرت نے قبول فرمائی تھی اور سواری
تیار بجز اضافے کے برآمد ہو کر عماری کے سوار خواصی میں دیوان پیشکار متوجہ ہوئے اور کاشانہ کو معز
الیہم کے قدوم میمنت لزوم سے رونق تازہ اور معز الیہم کو مسرت بے اندازہ سے شاد کام فرمایئے
معز الیہم نے متعلقات تمام رسوم ضیافات کے مودی کئے بہت سے تحایف و نفایس گذرانے امرا غرا باہر حاضر
رہے انواع اطعمہ سے بہرہ وافی حاصل کیا تین دن تک حضرت مہمان رہے ہر چوتھے روز اتاسیوین
تاریخ اسی ترک و احتشام سے مراجعت علیین آئی اور بعد کے گیارھویں کو مضان کی مطابق چھبیسویں ۲۶ رمضان
اپریل ماہ انگریزی پیران چڑھے رزد عماری کے سوار خواصی میں امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم بقریب ضیافت
جلوس والا کو تھی رزید تسنی کو جلوس ہوئے اور دھان سے ہر کو بعد فراغ باغ لنگم پلی میں نزول اجلال
فرمایا امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم اور اقتدار الملک بہادر تو پر دانگی سے بلدہ کو حضرت کے اور عمدۃ
الملک بہادر ہمراہ رکاب رہے پس چار دن وہاں اقامت فرما کے چودھویں کو داخل دولتخانہ ہوئے شوال ۱۴ شوال
مطابق سال دوم جلوس والا عید فطر کا دربار معمولی ہوا امیر الامرا جمعدار اقاضی مفتی کوتوال بیکی ندرین سال دوم جلوس
حضور تو دیوان پیشکار امیر کبیر مع فرزند آدینہ گان و چند امرایان وغیرہ کی حویلی اور باغ کل ریاست کی امیر کبیر کے
ہاتھ سے لوائی چوتھی شوال سپہ راجہ رام بخش سیتو رد اسطے نذر امیر کبیر شمس الامرا بہادر مرحوم کے
آئے اور پانچویں کو پروانگی سے نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر واسطے سیر سرور نگر کا ارادہ فرمائے
رہے نویں تاریخ وقت شام لالہ بہادر دفتردار مال اسہال سے موے اور دسویں کو امیر کبیر نواب شمس الامرا
بہادر مرحوم اور عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر اور خورشید الدولہ بہادر واسطے
دعوت ضیافت جلوس کے حاضر خلوت مبارک ہوے حضور نے قبول فرمائے انیسویں تاریخ تشریف ۱۹

فرمایا ہوئے

فرما ہوے چار روز رونق افزا رہے مسرور و مبتہج فرما بیسوین تاریخ اس سال آغا زمستان
کا بخیر سے مرگ کے ہوا اور پچیسوین تاریخ تولد صاحبزادۂ محمود مولود مسعود کا بطن سے
محبوبی کے عرصۂ بروز مین آیا غلغلہ اس جشن سرور کا تمام بلدہ مین چالیس دن تک جلوہ گر
رہا امیر امرا جمعداران قوم عرب وفقرا وغیرہ حسب استعداد اپنے اپنے منجگذرانے گہوارے
نقرئی برتے دہوم دہام نوبت ونقارہ ونشان لین وغیرہ سے لے آئے بہت تکلف رہا نام مولود
بذا کا میر اقبال علیخان بہادر رکھا دوسری ذی قعدہ مطابق جودہوین جون ربار ہوا صاحب
عالیشان مع ستارا اسم آئے امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر اور دیوان نواب مختار الملک
سالار جنگ بہادر اور پیشکار راجایان راجہ نرندر پرشاد رہا در سب اہل کار حاضر تھے
پس اکیسوین تاریخ ماہ مذکور موافق تیسری جولائی ماہ انگریزی ۱۸۵۵ء اٹھارہ سو اٹھاون عیسوی
نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر نے انگریز صاحب لوگون کی ضیافت کی بائیسوین کو علی
الصباح نماز کے وقت جناب رئیس الملک سلیمان جاہ بہادر بسبب ضعف ہونے دہات انکے موضع
کاریوکلی وغیرہ آرزدہ خاطر ہو کر باغ کو اپنے جو کنارہ پر ندی کے بیرون دروازۂ پل جدید واقع
ہی جاکر قیام کئے نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر سنکر فہمایش کہلائے جناب موصوف نے
بذریعہ ایکا مانا رضامند ہوے چار گہڑی رات گذرے مراجعت کر کے داخل دولتخانہ ہوے
پہر سات بین دنیچہ کو مطابق بیسویں اگست کی کوٹھہ کو بارود کے حسین ساگر مین خود بخود آگ
لگی پانچ چھے فرنگی لوگ دو چار آدمی اور قوم کے ضایع ہوے اور دسوین کو بیدہی حضور
مذکور دیوان پیشکار امیر کبیر مع فرزندان اور بیرگان وغیرہ کی آپ لی اور بسبب یہ

ماہ ذی قعدہ

ماہ ذی حجہ

امیر کبیر کے بات سے لوائی چونکہ بعد غدر بادشاہ دہلی کے اوٹہائے گئے تھے سکہ اونکا
بے مناسب پتا اس لئے ان روزون حکم تبدیل کا حیدرآباد مین نام نامی پر حضور کے
پیشگاہ سے لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے رسیدنت بہادر پر پہان کے آیا تہا اور عرض
اس امر کی استصواب سے نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر دیوان کے ہو چکی ہتی
پس انیسوین ۱۹ تاریخ محرم کی ۱۲۷۵ھ بارہ سو پچہتر امیر کبیر شمس الامرا بہادر بذات خود تنہا
بار یاب ہوکر صلاح نیک قبول فرمانے اس امر کی دی حضرت نے بمقتضا اجابت کیا پس سکہ
بہادر شاہ بادشاہ غازی کا موقوف ہوکر ایکطرف نظام الملک آصف جاہ ایک سمت کو
ضرب حیدرآباد قرار پایا اور تیسرا عدد بیانو لفظ محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم زیب رقم کیا
پس اس روز سے اس سکہ نے رواج پایا اور حالی مشہور ہوا حال آنکہ رواج حالی کا
وقت سے غفران منزل کے ہتا کہ اسکی اجازت خود نے دی ہتی مگر سکہ بہادر شاہ کا ہتا
الحمد للہ تعالی حضرت کو بادشاہ شش صوبہ دکن کا فرمانا بہ خوبی خوش نتی کی ہے
اور نواب مختار الملک بہادر کو وزیر اعظم اور اسی ماہ اسی سن مین اقتدار الملک بہادر نے
راقم کو ایک منزل میانہ سے سفر زکیا اور سلخ ماہ مذکور شنبہ کو خوب بینہ برسا چونکہ رود
موسی کو طغیانی ہتی حضرت صبح تشریف فرما برانی حویلی ہوئے اور وقت مراجعت دنان سے
بارادری مین ابوالقاسم میر غلام بہادر مرحوم کی عماری کے سوار خواصی مین خورشید الدولہ
بہادر نزول اجلال فرمائے نوی کی سیر کی بعد مغرب داخل ایوان سلطنت ہوئے پس ساتوین
صفر کو ایوان دولت مین نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کے دختر نیک اختر کی ولادت ہوئی

اور سنا تو ہین کو بالکسن نام بیٹا بالکسنہ متوفی کا اپنی اور اپنی چچا کی زوجہ ہر دو کو زہر دیا
اور باقی ماندہ آپ بھی کھا لیا سو یہ ماجرا کہنا کر کے پیش قبض سے اول اپنی جورو کو
مار ڈالا بعد آپ بھی مار لیا اور دسمبر تاریخ خود بدولت تلجارام خزانچی کو مع برادر اوسکے
امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر یاس روانہ فرمائے کہ اس سے حساب سرکار کا سمجھین من بعد
بتیسمین تاریخ گردشات دوران سے زمانہ کے وہ مولود مسعود صاحبزادہ محمود کہ جنکا ذکر
ہو چکا دفعتاً بیماری سے ام الصبیان کی رہگرا خلد کے ہوے مکہ مسجد مین لاکر غسل دیا
کفنایا پس پرنبہ صاحب قدس سرہ کی درگاہ کو لیجاکر دفنایا بعد مغرب نواب شمس الامرا
بہادر مع فرزندان کوٹھے کے مکان مین آکر مراتب تعزیت کے موداکئے صبح مختار الملک
نواب سالار جنگ بہادر نے بھی حاضر ہوکر رسم پرسہ کی ادا کی اٹھارہوین کو آسمان پر
ستارۂ ذوذنب نمایان ہوا اور بستروین کو ربیع الاول کی پہر دربار ہوا اس وقعہ نواب
مختار الملک سالار جنگ بہادر کی سواری مین اندرون دروازۂ نقار خانۂ عالی کے سوارون اور
عربون مین کچھ تکرار ہوئی کسو کے گھوڑے نے دلات ماری اُسنے کچھ مُنہ سے بُرا کہا بات
بڑھی تلوار چلی ایک گھوڑا دو سوارتین عرب ناحق مارے گئے دو چار زخمی لوگون نے بیچ بچاؤ
کر دیا اور پہلی تاریخ نومبر کی سنہ الیہ مطابق بتیسوین ماہ مذکور اشتہار نامہ بابتہ خلعت عمل کمپنی
بہادر اور ترویج عملداری خود سلطانیہ ملکہ کا کوٹھی مین زریدنسی کی پڑھا گیا نواب مختار الملک
سالار جنگ بہادر دیوان اور نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر مع فرزندان سب البلدہ سے اور تمام
افسران سرکار دالوں کے جمع ہوے اور چوبیسوین کو بڑے صاحب اور پانچ صاحب لوگ دوسرے

ماہ ربیع الاول

آئے اور سر دربار خلعت لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا گذرانا اور دسویں تاریخ نوچہ کی
مطابق تیسری ربیع الثانی کی روز چہارشنبہ دعوت ہوئی وقت شب بعد مغرب امیر کبیر نواب
شمس الامرا بہادر مع فرزندان اور دیوان مختار الملک نواب سالار جنگ بہادر اور پیشکار راجا
راجہ نرندر پرشاد بہادر سب کوٹھی کو جلوہ ریز ہوئے ناچ ہوا خوب آتشبازی چوتھی حسب الحکم کوٹھی
سے الوان اور حسین سا گرتک روشنی ہر ہر مکان میں بقدر استعداد اسکے تھی خود راقم
بچشم خود دیکھا ہی سواری کے ساتھ تھا بہت لطف دیتا کثرت خلائق کی تھی پانچوین
تاریخ حضور پرانی حویلی کو سدھارے عمدۃ الملک بہادر اقتدار الملک بہادر خواصی میں
تھے اُن ہی روزوں چرچا آنے جمعیت نامار او باغی کا شہر میں تھا اور بس اور سولہوین کو
جب پرانی حویلی سے مراجعت ہوئی فقط اقتدار الملک بہادر خواصی میں تھے اور پچیسوین کو
پھر پرانی حویلی کو سواری ہوئی آئے وقت اقتدار الملک بہادر اور خورشید الدولہ بہادر
ہمراہ امیر خواصی میں تھے پس گیارھوین تاریخ دسمبر کی سنہ ۱۸۵۸ء اٹھارہ سو اٹھاون مطابق چوتھی
جمادی الاول جواب خریطہ کا جو تیار ہو کر آیا تھا حسب دستور اقتدار الملک بہادر کے اور اپنے
روبرو صندوق مہر خاص کا کھلوا کر نقش نگین ثبت کئے اسی عشرہ میں راجہ رام بخش نے
اپنے فرزند کی شادی کی پس اول ماہ جنوری سنہ ۱۸۵۹ء اٹھارہ سو اُنسٹھ عیسوی پچیسوین
تاریخ شب گذشتہ شرف الدولہ ابن سیف الملک بہادر مرحوم عرف میر بادشاہ
حویلی سے اپنے پدر کے راہی ہو کر خانہ باغ کے مکان میں بیٹھے پاس آرہے چونکہ اُن دنوں
گذرے

گذشتہ یکے علی الصباح عمدۃ الملک بہادر و اقتدار الملک بہادر و واسطے استقبال کے شہر سے
برآمد ہوئے کوٹھی پر سے گذر کر میدان حسین ساگر پر سے ہوتے ہوئے موضع بوین پلی پر خیام
و خرگاہ مین اپنے نزول اجلال فرمایا شب مقام کئے دوسری صبح کو ساتوین تاریخ جنوری
کی موافق غرۂ جمادی الثانی آٹھ گھنٹے پر میدان مین کمندر انجیف صاحب بہادر مع سردارا ن
ہمراہی انکے اور ان امیرزادگان نامی برادران جانی سے ملاقات ہوئی اسطرح پر کہ وہ
چوگے مین سوار تھے بجو دمتابعہ کے اترے یہ بھی گھوڑے چھوڑ دے میدان ہوکر ملے معانقہ
مصافحہ ہوا پہر ایک بگی مین عمدۃ الملک بہادر اور کمندر انجیف صاحب بہادر آگے اور ایک بگی مین
اقتدار الملک بہادر اور دوسرے بڑے افسر اس طرح پر ملے ہوئے باتین کرتے کوٹھی کو آئے
وہان بڑے صاحب بہادر سے ملاقات ہوئی کمندر انجیف صاحب بہادر وہان قیام
کئے اور یہ ہر دو امیران نامی پاندان عطر کی شیشیان قبول کرکے مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے
دسوین کو دعوت ضیافت کی آئی نواب شمس الامرا بہادر اور عمدۃ الملک بہادر اور
اقتدار الملک بہادر مع خورشید الدولہ بہادر بعد شام روشنی سے سوار کوٹھی کو گئے
ضیافت قبول کی اسی رات کے بعد التفات مراجعت کا ہوا پہر آٹھوین کو نواب مختار الملک
سالار جنگ بہادر نے کمندر انجیف صاحب بہادر کی دعوت کی پس گیارہوین کو پانچ گھنٹے
بجے صاحب عالیشان رسیدنت بہادر اور کمندر انجیف صاحب بہادر مع اور چند صاحب لوگ
کی لی لوگ دولتخانہ کو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کے باغ جہان نما مین ضیافت کھانیکو
گئے بعد تناول طعام و ملاحظہ رقص و اتشبازی کے مرخص ہوئے بارہوین کو پہر دربار ہوا

اس دربار مین ایک انگشتری الماس کی نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کو عنایت ہوئی
معزالیہم نے نذر دستی گذرانی اور تیرہوین[13] کو شب گذشتہ طرہ باز خان فراری ہو گیا
انتالیسوین[19] کو دیہات مین بندوقچی لوگ زمیندارون کے خان مذکور کو جان سے مار کر سر[23] لیکے
وقت دیوڑھی پر نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کے لے آئے حکم ہوا گارد سے
انتیسوین کو کنور ایچ صاحب بہادر روانہ ہوئے من بعد پچیسوین[25] کو صاحب عالیشان آئے
اور حضور سے ملکر واسطے کسوار کے بنابر ملاقات لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے چھبیسوین[26] کو
ہفت کی ایسٹیمر سے مچھلی بندر کے طی مراحل کر کے صاحب بہادر موصوف سے
جا ملے اور چھ ہفتہ کے عرصہ مین مراجعت کر کے دوسری تاریخ شعبان کی بہر داخل فرودگاہ
اپنی ہوئے اور چوتھی تاریخ اس ماہ کی نصیب اعدا خود بدولت کو کچھ دست بدمزگی
مزاج کے آگئے ہے الحمد للہ بعد رجعت ہو گئی امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے
یانزدہ روپلی گیارہ اشرفیان تصدق بھجوائین علی ہذا دیوانی دیسکھی سے بھی تصدق
داخل ہوا اور پندرہوین[15] مارچ مطابق نوین شعبان روز سہ شنبہ خوانگاہ مین دربار
ہوا تر یصاحب اور چند ہمراہی انکے معمولی گیارہ گنیے پر آئے ارکان دولت سب
حاضر تھے اس روز کہ مزاج وہاج حضور کا اگرچہ بسبب کسلمندی طبیعت کے بدمزہ تھا لیکن
رسیدنت تر یصاحب بہادر نے بہت خوش یا باکمال فرحت سے ہنستے ہوئے باتین کین
اور چونکہ رسیدنت بہادر کو صدر سے حکم تھا کہ حضور پرنور کو اطمینان کرنا کہ لارڈ گورنر
جنرل بہادر کہو احسانات حال کو اپکے فراموش نکرینگے سمع اجلال مین ہوئی خر بیط

لارڈ گورنر صاحب بہادر کا گذرانا منشی یہ وہ سب پڑہ کر سنایا بہت تفریح
کا دربار ہوا پس اتہا ۱۱ روین کو نوروز کی تقریب قرار پائی اس دربار مین
راجہ رام بخش بہادر بھی حاضر تھے موافق معمول نذرین ہوئین اور پانچوین
رمضان خورشید الدولہ بہادر خلوت مبارک مین حاضر ہو کر خریطہ پر لارڈ
گورنر جنرل صاحب بہادر کے ہر خاص ثبت کی من بعد حکیم ابراہیم صاحب اور
محمد باز خان جمعدار گیارہوین کو بلد سے خارج ہو کر روانہ جاگیرات ہوئے اور
بارہوین کو مدار المہام دیوان مع شکار آئے دربار ہوا پھر خود ۱۲ ہوین
وقت شب مرد ہے چاند نام سرکردہ چوبداران اور متعلقان مومی
الیہ کے معاف سبکا اخراج ہوا اور مسماۃ منیر النسا بیگم صاحبہ قرات در
حضور زوجہ نگل بادشاہ مغفور کی رحلت ہوئی اسفندار الملک بہادر
تمامکو مردانہ مین تا مکہ مسجد اور محتشم الہیم کی صاحبزادی کلان ہمشیرہ
زادی غفران منزل کین کہ ہو بگیصاحبہ مرحومہ کی ہوئی ہین زنانہ
مین واسطے تعزیت کے گہر آئے انیسوین ۱۹ کو تاریخ بدل ہو کر
بیسوین ۲۰ قرار پائی من بعد اسی روز عظمت جنگ بھی شہر سے خارج
ہوئے اور بعد ایام عید الفطر سنیہ مطابق سال سوم جلوس والا ماہ
شوال ماہ جمیلہ نے طرف سے حضور کے پیغام خورشید الدولہ بہادر کی نسبت کا
اقتدار الملک بہادر پاس ہو پہنچا چنانچہ تمامی کیفیت من وعن اوسکی زینت پذیر

ماہ رمضان

ماہ شوال سال سوم جلوس

ہوگئی پس پچیسوین تاریخ رسم شربت خوری خواستگاری کی عمل مین آئی
اور اُسی روز پختہ مرگ کا ہوا پس انتیسوین کو موافق دوم جون ماہ انگریزی
دختر نیک اختر شیر خوار نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کا انتقال ہوا اسکے کو
سرفراز جنگ ثانی عرف سید صاحب طرف سے امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کے
واسطے پرسہ کے گئے اور غرۂ ذی قعدہ دلاور نواز جنگ محمد خان بہادر کے پوتے ساتھ سو
سوار کے رسالدار چھے سو روپے ماہوار ذات مع صفات چار لاک کا ملک نوازے
ہوئین سے مہاراجہ راجہ چندولعل بہادر کے چھوٹے بیٹے اُنکے قایم مقام پدر ہوئے
اور چھوتھی تاریخ مولوی علاو الدین مفرد ری سرغنۂ مردمان بلوائی کو جمعیت دیوانی
کی محل پلی سے گرفتار کرلے آئی اور چھٹی کو منجلی صاحبزادی خاص محل امیر کبیر نواب
شمس الامرا بہادر کین مسماۃ سردار بیگم ناکتخدا جو کئی روز سے علیل مزاج تھین رحلت
کین بہادر موصوف تو مکہ مسجد سے نماز پڑہ کر واپس آئے ہر دو برادر و برادر زادگان
ہمراہ جنازہ درگاہ تک گئے روز فاتحہ زیارت طرف سے حضور کے رفیع الدولہ ابن حیدر
علی اللہ خان بہادر واسطے پرسہ کے روانہ ہوئے اور مراسم تعزیت کے موذی کئے
پس چھبیسوین تاریخ علاو الدین مذکور کو دیوانی سے کوتہی زرید نسی کو لیگئے اور
گیارہوین دیجہ کو ایک صاحبزادی حضور کی جو بطن سے حسین پی پی کے ہوئی تھین انتقال
کین اور غلام حسن خان صوبہ دار ایلچپور بھی جو چند روز سے بلدہ مین حاضر حضور تھے ہوئے اور
تقریب شادی بمنت آبادی بڑی صاحبزادی حضور فیض گنجور کی خورشید الدولہ بہادر ابن

اقتدار الملک بہادر

اللہ یار الملک بہادر نبیرہ امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر سے اغاز ہوئی تمنا خواہوں کی برآئی
ہوا
ان شاء اللہ تعالیٰ اگے چلکر حالات تجلات و تخلفات کا ادکے بیان ہوگا اور بارہوین صفر ۱۲۷۶ بارہ
۱۲ صفر
سو چھتر کو راجہ سیتا رام ایان اجل طبعی سے فوت ہوئے اور چودھوین تاریخ ماہ مذکور نواب مختار
۱۴
الملک سالار جنگ بہادر نے واسطے خیر خیریت امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کے ہر بیر
جھوکر علامی الدین نام شاگرد پیشہ ابن محمد حاجی کو مقرر فرمائے سولہوین کو سردار علیخان
۱۶
پسر بندہ علیخان بھی ہوئے اور سولہوین دسمبر مطابق اٹھائیسوین صفر تاریخ مذکور صاحب بہادر
مع بی بی صاحبہ انکی جو بنا پر ہوا خوری گئے ہوئے تھے داخل کوٹھی ہوئے اور دوسری
ماہ ربیع الاول
تاریخ ربیع الاول کی شب گذشتہ دیرہ اینچ مینہ برسا اور بارادری میں میر عالم بہادر
مرحوم کی بجلی گری پندرہوین تاریخ امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مع فرزندان حاضر حلوت
مبارک ہوکر دعوت پانچوین چالے کی عرض کروائی حضرت کو اطلاع ہوئی قبول فرمایا دوسرے
روز سے پہر کو رسم مع اسباب جہیز روانہ کئے اور خود بدولت شبکو میانہ کے سوار ملتفت
افزا ہوئے شبکو تشریف رکھے صبح بخیریت داخل دولتخانہ پس نوین نومبر سنہ ۱۸۵۹
ماہ ربیع الثانی
اٹھارہ سو اونسٹ عیسوی مطابق پانچوین ماہ ربیع الثانی حسین ساگر میں سورت ہوئی
نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر واسطے ملاحظہ کے تشریف فرما ہوے اور غرہ ماہ
ماہ جمادی الاول
جمادی الاول کو محل میں حضرت کو بطن سے موتی بائی کے صاحبزادی مسماۃ سراج النسا بیگم
متولد ہوئیں اور بعد تولد ہونے صاحبزادی ہذا کے والدہ صاحبہ انکی اس جہان سے گذرین
پس سکے ماہ حال مظفر الملک میر فتح علیخان بہادر مقدمہ پر ایک باغ کے بدغزہ ہو کر چند

آسامیان مدار المہام کین گرفتار کرلین اور اسپر اکتفا کرکے ایسے آمادۂ فساد ہوئے
کہ پانچوین تاریخ جمادی الثانی کی چونکہ مکان اونکا دربار و بادشاہی عاشور خانہ محاذی
جلوخانۂ نواب مختار الملک بہادر کے ہی ضرب بندوق سے بدست خود چند آدمیون کو
مارڈالا منجملہ ان کے امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کو اطلاع کیا نواب ممدوح مع ہر دو فرزندان
کوچکے مکانمین اپنی نشست گاہ پر آبیٹھے جب حضور سے یہ مقدمہ عرض ہوا نواب مختار الملک بہادر
سالار جنگ سے کہلایا ایسا کرو کہ تمکو تاسف اور ہمکو رنج نہو چنانچہ نواب مختار الملک سالار جنگ
بہادر کہ بس عقیل اور دانشور خیر خواہ سرکار منتظم روزگار ہین ایسا ہی کیا اور صاحبزادے
بہادر چند روز بگڑے رہے اور ہر چہار طرف انکی حویلی کے محاصرہ سرکاری سپاہ کا
رہا بعد فرو ہونے غصہ کے سمجھے اور فہمائش کو نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کی
مانا آسامیان بیجوادین اور روہیلے عرب جوان جو جو پاس تھے سبکو حوالے سیف
الدولہ بہادر کے کر دیا فیصلہ ہو گیا سپاہ برخاست کر گئی امیر کبیر اپنے دولتخانہ کو
تشریف لائے اور باریون کو دو قطعۂ مخمس اور تین قطعہ اقرارنامہ جگناتھ سرشتہدار
اور کشن پنڈت کے جو نزد بک صاحب عالیشان کے دفترخانہ سے امیر کبیر نواب
شمس الامرا بہادر کے گئے ہوئے تھے واپس آئے اور نواب صاحب ممدوح نے دیے
قطعات حوالے غلام محی الدین کے کرکے نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر پاس
بیجوادئے اور اخبار سے ہندوستان کے ایسا منکشف ہوا کہ وہان جوالا پرشاد
کارندہ نانا کا اور بندوسنکہ صوبہ دار مع دو سو سوسات باغیون کے آج پکڑے ہوے

آئیے اور یہ بھی واضح ہوا کہ بندہ رو ین تاریخ دسمبر کی کیتان ہیل صاحب نے کورکیا کے لشکر سے
مراجعت کی اور نانا راو اور بالا راو اور اسکے بانجے کے مرنے کی خبر کو بادر کیا اور دیوی
بخش کمندان والا اور مرکت سنگھ باندے والا اور پہروان سنگھ اعظم گڈہ والا اور گلاب سنگھ
بڑوا والا اور بھی مادھو سنگھ کرکیا والا اور بلبھم اللہ کانپور والا اور خان علیخان لکھنو والا اور
خدا بخش اور دوری لعل اور ہردیو پرشاد جکلہ دار یعنی تعلقہ ارحیدرآباد کہ اس نام کا وہان
ایک موضع ہے ایسے ایک سو اسی باغیون نے اپنے تئین سپرد کیا اور خان بہادر خان
اور مہو خان دو سردار بیگم لکھنو کل کے روز لکھنو مین طوق در بجیر ہوے اور دو بے
دو نوسخت بیمار اور جستہ حال ہین اور دو لاسنگھ باغی مقدم بے سرکار مین عرضی
واسطے قبولیت کے دی یہی ارشاد ہوا اشتہار نامہ دیکھے اور حکم ہوا ہی کہ حکم عدالت کا
بادشاہ اودہ کے گھر پر جاری رہے بالوشنکر نام بنیا لالہ جو نارپرشاد کا کہ عقط اسنے قسم سے
مہاجنون کی دکانون سرکار کی لیا تھا جب وہ ملنے کو آیا گیارہ توپین سلامی کی سر
ہوئین اور ایک سرپنچ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر نے اپنے ہاتھ سے اوسکے سر پر
باندہی اور گیارہوین ماہ مارچ کو دو سو تیس قیدی آئے اور بارہوین پانسو پچاس
اور بلوان سنگھ باغیون کا پیچھا کر کے دو سو پچاس آدمی مار ڈالے اور جتنے آدمی اوسکے
بھی مارے گئے اور عظیم اللہ مشیر نانا کا بھی بیماری سے مرگیا اور جنگ بہادر دیوان
نیپال نے تین تیس آدمی برکانون پر بتہلا دیئے ہین تا غدا باغیون کو نہ پہونچے اور جو
ادہر سے آئیے اوسکو پکڑ لین اور تانیا کے مرنے کی خبر مہو خان وغیرہ کو بسبب ہونے رہتون کے

تھی سرکار والے چاہتے ہین کہ یہ آپ موت نہ مرے تو ہی تا پھانسی دیجائے ورنہ لاشین
لٹکا دینگے اور اکری کی قوم نے کچھ بچہ والی کو شکست کامل دی اور بوری بندا بیرسات سو
مسلمان قید ہین فرانسیسون کے آنے بعد اوسکے ایک اخبار سے ولایت کی ظاہر ہوا کہ اب فساد
ہندوستان کا رفع ہوگیا کہ لشکر جنگ بہادر کا مع مغرالیہ نیپال کے جنگل اور پہاڑون سے
واپس آیا کل پچاس یاسات باغی رہ گئے ہین فقط ایک بیگم کسی قلعہ مین ہے وہان
والے اسے نہین دیتے اور انگریز صاحب لوگ بھی طلب نہین کرتے وہ عورت ہی اس سے
اغماض کیا اور فیروزشاہ بندیل کھنڈ کے جنگل مین چار سو آدمیون سے ہی سب لوگ
اوسکے منتشر ہوکون مرے ہین اور بیمارون مین مبتلا تر کی تمام ہوئی ہم کو سر کیاپس اکیسوین
کو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر واسطے تبدیل آب وہوا کے مع محلات جہان نما کو
رونق بخش ہوئی وہان مزاج دولہن شہزادی بیگم صاحبہ مدظلہا یعنے صاحبزادی حضور
محل مرحوم رشید الدولہ بہادر کا بدمرہ ہوا حضور اسنے فرما کر چھبیسوین تاریخ تشریف
فرما ہوئے اور صاحبزادی کو خلوت مبارک مین ہمراہ اپنے لے آئے خوشدامن صاحب
بہی یعنی صاحبزادی سکندر جاہ بہادر کلان محل اقتدار الملک بہادر مع دختران ساتھ
کیلن صاحبہ کے مہمان ہوئین بفضلہ تعالی جلد خیریت ہوگئی بعد صحت محل کو شوہر کے قدوم
میمنت لزوم سے اپنے جلوہ تازہ بخشا اور دوسوین فروری مطابق ۱۷ رجب تاریخ صاحب
بہادر نے واسطے تبدیل آب وہوا کے پندرہ مہینے کی رخصت لیکر نہضت کی اور تیسوین ظل اللہ
واسطے تفرج کے رونق افزا موضع سرورنگر ہوے اور مختار الملک بہادر وزیر اعظم اور

مہاراجہ

مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر تمامی امرا و ارکان دولت حاضر تشکر تھے چار روز اقامت کی وقت
مراجعت خواصی میں ہر دو برادر عمدۃ الملک بہادر و اقتدار الملک بہادر تھے اول سید العابدین بزرول
اجلال
کیا دہان سے خاصہ کیا کر جو سوار ہوئے بلدہ کو تشریف لائے بیسویں کو طرف باغ قدسیہ کے توجہ کی اور
وہان سے موضع سرور نگر مذکور پر سنیچر ماہ مذکور داخل فرحت محل بیت السلطنت ہوئے پنجشنبہ
شعبان کو موضع سرور نگر مذکور کا ارادہ کیا اور فقط ایک شب اقامت کر کے فرحت افزا فرحت محل کے
ماہ شعبان
ہوئے من بعد بائیسویں تاریخ کاشانہ کو پیشکار مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر کے بتقریب شرف قبول
دعوت حضرت جلوس قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا چار روز تشریف رکھے اور وہان سے جو برحالت کی
دروازہ سے علی آباد کے بنا بر زیارت پہاڑی کو بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ کی جلوہ ریز ہوئے پس
ستائیسویں تاریخ کو روز شنبہ دربار نوروز کا ہوا دفع واحد میں خورشید الدولہ بہادر کو خطاب
خورشید الملک خورشید الامرا کا سرفراز فرمایا اور سبقت جنگ محمد وزیر الدہقان بہادر عرف بہکاری خان
کو مخدم الدولہ اور فخر جنگ محمد مظہر الدہقان بہادر عرف شاہ صاحب کو نیر الدولہ مخاطب فرمایا پس
ماہ رمضان
دوسری رمضان کی جو نکہ عرصہ ایکسال کا ہو چکا تھا حسب الحکم چند مردم واسطے طلب عظمت جنگ اور
حکیم ابراہیم صاحب اور بازخان جمعدار اور محمد چاند وغیرہ چوبدار روانہ ہوئے چنانچہ اکیسویں ماہ
مارچ سولہوں کو بازخان اپنے مکان میں آکر اترے اور ستروہیں کو نشستہ حکیم ابراہیم صاحب
اور روزدوسں مرد ہے چاند مع متعلقان داخل بلدہ لیکن چوبیسویں تاریخ پہر بازخان اور محمد چاند کا
اخراج ہوا عظمت جنگ اور حکیم ابراہیم صاحب بلدہ میں رہے لیکن شرف باریابی سے بنور محروم اور
ماہ شوال
سال چہارم جلوس
شوال کو بسبب سال چہارم جلوس میمنت مانوس وزیر اعظم نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر

کو تھی کو جاکر واپس آئے اور دسوین تاریخ میلاد صاحبزادۂ ثانی کی بطن سے حسین بی بی ثانی کے مسرت
افزا ہوا خوانان دولت کی ہوئی گہار ہوین تاریخ امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر حاضر ہوکر نذر تہنیت
ولادت کی گذرانی بس گہار ہوین ذی قعدہ گذشتہ موضع کہرکا اور بارابلی کی اقتدار الملک بہادر کو
سپرد ہوئی اور متعاقب اسکے تیرہوین ماہ مذکور وزیر علی اور چند چوبدار سرکاری چند قطعات
باغات کے حضرت کیطرف سے لاکر بہادر مزالہم کو تفویض کئے اور بیسوین کو جلد جلد کا ہوا نام صاحبزادہ
یہ اکا حفاظت علی خان رکہا دوسری تاریخ دیجہ کی رسم بسم خوانی دختر نیک اختر خورشید الملک
خورشید الامرا بہادر کی مسمات دردانہ بیگم جو بطن سے رحمت بی بی کی ہین موئی ہوئی اور تولد
صاحبزادی سعرکا اٹہائیسوین ماہ رجب ۱۲۷۲ھ بارہ سو ہجری کا ہی اور بعد اسکے انیسوین رمضان
۱۲۷۳ھ بارہ سو تہتر مین رحمت بی بی مذکور کو صاحبزادہ اٹہوین مہینے پیدا ہوا اور بعد تولد
قضا کیا اور بی بی مذکور کو زچگی مین چیچک نکلی اسمین اسہال کبدی ہوکر واسطہ ضعف ہوئین
چونکہ موسم برسکال کا تہا چوبیسوین تاریخ پہر رات گذرے کمال شدت سے چار گہڑی کے
عرصہ مین سارے چار انچ منہ برسا خیر لیکن خیریت رہی مکانات وغیرہ کا کچہ نقصان ظہور
مین نہ آیا چونکہ اس سال غدر تمام ہوچکا تہا لکہتا ہی کہ تمام تین سال کے عرصہ مین غدر کے
اٹہتیس کروڑ روپی صرف ہوئے اور اس سال مین کہ ۱۲۷۶ھ بارہ سو چہتر ہجری مطابق
۱۸۵۹ء اٹہارہ سو ستاون عیسوی کے خرچ ہندوستان کا سرکار انگریزی سے چیالیس
کروڑ ہی اور آمد سینتیس تو آمد سے خرچ کچہ زیادہ ہوا اس تقدیر پر ایک افسر جو وزیر لا
وارد ہوئے ہین بجویز مین اپنی تین لاکہ کم کئے ہین اور قیاس ہی کہ چہے محصول مین زیادہ ہونگے اور آمدنی

حیدرآباد کی ان روزون علاقہ دیوانی مین برتبہ مخبر کی رہا ہی کہ سنہ ۱۲۶۰ء علاقہ جاگیرداران و
مین بیس ۲۰ و تیس ۳۰ کے مابین سوائے تعلقات امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر خالصہ حضور اور اہل اخبار
آمدنی اس ملک کی دو کرور لکھتے ہین اور اسمین خرچ فی روپیہ دو آنی بس جو تہی محرم الحرام سنہ ۱۲۷۷ء
بارہ سو ستہتر مین رفعہ صاحب عالیشان کا نزدیک سے نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر
وزیر اعظم کے غلام محی الدین اس مضمون کو متضمن کہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر نے اپکے لئے
تیس ہزار روپیکا خلعت بتجویز کیا ہی امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر پاس لے آئے اچہی کو
ہمت یار جنگ پر آئے امیر ہوئے اور سپاہیون کو تر تلہ کمبنہ الماس کا بہت تحفہ بیش قیمت نوتیار
اور دسترخوان شیرنی کے اقتدار الملک بہادر لے گذرانے اور متعاقب اسکے تیسرے صفر مطابق ۱۲ یاہوین
اگست سنہ ۱۸۶۰ء اٹہارہ سو ساٹہ جشن خلعت واسطے روانگی کے تیار ہوا اقتدار الملک بہادر آکر دیوانخانہ
عام مین مہر خاص روبرو اپنے ثبت دستخط جشنی تاریخ ماہ منہ کی امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر اور
اقتدار الملک مع رسالہ جان نثار کو روانہ افرا ہوئے حضور ہر دو بہادر موصوف دیوڑہی تک
بدولت حضرت ظل اللہ بہی پندہرون کو صبح باغ عمدہ قدسیہ کو جلوہ گر ہوئے اور وہان سے
قبر دیوڑہی جہانما مین تشریف فرما پس صاحبزادی صاحبہ سے ملکر وقت شام داخل دولتخانہ ہوئے
بعد اسکے ماہ ربیع الثانی مین امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے تقریب تسمیہ خوانی فضل الدینخان بہادر
چہوٹے فرزند اقتدار الملک بہادر کی آغاز کی خورشید الامرا بہادر برادر نہایہون کو منجہلے اور شیرینون
کو صبیح نظامت جنگ بہادر نے جو حقیقی بہنوی بادشاہ کے ہین اور شیرینہ کو خورشید الامرا نے
بیاہ کر مکان محلسرا سے حضور کے منجہلے دولہا کین اور بندہ رون تاریخ چونکہ امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مع ہر دو

فرزندان اور اسطے دعوت کے حاضر ہوے حضرت عمار مین سوار ہوے دو بھائی خواصین تشریف فرما ہوے بسم اللہ
پڑہائے ایک سو پچیس[۱۲۵] اشرفی ایک عدد سپر پتی ایک عدد ایک جقہ دستبند ایک جقہ بھجنہ ایک طرہ
عنایت کیے اور تیسرے[۳۰] کو یوسف صاحب قدس سرہ کی درگاہ کا ارادہ فرمایے جو نکہ وہان سے شاہ بدرالدین
قادری قریب ہین اور خود بدولت کے مرشد اون پاس اترے ملاقات کی درمراجعت فرما ہوے پندرہوین کو جمادی ۱۵ جمادی
الاول کی نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کو تہی کو تشریف فرما ہوے اور سولہوین[۱۶] کو حاضر حضور تیئیسوین[۲۳] کو
حضرت اقامت فرما پرانی حویلی کے تہے صاحب عالیشان آیے وہین دربار ہوا اور انتیسوین[۲۹] کو خورشید الدولہ بہادر
واسطے ایکدن کی سیر کہور یکا ارادہ فرمایا چونکہ مسافت بہت تہی پہر رات گذرے مراجعت کر کے داخل دولتخانہ
ہوے اور تیسوین جمادی الثانی تشریف فرما زیاماع ہوے وقت مراجعت خورشید الدولہ بہادر خواصی مین ۳۰ جمادی الثانی
تہے انہین خواصی مین بیٹہا کر دروازہ کلان خلوت و بیجب محل سے موتی محل تک لے گئے اور
وہان بیٹہا کر گفتگو کر کر رخصت کیے سن بعد سابق مین چالیس لاک کا ملک جو وجہ تنخواہ
مین کنشبخت کے حوالے افسران انگریزی کے کیا گیا تہا چونکہ اسمین سے تعلقہ اکبر پور
وغیرہ واپس ہو کر معاوضہ مین اسکے تعلقات حرف خاص و جاگیرات مختار الملک بہادر کے
سپرد ہونا قرار پایا تہا سو بارہوین شہر حال سنہ روان مین ایک عہدنامہ تنخواہ جاگیر جمعیت کا
بطریق امانی حوالے انگریز صاحب لوگون کے ہوا چنانچہ کرنل رسیدنت جناب عالیشان دیوڈسن صاحب
بہادر اور مدار المہام وزیر اعظم مختار الملک بہادر آیے اور ہر خاص کر داکر لیگئے پہر جو تہی جب
موافق تیرہوین[۱۳] جنوری سنہ ۱۸۶۱ اٹہارہ سو اکسٹ عیسوی پرانی حویلی مین دربار ہوا اس بار صاحب
عالیشان نے ایک فرد گذاشت تعلقات رایچور اور دمارا سیون اور شوراپور وغیرہ کی جملہ

بابت ۲۲ لاک چہیاست ہزار چہے سو اکیتس روپے کمپنی اور ایک فرد لینے تعلقات حرف خاص اور
بعض جاگیرات نواب مختار الملک بہادر کے درعوض اوسکے سات لاک ہتر ہزار تین سو بیاسی روپے
بارہ آنے عیسوی کی حضور مین گذرانے اور تعلقہ مالدی اور دیودرگ اور لنبک پور معاوضہ مین جاگیرات
نواب مختار الملک بہادر کے مغرالیہم کو اوسی دربار مین عنایت ہوا چنانچہ تفصیل اسکی یہ ہے
کیفیت رقم تمام تحصیل تعلقجات رایچور وغیرہ کہ از سرکار عظمت مدار بکار دلتمدار حوالہ می شود
رایچور سنہ ۱۸۵۹ اٹھارہ سو اُنسٹ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۶۹ بارہ سو اُنہتر فصلی بعد منہائی خرچ دیہ

عہ لاک کمپنی
لہ عہ مالیہ
۱۳ ر ۱ دام

دھارواسیون ع سنہ مذکور بعد منہائی دیہ خرچ

ملے لاک
مد عہ لاکھ لیوے کمپنی
۶ ر ۶ دام

المعہ

عہ لاک
للو لے عہ
۳ ر ۴ دام

معاوضہ تعلقات حرف خاص وجاگیرات مختار الملک بہادر وغیرہ واقعہ برار کہ در سرکار انگریز بہادر بتحصیل تعلقات سپی دولاک روپیہ کمپنی گرفتہ می شود

نتمہ تعلقات اضافہ

ملے لاک
لے عہ سالیانہ
۱۲ ر ۵ دام

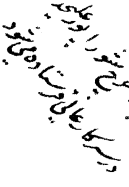
عہ لاک
سالیانہ
محسوب ر ۱۱ دام

شوراپور بابت سنہ ۱۲۶۹ بارہ سی انہتر فصلی

میزان کل

ملے لک
عیسوی عمد
۱۱ ۹ دام

ملے لک
عیسوی عمد کمپنی
۱۱ دام



۱۵ رمضان

اور پانچوین کے دربار مین نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر مع عمدۃ الملک بہادر بالاتفاق باریاب ہوئے اور پہر نوین[9] تاریخ رمضان کی نوروز کا دربار ہوا خود مدبولت نے چند نذرین امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر اور وزیر مالو قیر نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اور پسر دوم فرزندان عزالبیم اور مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکاری کی لین اور واسطے باقی کے حکم مختار الملک سالار جنگ بہادر کو ہوا وے نذرین لیتے رہے آپ دیکھا کئے من بعد ستروین[17] کو حسب الطلب اقتدار الملک بہادر باریاب ہتے کہ خبر فرحت اثر ولادت صاحبزادۂ ثالث کی بطن سے سالو بائی کے عرض ہوئی اقتدار الملک بہادر نے نذر گذرانی من بعد سولہوین[16] ذی قعدہ سنہ الیہ مطابق سال پنجم جلوس والا بوجب ستائیسوین[27] ماہ مي صاحب عالیشان اور دوسرے چار صاحب لوگ واسطے دربار کے حاضر ہوئے اور انسوین[19] کو سواری اقتدار الملک بہادر کی واسطے کہولنے مہرخانہ کے ہوئی اور چوبیسوین[24] کو لعل محمد

خدمتگار

خدمتگار اور لطف علی برادر موئی الیہ کو حضرت نے فرمایا کہ اپنے گھر بیٹھیں دربار نہ آیا کریں
اور خدمات انکے مختار بیگ کے سپرد کی اور پچیسوین[۲۵] کو پنجتہ مرگ کا ہوا اور ستائیسوین کو
سوار ہی نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کی آئی اور باریاب حضور ہوئی اور تیسری[۳] ذیحجہ
حیدر الملک علی اللہ خان بہادر مع ہر دو فرزند جو واسطے نذر کے حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ
آیا کریں اور گیارہوین کو تحویل آفتاب کی اول سرطان مین ہوئی اور بلاد شمالی مین النہار
اطول ہوا اور جود ہوین کی بارہایی مین ہیشکار ہی حاضر تھے اور سولہوین[۱۶] کو جو ہوا پائی ہوئی بڑی
سرفرازی ہوئی کہ چند قطعات گذشتہ تعلقات کے جو سرکار عظمت مدار سے واپس آئے تھے عنایت ہوئے
اور چوبیسوین[۲۴] کو ماہ مذکور کی ایکے مدار سال ادب اکبر کے قریب دکھلائی دیا چنانچہ راقم نے ایک رسالہ
اسبین ایام مین اس کوکب کی ہیئت اور رسالہ گردش اور کلانی مدار اسکے مابین تالیف کیا ہی اور تاریخ
اسکے طلوع کی اختر کلاکبی ہی اور چونکہ بموجب ہیئت فیثاغورس اور موافق نظام شمسی یا محدود دیکے
زمین بھی ایک سیارہ مثل اور سیاروں کے گھومنے والا ہی اور گردش اوسکی ہر روز پندرہ[۱۵] لاکھ
میل ہی اس تقدیر پر اندازہ مدار ستارون سے تفاوت کا بھی چنانچہ یہ ستارہ اوسوقت بہت
قریب سے گذرا ایسا کہ چند ساعت قبل زمین نقطہ تصادم سے نکل گئی ورنہ معاذ اللہ اوسوقت
وہ ستارہ بھی اگر وہان آگیا ہوتا تو ٹکر ہوتی جب ایسے دو کرے ٹکرانے ہمارا کیا حال ہوتا تمام روئے
زمین پر پانی بہر جاتا نقشہ حضرت نوح علیہ السلام کے طرفانکا دکھہ جاتا خدا نے بڑی خیر کی الحمد للہ علی
کل حال باقی کیفیت اوس رسالہ کی دیکھنے اور نظر کرنے پر موقوف ہی اور وہ رسالہ نایاب ہی سوا اسطے
کہ کوئی کتاب مین عربی یا فارسی ہیئت کے مذکور ذات الذنب کا جسطرح پر کہ مین نے لکھا ہی نہین

ہیں نے انگریزی کتب سابق و اخبارات حال سے جمع کیا ہے اور بعد طلوع ہونے اس کوکب کے ایک
سال کے اندر ستارہ زندگی پانچ بادشاہان مستقل کا غار لحد میں غروب کیا اول بادشاہ دین
اسلام اقلیم روم دوم اقلیم چین سوم پرتگال چہارم شہزادہ برنس مونٹو شوہر ملکہ معظمہ انگلنڈ
پنجم بخارا ایسے دو اہل اسلام سے اور باقی اور دو سرے مذاہب سے پس سری تاریخ محرم کی
صافی نامہ تعلقات کا امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے انصار جنگ شیخ محمد مقیم کو مرحمت کئے اور بعد
عشرہ شریف ترہوین کو تار نل صاحب بہادر اور ایک صاحب مسمی پتمل صاحب وزیر کلکتہ اور مین صاحب
اور واسطے ضیافت باغ اور باغ جہان نما مین امیر کبیر شمس الامرا بہادر کے آئے اور جو جنسیان و جہانکی کی
سیر کی اقتدار الملک بہادر ہمراہ انکے تھے رنجا شاد کہلایا اور چوبیسوین کو ایک خواص حضور کے
امیر لی لی نام موئین اور پچیسوین کو سلطان الملک کا انتقال ہوا اور غرہ صفر کو نظامت جنگ بہادر نے
انصار جنگ کو لے آیا نواب شمس الامرا بہادر نے انکو ایک سرپنچ سے سرفراز کیا شاد کام فرمایا
چوتھی کو پرانی حویلی مین دربار ہوا اسمٰعیل صاحب جو واسطے تفتیش دفاتر کے حقیقت حیدرآباد کے
وارد ہوئے تھے مع نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر باریاب ہوئے اور فرحت افزا انام اور ایک خواص
حضور کین اس روز بعد تولد ہوئے صاحبزادی کے اس جہان گذران سترہوین اکتوبر سیف الدولہ
مدبر جنگ عبداللہ بن علیخان بہادر اور نعیم الدین خانصاحب رقعہ کے ذریعہ سے نواب مختار الملک سالار
جنگ بہادر کے مع دو نفر چپراسی کوتہی کو رنیدتسی کے گئے بلد اطلاع صاحب عالیشان نے دو قوچ بھیجے
صاحب یا مین بھجوا دیا پس بہادر موصوف مع خانہ متعلقہ وہان ایک گھنٹہ کچھ زیادہ بیٹھ کر چلے آئے
اور تیسوین ستمبر مطابق پندرہوین شہر حال تحویل آفتاب کی میزانمین ہوئی اس سال یہاں تا حال

چیسنر ایچ ہوا اور محمول تمام باتسمین اتھائیس کا ہی اور بلدہ منٹی ہین ایک سو تین ایچ اور محمول وہانکا
منٹی ہی اور شہر اور گذا دہین کا سن ایچ محمول وہانکا جیسنر اور اینسوین کو صاحب عالیشان برتے
صاحب بہادر نے جو ہدیہ کہ انگلنڈ سے آیا تہا کو تہی مین رکہہ کر اذن عام دیا کہ جو کوئی چاہے آکر دیکہے اور
بنسوین کو دوپہر کے وقت مینہہ برسا اور دہوپ بھی ہی اول تو راقم کو عجب ہوا پہر غور جو کیا تو آفتاب اس روز
برج کے چتے درجہ مین تہا ستر اندرجے ہم سے جانب جنوب مایل تہے رفع ہو گیا اسواسطے کہ اگر نقطہ
سمت الراس پر ہوتا تو ایسا ہوتا فقط نصف النہار پر ہونے سے قبل تہے [illegible] لارڈ کورنوالس
صاحب بہادر کا آیا اور بائیسوین کو ماہ منہ کی موافق اکتیسوین ماہ مذکور اگریزی یا
گہنٹہ کو صاحب عالیشان برتے صاحب اور بانچ صاحب دوسرے [illegible] اور خریطہ بالتہ اور سال ستارہ
ہند ولقب نائب طرف سے ملکہ انگلنڈ کے گذرانا چونکہ حضور کو نوعی تامل ہوا اور بارہند این برتے صاحب
عالیشان سے فرمایا ہم ملکہ زمانہ اور لارڈ صاحب کی خوشی چاہتے ہین اور چاہتے ہین کہ دوستی روز بروز زیادہ
ہو لیکن کوئی بات سنی بغیر تحقیق کیا آپ اگر اسے قبول نہین کرتے ہم لکہے کا فیما بین آپکے اور لارڈ
صاحب و ملکہ کے ہر دوستی مرہنگی حضور بولے ہین صاحب مجہے تمہاری خوشی منظور ہے اور خریطہ
بالتہ لیے لیا اور وہ جو دوسری نقل اوسکی تہی نواب مختار الملک بہادر کو سپرد فرمایا اور
برخاست کی اس دربار مین نواب مختار الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر اور خورشید الامرا بہادر
حاضر تہے بعد برخاست فوراً اکیس اضراب جنبی سر ہوئے پہر وزیر اعظم نواب مختار الملک بہادر کو بعد
بہت مرحمت خسروانہ کے فرمایا کہ اس مرتبہ مین کچہ لکہوا نیسوین کو ایک ہفتہ کے اندر جواب خریطہ ہذا کا روانہ ہوا
اقتدار الملک بہادر نے مہر خانہ کہلوا کر مہر خاص اپنے روبرو ثبت کی فقط پہر جو جو سوال و جواب کہ آئندہ

ہوئے ہین آیندہ مذکور ہوگے اور غرہ ربیع الاول کو بازار سرکہ لنجان ایک مسلمان تنولی نے ایک بار دانی
کو دوانہ کی طلب پر حبشیہ سے مار ڈالا اور بیٹے کو اوسکے زخمی اسمین یہ ہوا کہ قاتل تو گرفتار زندان خانہ کو توالی
ہوا اور مقتول کہ بخیل بہت تہا دام جہنم مگر بیٹے کو مال بہت ہاتہ آیا چونکہ حضرت کے مزاجمین ترحم بہت ہے
بموجب قوانین احکام قصاص اور تامل کے اوایل مین اس طرح کا خون ناحق ہو جاتا تہا اور سوا اسکے اسی دن
مسمی فیض احمد نام مولوی محمد حسین کا لڑکا نوجوان گویندرام یا دولی چند اسم علاقہ دار حسن خان مندوزئی
کہ بومی الیہ کو مولوی صاحب کے وقت مین دادوستدان کے گہر سے ہتی حیلہ سے خریدی حرام کے بلوایا اور زنانہ کے
مکان مین لیجا کر نوکرون کے ہاتہ سے پارہ پارہ کروالا اور آپ مکان کو اپنے حکم سے چلا گیا جوان
ہمراہی ہماجن کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے ایک پہر بہر کا مل انتظار کیا بہر کوتوالی مین جاکر خبر دی
صبح مرومان کوتوالی گئے اور نامبردہ کو گرفتار کرلے آئے اسی اثنا مین دوسری تاریخ رور یکشنبہ
حفاظت علیخان صاحبزادہ کلان حضور کے بیماری سے ام الصبیان کی جنکے لئے بالکل کو فاضل شاہ
درویش کی سوالاکھ روپے اور مورشاہ کو دن برابر سونا ملا تہا اسوقت عمر دیرہ برس کی تہی
سہ پہر کو روانہ روضہ جنان ہوئے پس امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مع فرزندان اور نواب
مختار الملک بہادر بنابر تعزیت باری باری حاضر ہوئے اور مجرے عرض کروائے پس اتنین تاریخ فرزند کو
مولوی صاحب کے حضور عالی نے طلب کرکے دیوانخانہ مین بلوالیا بعد تہوڑے عرصہ کے پہر دیوانیمین بہیجدیا
نواب مختار الملک بہادر نے جلوخانہ سے اپنے ثانیاً کو توالی کو روانہ کردیا پس بمحل اتفاق روزگار ایک ہفتہ کے
عرصہ مین دسویں تاریخ دوسرے صاحبزادے نے بہی حضور کے طرف خلد برین کی نہضت کی اور سترہوین کو
فیروز جنگ اور انکی بی بی جا بحق خانہ یاغ کو نواب شمس الامرا بہادر کے آنے اقتدار الملک بہادر اور

نواب رشید الملک

خورشید الملک بہادر سے ملاقات کرکے روانہ ہوئے چونکہ اہل اخبار کئی روز سے خبر دے رہے تھے
کہ افضل الدولہ بہادر آصفجاہ پنجم رئیس حال صاحب اقبال ذی مرتبت اعلیٰ درجت ہین کہ بہت سا ملک مفوضہ
کنارہ اگلزی وقت مین انکے مستردہوا اور رتبہ عظیم الشان انکا جو ملکہ کے نزدیک ہی یون کہتا ہی کہ
یہ تہنا رجو سا تون تاریخ سپتمبر کی سنہ ۱۸۶۱ع اٹھارہ سو ساٹھ مین فیما مین کلکتہ مین ثبت ہوا ہی
بسبب انتظام انکے اپنے ملک مین ایام فساد مین سنہ ۱۸۵۷ع اٹھارہ سو ستاون کے جو باغیون اور مفسدون
بدمعاشون نے واسطے مہم کرنے سرکار عظمت مدار انگلشیہ کے تمام ہندوستان مین برپا کیا تہا
ہوا ہی تو یہ چاہتا ہی کہ جیسا کہ اوسنون کو جو اوقتمین طرفدار سرکار کے رہے صلہ سرکار سے ہونچاہے
حضور اعلیٰ کو بہی بقدر مراتب انکے بطریق سلوک دوستانہ کے کچھ روانہ ہوا اور ضرور روانہ ہوگا لیکن تعین کی
چیز نہین کہ کیا کچھ ارسال ہوگا سو انیسوین کو موافق پانچوین اکتوبر کی صاحب عالیشان رسیدنٹ بہادر
مع اپنے سٹاف صاحب لوگ ہمراہ انکے دربار کو آئے خود دربار گیا اس دربار مین رسیدنٹ بہادر نے تحایف
مرسلہ کلکتہ کے گذرانے چنانچہ تفصیل اسکی یہ ہی کشتیان تو صبح اچکی تہین جب پریذیڈنٹ صاحب عالیشان
آکر حضوت کے دروازہ پاس ہاتی پر سے اوترے منشی نے ہاتہ اوسکا تہاما ہوا درخت اسوپالے تک
لے آیا وہان نواب مختار الملک بہادر بیٹہے ہوئے تہے اوٹہے اور ہاتہ بریذیڈنٹ صاحب عالیشان
رسیدنٹ دیوٹس صاحب بہادر کا ہاتہ مین لیا اور جب بارہ حضوت کے آئے ایرکیمپ نواب شمس
الامرا بہادر نے اپنی جانب سے حرکت کی اوتر کر نیچے آئے اور دوسرا بازو انہون نے تہاما اور
جب سیڑہیان چڑہ کر داخل دالان ہوئے حضور اودہر سے برآمد ہوئے صاحب بہادر نے توپی اپنی
کر قانون آداب کا ہی اور تاریے حضور نے ہاتہ سلام کا سر پر رکہا مسند پر آبیٹہے رسیدنٹ

بہادر کو حکم بیٹھنے کا ہوا دوسرے ایک نذر نوکر دانا کر دوسرا رانوتہا لئے ہوئے سیدھے طرف کنارہ سیڈھی
وسط مین کچھ تفاوت سے بیٹھے اور اسیطرف اُن سے کچھ زیادہ تفاوت سے نواب مختار الملک بہادر
مدار المہام اور انکے بازو سے مہاراجہ رانجھندہر پرشاد پشکار اور پیچھے گاؤتکیہ کے مورچل لئے ہوئے
نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر انکے عقب پر انبان و نیابر انکے دربار ہوا اوس روز شہر مین بڑی تفتید
تھی شہر پناہ کے دہلی دروازہ سے تفارخانہ کے دروازہ تک دکانون اور دکانون پر لوگ تماشائی
بھرے ہوئے تھے اور کوئی ہتیار لیکر جانے نہین پاتا تھا بعد وزیر اعظم مختار الملک بہادر نے اشارہ کیا
کشتیان آئین نشی نے اہل کارون کے ہاتھ سے لین تب خود نواب مختار الملک بہادر دیوان اُٹھہ
کھڑے ہوئے اور ہاتھہ سے نشی کے لیکر زمین پر رکھا تو رہ پوش نکالا سبھون کا جواہر طرہ دستبند
بھجنہ ہار سرپیچ جیغہ کلغی دوعدد سیف ایک پیش قبض ایک سرجواہر نگار دشالہ کمخواب یہ اشیاء
یہ اجناس تھے نواب مختار الملک بہادر نے اول تلوار ہاتون سے لیکر گذرانے حضور نے ہاتھہ لگاکر پھر نواب
مختار الملک بہادر کو دیے دیئے نواب مختار الملک بہادر نے بازو پر رکھہ لی پھر اجناس ملاحظہ مین
آئے من بعد وہ کشتیان تو اُٹھہ گئین اور دوسری کشتیان آئین ایک سرپیچ موجیغہ نواب
مختار الملک بہادر نے لیکر ایک ایک صاحب کو دیا ہر ایک صاحب نے اوٹھہ کر لیا اور ہاتھہ اپنا لگاکر چھوڑ دیا
ہوا کیا من بعد پانچ کشتیان اور آئین کہ انمین زیادہ عدد تھے سرپیچ جیغہ ہار دیے پانچ افسر صاحبون کو دیئے
پھر کشتی صاحب عالیشان برٹلیصاحب کے لئے آئی اسمین سراپا جواہر تھا دستبند بھجنہ وغیرہ سبھی
تھے دیوان نواب مختار الملک بہادر نے روبرو حضور کے لے آئے حضور پر نور نے اپنے ہاتھہ
سے صاحب عالیشان کو دیا پھر پاندان آیا اسیطرح تقسیم پایا صاحب عالیشان برٹلے صاحب

رخصت ہوئے نواب مختار الملک بہادر اور امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر ہنوز حاضر تھے جواہر کی بابت گفتگو
بعد ملاحظہ چند کشتیاں ایک بگی امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کو ملی اور چند کشتیاں نواب مختار الملک بہادر کو
رخصت ہوئیں ہر دو امیر آصفی سے تذہین گذرانیں حکم برخاست کا ہوا سب اپنے اپنے آرام گاہ پر جا کر مجرا دا کیے
حضور نے مجرا لیا برخاست فرمایا جملہ اشیا ہدیہ ہذا کے بنا بر حضور گنجور ایک لاکھ روپے امیر کبیر نواب
شمس الامرا بہادر کے بیس ہزار اس تفصیل سے کہ ایک منزل گھوڑا بیل مع پیشان اور دو رس آسوار مع
ساز نقرئی اور ایک رقم انگوٹھی الماس کی اور ایک عینک اسمین گیرتال اور ایک منکا سنگ یمنی کا اور
ایک گدگا سالم ایک پارہ ہاتی دانت کا اور ایک پنکھ سبز رنگ کا چوبی چہار دار اور ایک گیرتال
ایک دوربین ۔ ایک قبضہ عصا سی تلوار اور ایکصد تفنگچہ پنج ضربی اور دو عدد فرد فرد دخت کمانچہ کنولی
دو عدد چاندی اندروار طلا و نقرہ کار اور سیقدر واسطے نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر وزیر اعظم کے
تیس ہزار کا سامان اور واسطے راجہ بہادر راجہ نرندر بہادر پرشاد بہادر کے پندرہ ہزار اور واسطے تین
عرب جمدار یعنی سیف الدولہ مدبر جنگ عبد اللہ بن علینی بہادر اور شمشیر الدولہ جانباز جنگ عمر بن عود خان
بہادر اور قمقام الدولہ غالب جنگ بہادر پندرہ پندرہ سو اور واسطے نواب آرا جنگ بہادر کوتوال بلدہ کے بارہ
ہزار اور واسطے راجہ شرد ستہ دار کے ایکہزار اس اربار میں حضور نے معمولی کلام کے پوچھا کہ
لارڈ صاحب اچھے ہیں اب کہاں ہیں اور بس اور ایک انگوٹھی ہیں لی جب وہ چھڑی نہیں ایسا فرمایا
ہمارے ہاتھ میں آتی نہیں اور شمشیر کو لیکر طوع و رغبت سے بازو سے مسند کے رکھ دیا اور سوا اسکے
اور لوگوں کو بھی صلا ملا ہے جیسا کہ ماہیندر رام اور پورنمل اور کشن داس اور سیو لعل اور یعقوب علیخان
اور محمد غوث فرزند یعقوب علیخان دوشالہ پٹرتلہ اور شمشیر اور شش ضربی تمنچہ ردا اول

اور جاگیر حسب سکار انگریزی میں جاہین اور فیض محمد خان علاوہ دارا لقدا الملک بہادر کو دوشالہ پر تلہ
اور شمشیر رواول وراور زین علیخان ملازم سکار آصفیہ اور شیخ داود دیگیبان سکان ناکجات دوشالہ شمشیر
پر تلہ رواول وراور امراو کو توال زید تمنی کو دوشالہ خنجر اور راجہ سرداکو دو خنجر یا فعل شمشیر پر تلہ
رواول وراور مولوی حیدر علی کو دوشالہ پر تلہ شمشیر رواول وفقط اور ماہ روان یعنے شہر ربیع
الاول سنہ ہذا برج سنبلہ مین چھے ستارے جمع ہوئے تھے سوایے قمر کے کہ وہ اتا ایکی دن
ہر برج مین رہتا ہی اور چوتھی تاریخ ربیع الثانی روز پنجشنبہ ستارہ ہند داخل کوتہی ہوا اور آٹھوین
روز دوشنبہ نواب مختار الملک بہادر کوتہی کو گئے اور نوین کو شنبہ حاضر دربار اور مارچ نکس حساب
بہادر ساتھہ ستارہ کے آئے اور فقط کوتہی مین داخل کر کے چلے گئے ساہی کے ستارہ ہند مع تعاویذ
مکرر ہی ایک ہمیشہ کے واسطے رکھنے کو اور ایک عید نوروز کے لیئے اور دسوین تاریخ چونکہ مولوی
ظہور علی ساکن لکھنو ابن مولوی حیدر مرحوم نے تقریب کیہ جدائی اپنی دختر کی اون روز ون قرار دی
تہی خورشید الامرا بہادر دعوت مین تشریف فرما ہوئے اور اسی روز مظفر الملک سر فتح علیخان بہادر
موئے اور دوسرے دن اسکے یعنے گیارہوین کو نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر دعوت مین گہر
مولویصاحب موصوف کے رونق افزا ہوئے پس چودہوین کو جواب سکرتری اعظم کلکتہ کے خط کا
ارباب پہونچے تحایف مرسلہ کے نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے لکھکر بڑی مہر سے اپنی مزین
کر کے نواب مختار الملک بہادر پاس روانہ کیا اتہارہوین کو حضرت واسطے فاتحہ جد امجد غفرانمآب
میر نظام علیخان بہادر کے مکہ مسجد مین جو تشریف فرما ہوئے شاہ خاموش صاحب درویش کو
جو مدت سے خفا تہے اور ملاقات نکرتے تہے یاد کیا عفو فرمایا چونکہ رسیدت صاحب بہادر نے

صندوبین اطلاع دی ہی کہ حضور کچھ تغیر و تبدل ستارۂ ہند مین نظر کرنے اپنے دین و آئین کے چاہتے
ہین منگل کے روز امینون کو زر بدلنے مین جواب ملا پر ایسا آیا کہ ستارۂ ہند نشان دوستی کا ہی
اگر مع شرایط اُسکے قبول کرتے ہین تو بہتر ہی ورنہ ہمارا نشان پہر دو ہم نے اوردن کو بہی دیا ہی
فقط آپکے لیئے اسمین تغیر و تبدل ہو نہین سکتا اور حاصل یہ ہے لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر اقلیم ہند کا
رتبہ سفیر یا توقیر سلطانیہ ملکۂ انگلستہ اسمی وزیر اعظم دیوان دکن کے اس باب مین یون راقم نے دیکہا ہی
کہ حکم ملکہ کا ہی کہ ہم کسی مذہب مین دخل نہین کرتے فقط اول تم نے چار باتین غدر کین جو تا پر کہلائین
تہین ایک تو محل کا گرنا بہنا دوسرا قصور کا رکہنا تیسرا ہر وقت پہنا چوتہا خانخواستہ بغاوت پس
ہونا اسمین کچھ تغیر و تبدل چاہتے ہین جواب سکاتار کے شیہ پر ایسا آیا کہ ہم اصرار نہین کرتے اور
ہم ایک کے لئے قانون نہین بدل سکتے اگر بخوشی لین تو بہتر ہی ورنہ مسترد کردین بعد اسمی مضمون کا خط
سکرتری اعظم کارسیدنت صاحب بہادر کو آیا رسیدنت بہادر نے رقعہ مین لکہکر نواب مختار الملک
بہادر پاس بہجوادیا اوسمین لکہا ہوا تہا کہ یہ ستارہ ہم نے سبہون کو نہین دیا ہی یعنے یہ تا عام نہین ہی
خاصون کے لئے ہی یہ ستارہ ہر وقت نہین ملتا کبہو کبہو اسکا ظہور ہوتا ہی نواب مختار الملک بہادر کے
فہم سنجیدہ اور ہر اندیشہ پسندیدہ رکہتے ہین حضور مین طور طور سے اطلاع کی حسب الحکم حاضر حضور ہوئے
اور بسبب خط کا و جواب جو سکرتری اعظم لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے تیار ہوا تہا گذرانا اور شام کو
آپ لیجاکر صاحب عالیشان کو دیے آئے اور وہ جانب مقصود روانہ ہوا اسمین عذر بس اسقدر تہا کہ
ہم ستارہ بخوشی لیتے ہین مگر آپکو اطلاع کرتے ہین کہ اسمین ہمارے دین کا خلاف ہی اور نواب
مختار الملک بہادر نے بہی اپنی طرف سے جواب مین نامہ کے سکرتری اعظم صاحب بہادر کے لکہا کہ حضور کو

بخوشی قبول ہی لیکن تامل فقط اتنا ہی کہ یہ خلاف دین ہی اور نوین تاریخ جمادی الاول کی بحمداللہ وقت
شب ایوان دولت کو مختار الملک بہادر کے اختر برج سکندری یعنی شہزادگانی یعنی فرزند ارجمند نے فروغ
ولادت باسعادت سے اپنے منور کیا تیرہوین کو کسی لچے نے بازاریون مین سے عقل کا معذور حسن و
قبح سے دور ہجو ستارہ ہندی لکھہ کر دو حضور کے دروازہ پر اور ایک نواب مختار الملک بہادر
دیوان کے در پر اور ایک امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کے در پر ایسے چار کاغذ چسکا دے اور
دسوین ماہ رواں سنہ الیہ مطابق گیارہوین جنوری سنہ ۱۸۶۱ء اتوار کو سوکت عیسوی تار برقی پر
ولایت سے خبر آئی کہ شہزادہ برنس البرٹ صاحب بہادر ابن رسک کوبرگ اندگوتا شوہر
ملکہ انگلنڈ نے شدت سے بخار یہ یعنی تپ محرقہ کے پایہ تخت شہر لندن مین قضا کی کوتہی مین
اہالیان رزیدنسی اجینڈا اوتار پرہما تگون سر نصف بلند کیا تین دن تک ایسا ہی رہا اور
اکیس توپ جنبی روبرو مارکس انگلیزی کے سر ہوئے مات عمر بہادر موصوف کی لکھا ہی تقریبًا
اکتالیس برس تقریبًا پیدایش چھبیسوین اگست سنہ ۱۸۱۹ء اتہارہ سو نیس مین ہوئی تہی اور شادی
ملکہ موصوفہ سے سنہ ۱۸۴۰ء اتہارہ سو چالیسین اب ملکہ موصوفہ کو صلب سے شہزادہ موصوفی کے نو فرزند ہین
من بعد اوراخبار سے مثل کشف الاخبار ایسا ثابت ہوا کہ چودہوین تاریخ دسمبر کی عارضہ پیسہ کے
بارہ روز بیمار ہو کر موے اور مظہر الاخبار دالابار ہوین دسمبر کی لکتا ہی اور اتہارہوین کو خط موت نمط
تعزیت آمیز حضور اعلی کا یہی روانہ ہوا چنانچہ اقتدار الملک بہادر مہر خاص اکبر ثبت کر کے اکیسوین کو
مطابق پچیسوین نومبر کی بعد بہت سی بیمار پرسی اور بعد شہزادہ نواب شمس الامرا بہادر اقتدار الملک بہادر رہا و بند ہونے
چند روز تک سوال وجواب فیمابین حضور پر نور ..... اور مدار المہام نواب

مختار الملک

مختار الملک بہادر کے معروضہ سے ہر دو ایران نامی دور اندیش و فاکیش کہ مزاج وہاج بے تکلف دور
اندیش اور پذیرا کنندہ کلام مصالحت انجام ہوا خواہان دولت کا ہی حضرت نانا صاحب عالیشان
رسیدنت ڈیوٹسن صاحب بہادر مع انیس صاحب لوگ دربار کو آئے اور ستارہ شناراف انڈیا
گذرانا اسکی معنی ستارہ ہند ستار یعنی ستارہ انڈ یعنے ہند اور یہ ستارہ یعنے ستارہ علامت
ہی نیت عود کی مراد بہادری اور جوانمردی اور وہ ایک علمی بند تھا مع چہرہ اس اور ایک قرص مثل
خانہ انگشتری کے ہر دو مرصع کا رنگ اس کے جڑے ہوئے پس اکیس اضراب حسبی بیان اور اکیس
اضراب حسین ساگرین سر ہوئے اس دربار مین بعد گذرنے ستارہ کے خود نے بتر صاحب سے فرمایا
جو شہادت آکہ لوگون نے دیا تھا اوہ غلط اور ناچیز ہوئے صاحب عالیشان نے عرض کی مین نے
اخبار سے سنا ہی کہ لوگ ایسا کہتے ہین کہ ہم یہ ستارہ دیکر آپکی ریاست مین مداخلت کیا چاہتے ہین
ملکہ معظمہ کو اور لارد گورنر جنرل صاحب بہادر کو ایسا منظور نہین ہی ملکہ صاحبہ نے واسطے آپکی تعظیم اور
فخر کے دیا ہی نہ واسطے مداخلت کے آپ سب طرح خاطر جمع رکھین یہ خبر نامہ نگار زبانی ایک مخبر کی
سنی ہی کہ وے کہتے تھے کہ مجھ سے ایک صاحب مسیحی نے کہا کہ وہ اسوقت حاضر دربار تھے
اور یہ بھی واضح ہو کہ القاب حضور ساطع النور کا اتحاد نامجات مین طرف سے گورنر جنرل لارد صاحب
بہادر کے نواب صاحب مشفق مہربان قدردان مخلصان سلمہ ہی اور تیسوین کو روز چہار شنبہ عید
کشمس کی ہوئی اور سات روز بعد اوسکے اسی مہینے مین اتہائیسوین شنبکو بارہ بجے بعد
ایک گھنٹے پر اول زمین کو حرکت ہوئی ایسی کہ آہنی دروازے کے پٹ ہل گئے من بعد ایک
شعلہ مشرقا کیطرف سے نمایان ہوا اور وسط السما پر آنکر بڑی آواز سے ٹوٹا اور بہت سے شعلے نکل

تار امتدال ہو گیا اور وے سب کے سب مغرب کی طرف چلے گئے پہر اُسوقت ہی زمین زیادہ ہلی پر چند کہ
چند منٹ تک وہ روشنی آسمان پر اور جنبش زمین کو رہی لیکن اتر اور گونج آواز کی برابر آدھے
گھنٹے تک رہی یہ زمانی نواب اقتدار الملک بہادر مدظلہ کی ہے کہ آپ برادالعین مشاہدہ کئے ہین اور
یہی صحیح ہے دوسرے لوگ کچھ اختلاف کرکے بولتے ہین حضور عالی مدظلہ العالی بھی اُسوقت بیدار تھے
حضرت نے بھی ملاحظہ فرمایا لیکن راقم نے نہین دیکھا بعد سننے کے بہت افسوس ہوا کہ یہ آسمانی
آتشبازی مین نے نہ دیکھی اس واسطے کہ ہمیشہ راقم بارہ بجے کے بعد سویا کرتا ہی اور معمول دربار
جانیکا بھی شبکو ہی چونکہ اُسی شبکو نویں دردسر تہا اس لئے نظر کرنے دربار ناغہ کیا اول مرتبہ سورہا
تہا ورنہ تماشا قدر تماشا دیکہتا اور کچھ سوچتا پس غرہ جمادی الثانی فخر الملک بہادر پسر نظام یار جنگ مرحوم نے
انتقال کیا اور نوین کو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر رسم خانہ بدی بسمیہ خوانی فیض الدیخان بہادر
ابن خورشید الامرا بہادر کی مودی کی اور دسوین کو بسم اللہ خوانی کی اور گیارہوین کو دیوانی
مین انگریز صاحب لوگون کی دعوت ہوئی اور اسی شبکو پچھلے پہر ایک ستارہ اور
ایسا ہی روشن تر ستارہ گذشتہ کے مانند کراقط اُسکا آدہ گرکا تہا اور اول کا دو گز ملکہ اڑ آئی
گرکا ہوگا اور تیرہوین کو مطابق سولہوین دسمبر موضع سکندرآباد یعنی الوال طرف سے حضور کے
حصول نمیقد ستارہ ہند کے باب مین محفل عیش و نشاط کی منعقد پائی صاحب لوگون کی ضیافت ہوئی
مکانات بارکش مین دیوان تشریف فرما ہوئے پس تہا پس افسر اور جملہ ردوزن مین تیس اسم
انگریز تالاب پر حسین ساگر کے آئے اور دعوت سے طعام اور تماشے سے آتشبازی کے فارغ ہو کر
دو گہڑی رات گذرے مرخص ہوئے صاحب مظہر الاخبار نے طبع کیا ہی کہ بیس یا پچیس ہزار روپے

صرف صفا ہوئے بڑے دھوم دھام کی مجلس رہی چونکہ حیدرآباد دکن صاحبا اللہ من الآفات والفتن
بڑا شہر اور بڑی بستی ہے یہاں والون کو کچھ معلوم نہوا مگر نواب مختار الملک بہادر تشریف لیگئے تھے
ہن جو ہمراہ انکے ہوگئے دیکھے ہونگے شہر مین اوسکا چرچا کیا ہوا پس ستروین کو روز جمعہ راقم ولیم پالمر
صاحب بہادر پاس جوگیا وے دربار ستارہ آسمانی گذشتہ کے اب کہتے تھے کہ ایک ایسا ہی شعلہ
کلکتہ مین بھی گرا چنانچہ راقم نے اوسکا ترجمہ ایک اپنی کتاب مین انگریزی سے کیا ہی یہ شہاب کی
قسم سے ہے پس انیسوین تاریخ ایک عورت نے اپنے بھائی کی زوجہ کو اوسکی فرج مین چھری مار کر مار ڈالا اور
خواجہ صاحب نام جو ایک درویش خدا کہتے ہے وے بھی انہین ایام مین انتقال فرما گئے زیبا باغ مین اپنے دفن
کیا اور عرہ رجب کو اخبار سے سنا گیا کہ ہند مین مولوی فضل حق بڑے عالم معنوی اہل بلوہ کے ہوئے
اور چوبیسوین کو ماہ منہ کی راجہ رائے رایان بہادر واسطے مکانات جہان نما کے آئے امیر کبیر نواب
شمس الامرا بہادر نے کشتیان مصری اور بادام کی اور سیر شیرینی اور خواکہات کے تحفہ عنایت کئے
عطر دان یاد آیا بھوائے انیسوین کو خورشید الامرا عمارت کے سوار باغ لنگم پلی کو رونق افزا ہوئے
اور وہان سے بگی سوار پہاڑ تک سیاحت کئے من بعد مراجعت کرکے پہر باغ مین آئے تشریف رکھے
خاصہ تناول فرمایا سہ پہر کو داخل دولتخانہ ہوئے اور پانچوین شعبان کو گیارہ اضراب نواب حسین ساگر
مین چھوٹے وجہ اوسکی معلوم نہوئی بعض کہتے ہین کوئی جنرل آئے تھے اور ساتوین کو شاہ علی
بندہ پر تلوار چلی دو مرد آدمیون نے اپنی طلب تنخواہ پر بیدست کو راجہ سر راو شرزہ دار کے زخمی
کر ڈالا اور اسکے ہمراہیون نے اوہنین گہایل کر دیا اور اسی تاریخ حضور سرور جو تشریف
فرما ہوئے وقت سکار چونکہ سکارگاہ مین زیادہ آدمی داخل ہوگئے تھے اہتمام درست نہوا فرما کر

ایک ہزار روپے عوض بیگی سے جرمانہ داخل خزانہ کرین ارشاد کئے اور یہ بھی
واضح ہو کہ اسی ہفتہ مین باغ لنگم پلی کا خورشید الاخبار کو حضور سے معافی عنایت ہوا اور مولوی محمد حسن کا
لڑکا خونی جو سابق مین خون ناحق کیا تھا قصاص مین پا بجولان ظاہر و اشکار ایسا ستادیوالی مین سے قلعہ جلکیال
کو واسطے حبس دوامی کے روانہ کیا گیا فتوی یہ تھا کہ یہ امر باکراہ صادر ہوا ہی قصاص سے نہین اما اس لئے کہ اسنے
اپنے ہاتھ سے قتل نہین کیا تھا اور جو کہ مارے تھے وہ محکوم و مجبور تھے اور تیرہوین کو روز عرفہ حضور نے اقتدار
الملک بہادر کو حکم فرمایا کہ تمامی دیہات و جاگیرات جو قبضہ مین زوجہ علی یاور الدولہ متوفی ابن نوازالامرا کے
ضبط کرین اور چودہوین کو یوم العید راقم نے اخبار انگریزی سے سنا کہ سترہوین تاریخ دسمبر کی مطابق آٹھوین
جمادی الثانی ۱۲۷۶ بارہ سو اسٹھ کو مکہ مین طغیانی ہوئی ایسا شدت کا مینہ برسا کہ مدت سے نہین ہوا تھا
ہوا تھا سو ہوا بہت سا مال خراب اور بہت سی جانین تلف ہوگئین پانچ سو مکان منہدم ہوگئے دات
کعبہ شریف مین زاد اللہ شرفا سوا تین گز پانی زمین سے بلند رہ گیا تھا ساتہ عالم ہانے اس بقعہ متبرکہ کے
غرق آب ہوئے اور قریب دو لاک روپی مالیت کے کتاب جانے کہ قدیم کتابین اوسمین نہین ڈوب گئے
چاہ زمزم سب پانی سے بھر گیا خدا جھوٹ نکلوائے مین نے یہ حال طغیانی کا عالم رویا مین قبل سنے کے
دیکھا ہی لیکن یاد نہین کہ قبل واقع کے دیکھا ہی یا بعد واقع کے اس طرح پر کہ یہ بھی کسی جا پر اس لواح کے
ہی بلکہ اغلب ہی کہ روبرو دروازہ کعبہ شریف کے اور تمام روی زمین پانی پر بھر گیا ہی تمام زمین تری
کہین ڈبرے ہین کہین سیل اور وقت عصر کا ہی مین متلاشی اس امر کا ہون کہ کہین جائے سونے کی
ملے تو نماز ادا کرون اوسترہوین کو نواب مختار الملک بہادر میر [illegible]
دایرہ کو واسطے فاتحہ کے تشریف فرما ہوئے اوسنتیسوین کو حضرت صاحبزادی کلان محل خورشید الامرا

بھادر کو پانچ ہزار روپے عنایت کئے کہ حسب خواہش مزاج حرف خاصہ وسیوہ فرماویں اور کمیسونر
ایک
کو زبانی مخبر تاریخدان اس یار کے کہ آمد شد راقم کی مغرالیہ یا بس تھی مسموع ہوا کہ سرکار ہذا کا ارادہ ہے
کہ مبادلہ مین ہدیہ سابقہ کے بیان سے بطریق تحفہ کچھ جواہر لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر پاس روانہ ہو
مگر چونکہ یہ دا جحکام ذوی الاقتدار کا ہین کہ ایک افسر مبادلہ مین ہدیہ کے بقو تحفہ دوسرے افسر کو ارسال
کرے بلکہ دوسرے وقت دوسری تقریب پر رکھے اور دوسرا یہ کہ کسینے یہ بھی اطلاع دی ہو کہ دستور
سرکار عظمت مدار کا یہ ہے کہ وہ جواہر جمع خرچ مین سرکار کے محسوب ہوگا زینہار لارڈ گورنر جنرل صاحب
بہادر کے نہ ہوگا اور سوا اسکے اہل اخبار نے یہ بھی طبع کیا تھا کہ میسور کے راجہ نے کچھ تحفہ جو مبادلہ مین بلاغ کیا تھا
کمپنی نے اوسکو روانہ نہ کیا بلکہ گورنر صاحب بہادر جسانچہ کو بھیجا کہ راجہ کو سمجھائے کیون نہین اس
طرح کے جواہرات اوسمین تھے چندے زیر تحریر ہا ہر کئی رشتہ اور کئی عدد جواہر بیش بہا مبادلہ
مین جواہرات کے روانہ ہوئے اور پچیدہ مین کو محتشم الدولہ بہادر نے ارادہ باغ جہان نما کا فرمایا
چونکہ ذوالفقار الملک بہادر باغ قدسیہ مین اترے ہوئے تھے اور واسطے سیر صحرا و مرغزار کے
برآمد اشتاد سواریان مل گئین ہاتھون پر سوار باہم سیر کرکو جلوہ نما ہوئے وہان جاکر نواب صاحب
اور وقت مراجعت پھر ہاتھون پر سوار ہوکر چلے جب نشستہ پر کنسہ کی جو مابین تالاب جہان نما کے واقع
ہے ہاتھون کو دوڑایا محتشم الدولہ کے ہاتھی نے بتہ سبقت کا لے گیا پس وہ تو داخل باغ قدسیہ ہوئے اور
داخل بلدہ اور غرہ رمضان المبارک مطابق غرہ ماہ مارچ بلدہ مین یہ خبر شایع ہوئی کہ بالو راجہ بھائی
نارائن کا جو ہمراہ فیروز شاہ شہزادہ باغی کے شریک غدر تھا حیدرآباد مین مبادا واسطے برپا
کرنے فساد کے مین ہر دو سرکار حضرت نظام الملک آصفجاہ بہادر و فسران انگریزی کے وارد ہوا ہے

یعنی جو بدی کہ ساتھ افسران انگریزی کے اوسنے کی ہی وہی سرکار حضرت نظام سے بھی کرے اور شہر
برودہ اور شہر پونا وغیرہ سے دوشالے بانٹتا ہوا وارد ہوا ہی فوراً اچاسو کی واسطے پتا لگانے کے مقرر
کیئے گئے اور دوسری تاریخ وقت شب کے ۱ بجے کو ایک ہرکارہ نے مارہ تلا اور چوتھی کو خبر گذری کہ رگھناتھ
داد عرف کاشی راو یعنی باجی مذکور بھاگ گیا اور سیدن پولس کے لوگ رزیدنسی کے ایک مہاجن کے دہرہ یعنی
دیول مین سے کہ اسنے اسکے سامنے خانہ کیا تہا تین آدمی پکڑ لائے اوسمین ایک کنڑ اتہا اور ایک جوگی ایک
سکہ اور پانچون کو ایک شخص پربیا کسی اور جگہ سے پکڑا گیا اور جاسوسون نے خبر دی کہ باجی مذکور نے
جب بھاگا کہ یہان کچھ چل نہین سکتا ایسا فراری ہوگیا کہ بالکل اوسکا کہین سراغ نہین اور گرفتارون
سے جو پوچہا تو وو ایسا کہتے تھے کہ ہان پونا اور برودہ سے وہ دوشالے تقسیم کرتا ہوا آیا
تہا اور اسنے ایک دوشالہ ایک نایک کو سپاہ کنجشت کے بھی دیا ہی اور وہ نایک ہاور
سوا اسکے ایک سپاہی فوج کا بھی شریک اوسکا ہی اور بعض ایسا کہتے تھے کہ باجی مذکور گرمین
چہادنی راجہ ایک کمندان ملازم سرکار آصفیہ تین سو جوانان لین کا سرکردہ تہا
اوسکے گہر مین پوشیدہ تہا اور بعض کا مقولہ تہا کہ وہ مفسد مذکور بخشی گنج مین جو باہر فتح دروازہ
کے جنوب طرف ہی وہان اترا ہوا تہا اور چونکہ مکان کمندان مذکور کا بھی وہین ہی گہر اوسکے
آیا جایا کرتا تہا نواب مختار الملک بہادر کمندان مذکور کو بلوا کر دو روز اپنی دیوڑہی مین نگہ رکہا اور
یہان تک چرچا ہوا کہ دو رتک اوسکی خبر ہو گئی چنانچہ یہ عبارت جو راقم نے ابتدا سے تو کر نر
قسم کی ہی اسی مطابق ایک صاحب انگریز برتبہ مخبر حیدرآباد کے ولایت مین ایک دوست کو اپنے لکہی
ہی اور نام مین بہی اوس مفسد کے بہت اختلاف بتلایا کوی را مراو کہا اور کوئی کشن راو اور کوئی

رگھناتھ راو اور کوئی راو صاحب اور کوئی بابو راجہ اور بعضوں نے ایسا ظاہر کیا کہ وہ اُنمین سے
ہے وہ اور پوتا سو کر آتا ہتا اور بعضوں نے یون خبر دی کہ نوون کو اوسکا ارادہ فساد کا ہتا اور بعض نے
یون بیان کیا کہ ہولی کے دن وہ ظاہر ہونے والا ہتا اور یہ بھی شہرت ہوئی کہ ایک مقصدی سندر خان
برادر نصیب خان مہدوی افغان کا شریک حال اوسکا ہتا اُس مقصدی کے استصواب سے اُسنے سولا
دوشالے بارہ سو روپی کے خریدنے اور بانٹ دینے کا سامان کیا ہے مین جو دریافت کیا تو ہرگوپال راو
ابن پورنمل اور شیوراو کہ یہہ دو برے ہیجان بیان کے ہین عند التحقیق کوئی چٹھی یا وثیقہ وغیرہ نہایا
سب غلط نقط افواہ ہتی خیر گذری دفع نام ہوا نواب صاحب نواب مختار الملک بہادر اُنسے
اُنکے وکلا کے درپے قرار واقعی کہوج اوس بدکردار کے ہوئے اور اشتہار دیا کہ اوس کاغذ کو
راقم نے دیکھا ہی جو اس بدروزگار کو پکڑ لائیگا ہزار روپیہ انعام پائیگا اور پہر
ایسا ہی سنا گیا پر نا کہ پانچ ہزار روپی کردے اور یہ شخص برہنہ زنار دار تا یا تو پی کا پیشوا
جلد سوا دمیون کا سر کردہ ہتا اور اسی یعنی پانچوین ماہ منہ کی ذوالفقار الملک بہادر باغ قدسیہ سے
اُٹھ کر داخل دولت سرا ہوے بس ستر دین تا پانچ روز چیاسٹھ شبانہ روز کی مدت باقی تہا کہ
شہزادی صاحبہ کلان صاحبزادی حضور زوجہ خورشید الامرا بہادر کو وضع حمل دختر نیک اختر کا
ہوا بتفصیل اس اجمال کی پیرایہ تر قیم کا پائیگی اور انیسوین کو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے جو چند روز سے
دو قران شریف کا کر رہے تھے ختم فرمایا اور اسی روز خبر آئی کہ جنرل اُرل اف ایلچی بہادر صاحب
گورنر جنرل کے لارڈ گورنر جنرل کیا تنک صاحب بہادر در حال ولایت سے مامور
ہوکر بارہوین مارچ کو سنہ ۱۸۶۲ عیسوی بساحت داخل کلکتہ ہوے اور مجرد ورود یہ حکم دیا کہ اشراف

خاندانی رؤسا ہند کے سب اپنی اپنی جاپر مدامی رہین کوئی عزل ونصب کا بالکل اندیشہ نکرے اور لارڈ ہیسٹنگ
بہادر سابق کا بھی وقت قیام یہ معمول رہا تھا کہ اگرچہ ہمین تسکین ہر ہر واحد کو رؤسا ہند کے لکھکر دے سکتا ہون
کہ کارا علی کہیو تمپر دست انداز نہوگی اور ریاستہائے مدوا جمین ہر چند فرق نظر آئیگی لیکن یہ اطمینان کرنا ہمارا
ہمکو ماز نہ رکھیگا جسوقت کہ دیکھینگے کہ بدعملی اُن ریاستون کی ایسی ہے کہ جس سے اندیشہ ہے انتظامی و
ہنگامۂ آیندہ کا ہو اوسوقت ہم دخل کرکے اصلاح کرینگے بلکہ ایکوقت اُس ریاست کی حکومت کو دور کرکے
چندے ہم رکھینگے اور ہر گز غصب ملک کا خیال نکرینگے جبتک کہ اوس ریاست سے فسخ تہنامہ یا عہد نامہ ہی
ہماری یا بغاوت یا جرم کبیرہ صادر نہوا اور اگر کوئی اوسمین سے ہوگا تو البتہ اُسوقت اُس
ریاست کو غصب کرینگے نہ کہ اور بیورے طور پر جیسا کہ تا حال ہوتا رہا کہ عوضی پر ایکی ہم نے بیٹے کو یا جورو کو
بحال رکھا بلکہ خود اُن سبکو خارج کرکے اُس ریاست کو تحت حکومت اپنے رکھینگے اور یہ بات تب ہی ہوگی
کہ جب ویسا ہی کوئی گناہ کبیرہ اُنسے ظاہر ہو اور تیسرا یہ کہ اب یہان سے اگر کوئی رئیس شرط نامہ کے
فسخ کرڈالے یا راہ بغاوت کی اختیار کرے یا کوئی گناہ کبیرہ کا ہو اوسوقت ہم ملک پر اُسکے قبضہ ہو کر اپنے زیر رکھینگے
اور وہ جو اگے کیا ہی کہ رئیس کو احراج کرکے بعید کو اُسکے بہرا کیا ہے یا ریاست کو اُسکی جورو یا برادر کو سونپا ہے
نہوگا بلکہ صاف اُسکے ہم خود مختاری کرینگے انیسوین ماہ مذکور مطابق سنہ ۱۹ جلوس آفتاب برج حمل مین تحویل کی
جسمین طالبہ مین سوائے عرض تسعین کے روز و شب برابر ہوئے اور غرہ شوال عید کے دربار مین حضرت خورشید الامرا کو
جاہی کا خطاب عطا کیا خورشید الملک خورشید الدولہ خورشید الامرا خورشید جاہ بہادر فرمایا اور تمغا سے
ماہی و مراتب علم و نقارہ و نشان فیل و نشان ہفت روزی و لگی و عماری زردوزی و موچھل زردوزی سے
ممتاز و سرفراز فرمایا چنانچہ یہ مادہ تاریخ اُسکا راقم سے یہ ہے قطعہ ہوئے ملک سے جاہ جب

تیغ جنگ ۔ بفضل محمد بفضل الہ ۔ ملک کے کیسال تاریخ عرض ۔ ہمایون ہو خورشید جاہ اوج وجاہ ۔ ایضاً
۱۲۷۸
جلسہ مبارک خطاب مکرم ایضاً مبارک مہی شواد این خطاب ایضاً باد خورشید جاہ من جم جاہ ۔ اور نواب
۱۲۸۷
مختار الملک بہادر کو سہ تیغہ مع صیغہ مرصع بسر سہ مایہ بلند پایگی کا بخشا پہر دوسرے دن عید کے
دو شخص ایرانی کو چند کے روبرو موتری گلی مین خانہ جنگی سے مارے گئے اور اسی روز لاش رام رتن گیر
نام گماشتہ نربدا گیر ساہو کی ہوئی گئی اور کیفیت اسکی یہ ہی کہ وہ شخص یعنے رام رتن گیر گماشتہ
ساہے مذکور کا قبل اسکے الزام سے شرکت رام راو مفسد بالا کے گرفتار ہو کر آیا تہا اور اسکو تار اسنگھ
جمعدار نے سکہ جو ان پولس کے ساتہہ اپنے واسطے پتا لگانے رام راو مفرور کے لے نکلا تہا اور وہ
پہر یہین سے جمعدار مذکور کے فرصت پاکر بہاگ نکلا اور جب نارائن کہیڑہ مین جا کر گرفتار ہوا اثنا راہ
لانے وقت دس کوس پر حیدرآباد سے اپنے تئین مار لیکر ہلاک ہو گیا اسوقت ایک بڑے مجرم نے اس دہاکے
اخبار یہان کی ولایت مین ایک دوست کو اپنے یون لکہا کہ رامراو مفسد نتیجے پانیوالے شیو لعل مہاجن کے
بتا لیکن جریح نام شیو لعل کا رقم کیا کنایہ سے ایک مہاجن پانی بتا ایسا لکہا تہا اور سہو رقم کیا تہا
کہ ایک بڑے عرب کے چار چاوس رامراو کے شریک تہے اور یہ دو شالے ہی لئے تہے اور ایسا ہی تحریر
کیا تہا کہ ایسونت راو سرشتہ دار عربون کا شریک تہا لیکن پہر اوسی نامہ مین ان ہر دو امرین
مذکورین کو رد کیا اور ایسا کہا کہ یہ غلط ہی فقط افواہ ہی مگر وہ پوشیدہ ہین کہین دبا ہوا ہی اگر چند روز بعد
سر نکالے اور عرب اوسکے شریک ہون تو کچہ ہونے والا نہین عربون کا اعتبار ہی اور بعد انکے پٹھان لوگ
جو یہان ہین سو وہ اب ضعیف ہو رہے ہین اگلا سا حال انکا نہین اور کچہ بلوچ اور کچہ سندہی بھی ہین گو
یہ شجیع ہین لیکن کم مقدار اور تہوڑے اور راجپوت جو ہین اونمین راتہور بہادر ہین اور عام خلقت تو

کچھ مال نہین اور پٹھان لوگ کو اکٹھا کرینگے مگر زر داد و دا بعض بعض اور سکھ لوگ شہر مین بارہ سو تک اچھے سو ہونگے مگر نواح نادیر وغیرہ مین خام شماری سے تین ہزار ہوتے ہین سو اونہین وقت پر انگریز لوگ نوکر رکھ لینگے نہ اسواسطے کہ وہ دوست انگریزون کے ہین بلکہ اسواسطے کہ دشمن مسلمانون کے ہین سو کہنا راقم کا یہ ہے کہ یہ قیاس اُس صاحب کا قیاس مع الفارق ہی اسواسطے کہ وزیر اور سپہ سالار بلکہ مع خود رئیس وقت جب درپے اصلاح اور استمداد و استعانت کے ہو تو کس طرح سے کوئی بات فساد کی ہو سکتی ہے اور یہ بھی وہین سنے مین آیا تھا کہ نادر شنگہ نے اس پکڑ ایکڑے مین بہت سارو بیا ہوگا روون سے مدد لیا ہے اور جب خون بلدہ مین زیادہ ہونے لگے اور اللہ جل شانہ نے قرآن مین فرمایا ہی فی القصاص حیوٰۃ حسب الامر بموجب فتوی شرع شریف کے تیسری شوال کو دو خونی قصاص ہوئے اور ساتوین یا آٹھوین کو دو عورتین اور ایک مرد قصاص مین خون کے گردن زدہ ہوئے اور دسوین تاریخ سواری مبارک حضرت فلو کو جاکر وقت مغرب لوٹ آئی اور بندرہوین کو موافق بندرہوین اپریل صاحب عالیشان ڈیوڈسن صاحب بہادر مع اور پانچ افسر دربار کو آئے اور ایک خریطہ لارڈ گورنر صاحب بہادر جانب معظم خاقان ملکہ معظمہ انگلنڈ سلطانیہ کا اور ڈسپاچ گورنر کو تار کا متصل اسکے غالب الدولہ برادر طالبہ دولہ حسن علیخان ابن خلیفان کو نواب سابق امام بخش نام ایک عطار کے اسطوابے جاکر ٹیلر صاحب سے ملاقات کی اور ایسا کہا کہ اگر نواب صاحب مختار الملک سالار جنگ بہادر میری کمک و مدد کرین تو مین اس معزول مدگور کو گرفتار کرلاتا ہون لیکن نواب صاحب مختار الملک بہادر یہ نہین سنتے وہ غالب الدولہ کو نواب صاحب نواب مختار الملک بہادر پاس بھجوا دیئے نواب مختار الملک نے کہا تم کیا پکڑ لاوگے یہ بولے تلاش کرونگا وے فرمائے کیا تلاش کروگے پھر وہی کہا کہ تلاش کرونگا پھر نواب مختار الملک بہادر خفا ہوئے

اور ایسا کہا کہ یہ کسنے کیا کہا دیے بولے مین نے کہا کیا امام بخش نے مجہ سے کہا تھا ایسا کہو تو مین نے
ویسا کہا جب امام بخش سے پوچہا تو نے ایسا کیون کہا دیے عرض کیا یہ بولے مجھے
تو اُن سے ملا دے تو مین فقط ملا دیا نہ کچہ بولا نہ سُنا نواب صاحب نے تحمل فرمایا
چپکے ہو رہے پس مظہر الاخبار سے ایسا معلوم ہوا کہ کپتان نک صاحب بہادر گورنر
سابق اٹھارہ مین مارچ روز شنبہ پانچ بجے شام کو جہاز کے سوار روانہ ولایت
ہوئے اور تیئیسوین کو دو دن مینہ برسا کہین کہین اولے پڑے دو جگہ بجلی گری
ایک تو لشکر مین اور ایک جا شہر مین چونکہ ایام علیہ مرشد زادی صاحبہ کے بخیریت
انجام کو ہو چکے تھے اٹھیسوین کو حضرت نے حسب الطلب مع ساز و سامان
بہت تکلف سے بیٹی اور داماد کے گہر روانہ فرمایے اور وقت عشا خاصہ تناول فرما کر
خود بھی رونق افزا ہوئے ایک شبانہ روز اقامت کر کے دوسرے دن بعد
مغرب مراجعت کیے اور غرہ ذی قعدہ میر نواب مجذوب کا عرس ہوا خود
تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑہ کر واپس آئے اور تیسرے ماہ مذکور
بلا در النسا بیگم صاحبہ والدہ حضور کین جو ابتداء ولادت سے مہمان گہر
داماد کے تہین وہ بھی تشریف فرما محل خاص مین ہوئین اور چونکہ چند روز سے
باغ قدسیہ جو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کی تحویل مین تہا تیرہوین کو
گذاشت اوسکی ہو گئی اور اُسی دن تارلین صاحب بہادر بھی باغ جہان نما
سے آکر بعد سیر و تماشے کے چلے گئے پس اتہارہوین تاریخ خورشید الامرا خورشید جاہ بہادر

ماہ ذیقعدہ

کو پروانگی ہوئی کہ ہاتھی مراتب سواری مین ہمراہ رکھا کرین اور گذشت سلطانی
باغ کی طلب ہوئی اور بیسوین کو صاحب عالیشان دیوڈسن صاحب بہادر اور پانچ
افسر دربار کو آئے اور خریطہ لارڈ صاحب نو منصوب کا گذرانا اور اس اثنا
مین اسطرح کی افواہ ہوئی کہ رامراؤ گرفتار ہوا کوئی کہا کہ نادیر مین ہی اور
کسو نے پتا بتایا کہ قندہار مین ہی اور بعض نے کہین اور ایسے چار جا لوگ پتا بتاتے
رہے کہ اسیر ہوا ہی آخر کار کہین سے کسو کو قید کر لایا دیکھا تو یہ بوڑھا ہتا اور
وہ جوان خیر جب نواب مختار الملک بہادر نے روبرو بلا کر استفسار کیا کہا کہ تمہارا
نام کیا ہی اُسنے کہا اُدس سندہی نے تو آپ کو لکھا ہوگا مختار الملک کہ بلند
حوصلہ ہین فرمایئے تم تو کہو اُسنے گستاخانہ عرض کی سب سپاہی لوگ ہوا دیکھ
رہے ہم نے ضبط فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہان اچھا کہو پھر اُسنے اپنی سرگذشت تمام
بیان کی اور کہا کہ مین وہ ہون ایک برہمن ہون تیرت کو جاتا ہون خود غرضون نے
گرفتار کر لایا ہی نواب مختار الملک بہادر نے مانا لیکن اب کیا چندے ہماری
بارا دری مین رہو اور چھبیسوین کو امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے جو کئی
روز سے کسلمند تھے غسل صحت فرمایا پس تیسری ذیحجہ دوسری جون سنہ ۱۸۶۲ء
اتہارہ سو باسٹھ اقتدار الملک بہادر نے مہر خاص خریطہ پر جواب گورنر جنرل
لارڈ صاحب بہادر کے حسب معمول ثبت کر کے سپرد کارپردازون کے فرمایا تیسرے
ہفتہ مین اسی مہینہ کے یہ خبر شایع ہوئی کہ پانڈے راو بیجا نانا راو کا اسیر ہوا

ایک انگریز نے بڑی دانشمندی کی کہ زنانہ لباس پہن کر اوسے داو سے گرفتار
کر لایا اب الہ آباد کو لیجا رہے ہین اور ایک نایب اوسکا اوجین تھا سو
وہ بھی قید ہوا ہی اور تیرہ لاکھ روپیے کا جواہر پانڈے راو پاس سے
نکلا ہی گمان ہی کہ یہان حیدرآباد مین ہی اوسکا ایک نایب آیا ہوگا اور ہیرا سنگھ پر
دس برس کا قید سزا مقرر ہوئی ہی اور دوسرے لوگون کو دایم الحبس کا حکم
جاری ہوا ہی اور حضور نے آخر ہفتہ مین پانسو جوان پیدل صمصام الملک بہادر
علم کو اپنے دئے اور آخر ماہ سنہ الیہ مین ایسا مسموع ہوا کہ بتوجین نام ایک شخص
خوعذر مین ہندکے کہ بسبب اوسکے سات فرنگی لوگ قتل ہوئے تھے وہ دکن مین
آرہا تھا کہ سرحد مین اپنی بمجرد داخل ہونے کے پتا لگانے والے نے سراغ دیا
اور وہ بھی جس تعلقہ مین تھا جبر باکر بلا گرد مان کے عامل نے سوارون کو کہا
دے تعاقب کئے گرفتار کر لیا اور بتاریخ محرم کی سنہ ۱۲۶۹ بارہ سو انسٹھ ہجری
حسینی میان نام اجل گرفتہ ایک شخص نے باپ کے قتل پر کمر باندہی تفنگچہ سر کیا
چونکہ تقضا باپ کی بھی وقت موعود نامردہ کا آپہونچا تھا تفنگچہ ہاتھ مین مویالیہ کے
پھٹ گیا گولی نے خطا کی یہ خود مجروح ہوگیا اور اسی جراحت سے ہلاکت کو
پہونچا اور چونکہ اس عشرہ مین شدۃ وبا کی بلدہ مین بہت تھی بہبود علیخان نام
ایک پسر راجہ بالا پرشاد بہادر کے جو بطن سے مسلمان عورت کے تھے دسنون کو بیمار
ہوئے اور بیسون کو موئے اور اسی تاریخ بہیکو میان نے بھی اسی صدمہ سے

قضا کی یہ کنور الا ولاد ہین پندرہ یا سولا فرزند خورد سال ہین اور بائیسون کو حفیظ قادری عرف
بوتر کی بی ایک محمدون کا ہی انتقال ہو گیا چونکہ چیانان گندم کین اور جوار کی روٹیون کا ان
روزون رواج تھا کہ وہ بدہ تو کریے ہوے ہوے لوگ لیکر پھرتے ہین اور تقسیم کرتے اور
گچھہ کہلاتا تھا کہ یہ کہا شعبدہ ہے مختار الملک بہادر نے تعلقدارون اور جاگیردارون اور جمعدارونکو
احکام روانہ کیے کہ اسکا کھوج کرو نشان دو کہ یہ کیا چیز ہے کہ قبل غدر کے ہند مین بھی ایسے ہی چیانان
تقسیم ہوتی تھین بہادر لے قیاس کرتے ہین کہ یہ بدھوائی کا صدقہ ہے بعضے کہتے ہین خشک سالی کا
کفارہ ہے کہ اس سال یہ دونو امر موجود ہین اور چونکہ کئی روزون سے ڈیوڈسن رسیدت
صاحب بہادر بیمار تھے اور دو سولا اس بیماری سے افاقہ بھی ہو چکا تھا مگر سہ پہر کی تاریخ صفر کی
روز پنجشنبہ مطابق اکیسوین جون سنہ ۱۸۶۲ء اٹھارہ سو باسٹھ عیسوی موافق بارہ سو ہتر فصلی دفعتاً
موضع الوال پر بارہ بجے شام کے صرع کی بیماری ہوئی کہ سابق مین کبھی نہوئی تھی اول بار مین تو
قدرے افاقہ ہو کر کچھہ ہوش آیا اور دوسرے دورہ مین ہوش بھی نرہا تیسرے مین تو بارہ بجے صبح قضا کی اسکی
جسد کو تو لاش اوسکی امانت رہی ہفتہ کے روز دفنایا پس تیرہوین کو مختار الملک بہادر طرف سے
حضور کے پروانگی لیکر بابر پرساد کوٹھی کو تشریف فرما ہوے اور پندرہوین کو شہر کو کی شہر بار
خانملک بہادر ثانی نے بھی قضا کی اور سترہوین کو چہلم تعزیت کی لکھہ کر امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے
بھی مصحوب محمد صفدر قلمدان بردار کے روضہ مین ڈیوڈسن صاحب بہادر کے روانہ کیے اور آخر ہفتہ مین اس ماہ کے
دلصفر مین شمال طرف ایکہ مینار نظر آیا کہ دم اسکی پست کوفی اور کم نما تھا خبر ہوئی والا کہ اسکا
کہ یہ دو مینار مقبرے کے نیچے سے آیا ہے اور دم اسکی چار گز کی ہے اور اسی ہفتہ مین سنا گیا دیبی دین

اور ماتا پن نام دو شخص نواح ہمنا باد مین اسیر ہوے اور بعد گرفتار ہونے کے ایسا بولے کہ ہمکو فلانے شخص نے
بھیجا ہے اور وہ نایب بنی سنگھ کا ہے اور اسکے اٹھتیس ۳۸ ہزار کی ہندوستان مین ہم لوگ فراہم کرکے اوسپاس
روانہ کرنے کو آئے ہین اور ایک شخص پاس ایک کاغذ اس مضمون کا نکلا کہ ہونا کہ برہمن باہم اس بات پر
اتفاق کئے ہین کہ حیدرآباد مین جانا اور تعلقداری کرنی جب ملک اختیار مین اپنے آجائے تو سر شورش بلند کرنا
اور تمام بارش مین اسمال باغ مین کو ربیع الاول کی سوسی ندی آئی دو بات پور تھے اور اٹھارہ مین کو
رستم جمعہ خوانی قادری بیگم مذاحبہ حاصل حال اقتدار الملک بہادر کی جلوہ ظہور کا یا ئی اور اٹھارہ مین کو
نواب مختار الملک بہادر دولتی اقبال سرور نگر ہوئے اور چوبیسون کو مطابق اٹھارہ مین نومبر
کمندر انجیف صاحب بہادر داخل حسین ساگر اور اس موقعہ حسب مرضی بہادر موصوف کی رستم آباد کی
موقوف و معطل رہی اور چھبیسون کو نواب مختار الملک بہادر مع مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر روانہ
کوٹھی ہوئے اور وہان سے ہر دو معزالیہما گی کے سوار گھوڑ دوڑ تک جاکر پھر کوٹھی مین واپس آئے
ساتھ آدمیون کا سیر تماشا رہتا ہے صاحب نے شادی فرمایا بعد فراغ نواب صاحب موصوف دولتخانہ کو
چلے آئے اور اٹھائیسون کو نواب صاحب معزالیہم دوکہڑے دن چڑھا باقی ہوگا گھوڑا پہر رہے کچھ اٹھا دے
سواری دفعتاً گھوڑا گر پڑا نصیب اعدا یون ہاتھ کو بہادر موصوف کے صدمہ ہوا جھوٹے پانسو
روپیہ تصدق مرحمت فرمائے اور چھتی تاریخ ربیع الثانی کی روز دسہرا راجہ بہادر
راجہ نانک بخش ابن راجہ چندولعل بہادر کو حضور سے ایک سرپیچ مع جیغہ مرحمت
اور نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم پاس سے دوشالہ مرحمت ہوا اور بائیسون
کو روز جمعہ حضور باغ کو میر عالم بہادر کے تشریف فرما ہوئے

۲۵ جمادی الاول

اور دوم صبح روز شنبہ پچیسوین جمادی الاول مطابق اٹھارہوین نومبر ۱۸۶۲ء اٹھارہ سو باسٹ
عیسوی تاریخا عہد مین حضرت کے کمندر انچیف صاحب بہادر داخل کوٹہی ہوے توپین چھوٹین
ہین معلوم کہ یہ ہی صاحب ہین جو سابق مین استقبال سے عزۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر کے
وارد ہوئے تھے یا دوسرے صاحب ہین چونکہ قانون استقبال کا اسی سال چار برس قبل اسکے معطل رہا تھا
واسطے استقبال اُن صاحب بہادر کے ہی اس دفعہ کسیکو حکم نہوا یہ رسم تکلف کی موقوف ہوئی اور
مظہر الاخبار سے ظاہر ہوا ہند وستان مین سکہ جدید ایک طرف ملکہ کی تصویر دوسرے طرف

۲۵ جمادی الثانی

فقط ایک روپیہ اندیہ اور سنہ روان وارد ہوا اور شہر جمادی الثانی کشف الاخبار یمنی مطلوعہ
تاریخ مالا یعنی پچیسوین جمادی الاول سے کشف ہوا کہ بادشاہ معزول دہلی یعنی ابوظفر محمد سراج
الدین سنہ گذشتہ شہر رنگون مین انتقال کیے اور اپنی سنوات مین اکسٹ وبا سے عیسوی کے
تحقیق سنا گیا ہی کہ ساتھ لاک روپی جو واسطے مدد معاش فرزندان راجہ مسیو کے مقرر ہوے
تھے چونکہ تمام وکمال حرف مین انکے نہین آتے تھے حساب اُسکا کرکے بارہ لاک روپی اطفال کو
راجہ مذکور کے دیے کہا بنک نائی سرکار عظمت مدار کی ہی اور پندرہوین جمیل الدین نام بیٹا
برہان الدین کا موا اور سترہوین کو نواب مختار الملک بہادر نے کمندر انچیف صاحب بہادر کی صیافت کی
اور اٹھارہوین کو صاحب بہادر موصوف مع تارلین صاحب اور دوسرے چند فرحا بہادر وچوکی امیر کبیر نواب
شمس الامرا بہادر کی کمان فتح دروازہ سے برسا گرکے تالاب کو گئے اور سیر کرکے کوٹہی کو واپس آئے
اور بائیسوین کو سمت برہانپور روانہ اُسدن سترا بار سلامی حضرت کے سر ہوئے اور پچیسوین کو چتری
سواری نواب مختار الملک بہادر کی سرور نگر تک جلوریز ہوئی پس محمد جعفر قلمردار امیر کبیر شمس الامرا

بہادر کا

بہادر کے جو واسطے خیر خیریت و عافیت صاحب لوگون کی طرف سے بہادر موصوف کے متعین تھے اور پیرو
جمعہ کو آمد و شد رکھتے تھے دو مہینے سے جو سبب کسلمندی مزاج اپنے معمول ناغہ ہوا تھا چہیسوین کو ماہ اللہ
کے روز جمعہ جا کر بعد ادائے رسم سلام خیر خیریت و عافیت نواب شمس الامرا بہادر کی پہونچائی
اور کسلمندی اپنی ظاہر کی تا رسیل صاحب بہادر نے محمد جعفر کو نزدیک بلا کر بٹھلایا کرسی دی
کمر نواب صاحب موصوف کی خیریت پوچھی اپنی طرف سے بھی سلام کہلایا اور وقت رخصت مشار الیہ کو
مزاج کی احتیاط کے باہین دوا سے غذا سے اور ہوا آب و سے تاکید کی تب تیسری رجب مطابق
پندرہوین دسمبر عید کرسمس کی انگریز صاحب لوگون مین ہوئی حضور نے چالیس عدد ترمیوہ و خشک میوہ کے
عنایت فرمائے اور اٹھارہوین کو یوم الجمعہ روز بازگشت واسطے ملاحظہ اہل عرس کے خورشید الامرا بہادر
بڑی جلو اور تجمل سے دولت سرا سے برامد ہو کر باغ لنگم پلی مین نزول اجلال فرما وقت شاہ خاصہ کے
تمام اعزا دستر خوان پر حاضر تھے اور ہر قسم کے مطعومات پختہ و بریان و شیرین و نمکین اچار و مربعات
نان و برنج و شیرو جوات وغیرہ سے سجا آپ اپنے دست مبارک سے ہر ایک کو عنایت کرتے تھے
بہت عریض و طویل تر دستر خوان گسترده تھا کئی صفین بیٹھی ہوئی تھین اسپر بھی حصے کو تل رہے
ہوئے تھے جائے اور آدمیون کی خالی نہیں چوبدار دھونڈ دھونڈ کر مردآدمیون کو لے آتے تھے راقم کو
جو تفریح ہوئی یہ متعسر کو بدیہی یاد پڑا اخیر اعرض خدمت کیا ہے گرمہ شود بڑا دستارہ شود بڑی
باخوان نعمت لوکنہ کا برابری ۔ اور علم سیاہ مین نان بریانی قلیہ تقسیم ہوا شام تک بنگلہ پر ملاحظہ
کرتے ہوئے برآمد رہے بعد مغرب دسی ترک و خشم سے سوار ہوے اس قدر دور روشنی کما
تھا کہ انکھہ روشنان کی حیرہ و تیرہ ہوتی تھی تہ دزان تہا بیان جلتی ہوئین کہ میزان ادراک

نوبتہاے فلک کا پاسنگ دسکا ہوا آہستہ آہستہ فیل خاصہ عماری کا زردوزی روان ہوا عجب طرح کا
جلوس وتجمل قابل دیدتھا حسن عرس کا دوبالا ہوگیا سب اسی کو دیکھ رہے تھے بلکہ سڑک پر سے انتظار
کر رہے تھے سواری کے ساتھ ساتھ برقنداز یا تماشائی کی ہوتی جاتی تھی کہ جب سواری پل نواب مختار الملک بہادر کے ہی سامنے والا
گذر کے داخل دروازہ شہر پناہ ہوئی چونکہ گذرگاہ مکان پر سے نواب مختار الملک بہادر کے ہی سامنے والا
لکھتا ہی آپ بھی برسر راہ بنگلہ پر برآمد ہو کر دیکھتے رہے فرزند علام محی الدین حاضر تھے اغرا کو شریک سواری
کے نام سے انکے دکھلاتے رہے اور بیبیوں کو حضور پر نور سے دل ہاتھ میں تھا بلکہ ہر ہر دق فشاں
پہاٹک سے جو ہمت پورہ کے طرف ہی برآمد ہو کر چند آدمی شاگرد پیشہ ساتھ رہے فتح دروازہ کے
قریب تک دلیرانہ خرامان ہوئے اور غرہ شعبان کو نورجہان بیگم صاحبہ دختر معصومت منزل کین
عمر رسیدہ ہنوز تا کتخدا جو محل مین بیمار ہو کر اس جہان سے گذرین تھے غسل وکفن کے بعد نعش کو لیکر
مین برہنہ اولیاقدس سرہ کے رکھا بسبب تعزیت انکے تقریب بیست کی تیسری تاریخ سے گذر کر یکین کو
ہوئی اور چونکہ اس سال مین یہ تقریب دولتخانہ مین نواب مختار الملک وزیر اعظم بہادر کے قرار پائی تھی بسبب
کسلمندی مزاج حضور کے معطل رہی تین ادا ہوئی اور اس ہفتہ مین گرانی غلہ کی بھی زیادہ ہوئی کہ زمان
ہرکہ ودمہ کے اسیکا چرچا رہا اور نوین کو ماہ مذکور سنہ الیہ مطابق ۱۲۷۹ھ بارہ سو انیاسی امیر کبیر نواب شمس الامرا
بہادر باغ جہان کو واسطے تبدیل آب وہوا کے ارادہ سے اقامت کے تشریف فرما ہوئے چونکہ مزاج بہادر
موصوف کا ضعیف تھا اور وقت صبح کا کچھ ابر نمایان تھا آفتاب چھپا ہوا سردی ہوگئی طبیعت کو
بدمزہ پاکر پھر آئے اور دس بجے اسی دن سے بیماری نے ترقی کی یہانتک کہ موجب انتقال کا ہوئی
چنانچہ مفصل بیان اوسکا مذکور ہوگا اور گیارہوین شعبان کو نوگھنٹہ پر مطابق غرہ خبردری صاحب

عالیشان سفیر تشریف لے آئے سفیر باتو قیر ملکہ معظمہ انگلنڈ مسمی پول صاحب بہادر داخل کوٹھی رزیڈنسی ہوئے
اور دربار اتوار اپریل سنہ عیسوی کی مقرر کئے اور چونکہ اس سال بانی چودامن سولا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے اس نقصان کا
جبر کیا اسی تاریخ میں سے ہر کو خوب شدت سے دو گھڑی میں ایک انچ مینہ برسا پس چودھویں کو روز
شنبہ دربار ہوا سفیر باتو قیر پول صاحب بہادر موصوف اور تارنل صاحب بہادر اور برک صاحب اور ڈاکر صاحب یہ سب افسران انگریز واسطے دربار کے آئے نواب مختار الملک بہادر اور مہاراجہ نرندر شاد
بہادر بھی حاضر ہوئے عمدۃ البنا بالی رسیدنت بہادر نے عرض لاد گورنر صاحب بہادر کا گذرانا شام کے
وقت امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر نے اتشبازی عید کی صاحب عالیشان سفیر باتو قیر پول صاحب بہادر
اور تارنل صاحب اور برک صاحب اور فریزر صاحب اور ڈاکٹر فلمنگ صاحب کو بھیجے آئے تھے
تاریخ ظل سبحانی بندگانعالی بنا بر ضیافت رونق افزائے دولتخانہ وزیر اعظم نواب مختار الملک بہادر کے
ہوئے چونکہ ان روزوں مزاج وہاج امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کا کسلمند زیادہ تھا اور صاحبزادگان
شیوہ روز حاضر خدمات پدر بزرگوار رہتے تھے عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر حاضر رہے خورشید جاہ
بہادر جا کر چلے آئے چار روز حضرت تشریف رکھے بیسویں کو مراجعت کی وقت حضرت سات کشتیان
پوشاک کین اور ایک انگشتری ایک عطردان دو گھڑیال آبنہ عدد مردنگ زجاجی روشنی کے خوش
تراش بہت اچھے سوازی سات عدد قالین مصری اور ایک منزل بگی نذر گذرانی اور بعد داخل ہونے
سواری کے دار الریاست میں آپ بھی آئے اور مجرا عرض کروا کر روانہ ہوئے اس بعد چوبیسویں کو
روز شنبہ نواب مختار الملک بہادر نے صاحب عالیشان پول صاحب بہادر کی ضیافت کی
اسی ہفتہ میں تہوار اشت رسیدنت یعنی تیرہے صاحب جو ڈیوشس صاحب نے اپنے عہد میں

فرزند صاحب کو قرار دیا تہا روانہ ولایت ہوئے ہیر انتیسوین[۲۹] کو بول صاحب رسیدت بہادر نواب
مختار الملک بہادر پاس گئے اور تمامی مکانات باغ وغیرہ کی خوب سیر کی من بعد فضا اکرد کار رستہوین
رمضان فرزند شیر خوار نواب مختار الملک بہادر کے بیماری سے بدلی کی استراحت فرما گہوارہ ۱۵ رمضان
جاوید کے ہوئے پچہلے پہر دو گہڑی رات باقی ہو گی آغوش مزار مین سونپا آتہوین کو سہ نواز جنگ کے
مقبرہ پاس ایک روہیلے نے گلاب سنگہ کے بیٹے کو اپنے بیٹی سمیت مار ڈالا پندرہوین کو شیخ بہادر نے
کوٹہی مین رنگین محل تیار کرا کر مو بمو بڑے مکان کے حوض تیار ہوا دیا سہین ایک مرد ایک
بچہ ڈہیلا کرنے سے جسم برادر کے مر گیا دو جمعہ بیسوین[۲۰] ماہ مذکور یعنی شہر رمضان قبل دوپہر اقتدار الملک
بہادر جو واسطے ثبت کرنے مہر خاص جریطہ پر لارد صاحب بہادر کے حاضر خلوت مبارک تہے کہ اس
عرصہ مین حسن اتفاق شکوہ عرس غفرانمنزل کا ہوا تہا بنا بر فاتحہ ارادہ سے مکہ مسجد کے حضرت
چوڈنڈے کے سوار کوتہے کے دروازہ سے برآمد ہوئے اور اقتدار الملک بہادر موصوف جو بنا بر
مجرئی کہڑے تہے حضرت نے بہی سواری شہزادی نزدیک بلوایا جو مزاج نواب شمس الامرا بہادر کا
اوایل شعبان سے بہت علیل و ناساز تہا کیفیت پوچہی اور ارسا فرمایا کہ ما بدولت نے بہی ارادہ
عیادت کیا تہا مگر سنا کہ اب غیریت ہی اس واسطے تامل کیا تیئیسوین[۲۳] کو پیر شمس خوان افطار کے
امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کو مرحمت ہوئے چھبیسوین[۲۶] کو چند بازاردہ سیف الملک مرحوم کے
جو تحویل مین عدۃ الملک بہادر کے تہے اور گذاشت اوسکی ایک ہفتہ قبل ہو گئی تہی محی الدولہ کے حوالے
ہوئے اور انتیسوین[۲۹] کو سنت گیرنام گوسائین کو نواب مختار الملک بہادر نے قید کیا اور سلخ کو
چار بجے خوب مہ برسا بقیہ بارش کا ہو گیا چونکہ اس سال روز یکشنبہ مطابق سال ہفتم جلوس

۱۶ شوال

غرہ شوال یوم العید دن سلام عشرت اگہری دن گذرے پر تحویل آفتاب برج حمل ہوئی بندگان حضرت نے
رسم و تودیا عید کا فرمایا اور دوسرے دن نوروز کا اور نیز اعظم اور سکار قاضی مفتی کو توال خطیب صوبہ
بلد اول روز اور روز دوم سید نور اللہ محمد الملک سالار جنگ بہادر اور جملہ امرا حمید اللہ شب حاضر
ہے اور خاندان سے امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کہ جناب بس علیل مزاج ہے یوم العید عمدۃ الملک
بہادر و خدمتمین پدر عالیقدر کے رہے اقتدار الملک بہادر اور خورشید جاہ بہادر و محتشم الدولہ بہادر
ہے اور نوروز کے دن اقتدار الملک خدمتمین قبلہ گاہ کی رہے اور عمدۃ الملک بہادر و خورشید جاہ بہادر
حاضر رہتا ہے قبلہ جہان دجہانیان ہوئے تیسری تاریخ یہ بھی دعا یہ رقم کے خدمتمین دعا لکھتا ہے
شعر نوروز ہی کیا لطف ہی عید مصان ہی ہر روز مسرور ہر قلیم میں ہر روز ہی ہی ہر ایام
سلامت ہیں ایام ہ ہاحت و فیال ہی و دوران ہی ہر ہنگام شہنشہ کو جو ہی تاریخ وقت سیر ہر رحمت خدا ایسا
ہے ہوا کہ نالے بہ گیا اب کچھ کسر باقی رہی اور جیتی کو غالب الدولہ بہادر نے یہی نذر عید کی خدمت میں
امیر کبیر کی آگر گذرانی سالون توال سے ملی امیر کبیر کا حسب تجویز احمد علی حکیم کی جو حکم سے حضور کے آئے تھے
آغا مواحمد رضا میں حسب کچھ افاقہ پایا دو روز فقط مزاج پرسی کیا اور تیرہوں تاریخ سے ہر علاج ڈاکٹر
کو بھی رزیدنسی فلنک صاحب کا شروع ہوا پندرہوں تاریخ روز گذرے پر اول پہر میں شکر پالکی کی تقریب
بدستور ادا ہوئی اور نصف شب سے پہر طرف واجد علی کے رجوع کیا اور سولہوں شکو توہت ہی بدمزہ
رہا سترہوں کو چند مجرائیوں کو اندر ہی بلوا کر اذن سلام کا دیا اور اٹھارہوں کو باہر نکلکر بدستور سابق
کرسی پر بیٹھے ہوئے سلام لئے اور انیسویں کو توہوش ہو گئے اقتدار الملک بہادر جو روز شب اسیطے
دربار کے حاضر رہا کرتے تھے مایوس ہو کر مسمی سرد محل سکونت گاہ کو اپنی چلے آئے شب آدینہ تین ساعت

گذرے پر چلے یہ کہ اُسوقت تک کہ یہ سی مرحلے مراحل سنوات عمر سے اور بائیس روز کے کچھ زائد
طومار کو حیات کے لپیٹا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تا صبح دوان جوانی رہی بعد برآمد ہونے آثار کے
بیسویں تاریخ تیاری شروع ہوئی وقت نصف النہار بعد غسل پوشاک پہنا کر تابوت کو لے نکلے ایک شور
و غوغا ہجوم خلایق کا تھا مکہ مسجد میں لے آئے بعد صلوٰۃ جمعہ نماز جنازہ کی ادا کی ہمراہ امرا اون کے تمامی
امرا اعزا قادر الدولہ دلاور الدولہ اعتصام الدولہ اعزالدولہ منصور الدولہ کرار جنگ قدرت جنگ سلطان
یار جنگ ارادت جنگ تیمور جنگ برق جنگ شمشیر الدولہ جانباز جنگ عزیز جنگ عمدہ خاں سیف الدولہ
مدبر جنگ عبداللہ بن علیخان بہادر عرب سلطان نواز جنگ عرب رستم جنگ عرب قمقام الدولہ غالب جنگ عرب
علاقہ دیوانی سلم جنگ عرب احمد جنگ عرب داود خاں بہادر ان سنہ نواز الدولہ اکبر اولاد خانوادہ نواب
کرنول جمعدار پیشہ سے ابن علیخان مبر سبر علی پسر اول دلاور نواز جنگ غلام غوث خان غلام رسول خان سید
یوسف بیرہ کریم بیگ غلام علیخان اور بیرہ میر نصیب اسم نامعلوم میر الدین رسالہ دار جملہ راجے راجہ
بہادر نانک بخش اور ان رام بخش بہادر اور راجہ رائے ایان اور راجہ اندرجیت اور گوپال راؤ بیرہ راجہ
اندر اور جملہ معززین شہر سے لوگ ان سے خارج ہو کر دو کوس کے فاصلہ تو قبر جو پہلے سے ایک قبر تیار
دستبند کی ایک سرپچی جملہ عوض تین ہزار تین سو روپیہ کا دستیاب ہوا دو ہزار روپیہ نقد ہزار روپیہ کی پارچہ لیان
مراد ہی ہزار روپیہ کی قسم اطعام سے پانچہزار قرص نان ہمراہ جنازہ کے خیرات ہوئے اور غلہ نمک وغیرہ
پندرہ بیدہ قبر شریف پر فقرا و مساکین کو تقسیم بائیسویں کو فاتحہ سوم کے روز نانیا دیوانخانہ میں
حسین الملک متبوز جنگ سردار راجہ نانک بخش بہادر شمشیر الدولہ سیف الدولہ جمیع اعزا جمع ہوئے
اور تیسویں کو نواب مختار الملک بہادر دربار کو آئے اس ہفتہ میں بھی پہنچ ساتھ ہر کو بڑی بڑی بوندیں

۲۵ ذیقعدہ

برین دو جا بجلی گری جرت گذری پہر ستائیسوین ماہ مذکور اور غرہ ذی قعدہ کو نواب مختار الملک بہادر
حاضر حضور ہوے چونکہ طبایع ساکنان بلد کے مختلف جیلہ جو ہین خلقت نے مشہور کیا کہ فیمابین مدار المہام
اور صاحب عالیشان کے ان بن کی کوئی جو ایک بلا قائم ہوئی تھی پر ہنوز نہوئی اور اسی تاریخ مزاج
والدہ ماجدہ حضور پر نور کے بخور دلاور الیا بکیفیت جسہ مذظلہا کا جو سابق سے بیمار تہا زیادہ کسلمند ہو گیا
اور دوسری کو مولوی احمد در مولوی محمود نام خدمت عدالت سے موقوف ہوے اور صدر عدالتون کے
علی محمد خان شوستری قرار پائے اور تا عشرہ اول اشتہارات قانون عدالت جاری کا نصب ہوے
ذکر انکا آویگا اور چودہوین کو نعرالنسا بیگم چہار بیگیات سے غفران منزل کی ہوین اور چوتہوین کو
انتظام الدولہ کے جو سرکار مین تہے حکم ہوا کہ دیوانین رکہکر ادائی انکی قرض کی کرو پس ستر ہوین کو
نواب مختار الملک بہادر سالار جنگ کو بہی کو رونق افزا ہوئی اور اہتارہوین کو حاضر دربار اور
۲۶ چبیسوین کو دیا شب روشن الدولہ بہادر کین والدہ بہی رحلت کین اور روز روشن عمدۃ الملک بہادر
اور اقتدار الملک بہادر اور رشید جاہ بہادر اور محترم الدولہ بہادر واسطے فاتحہ جہلم امیر کبیر شمس الامرا
بہادر مرحوم کے درگاہ کا ارادہ کئے بعد واپس آنے کے دان سے ایکدہتر بشیر الدولہ بہادر کین
۲۷ ہشت ماہہ نے انتقال کیا ہیتی دیکہہ پہر کے وقت روبرو دولت سرا محمد سلطان الدولہ بہادر مرحوم کے قریب شاہ گنج بجلی گری اور صدمہ سے اسکے ایکعورت جل مری من بعد مہینہ برسار روز شنبہ اکیسوین تاریخ
زنانہ
ابنان دنیا بہ امیر کبیر نواب مبرور و مغفور شمس الامرا بہادر و اقتدار الملک بہادر و حورشید جاہ بہادر مع
واسطے اختتام ایام تعزیت کے باغ جہان نما مین نزول اجلال فرمائے رسوم تہم کے ادا کئے بہتیت کی
بہادر کی راگ سنکر پہر کے وقت واپس آئے ذوالفقار الملک بہادر کو حکم ہوا کہ واسطے طلب کے گہر عمدۃ الملک

بہادر کے ارادہ کرین چنانچہ بہادر مغرالیہم حسب الفرمان واجب الاذعان تشریف فرما ہوئے حکم ادا کیا من بعد
اقتدار الملک بہادر نے سر پر سفید دستار رکہا انوار کے دن چہیسویں سنہ ہجری کو جواما تی خلعت ملبوس مغفرت
منزل سکندر جاہ بہادر کا دستار پاجامہ کمخواب کا کمربند مرحمت ہوا صبح مخلع ہو کر عمدۃ الملک بہادر میانہ کے
سوار ارادہ دربار کا فرمایا تحف الدولہ بہادر اور شیر الدولہ بہادر ہمراہ تیزی دیتوڑہی سے نقارخانہ کی
حاضر ہوئے جب بر آئے آداب بجالایا مجرا کیا سر جہکایا حضرت نے شفقت کی سر پر ہاتہ رکہا جمیع خطابات
نامور جنگ شمس الدولہ شمس الملک شمس الامرا امیر کبیر ابو الخیر خان بہادر دس ہزاری منصب علم و نقارہ و
سپاہ ملک جمعیت وغیرہ تمامی مناصب سے جدو آبا کے سرفراز کیا امیر کبیر ثانی شمس الامرا ثالث
فرمایا اول بہادر مغرالیہم نے نذر دستی گذرانی پر بعض بعض اعزا نے ہمراہی بہادر مغرالیہم کے نذرین
دین مابقی دو ہزار روپی جملہ سپاہ کے داخل ہوئے پس عماری کے سوار روپی بانٹتے ہوئے دولتخانہ کو
آئے آواز شادیانوں کی نقارخانہ سے بلند ہوئی دیوانخانہ میں ہاتہوں ہاتہ لیا ہمراہ اہل سیف مرد آدمی
لوگ نذرین بدیے اہل قلم منشی شاعر خوش نویس قطعے تہنیت کے گذرانے من بعد اقتدار الملک بہادر نے
خورشید جاہ بہادر سے ہر کوائے ہر دو عزیز القدر برادر و برادرزادے نے نذرین دین رسوم جزوی
کے مودی کئے خیر الحمد للہ علی کل حال عشرہ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی کا بخیریت گذرا حسب
بندوبست بلدہ کا حسب الارشاد نواب مختار الملک بہادر کے زور آور جنگ بہادر نے کیا گوارد نام
خلائق ہر علاوہ دبازار راہ و کوچہ و راہ میں رہا مگر کوئی مجروح مقتول ہوا چوتہی کو اقتدار الملک بہادر نے
لنگر اپنا ساتہ تکلف کے بسبب بخ والام قدمگاہ کے موقوف رکہا نقط نیاز بہجوادی اور پانچوین کو
امیر کبیر ثانی نواب شمس الامرا بہادر ثالث نے لنگر معمولی موافق دستور جاہ و تجمل سے نکالا روانہ

۱۲ ذیقعدہ

حسینی علم

حسینی علم فرمایا صبح کو خیرات حسب الحکم مساکین اصلی اور سپہر کے انعامات فقرا جعلی و نقلی
کے بدستور برتے نواب صاحب مرحوم کے دس روز تک مودی کیے خلقت کو فایدہ پہونچایا
اور آٹھوین صفر روز دوشنبہ صاحب عالیشان نواب صاحب بہادر کی نواب مختار الملک بہادر نے
اپنے گہر دعوت کی بہادر موصوف اسی دن اول روز روشن جو سوار ہوئے داخل بلدہ
ہوکر مکہ مسجد کو دیکھا معاینہ کیا اور واپس چلے گئے من بعد شبکو بنا بر قبول ضیافت مہمان سرا
مین نواب صاحب موصوف کے آئے پس شرف الدولہ ابن سیف الملک بہادر مرحوم حسب الحکم
عالی واسطے طلب اقتدار الملک بہادر کے روانہ ہوئے اور بیسوین تاریخ ربیع الاول کی روز
چہارشنبہ سنہ الیہ جوڑا خلعت ماتم پرسی میر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کا چار عدد سیلے
ایک تہان کمخواب کلابتونی قور دور دامن کی اور دستار خاص سیگاہ سے حد لو کامران کے
بہادر موصوف یعنی اقتدار الملک بہادر کو عنایت ہوا چونکہ کئی شب سے باران رحمت الہی
جوش پر تھا تندی کو طغیانی ہوئی حضرت واسطے ملاحظہ کے صبح روز پنجشنبہ بارادری
کو میر عالم بہادر مرحوم کی جلوریز ہوے پہر زمانہ کی یاد ہوئی سپہر تک سیر فرماکر جانب
بسر و نگر ہفت کی شب دہان رونق افزا رہے صبح طرف سے اقتدار الملک بہادر کے عرض
ہوئی کہ معزالیہم واسطے نذر خلعت کے حاضر ہوا چاہتے ہین سنکر فرمائے کہ واہ ہوے اقتدار
الملک بہادر سے کہو کہ ہم وہین آتے ہین اور واسطے شکار کے صحرا مین برآمد ہتے فوراً شکار جو ہست
نہوا گذر کیا بلدہ کا ارادہ فرمایا اور اقتدار الملک بہادر کو حکم ہوا کہ خبر کہین ہم جب داخل ہون چلے
آوین اس امر پر سواری اقتدار الملک بہادر کی تیار تہی انتظار مین تہے پہر داخل ایوان سلطنت ہوکر

یاد فرمائے بہادر معز الیہم حاضر ہوئے تھے گدرانی حضرت سے وقار الامرا بہادر خطاب عطا فرمایا جملہ
مردمان ہمراہی بہادر معز الیہم نے نذر دین چنانچہ راقم عاصی بھی عاصی زادہ بھی شریک نذر
خسرو زمان تھا جب تک لوگ نذریں دیتے رہے حضرت برآمد مسند جاہ و جلال رہے خورشید جاہ بہادر
بھی ہمراہ قبلہ گاہ یکے تھے بعد برخاست نواب وقار الامرا بہادر مع خورشید جاہ بہادر ہم پہلو ایک
عماری کے سوار رولی بانتھے ہوئے اور سہ سواری بندوقچی جنگلی ہوئیں میدان چوک سے جلو ریز ہوئے
اور اول جلوخانہ میں پدر بزرگوار امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کے اوسرے دیوانخانہ
میں آئے امیر کبیر ثانی نواب شمس الامرا بہادر ثالث برآمد ہوئے خدمت میں برادر بزرگ کی نذر
سرفرازی ہوئی کی گدرانی پر مرخص ہو کر اسی عماری میں سوار اپنے دولت سرا کو متوجہ ہو کر
داخل سرد محل پس تیرہویں اور چودہویں کو ربیع الثانی کی تماشا بازی گرد نکا جلوخانہ میں ربیع الثانی
خورشید جاہ بہادر کے ہوا اور دسویں کو جمادی الاول کی ایکروزمیں تار پر خبر آئی کہ لارڈ گورنر جمادی الاول
جنرل الجن صاحب بہادر نے جو طرف شملہ کے دورہ کو گئے ہوئے تھے بمقام سہارنپور کہ ماہ الیہ
کی انتقال کیا اس ہفتہ میں ایک خط آیا اور نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر سے ظاہر کیا
کہ موضع اتاپور کی مسجد میں خزانہ ہے مقدار سی دس بیگھ کہ اسمیں اشرفیاں اور روپیہ طلا کے بہت
ہوئے مدفون ہیں اور اسی فصاحت و چرب زبانی سے بیان کیا کہ مزاج وہاج جناب محتشم الیہم کا آگیا مسمار
متعین کئے بہت سی زمین کندہ ہوئی کچھ بھی نہ نکلا ہنوز کھود کیا دہی کہ وہ چل نکلا لوگ دوڑے
پکڑ لا کر قید کیا جناب محتشم الیہم نے کچھ فرمایا سنکر چپ ہو گئے اس اثنا میں تمام بلد میں افواہ
ہوئی لیجے بازاریوں نے مشہور کیا کہ وہ صدقہ مانگتا ہے بچے آدمیوں کے پکڑے جاتے ہیں عام خلقت

نادان لوگون مین چندے بھاگا بھاگ مچی رہی یا دجمعرات کے دن چودھوین کو صاحب عالیشان
دربار کو آئے عمدۃ الملک امیر کبیر ثانی نواب شمس الامرا بہادر ثالث کی یاد ہوئی جناب معزالیہم
حسب دستور دروازہ تک استقبال کر کے صاحب عالیشان کو لے آئے صاحب عالیشان رسیدنت بہادر نے
ملک برار کے دورہ کی رخصت لی اپنے تعلقات کے دیکھنے کی اجازت چاہی یاد ان آیا برخاست ہوگئی
ہر ہفتہ کے دن دربار ہوا اور نیز معظم مع مہاراجہ صاحب پیشکار بار یاب خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے بعد
برخاست جناب وزارت مآب محتشم الیہم بہادر مہاراجہ پیشکار صاحب کو ہمراہ لیے ہوئے سرور نگر کا
ارادہ فرمائے اور صبح کو اوسکے نواب شمس الامرا بہادر ثالث مکانات نواحد آبندگان عالی کے دیکھنے آئے
پس تحویز ہے وزیر بادیہ پیما نواب مختار الملک بہادر کے محصول غلہ کا معاف ہوا اور رسیدنت صاحب بہادر
حیدرآباد آخر جمادی الثانی واسطے سیر ملک برار کے راہی ہوئے اور اجارے آسی ماہ کی ۲۱ کو معلوم
ہوا کہ نام مع لقب لارڈ گورنر جنرلی صاحب بہادر سابق کارئیت انڈیل جیمس ارل اف ایلجن
اور کنکارڈین کی فی اور جی سی بی اور جی ایم ایس آئی نایب السلطنت ملکہ معظمہ گورنر جنرل
بہادر ہند ہی اور آٹھوین رجب کو دولت سرا مین نواب مختار الملک بہادر کے ولادت باسعادت
دختر نیک اختر کی ہوئی پس روز دوشنبہ عنایت حسین خان نام قرابت دار بخشی یا گاہ طرف سے
نواب قار الامرا اقتدار الملک بہادر کے نواب مختار الملک بہادر پاس واسطے لکھت و شنود کسی مقدمہ
اتحادیہ کے گیے اور واپس آئے الیسوین کو صاحبزادی خورشید جاہ بہادر کین مسماۃ بہبت النساء بیگم
[illegible] ہوئی جمعہ کے پیدا ہوئی ہتن ہماری سے ام الصبیان کی وقت مغرب دوشنبہ
وفات کی کل عمر بائیس مہینے کی ہی حضرت اس واقعہ کو سنکر بہت رنجیدہ و آبدیدہ ہوئے عدد

معماران تعمیرات ایوانات کی اوس دن موقوف کردئے محل کے لوگ سب واسطے پرسش کے آئے سیالین
حضرت نے کچھ جنسی خرید کیئے تھے انمین سے متفرق کرکے چار چار پانچ پانچ مقربونکو سپرد فرمائے تھے ماہ
ہذا مین ایک جوہیرہ مزاج انمین کو کلتاش خان پاس تھا طلب پر تنخواہ کی تکرار پیش کرکے کوکا
صاحب کو مار ڈالا اور آپ نکل گیا جب ماہ شعبان مین گرفتار ہوکر آیا بموجب فتوی کے حکم سے حضرت کے
درجۂ قتل کو پہنچا اور پانچوین ماہ مذکور سالیہ روبرو وقار الامرا وقدر الملک بہادر کے مہر خاص
ہوکر خولیط درجواب اتحاد نامہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے کہ جسمین خبر اپنے آنے کی
دیار ہند مین وہی تہی روانہ کلکتہ ہوا اور کیفیت آمد آمد لارڈ صاحب بہادر ہذا کی جو کشف
الاخبار مورخہ پچیسوین ماہ مذکور سنہ روان مین مطابق جو ہی سنہ ۱۸۶۴ ہزار سی چوست
عیسوی نوین جلد بیالیسوین نمبر سے ظاہر ہوئی ہی یہ ہی مژدہ شریف آوری گورنر جنرل صاحب
بہادر اس خبر فرحت اثر کی دریافت ہونے سے کمال خوشی ہوئی کہ جناب معلی القاب رابت
ارسیل سرجان لارنس صاحب بہادر بیرونٹ جی سی بی اور کی ایس ای اقلیم ہند کے نئے
گورنر جنرل بارہوین تاریخ جنوری کی سنہ ۱۸۶۴ ہزار سی چوست عیسوی شام کے وقت پانچ
بجے کے بعد شہر کلکتہ مین رونق افزا ہوئے اوسوقت سب صاحبان ذی شان سکرٹری
صاحب گورنمنٹ اور مصاحبین جو تیس جہاز پر واسطے استقبال اور ادائے مراسم
تعظیم و تکریم کے گئے تھے جناب ممدوح کے ہمراہ رکاب تہے اور بعد چھے بجے شام کے ایوان
گورنری مین داخل ہوکر حلف سویلی کونسل گورنر مین گورنر جنرلی کے کرسی حکومت پر جلوس فرما
ہوئے پیش آوینہ نوین تاریخ رمضان کی رسم تسمیہ خوانی صاحبزادی اعلی دختر حضور کی محل سرا مین

قرار پائی

قرار پائی ہندی تکلف کے ساتھ باہر سے آئی ہر انتیسوین ماہ مبارک کی ایک خرابہ اور بد ستور روزہ
نواب وقار الامرا بہادر کے مخلص ہو کر روانہ کلکتہ ہوا اور سی روز بحر دافطار تو لے کہ خوردن ہمین بود دمردن
ہمین بحر و فرد ہونے اشتہار کے حلق سے عناد جنگ یہ حرص دوستان دو خاموش اور ایک مقدمہ غلط فہم کیا نکا جو عدالت خانہ
مین اندرون گذرا ہی اور خورا اسکی سزا غیب سے ہونی ہی قابل تحریر اور تنبیہ ارباب مکر و فریب کے ہی تا تیرہ
سنکر دل سے لوگ عبرت پکڑین اور کردار ناسزا کو اپنے چھوڑین یہ ہی زید عمر بکر نام کوئی جمعدار باشندہ
سلطان شاہی یا مین کسو نے دو ہزار روپی امانت رکھوائے تھے جب اُسنے طلب کیا کہا کہ ہزار تو لے گئے
ہزار جو باقی ہین لیجاو اُسنے سخت طلب کی اسنے بسیار بسیار کلام اللہ اور بنا لیا مقابل گیا محکمہ سے
بیمار ہو کر گھر آیا اور اسی مرض سے مر گیا اور بنا بے کفارہ مین اوسکے اُن روپون کی مسجد بنا کی خلقت نے
جانا خیانت ثابت ہوئی مفت مین جان گئی ہر عید کے دن عمرہ سنوال حاجت عالیشان جو دورہ کو گئے ہوئے
تھے پھر کر داخل کوٹہی رزیدنسی ہوئے اور اسی تاریخ سے ماہ رمضان سنہ ہذا مطابق سال ہشتم
جلوس سب گرانی مدد کے دوبارہ کمر ہمت باحوال پرسیاہ کی غور فرما کر اضافے کردئے چنانچہ
تفصیل اسکی آگے اسکی اور نرخ غلہ کا ان روزون یہان کا جو مظہر الاخبار سے مظہر راقم ہوا یہ ہے
راسی چاول سولہ سیر روپے پلہ روغن گاو میش تی روپیہ یک ثار سیر مرچ ایک روپیکو اڑائی سیر
گیہون پندرہ روپے پلہ اور ماہ ذی قعدہ سنہ رواں مین مسماۃ دلاور النسا خانم یعنی والدہ بہادر مغز
اُسیوقت تک اتنا سی مرحلے طے کی تھی عظم الملک بدر الدولہ خان بہادر مرحوم اول حرم محترم امیر کبیر
مغفور نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کین کہ نواب صاحب برس سے دو سال کلان ہتین رحلت کین
امیر کبیر ثانی نواب شمس الامرا بہادر ثالث اور نواب وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر اور

ماہ شوال
سال ہشتم جلوس

ماہ ذیقعدہ

محتشم الدولہ بہادر اور شہر الدولہ بہادر سے بنا بر ادائے نماز مکہ مسجد تک ہمراہ جانا تھا پس سنہ ۱۲۹۷ھ
مہینہ برسات اور بجلی بہت زور و شور سے چمکی مجھے تمام عمر میں اپنی یاد نہیں کہ ایسی زور سے اتنے
نزدیک چمکی ہو اور بہت ہی قریب سے اس قدر نزدیک چمکتی ہے کہ میں جب چمک ہوتی ہے
اور نبض پر ہاتھ رکھتا تھا تو تین ضرب سے لیکر بیس ضرب تک اس مابین میں بعد روشنی کے
آواز آتی ہے ایکدو جگہ گری بکریان گاہ میں جو وہان پر تھے اور الحمد کہ سلف ہوئے احمد ماہ الہ کا شانہ
مختار الملک بہادر کے فرزند ارجمند اللہ جل شانہ نے عنایت فرمایا میر کے ان ہلی تاریخ
بجلی کی بہادر محتشم الیہم واسطے مذکر تقریب ہدا کے جب حاضر ہوئے حضرت جو چند روز سے
سب بے سبب بطور شکر رنجی کے ناخوش تھے مرہانی کی صفائی ہوئی ہر چہار کو بعد دوپہر
مینہ برسا میں جا بجلی گری کچھ دواب علف بیدریغ ہوئے اور ایک رہی اور یہ بھی سنا گیا
کہ نار جیل کے درختوں پر گری اغلب ہے کہ ایسا ہوا ہوا سطے کہ رگ اوسکے لوکدار ہوتے
ہیں اوسمیں کشش ہے خود میں نے اپنے محلہ میں ایک درخت پر نار جیل کے دیکھا ہے کہ اوپر صدمہ
بجلی کا پہونچا اور وہ جل رہا تھا دھوان اور آگ اوس سے نمایان تھی اور پیڑ درخت میں بھی ایسا ہوا
کہیں جا بجلی گری اور یا پیڑ سہتر شاہ کے اوسے بھی پیڑ سے اس مابین میں کسی نے میرے روبرو کہا
کہ بجلی کا گرنا بھی غضب ہے میں نے کہا یہ کار ستار حمت خدا ہے اور تدبیر کی ہے اب جو کہ بادل بہت
گرجے ہیں اور بجلیاں خوب چمکی ہیں بلدہ میں جو کہیں اثر بد ہوا ہوگا ہے فضل سے اوسکے موقوف
ہو جائیگا اسواسطے کہ بموجب اعتقاد حکما کے بادل کی گرج اور بجلی کی چمک یہ ہر دو بصفتی کمیت
ہوا کے ہیں وہ مسبب الاسباب ہے اپنے بندوں پر مہربان اب بندے اوسکے اس صدمہ سے محفوظ

رہنگے اور چہیسوین کو ماہ منہ سنہ روان بتجویز بندہ شہر دکرنے دہستاد وقار الامرا بہادر کو تعلقہ جات مان سے
امیر کبیر نواب میر مرحوم کے دفتر خانہ مین نواب شمس الامرا بہادر ثالث کے قرار پایا اور ستائیسوین کو نواب صاحب
ممدوح ملاحظہ کرکے گذشت انکی بخوشی تمام حضور مین گذرانی اٹھائیسوین تو بخس ہی انتیسوین کو خورشید
جاہ بہادر داماد کی یاد ہوئی گمان ہا کہ بتجویز بندہ مرحمت ہون فقط کلہ وکلام ہوے بہادر ممدوح
نے خوب اچھی اچھی باتین کین ایسے کہ حضور بہت خوش ہوے بسند فرمائے پھر درباب
رنج والم دادا کے تسلی بخشی اوہانے کو بار رنج اوسکے منع فرمایا پھر تو محرم ہوگیا عشرۂ سوم
وہان مین اسکے گذرا ان بعد جو دسوین تاریخ ماہ محرم کی ۱۲۵۱ بارہ سو اکیاسی کذشت پر گنجات کی
جو نواب شمس الامرا بہادر ثالث پاس سے آئی ہوئی رہی تھی نواب وقار الامرا بہادر کو مرحمت کی
سب لوگ ہمراہی بہادر مغرالیہم کے شادان و فرحان ہوئے نذرین دین رقسم نے نذر دستی گذران کر
ایک عجب طمطراق سے اپنے حوزہان برآئی عرض کی کہ ملک کے آنے کی خوشی سبکو ہوئی ہے
اوپر کی ہوئی بات ابھی مجھے اسکی خوشی ہے پس روز جمعہ بعد نماز جمعہ نوبن صفر کی میہ سنا شروع ہوا
کہ ہیضہ کہ ہیضہ تا تک تو ہوا رہا اور جب طعام سے لوگ فارغ ہوے تو قے کی اقاطر جو شروع ہوا
وہ تمام رات اور تمام دن سنیچر کا پھر تمام شب اور تمام روز اتوار کا پھر رات تک علی الاتصال بلا انفصال
برستا رہا ستر آدمی اس شدت بار ہین دیوارین گر کر مر گئے ندی کو طغیانی رہی آخر ماہ صفر تا رہین صاحب
بہادر روانہ ولایت ہوئے اور سلخ صفر کو تولد صاحبزادی دوم مسماۃ بشارت النسا بیگم کا بطن سے محل
ماہ کے عرصہ ظہور مین آیا اور اوایل ماہ ربیع الاول سے بدہوائی نے ترقی کی انیسوین ماہ منہ روز
چہارشنبہ عصمت قباب عفیفہ زمان مسماۃ لطیف النسا بیگم صاحبہ ملقب آئینہ محل نواب شمس الامرا بہادر

۱۲ ماہ محرم

صفر

ربیع الاول

مرحوم والدہ ماجدہ نواب اقتدار الملک بہادر مفصلہ سے واصل جلد ہوئین بتاریخ سال کی عمر تھی بہادر مغفور
الیہم نے جنازہ بہت تکلف سے نکالا فاتحہ زیارت مین سب امرا دولت مشایخ علما فضلا جمع تھے اور تیسرین ربیع
الثانی سے مرگ عام جو ظاہر ہوئی بلدہ مین لوگ اسہال دقی سے ہلاک ہونے لگے یہ سولہوین کو بھی تمام رات
دن بارش رہی اور بائیسوین کو روز شنبہ حیدر الملک حیدر الدولہ علی احمد خان بہادر امیر ذی مرتبت
بہت معمر یہ بھی اوسی بیماری سے انتقال کئے یہ روز پنجشنبہ کہ ہماری تقویم سے اٹھائیسوین تھی غرہ
سپتمبر کو فریز رصاحب بہادر ابن فریزر صاحب بہادر کلان آکر داخل کوٹھی ہوئے من بعد اتوار کی
صبح کو انتیسوین خاص محل مین نواب قہار الامرا بہادر کے صاحبزادی متولہ مسمات رحمت النسا بیگم ہوئین من بعد
بائیسوین ماہ جمادی الاول روز دوشنبہ اول نیمروز مین شرف الدولہ بہادر خلف سیف الملک میر تفضل
علیخان بہادر مرحوم عرف میر بادشاہ طرف سے حضور لامع النور کے بنا بر پرسش نواب اقتدار الملک
بہادر پاس تشریف لائے بعد اسکے حضرت ظل سبحانی بہادر مغفور الیہم کو یاد فرما کر ایک فرد
شال کی خلعت ماتمی کا مرحمت فرمایا پہر غرہ ماہ جمادی الثانی کو کہ جس روز بہت شدت باد و
باران کی تھی چنانچہ ذکر طغیانی و سکارش رقم ہوتا ہی صاحبزادی دوم مسمات شاہ النسا بیگم نیکو سیرت
نیک اختر خورشید جاہ بہادر کین جو بطن مطہرہ سے شہزادی حضور خاص محل بہادر مغفور الیہم کے سلخ ربیع الاول
سنہ ۱۲۸۱ بارہ سی اکیاسی کو کل عمر چار مہینے کی تھی متولہ ہوئین ہین بعد چار مہینے کے رحلت گزین باغ جنان کی ہوئین
یہ بھی واضح خاطر ناظرین ہو کہ اس سال مینہ خوب برسا مقدار آسے اپنے زیادہ ہوا ہی تفصیل اسکی یہ ہی
اسطرح پر کہ ماہ صفر مین دسوین تاریخ سے پنجشنبہ مین بندوشہ کے کہ جسکو چھوٹی پوشالی کہتے ہین دو
دن تک جہڑی رہی پر کہل کر مطلع صاف ہو گیا ایک چلہ پہر کچھ نہ برسا اسمین بدہوائی شایع

ہوئی لوگ اوکمال حلاب سے مرنے لگے پہر سوین ماہ ربیع الاول سے پچہر مین مگہا کے تار بارش کا شروع
ہوا اوس کی یہی چہڑی دو دن تک رہی اور معمول موافق ہو گیا پس کہلا رہا اوسیقدر کہ دو ماہ
دس روز گذر گئے دسہرہ دیوالی ہو گئی موسم بارش کا انجام کو پہونچا پہر ماہ مذکور الصدر یعنی
غرہ جمادی الثانی کارتی مین چتا کی بچلے پہرا بر آیا ہوا چلنے لگی ترشح شروع ہوا اول پہر روز مین تو
کچہ زیادہ ہوا پہر دوسرے پہر مین زور کیا تمام روز تمام رات برستا رہا اور ہوا کی شدت ہر چہار طرف سے
ایسی نہی کہ لوگ دروازے بند کئے ہوے نعمت خانون حجرون مین بیٹھے رہے باہر نہ نکلے فقط
ایک ہوا کو گردش نہی ہر چہار طرف اس زور سے گہوم رہی تھی کہ بڑے حوض جیسے پرشہ محل و مکانون
مجہلیان ایک ایک نیزہ دو دو نیزے پانی کے ساتہہ بلند ہو کر خشکی مین جا گرتی ہین درخت بہت سے
گر پڑے دالے بہت ٹوٹ گئے شبکو یہی حال رہا دوسری صبح کو کچہ عرصہ تک کہلا رہا چار گہڑی
دن چڑہے پہر شروع ہوا ایک پہر برس کر قبل دوپہر تقاطر موقوف ہو گیا فقط تمام دن ابر رہا یہ مقدار سے
زیادہ ہوا اور پانی کہ ہنوز آغاز بارشکا ہوا تہا جو برسے ہین اوسمین بجلی خوب کوندتی رہی رعد ہر وقت
چمکارتا رہا اور بعد شروع ہونے برشکال کے یہی جو وقت کہ مینہ برسا ہی رعد بہت اپنا زور و شور کرتا
رہا اور سوے شدت باد و باران اس دیار کے دور کی خبرین امسال مصار و بلاد کی جو جو سنی ہین
نادر الوقوع ہین چنانچہ ایک روز قبل یہان کے غرق آب ہونا مچہلی بندر کا اور ایکرور آگے اوسکے
کلکتہ کا طوفان اور اسیطرح مختلف تاریخون مین علاقہ بمبی اور علاقہ مدراس اور شہر ناگپور اور
گرد نواح اوسکے سب شہر حوالہ تفصیل ہر ایک کی اہل اخبار نے طبع کی ہی اور ماورا اوسکے دور دور کی
خبرین آتش زدگی کی یہی بلاد مختلفہ سے آئی ہین چونکہ ذکر اوسکا اس جگہ پر صرف طول کلامی ہی

اور فقط اطلاع دینی حالات پر اپنے شہر و دیہات کے ناظرین کو اس دیار کے دانی و کافی بایں نامہ
نگار عنان سمند تیز گام خامہ کو پھیرتا ہی طرف سوانحات ملک اپنے اور رجوع کرتا ہی طرف [illegible]
سنہ رواں ماہ جمادی الثانی مذکور الصدر کے چونکہ چند روز قبل کی شخص [illegible]
یعنی زوجہ کو اپنی مارڈالا تھا دوسری ماہ مذکور بالا سنہ یعنی جمادی الثانی اکتوبر ہی کو اسکی گردن قصاص
مین خون کے ماری گئی پس اوسنین آوانین کچہ مزاج مختار کار مدار المہام نواب مختار الملک بہادر کا
علیل ہوا تھا اطبا نے بعد صحت ہوا خوری کی تجویز کی اس مین روانگی سے حضرت کی ایکوقت مخرب طرف
جلوہ پذیر ہو کر واپس آئے ہر اتوار کو انیسوین تاریخ ماہ مذکور مشرق کیطرف ارادہ فرمایا یا عین
اپنے جو قریب سرور نگر ہی شبکو رونق افزا رہے اور سنہ ہر کو داخل کاشانہ دولت ہوئے
اور روز شنبہ تیسری رجب کی ایک فرزند کیواسطے بہادر مرحوم کے ہوئے اور اسی ماہ منہ مین
ساتوین تاریخ کہ اس روز دسمبر کی بیسی ساتوین ہی تھا لمسدر اکیف صاحب بہادر داخل کوٹھی
ہوئے اور نصف ماہ مین حسارت جنگ دارونغہ گرد نے وفات کی اور بیسوین کو نواب مختار الملک بہادر
تالاب پر گئے دمان رونق افزا ہو کر صاحب لوگون کی ضیافت کا حکم دیا کشتی پر آگ بوت کی بیٹھے
پانی کی سیر کی رات کو مقام کر کے صبح داخل دولت سرا ہوئے بیسوین کو شعبان کی صاحبزادی
طفل شیر خوار نواب وقار الامرا بہادر کین انتقال کین بہادر محتشم الیہم کو داغ بالائے داغ
ہوا ہر آخر ماہ مبارک رمضان مین دبا کا غل ہوا حتی کہ سن ہذا مین مطابق سال نہم جلوس بعد
گذرنے یوم العید کے ستہ شوال کا ہیوتون کے گہر معاذ اللہ عشرہ محرم کا گذرا تا آخر ذی قعدہ
بہت غلو اموات کا رہا ہر حد انی خیر کی جو بچہ رہے شکر جناب احدیت کا بجالایا اور عشرہ مین

محرم الحرام

محرم الحرام سنہ ۱۲۸۲ بارہ سی بیاسی کی درمیان جھلی جو کی فقیرون کے مثل پر تلوار چلی چند زخمی ہوئے اور چند مارے گئے
اسمین ایکصاحب حوض چاہ پور تکیہ شاہ دین محمد کے رہنے والے کہ جنکے پاس ہم لوگ کبھی کبھی جاتے تھے وہ بھی تلوار اپنی علم کرلیئے
ایکدو سے صاحب بھی انکے نزدیک تھے وے بولے تم تلوار کس لئے علم کئے وے جواب دئے اس واسطے کہ
اگر کوئی ہمپر آجائے تب دوسرے صاحب نے کہا کہا اُسوقت کھینچی نہین جاتی وہ بولے تہین کیا یہ مرد نقطہ
تھے سمجھدار الگ ہوکر دوسرے طرف جاکھڑے ہوئے اتنے مین ناکے کے جوان جو واسطے محافظت کے
متعین ہین دوڑے جنگ کرنیوالے تو فرار ہوگئے ایکے ہاتھ مین جو تلوار ننگی دیکھی یہ ہزار کہتے رہے ہین غیر
مرد ہین انکا شریک نہین پکڑ لئے ہوئے بچے گئے اور ایسے ہین کو جن لوگون نے کہ ہزار العین دیکھا ہی زبانی انکی
گوش زد راقم ہوا کہ آج وقت نصف النہار ندی مغرب سے آئی اور طرف مشرق چلی گئی چونکہ بہت بلند ہی سے
گذری لوگونے دیکھی اور کسوٹے پر کھی اور ستروین کو روز چہارشنبہ محی الدولہ بہادر بوسیر دکھلائی نوتہ
دبرض اسہال سے سخت بیمار ہوکر انتقال کئے چونکہ آدمی بہت باخبر صاحب سلوک مردمان نزدیک و دور
خوش اعتقاد تھے بہت لوگون کو افسوس ہوا پسر ستم جنگ محمد ناصر داماد سیف الدولہ بہادر کے صدمہ سے
دیار بر بلا کے دو پہر مین جان بحق ہوئے من بعد پانچوین صفر شمشیر الدولہ عمر بن عود خان بہادر ساکن
حویلی جعفر یار جنگ جانب شمال مکہ مسجد کے بھی راہی عالم بقا کے ہوئے اور چھٹی ماہ مذکور ایک فرزند صمصام
الملک صمصام الدولہ بہادر کے جو طویلہ مین پیدا ہوکے سکونت رکھتے تھے اسہال سے ارتحال کئے پس آنیوالون کو
صابر علیشاہ نام ایکدرویش لبا سمین مہدوی کے اگر صاحب حضر تکا ہوا تھا چند روز تو ندیم رہا جب قلعی
اوسکی کھل گئی جناب سلطنت مآب خفا ہوکر مراد الملک جلیل القدر سے فرمائے کہ گہنا سکا ضبط کرو
اور اسکو داخل قلعہ کرکے بغور تعمیل اوسکی ہوگئی اور سلخ ماہ مذکور سنہ ہذا حوالہ رشید الملک خورشید جاہ

۱۴ ربیع الاول

بہادر کو بطن پاک سے خاص محل صاحبزادی حضور کے فرزند ارجمند سعادت پیوند صاحبزادہ بلند اقبال سمی حفیظ الدین بہادر طلعہ متولد ہوئے دوشنبہ[13] ۱۴ ربیع الاول کو محل میں حضور کے بطن سے سنہ ۱۱ کے میلاد فرخ نیک اختر کی بوضع حمل سے حرم محترم کے منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوئی اور بائیسویں[22] کو بتیس روپے ماہوار سے

۱۵ جمادی الاول

اخراجات صاحبزادی ہذا کے مقرر پائے پہر ستیسویں کو حکم ہوا کہ ایک طوق طلائی مرصع کار اور ایک جوڑی کپڑوں کی علیحدہ تیار کریں پس روز جمعہ پنجم ماہ مذکور یا غرہ جمادی الاول والدہ صاحبہ ماجدہ اور نجلی صاحبزادی اور دو حرم حریم حرمت حضور کے تقریب میں چلہ کی گہنوادے قمار الامرا بہادر و خورشید جاہ بہادر کے ہاں گئے اور دوسری جمادی الثانی کو نواب مختار الملک بہادر نے حاجب سرور نگر یا عین اپنے زوال اجلال میں انعام فرمایا اور تیسری تاریخ روز دوم گھوڑے کے سوار پے سائیس سمیت برآمد ہوئے اول فاتحہ سے شاہ برہنہ صاحب درس سرہ کے فارغ ہو کر درگاہ میں ابوالفتح خان مرحوم کے آئے گھوڑا دروازہ پر حضور دیا اندر آئے جالی وغیرہ گل کاری ہر چار دیواری کی ملاحظہ کی فاتحہ تر ہار دانہ ہوئے پس چوتھی کو حمید علیخان بہادر نے قضا کی چونکہ اہل قرابت سے نواب صاحب کے تھے باغ سے شہر کو کہ سورسے سیر ہوئے تھے کہ چلے آئے وقت سے پہر داخل دولتخانہ وزارت ہوئے[9] یوں کو ذوالفقار الملک بہادر بے بار سیر صبح مزاج پرسائی موضع سرورنگر کی لی نزول اجلال فرمایا پہر چودہ[14] بیسویں کو تقسیم تنخواہ آدمیان حضور کی ہوئی چونکہ بسبب ناکردگاری منشی قطب الدین اور خورد برد زر خطیر موی الیہ کے دو لاکھ روپے کا نقصان ہو گیا تھا دو مہینے سبکو کم ملے مگر صمصام الملک بہادر اور ذوالفقار الملک بہادر اور روشن الدولہ بہادر کو برابر ملے پس دفتر تقسیم اہل قرابت کا جو پیشکار یمین تھا داخل دیوانی ہوا اور سنہ ہذا ماہ منہ سے تقسیم ہستصوبہ آقا در علیخان منصدار کے دماں قرار پائی

جوئیوں[22]

ج ۳۶

چوبیسوین کو بخشی بیگم صاحبہ ماجدہ کا عرس ہوا پچیسوین کو حضرت نے سو روپے پانچ شمشیر قماش
چرباغی اور ایک چادر گل کی روانہ فرمائے پس سلخ ماہ ہذا کو سوا تین سو روپے معمولی واسطے
ماہ رجب تیاری عرس پہاڑ کے مرحمت ہوئے اور پندرہوین رجب کو دو ہزار پانسو روپے اخراجات عرس
روشنی طعام وغیرہ کو عنایت فرمائے اور ماہ رمضان نوین تاریخ نواب النسا بیگم حرم محترم غفران منزل
ماہ رمضان ناصر الدولہ بہادر مرحوم کین انتقال کین اور پندرہوین کو صاحب عالیشان واسطے سیر و تماشے کے
باغ جہان نما کو آئے بخریت کوٹھی زیدنسی کو مراجعت کئے اور بیسوین کو حضرت نے دو ہزار روپے واسطے
نیاز دستر خوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دلوائے چنانچہ صولت جنگ پہاڑ کو گئے اور وہان
ماہ شوال نیاز دستر خوان کی ادا کر کے واپس آئے اور غرہ شوال مطابق سال دہم جلوس یوم العید دو ہزار
سال دہم جلوس روپے نواب شمس الامرا بہادر اور دو ہزار روپے نواب وقار الامرا بہادر نے گذرانے حضرت نے
چار خاصے دو دو سو روپے کے تیاری کے صاحب عالیشان اور نواب شمس الامرا بہادر اور نواب
وقار الامرا بہادر اور نواب مختار الملک بہادر کو مرحمت کئے دوسری کو نذر روشن الدولہ بہادر
اور فرزندان و سیرگان صمصام الملک بہادر کین داخل ہوئین سلخ کو عرس میر نواب محبوب کا
ماہ ذیقعدہ ہوا روز پنجشنبہ چوتھی ذیقعدہ تحویل آفتاب کی برج حمل مین تھی چونکہ وہ روز روز جشن سلاطین کا تھا حضرت نے
ملبوس خاص کونے کے رنگ کے دیوانی اور شکارگاہ سے داخل ہوئے اور نواب شمس الامرا بہادر نے ہزار روپے
نقد جوڑے کے ارسال کئے حضرت نے رفیع الدولہ کو بھیجا کر نواب شمس الامرا بہادر کو طلب فرمایا خاص
لوگون کی نذرین آپ لیئے باقی نواب مختار الملک بہادر کو حکم ہوا چھتر اشرفی چھے سو ساٹھ روپے
اسدن کیلے نذر کی کشتی مین جمع ہوئے اور محمد خان جمعدار پانسو اور سندو خان جمعدار پانسو اور بندھین

خان جمعدار افغان کے پالنسو اور رونگر سنگھ کے پالنسو داخل محل پہر شام کو خاصہ دوسو روپی کا
صاحب عالیشان کو عنایت ہوا اور صبح کو اور چیے خاصے صمصام الملک بہادر اور ذوالفقار الدولہ
بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر اور نواب وقار الامرا بہادر اور نواب خورشید جاہ بہادر
اور نواب مختار الملک بہادر کو مرحمت ہوئے اور یہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ جب کوئی عطیہ خاصہ
یا چنگیر یا سپر یا علم کین مرحمت ہوئے ہین نواب شمس الامرا بہادر ثالث اور نواب وقار الامرا
بہادر اور خورشید جاہ بہادر کو معاً عنایت ہوئے ہین کبادت ہین امیر کبیر جم کے کیا بعد
انتقال اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ شمس الامرا بہادر کو عنایت ہوا ہو اور وقار الامرا بہادر کو
نہین یا وقار الامرا بہادر کو مرحمت ہوا ہو نہ شمس الامرا بہادر کو علی ہذا خورشید جاہ بہادر
اور شہر مین روز پنجشنبہ گیارہوین کو سارے پانچ پانچ اوکالی میٹھے رسا پر آدہ آدہ ایچ ایکدو
دفعہ مین جدے ایچ برابر بارش کے ہوا پس تیتوین کو ایک شخص نے اسکے قتل
اسکے اپنی خورد کا خون کیا تھا قصاص مین اوسکی گردن ماری گئی بارہ ہاتھ مین سر جدا ہوا پس
باقی منصب اردن نذرین بابتہ عید فطر کی دین تین اشرفیان سات سو روپی نقد
جمع ہوئے پہر روز پنجشنبہ عید اضحیٰ کی ہوئی محی الدولہ حی سے طرف سے کشکار عالی کے دم دیے
قاضی کوتوال صوبہ خطیب عیدگاہ کو گئے واجب نماز ادا کی دربار ہوا اول نذرین اپنے اپنے پہر نواب
مختار الملک بہادر کو حکم ہوا نوسو روپی چھیاسی اشرفی جمع ہوئین شام کو دوسو روپی کا خاصہ
صاحب عالیشان کو عنایت ہوا پندرہوین کو ہر دو پسران سید احمد کو جو مولوی زادے مشہور تھے
اور مملوک الحال اور قبل نو مہینے اسکے حضرت اُنھے قرب سے اپنے سرفراز کیا تھا اور بہت

عزت دی

عزت دی تھی قدرنعمت کی بجالی لم سے سحر وغیرہ کے داخل خلقہ کو لکندہ ہوئے یہان قدرت خدا کی
نظر آئی یا تو ترقی اس قدر ہوئی تھی کہ تمام حیدرآباد مین شہرت تھی غرور کا سیر ہی طبع نے خراب
کی اپنے تئین ارکان دولت و اکابر سلطنت سے برتر اور ہر کس و ناکس کو حقیر جاننے لگے تھے اوکا نمرہ ہوا
تیرہوین کو خواجہ صاحب نام بزرگ خلیفہ شیخ جی جالی قدس سرہ کے موئے اور جانشین مکان علیشاہ صاحب
متبنہ فرزند اور ہمشیرہ زادے شیخ جی صاحب علیہ الرحمہ کے ہوئے پس روز جمعہ پچیسوین کو نذرین مابقی عید کی
ہوئین اس دفعہ نوسو بالیس روپے تھے شہر فیان داخل خزانہ ہوئین چھبیسوین کو عروسی بخشی بیگم صاحبہ
کا ہوا جاگیر کلال در شہر لی طرف سے کارکنان بجاگیر ہائی خرد ہائی ختم دیا پس سن سیاسی کا تمام ہوا اور
نو سنہ سیاسی کا شروع ہوا تیسوین تاریخ محرم کی سنہ ۱۲۸۳ بارہ سی تیاسی ہجری ایوان ریاست کا شاہ سلطنت
مین حضرت کو دختر نیک اختر بطن سے کوری بیگم کے پیدا ہوئین واسطے تقریب چھٹی کے معمول
ہوا حق دوسو روپے کی پروانگی ملی اور ایک ہزار روپیہ زچا کو انعام فرمایا چوتھے روز غرہ صفر
چھٹی ہوئی واسطے تقسیم پارچہ جاتی ملازمان کے سعد صاحب حسینی علم لی کی علم وغیرہ کو دلوائے گرما
حوب ہوا سمول حوالہ تر ہا میزمین ترقی پارہ کا سو درجہ حرارت ایک سو پانچ تک بتا سو ایکے ایکسو تیرہ تک شمسہ
مین اور سکر مین ایکسو پندرہ درجے چڑھ گیا تھا اور ہوا ساز گی کامل ایکماہ بلکہ دو ماہ تک بہت روز سے بہتی رہی ماہ
رو بہ نیمی صیون ہوا لو ایسا سخت ہوا کہ جانا تلاب تھا صحرا ہو گیا گاو زمین نے ایسی سیکون مٹی اوڑائی
کہ تور فلک کے انکھون مین اندہیاری چھا گئی طاعون ہوا حال اوراق مرگ کا بطل فان بتا کر ہر بلبل چمن کا ان بنا
بجا ابود حشت سے ہراتے تھے جو نگر گرتے اتھا تے بے زندون کا حال نہایت تباہ تھا اگر سکتے تھے
سکتہ کی حالتمین گر پڑتے تھے ایکطرف جایا چاہتے تھے دوسری سمت جا پڑتے تھے چھوٹتے

ماہ محرم سنہ ۱۲۸۳ ہجری

ماہ صفر

جھوٹے پرندے جیسا کہ محل شین بازبیدریان جھولیون لوگون کے جنگل سے پھر لے آئے اس سال لھوین کو بادشاہ
لشکرگاہ انگریز کا جو باہر تھا اندر کوٹھی کے حصار مین نصب کیا گیا جس سون شکوہ کہ زبید آخوی کی جاہ کی
تھی بعد بخیر مرگ کے بادل ہی گرد ہا بلی جھکی برسیج اصوب ہانس کی باندھی ہاتھ ولک سی کا قطع
ورنہ قبل اسکے فقط ہوا کی شدت سے ہوسل اوڑے جاتے تھے لیکن ہوئی پھر گیا نس کے بادر ربیع الاول مین
ایسی کی کہ علما دسوار ہوا وہ جنت بہت رہ گئی جو تو نہ ایک ایک کو ہزار ملنا ہا سو ہو گیا ہات کا
حال ہتے مین آتا ہی کے عالیا گور دار کا سل بھس ہلا کر ہی عرہ حضرت کی لوگ ہیں خط آزاد کا نہ
کر کہا بند جنگل مین جھوڑ دے بند رہون کو مال کا ہو ہا سو ہو ہا ہو ہا ہو ہا ہو ہا
بہادر مہاراجہ رنجیت سنگھ جس عرض کی بدولت بہادر کا بہت راجہ ہو معلی مہاراجہ شیر پنجاب
سب اچھی لوگ حاضر ہوئے مہر کا صندوق کھول کے نفس نفیس ہاتھ مرین کیا ان ہلدہ مین اس نوع نشستی
فاصلی در انکے برادر کا اضافہ ہوا اور ہے ہے ہے

پیشگاہ والا مین حاضر لائے حضرت نے نذر لی سرپہ تی مرحمت کی پس جانے پروردگار عالم و عالمیان کا
چھٹی تاریخ روز شنبہ پچھلی شکو دلات صاحبزادہ بلند اقبال خضر خصال کی ساتھ افزا ہوا خواہان سلطنت
کی ہوئی گیارہوین تاریخ گیارہ گیارہ خوان فاتحہ یازدہم کے نواب شمس الامرا بہادر اور قہار الامرا بہادر
اور شاہ نور الدین صاحب کے داخل محل سرا ہوئے اور چودہوین کو پچیس روپے چلے والون کو حضرت
شیخ عبد القادر پیر قدس سرہ کے جو چار مزار مین ہی عنایت ہوئے پس فاتحہ سالیانہ غفران مآب
میر نظام علیخان بہادر کے اور جیمانہ خاص سے صمصام الملک بہادر ذو الفقار الملک بہادر اور نواب شمس الامرا
بہادر اور نواب قہار الامرا بہادر اعزاون مین تقسیم پائے چوتھی جمادی الاول بعد مغرب چاند گہن کامل ہوا
دیوان نواب مختار الملک بہادر نے دس ہزار روپے پانچ سو روپے صدقہ اور سوا جبر رائے نذر ہر سہ شاد
بہادر نے پانچ ہزار اشرفی سونے کی داخل کئے اور پندرہوین کو تین گھڑی رات گذری ہوگی کہ تارہ توتا
مشرق سے مغرب طرف گیا شعلہ بہت بڑا تھا بقدر چاند کے گرہ مریخ سے نیلوفر جسم مین دکھلائی
دیا بعض کہتے ہین کہ چکارا بھی اوسکے گرد تھا کہین جا کر وہ ٹوٹا توپ کی آواز ہوئی راقم نے
آواز تو سنی مگر ستارہ کو نہین دیکھا حکیمین مشغول طعام تھا اور خلقت پاترنون کی اس سال ہفتہ
آخر ماہ گذشتہ و اول شہر حال ماہ رد مین بہت ہوئی کہ سکرتون مشرق سے طرف مغرب کے چلتی
ہین ہر دو سہ سے پہر تک بکثرت رد ہوئی تیسین نوین ماہ جمادی الثانی نور النسا بیگم خواص غفران
منزل ناصر الدولہ بہادر کین بیمار ہو کر سوئین دو ہزار روپے میت کو دیے پس انتیسوین روز پنجشنبہ
چاند چھپا ہوا نظارہ بلدہ سے بیمار کو گیا اوسکا معمول ملاوان سے کشتی تبرکات کی اور سامان خاصہ
مع عرضی مجاور ان داخل ہوئی حکم ہوا کہ عرضی انکی اجرا کردو اور محمول عرضی کا دلوا دو اور

سامان کا خاصہ بکوا کر حافظون کو کھلا دوا دوعرس کو روز جمعہ حکم گونڈون کی نیاز حضرت علیہ الرحمۃ نجاری
قدس سرہ کا ہوا اور حکم ہوا کہ ایک سہرا گنگا جمنی واسطے نیاز کوہ کے تیار کرو اور یہ بھی واضح ہو کہ روز بخشنبہ
اسی تاریخ بعض انگریز صاحب لوگ کہ کئی دنون سے گرجا کہہ سنایا چاہتے تھے واسطے اجرا اسکے آسین
چند اکے نقد روپی تو نہ یکجہ سہا تا ہہ آیا یہانتک کہ بسکہ نہ سکتے دیئے صاحب لوگ اوپر لی
لوگ نے اوسکو ایک مکان مین رکہہ کر جیرون ہوئے یعنی بازار بہہ ایا خود آپ ملا بردل لگی صاحب لوگ
بی بی لوگ واسطے بچے کے بیٹھے انگریزی لوگ بھی حضرت اور ملازمون کے اپنے بھی گئے کہ سامان آئے
نواب مختار الملک بہادر بھی روبرو اوسکے حضرت کی نیابت سے جاکر حسب الحکم کہ مول تاول نہ ہو
بھی ملاحظہ مین لائے خود نے دیکہہ کر اوس مکان کو آپکے اوتارنے کے واسطے حضرت اور نواب بہادر
ہوئے حضرت نے وغیرہ کو ایک دوشالہ مرحمت ہوا اور ہر ایک کو بیڑا مرحمت ہوا اور ایک
تین ہزار روپے واسطے دسترخوان معمولی اور دو ہزار روپے واسطے خرچ کے مرحمت ہوا اور ایک ہزار روپے
بنا بر حسب معمولی حضرت کے واسطے سامان کے مرحمت ہوا اور ایک ہزار روپے بنا بر حسب معمولی
وقار الامرا بہادر کے واسطے ہوئے دسمبر کو حضرت نے نواب مختار الملک بہادر کے ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ قدس سرہ کے
طرف سے حاجرات کے غلاف کے واسطے بندوبست ہوا اور ایک ہزار روپے بہادر کو روشنی وغیرہ کے
واسطے دیئے تیسوین کو ایک دسترخوان اور بہادر کے ایک دسترخوان ایک مکان سہرا وغیرہ سرکار
مجاور نے بہادر کے داخل کئے بائیسوین کو ذوالفقار الملک بہادر درگاہ کو برسہ حضرت قدس سرہ کی
واسطے فاتحہ والدہ کے گئے اسکی عرض ہوئی پچیسوین کو ستر اکسیان یا مدن اور وغیرہ کین بابت شادی ختنہ
فرزند نواب وقار الامرا بہادر یا سے گذرانیدہ ہوئین بیسوین شہر شعبان المعظم کو چار روز بعد

فاروقی

نواب نشاط الملک بہادر جو موضع دندکل جاگیر کو اپنی دادی صاحبہ کی بنا پر بسر کئے ہوئے تھے الور داخل ہوئے

اور ۱۳ ہوین کو مہاراجہ اجیت سنگھ بہادر بھی نواح صحرا اور درگاہ حضرت برہنہ صاحب قدس سرہ اور باغ

موسی بیگون وغیرہ کی سیر کر کے اپنے مکان کو واپس آئے جو ۱۴ ہوین کو شعبان کی عید ہوئی پانچ ہزار روپے

واسطے روشنی کے مبلغی بیگم صاحبہ کے مکان میں عنایت ہوئے سوا من عود جلایا گیا بیس سید بیس فیلہ

بیس شتر بیس درخت آتشبازی کے دیوانی میں سے اور گیارہ سید گیارہ درخت بیکانیری سے

گیارہ سید گیارہ درخت نگا فعانہ سے امیر کبیر کے داخل ہوئے دیے جملہ روشن الدولہ بہادر بیگم

صاحبہ جیتی بی وغیرہ محلات میں تقسیم پائے ۱۵ ہوین کو مہاراجہ اجیت سنگھ چند و لعل کی رسمی کے انگیس خوان

شیرینی کے داخل ہوئے سولہوین کو قندیل راجہ صاحب کے سماد ہر کہر سے اکے روانہ ہوئی

سولہوین کو گیارہ سید آتشبازی کے نواب دعا الامرا بہادر پاس سے گذرے اور محلات میں تقسیم ہوئے اور سی

پانچ جنی سولہوین کو کمال الدین علی خاں ہمراہ ہوئے ایکی شب برات شب بلدا ہی یعنی اطول اللیل

آتش بازی میں خوبی کی رہی ہوئی قسمت شتر ۵ داران ۱۷ دھیاد گذاران ۱۷ اور ستر دین کو معز

الدولہ خان بہادر صاحب عدالت نواحہ آئندہ بکار ہے وقت صبح ہوئے رسم عدالت دایلے

حاضر خانہ ہوئے اول مرتبہ پھر ۱۸ سے ۲۰ ہوین محکمہ قضارت کا موقوف اور اٹھارہوین کو مہاراجہ

نرندر سنگھ بہادر عرس میں اپنے دادا مہاراجہ چند و لعل کے سہ پہر کو جا کر اسی شب چلے آئے چونکہ اس

تاریخ جو ۲۱ ہوین دسمبر کی تھی انگریز صاحب لوگوں میں عید شمس کی ہوئی ۱۹ ہوین کو نواب شمس الامرا بہادر اور نواب

وقار الامرا بہادر اور رشید جاہ بہادر اور فضل الدین بہادر خواجہ بادشاہ بنا بر ندر حاضر

ہوئے حضرت نے ایک سر پیچ بیش قیمت خود دولی سے آپنی تھی اور ایک کنٹھی جڑاؤ عنایت

گئے دوبارہ نوشاہ اور ہردو امیر انعام نامی نے نذر بن دین اور سو اندر دستی کے پانچ ہزار روپیہ نقد
پانچ اشرفیاں نواب وقار الامرا بہادر نے گذرانے چار گھڑی نشست رہی پھر رخصت نوشاہ اور نواب
شمس الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر اپنے اپنے دولت سرا کو مراجعت فرما ہوئے اور نواب وقار الامرا
وہیں تشریف رکھے خرلطہ لارڈ گورنر جنرل بہادر کا جو تیار ہو کر آیا اوسکو کھلوا کر دیکھا خاص کر وا کر
روانہ ہوئے اوسوقت نصرت جنگ احد نمک بخش جیرام پرشاد سنی لعل رضا علی شیخ فضل حق لوگ
حاضر تھے اکیسوں روز شنبہ موافق معمول دربار ہوا دیوان نواب مختار الملک بہادر کے مکان پر
نذر پرشاد بہادر حاضر تھے گھڑی بھر کی نوابی صاحب محتشم ہم سے تنہائی بھی بہت باتیں ہوئیں
یاد ہوئی وہ آدھ گھڑی یار باش سے برخاست ہو گئی اور نواب وقار الامرا بہادر مع ہمراہیان رخصت ہو کر گھا
کو اعدہ تنہا محبات کا کھلوا کے صادق اوپیک حسب الامر ملاحظہ اور دریافت حالات اہل کاران کو
تاکید کر کے مراجعت فرمائی بائیسوں کو معمولی کلاہ زرد دو زیر ہمیشہ کا داخل ہوا اتیسوں کو دوشنبہ
پہلے موسم نواب شمس الامرا بہادر نے تعلقہ کے گذرانے اور عین سے ایکیس نواب مختار الملک بہادر کو مرحمت ہوا
اور پندرہ آم تہیت یار الدولہ کو ملے اور چوبیسوں کو کہ عرہ حضوری کا تھا سال عیسوی ۱۸۶۲ء
سین شروع ہوا چونکہ ماہ رمضان میں عرس بی بی کے حشمہ کا ہوتا ہی ستائیسوں کو دوشنبہ رات
واسطے فاتحہ نذر جناب علیہ سیدۃ النساء العالمین کے عنایت کئے پانچوں کو رمضان کی ستائیسویں رات
دن کے چھتیس کی سہ پہر تک تل سنکرات ہوئی حضور نے ایک گھوڑا ایک کاوش اور سیاہ بافت
صدقہ صاحبزادہ کا دیا اور چوتھی کو لشکر جنگ جو خانہ نشین تھے حضرت نے اونہیں یاد فرما کر
اور نواب مختار الملک بہادر پاس روانہ فرمایا کہ ہم اونہیں کام پر مجی الدولہ کے مقرر کیا ہے برگزیدہ اونکو

صاحبزادہ

صاحبزادے بلند اقبال میر محبوب علیخان بہادر دام ظلہ کی اسم نویسی پر آرتیس روپے ماہوار معمولی
بدستور رہے چار سید زادون کو روپیہ روپیہ روز کر دیا چار اناثین دو دو پلانے ساسات روپے ماہوار
اور چار مغلانیان چھ چھ روپے ماہوار کی ملازم ہوئین فقط اور یہ بھی واضح ہو کہ چودھوین تاریخ
ماہ ہذا سنہ ۱۳ ین جو اخبار آیا مظہر الاخبار مین لکھا تھا کہ لندن مین تیرھوین نومبر کو نصف شب کے بعد
صدہا شہاب چاروطرف آسمان کے گرتے رہے اور صبح چار بجے تک دسی تیری کے ساتھ سلسلہ جاری رہا
چونکہ اوسکے اول یہ خبر ہو چکی تھی سب لوگ کوٹھون پر بیٹھے ہوئے ملاحظہ کر رہے تھے اور اب لوگ
پھر امید وار ہین تیس برس بعد دیکھے کہ پھر نظر آئین اور کوئی پیش بین کہہ رکھے اور یہ بھی طبع کیا تھا کہ
دنیا ہی تیرھوین نومبر کو تمام ہو لاہور مین اور چودھوین کو شاہ پور مین رات دس بجے اور آدھی رات مکون
خان بھی بکثرت کرتے ہین لیکن کیت اور گیت مین اوسکی مثل ہے چونکہ اس ریاست مین نواب محمد ابوالخیر
بہادر اور نواب شیر جنگ بہادر دو پشتہا سے قدیم شریک دولت اور تا حال اخلاف اوسکے نسلاً
بعد نسلاً ہر وقت ہر زمانہ مین لائق بائی ہوئے اور ہنوز روز افزا و سادہ امارت و کامرانی کے ہین
دو کوکب ہین اتفاق سے اختلاف بعد بیان ہوتے ہین کوکب اول امام جنگ شیر بہادر نواب
ابوالخیر خان جعلی الجنۃ مثواہ اور اسکے اسلاف کرام و اخلاف ذوی الاحترام کے بیان مین
واضح ہو کہ محمد ابوالخیر خان بہادر شیخ فاروقی ہین سلسلہ جناب کا اباً و جداً حضرت شکر گنج شیخ
فرید الدین قدس سرہ کو پہونچتا ہے اور نسب شریف حضرت کا خواجہ ابراہیم سلطان بلخ سے ملتا ہے اور مبدا
آباء و اجداد بزرگان سلطان دیار عدل و داد تا جناب خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت شیخ عمر فاروق
ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے اسطرح سے کہ فرزند آپکے شیخ محمد عبید اللہ

ابن شیخ محمد ناصر الدین ابن شیخ محمد منصور ابن شیخ محمد سلیمان ابن شیخ محمد قدس سره العزیز
ابن شیخ محمد حضرت ابراهیم بادشاه رح قدس سره العزیز ابن شیخ محمد اسحاق ابن شیخ محمد ابو الفتح
ابن شیخ محمد علی واعظ الکبیر ابن شیخ محمد واعظ الاصوات شیخ محمد عبد الله الاعظم ابن شیخ محمد مسعود
سلمان ابن شیخ محمد محمود المعروف شمشاه ابن شیخ محمد ناصر الدین ابن شیخ محمد احمد
معروف فرخ شاه کابلی ابن شیخ محمد ابن شیخ محمد یوسف ابن شیخ محمد احمد ابن شیخ محمد شعیب ابن
شیخ محمد سلیمان ابن شیخ الشیوخ العالم خواجه فرید الدین گنج شکر قدس سره اسم زوجه بی بی
زلیخا بنت عیاث علی ایکو چهے بیٹے اول شیخ بدر الدین زوج بی بی رحمان بنت سید احمد
بن سید محمد دوم شیخ محمد یعقوب سوم شیخ شهاب الدین چهارم شیخ نظام الدین پنجم شیخ عبد الله
ششم شیخ نصر الدین دو دختر اول بی بی صاحبزادی منسوب سید صابر علی سے دوم بی بی کریمه منسوب
سید بدر الدین اسحاق سے پس شیخ بدر الدین کو ایک فرزند شیخ مودود زوج بی بی کریمه بنت شیخ
عظمت الله پس شیخ مودود کو تین پسر اول شیخ محمد موسی زوج بی بی مریم بنت شیخ رضی الدین دوم
شیخ عبد الله سوم شیخ محمد زوج بی بی سحر النساء دختر اول بی بی عظمت زوجه شیخ کبیر بن شیخ فرید الدین
ناگوری دوم بی بی عصمت زوجه شیخ خالد بن شیخ نظام الدین پس شیخ محمد موسی کو تین فرزند اول
شیخ معروف زوج بی بی رحمن دوم شیخ سبحان اولاد در پورب سوم شیخ جمال الدین اولاد در پورب
دو دختر اول بی بی طور امنسوب شیخ نصر الدین بزرگ انهے ایک فرزند شیخ عبد الرحمن دوم بی بی یاران
منسوب شیخ عبد الغنی سے پس شیخ معروف کو ایک فرزند اول شیخ کریم الدین متوکل اسم زوجه
نامعلوم انهے تین فرزند شیخ محمد شاه عبد الحق رودلی اسم زوجه نامعلوم دوم شیخ محمد رفیع

انھے ایک فرزند شیخ غلام غوث خان زوج بی بی وفا بنت شیخ محمد صالح انھے ایک فرزند غلام حسینی
زوج بی بی ہیبی بنت شیخ ھنے انھے ایک پسر فقط شیخ غلام محی الدین زوج محمدی بیگم بنت شیخ
حفیظ الدین خان اور ایک دختر بی بی رحیمی زوجہ شیخ حسام الدین انھے ایک پسر شیخ معین الدین انھے
ایک پسر شیخ حیات اللہ خان انھے دو پسر شیخ عظمت اللہ اور محمد وارث سوم شیخ مہر دو پسر
شیخ محمد شاہ ولی عبد الحق کو ایک پسر شیخ محمود دہشمنہ اسم زوجہ نامعلوم انھے ایک فرزند شیخ
محمد احمد اسم زوجہ نامعلوم انھے ایک فرزند شیخ محمد داود اسم زوجہ نامعلوم انھے ایک فرزند شیخ
ملا حفیظ الدین بن شیخ بہول مولوی ملک العلما اسم زوجہ نامعلوم آپ زمانہ میں محمد
اکبر بادشاہ کے تھے ساکن موضع کہڑی لاہور وہاں سے قدم رنجہ فرما کر رونق افزا
بلدۂ شکوہ آباد ہوئے اور محلہ رکن پور میں قیام کیا قبر جناب کی محلہ مذکور میں ہے
انھے ایک فرزند مولوی شیخ محمد فیروز اسم زوجہ نامعلوم انھے دو فرزند اول شیخ
محمد سیاد الدین زوجہ بی بی امینہ بنت شیخ عنایت اللہ دوم شیخ دانیال اسم زوجہ
بی بی بڑی بنت شیخ قاسم انصاری انھے ایک فرزند شیخ جلال الدین انھے ایک دختر
بی بی [illegible] ایک فرزند شیخ بدیع الزماں عثمانی شیخ بدیع الزماں کو ایک پسر شہر زمان انھے ایک دختر بی بی
[illegible] شیخ نظام الدین پسر دوم شیخ سیاد الدین کو ایک فرزند احمد نواب شیخ محمد ابو الخیر خان بہادر امام جنگ اور ایک
دختر بی بی کمدن زوجہ شیخ کمال محمد انھے ایک فرزند شیخ محمد احمد خان بہادر دی جناکی بی بی عاقلان بنت شیخ بدیع الزماں
عثمانی ہوئی ہیں اور دوسری کی بی بی کا نام بی بی رکیی بنت شیخ عبد اللہ خان علاں پسر احمد خان بہادر کو ایک پسر
شیخ رحیم الدین خان بہادر المخاطب احمد الملک ذکر ترقیات بہادر معرکا ہوگا اور یہیں دختر

کلان بی بی اکبتی زوجہ حاجی محمد صلاح خان کہ وے ہمراہی مین ضابطہ جنگ کے ساتھ بتعلقداری بعض
محلات صوبہ اورنگ آباد کے مامور تھے وسطی بی بی لاڑلی بیگم زوجہ نواب ابو الفتح خان بہادر ابن نواب ابو الخیر
خان بہادر موصوف کہ احوال خیر مآل جناب کا آیگا خود راستی بیگم زوجہ سردار الدولہ گہانسی جہان کہ ذکر
ترقیات آپکا بھی رقم پذیر ہوگا پس امجد الملک شیخ رحیم الدین خان بہادر کو چار پسر سیف جنگ اور
امام الدین خان بہادر اور اختیار الدین خان بہادر اور ظہور الدین خان بہادر اور چار دختر کریم النسا بیگم زوجہ
شیخ فرحت اللہ خان اور شہزادہ بیگم نا کتخدا اعمدہ بیگم یہ بھی نا کتخدا اور امیر النسا بیگم زوجہ شیخ غلام
فرید ہیں ایکدختر بی بی گہستی زوجہ شیخ بدر الدین عثمانی بی بی گہستی کہ تین دختر ساجدہ بیگم نا کتخدا بی بی
شرف النسا بیگم زوجہ سید سردار علی سفینۃ النسا بیگم زوجہ شیخ اکرام الدین انصاری اور بی بی اکبتی کلان
دختر امجد الملک بہادر زوجہ محمد صلاح خان مذکور کو دو دختر اول حسا بیگم زوجہ محمد حیات خان دوم رحمان
بیگم زوجہ محمد ضیاء اللہ خان بہادر شہید پس حسا بیگم موصوفہ زوجہ شیخ محمد حیات خان کو ایک پسر محمد
عزیز الدین خان بہادر زوج بی بی زینت النسا بیگم بنت شیخ محمد واسع عثمانی اور بی بی جمن بیگم مذکورہ زوجہ
محمد ضیاء اللہ خان کو ایک پسر شیخ محمد شمس الدین خان بہادر لاولد زوج بی بی خجستہ بنت نواب ابو الفتح خان
بہادر موصوف اور ایکدختر امیر النسا بیگم زوجہ نواب شمس الامرا بہادر ثانی حلف نواب ابو الفتح خان
بہادر ممدوح ولد نواب ابو الخیر خان بہادر موصوف پس محمد عزیز الدین خان ابن حسا بیگم صاحبہ یوسف کو
در پسر اول شیخ امیر الدین زوجہ افضل بیگم صبیہ نواب وقار الامرا محمد رشید الدین خان بہادر زراد اقبالہ حلف
نواب شمس الامرا بہادر ثانی دوم شیخ شجاع الدین دو دختر بی بی وجیہ النسا بیگم زوجہ شیخ عبد الوہاب اور
بی بی اکبتی ثانی زوجہ شیخ داؤد پس امیر الدین خان ابن عزیز الدین خان بہادر کو ایک پسر ولی الدین

اور دو دختر اور لاولد بی بیگم دختر وسطی محمد امجد خانصاحب بہادر زوجہ محترمہ نواب ابوالفتح خانصاحب بہادر کو ایک فرزند سعادت توام نواب امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر ثانی اور ایک دختر لی بی بجیا زوجہ شیخ محمد شمس الدین خانصاحب بہادر مذکور اور رستی بیگم دختر خرد محمد امجد خانصاحب بہادر زوجہ کالی بیگ کو ایک پسر سردار الدولہ بہادر ثانی عرف پتھر دیا پس محمد ابوالخیر خانصاحب بہادر متوطن شکوہ آباد کہ جد اعلی نے جناب کے بلدہ مذکور میں سکونت اختیار کی تھی جیسا کہ گذرا ابتدا ترقی مدارج کی اور افزونی دولت و اقبال کی آپ سے ہی محمد ابوالخیر خانصاحب بہادر مغفور اور اکثر اسلاف کرام کا بیان آپ عالم شباب سے ذی منصب ذی اقتدار حضور خلد آرامیدہ روزگار تھے اول بادشاہ سے جہانداری عطا بادشاہ جم جاہ محمد شاہ دہلی کے خطاب خانی سے سرفراز ہوئے بعد ازاں بخطاب نوازش آمد بطا معلی القاب آصفجاہ نظام الملک بہادر طالب شاہ ہند سے رونق افزا دکن کے ہوئے ہمراہ رکاب ظفر انتساب نواب ممدوح کے تشریف فرما اس عورہ کے ہوئے نواب ممدوح نے دو ہزاری منصب پانچ سو سوار اور جاگیر بیش قرار سے شاد کام فرمایا پس عہد سعادت مہد میں نواب ممدوح کے آٹھ ہزار سوار ہمراہی سے مقابلہ باباو نائک کا کر کے فتحیاب اور مورد تحسین و آفرین ان ملایق کے ہوئے پس شروع عہد میمنت مہد آصفجاہی میں نواب شہید کے جو روبہ کہ غوائے کا بہانہ پائے چند سے خانہ نشین ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نواب شہید نے جس روز وغیبت میں بدر الاقدر کے ارادہ حج روانہ کیا تھا ابوالخیر خانصاحب بہادر نے کہ بتعین طرف آصفجاہ بہادر گئے تھے فصلہ اور رستمانہ چابکی بہادر مرغ الہم کہ رسل و فا شعار تھے صاف انکار کیا اور عرض کی کہ جو ملازم باغی کا شریک حال ہے کے ایسے قابل ہو تو وہ مرتکب گناہ کبیرہ کا اول اگردہ گناہ سزا اسکی کنار میں بندے کے رکھنا بہتر حضرت نے ارادہ فرمایا جیسا کہ رشید الدین خانصاحب گذرا چونکہ یہ ملازم خاطر میں نواب شہید کے تھا بعد طلوع سر ملک بہادر مرغ الہم کا ضبط کر لیا اور تنخواہ بھی سپاہ کی بند ہی بہادر موصوف نے زنانہ البیت اپنا فرودخت کر کے مردانہ ہمراہی کو دام دام حوالے کر دیا اور گھر بیٹھے رہے چونکہ

زیارت مین نواب شہید کے مزار نزدیک واقع ہوا اور اسطرح کے امیر جوانمرد نامدار الوجود بغور طلب فرماکر
بہر سمال کیا شہزادہ بہادر خطاب مرحمت فرمایا ۔ مدسند برہانپور کی عصر مین ہدایت محی الدینخان بہادر کے
پائی اور نواب صلابت جنگ امیر الممالک نے چہاردہ ماہ مالکی امام جنگ خطاب سے مخاطب کیا الحاصل عنایات
ظہور کا
پر کی حال پر بہادر ممدوح کے پیش از پیش تھی بہت خدمات شایستہ کارہا نمایان تردد آئے پایان عرصہ روز مین جلوہ
دئے پرس زمانہ مین امیر الممالک بہادر کے بیمار فالج و لقوہ کے ہوئے اور حالت بیماری بستر مرض مین بھی ایک
فتح نمایان کرکے صحیح رد ۱۶ آہی سولہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ گیارہ سو چوسٹ مین سیاح عالم جاودانی کے
ہوئے محل انتقال شہر برہانپور اور مرقد مبارک بھی وہین ہے اور انکو دو محل تھے اول اسم محل نواب مرحوم
رابعہ بیبی بی بی ہمشیرہ شیخ معظم اور خالہ زاد شیخ یحیی ذوالمناقب دوم محل آقا بائی مشہور ان البتہ
کے تھے اور وہ مشہور اہل اسلام سے تھے اور ایسے تھے کہ شاہجہان بادشاہ کو صاحبزادگی مین مار ڈالنے کے
مرد ہوا انہین کے گھر مین اترے تھے اور ایسا بھی اقرار کیا ہے کہ جب بادشاہ کو سلطنت ہوگی تمسے ملک
داد کرینگے چنانچہ انکو حسب دلخواہ سلطنت ہوئی اور یہ موجب اقرار وہان حاضر ہوئے تعلقہ ایلچپور اور اطراف
اسکے چار پانچ تعلقہ دوسرے بحساب سات لاکھ دلی محاصل بطور انعام جاگیر علی التمغا مقرر فرمائے اور ہر دو محل کی حلت
برہانپور مین ہوئی اور مدفن بھی انکا وہین ہے اور بحسب اتفاق کے ابوالخیر خان بہادر سے لیکر تا ابوالفتح خان
بہادر اور نواب امیر کبیر بہادر اور تا آقا دار الملک بہادر تک سبکی دختریان ہوئی ہین اور ان جناب کی وطن
پاک سے محل دوم کے دو پسر اول سیف جنگ محمد ابوالفتح خان بہادر دوم شیخ ابوالبرکات خان المخاطب بہ امام جنگ بحوالہ ماموں
ثانی کہ رہبر حضور کے جنگ گاہ مین کہیت رہے اور انہین جراحات کاری سے حلت کی اور مرقد بھی برہانپور مین ہے
نواب ابوالفتح خان المخاطب ابوالخیر خان ثانی تیغ جنگ شمس الدولہ شمس الامرا بہادر کا بیان ہے

مولود آپ اور آپکے برادر محمد ابو البرکات خان بہادر کا بلدہ برہانپور میں آپ بعد انتقال والد بزرگ اپنے دائما جاگیر موضع
بلاسا گر نام میں مدت تک خانہ نشین اور قناعت گزین رہے اکثر اوقات ان روز و روبرو ہمنشینوں کے زبان پر
لاتے تھے کہ جسقدر محکوم دولت کثیر ہوگی اسقدر سپاہ کی ساتھ بہت سلوک و مراعات کرونگا چونکہ نیت بخیر تھی
ایسا ہی ہوا آخر وقت نواب ۱۱۷۲ گیارہ سو بہتر میں رونق افزا بلدہ برہانپور ہوئے بہادر معز الیہم ملازمت حاصل کی
اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب عالیجاہ کے ہوئے اور چونکہ الدو بہادر موصوف حضور پر نور میں کوئی معتمد علیہ نہ تھا
حضرت نے چند گسوکو دیوان مقرر فرمایا امور احزدی دکلی اپنی ذات ملکی صفات سے سرانجام دیتے رہے اور
معز الیہم بیوجہ جنگ بہادر موصوف کو خاطر تھا کہ بہادر موصوف کو دیوان کرین جمیع مقدمات رجوع طرف بہادر
فخم الیہم کیجئے لیکن بہادر موصوف نے مقتضائے دوراندیشی کے اقبال یکبارگی ارش کی کہ میں مرد سپاہی ہوں معاملہ فہم
نہیں مجھے اس کیا علاقہ اور دوسری بی بی مجھے آپکے مدعون سے کام ہے علاقت کار ستر ضیا بہادر معز الیہم
کے قلم سے دیوان ہوئے لکھا ہے کہ سپاہ بہادر موصوف کی بارہ ہزار پاگاہ سوار سالہ کے
منتخب اس روزگار کے تھے اس قدر بیش قیمت سلاح باتکلف اسے کہ مجلس بہادر کی رشک صحن گلزار
دکھائی دیتی تھی خود فرماتے تھے کہ باغ راستا میرا یہ سپاہ رنگین ہی فرزندون سے بھی رتبہ انکے اعتماد کا زیادہ تھا
علی الدوام نقارخانے کے نوبت دولتخانہ علوت کے رہتے تھے اور چونکہ دل آپکا جنگ کے طرف تھا اور بہادر موصوف دل سے
قریب تھے مثل اولکی لشکر میں رہتے جب پرادر گرد و پیش ڈیرہ خاص کے رہتے تھے اور فوج دیوانی کی دست راست پر
اور چونکہ آمدنی تمسلک روپی کی ملک مقبوضہ جاگیرات سے بہادر موصوف کو اکتفا نکرتی تھی
تو ہر سال وقت احتیاج کے مبلغ نمایان خزانہ سرکار سے واسطے مدد و کمک خرچ فوج و سپاہ کے
عنایت ہوتے تھے چونکہ احوال خدمات شایستہ اور اعتقادات بایستہ محاربات و خدمات کا خدمت میں

ولی نعمت بندگان حضرت کے اور سلوک اور قدردانی بہادر موصوف کی حقین سپاہ کے اور بیان عنایات نیغایات و
افزایش مراتب و منازل حضرت کا واسطے بردہ شدن بہادر موصوف کے بعد عیادت آرشد الدینخانی اور حکایات رسالہ
حدیقہ شمسیہ میں راقم نے زیب رقم کیا ہی اب رجوع کرتا ہی طرف تقسیم سپاہ کے واضح ہو کہ شمس الامرا بہادر نے
سپاہ پاگاہ اپنی اسطرح آقربار کی ہی اول محمد امجد خانی نام اصلی شیخ جیم الدین اولاد اصحاب انصار
ساکن موضع اسوہ ضلع آباد صوبہ نورنگ مصاف ہند بسیار دلاور بزرگوار انکے شیخ محمد امجد خان ہمشیرزادہ نواب محمد
ابوالخیر خان بہادر مرحوم اور بدر المہام انکی سرکار کے تھے جب احوال طبعی سے انتقال کیے فرزندانکے
شیخ جیم الدین چند وقت زمانہ میں محمد صلاح خان کی رہے بعد ازیں باتوں نواب شمس الامرا بہادر کے ہو کر ابتدا ترقی
امرائی اور خطاب خانی ارتی اپنا محمد امجد خان پایا پھر تا بیاست نہ خطاب سپہ جنگ امجد الدولہ امجد الملک بہادر کے
سرفراز ہوئے اور منجملہ سوار و پیادہ پاگاہ و رسالہ کے مع جاگیر آدمستعان محالات پائین گھاٹ صوبہ
بیدر غنایت خاوندی سے قبضہ اختیار میں اپنے لاکر سرانجام روزگار ہوئے واضح ہو کہ معزالیہ فرط ہوش و
متانت حلیم مزاج سلیم الطبع کم سخن کم آزار رحم دل خانہ ساز مال اندیش کفایت شعار تھے اور جو نکہ
عشرت پسند نہیں سو عورتین محل میں جمع نہیں لیکن کہ سپہ الملک استعصا میں انکی بہت سعی کرتے تھے مگر بہادر سے
سخن شنوی اور اطاعت امر سے انکے سلامت رہے اور سررشتہ کاروبار مالی اور ملکی شمس الامرا ثانی کا کہ ہمشیرزادے
انکے تھے ہوپہنچے تک سن شعور کے ہاتھ سے نہ دیا اور درجہ امتیاز کو ہو بخیگی کار خانجات پر اپنے قابض و متصرف
ہوئے سپہ در کرکے آیت ستالعمر کا بیدار ہے مقتضی المرام ایام زندگانی کے گذارے دوم سپہ الملک بہادر سے
کہ باپ انکے اور فاتحہ بندگی کے اپنے فاتحین محمد ابوالخیر خان بہادر کے بسر کیے اور ہمیشہ انکی نیچ سعی ساتھ شمس الامرا ابوالفتح خان
کے رہی یہ بیان ہے مادر والدہ امیر شمس الامرا ثانی کی ہونگی کہ شاخ شجرہ میں نہیں پس مغز الیہ آسی وسیلہ

محل اعتماد

محل عنایت شمس الامرا بہادر کے ہو کر مرتبہ والا اور خطاب سردار الملک سردار الدولہ بہادر
سے بہرہ ور ہوئے ورنہ والی راجورہ وغیرہ محالات کار نامدیر صوبہ بیدر جاگیرات عوض تنخواہ
رسالہ و پایگاہ مین حاصل کر کے سپاہ خوب بہم پہونچائی لکھا ہی کہ جنگ مین نرمل کے جب
احتشام جنگ خلف ضابط جنگ سے پیش ہو کر سواد قصبہ بودن مین داد مردی و مردانگی
کی دی بس مصدر عنایات حضور پر نور کے ہوئے واضح ہو کہ بہادر موصوف داد و دہش سے مشہور
مرد مردانہ تھے تمام عمر عیش و عشرت مین گذاری سوم غلام امام خان امام الملک کہ دو اولاد سے
زیندار ان ایلغ کے تھے چونکہ والدہ شمس الامرا بہادر کین یعنے محل ابوالخیر خان بہادر قرابت مین
نوکے تھین بعہد طفلی سے سایہ عاطفت مین شمس الامرا بہادر کے رہے ہین پرورش پائی آخر مین
پانسو سوار کا رسالہ اونکو ملا اور جاگیرات ملنگہ وغیرہ محالات کار نلدرگ سے صوبہ بیجاپور کے
مخصوص ہوئے مدت العمر عیش و عشرت مین گذاری چونکہ عیش دوست و عیاش مزاج تھے اور سبب
وخرچی کے بہت مقروض بعد وفات شمس الامرا بہادر کے ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہی مین امجد الملک نے
فرزند حاضر رسالہ بنا کر کے جاگیر و فوج پر متصرف ہوئے پانسو روپے ماہوار ذات کی قرار پائی
چہارم اعظم جنگ محمد عظیم خان بہادر کہ وہ وہلہ سے صمصام الملک مرحوم کے رفاقتین شمس الامرا
بہادر کی منسلک ہو کر دیوان مالی اور ملکی معز الیہم تھے تمام عمر آسودہ حال رہے اور
راقم نے خرد سالی مین اپنی دیکھا ہی امیر پایگاہ کے سادات تھے چار بھائی مشہور
تھے میر مراد علیخان بہادر صاحب نوبت و صاحب خطاب خانی و بہادری اور میر
باقر علیخان اور میر فتح علیخان اور میر شیر علیخان اور ایک نامدار الدولہ کہ سنا ہی سر انکے

سرفراز جنگ المدعو میر حسب یہ بھی سید تھے اور سوا انکے اکثر جمعدار پیش قرار رہا ہوا
بھوسلے نانا سکندر خان ہمت خان بہادر سورہ پٹ ہوار کے بہادر پیش نواب صاحب ممدوح
موجود تھے پنجاہ و پنج ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۵ بارہ سو پانچ ہجری مذا بق ۱۸۱۰ عیسوی
بقا کے ہوئے اور وہان سے جنازہ دوش بدوش ہیروان بلدہ لاکر درگاہ مین حضرت برہنہ صاحب قدس سرہ
کی دفن کئے فیدخل الجنۃ تاریخ ہے جسکے اس گوہر بے بہا کو سلک نظم مین پرویا ہوگا تین عدد
جو زیادہ ہین تحریر کیا ہوگا لیکن اس محل پر تحریر بے نسبت ہے بلکہ اگر نہ لکھا ہوتا خوب ہوتا
شجاعتین یکتا زمانہ سپہ پرور وفا شعار خیر خواہ سرکار نواب صاحب مرحوم کو وہ محل اول للقبی
بیگم صاحبہ دختر برادر عمدہ زاد محمد امجد خان بہادر جیسا کہ گذرا انکو ایک خلف ارجمند سعادت توام
مقدس ذات ملکی صفات یکتا دُر امیر کبیر ثانی شمس الامرا محمد فخر الدین خان بہادر اور ایک دختر نیک اختر
دوم فتح النساخانم لاولد لیکن امیر کبیر نے بعد انتقال والد بزرگوار اگرچہ بیمار تھین جبتک
ارثی تھے مادام الحیات اعزاز و اکرام کرتے رہے اور اپنے مادر کو انکے ملک اور تعلقات
دیکر مدام بیت حرمت و حشم رکھا امیر کبیر بادشاہ دنوقیر نواب شمس الامرا بہادر ثانی دام
مرقدہ کا بیان واضح ہو کہ نام اصلی جناب ممدوح کا محمد فخر الدین خان ہی اور مولد و مسکن
فرخندہ بنیاد حیدرآباد اور شہر ولادت نصف رمضان المبارک سنہ ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری
ہے اور تقریب تسمیہ خوانی جناب موصوف کی اول عشرہ مین صفر المظفر تیسرے سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو
ہجری مین نواب غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر رئیس الروسائے مملکت دکن نے بحل اللہ الجنۃ
مثواہ چونکہ بسر مہم تسخیر حوالی عمدگاہ جدید کے خیام کو اکلپ چشام مین اقامت فرما کے زینت و زینت

بخشی ہی۔ نوابصاحب روبرو پدر والاقدر کے اولاً خطاب بہادری اور جنگی اور دولائی اور ملکی
مورونی مع نام نامی محمد بہاوالدینخان بہادر عم ذوالکرم سے اپنے ثانیاً امام جنگ خورشید الملک
خورشید الدولہ اور پینتالیس ہزار روپیہ کی ذات جاگیر نرکھورہ سے مع مناصب عمدہ پنجگاہ سے
حضرت نواب نظام الملک بہادر آصفجاہ ثانی کے سرمایہ افتخار کا حاصل کیے من بعد جمیع خطابات
شمس الامرا شمس الملک شمس الدولہ ابوالخیرخان بہادر اور کل مناصب پس ہزاری دس ہزار سوار
اور ہمہ مراتب بخلعات علم ونقارہ وچہالردار پالکی وعماری دوہری چہالردار ومورچل اور سب
قسم کا جواہر سراپا مع لنگر وغیرہ اور عمامی بحالات والد بزرگوار کے کہ جملہ چالیس لاک روپیکا
حاصل ادنکا تہا دربار واحد مین مباہی ہوے پہلی شادی نواب ممدوح کی اہل قرابت مین
اولاً بنا بیکمصاحب سے بیچ ۱۲۱۰ سنہ بارہ سی دس ہجری کے جلوہ گر ہوئی ہی مادہ تاریخ اوسکا یہ ہی
زہے شمس کی نیک جلوے کی رات ۔ اور ۱۲۱۸ سنہ بارہ سی اٹہہ مین نواب مجتہ صیفات موصوفہ کرلہ
شریک بتکر ظفر سیکر نہ کان حضرت کے تھے اور چونکہ غایت عنایت حضور مغفور کی احوال
پرلوازمہ عمدہ مسالک پیش ازیں تھی جیساکہ من وعن اوپر مذکور ہوا عفت پناہ مریم
زمان مسمات بیبنا بیکمصاحبہ معظمہ مکرمہ صاحبزادی کو اپنی بعد اوسکے جنت مکانی ۱۲۱۵ سنہ
بارہ سی پندرہ مین بیچ عقد ازدواج نوابصاحب محشم الیہم کے دیکر شریک قرابت قریبہ
فرمایے اور انواع واقسام سے رتبہ کو نوشاہ کے بلند پایگی بخشی غرض کل صنادید مملکت
دکن سے بلا تخلف جیساکہ ظاہر ہی مکرم تر گردانا من بعد جب نوابصاحب کو بطن مطہر سے محل
ہذا کے ۱۲۱۷ سنہ بارہ سی ستراہ مین بترے صاحبزادے محمد فریدالدینخان بہادر پیدا ہوئے

بھر د عرض اس نوید جاوید کے بیداری مین بندگان حضرت بشجوانی کے لباس سے واسطے دیکھنے
نور چشم قرۃ العین دختر نیک اختر کے جلوہ گر ہوئے اور اثنائے راہ مخنثون کو جو واسطے
اوائے مجرائے تہنیت کے جیسا کہ رسم قدیم اس بلدہ کا ہی کرتے ہوئے تھے دو ہزار روپی عنایت
کئے اور جب داخل ہمالسرا ہوئے عند الندر نواب صاحب معزالیہم کو چونکہ بہت عزیز رکھتے تھے
باہین گلے مین ڈالکر دیر تک سینہ بے کینہ سے لگائے رکھے اور ہار کیا دی اور سنہ ۱۲۲۰
بارہ سی بیس مین محلسرا اور دیوانخانہ عظیم الشان جس مین کہ تا وقت انتقال نواب صاحب ممدوح
سکونت رکھتے تھے احداث یا یا جناب معلی القاب بیس وقت معفرت منزل سکندر جاہ بہادر
کی ضیافت کی اور وے خدیو کامران رونق افزا ہو کر آئین محل مین بنگوائی پر تشریف رکھے
جھولتے رہے خاصہ کیا کر سہ پہر کو روانہ ہوئے اور سنہ ۱۲۲۹ بارہ سی انتیس مین نواب ممدوح نے
رسوم شادی متماکالی بیگم صاحبہ مطہرہ بڑی صاحبزادی خاص محل کی ساتھ محمد نور الدینخان
ابن امیر النسا بیگم صاحبہ معظمہ مغفرانمآب کے بڑے تزک و طمطراق سے نوازی کئے اور
روز سایخ حضور مونور السرور سکندر جاہ بہادر مع اکبر جاہ بہادر و صاحبزادہ
یمین القدر ناصر الدولہ بہادر طرف دولہ کے تشریف ارزانی رکھکر زینت دہ محفل
کاشانۂ عروسی ہوئے اور روز ہندی طرف دولہین کے سکندر جاہ بہادر اکبر
جاہ بہادر اور ناصر الدولہ بہادر گرنوش کے تشریف ارزانی رکھے اور یہ بھی واضح
ہو کہ وقت انتقال بڑے نواب صاحب مرحوم یعنے تیغ جنگ بہادر کے چونکہ جناب ممدوح
خرد سال تھے اور حضرت بندگان عالی مغفرانمآب نے امجد الملک بہادر مامو صاحب کو جناب ممدوح کے

نارنیک سپاہ کا کیا تھا جیسا کہ گذر ا بہادر معزنے راجہ جیند و لعل کو پیشکار سپاہ پاکاہ کا
مردانا تھا اور راجہ جہانے وقت قبول کرنے پیشکاری صدر بالکشن برادر عمزاد کو قایم
مقام اپنا کیا تھا اور خودسری اور تغافل شعاری سے اہل کارون کے رفتہ رفتہ سلسلہ مین
کار خانجات کے جو گلخبریان پڑ گئین تھین یعنی تنخواہ تمامی فوج کی بہت چرہ گئی تھی اور لوگ
سارے سپاہ وغیرہ بددل ہو رہے تھے اور سررشتہ بالکل اوسکی ادائیگات نہ آتا تھا بنفس
نفیس متوجہ ہو کر بے گنجلک کیا اور ایسا انتظام فرمایا کہ اوسکا نعم البدل ہو ا اور محمد نورالدین علیخان
ابن میر محمد غیاث خانکو بخشی فوج گردانا اور راجہ مدار لعل کو پیشکار اور لین تو پخانہ لگی کے
سوار جوانے کپتان مسترجان کلاہ پوش کے کیا پس سنہ ۱۲۳۰ بارہ سو تیس سے بموجب ایام شمسی کے
ماہ بماہ کل بیعت کا داخلا دیکھنا اور تنخواہ دینی نیک شعار مقرر کیا چنانچہ تاحال عنایت
ایزدی سے اللہم زد فزد رہا روپیہ مطلب اسی امر کے خزانہ عامرہ مین متعلقہ اردن سے تحصیل
ہوکر جمع ہوتے ہین اور بحر وغیرہ کے در دولت سرا پر سالہ و پاگاہ مین تقسیم پاتے اور خرچ
توجیہ داردن اور مخلات اور باد رچیخانہ اور خیرات اور مساجد و مدارس کا سوا اوسکے ہے
الحمد للہ سرکار دولتمدار کی فی زمانتا بلدۂ ہذا مین صاف مثل آئینہ کے ہی اور ارباب دغل
بے دخل بہت پرسنہ الیہ مین بستان سرا اور کمان شہ راہ مابین باغ والون اور مسجد بازار
جانب دست چپ جلوخانہ بنا دیا اور جب الامر والدہ ماجدہ کے مسجد موصوف کیا
ترمیم کی تاریخ اوسکی ما احسن آیہ کریمہ سے پائی گئی ہے فَادْخُلُوْا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور بعد تعمیر باغ مذکور عمارات دلکشا مین اوسکے مشائخین و علماء بلد کی تینا اور سیر کا اضافت کی

من بعد سنہ ہذا مین قضائے کردگار چودہ برس کے سن مین صاحبزادے محمد فرید الدین خان بہادر
بیماری سے بخار کے خزامان گلشن بقا کے ہوے نواب صاحب کو کمال رنج ہوا اور متصل اسکے سنہ ۱۲۳۲
بارہ سی بتیس ہجری مین چھبیسوین تاریخ شعبان المعظم کی رابعہ زمان عفیفہ دوران والدہ صاحبہ
ماجدہ مسماۃ لاڈلی بیگم صاحبہ نواب ممدوح کین بہشت نصیب ہوئین اور ہنوز اندوہ واقعہ
مذکور کا دفع نہوا تھا کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ مکرمہ مسماۃ کالی بیگم صاحبہ زوجہ محمد نور الدین
علی خان بہادر موصوف نے بھی بیماری سے زندگی کی رحلت کین اور سنہ ۱۲۳۵ بارہ سی پینتیس مین
نواب صاحب متصل چشمہ پی پی کے طرح باغ جہان نما کی بطرز اقلیدس اہتمام سے حاجی بدیع الامین کے
دالی چنانچہ کیفیت اوسکے عمارات دلکشا کی جو مین بعد اہتمام سے میر غازی الدین داروغہ کے
صورت پذیر ہوے مین قابل دید ہین نہ شنید اور سوا اسکے محل سرا مین اور دیوان خانے
عظیم الشان اور جلوخانے جدید کے سو مین واسطے صاحبزادون کے جیسا کہ ذکر ہوا
ہر ایک کا آبگاہ اور مکانات متعدد مقامات سے واسطے مین سفر پور نور کے اطراف
بلدہ کے مثل سرور نگر لال کوٹہ آصف نگر وغیرہ مین واسطے نزول اجلال اپنے اور
صاحبزادون کے تیار کروائے تا وقت میسر آنے احتیاج حضر و سفر کا کچھ نہ رہے اور اکثر
بازار اور گنج اور پیشہ اور مساجد اور مدرسے درون و برون بلدہ احداث سے نواب کے
ہین اور اخراجات مساجد و مدارس کے سرکار سے معین لیکن شمس آباد بایا ہوا سنہ جنگ
بہادر مرحوم کا ہی اور سنہ ۱۲۴۰ بارہ سی چالیس مین چونکہ تقسیم سیاہ سابق کی برہم ہو گئی
تھی مجدداً از خود جناب نواب صاحب قبلہ نے اپنے سرکار فیض آثار کے کل سیاہ اور مردم جلو کے

پانچ حصہ علی السویہ کرکے چار صاحبزادون کے کہ جنکا ذکر شریف آویگا
اور ایک رکاب خاص سے اپنے نامزد کئے اور دستخط بحالی و برطرفی اور تقسیم تنخواہ کی اپنے
قبضۂ اقتدار مین رکہی اور سنہ ۱۲۴۱ بارہ سو اکتالیس مین چونکہ میلان طبیعت نواب صاحب کا
طرف علوم ریاضی کے بیش از پیش تہا واسطے استفادہ طلب علوم کے ایک جلد ہندسہ کی مسمّی بمتمم المہندسہ
کتاب ہیسی کلارک کے جو فرانسیسی زبان مین تہی اور اعمال اشکال مسطّحہ اور مجسّمہ اور کے
دلایل و براہین مین واضح اور قریب الفہم اکثر مسایل اوسکے صاف زبان فارسی مین ترجمہ کیا
مع چند اعمال متعلقہ دوسرے انگریزی کتابون کے مثل خطوط جیب و مماس اور مخروط اور ایک عمل
چگونگی لاگرتم کا استخراج عدد مجہول مثلث مین اور بعضے اشکال جدید جدید کتابون سے اور
کئی مثلثین مستخرجہ بمعرفت صاحبزادہ محمد رفیع الدینخان بہادر کین تالیف کئے چنانچہ مادۂ
تاریخ اسکا سید نور الاصفیا صاحب نور مرقدہ سے یہ ہی قطعہ لکہا نواب زکی الطبع
عالی فہم دستوس ۱۲ کرد بر فرطاس عالم این رسالہ چون رقم ✤ اصفیا سالش چنین نوشت
ازپی دعا گو باد متمم المہندسہ مقبول ہر اہل کرم ✤ اور سنہ ۱۲۴۳ بارہ سو تیرالیس مین شادی
صاحبزادۂ حضرت فرزند ارجمند محمد رشید الدینخان بہادر کی صبیہ سے حرات جنگ کی مسمّی
حسینی بیگم صاحبہ جلد بڑی شان و شکوہ سے کی چنانچہ حضور سکندر جاہ بہادر نے سہرا اپنے
دست خاص سے باندہا اور سنہ ۱۲۴۵ بارہ سو پینتالیس مین نواب ریاست مآب ناصر الدین و الدنیا
جناب مرزا الدولہ بہادر بعد تمکن و سادۂ سلطنت کے مطابق دوسرے سنہ جلوس کے نواب کو
امیر کبیر اور صاحبزادۂ محمد رفیع الدینخان بہادر کو نامور جنگ عمدۃ الدولہ اور محمد سلطان الدینخان

بہادر کو سبقت جنگ محتشم الدولہ اور محمد بدرالدینخان بہادر کو رفعت جنگ معظم الدولہ اور محمد رشید
الدینخان بہادر کو بہادر جنگ اقتدار الدولہ خطاب عنایت فرمائے اور وسطالیہ میں تقرب کتخدائی
محمد سلطان الدینخان بہادر المخاطب بسبقت جنگ محتشم الدولہ کی حسب الحکم والا سمات حضور سلطان
النسا بیگم صبیہ مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر سے جلوہ گر فرمائے بیت تکلف کیا اور ماہ
ذیحجہ سنہ ۱۲۴۹ بارہ سی انچاس میں رسوم کتخدائی محمد بدرالدینخان بہادر المخاطب رفعت جنگ
معظم الدولہ کی صبیہ سید الدولہ علی اللہ خان کی حویلی سے دختر علیہ اختر فریدون جاہ بہادر کے
سودی کئے اور پرانی حویلی تیغ جنگ بہادر مرحوم کی جو زیر تولہ سلطانی کی صاحبزادہ ممدوح کے
رہنے کو عنایت کی اور مکان بالجملہ کا جو ملحق دیوار فاصل محل ہے حضور سے مرحمت کیا نام
اوسکا شادیخانہ رکھا اور برآمد کاہ صاحبزادہ محتشم الدولہ محمد سلطان الدینخان بہادر کو
مقرر کی اور سنہ ۱۲۵۰ بارہ سی پچاس میں ایک عمارت عالی جانب شمال مکان سرا مشتمل
محل سرا اور دیوانخانہ اور مبارکہ محل اور آئینہ خانہ مذہب اور آبدارخانہ غسل خانہ غسل
اور جلوخانہ اور نقارخانہ اور چند مکانات مدور مربع مسطیل وغیرہ مانند اسکائی ہیئت
اور سر قرویہ بڑا دروازہ عمارتی آئنہ جانکا اور شمالرویہ دو مکانین دروازے چھ ہزار
روپے کی تیاری کے بنا کئے اور بعد اتمام آرسی اور آئینہ اور درخت روشنی سے تزئین دیکر صاحبزادہ
اقتدار الدولہ محمد رشید الدینخان بہادر کو بھاہی فرمائے اور سنہ ۱۲۵۱ بارہ سی اکاون میں ایک سو
انیس ۱۱۹
جلد شمس البیان کی کہ جسکا ذکر ہو چکا ہے واسطے حصول فوائد کثیر ارباب علم و فضل کے مطبع سنگی
میں اپنے سرکار کے مع اسکال اوسکے حلیہ طبع سے آراستہ کرکے اہل دربار تدریس امصار و بلاد

خصوصاً

خصوصًا طالبین اس شہر کو تقسیم فرمائے الحق کتاب موصوف بسبب تسہیل عمل اور دلایل پسندیدہ اور
روانی عبارت کے اپنے فن مین بے نظیر ہی اور چونکہ تحریر اقلیدس عبارت اوسکی عربی ہی اور وقت
براہین کمال مشکل بحر دتالیف کتاب مذکور کے طالب علم مشتاق اوسکے دیکھنے اور پڑہنے کے ہوسے دلگر
بسبب کثرت اشکال کے نقل اوسکی فی الجملہ دقت طلب تہی امید ارطبع کے تھے اور جبکہ یہ مژدہ گوشزد
کے واسطے ارادت بندہ عمل کاغذ زر کے لیگئے اور ممنون احسان نوابصاحب کے ہوئے اور بدولت
اوسکے فایدہ حاصل کیا الحمدللہ علیٰ عنایتہ اللہ جل شانہ کی کتاب مطبوع مقبول کافہ انام اور کتب
مدارسہ تحصیل مین شریک بلکہ اور اور امصار و بلاد مین ہی مسموع ہی کہ داخل علم و عمل ہی اور قیاس
ہی کہ بفضلہ تعالیٰ ایسا چاہتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ بھی واسطے معلومات علم ہندسہ کے طالب علم اسی کو
اختیار کرینگے اور سنہ ۱۲۶۲ بارہ سو باسٹھ ہجری اور سنہ ۱۲۶۳ بارہ سو تریسٹھ ہجری مین جبکہ رسالے فلسفہ کے لکھے ہوسے
دربیہ دارت جلالسی صاحب کے زبان انگریزی مین مثل علم جر تقابل اور علم ہیئت فیثاغورس اور علم
مساحت اور علم مناظر و مقاطیس اور علم رنگ تمام ہوے ملازمان سرکاری میرمان علیا
و ہدایتی اور غلام محی الدین حیدرآبادی اور سرجونسن اور مسٹر ہندرسن کے واسطے نفع مبتدیون
اور منتہیون اور علوم کے احاطہ مین رجعہ سلیس اردو زبان کے لایے اور نام اسکا سدسہ رکھا
بادہ تاریخ اوسکا گذرا بندہ مولوی میر محمد شمس الدین فیض کا یہ نثر تالیف نواب شمس الامرا
ولہ مصرعہ شمس الامرا کی مے ہے تالیف ۱۲۵۵ اور سنہ ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن مین حضور نے نواب ممدوح سے
بسبب کمال عنایت اور فرط مہربانی کے کہلایا کہ ہم کنجدانی اپنی بہن کی یعنی مسماۃ حشمت النسا بیگم
صاحبہ متزل سکندر جاہ بہادر کی اقتدار الملک چہوتے فرزند سے تمہارے کیا چاہتے ہین

تاریخ تھی اور اور سب ہی اوسکے ساتھ سامان کی کروڑ نواب صاحب نے معذرت کی کہ انکی شادی ہو چکی ہے
فرمایا کیا مضائقہ تمہاری بھی پھر شادی ہو چکی ہے جسوقت کہ بڑے حضرت غفرانمآب نے عقد ازدواج میں
اپنی صاحبزادی یعنی ہمارے پھوپی صاحبہ کے سرفراز فرمایا پرنس صاحب نے عرض کی بہت خوب اور ماحب مین
رسم منگنی کی ادا کی بہر طرح شادی کی ڈالی اہل کار دین نے خوب شرایط تکلفات کے بجالائے بہت
دھوم دھام سے سرانجام دیا اور ۱۲۵۶ سنہ بارہ سو پچپن مین چار دن صاحبزادہ خطاب ملکی سے کامیاب ہوے
یعنی عمدۃ الملک اور شیر الملک اور معظم الملک اور اقتدار الملک اور ۱۲۵۷ سنہ بارہ سو ستاون مین سنہ کی
ایک سو پچاس جلدین دو قسم کے کاغذ پر اہتمام سے میر فیض علی کے اور رسالہ علم مناظرہ اور رسالہ اصطرلاب
کروی جیسوا کرا اور جلدین اوکی دلاتی ہوا کر ایک ایک سنہ مرشد زادوں اور امیرزادوں اور طالب علمون کو
بخشندیا اور تواضع اور عنایت کی حتی کہ نزدیک اور دور اور اطراف اور اکناف مین روانہ فرمائے اور سوا اسکے
جیسا کہ عہد مین مامون رشید کے بوجہ اسکی خلیفہ بغداد کی جب اصلاح پائی ان قدیم و اسمنٹ الترجم
معقولہ زبان یونان سے عربی مین مترجم ہوئے مین دو جلدین علم مسمریزم کی شستہ عبارت سے میر شجاعت علی
المتخلص کرم کی اللہم اغفر وارحم کہ وہ سید رگوار جو تھے طبع اور زکاوت فہم مین سستا اپنے زمانے کے
تھے اور متعدد رسالے نادر اور علوم و فنون کے حروف دقات سے اپنے اور ملازمین مکالمہ گردون مدار کے
انگریزی زبان سے ہندی مین سہ استعانت گرامی اور اصلاح پائی جناب مجید وحید کے پیرایہ ترجمہ سے آراستہ
پیراستہ ہوئین واضح ہو کہ قبل اسکے علوم و فنون مذکورہ سے ارباب علم اس مملکت کے نامواقف تھے
بے ادنی الجملہ الطاف بے ولی نعمت موصوف کے وجود فایض الجود جناب کے موجد اس امر کا
آشنا ہوئے ہین انشاء اللہ تعالی آیندہ جو ثمرات حاصل ہوگی اور چونکہ بسبب ادنی ربط میسلان کے

زرخطیر اور مبلغ کثیر صرف کرکے ہزارہا آلے مختلف علوم کے لندن سے خود بدولت نے واسطے اپنے ملاحظہ
کے بالذات اور اہل دربار کے بالتبع کہ تفصیل جملہ کی خارج تحریر اوراق ہذا ہی منگوائے یہ ہیں کہ وضع اور
ترکیب خصوصاً عمل ہر ایک کا دلیل قدرت خدا کی ہی اور روئے دست خاص سے عمل کرکے تعلیماً نگار کو
دکھلائے ہیں اور چونکہ انہیں سوآہیں پرانی حویلی ہرے نوابصاحب مرحوم کی جو بدرالدینخان بہادر کو عنایت
ہوئی تھی بندگان عالی نے لیکر مجھی ہوا شاہی فرمایا نوابصاحب نے واسطے صاحبزادہ موصوف کے
جانب جنوب مایل بمشرق قصر والا سے ہورہے فاصلہ پر محلسرا دیوانخانہ اور ایک چھوٹا سا باغ اور
جلوخانہ نقارخانہ بنواکر واسطے اقامت کے حوالے کئے اور صاحبزادہ بہادر موصوف نے نزول اجلال
فرمایا اور سنہ ۱۲۵۸ بارہ سو اٹھاون میں ایک مدرسہ اور متعدد مکتب قرار دیئے اور وجہ کفاف معلم و متعلم
کا ذمہ عسر کا کارکے اطفال بلد کو واسطے تحصیل علوم کے اہتمام سے سید عبدالرزاق اہل فراست فتح
اللہ نواب محمد جعفر اردہ کتب جانبکہ مامور فرمائے چنانچہ ہنوز جاری ہے اس لڑکے ذہین اور کئی طلبا
نے تحصیل علم سے کرکے ہوشیار ہوئے اور بکہ اس عمل سے کارکنان دارالشفا جمع البرکات نواب
اور سنہ ۱۲۵۹ بارہ سو انسٹھ میں بڑی صاحبزادی اقتدار الملک مسماۃ بسم اللہ بیگم خوبصورت حفیظ
کے ہمراہ نواب مرحوم کے عقد اردواج دستگیر بادشاہ فرزند دلاور شاہ مغفرت آرامگاہ بعد ادائے
رسوم ساچق و مہندی کے بحل ریاست منعقد فرمائے اور سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ میں اثنا سوین کو جمادی الاول کی
انتقال بکمال حسرت محل کلان کا اجل طبعی سے ہوا نوابصاحب نے واسطے نماز جنازہ کے مکہ مسجد تک قدم رنجہ
فرمائے اور بسبب ان اطفال مذکور ہی کے مکتب جانبکہ محمد جعفر کے دس شخص طباع چالاک طبع
حسن استعداد کو پہونچے ہوئے انتخاب کرکے واسطے تعلیم اور تحصیل علم دانکتری کے انگریزی

کالج مین کوٹھی کو نزدیک ڈانکٹر مکلین صاحب کے کہ وہ بس استاد تشفی اس فن کے ہین روانہ فرمائی تا مصدر
اور بیمارون کو بلدہ کے فایدہ حاصل ہو اور سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو ساٹھ مین بیچ اول شہر ربیع الثانی کے روز سوم
تسمیہ خوانی فرزند صغیر شیر الملک محمد سلطان الدین خان بہادر کے مودی کیے من بعد بیچ ماہ رجب المرجب
کے تقریب بسم اللہ خوانی نبسہ مغفرت منزل محمد محی الدین خان بہادر عرف شبلی صاحب فرزند ارجمند
اقتدار الملک بہادر کے بہت تکلف فرمائے اور چونکہ نوشاہ کو ساتھ حضور کے نسبت ہمیشہ زیادگی
کی ہے بندگان حضرت خود رونق افزا ہو کر حلقہ کو بنبط کے کشادہ تر کیا باد چیخانہ اور تقسیم طعام
اور دیوانخانہ فرش روشنی پان پھول وغیرہ پر اہتمام میر غضنفر علی کا تیار واضح ہو کہ راقم نے حسن تحمل
تمام شادی کی سلک نظم مین پرو کر مثل قصیدہ کے حد تحسین جناب ممدوح کے گذرانا اور جایزہ لایق پایا اور
مورد تحسین و آفرین ہمچنین کا ہوا چونکہ رشید الدین خانی مین جلیہ طبع محلی ہے ابن حاجب فقط طبع سے
اخلاع دی اور کیا شعر ہوا جو شہ صہبای خواب سے بیدار ہو نگاہ عیش سے میری ہوئی نگاہ دوچار الخ
اور ماہ رمضان سنہ روان مین بنابر حج و زیارت معظم الملک بہادر کو روانہ کیا اور سنہ الربعین بارد
اکسٹ مین جناب ممدوح مع صاحبزادہ اقتدار الملک واسطے تبدیل آب و ہوا اور تفریح مزاج روان
افزای باغ جہان نما تھے کہ ناگہان مزاج صاحبزادہ شیر الملک کا مرکز اعتدال سے منحرف ہوا پس ایکدو روز کے
عرصہ مین صورت افاقہ کی حاصل ہوئی تھی کہ سفینہ وبائی نے اثر اپنا کیا اور بس شدت سے مادہ کرا
کہ ایکدو زمین باوجودیکہ وہ جوان بہت قوی ہیکل اور زور آور مردانہ مزاج تھے تاب توانائی نہ رہی
بلکہ بالکل ہوش نرہا ہر چند کہ حکمای یونانی و فرنگ نے مداوا مین سعی بلیغ کی چونکہ وقت موعود
ہو پہنچا تھا کچھ اثر پذیر نہ ہوا حق کہ عین عالم شباب مین کہ اوسوقت اُن جناب کی تین بیس ۳۳ برس کی

عمر ہی میں بہ روز دوشنبہ تاریخ ذی قعدہ کی خرامان رضوان جاودانی کے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
چونکہ صاحبزادہ مرحوم صاحب حسن و جمال اور نوشمند اور ذکی الطبع مخترع صفات خصوصاً فیاض مزاج خلیق
طبع لیق علاوہ برین نوجوان تھے بقول شخصے ؎ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ازدار رحال سے
اُن نور دیدہ کے جہان نظروں میں والدین کے تیرہ و تار دکھلائی دیا نواب صاحب کو ضبط گریہ کا نہ رہا
بلند آواز کر کے بہت زاری فرمائے طلاطم امواج اشک سے کئی رومال تر ہوئے اور یہی حال برادر و
بہنا اور روضہ مطہرہ کے حفظ رکی جو جو شرائط کہ سوز و گداز کے تھے ایام مفارقت میں شوہر کے تا دم واپسین
اپنے بجا لائے فقط اور زندہ جاوید حاجی محتشم الیہ مرحوم کے مثل گل و سنبل چاک گریباں اور بال پریشان ساتھ
جنازہ کے اس وضع پر سینہ کوبان اور تک زناں تھے کہ انہیں دیکھ کر آنکھوں میں اہل رعگذر کے خود بخود
پانی آجاتا تھا اور وہ بھی چونکہ بلبل نالاں شریک حال انکے ہوتے تھے اس طرح سے گام بگام
ترقی زندہ و ملالی کی تھی اور حیف کہ تابوت سبدان چوک میں آیا تماشائی اور مردم ہمراہی
سے ایک غل مچایا نامہ نگار اودھ سوت تنہا بنگلے پر روبرو رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر کے بیٹھا ہوا تھا
جونکہ مرحوم کو ساتھ انکے نسبت بہتر ارادگی کی تھی دیکھ کر بہت روئے اور نقار خانہ میں انکے
جو نقار خچی اوسوقت نوبت دوپہر کی بجا رہے تھے خفا ہو کر منع فرمایا علی ہذا مکہ مسجد میں دو سرا
دورہ بکا کا اس سے زیادہ ہوا عورتوں محل بندگان عالی کے بنگلے پر کہرے بین کر کے روتی تھیں اور
صحن مسجد میں ہر اک بندہ سکہ رسم نامہ نگار جسکو جناب ممدوح نے دیکھا رو دیا گویا زمین سے آسمان تک
نوآہ و بکا کی تھی غرض کل اہل بلد کو بر املوم ہوا اور جناب ممدوح نے از بعین تک غربت سے
متوجہ طرف خاصہ کے ہوئے اور سال بہ تک سمع رقص وغیرہ جمیع اشیا طرب کے یک قلم

موقوف رہے اور سنہ ۱۳۶۳ بارہ سی تیرہ سمت جنوب متصل دیوانخانہ خاص دیوانخانہ بیرونی عظیم الشان اور محلہ آنجہانی حضرت مرحوم کی بائی صاحبزادہ محمد عمدۃ الملک بہادر کو مبارکی فرمائے پس صاحبزادہ ممدوح جو عمارات باغیمن منتظر اہل لعر کے تھے رونق افروز کاشانہ مذکور ہوئے اور مسند امارت پر جلوس فرمایا رفتا رفتا زمانے نے زین تہنیت کی گدرائین تین روز تک جشن سرور و ابتہاج کا رہا اور سنہ ۱۳۶۴ بارہ سو چوسٹھ ہجری بدستور سابق بموجب جاہ و اجلال معمولی سرکار جمیع لوازمات آداب کے مثل سابق و مہدی و جیرہ عملداری صاحبزادی اقتدار الملک بہادر کو بسمہ الکریم حضرت مرحوم بیچ مسماۃ افضل بیگم جو بطن سے کریمابی بی کے تھیں سوائے نکوات بیچ ہمارے نکاح میں تھیں بالیصاحبہ محمد عزیز الدینخان بہادر کے دیکر مزاید کو سرفراز فرمایا اور سنہ ۱۳۶۵ بارہ سو پینسٹھ ہجری میں بتاریخ پانزدہم شہر رمضان المبارک حسب الارشاد حضور انور متوجہ طرف دربار عام دیوانی کے ہوئے محل جلوس آراستہ برامدگاہ طرز اقلیدس رسیع جو آس پاس مستحکم رسیع جدت آفرا آراستہ ہوا تھا جا بجا گلدستہ رسم زرکار و زرنگار دیوار گیری و کونچ و کرسی و درخت جا بجا شاخ الماس آرا رہی تھی چبوترہ پر تخت مرصع جواہر نگار بچھا تھا حضور پر نور جلوس فرما ہوئے چوتھی صاحبزادی مسماۃ مہرالنسا بیگم صاحبہ کی بیاہ قلمدان بہادر پسر مغل علیخان کے علقات اسپراتے کی شمشیر رسوم طوی ازدواج مسماۃ حیات بیگم صاحبہ جیٹھی قدر الملک بہادر کی فرزند نصرت پناہ تک تلوار بہادر مودی فرمائے من بعد شادی صاحبزادی مسماۃ مہرالنسا بیگم صاحبہ خاص محل اقتدار الملک بہادر کو جیٹھی صاحبہ اہل قرابت بادشاہ دہلی کے ہیں ابن الیرالنسا بیگم صاحبہ اہل قرابت حضرت سے جلوہ ظہور کا بخشا بس کو سن میمنت مانوس آوازہ شادی مبارک آبادی خور شید جاہ بہادر کا صاحبزادی حضور سے بلند آوازہ ہوا اسم خواستگاری کا ادا کر کے متوجہ طرف فراہم کرنے اسباب طوی کے ہوئے کہ اس تاریخ میں منجملہ صاحبزادی خاص محل نواب صاحبہ مسماۃ سردار بیگم ناکتخدا کا انتقال ہو گیا چالیس روز تک داسطے

اوسکے مراتب تعزیت کے تو قضا عمل مین آیا من بعد باہ ذیحجہ ۱۲۷۵ سنہ بارہ سو پچہتر مین عید ہوئی پر
طرح شادی کی ڈالی جب بہت حسن و خوبی کے ساتہ تمام لوازمات اوسکے ادا کئے چنانچہ مفصل
حال شرح وار آگے مذکور ہوگا ماہ ربیع الاول ۱۲۷۶ سنہ بارہ سو ستہتر مین تسمیہ خوانی محمد فضل الدین
بہادر عرف خواجہ بادشاہ فرزند صغیر اقتدار الملک بہادر کی اوسی تکلفات و لوازمات تورے
جوڑون کی تقسیم سے بنا فرمائے حضور نے بذات خود رونق افزائے مہمان سرا ہوکر بسم اللہ پڑہائی
سب اہل دربار شاد کام ہوئے نامہ نگار نے بھی قصیدۂ غرہ گذران کرتحسین و آفرین بر طرف ہوے
اور ایک خلعت مع رومال شال اور ایک دوشالہ جایزہ پایا قصیدۂ میمنت مانوس لمولفہ

خدا گواہ ہی اور رہی حبیب اسکا گواہ — ستون دین کے گہر کا ہی بدر بسم اللہ
بنائے علم و عمل پایۂ شرافت و حلم — پئے مدینۂ اسلام خیر شہر پناہ
پہ حکم ہی کہ ہراک کا یک بکا آغاز — ہو اسکے ساتہ کہ تا ہو بخیر اوسکا نباہ
اوسکی ہی برکت سے ریان خامہ دراز — ثنا مین صفحۂ قرطاس اوسکے ہی کوتاہ
رہے نشاط کہ تعریف اوسکی ان روزون — گہر اوسکے ہی جو ہی خادم نواز دشمن کاہ
دولون یعنے امیر کبیر کا دلدار — ممد دولت و ملک نظام کا راگاہ
فلک شکوہ فلک فرش اقتدار الملک — شہاب رمح ستارہ سنان نجوم سپاہ
بزرگ حوصلہ اوسکا جو خرد ہی فرزند — نواسہ شاہ دکن کا جو ہی سکندر جاہ
ہزار جد و شادہ سوا ہی تسمیہ خوان — دراز عمر ہو اوسکی دراز بار آلہ
لکہون جو وصف سرایا مین اوسکے یک مطلع — تو آفتاب کے مطلع سے ہو ملک آشباہ

سپہر اوج قمر چہرہ آفتاب کلاہ
خضر حیات مسیحا نفس سلیمان جاہ

بلند بخت کشادہ جبین کمان ابرو
مژہ دو دیکھیے جس سہم جائے ترک نگاہ

اگرچہ حسن مین ہی چشم رشک چشم غزال
دو چند شیر سے واللہ رعب مین ہی نگاہ

نظیر شمع حرم ہی فروغ مین بینی
ضیا مین خد درخشندہ ہی نمونہ ماہ

سخن کے باغ مین وہ ہی گل شگفتہ دہن
ہزار جان سے بلبل ہی جسکا عاشق گاہ

ثنا مین لب کے ہوے بند لب ہین شیرین کے
نکلتی بات جو منہ سے ہے کیا مٹھاس ہوتی واہ

زلیں ہی جو ہر خط کاغذ آئینہ دار
بنفشہ زار کے جیسین ہی جسکے دید کی چاہ

ذقن وہ سیب ہی جسکے کہ پرورش کو رواں
ہوا حیات کے ہی جو بیکران سے ماہ

وہ ہی بیاض گلو کی کہ آفتاب کا زر
کرے نثار ہی جسپر نگاہ وقت نگاہ

وہ سینہ علم کا سینہ ہی یعنی سینا
وہ سینہ گنج معانی ہی تو ہین آگاہ

جو وصف ساعد و بازو لکھون تو اس قسمین
حصول ہووے طولی جیسے قسم بالا کہ

کیا ہی دست حنا بستہ شفق کو خجل
ہوا ہلال ہی ناخن کا رنگ دیکھ کے ماہ

ید دست دست کرم ہی ید کف کف ہمت
یہ شادمان ہی کے شانے کی خود ہی پشت پناہ

ہین بچہ اور فقط رعب سے پئے تسلیم
ہوا ہی دیکھ کے نامت کو سرو باغ روتاہ

ہوا ہی علم قیافہ سے مجھ کو یون ثابت
کہ یہ اپنے ہی تئین سے قدم قدم واللہ

جبا طاشن کے مقابل عاشق کی بیتابی
وہ بلا سے ہی کہ کب سے ہوئی دلخواہ

شگرف ہا رجواہر کے پے بھا سہرا
ہوا دماغ مہک سے گلے کے نہ ہت کاہ

ہوا ہی زیب سر دست و دوش مرصع کار — صلی کہ جس سے جدا ہو کبھو نہ تارنگاہ

یہان سے وصف محل جو کیجے تحریر — تو اتنے پائیے کہان سے کوئی ہلا اشباہ

جدہر کو آنکھ پڑی ہی نظر پڑی ہی بہار — ہر ایک کا یہ گمان ہی کہ ہی یہ اُدی ماہ

رہے وفور مسرت رہے وفور نشاط — تمام شہر مین ہی اندنون یہی افواہ

ہوا ہر اک کو یہ سامان عیش کا ہمدست — کہ خورمی سے ہو اکمل بلد ہی عشرت گاہ

ہوا طعام لیہ تقسیم خاص و عام یہ ہی — کہ آرہی ہی ہر اک سمت سے صدا صلاہ

بلے دو شالہ و کمخواب ہین جو کثرت سے — تو ہو گیا ہی لباس گدا سوی شاہ

ہوئے ملک یہ بروج فلک محل جو ہوا — شجر سے کاخ کے آراستہ برآمد گاہ

کرین ہین رقص جدہر دیکھیے گئی حیران — ہوا سرود کا ہر ایک محل بنگاہ

ملک دعا یہ ہمت کر اب اس قصیدہ کو — دو کون ہے جو نہین اس ترک سے ہی آگاہ

خدا کے فضل سے جدید کے سایہ مین — یہ آرزو ہی کہ شادی کا وہ بنے نوشاہ

جمعہ کے روز سے اطفال شادیون تک — رہے ہی سبقہ کو تدریس و درس کی مارا

شگفتہ خون خط راضی ہو خاطر احباب — مدار دار رخ دشمنان ہمیشہ سیاہ

خزانہ کوہ طلا سے ہوا یکا معمور — وظیفہ اسمین سے پاتا رہے ہر اک پرکاہ

سلامت آپ رہین اور آپکا اقبال — اسی خوشی سے کرین اب ہی آپ اُنکا بیاہ

ہمیشہ تتمہ حیات النبی کا ہو سایہ — یہان سے آپکی ہو عمر یکصد و پنجاہ

ترقی آپکی اولاد و آل کی ہو مدام — رہا کرے خوش و خورم ہر ایک دولتخواہ

اور سنہ ۱۲۷۸ بارہ سی اٹھہتر مین محمد فیض الدین بہادر فرزند خورشید جاہ کی بسم اللہ کو انصرام رسانے
پہر تا لثاً طبع کو اپنی آزمایا یہ قطعہ بند دعائیہ ملاحظہ مین لایا قطعہ بند دعائیہ ہزار شکر کہا بی دیا
دور و نزدیک ۔ کہ جسکی مانگ رہی تھی خدا سے مین نے دعا ۔ گہڑی نیک دو بجا وقت نیک ساعت نیک ۔
کہ مین نے جا جو میرے دل کا مدعا پایا ۔ خدا کے فضل سے جم جم مہین مبارک ہو ۔ یہ رسم تسمہ خوانی کی ادا
میرے آقا ۔ دراز عمر خوشا نیک بزرگون کی ۔ اور انکے سایہ مین اوسکی دراز عمر ۔ ۱۲ آپ اور وہی
کہ تا سات محلون مین ۔ بلند بخت و دولتمند شاہزادہ ہو خداوندا ۔ کہ مسکو دیکہ کے آنکہین ہماری ہون
ٹھنڈی ۔ ہمین سرور ہمارا دل و جگر تہنڈا ۔ اور اسکی تسمہ خوانی کی دیکہین ہم شادی ۔ خوشا
دو حال ملک ہر تو ہوا ہی بالا ۔ اور ستر ہون ماہ رمضان سنہ ۱۲۷۸ بارہ سی اٹہتر مین بتقریب پہلی زنگی
خاص محل مین خورشید جاہ بہادر کے جو تہنیت السلام تولد ہوئی رسمیات اوسکے بہی بتوہ بیت مفصل مین
آئے تفصیل اوسکی بہی قریب بیان ہو گی انشاء اللہ تعالی ہر حقوق مابقی و خیران تا کہ خدا کے
ادا کر کے سنہ ۱۲۷۹ بارہ سی انیاسی ہجری مین جلت گرین داخل جلد برین ہوے ضاحب کیفیت مین
حضور مدظلہ العالی کے گذرا اور بتمامہ صورت علالت مزاج وہاج اور سلوک ارباب احتیاج اور بعد
ادا ہے حقوق سیاہ اون ایام مین اور بیخ اندوہ و اندوہ ریخ و آلام مفارقت اہل بلد
خصوصاً علاقہ داران دھاجہ اوکان کی مع محامد اوصاف حمیدہ اون برگزیدہ انفس و آفاق
سب مفصل رسالہ مدحیہ شمسیہ مین نامہ سیاہ نامہ نگار یکے نقش پذیر ہوئی بی نوا صاحب مرحوم
امیر کے مقدس و آسمانی صفات بر اللہ مغواہ پچیسوین ذیحجہ سنہ الیہ کو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا
جب خلعت استقلال اور خطاب امیر کبیر ثانی شمس الامرا دستان کا عمدۃ الملک بہادر کو

محمد

حضرت نواب امیر نے ایک قطعہ بند فارسی مشتمل ہیئت و تعزیت کو مع تاریخ استقلال ہمراہی مصرعہ
ہذا مامین خدا اللہ دولت و اقبال گذرانا چونکہ تمامی رسالہ مدحیہ شمسیہ مین مرقوم ہی اکتفا کیا گیا
پانزدہ ربیع الاول ۱۲۸۰ بارہ سو اسی مین جب وقار الامرا خطاب اور سند استقلال تعلقات سپاہ متعینہ
کی مع اختیار جملہ کارخانجات پر اقتدار الملک بہادر کو مباہی ہوا اور ایک قصیدہ بہاریہ وقیعہ
اور چند قطعات تاریخ کمترین نے ملاحظہ مین لاکر آپکو مورد تحسین و آفرین اہل دربار کیا یا جنانچہ ابیات
و اشعار اوسکے بھی رسالہ مذکورہ مین مذکور ہین بعد خورشید جاہ بہادر کو کہ بس رنج جدائی
جد امجد و اعلی کا تہا حضرت نے خدا اللہ بلکہ یاد فرما کر تسکین و دلاسا فرمایا الحمد للہ فیمابین
دونو برادر کے اتفاق اور آمد و شد تقریبات مین جاری اللہم زد فزد مردمان طرفین کے آسودہ حال
ترقی اضافہ و مناصب سے فارغ البال ہین شکر خدا بجا لاتے ہین حق خدمات کا ادا کرتے ہین سرکار مین
مہربان ہین سب بھائی فدائی بدل و جان ہین نواب صاحب مرحوم کو پانچ محل اول محل کلان دختر
ہمشیرہ خالہ زاد مسمی بی بی امیر النسا بیگم صاحبہ بنت بی بی رحمان بیگم بنت بی بی رکہنی بنت محمد
امجد خان بہادر صلب سے ضیاء اللہ خان بہادر شہید کے دوم خاص محل عفت پناہ بشیر النسا
بیگم صاحبہ مقدسہ مطہرہ صاحبزادی حضرت غفرانمآب آصف جاہ ثانی نظام الملک
میر نظام علیخان بہادر محل سوم دلاور النسا خانم چہارم آئینہ محل لطیف النسا بیگم صاحبہ پنجم
خورد محل ہمایوں النسا بیگم پانچ پسر کلان محمد فرید الدینخان بہادر بطن اطہر سے خاص محل کے
ابتداء عالم شباب مین انتقال کیے دوم معظم الملک محمد بدر الدینخان بہادر یہ آخر شباب مین رحلت
فرمائے سوم میر شیخی ذی حرمت صاحب ہمت بلند ارادہ حاجی حافظ شاعر خوشنویس فکر خط ظفر

خوب لکھہ جانتے جناب سے یاد کار فقط ایکدختر ہوئی تھی سو بھی ایام خرد سالی میں انتقال کر گئی سوم
مستغنی عن الاداب والالقاب امیر کبیر ثانی نواب شمس الامرا بہادر ثالث عمدۃ الملک سید رفیع الدین خان بہادر
مظلہ العالی البطن اطہر سے خاص محل کے امیر ہیں یا تو قمر بلند مرتبہ جناب مغفرت مآب طاب ثراہ حق میں حق شفقت و
کیش و رائد یش مصلح کار عرب بے رو رعنا نواب جنت مکان علم ریاضی میں تالیف کتابیں مسجد فاضلہ
کی احداثات سے جناب کے ہے آپ بھی ذی دلد ہوئے تھے اطفال آپکے بھی جلد بسر خواری کی کے
عالم میں گذر گئے جناب ام شمس الملک محمد سلطان الدین خان بہادر بطن اطہر سے دختر محل کے
اُن جناب نے بھی عالم جوانی میں ملک ارادہ عالم ملک بقا کو دعا یا ادبے تھے تو سنہ قویہ مکمل
وجیہ چنیں مرکب جامہ زیبا صفات فرا ہم آمدہ کہ چنیں ام اولاد کمتر اتفاق افتد و لہذا رفیع الدین خان بہادر
پنجم عیوق الثریا مکان و قمر الامرا اقتدار الدولہ محمد شمس الدین خان بہادر مظلہ العالی البطن اطہر
آئینہ محل کے اور تین دختر کامل عیار رفیع الدین خان بہادر سے ہیں کامل عالی لاد استقبال کیں دارنگم
ناکتخدا رحلت کیں الحاصل رفیع الدین خان بہادر عارف قلندر بادشاہ فراخ دل حوصلہ دلدہ سلامت ہیں
بر سنہ البطن اطہر سے خاص محل کے پسر بود تولد نمود قمر الامرا محمد سید الدین خان بہادر تاریخ ولادت بائیسویں محرم
سنہ ۱۲۳۰ بارہ سو تیس سن عزیز قبلہ گاہ کے سرد سایہ میں کمال ناز و نعمت سے پرورش پائے دو شادیاں
جناب کی پدر والا قدر نے کی ہیں خطاب جانی بہادری جنگی ولائی کا پیشگاہ سے عنایت ہوئے ان منزل کے پائے
میں بعد خطاب سے امرائی کے حال حضور نے سرفراز فرمایا اور بعد انتقال نواب صاحب مرحوم کے سنہ ۱۲۵۳
بارہ سو ترپن ہجری میں شادی چھوٹے فرزند محمد فضل الدین خان بہادر کے ختنہ کی آدھی دھوم دھام سے
جس طرح پر کہ روبرو قبلہ گاہ کے ہوئی تھی تقسیم طعام و تشریف و شالہ و کمخواب رقص و سرود روشنی و

انشاء پردازی وغیرہ سے ترتیب دی ہر روز امیر کبیر ثانی نواب شمس الامرا بہادر ثالث جلیہ مین گہر برادر کے
ومونق افزا ہوتے تھے اور مجلسرا مین تشریف لاکر رسم نوشاہ کے اپنے ہاتہہ سے مثل نواب صاحب مرحوم
کے ادا کرتے تھے وقار الامرا بہادر امیر مین باشان وباشکوہ عالی ہمت بلند حوصلہ نیک نیت صاحب
شرع خوش خلق شجاعت شعار سخی طبع عادل وباذل جواد وپاک اعتقاد منتظم مہام پسندیدہ ودقدرشناس
ذی مروت کریم نفس عمیم الاحسان جناب کو چار محل کلان حسینی بیگم صاحبہ صبیہ حوالات جنگ بہادر مرحوم
ثالث
لاولد دوم محل خاص عصمت مآب حشمت النسا بیگم صاحبہ صاحبزادی معظم تمنل حضرت اصفجاہ
نظام الملک آسکندر جاہ بہادر بیگم صاحبہ ہذا کو دو فرزند ہین زین پناہ خورشید جاہ محمد یحیی الدبخان
وقار
بہادر مدظلہ العالی ذی اولاد دوم فضل الدبخان بہادر عرف خواجہ بادشاہ خرد سال دو دختر
بالنا بیگم رودھہ نظامت جنگ ذی قرابت حضور دوم ماہ پری بیگم خرد سال محل سوم کریمالی بی بطن
بی بی صاحبہ موصوفہ ایکدختر افضل بیگم رودھہ وقار جنگ امیر الدبخان بہادر ذی قرابت ذی ولد دوم
ولی الدین افتخار الدین سہ دختر فیاض النسا بیگم افتخار النسا بیگم الف النسا بیگم محل چہارم حفیظ
بطن سے بی بی ہذا کے سہ دختر سلیم اللہ بیگم رودھہ دلاور جنگ ذی قرابت حضور ذی ولد ایکدختر غوث
بالنا بیگم دوم حیات النسا بیگم رودھہ نصرت یار جنگ ذی قرابت حضور سوم سلیمہ بیگم ناکتخدا گذرین
رشید جاہ بہادر مدظلہ العالی عزیز القدر مد عالی قدر بجان برابر جد امجد کہ ہنگام طفلی مین جناب
نواب صاحب مرحوم سیر انہ سالی کے وقت گود مین لئے ہوئے درآمد وبرآمد ہوتے تھے مورد عنایات غفران منزلہ
کہ خطاب علی وہادری وجنگی کا خرد سالی مین عطا فرمایا من بعد قضی سرپرستی حضور پرنور کی کہ خطاب
دولتی ملکی انعامی جنگی کہ عطا ہوئے سے سربلند کیا شادی جناب صاحبزادی حضور کی دادا کے وقت مین

سوہی بعد داد حضرت کے سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی میں ایک رسالہ مدایح میں انکے حسب الحکم نواب خورشید جاہ بہادر ممدوح
کے مستمی رسالہ مدیحہ تالیف کیا ہوا تم کا باز چھاپہ طبع کروا کر بلدہ میں عزا امرا کو انعام فرمایا اور بنظر کرتے وقت
عالم اعصا و بلاد و دور دست میں روز کیا پس سنہ میں آپنے استقلام اتمام سے پانچ سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکیاسی میں شادی اپنی دختر کی مسماۃ
بیگم منورہ سلمہ الملک بہادر سے حسب الحکم حضرت خلد مکان میر حمید علیخان بہادر کے بہت تکلف کر دی بہت جلسہ میں شادی کے امیر ثانی نواب شمس الامرا
بہادر تالات عجالا اور نواب وقار الامرا بہادر محفل گاہ رونق افزا ہوا کرتے تھے پھر سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی میں کتاب
رشید الدین خانی تالیفات نامہ نگار کے جو سابقین حسب الحکم نواب وقار الامرا بہادر کے تیار ہوئی تھی اور بنوز جلیہ
طبع سے جلی ہو کر آشنا یاب ہوئی تھی ملکہ بعضہ بھی بنوا بتا بستور یہ بھی بانسو جلد جلیہ طبع سے آراستہ
فرما کر شہروں میں ولایات انگلشیہ و فرانسیس و عربستان و کام شتان و ایران و جلہ شہر و دیہات دکن کے ابلاغ اور تمامی
بلد میں شایقین کو علم تاریخ کے جنہوں نے خواہش جانا معروضہ کیا روانی رکھا اور امرا دن کو بطریق
عنایت فرمایا جناب امیر تن بے نظیر صاحب بے بہرہ نام نادوں پیدا آدمی کی قدر شناس منصب طبع
پاک نیت صاف طینت لئیق مزاج خلیق سخا عالی ہمت بلند رتبہ امکا منصب ہمت عالی جناب کو
دو محل ہیں اول محل خاص ہیں انسا بکھتا اور دوسرا محل جزو بیت انسا بکھتا اور دو بیت
محل خاص عفت مآب حیا مآب حرم حضور سدہ سنیہ اعلی اصفہا بہادر ہم بطن بطریق بکھتا ہے ایک صاحبزادہ سے کہ ہیں
سالمہ ہیں محمد حفیظ الدین خان بہادر اللہ تعالی اظلال اجلالہ اور دوسرے محمد فیض الدین خان بہادر سلمہ بطن سے بیگم
مرحومہ کے اور دختر نیک اختر مسماۃ دردانہ بیگم صاحبہ بطن سے حیات بی بی مرحومہ کے کنجہ ازدواج میں ہیں

موصوف ذکر شادی بیمنت آبادی عقد ازدواج پسر بالوقیر فلک جناب خورشید اشتہار خورشید جاہ خورشید راجو خورشید ملک

خورشید الدولہ تیغ جنگ محمد محی الدین خان بہادر مدظلہ العالی صاحبزادی چھوٹی فیض گنجور جعلہ اللہ ملکہ والی حیدرآباد دکن

صانها اللہ تعالیٰ عن جمیع الآفات والفتن پہلی رجگی تک شکر و احسان خاص خدائے بزرگ
کو کہ جسنے بقانوع انسان کی توالد و تناسل پر رکھی ہے اور بنا توالد و تناسل کی اوپر نکاح و ازدواج کے
کما قال مجعله نسبا وصهرا وفی الحدیث لم تر للمتحابین مثل النکاح صلی اللہ تعالیٰ
علیٰ خیر خلقه محمد و آله واصحابه اجمعین واضح ہو کہ جب طبایع ذوی الافہام کو نظر واحد میں کیفیت واحد
کی بدون حایلات جمل معترضات کے لطف زیادہ حاصل ہوتا ہی نامہ نگار نے تکلفات سورو ہذا کے
اخبار و حالات سابقہ سے علیحدہ کر کے ایکی جمع کیا ہی تا بخوبی خاطر پر ناظرین کے واضح و لایح ہو چونکہ
تحریک و سلسلہ جنبانی اس نو ایجاد کی عہد سے غفرانمآب کے ہی حضرت خلد اللہ ملکہ نے شروع ماہ
شوال سنہ سال جلوس میمنت مانوس کے مطابق ۱۲۷۵ بارہ سو پچہتر زنانی یا ماجیلہ کی پروانگی جو استگاری
نسبت کی اقتدار الملک بہادر کو دی بحر د اضعاف اس مژدہ کے نوین کو ماہ منہ کے امیر کبیر شمس الامرا بہادر مع ردو
فرزندان نامی حاضر حضور ہوئے اور عرضی قبول نسبت کی مع نسب نامہ اور ایک سو روپی ایکعدد
اشرفی بدست فرزند ارجمند کی گذرانی اور بعد سے اسکی تاریخ رسم اولی کی مقرر پائی نسق تیاری شروع
ہوئی اور جب دان مکنی کا آیا اور سواری دولہ کی تیار چونکہ امیر کبیر چاہا تو فرکو خوشی اس امر کی
نہایت تھی جناب اسی سہرانہ سالی اور بقاعت ضعیفی عمر اسی سالہ میں فرط خوشی سے بطاقت جسمی ہم پہونچائی کہ
اس نور بصر جو نہایت گاری میں تو شاہ کی جب سواری اس تجمل سے کہ روبرو نوشہ کے اور ہر ہر صاحبزادہ
والا تبار اور ہر ہر امیر ذی مرتبہ آدمی کے طایفہ ناچتے ہوئے اس سلیقے سے کہ روبرو نوشہ کے
طایفہ اور دروبرو اقتدار الملک کے طایفہ اور روبرو عمدۃ الملک کے طایفہ اور
روبرو بھکاری میاں کے طایفہ اسیقدر شادان و فرحان باکوبان دست زنان

روان ہوئے آپ دیوانخانہ سے نوشاد بکچوک وغیرہ تمام مشاعت سے ہمراہ سپہ و بردوشاد کے
طی کرتے ہوئے نقار خانہ کے دروازہ سے حضور کے گذر کر ہرکارون کی نشست گاہ کے دروازہ تک پیدل
آئے وہانتاپ میں سوار ہوکر خلوت تخت آئے اور ہمہ رسومات موقوفی ہوئے اور جب روز روشن جلوہ کا قرار
پایا اور رسوم آغاز طرفین سے زخیطہ بارہ لاکھ روپیہ لاکھ حوالہ عامرہ سے حضور کے اور تین لاکھ طرف
امیر کبیر کے صرف میں آئے اور تورے ہر جوڑے ہر دو طرف سے تقسیم پائے خانخانہ حضور خود ہوئے
دیجہ کو سینہ پانچ عدد کرتیان خلعت کمین امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر جد نوشاہ اور عمدۃ الملک بہادر
عم نوشاہ اور اقتدار الملک بہادر پدر نوشاہ اور سعت جنگ بہادر اور رفعت جنگ بہادر عمی عم نوشاہ کو
مصحوب مروہ شمشیر خاصہ کے عنایت ہوئیں نیز بدستور دیوان بیگار تمام امرائے بلدہ ارسال تشریف مشرف
ہوئے امیر کبیر باجاہ و توقیر نے بھی تورے محلات حضور اور صاحبزادگان اہل قرابت حضور اور تمامی امرائے
بلد اور کل سپاہ میں اپنی علی قدر مراتب دوخوان نیلگر اکیس خوان تک تقسیم کئے اور انعام خلعت و شالہ
دکھنی سے ہر ایک ہوا خواہ کو شادکام فرمایا یہانتک مثل فصل گل کے نصف شہر سرسبز پوش ہوگیا اور
ہر ایک نے لباس فاخرہ اپنے تن پر سجا یا کیفیت بہار کی دکھلائی دیتی تھی سوین کو حضور روز سہ شنبہ
روز عاریکی سوار عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر خواصی میں بابر قبول ضیافت شاہانہ
مین نوشاہ کے رونق افزا ہوئے دیوانخانہ مین تشریف رکھے تا آمد آمد سواری مبارک
خوبان اردلی جو خبردمدم ہوتے گئے امیر کبیر سراپا جشم ہمہ تن گوش واسطے اس دولت
سراسر بہجت کے نعمت خانہ مین بیٹھے ہوئے تھے بنارسی رومال ہر ایک کو مرحمت کرتے رہے اور
جب سواری مبارک داخل ہوتی قطعات بقاعش شرف ایراد ہوئے سعادت دیوانخانہ مین

مسند پر تشریف رکھے ہوئے تھا ہر نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کو یاد فرمایا وہ بھی
تشریف لاکے حاضر حضور ہوئے بائیسوں کو سابق ترتبے تکلف سے جلوخانہ سے نوشاہ کے نکلی امیر کبیر تمامی
جمعیت سے اپنی مع صاحبزادگان ہمراہ ہنے جو کمین سے ہو کر حسب دستور داخل خلوت مبارک ہوئی
اوسوقت راقم دیکھ رہا تھا ایوان شاہی شادیخانہ بادشاہی میں عجب طرح کا لطف تھا رحمت خالق کی
اور ہر سمت ابر کا چھایا ہوا شفق کی بہار اور کچھ تقاطر شبنم آسا رشحات باران کا اور زمین پر
ہر ایک کی قبا گلنار اور گرد اگرد حوض کے آرایش کی گردش اور مردمان خاص و براتیوں کا تجمل عکس آب
سے حسن دوبالا ہو رہا تھا ایک باغ جواہر نگار طلا کار نشست جشن میں پھولا ہوا دکھلائی دیتا تھا کنیزات
ارباب نشاط و اہل دعوت اور مردمان خاص کی نہی لولیان پری وش ناہید خصال جا بجا محو رقص سرود
اور مغنیان پری پیکر سراپا زیور و لباس فاخرہ سے آراستہ مست طرب اور مردمان تمامی سپاہ نوشاہ
اور خاصان خلوت سراسر ہمہ تن سراپا رنگین لباس سرخ پوش دوشادوش عاشاکنان اور بیسوین کو
مسندی کیے ہوئے جو کہ جملہ اہل مجرا کو ہمراہی کا حکم تھا ذوالفقار الملک فیاض علیخان بہادر
اور مظفر الملک مرتضیٰ علیخان بہادر اور فرزندان اصمصام الملک بہادر اور فرزندان منور الملک بہادر
اور شرف الدولہ ابن سیف الملک بہادر اور نبیرگان اکبر جاہ بہادر بہ کوچہ و بازار ہین سواریون کا
اژدحام ہر چار سو سے آمد آمد اہل دعوت کی تھی اور شادیخانے ہین نوشاہ کے آرایش و تزئین
شیشہ آلات درخت کانچ دلستر و دیوار گیری رجاجی سے اوسمین چراغان شمسہ ستارگان جھلکیے ہوئے عجیب
طرح کا لطف بنا صبح تک مجلس رہی چار گھڑی دن چڑھے رخصت ہوئے وہ دن نشست گشت کا تھا
راستون ہین بیسیون رہ نشاری اور روشنی و آرایش اور جلوہ اہل تماشے کے شب کو یہ کثرت

خلایق کی تہی کہ عند السواری پھول سونے روپے کے جو شاہ پر نثار ہوتے تھے دم کو دم بسیار
ہوتے تھے وقت شہر اق صبح عقد ازدواج کا تہا گیا پھر قریب نصف النہار واسطے جلوہ کے اندر یاد ہوئی
رسومات محلات کے ادا کر کے بارہ بجے گھڑی پر باز گشت عمل میں آئی چار روز تک دولہن
شہزادی عروس بیگمات حرم گہر نوشاہ کے رہیں من بعد اتہا ئیسویں کو اول سواری دولہن شہزادی کی
روانہ ہوئیں اور سیدن نوشہ کو لیکر امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر بھی مع فرزندان واسطے ندر کے حاضر ہوئے
حضرت نے چیدہ چیدہ جواہر کے عنایت فرمائے پس شبکو پہر رات گذرے سواری نوشاہ خورشید کلاہ کی
واسطے ادائے رسم چوتہی کے مکرر برآمد ہوئی بنگام چوتہی محل میں جبکہ کثرت عورات محل کی ہوئی
حضور نے اصغا فرما کر سبکو تعمیل کی دروازے ہر چہار طرف کے بند کروا دیئے نیز بدستور سابق چاندی
محل میں جلوہ ظہور کا پائے اور پالکیں چلے کہ حضور سے نکلتا گہر نوشاہ کے چار دن تک رونق
افزا رہے چوتہے روز تشریف لیگئے ماشاء اللہ حضور کی صاحبزادی دولہن بیرہ سے امیر کبیر کے
منعقد ہوا اس سورو سرور بعید انکے خاندان میں کہ ایسا کبہی کسی نے ایک عیسہ کیا دو تماہ مہینہ عقد کا
گذرا راقم بہی حاضر انجمن نشاط نوشہ کے ہمراہ رکاب سایہ تہا شاعروں نے تاریخیں گذرانے
دو شنبے انعام پائے وقت نذر دینے نیت کے جبانہ نگار کو بہی حکم ہوا ایک شب مابین قصیدہ

ہذا مع تاریخ لکہہ کر گذرانا قصیدہ	کہان ہی ساقی خوش وضع یاسمین اندام
کہان ہی ساغر و مینا کدہر ہے کلفام	کہان شراب کہان ہی کباب تقل کہان
کہان ہی شربت دیدار یار دل آرام	کہان ہی طبلہ و قانون عیشک و طنبور
کہان ہی بار بعصر تا نسین مقام	کہان ہی سیر خیابان کدہر ہی فصل بہار

کہان ہی

کہان ہی طایفۂ شاہدان کبک خرام
کہان وہ بوے وصبا کسطرف کہ ہی نسیم

کہان ہی قاصد فرخندہ پی عجستہ مقام
زمینون کے گئے دن نخل بخوست کے

فلک پہ عل ہی ستارے ہوئے ہین سعد تمام
بس ہی دہر کی مشاطہ صرف آرایش

نظام عیش ہوا آفتاب کا ہی نظام
زمانہ شاہد مقصود سے ہی دست بغل

ہر ایک شخص کے لب سے ہی لب بلب ہی جام
ہر اک ہی کوچہ و برزن نشاط کا مسکن

سرور عیش و طرب کا ہر ایک گھر ہی مقام
دو مین ہی صاحب سیف و قلم ہوے عالم مین

کہ میری بحر سیاہی ہی اور شجرا قلام
فلک ہی کوس میرا برق تیغ مہر علم

کمان دوتس فرج اور ہین شہاب سہام
یہ رے ہین در معانی میرے خزانے مین

میرے ہی فیض کے محتاج ہین ذوی الاحترام
سخن ہی ملک میرا اور ہی مضامین فوج

میرے ہی قبضہ مین ہی تیغ قلم فوج کلام
مجھے بھی دے کوئی ساغر کہ جمع ہو خاطر

شراب اعجب تو نہی ہی یہ اک رشحہ یہ حرام
ہی ابن ابن امیر کبیر کی شادی

ملا دلون کو جو امید وار تھے آرام
وہ کون جسکو کہ خورشید دولہ کہتے ہین

ہی تیغ جنگ دم جنگ معرکہ مین نام
یہ در ہی اے سکا فلک رتبہ اقتدار الملک

خسرو ہی شاہ دکن مالک رقاب انام
یہ قصیدہ کہ بیان اسکی دہوم دہام کردن

یہ اسطرح کہ کہین واہ سن خواص و عوام
ہنوز تھا یہ زبان پر طرف سے تا بلف تک

مطلع

ہزار رنگ سے فرحت فزا ہوا الہام
سخن ہی ہر ست میرا عید کے ہین یہ ایام

خوشی یہ آکے مجھے دی ہی ہر طرف سے پیام
ہر ایک صبح پہ عاشق ہی صبح عید صیام

ہر ایک شام یہ نوروز کی نثار ہی شام
ہر ایک کوچہ و برزن ہی گلشن کشمیر

یہ لیکے پھرتے ہین مزدور سر پہ خوان طعام
ہمیشہ گرم ہی مطبخ ہمیشہ ہی تقسیم

جہانپون پہ کلود اشربوا کا ہی احکام
گلیم پوش بھی آتا نظر ہی بادلہ پوش

ملاہراک کو فزون حوصلہ سے ہی انعام
نگارخانہ ارژنگ ہی مکان طرب

ہر ایک اہل نظارہ کہ آہی دلکو تہام
یہ سطح صاف ہی دیوار کی کہ خط نگاہ

کہین نقاط پہ کرتا نہین ہی اوسکے قیام
ہر اک ستون ہی عصائے دل ضعیف و زار

ہر ایک در ہی درِ مدعائے بختہ و کام
خم رواق خم ابروی بتان ہی نگر

کہ جسکی دید سے ہوتا دلون کو ہی آرام
ہوا ہی قابل تحریر حال پردون کا

ہوئے ہین صرف یہان پردہائے چشم امام
ہر ایک طاقچہ ہی طاق فن شوخی مین

ہر ایک برآمدہ ناز و نیاز کا ہی مقام
بجای شمع نگر کیسے کوکب و مدار

بجای ماہ اگر رکھیے ہر چراغ کا نام
کہین ہی ماہ کہین راگ کی کہین ہی رنگ

یہی ہی شام سے تا صبح صبح سے تا شام
کہ ہی گلاب فشانی کرے ہی کوئی سحاب

کسو کے بر مین ہی شیشہ کسو کے ہاتھ مین جام
ہر رنگ سرو سے اہتمام موقع ہر

کہڑے ہوئے ہین بلب سے دلنشین کے غلام
خلوص دل سے ہوئی ہی ادا ہر اک مہمت

ہر اک فقیر نے پائے ہین درہم و دام
بہت ہی لطف ملا ہی دلون کو سینچے مین

ہوئی ہین دید سے آنکھون کی تبلیان گلفام
یہ چار سو سے ہوا ازدحام ساچق کا

کہ بھر گیا ہی تماشائیون سے چوک تمام
زبان ہو لال لکھون گر علوس ہیدکا

چلے نہ پاؤں قلم کو کروں جو حکم خرام
رہے نشاط کہ پھولا نہیں سماتا تھا

ہوئی ہے بیاہ کی جب صبح ایی ذوی الاکرام
ہوا ہی رستہ ہموار سنگل آئینہ

ہر اک مکان پہ رفیع چمن ہر اک در و بام
ہوئے ہیں آن کے حاضر سبھی وضع و شریف

ہر اک کو چہ میں اہل جلو ہیں محو خرام
تمام روز تو ہوتا یہ اہتمام رہتا

ہوا سواد [illegible] ہوئی خود جوشام
فلک تو صاف چراغوں کی بن گیا تھی

ہر ایک پہ ہیں ہوا اثر و نام خاص و عام
ہوئی ہوس یہ تماشے کی خلق کو اوس رات

ہوئی ہے شہر میں ایی کہ ذوی اسلام
ہوا سوار جو دولہ تو شادیانے کی نسیم

تمام شہر میں ہے ولولہ عجب ہر گام
یہ غلغلہ ہے سنائی دیا شادیانوں کی

زمین کیا کہ ہے ہر گام پر ایسا ہنگام
سماں تھا رشک روان لو سمان زہرہ جبین

ہر ایک رنگ سے ہے رونما ہر ہر گام
نگاہ خلق پڑی پھر نہ چرخ ہشتم پر

کہ دل کہ جس پہ نہ ہو شوق سے زباں ہمہ تمام
ہر ایک سمت و جرا اور اپنے قامت عاشق

ہوا ہے دل میں ہر اک قدر یا دل آرام
کلاں ہاتھی دولے کی یوں ادھر بھی ادھر

فلک پہ نوں تلفقی گرد ماہ سے ہو غمام
نثار و ناش کی اوپر تھا نوں کا وہ سہرا

دوانا ہوئے تھا ہوا ہی جس پہ شام
جڑاؤ دستہ جو بارو کے تو یہ عیان

جہاں کہ تھے وہیں جل کے ہو گئے رام
جب اسپ ترک سے بنا گھوڑی کے چلا ہو منچا

جو دیدہ اطلس کا تھا وقت عیش کا ہنگام
براتیوں نے لیا شادیوں کے ضدل ہاتھ

بنائے شکر و گل ہنس پڑے خواص و عوام
کیا جلوس جو سندیہ آئے نوشہ بنے

میا یار اگ سے غل دل لیا ہر اک نے بہام ۔۔۔ ہوا ہجوم رتون کا زمانہ بسالگ سر
محافے آگے اوتارے روشنی روشنام ۔۔۔ ہوا نکاح بتے ہول مان مجلس مین
کیا نبات کے شربت نے سبکو شیرین کام ۔۔۔ محل سرا مین ہوا جسکی دولہ فیروز
بلائین لینے کو عورات آئین ہر ہر کام ۔۔۔ بٹھائے تخت پہ دولہ کو اور دولہن کو
ہوئے رسوم بزرگون کے سب ادا بنظام ۔۔۔ ملا ہی ملک سلامی مین اور جمعیت
ہوئے سپاس الہی کے رونما پہ کلام ۔۔۔ چلا بنی کو بنا لیکے بہر عزت وجاہ
پہری برات مبارک کرے خدا ے انام ۔۔۔ اسی جلوس مجمل اسی تکلف سے
ہوا جو داخل دولت سرا بصد اکرام ۔۔۔ گذاری نذر کسونے پڑھی کسونے دعا
کہا کسونے مبارک کیا کسونے سلام ۔۔۔ کرون بیان سے جو تحریر حال چوتھی کا
چہتی ہے ہول کی لیون صبا قلم کا کام ۔۔۔ چنگیرون مین دھرے تھے چنے ہوئے ہر سہ
خواکیات کے چشنے حیا مین ہین اقسام ۔۔۔ ضیافتون کی حلاوت لگی دہن جا لون مین
تو نیشکر ہو قلم ہاتھ مین دم ارقام ۔۔۔ مئی دعا یہ کرا ے ملک لبون کو تر
ہوا ہی مدح کی لذت سے سبکے سیر کلام ۔۔۔ عطا کرے اوسے فرزند خالق اکبر
عروس عیش رہے اوس سے ہمکنار مدام ۔۔۔ اور اسکے سایہ مین کر سبز وبار وار اسکو
سحاب لطف سے یا ذوالجلال والاکرام ۔۔۔ ہمیشہ باپ کو دادا کو اسکے رکھ قایم
بہن کو مان کو برادر کو خوش دوائم دام ۔۔۔ اسیطرح سے ہون کہر اوسکے شاد ہانم جم جم
اسیطرح مین ہمیشہ لیا کرون انعام ۔۔۔ چونکہ فضل الہی اور عنایت ہا متنا ہی جناب

واہب بے منت الٰہی کی شامل حال ہی حدیث شریف ہی العقد برکۃ الولد رحمۃ ثمرہ اس
عقد کا اور نتیجہ اس ازدواج کا چند عرصہ مین جلوہ ظہور کا پایا یعنی دولہن شہزادی صاحبہ بارور
ہوئین اور جب ایام معدودہ ہو چکے آثار میلاد کے ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۸ بارہ سو اٹہتر مین
نمایان چنانچہ ستر ہوین تاریخ حضور پر نور مصروف فاتحہ و زیارت بزرگان دین سالکان راہ
صدق و یقین کے تھے کہ درد وضع حمل مین عرض ہوئی بمجرد سمع چونکہ پہلی زچگی تہی حضرت کو بہت
اضطراب ہوا سواری مبارک پہری گہر داماد کے تشریف لائے خشوع و خضوع سے جناب
باری مین صحت و سلامتی صاحبزادی کی استدعا کی اللہ تعالیٰ پذیرا فرمایا بخیریت ولادت باسعادت
صاحبزادے کی ملکی فجوہ سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئی حضرت ایک ساعت اقامت فرما کر صبح روانہ
ہوئے اور یہ ارشاد کیا کہ یہ بیتابی تمام بیگمات محل کی آئین دلاور النسا بیگم صاحبہ والدہ ماجدہ
حضور چالیس روز تک مہمان رہین پھر رخصت کو حضرت رونق افزا ہوئے جھولا نقرہ کا بہت تکلف
سے مع لوازمات اوسکے روانہ کئے چہار روز تک تشریف فرما رہے چونکہ خطاب جاہی کا
بھی مع تمغا ماہی مراتب نوشاہ کو اہنی ایام مین عید فطر کے دن عنایت ہوا لہذا طبعزاد
تہنیت اسود مشتمل بر دو تقریب کو نامہ نگار سے یہ ہین قصیدہ

ہوئی ہی عید کی دونی مجھے خوشی پہ خوشی	کہ آسمان گہر میر آفاق ہی ہوئی زچگی
دوا بن ابن امیر کبیر عالی قدر	بہادر ابن بہادر سخی ابن سخی
دوکون آصف ثالث کی بنت کا ہی ابن	دوہی نظام چہارم کا ابن اخت سہی
خطاب اوسکے پدر کا ہی اقتدار الملک	کہ جسکا بندہ احسان ہی ماہ اور ماہی

حضور حال جو ہین اوسکا حاصل خوشی ہے وہ — دکن کی جسکو عطا کی خدا نے ہی شاہی
ہوا خطاب ہے خورشید جاہ کا اوسکو — فروغ خلق ہی و مدظلہ العالی
مبارک اوسکو ہو یہ عید یہ خطاب مدام — مبارک اوسکو ہو تقریب اس ولادت کی
کرا وسکا شکر ادا مانگتا ہون مین یہ دعا — کہ میمنت یہ ترقی یہ جلد ہو ایسی
خدا کے فضل سے آتا ہی اب جو اگلا سال — برآئے اوسمین ہماری جو ہی رجائے دلی
خضر حیات سلیمان مکان مسیح خصال — ہو شاہزادہ کہ خوش جسکو دیکھکر کرہو جی
اور اسکی تسمیہ خوانی کی جو د امیر کبیر — مچائین دھوم کربن بیاہ ہیر رہے خوبی
اسیطرح سے رہین شاد تا قدار الملک — زیادہ جاہ ہو خورشید جاہ کا یون ہی
یہان کے ہین امرادن مین شمس جو حضرت — سلامت اونکو رکھے حق ملک حق ہی

کوکب دوم نواب شیر جنگ بہادر مرحوم اور انکے اسلاف ذوی الاحترام و اخلاف کرام کے بیان مین شیر جنگ بہادر مرحوم اور انکے اسلاف ذوی الاحترام کا بیان واضح ہو کہ نام

اصلی شیر جنگ بہادر شیخ شمس الدین محمد حسینی ابن شیخ محمد یحیی ابن شیخ محمد باقر ابن شیخ محمد علی ابن شیخ اویس کہ سلسلہ نسب شریف اُن حضرت کا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو منتہی ہوتا ہی شیخ اویس موصوف مدینہ منورہ مین صدر مسند تولیت اوقاف کے عمدہ ترین خدمتگار و مان کی ہے

اختصاص کہتے ہین آخر الامر مع فرزند شیخ محمد علی مدینہ منورہ سے نکل کر چند بحرین مین رہے بعد چند وہان سے عازم دکن ہوکر کوکن مین جو سمت جنوبی کنارے پر دریا کے ہی اُتر ے اور کوکن سے بیجاپور مین تشریف ارزانی کیے علی عادلشاہ مقدم شریف کو انکے

عنایت چکا کر تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور تکلف دعوت ہوا اصرار سے بادشاہ کے قبول فرمایا
اقامت کی متصل درگاہ قدم رسول کے عمارت عالی ترتیب دی چونکہ شیخ محمد علی موصوف ارکہ
زیور قابلیت سے بھے عادل شاہ نے خدمت مشیخی گری سے کہ عمدہ خدمات اوسس وقت سے
تھے عزاختصاص بخشا اور دیگر گوار ملا محمد فاضل متخر کلان اور محمد ملا بھی خرد قوم نویت سے تھے
ملا احمد کو ایک پسر محمد ہدام اور ایک جیدہ ملا بھی کو بھی ایک پسر زین الدین علیخان نام اور
کہ جسے منسوب عبد القادر جیلانی سے اور تخلص لفظ نویت کی معاصر الاسم سے یہ ہی جس روز دن
کہ حجاج بن یوسف الشہیر ملا م اور بن عفاد کے دریے اہمال سرفاد ہیاد ہر کے تھا بہت سے
صلحا اور علما سے تھے وہ سے سوی اللہ کے درجہ قبول کو پہونچے مگر بہ چند مردم خوف سے
اوسکے خلاف ہو کر ہرا ایا ما من ایا کیا اور چند اہل قریش سنہ ۱۰۲۰ ایک ہزار بیس ہجری مین
مدینہ طیبہ سے ہجرت کر کے جہاز پر سوار ہوئے اور سواحل بحر ہند پر سلطنت دکن جو مرام بکوکن ہے
وارد ہو کر توطن قبول کیا باشندے وہان کے مدت تک اُن لوگون کو نو آمد کہتے رہے یہہ تخمیر ہو کر
ثابت ہوا جمع اوسکی نویت اس سے ثابت ہوا کہ ابتدا قوم ہدا کی بارہ سو برس سے ہی اور اولاد
اُن بزرگوارون کی نویت کہتے ہین پس سلطان نے جیدہ کو محمد ملا احمد فاضل موصوف کی سلک
ازدواج مین شیخ محمد علی کے دیا بطن سے اون بی بی کے شیخ محمد علی کو دو پسر ہوئے شیخ محمد
اکبر اور شیخ محمد اصغر رحمن جیسے عادل شاہ نے شیخ محمد باقر کو میر سامان اور شیخ محمد حمید کو
مستوفی الممالک مقرر کیا بعد اسکے شیخ علیخان نام ایک اعیان دولت علی عادل شاہ کو دو
ہمشیرہ تہین اون مین سے ایک کو عقد ازدواج مین شیخ محمد باقر کے دیا اور دوم کو حبالۂ نکاح مین

محمد ملا یحیی کے مخاطب بہ مخلص خان کہ یہ عم شیخ محمد باقر کے تھے جنا بطن سے ان کی محمد یحیی
محمد رین الدین خان متولد ہوئے غرض شیخ محمد باقر اور شیخ محمد حمید یہ دو برادر علی عادل شاہ
عصر تک بیجاپور میں رہے محمد مصطفی وزیر سکندر سے ناموافق ہو کر عالمگیر بادشاہ کو عرضی کی
طلب ہوئی بعد تحصیل دولت ملازمت کے شیخ محمد باقر کو دو ہزاری منصب و ہزار سوار
اور شیخ محمد حمید کو یک ہزار پانصدی منصب سہ ہزار سوار مرحمت ہوئے مدت تک ساتھ ہی
رہا ہر شیخ محمد باقر نے اسد خان کے وسیلہ سے عرضی نا[illegible] ہوئے آہند وستان کی
گذرا کہ تعیناتی دکن کے واسطے درخواست کی اورنگ زیب بادشاہ نے حسب خواہش دی اور دکن ہو کر جنت
مثل اختیار کیا اور ایام روزگار کے گذرانے امور کار خدا کو سپرد کر کے مشغول یاد حق ہوئے
والد اپنے کر کے بلدہ اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی تا بحیات جاگیر ذات اعلی بحالت
معاف تھے سنہ ۱۱۳۹ گیارہ سو انتالیس ہجری میں بعمر [illegible] سال ہوئے علوم منقول
منقول میں عالم جید تھے ذی [illegible] نقشبندی تھے ان کے پسر شیخ محمد امین خلف
شیخ محمد باقر عہد میں عالمگیر بادشاہ کے سے صدی اور حضور میں بھادر دے پانصدی
پانسو سوار اور وقت میں محمد فرخ سیر کے سہ ہزاری مجرد بحال ہوئے اور جب نواب
مغفرت مآب آصف جاہ بہادر کو ایالت دکن کی ہوئی یکگاہ سے نواب کے سایہ دامن
چشم جمیع طلبگار سرفرازی پائی سنہ ۱۱۴۶ گیارہ سو چھیالیس میں راہی فردوس برین ہوئے
خلف انکے شیخ شمس الدین محمد حمید [illegible] سنہ ۱۱۷۲ ایک ہزار ایک سو بہتر میں ہی مورخوں نے
فکر تاریخ میلاد کی جب کیا لفظ عالی بحث میں اعداد مطلوب کے پائے سعد حسن میں منصب

یکصدی عالمگیر کا پایا اور بعد رشد و تمیز کے اضافہ صدی اور داروغگی فیلخانہ سے مشرف
ہوئے اور بعد انتقال پدر شیخ محمد نبی صدی اضافہ سے سرفراز اور جب نواب نے حیدرآباد دکن سے
شاہجہان آباد کا ارادہ فرمایا چونکہ ہمراہ رکاب تھے زیادہ تر مقرب ہو کر خدمت عرض بیگی کی
پائے اور بعد جنگ مادر شاہ کے دو سو سوار اضافہ ہو کر پانصدی منصب ہوا اور خطاب حیدر
یار خان بہادر اور اسعد و معتمد و مشار الیہ ہوئے کہ جب نواب حضور میں مادر شاہ کے جانے
سے آبادر موصوف اور درگاہ قلیخان کے کہ ذکر انکا بھی درمیان میں آویگا کہ من بعد یہ دو
امیر آئین سعادت ہیں یعنی صبیہ خان مغفرالیہم کہن خلف ہے سادمحتشم الیہم کے منسوب
ہوئے ہیں کہ بمراہ فرستا اور بعد مراجعت شاہجہان آباد سے اور فارغ ہونے سے جنگ
سے صاحبزادہ ناصر جنگ کے اضافہ صدی اور بعد تسخیر قلعہ ترچناپلی کے دو صدی اضافہ
پس بعد میں مظفر جنگ کے دیرہ ہزاری منصب پانسو سوار سے ترقی پائی اور زمانہ میں امیر الممالک کے
اول منصب پنجہزاری چار ہزار سوار اور خطاب غیرالدولہ سپہر جنگ تا نیا ساتھ اضافہ دو ہزاری
منصب سے ہزار سوار خطاب سپہر الملک و میر سامانی سرکار والا سے لوا بلند نامی کا بلند کیا
اور سکے دیوانی سرکار کی ہر دیوانی صوبجات دکن کی پائی کہ یہ دو بیت مشتمل مادہ کو تاریخ
سرفرازی دوم کے مطابق سنہ ۱۱۴۶ گیارہ سو چھیالیس ہجری کے ہی وزارتخان اورنگ آبادی نے
گذرانکر بزم میں سخن وروں کے سرخروئی حاصل کی ؎ شد بحکم نو بزم نورانی ؎ با مصابیح
فضل یزدانی ؎ از برائے اصلاح خلق اللہ ؎ باز رونق گرفت دیوانی ؎ پس عہد اصفجاہ
نواب نظام علی خان آصف جاہ بہادر کی آوایل مدار المہامی میں رکن الدولہ بہادر کی امور ریاست سے صواب دید سے

ان امیر روشن تدبیر کے تمشیت پاتے تھے اور جب سن زیادہ ہو گئے آپنے چاہا کہ انزوا اقبول کریں
مگر الطاف و اصرار سے بندگان عالی کے نظامت مجتبہ بنیاد کی قبول کی پانچ سال اوقات
شریف ساتھہ عدالت و دادرسی اور غربا پروری کے بسر لیگئے ذخیرہ نیکنامی کا جمع کیا ۱۲۷۸ھ
گیارہ سو اٹہتر مین رحمت حق سے ملے بعض موزون نے تاریخ رحلت حیدر یار خان عادل پائی
ہی سنین عمر اٹہتر سال امیر نشان و شوکت تھے صاحب سخاوت و شجاعت خیرات و
مبرات دوست رفقا نواز علما پرور کم کوئی ہوگا کہ فیض احسان سے جناب کے کامیاب ہوگا اکثر
امرا و اعیان نواب آصفجاہ بہادر ثانی نسبت کرنے بزرگی کے اپنے تئین خرد جانتے تھے
چنانچہ نواب رکن الدولہ ایام مدار المہامی مین عرصحاب کہتے تھے اور عرضی لکھتے تھے اور آپ
مثل سلوک بزرگانہ خردون سے سلوک مشفقانہ کرتے تھے الطاف سے جناب کے دو فرزند
اکبر وارثہ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ اصغر نقی یار خان بہادر ذوالفقار جنگ کہ بعد سانحہ
ان کے ظل عاطفت مین برادر بزرگ کے اوقات زندگانی صرف کرکے رحلت ہستی کا لیگئے تولد محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ کا چوبیسوین تاریخ جمادی الثانی کی
۱۲۴۵ھ گیارہ سو پینتالیس ہجری عہد مین نواب مغفرمآب کے پہلے منصب دو صدی اور نیابت
دارو غگی فیلخانہ سے سرفراز اور عصر مین مظفر جنگ کے صدی منصب اضافہ چھے سو سوار
خطاب خانی اور زمانہ مین نواب امیر الملک کے اولا تعلقہ کوتوالی مجتبہ بنیاد اور ثانیاً سانحہ
منصب ہزاری دو ہزار سوار علم و نقارہ و خطاب بہادری اور ثالثاً ۱۲۷۴ھ گیارہ سو چوہتر مین
چہار ہزاری منصب خطاب غیور جنگ شجیع الدولہ سے کامیاب کہ مصرعہ ہذا مادہ تاریخ اسکا ہے

سرعہ خطاب اسپہ الدولہ ہمایون ہوا اور منصب ہجہزاری چہارہزار سوار اور پالکی چہالردار سے
سیارہ مہمات کا حل کیا اور زمانہ مین نواب احمد شاہ ثانی کے چہ ہزاری منصب چہ ہزار سوار
اسکا ثابت ہوا ۔ ۔ ۔

متعین قندہار رہتے اور جب علیمردان خان سبب ناقدردانی شاہ صفی کے سلسلہ نوکری کا توڑ کر
جناب مین شاہ جہانبادشاہ کی حضور کا ارادہ کیا اول خاندان قلیخان کو درگاہ معلی مین رخصت
اور ارزانی رکھی پس خاندان قلیخان غرہ جمادی الآخر ۱۰۴۸ سنہ ہجری کو درگاہ معلی مین
آکر عرضداشت علیمردانخان کی گذرانی اور ساتھ عنایت خلعت و انعام ہزار روپے کے سرفراز ہوئے
اور جب علیمردان خان بیرہون جو سال مذکور مین شاہ اللہ نور ملازمت سے بادشاہ کے ہوئے
اور صوبہ داری سے کشمیر کی رونق افزا ہوئے کارائی پس علیمردانخان اور اکرام کے شایان
قلی خان کو اپنے پاس رکھا اُن روزون خاندان قلیخان اوقات اپنے امتیاز سے بسر کرتے
رہے اور بعد رحلت خاندان قلیخان کے درگاہ قلیخان خلف کو انکے علیمردان خان نے منصب اور جاگیر
نواح ٹھٹہ مین پیشگاہ سے بادشاہ کے دلوائے اور خدمت میرسامانی اپنی سرکار کی ضمیمہ
اوسکا کیا جب علیمردان خان کا انتقال ہوگیا درگاہ قلیخان منصب اُن مین متعین شاہزادہ
اورنگ زیب کے ہوئے اور ہمراہ رکاب شاہزادہ موصوف کے دکن کو آکر بعد مراجعت طرف
ہندوستان کے سمت عالم فانی سے راہی طرف عالم جاودانی کے ہوئے خلف اُن کے
نوروز علیخان ساتھ خلعداری دار و برون کارزار توابع سے بیجاپور کے سرفراز ہوئے
اور اسیجا دیعت حیات کی خالق کائنات کو سونپا فرزندانکے خاندان قلیخان ثانی منصب اور
جاگیر سے سرفرازی حاصل کرکے سلک مین منصبداران حضرت اورنگ آباد کے منتظم ہوئے اور
عصر مین شاہ عالم خلد منزل کے وقایع نگاری پرگنہ کیر و فوجداری حالات پر اطراف سرکار تھے
پس نواب اصفجاہ بہادر طاب ثراہ نے عہد مین اپنے مغرالیہم کو خدمات سے اپنی سرکار کے

مامور فرمایا چنانچہ تعمیر اور احداث نظام آباد بالائی گنبد فرد اپور کے جنوبی کوس پر اور نگ
آباد سے بہ اہتمام حامی موصوف کے صورت نمایش کی پائی خلف الصدق معزالیہم کہ درگاہ
قلیخان بہادر ثانی انیسویں رجب سنہ ۱۱۳۲ ایکہزار اکسو بائیس ہجری سنکیر مین متولد ہوئے
چنانچہ بعد بہ پہنچنے سن تمیز کو تاریخ اپنے تولد کی آپنے کہی ہے سنہ سال ولادتش زروے
الہام ہ درگاہ قلی رضا یزدان ولا ۱۱۳۲ آمین ایکعدد کم ہے پایا جاتا ہے کہ الف الہام کا بطریق تعلق
شریک ہوگا اور جو دہ سال رواں عنفوان آنجناب بہادر نے منصب اور جاگیر سے نوازا
اور جسبہ بچیسوان سال شروع ہوا سلک میں ہمراہیان اپنے رکاب ہا صوبہ کے منسلک فرمایا
اکثر خدمات حضوری ذات کے مکرمت کئے چادر موصوف نے ہر حضرت کو آب و تاب سے سرانجام
دیا کہ نفس نفیس نواب ممدوح کے مورد مراحم و تفضلات رہے ہنگامہ مین بادشاہ کے ملازم رکاب تھے
جانفشانیان زیادہ وصف سے حالانکہ ہر عصر مین نظام الدولہ ناصر جنگ کے بھی ممتاز اقران سے تھے
اور خیدمین ہملات جنگ کے ساتھ مدارج عالیہ کے ترقی کر کے چھے ہزاری منصب خطاب سالار جنگ
مومن الدولہ امیر صوبہ داری اورنگ آباد کی پائی اور حسب بندوبست دکن کا ذات قدسی صفات
نواب اصحاب بہادر ثانی کے متعلق ہوا سابقہ منصب بیست ہزاری مومن الدولہ مومن الملک سے
پایہ اعتلا کو پہنچے اور عماری فیل سواری سے اختصاص پائی متصل اسکے المحاط بخان دوران
ہوئے اور یہ بھی تحفی نرہے کہ جن روزون راجہ بہادر کنار دریا گنگا کے مارا گیا اور بعد
اسکے انتظام جہاپور نگا مجتہ بنیاد مین پڑا حضرت غرفہ مکرمت سے حویلی مین انکی مع محلات
نزول اجلال فرمائے چند روز تک تشریف فرما رہے لیکن اقتضاے روانی فلک کے غرہ رجب

۷۹ گیارہ سو نوّاسی مین گذشت صوبداری اورنگ آباد کی گذرانکر پانچوین بیچ سال مذکور
بلدۂ مذکور سے بتجمل تمام نکلے اور بعد قطع مسافت کے جاگیر مین اپنی جو نظام آباد ہی انکر بیٹھ رہے
بعد اسکے پھر سہاے بحالی کا مہیّا ہوا تھا کہ ناگاہ بیک اجل کا آیا اور سامنا امر ناگزیر متیقن الوقوع
المعلوم الوقت خلع تشریف حیات کیا ہوا تھا بارہوین جمادی الاول سنہ ۱۱۸۵ گیارہ سو اسی مین مرض
سرسام سے انتقال کیا بعد اس واقعۂ ہایلہ کے نعش کو نظام آباد سے نقل کرکے اورنگ آباد لائے
مقبرہ مین والد ماجد کے کہ جنوبی بلدہ ہی دفن کیے چونکہ امیر مرحوم امیر با خیر تھے روز دفن مردم
شہر و رعایا اطراف و نواحی نوحہ کنان ہمراہ تابوت کے تھے اور بقول الاسماء من السماء
تاریخ صوری اس مصرعہ سے ظاہر ہی مصرعہ یکہزار و یکصد و ہشتاد سال ز امیر مرحوم کو
جیہ تین اور دو پسر صبیہ بطن سے دختر صیف الدیخان علیہ الرحمہ کہ جد مادری خان علیہ الرحمہ کے
سید زین العابدین خان مغفور کہ وے اکابرون سے عہد اپنے اور معدن شاہیر سے اہل زمان کے
تھے اور سرانجہ بنا دار اورنگ آباد مین بقعہ آثار فضیلت انکی ہر گزیدہ کرکار ہر مستدل یادگار
تا حال موجود ہی امیر موصوف نے ان صبیہ عفت پناہی کو کہ ایسے خونیون سے موصوف ہین
کہ رابعۂ ثانی کہا چاہیے سلک ازدواج مین محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ خلف ارشد
شیر جنگ مرحوم کے دی تھین جیسا کہ ایما کیا ہے تمن الملک سالار جنگ مرحوم امیر تھے
عالیجاہ دانش آگاہ متصف اوصاف حمیدہ متعلق اخلاق پسندیدہ سے منشی حالت مین
بہ سبقت کا رستم سے لیے گیا تھا صوبت سے انکے دل شیر و شرزہ کا آب ہوتا تھا اسقدر
رعیت پروری و خاطر داری و غربا نوازی سے موصوف پاس ہر آتا تھا قلوب مین

بیدل

بیمدیل حاضر جوابی طاقت لسانی بدیہہ رسانی تاریخ دانی سخن آفرینی انشا و بیسی
اور بذلہ سنجی وجاہ اور بزم آرائی اور تجمل سواری چنانچہ معمول تہا کہ سواری مین انکی الغوزہ نواز
الغوزہ بجایا کرتے تھے اور لطیفہ گوئی مین علم کمتائی کا بلند کیا تھا منجملہ لطایف سے جناب مغفور کے
ایک یہ ہے کہ ایکدن شاید کہین ایک شخص کی سفارشات فروشی طرف سے عرضداشت کے وکیل ہوکر آیا
آپ نے کہا کہ آج مین چاہتا ہون کہ تم نباتات فروش ہو حضار نے بہت پسند کیا اور شعر خوب کہہ جاتے تھے
شاعرون کی قدر بہت کرتے تھے چنانچہ اس شعار آبدار سے جو منسوب طرف طبع والا کے ہین ظاہر ہے

تور وزکہ روز عشرت افزاست ۔ مولای جہان تخت خلافت آراست
از مقدم گل فماند آثار خزان ۔ سبا بلکہ کہ وست از بہارش پیدا ست کونین شد ایجاد برای ایشان
جانشاکہ رسد کسی بجای ایشان ۔ اسرار نبوت اند اولاد علی

مؤلف گاہ قلیت خاکپای ایشان

اب پہر تاہون مین خان سمند شہر کام خاندان کی طرف جو لانگاہ بیان سابق کے واضح ہو کہ نواب غفور جنگ
مغفور کو بطن سے حضور نواب سالار جنگ محمد درگاہ قلیخان بہادر مرحوم کے ملک ازدواجمین انکے
منسلک ہین جسکا ابھی مذکور ہوا چار خلف ہوے اور ایک بضعہ منعقب عالیجاہ انور منیر الملک
جاگیر دار نواب مغفور کے ہر چہار خلف پر علی السویہ تقسیم پاے اکبر اخلاف اکرام الملک قوی جنگ محمد یقی
خان بہادر کمیر سامانی سے سرکار نواب آصفجاہ ثانی کے اختصاص رکہتے تھے اور خدمات ماموراتی کو
انہین بہی بسر انجام دیتے تھے کہ موجب خوشنودی خداوند نعمت اور باعث ترقی مراتب اپنے ہوتے تھے بس
چوتہی تاریخ جمادی الثانی کی سنہ ۱۲۱۳ بارہ سو تیرہ مین مرض سہال سے لاولد انتقال کیا خلف دوم
منتخب الملک سوکت الدولہ سر جنگ حسن رضا خان بہادر کہ اولاد اردوگی باوجیخانہ بندگان عالی کی

اور آخر کو نظامت بلدہ مختہ بنیاد کی یا ۲۶ چھبیسویں شعبان ۱۲۱۶ سنہ بارہ سو سولا ہیں مرض اسہال
بواسیر سے لاولد راہی عالم بقا کے ہوئے خلف سوم علی رضا خان بہادر کہ جتنے سے قابلیت اور بلندی
بخت کے کہ ارشد اولاد تھے پیشگاہ حضور سے بندگان عالی کے خطاب جنگ یار خان بہادر غیور جنگ میر الدولہ
میر الملک منصب پنجہزاری تین ہزار سوار علم و نقارہ چہاردار پالکی و دیوانی بادشاہی صوبجات
دکن سے مباہی ہوئے شادی خانہ آبادی جناب کی بموجب حکم بندگان عالی کہ بعین حیات والد ماجد کے حسب سیف
ابو القاسم میر عالم بہادر کے نامزد ہوئی تھی کمال عنایت سے حضور کے گلشن معین کے گلہ دستہ
یا بی خود میر ابو القاسم میر عالم بہادر لکھتے ہیں و افسوس کرتے ہیں کہ وہ قصور ان صدق دل کے
عفت بموجب مشیت و حکم حکیم علی الاطلاق بعد حامد ہونے کے سماہ ہوئیں علاج نے اثر نہ کیا سانس کے
اٹھائیسویں محرم سنہ ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری میں بعد نو روز سوگ و فاصلہ دو ہفتے کے راہی روضہ رضوان
کے ہوئیں بندگان عالی نواب اصفجاہ ثانی فرط نوازش سے علی رضا خان کو جو اکبر ان مولود مسعود کو
مسمی باسم سید عبد اللہ نام فرمایا سنہ ۱۲۱۹ بارہ سو انیس میں خطاب اور منصب و جاگیر سے سرفراز ہوئے
بہر سنہ میں ہمشیرہ حقیقی مرحومہ موصوف کی دی اور بعد انتقال میر ابو القاسم میر عالم بہادر مرحوم
عہد میں عز المرسل نواب سکندر جاہ بہادر کے میر الملک بہادر دیوان ہوئے اور ریاست میں عز ان
منزل نواب ناصر الدولہ بہادر کے خطاب امیر الامرائی کا پایا سنہ ۱۲۴۸ بارہ سو اڑتالیس میں توجہ
دار السلام ہوئے امیر تھے بہت مقدس ذات اللہ تعالیٰ بہت فراخ حوصلہ ذی شکوہ دنیا سے شیاعت
متین حلیم بردبار متحمل مزاج غریب پرور شرفا نواز یگانۂ روزگار چہارم امین الملک امین الدولہ
رضا یار خان بہادر حسام جنگ کہ پیشگاہ سے حضور کے ساتھ خدمات دار و گیری فیلخانہ سرکار حضور

یا نگاہ متعلقہ غلام سید خان بہادر کی سرفراز ہیے رحلت جناب کی اس سرا سے
طرف عالم بقا کے عہد میں غفران منزل سکندر جاہ بہادر کے ہوئی ہی اکیو تین
فرزند کلان حسن یاور الدولہ حسن رضا خان بہادر المشہور خاکھبار دوسرو پدر کے انتقال کیے
دوم درگاہ قلیخان بہادر المشہور درگا ہی صاحب وے ارادے سے حج و زیارت کے روانہ ہوکر اثنا
راہ خلد میں حاضر حضرات ابا عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ ہوئے سوم امین الدولہ جہانگیر علیخان بہادر یہ بھی عالم
شباب کو ہوکر سیاح عالم ارواح کے ہوے پس منیر الملک بہادر مرحوم کو چار فرزند اول المخاطب
اشجع الملک اشجع الدولہ ثانی قوی جنگ محمد عبد اللہ خان بہادر عرف عبد اللہ صاحب منیر عالم بہادر
مرحوم بعد رحلت طبعی سے جلت کیے اپنے چار فرزند میر جواد علی میر محمد علی میر دولت علی میر محمد کاظم علی ایک تو
عہد میں غفرانمنزل کے ضرب تیغ سے اپنے ہاتھ کے جان بحق ہوئے دوسرے المخاطب اشجع الدولہ ثانی منیر جنگ
بہادر اب حی و سلامت ہیں اور دوم فرزندوں سے منیر الملک بہادر مرحوم کے الثنی الکرام الملک الکرام الدولہ
ذو الفقار جنگ میر محمد صفدر یار خان بہادر المعروف صفدر صاحب ایک ہی دن مع ایک فرزند ہاتھ سے
کیے جانے کے دولت سرا میں صاحب کے مظلوم ہوئے سوم المخاطب شجاع الدولہ سالار جنگ ثانی
المخاطب محمد علیخان بہادر عرف محمد علی صاحب میر عالم بہادر مرحوم آپنے قبل پانے خطاب ملکی کے
روبرو پدر والا قدر کے بیمار ہوکر اس دار ناپائیدار سے ارتحال فرمایا نواب صاحبکو تراغم والم رہا حتارم
المخاطب سراج الملک سراج الدولہ شیر جنگ سید عالم علیخان بہادر عرف عالم علی صاحب منیر
عالم بہادر مرحوم بعد رحلت والد ماجد والا قدر کے دوبار منصب جلیل القدر دیوانی کو اپنے قبضہ اختیار میں لیکر اور
انتقال فرمایا پس شجاع الدولہ محمد علیخان بہادر خلف منیر الملک بہادر کو کہ شادی جناب کی صبیہ سے

مختار الدولہ کاظم علیخان بہادر ابن شہامت جنگ معصوم علیخان بہادر سے ہوئی یہی بطن اطہر سے
عفیفہ زمان خدیجہ دوراں کے ایک فرزند ارجمند سعادت پیوند خلف ارشد واکرم المخاطب سالار جنگ
ثالث کہ بعد رحلت سراج الملک عالم علیخان بہادر کے جا پر عم بزرگوار اپنے مسند آرائے منصب دیوانی
ہوکر ابتدا میں اس طرح بنیاد کو اس عمارت عالی کی اس تحکم و استحکام سے بنا کی کہ عرصۂ قلیل میں
صورت انتظام کی نظر میں خلایق کے آئین نہین شدنی دکہلائی یہی بقول انکے بزرگون کے مقولہ سابقہ
نکوست از بہارش پیدا ست ۔ اور حضرت بندگان عالی جو مدت سے کارپرداز نیسق امور المہام الیہ کے تلاشی
تھے بے ساختہ بول اوٹھا کہ میں نے الماس کا نگینہ پایا ہی من بعد جو بیان اوسکی جو جو کہ جلوہ ظہور کا اپنی سن عمر کی
بیان میں لائی ہین مستظم ریاست نظامیہ مدار المہام سلطنت آصفیہ وزیر الوزرا ارسطو فرسنگ نواب
مختار الملک سالار جنگ محمد علیخان بہادر دامت اجلالہم کا بیان نام اصلی سیر تراب علیخان بہادر
خلف ارشد شجاع الدولہ بہادر مغفور فرزند ارجمند امیر الامرا نواب میر الدولہ میر الملک بہادر مرحوم
اور اسم گرامی جد مادری انکا مختار الدولہ کاظم علیخان بہادر مرحوم ابن شہامت جنگ معصوم علیخان
بہادر ہیں کہ گذ اولادت باسعادت انکی سنہ ۱۲۴۶ بارہ سو چیالیس ہین ہی سنہ سالی ہے سایہ
عاطفت
ہین عم بزرگوار سراج الملک بہادر مرحوم کے پرورش پائے اول پیشگاہ سے حضور ساطع النور غفران منزل
حضرت ناصر الدولہ بہادر کے سالار جنگ جطا ہوئی ہے چونکہ من بعد خاندان جناب کا
وزارتگاہ ہے اور انتظام سامقدمات کا انکی ذات بابرکات سے ہونے والا ہے داش و
فرہنگ جمیع صفات ریاست کے بفضلہ تعالی بر سبیل ترایدیوما فیوما مرآۃ ضمیر صفا تخمیر پر منکشف و مبرہن
ہوتے تھے اور چونکہ ذات بابرکات جناب کی جمیع صفات وزارت کے موصوف اور استعداد و

امتیاز تمامی مقدمات کا اور قابلیت ہر نوع کی مزاج شریف پر عنصر لطیف ہیں موجود بقول امیر تیمور گورکان
سلطان کو چاہیئے کہ وزرا میں چار صفت کی احتیاط کرے اول اصالت دوم عقل سوم کیاست چہارم
سلوک و معاش سپاہ و رعیت پنجم بردباری و سالمت جسمیں یہ چار صفات ہوں وہ قابل وزارت
و مشورت کے ہی اوسکو وزیر و مشیر اپنا کرے اور باگ امور مملکت و سپاہ و رعیت کی اوسکو سونپے پس
اوسوقت اوسکو چار چیز سے امتیاز بخشے اعتماد و اعتبار و اختیار و اقتدار اور کامل الوزارت وہ
وزیر ہوتا ہی کہ رتق و فتق معاملات امور ملکی و مالی کو ارزوے نیکی اور نیکنامی اور حسن سلوک کے جلوہ ظہور کا
دیوے جسنیکا کہ نہ لینا چاہیئے نہ لیوے اور جسکا کہ نہ دینا چاہیئے نہ دیوے اور اوامر و نواہی میں آثار نجابت
و اصالت کے اوس سے ظاہر ہوں اور نفاق و دست اندازی اوس سے ظاہر نہ ہو اور نام نیک آدم و سپاہ و رعیت کا
نیکی سے لیوے اور کرکو بند کیجیے اور نہ سنیے اور اگر کسی سے بدی دیکھے تو ایسا سلوک کرے کہ وہ شخص
بدی سے اپنے باز آوے اور بد نکرے اور جو اپنے سے بدی کرینوالا ہی ساتھ اوسکے نیکی سے پیش آئے
اور بدی سے اوسکی اوسکی طرف رجوع کرے اور وزیر زیرک و دانا وہ ہوتا ہی کہ درشتی اور نرمی سے کام کرنے میں
درشت سے بہت نرم کہ اگر درشت ہوگا لوگ اوس سے بھاگینگے رجوع نکرینگے اور اگر نرمی بہت کریگا دنیا طلب اور
طماع اوسکو گھیر لینگے اور وزیر جامع الاخلاق وہ وزیر ہی کہ بواسطہ کسوا مر نا ملایم کے جو اوسکو پہونچا ہی
کینہ اور نفاق کو دلمیں راہ نہ دیوے کہ اگر راہ دیگا تو محل خدر کا ہی کہ مبادا دشمن دولت سے ملکر خزانہ
اور لشکر کو خراب کریگا وزیر عاقل وہ ہی کہ رعیت کو ایک ہاتھ میں کرے اور سپاہ کو ایک ہاتھ میں اور اعوان
کو کاموں کے پیش نظر رکھے اور وزیر کو چاہیئے کہ معموری مملکت کی اور رعایت رعیت و حمیت خاطر
سپاہ کی اور توفیر خزانہ کی جانچتا اور دیکھتا رہے اور جو امور کہ سلطنت کو نفع دین اوسکی تمشیت میں

سعی اور جو امور کہ ضرر ہو سکتا ہین دفع مین اوسکی جان و مال سے کوشش کرے اور تمنا جمیع رعایا و
وجہ خیر و صلاح پر فیصل کرے چونکہ انسان مین خیر بھی ہے اور شر بھی ہے وزیر نیک مخلص وہی ہے کہ اعمال خیر
اوسکے غالب اعمال شر پر ہون جیسا کہ اعمال ذمیمہ وزیر ملک شاہ سلجوقی کے مغلوب اعمال خیر کے تھے
اور جب اوسنے حج کا ارادہ کیا ایک بزرگ نے اوسکو اہل اللہ سے کہا کہ یہ عمل خیر جو تیرے بادشاہ کے ملک مین
صادر ہوتے ہین کہ تو بندگان خدا کو نفع پہونچاتا ہے ارجح ہے یا وہ علی ابن یقطین کہ وزیر ہارون رشید کا
تھا جبکہ نفع اوسکا خلق کو بہت پہونچتا تھا جب اوسنے ترک وزارت کا ارادہ کیا ایک نے اوسکو لکھا کہ تجھے لازم ہے کہ تو خلیفہ کے دربار کا ملازم رہے اور وزارت سے جدائی نہ قبول کرے جو نفع کہ
بندگان خدا کو تجھ سے پہونچتا ہے سوا تمام اعمال و اشغال سے کامل ہے اور بادشاہ کو چاہیئے کہ
کہ دانا ہو اور کارخانہ سلطنت کو جس سلوک سے انتظام و نظم ہو اور امور سلطنت مین
تحمل اور بردبار ہو اور جمیع معاملات کو درستی اور زیرکی سے فیصل کرے اور وزیر کو
دولت خواہ اور خیر کو وزیر مشیر سے ملک خوش رہے یا ملک اوسکا شکر کرے اور سلوک سے
محترم رکھے رتبہ کو زیادہ کرے خلعت اور صلہ دے اور محل کہ اوسکا آوے تعریف اور توصیف کرے
اور دلجوئی کرے اور بستگی جو امور سلطنت مین اوسکو ہو اوسکی تدبیر سے فکر کرے اور اوسکے
دولت خواہ حضرت غفران منزلت ان صفتون کو محک امتحان پر کسکر جب طلا دہ ہی زر خالص
عیار بیغش جمیع صفات مین بلکہ زاید پایا بعد وفات عم مہربان سراج الملک بہادر مرحوم کے
۱۲۶۹ھ سنہ ہجری مین بایسکون تاریخ شمالی کی اقرب بتحریر خدا کیا تیرہ سال کا ہوا
خدمت دیوانی سے ممتاز فرمایا پس عدل و داد اپنے داد کو پہونچا اور مرام انتظام کا حاصل ہوا

جہانگیر

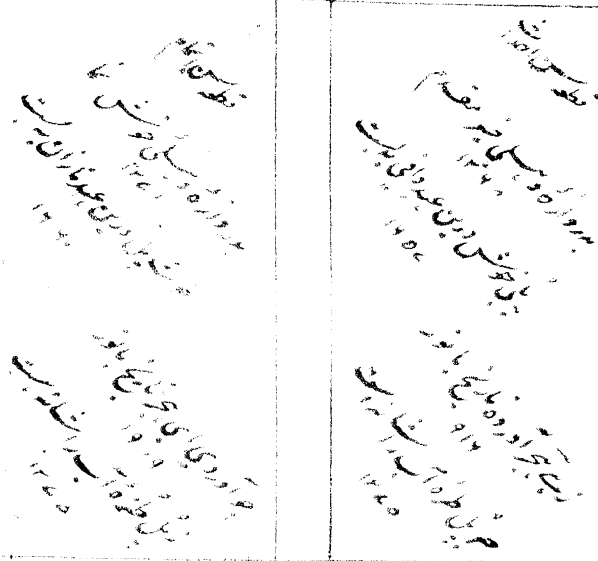
چنانچہ شرح اوسکی یہ ہے اول ہنگامہ کوبن اسود عرب کے جو مید ان اچولیں برپا کیا تھا ہورے عرصہ
مساہتہ خیر وصلاح کے دفع کیا پس تمام عرب جان گئے پس کل مردم سرکش اقبال کو آپکے مان گئے
اور سگور سکہ روپیہ کہ اوسمین پانچ ماشہ روپا چھے ماشہ تانبا تھا موقوف کرکے چاندی دیپ کو
رواج دیا کہ اب سمین آدھی ماشے تانبا ہی اور باقی روپا اور شولاپور کی سرک بنوائی کہ اب سے
اوسکے بمبئی پانچ منزل ہوگئی ہے اور عہد سعادت مہد میں حضرت مدظلہ العالی کے مختار الملک خطاب
گوشہ کلاہ افتخار کا بلند کیا اور متوجہ طرف خیر و برکات کے ہوئے نیکنامی حاصل کی مدتی سے نہر
لاکھ سیاگر کے تالاب میں ملائی اور بہت سے روپے خرچ کرکے دہلی دروازہ سے نالی بہت
بنوا احداث فرمایا اور متصل اسکے بازار نام نامی سے حضرت کے مسمی بفضل گنج بہت خوش
وضع بنا دیا دو منزلہ دوکانیں عمدہ پختہ بنوائیں اور حوالی میں اوسکے ایک مسجد
بموجب صورت تعمیر کی چنانچہ اسطور نامہ یہ ہے مع بیادات و اسمائے عمارات کے نامگار سے

یہ ہیں تاریخ پل نو احداث مختار الملک سالار جنگ بہادر

بسے افضل الدولہ بیدار بخت	کہ آوردہ او مصر شاہی بدست
دبیرش مخاطب بمختار ملک	بلند آسمان پیش او ہست پست
مزینت کرے پل دلو دست بہادر	کہ یک خیر خواہ دوسرکار ہست
چو از رائے دستور دارد حکم صدر	کہ باد از می عیش جاوید مست
تدبیر خوبش خلق مارت مسیحی	کہ تیر خطا از کمانش بجست
پل ثالث خوب احداث یافت	کہ تا یابد آرام ہر خوب و زشت

ز بهر مصرعه بر دو این قطع تاریخ
که بُد حقّه من ز روز الست

ز هجری و فضلی و عیسی و سمت
بدان سال احداث و اتمام هست



ایضاً

چو در شاهی افضل الدوله شاه
که دریا بیت بود و هست و جز آن

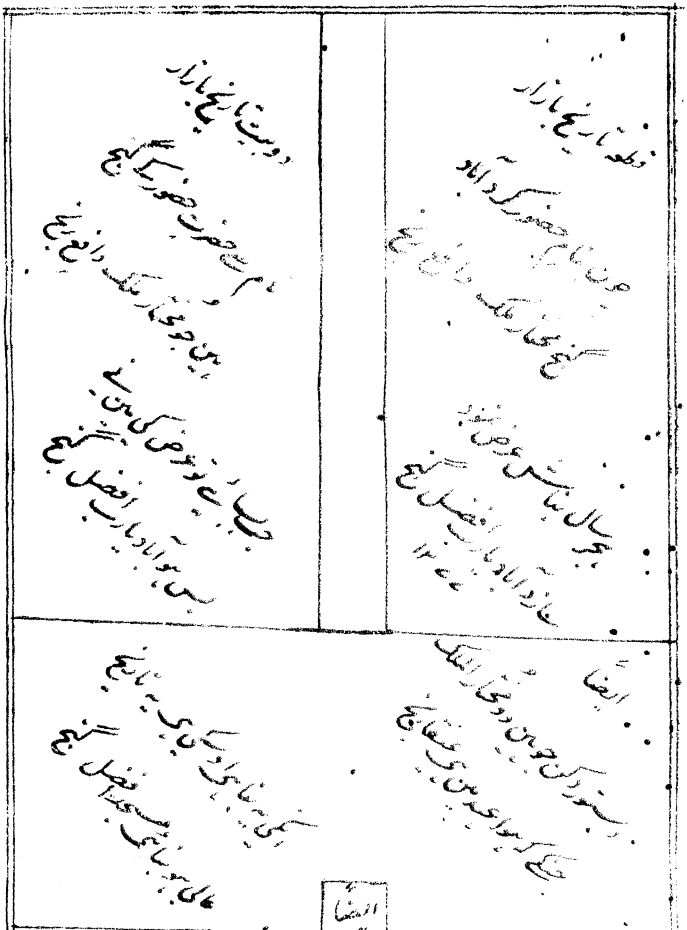
بختاری ملک مختار ملک
که چشم صوابش ندیده خطا

بکاه رزیدنی شاه لندن
که کرنل ذیو دکس چه خوب اندر دانا

بسعی و بتدبیر مادت مسیحی
که در فتح خوانش آمد جنتل و یکتا

بدهلی در شهر و بر رود موسی
چو گردید این جسر محکم بپا

چنین کرد سال بنا عرض هجر
خهی شالهٔ طرفه ۱۲۷۵ ۱۲ ۳ ۵



نم سے جب حضور اعلیٰ کے		ہین جو مختار ملک نیک عمل
کئے تیار مسجد و پل و کنج		رود موسیٰ پہ بے نظیر و بدل
پائے تا خلق راحت و آرام		برکت دے خدائے عزّ و جل
عرض کی اوسکی ہجر نے تاریخ		پل و بازار و مسجد و کنج افضل

اور تمام سراؤن اور مسجدون ہین عنایات سے میر عالم بہادر مرحوم کے

دیہات مین موذن خطیب جاروب کش اہل حدمات مقرر کئے اور حسن وخوبی سے نایرہ فساد کو
صاحبزادہ مظفر الملک میر فتح علیخان بہادر کے وقت غصہ وطیش اطفا کیا جیسا کہ گذرا اور نصف اول
ماہ ذیحجہ ۱۲۷۸ھ بارہ سو اٹہتر مین ایک پسر دو کہ ترکی اوسکی ناکدخدا بالغ ہوگئی تہی اور ہنوز سیاہ
نہ ہوا تہا چونکہ اس قوم مین کفارہ اس گناہ کا جان دینی ہے دختر اور پسر دو ماہ در دیر رچنبادروازہ کے
باہر کنارے پر ندی کے چیر قبا لکر جا سیتے تا مہ مرے اور پوتے تو اوسمین ڈوب مرین چوتھے
چوتھے تماشائی حیدرآباد کے انکو دیکہا کئے اصغا کر کے اوسکو اس امر سے روکا اور اسکے آیندہ کو
معاش وغیرہ کا بندوبست کر دیا اور سب سے اعلیٰ یہ کیا کہ بازار رشوت ودندرا جو گرم تہا بالکل سرد
کر دیا اور متعدد محکمات مقرر فرمائے تا معتمدان خلق اللہ کے موافق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے
متفصل ہون عدالت دیوانی بزرگ عدالت دیوانی خرد عدالت خاص مجلس مرافعہ صدر مرافعہ اضلاع
دیہات کچہری فوجداری پیشدست کوتوال بابنہ ضرب دیگر وغیرہ ملہ مجلس مالگذاری
تعلقات دفتر محاسبات دفتر خزانہ ۱۲۷۹ بارہ سو انیاسی مین اسطرح کے اشتہار جاری ہوئے
کہ خون وترکہ وطلاق کا فیصلہ محکمہ مین قاضی کے ہوئے اور چوری اور زناکاری کا فیصلہ ان سے
اوپر ایک سے ہزار تک قرض مین متفصل میر عادل چینی خانہ خاص مین کرے اور دو ہزار سے لاکہ تک
اسکا فیصلہ مولوی فیض اللہ صاحب پاس یعنی مجلس مرافعہ صدر مین متفصل ہوا کرے اور دیوانیات
معاملات جیسا کہ محنت کالی جیسی دیوانی کتنی اسکا فیصلہ صاحب عدالت سلطانی سے تعلق
رکہے اور توجہداری علاوہ انگریزی کی طرف عنایت علی پسر مولوی کرامت علی کے
رجوع ہووے اور مردمان ہنود کا فیصلہ موافق شاستر اکے گوید راد مقصدی سے

عمل میں آوے اور ہرکوئی اہل مرافعہ مرافعہ اپنا ایک مہینہ کی مدت میں حافظ محمود سے چاہے اور
اگر وے کچھ اسمین تجاہل کرین تو علی محمد خان بالادست انکے جو حقیقی بہنوی قبہ جنگ بہادر
کے ہین درخواست کرے اور اگر وہان بھی نہو تو ہم سے معروض کرے اور اکیسوین تاریخ
محرم کی اول پہر ۱۲۹۰ [illegible] کہ آوے ہی تھی یحیی کی کان اس دیکہا کہ شیخ
لولی کے بھائی نے دوکان رستہ کی زمین پر حد سے اپنے بڑہ کر بنوائی ہی چونکہ بیجا کیا ہی حکم
بیجا فرمایا کہ میرے واپس آنے تک یہ مسمار ہوجاوے چنانچہ معماران چابکدست نے
حسب الارشاد بفوریت دنا بود کردیا گو ابرده کا اسمین چار سو روپیکا نقصان ہوا اچہا ہوا راہ
گشادہ ہوئی بندگان خدا کو رہتے ہوئی جو کہ اس بلدہ کی قدیم عادت ہی کہ ہندو مسلمان
کم ہشتعداد لوگ اطراف حوض کے چار مناره مین بیٹھ کر خطوط و عرائض تمسک رسید ضمانت
چیتی عرضی رقعہ شقہ حظ نامہ عام خلقت اہل ضرورت کو لکہ دو لکہ لیکر لکہ دیا کرتے ہین اوسمین
چند عرضیان کہ سو محرر کے خط کی جو ملاحظہ مین گذرین عبارت جو بسند خاطر ہوئی اوسکو یاد فرمان
سو روپی ماہوار کر کے نوکر رکہا اور ابتداء قحط مین جب یہ صورت ہوئی کہ ماہ رمضان مین دانے
جوار کے گوہر نایاب ہوگئے مہاجنون بیوپاریان کو بلوا کر فہمایش کی جب دیکہا کہ وے نہین مانتے
احکامات تعلقات پروانہ فرمائے کہ جو غلہ زراعت مین تیار ہو جنس بیجاوین ہزار ہا گونی
منگوا کر اپنے بازارون مین اوتروائے اور سوا اسکے تین لاکہ روپی بیجا کر اور اوجاہیے غلہ
منگوایا اور حکم دیا کہ ہمارے بازار مین بیچا کرے اور آپنے عاجز ہوگئے اور خرید و فروخت بازار مین
اختیار کیے اور سنہ ہ سکہ محکم دیا کہ جو نرخ بازار مین ہو تم اتارا وسے زیادہ ہمارے بازار مین

بکار کرے اور تول مول کہرا ہو غلہ بکنے لگا خلقت آسودہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس نیت کا
یہ عطا فرمایا کہ روز چہارشنبہ چوتھی تاریخ سے ماہ صفر کی ۱۲۰۱ھ بارہ سو ایک سی ہے
برسنے لگا پس بلدہ مین چور غارت گردن پڑ جاتا تھا کہ سلسلہ کو دردی کے حرکت دین
اور ہاتھ پاؤن ہلائین سو نہ ہلا سکے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ بندوبست ہو گیا پھر منگسر مین
کو سہ پہر سے علی الاتصال دوشنبہ روز مہینہ بہ ستارہ پس روز دوشنبہ چھبیسوین
تاریخ دوپہر کو کھل گیا ندی کو خوب پور آیا دو دو روپلی علہدہ سے اتر گئے
اور ارادہ تیاری جمعیت کا کر کے جوانان لین سرحد مین گوشت محلی اور شراب اور سرکار
انگریزی متعین کر کے حکم فرمایا کہ قواعد انکی قانون انگریزی پر ہو اگر ہے اوپر مین بھی ہیں ہم
اور گوئے تمام بلدہ کے وہین ذخیرہ کیا اور کچھ سوار رسالہ کے گئے بہرتی کئے چنانچہ دو ہزار جوان پیدل
اور پانسو سوار بہت اچھے لایق کارزار تیار موجود ہین اور ہمسان مین سبب گرانی کے اضافہ
کو سوار کا پانچ روپلی اور پیدل کے دو روپلی کئے اور آٹھین [illegible]
حکم ہوا کہ چار کمان اور چار منار کے ہر چہار سمت شہر پناہ کی چودہ کاندارون نے ڈال
رکھین ہین اور راستہ تنگ کر دیا ہی خلقت بتنگ ہی کیلو اور محرر تعمیل اوسکی ہو گئی پہر بسطے
مدد خرچ گرانی کے ایک ہے اتنہ روپلی ماہوار تک دو دو روپلی اور اتنہ سے سو دو روپلی
تک ایک روپیہ اور سوارون مین بیست و الون کو چار روپلی ماہوار اضافہ اور مصدیون مین
دس سے پندرہ تک ایک روپیہ اور پندرہ سے پچیس تک پانچ روپلی اور پچیس سے پچاس تک
چار روپلی مقرر فرمائے پہر ارائی لاک تین لاک کوئی ہر روز واسطے پرورش عالم کے فضل گنج

من تقسیم

بقسم ہے لگے جیانچہ ہنوز کہ غرہ محرم سنہ ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیسی ہجری ہی سنین عام جاری ہی
اور خلقت دست بدعا لیکن ایسا پایا جاتا ہی کہ ایک مہینہ کے بعد موقوف ہوگی اس واسطے
کہ جو رقم کہ حضور سے واسطے اس امر کے عنایت ہوئی تھی صرف ہوگئی کچھ باقی ہی نواب مختار
الملک بہادر امیر ہین گرامی مرتبت دستور ہین ارسطو فطرت فلاطون خبرت جرح وجیہ رستم صولت
خطا گذار عطا شعار نصفت پیرا عدالت انتظام دوست دقیقہ رس دقیقہ شناس ممیز
عیب ہنر کمال پرور سپہ ہنر پروری کو در عزیزی کہ آمد سزاوار پے تمیزی ۔ اپکو دیر سعادت
نظر ہین اور ایک دختر نیک اختر وسع اللہ تعالی نرم السرور والابتہاج لالو ہیم بطول حیاتہم وضعاف
کیفیت شہر حیدرآباد وباغات واماکن یاد ہوگا کہ نامہ نگار نے صدر کیا ہین ضمن احوال سوانحات
جشن حیدرآباد کا ذکر آیا تھا وعدہ کیا تھا کہ باقی احوال شہر وباغات واماکن اوسکا آخر کتاب مین
کشف ہوگا اب محل اوسکا ہی وہا کرتا ہی اور زبان قلم سر لاتا ہی کہ اول دارالحکومت سلاطین قطب شاہیہ کا
قلعہ محمد آباد عرف گولکندہ تھا کہ حسین ابراہیم قلی قطب شاہ کے وقت آٹھ ہزار گز فصیل قلعہ کی
پتھر سے سوا سو برج اور چھ دروازہ اور سوا دو سو مکانات آٹھ لاکھ روپے کے صرف سے احداث ہوئے تھے اور
دروازہ آہنی بنایا تھا پس تاریخ قطب شاہیہ نے لکھا ہی کہ محمد قلی قطب شاہ ثانی المعروف بہ ترے ملک نے
جب حیدرآباد بنا کیا اول نام اوسکا باگ نگر نام پر باگ متی اپنی معشوقہ کے کیا پھر جب اجہا
شہر اور آباد نام ہوکر حیدرآباد موسوم کیا من بعد پھر جب عالمگیر بادشاہ نے اوسکی تسخیر کا
ارادہ کیا دارالجہاد نام فرمایا اور جب فتح کیا فرخندہ بنیاد نام کیا پس حکومت اس بلدہ مین قطب شاہیہ
کی مین نسبت تک رہی ہی محمد قلی قطب شاہ ثانی بانی حیدرآباد سلطان محمد قطب شاہ بانی مکہ مسجد

ہر عبد اللہ قطب شاہ بن عبد الحسن تانا شاہ اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ محمد قلی قطب شاہ ثانی اول عہد میں اپنے
قرب سے سید مظاہر کے بدل معتقد مذہب اثنا عشری کا تھا بعد مدت کے جب مشہور ہوا بہت لوگ اس
نواح کے بقول الناس علی دین ملوکہم شیعہ ہوگئے مگر خطبہ نام سے شاہ عباس صفوی کے
بسبب خوف سلاطین ہند کے مخفی پڑھا کرتے تھے پر سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے اپنے زمانہ میں خطبہ
شاہجہان کے نام کا پڑھوایا اور سلطان ہذا نے اطراف کو ہیکہ جو متصل تالاب پائین قلعہ کے حصار
دوسرا نواکر ملحق قلعہ کیا وجہ بنا قدیم پل بادشاہی واضح ہو کہ قدیم پل قبل آباد ہونے شہر کے
احداث پایا ہی اور بانی اوسکا ابراہیم قلی قطب شاہ مذکور الصدر ہی اور وجہ کہی یہ ہی جو مکانات قلعہ میں
آبادی ہوتی ہی مردم کو سبب کثرت کے بنا بود و باش مکان میسر آتے تھے اس لئے قبل آباد ہونے
شہر کے اس قطعہ پر آ بسے تھے اوسمیں ایک اہل طوائف سے بنابت حسن بس جمیل تھی شاہزادہ عبد اللہ
قطب شاہ المدعو جمو نے ملک اوس سے تعشق رکھتا تھا چھپے چھپے باپ سے اوس پاس
آتا تھا اور عیش و عشرت سے گذارتا پس واپس ہو کر داخل محل سرا ہوتا اتفاقاً موافق
معمول کے ایام بارشمیں آیا دیکھا کہ موسی ندی کو پوری غلبہ خواہش کا سوا ہوا ادا لا
قصور کا مل تھا پار نکل آیا پس سائحہ دشوار گذار خفیہ پوچھنے عرض میں بادشاہ کے ہو کہا یا
ہوا حکم کہ پل بنا کریں چنانچہ آٹھ مہینے میں ہر موسم بارش کا آئے تک پل بنکر تیار ہو گیا طولاً
سو ذرعہ عرضاً بارہ ذرعہ ارتفاع چودہ ذرعہ رواق روانگی آب کے جملہ بائیس اور یہ بھی واضح ہو
کہ آٹھ لاک روپی واسطے بنا کے عنایت ہوئے تھے اونمیں سے چار ہزار بچ رہے بعد عرض کے
دار و غہ عمارت کو حکم ہوا کہ طعام اسکا پکوا کر غربا مساکین کو کھلا دو اور پل نواحداث کا حرف

جو عہد مین مغفور تمنزل کے میرون دروازہ جادر گیات بنایا یا ہی پچاسی ہزار روپی ہی ادم
ارتفاع اوسکا پندرہ درعہ چار طسوع عرض نو درعہ طول تین سو درعہ ہی اور حال پل کا حال
لکھنے مین آئیگا وجہ بنائے چہار منار ابتدا آبادی مین شہر کے ساکنان بلد سے ہر کوئی نشان اپنا
بناکرتا تہا اتفاقاً غرہ محرم الحرام تیرسنہ ایک ہزار مین روز پنجشنبہ کسیونے ایک تعزیہ دیہات
سطح شہر کے ابا عبد اللہ الحسین رضی اللہ عنہ کے نام کا استادہ کیا چونکہ اُن روزون غلبہ وبا کا تہا
عقوبت جسکہ سلسلہ اوسکا بوقوف ہوگیا جانا کہ تصرف تعزیہ کا ہی اعتقاد ہوا ایسی مثل تعزیہ
کے ایک عمارت سنگ بست اوسی وضع کی بہت بلند تیار کی تا دور سے ہر چہار طرف
دکہلائی دے اور کوئی بلا اس طرف رجوع نکرے نام اوسکا چار منار ہوا ارتفاع مین جسمین گز
عجب چند روز قبل دہان ہر دفع بد ہوا اسمین رسم بد پرستش ماتا کی بہت دھوم دہام سے ہوا کرتی
تہی الحمد للہ اب سعی سے حافظ محمد علی صاحب کی علیہ الرحمہ کہ ایک بزرگ خدا ترس یہان چند اوقات
لرین یکے دو فعل شنیع موقوف ہی یہ مرضیات الہی ہین اعتقاد راسخ وہی ہے
جو موافق شرع شریف کے ہی وجہ بنائے ملکہ مسجد واضح ہو کہ اول
جو حکم سلطان کا واسطے بناکرنے مسجد کے ہوا اب جہان علم بڑے نال صاحب کا کہڑے ہوتا ہی
اہل خدمات نے دہان پایا دالا تیس گز مع ارتفاع سہ درعہ پایہ اور کرسی مسجد کی تیار ہوئی
تہی کہ ایک فقیر نے آن کر پوچہا یہ مسجد کون بناتے ہین دارد عمارت مرزا فیض اللہ بیگ اور
رنگیا معاہ لحاظ بہرمند خان نے کہا پادشاہ دین پناہ محمد قلی قطب شاہ معروف بڑے ملک
فقیر نے کہا سزاوار دانشمند کیا یہ ہی کہ مسجد جامع شہر مین یا بلند جائے پر بناتے ہین

نہ بستی مین کنارے آبادی کے یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تب قریب چہار منارے یا کہ دنا شروع کیا فرمان
صادر ہوا کہ بڑی عمارت سنگ لبت کے مثل اسکے اس نواحی مین ہو رفیع الشان جلوہ ظہور کا پاے ہزار
کمانی دو ہزار معمار دو ہزار سنگتراش واسطے بنا کے قرار پاے اور نو لاک روپی واسطے صرف کے یہ
صرف سے ایک لاک روپی کے عہد مین عالمگیر کے کام مدخل پشانے کا تمام ہوا اسکے گرد طول چالیس گز
عرض اکیس درعہ ارتفاع مداخل بالا چبوترے درعہ گنبد پندرہ درعہ کلس تیرا درعہ ابتدا بنا سے بارہ لے طعام
پختہ بنابر نیاز دوازدہ امام مقرر ہوا چنانچہ قطب شاہون تک دو جاری رہا پس عہد مین خلد مکان کے
بارہ روپی فی نیاز کے قرار پاے کہ وہ تا حال جاری ہین قسم صرف باغات و مکانات دولت
قطب شاہیہ وغیرہ صرف باغ لنگم پلی ایک لاک روپیہ اور صرف گوشہ محل مع حوض مین لاک چالیس ہزار
اور دار المحل وغیرہ تیس لاک دوکانین بلدہ مین حوالی فی سبیل اللہ چودہ ہزار دو صف مسافرین مسرورین
سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین مین عاشور خانہ جو سلطان عبد اللہ قطب شاہ بارہ گز مرتفع تیار فرمایا کہ اب بادشاہی
عاشور خانہ مشہور ہے صرف اوسکا چھ ہزار روپی اور بعد اتمام تعمیر بارہ سو روپی کا طعام و شربت
اور پختہ بارہ من مصری کا شربت اور بارہ ہزار سیر نقد واسطے خیرات آدمیان قرار پاے اور بارہ
من لکھا ہی مسالحہ و کھا ہی لنگر سونٹھ کی زکیر کا ہوا کر دو صف مساکین فقرا کیلے اور بارہ لے گھڑی
اور بارہ من قند کا شربت پی پی کے علم پاس مقرر ہوا اور چار محل بادشاہ کے آبدہ لاک روپی
خرچ کر کے کنارے رود موسی کے احداث کیا یہ شہر اول مین بہت آباد تھا بعد دو تین حادثاتے
عالمگیر بسبب تعارض گرانی غلہ و شیوع طاعون ہزارہا آدمی بلاد و قریہ جات لشکر وغیرہ کے ہلاک ہوے
حیدرآباد ویران ہو گیا تھا خصوصًا ظلم سے کام بخشی کے اور زیادہ تر اوس سے اور بعد قتل

ہستیم دلخان کے بالکل آبادی نرہی تھی اور الحمد للہ تعالیٰ برکات سے سیادت روساء و کارگذاران کے
خوب آباد ہی بلکہ تمام اقلیم ہند مین دارالسلطنت یہی ہی اسکو قدیم سے دستار دکن کہتے ہین
جیسا دہلی کو دستار ہند اب تو اسپر طرہ ہی محل ہزارون عیش و عشرت کا اور ما من
مسافران اطراف اقلیم کا ہی فصیل اوسکی نہ مربع ہی نہ مستطیل نہ مدور ہی نہ بیضائی چونکہ یہ شہر
وقت بنا کے بے فصیل بنا خلقت نے جس طرف جی چاہا نسبت بے نسبت سکونت اختیار
کی اوسی موجب فصیل تیار ہوئی شہر مین گھر سے گھر ملا ہوا ہی اور سب آباد خریدی
مکان بخواہش ملتا ہی سودہ بھی کوچون مین دور دور بازارون مین محلون مین سڑک تو
ملتا ہی نہین آنے جانے والون کے ہمیشہ رستے بھرے رہتے ہین خصوصاً تین پہر کے بعد بہت کثرت
ہوتی ہی اور ایک سبب یہ بھی ہی کہ راستے تنگ اور کوچے تو بہت تنگ اور کچے والے ہین اور
علاوہ یہ ہی کہ غلیظ بدبودار دسبیون سے اکثر بدہوائی ہوتی ہی ہزارہا آدمی ہیضہ
وبائی سے ہلاک ہوجاتے ہین کبھو سال دو سال کو اور کبھو چار سال پانچ سال کو
اور ہمیشون اوسکی شدت رہتی ہی اور کبھو سلسلہ اوسکا سال دو سال چلا جاتا ہی
طرح طرح کہ شدت کی پہر کچھ کم ہوگئی اور پہر شدت کی اور کم ہوگئی اور سوا اوسکے اور اور بیمارمان
سب قسم کی بہت حکیمون کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہی اور جب موسم شادیون کا آتا ہی تو راستہ
ملتا نہین اور شادیان بھی بکثرت ہوتی ہین ہمیشہ اسیکا چرچا ادنی اعلی کے گھر و دہن رہتا ہی
اور وہ مسلمانون کے گھر ربیع الثانی و جمادی الثانی مین بہت ہوتی ہین اور ہندون مین تو جب انکے
دیوتا جاگین اور شادیون مین تکلف بہت ہوتا ہی آرایش آتشبازی جلو وغیرہ ادنی شادی

سیان کی پانچ ہزار روپیہ کی ہی اور راس شہر کے پندرہ دروازہ بارہ کرگیان یعنی چھوٹے دروازے
ہین کہ انمین سے عمارکا تا تی ہنین جاتا پر دن شہر بھی بہت آبادی ہی ایک محلہ ایک ایک قریہ کے
برابر ہی خصوصًا بیکم بازار کہ وہ چار محل کے دروازہ کے باہر ہی اور کارون کہ وہ بادشاہی قدیم
پاہ کے دروازہ کے پرے واقع ہی غرض دہلی دروازہ سے کہ کوتہی سفیر انگلشیہ کی اسی
طرف مایل بمشرق مابین دروازہ چادر گہات و دروازہ دہلی کے ہی جانب مغرب بادشاہی
پل کے دروازہ تک خوب بستی اور جانب مشرق تا سمت جنوبی مابین جنوب مشرق علی آباد کے
دروازہ تک کچہ کم ہی اور کوتہی ہے حسین ساگر تک عیسائی صاحب لوگ بستے ہین
اور سمت صحرا مین ایک کوہ ہی کہ اسکو امام ضامن تامن رضی اللہ عنہ کا بہاڑ کہتے
ہین دامن مین اوسکے متعدد بارکس تو احداث عالی عمارات ہین اوسمین بھی عیسائی
لوگ رہتے ہین اور محل دروازہ کے باہر بھی دو سہ بنگلہ ہین ہی غلام مرتضی کمدان اور صاحب حسینی
کمدان کی چہاونیان ہین سہارا جہ رنجیت سنگہ کے وقت مین فوج آباد ہتین کہ یہ لوگ کمدان
بنائے ہوئے انہین کے تہے اور اب بہی موضع چنہ رائے گنہ پر بنا آبادی کی پڑی ہی کارخانہ
بارود کا سیاہ کوشہ محل کی اور اس جا پر جاری ہی اور کاروان امام پورہ ہادر پورہ مستعد پورہ
مابین دروازہ بادشاہی پل اور فتح دروازہ کے ہی اور باغ جہان نما امیر کبیر ماجاہ و توقیر ملک حناک
قمر رکاب شمس الامرا بہادر کا مابین دروازہ غازی بنڈہ اور علی آباد کے ہی کہ وہان تک بستی ہی
اور شہر مین معتبرے بہی ہین وقت مین حضور معتمد منزل کے مردے شہر مین گزارا کرتے تھے
جعفر النمرل نے اپنے عہد مین ممانعت کی سوائے دایرہ میرمون کے اب کہین نہین کرتے

غریب لوگ

غریب لوگ ہیسرو نان مُردہ لیجاکر کار دیتے ہین اور شیعہ مذہب والے ارباب مقدور بھی جنسات جاکر
دفن کرتے ہین اور مدفن خاندان مدار المہام جلیل المقام کا بھی اوسیجاہی چنانچہ میر عالم بہادر محمد
ابو القاسم مرحوم اور میر الملک بہادر مغفور کا مسکن جو ابکاہ وہین ہی اور مکان اس شہر مین تین قسم کے
ہین پختہ سفالین کاہی امیرون کے گھر تو بہت وسیع ہین اور غریبون کے ایک چھپر موافق اوچونکہ مکانین
کئی وضع پر ہین گول تمام خشت و اینک سے یہ تو یونان کی وضع ہی اور اسمین کچھ ترکیب انگریزی
اور کچھ فرانسیسی بھی ملی ہوئی ہی اور جو ترے ایک رواق کے ہوتے ہین اور فقط ہر دو طرف
اسکے دو دو ستون مخروطی جو اس و تراش پر سر کے یہ مصری ہین اور جو تین رواق پر بنایا تے
ہین الیانی وضع ہی اسمین بھی ستون سر کے بناتے ہین یہان ہر قسم کے مکان بنا ہوتے
ہین مگر سہ رواقی ترکیب قدیم ہی اب گول ستون کے بہت ہوگئے ہین اور اسیکا رواج ہی اسکو
انگریزی مکان کہتے ہین اور کام تمام تر کا میر عالم بہادر کے وقت سے جاری ہی ورنہ کہتے ہین
سابق مین جب شیر الملک دیوان تھے یہ روائی بنا عمارت کی نہین ہوتی تہی اور اب کئی سال سے
اہتمام دیکھتا ہی کہ ہر سال جہانچہ حسب پوش بنا سفالپوش ہو جاتا ہی اور جو سفالپوش ہی پختہ اس
شہر مین سب قسم کے اور سب ملک کے آدمی ہین یہ شہر غریب پرور ہی کسو کو ممانعت نہین ہر زرگون کے
عرس مع تقسیم طعام رقص وغیرہ بڑے تکلف سے ہوتے ہین چند درگاہین اندرون شہر ہر زرگون کے
ہین اور چند گنبدین مشہور مندلی گنبد ہورے کی کبر کی کیطرف قدیم ہی اور عبد اللہ شاہ قادری کا
گنبد شاہ علی بندے کے نیچے وقت مین غفرانمآب کے اور موسیٰ قادری قدس سرہ کا گنبد بادشاہی
پل کے دروازہ پاس مغفرت منزل کے وقت مین تیار ہوا ہی اور گنبد شاہ سعد اللہ صاحب

قدس سرہ کا حال حضور خلد اللہ ملکہ نے تیار فرمایا ہی اور اس بلد میں قدیم محل بادشاہی اور محل
گیتی محل وغیرہ تو سب منہدم ہو گئے فقط اب چار کمان باقی ہی اور ایک کمان سلطان شاہی کی
اور ایک ایلچی بیگ کی اور ایک سوگے میر کی اور دو کمان مغلپورہ کی ایک قدیم اور ایک جدید اور
ایک کمان میر کے دایرہ کی اور ایک کمان جو مابین شاہ علی بندہ و چار مینار متصل مزار شاہ چہار و پنجا
آوسکا
قدس سرہ کی ہیں یہ دو کمانیں ہمارے حج وقف بنانے شاہ راہ کے توڑ ڈالیں اور حکم کیا کہ ہر
کمانی
صرف کریں جانا چاہیے کہ آخر عہد تک تو آثار عمارات کے راستے چار طرف چار رو
کے سنگدست تھے یہ کارخیر ہمارا جہ راجہ چند دلعل کا ہی جو ہر کمی باکی اور بلغت کو ادا سے
کے بنا دی اور ایک کمان امیر کبیر نواب مسلم الامرا بہادر نے اپنے بازار میں بنا کی اور اوپر سے اوسکے راستہ
خانہ باغ بازار دیکھا ہی اور کمان حسینی علم کی اور ایک کمان کوہ ہر حلہ کی اور ایک سرد سہ منصل عاشور
خانہ علم کی یہ حال حضور خلد اللہ ملکہ کے بعد تعمیر چار کمان کے احداث فرمائی اور باہر شہر کے بھی چند
گنبد ہیں شاہ راجو حسینی اور اکبر حسینی اور میر محمود صاحب اور جانب درب حضرت حسن شاہ ولی صاحب کا روضہ
فرودگاہ حاجیان اردکی ہی سا فر شہر کے وہاں اترتے ہیں ایک سب علم کے دوسرے یہ
یا روانہ جانب مطلوب اور فیض بصرف سے اپنے منزل مقصود کو پہونچتے ہیں اور میراں حضرات حسینی
مشہور کر کی گنبد اور یوسف صاحب و شریف صاحب ہیں کہ یہ دو برادر ایک ہی جا تھے
دونو صاحب کا مزار ہی یہ فقط چار دیواری ہی اور مشرق طرف درگاہ برہنہ صاحب کی ہی جہاں
مدفن جمیع امرا اور اہل قرابت حضور کا ہی اور گنبد حافظ سراج الدین صاحب کا اینہ سے
راجہ شمبھو پرشاد کے ہی اور اسیطرف راہ میں سر در نگر کے درگاہ اوجالا شاہ ایک بزرگ

اہل تصرف کی ہے وہان بھی لوگ بیشتر پنجشنبہ کو جاتے ہین اور مرغ ذبح کرکے قورمہ پراسکے فاتحہ
اُن جناب کی کرتے ہین اور جانب جنوب سے وہ ایک پہاڑی ہے کہ اُس پر چار
دیوار مین مزار بابا شرف الدین قدس سرہ کا ہے صاحب تصرف پنجشنبہ کو
اندون حلقہ وہان بہت جاتے ہین یہ قدیم درگاہ ہی قطب شاہون سے
بھی اول عہد مین راجون کے آپ تشریف فرما ہوے ہین اور اُس کے پیچھے پرانا قلعہ کی
چونکہ وہ صحرا ان روزون مسکن درندون کا تہا اور کسیکو ایکو کرنا نہ ہوتا تہا ہنود
معتقد آیکے ہوکر خدمت بجالاتے تھے اور جب رحلت کی وہین دفن کیا عرس اُن
جناب کا ١٩ بیسوین کو شعبان کی ہوتا ہی قدس اللہ سرہ ارہم اجمعین یہان سب خانوادون کے
جانبین اور خلیفے ہین سلسلہ پیری مرید کا بکثرت جاری ہی اور باغات مین چار باغ نامور قدیم
ہین کہ آیکے بندی کے کشن باغ اور رام باغ اور لچھمن باغ اور سیتا رام باغ جاگیر صاحب ثروت اور صاحب
آبی جاگیر اہوی ہے جنوب غربی طرف ایک الوال کہ شوالہ وہان کا بنا کیا ہوا ہمارا لکھا ہے
اور ہمارا ہر سال جاترا کو وہان کی جایا کرتے تھے اور اسنہ گیری اور کرمن گیت اور سوا اسکے اور دیولون کو بھی
جاگیر دولت صاحب کی ہی اور باغ لنگم پلی کہ اسکا ذکر ہو چکا بہت وسیع اور پرانا ثمر ہی ہے سب
قطب شاہیہ کے وقت کے ہین اور نبی باغ اور پرانا قلعہ متصل گولکندہ کے محدثات سے سلطان محمد
کے ہی اب شہر کے لوگ آخری چہار شنبہ کو ماہ صفر کے بسبب سیر نبی باغ کو جایا کرتے ہین
اور باغ بدستیہ بنا کیا ہوا عمدہ بیگمہ صاحبہ مرحومہ کا ہی وہ بھی عمدہ باغ ہی اور بہار اور دری مرغالم
بہادر مرحوم کے داخل بلد کنارے رود موسی کے اندرون شہر واقع ہی یکمارت اسکے

خوشنما خوش وضع قابل نظارہ ہین اور وقت طغیانی آب کے اچھی سیرگاہ اور ایک خانہ سیر سہ ستان
بلدہ مین ایجاد امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر کا ہی کہ اب وہ سیرگاہ نواب صاحب نواب وقار الامرا
بہادر اور صاحبزادہ خورشید جاہ بہادر دام اجلالہما کا ہی فرش کوچ کرسی لنتر درجہ
کا ہی سوار آسودہ ہی بعد باغ جہان نما عمارات یا یہ مقام دلکشا ہیبت و فرحزا خوش بنا ہے
حسن ترکیب مین بے نظیر ہی و ہمیشہ آراستہ و پیراستہ اوہی اوان مین بہار اچھی ہے
فتح دروازہ ایکباغ کہ جسکی تاریخ باغ ارم ہی یا رام باغ کہو عمارت بیس رنج اور وسیع عظیم
الشان ہی اب بے مرمت ہو رہا ہی جسسے ہمارا گذرے تعمیر نہین ہوتی اور پرانی حویلی مشہور
ہی یہ مکان وقار الدولہ کا تھا بعد مشیر الملک یا مین آیا مشیر الملک نے جیتے جی جہان
پور سیکھا صاحب مرحوم کے دیا تھا جو کہ حضور معفوت منزل صاحبزادگین و یا ن رہتے
تھے اور بعد جلوس حسب ارادہ دیا کہ فرمانے زبان خلق پر جاری ہوا تھا کہ سوار ہ مبارک
پرانی حویلی کو جاتی ہی رفتہ رفتہ وہی نام اسکا ہو گیا اور اطراف حیدرآباد کے مین یا ہے
ایک زیر فصیل جانب شرق بنا کیا ہوا میر حمد کا دوسرا حسین ساگر جانب شمال فرحت کو بنی رہتے
بنا کیا ہوا قطب شاہی کا اب عید مین حال حضور نیس کچھ ہے ہوا ہے سو پہر جری نیا ہے
رودی صرف ہو کر نہر رود موسی کی جسین ساگر مین آکر ملی ہی سوم پر ساگر سمت مغرب نو
احداث میر عالم بہادر مرحوم کا ہی نہر رود موسی کی کو تو ال گڑہ سے کاٹ کر لائی ہی کہ اس سے
آب شیرین کا خلق کو بہت آرام ہی پر جہاں کا نیک نام ہی حیدرآباد مین تین موسم ہوتے
ہین دھوپکالا تہند کالا برسات یہان غلہ ہر قسم کا ہوتا ہی اور میوہ جات سب طرح کے

مگر ہی نہین ہوتی خصوصًا عام گئی قسام کے اور بہت چنانچہ عہد مین غفران منزل کے ۱۲۷۳ھ بارسو
مین ایسے ہوئے تھے کہ دہات مین جانور بھی کھائے تلے جاتے تھے ہیر لگے ہوئے تھے اوس سال کا
یہ حال تھا جو درخت سالہا سال سے بار نلائے تھے سب پھلے تھے اور سیتا پھل اطراف بلاد
کے تو ایسے لذیذ اور کثیر ہوتے ہین کہ خامۂ بیان مین اکے عذب البیان رطب اللسان ہی اور نواخت
نوبت کی اس بلدہ مین الحال اہل دول سے سوائے درگاہون اور دیولون کے بیراجا ہے بلند آواز
ہوتی ہی سدہ سنیہ پر سیر کبیر شمس الامرا بہادر کے اور مختار الملک بہادر کے دیوان اور دروازہ پر سعید
الدولہ بہادر صوبہ بلدار اور نظام یار جنگ اور راجہ آرایان منصدی اہل دفتر عہد سے غفرانمآب
کے ہی اور آستانہ پر مرشد زادۂ آفاق عصام الملک بہادر کے اور مہاراج راجہ چندولعل و راجہ
رام بخش بہادر کے زمانہ سے معتمد منزل کے اور سیف الدولہ عبداللہ بن علیخان بہادر عرب اور
شمشیر الدولہ عمر بن احمد خان بہادر عرب اور نانک بخش کردرہ کے در پر غفران منزل کے
درجہ سے اور ذوالفقار الملک بہادر اور صاحبزادۂ غفرانمنزل روشن الدولہ بہادر اور
داماد حضور پر نور حضرت خورشید جاہ بہادر مدظلہ کے نقارخانون مین حضرت کے غایت سے
اور روشن چوکی پانچ جامہ جناب خورشید جاہ بہادر مدظلہ اور دیوان و پیشکار و راجہ نانک
بخش و راجہ آرایان طول حیدرآباد کا تقطیع البلاد سے قریب یعنی ایکسو دس درجے
اور انیس ۱۹ دقیقے ہی و عرض حیدرآباد کے دی یعنے اٹھارہ درجے سولہ دقیقے اور تین آدمی
اصل بے پارسے عہد مین معتمد منزل کے استعانت سے راجہ چندولعل بہادر کی اس بلدہ مین
ثبت و تلمذ ہوئے ہین ایک تو مخدوم سعیدیہ مسمو عہ ہی کہ اول دال کا بیسار کرتا تھا

پہر لاکھون روپی کا آدمی ہوگیا سید احمد نام بیتا اوسکا حقیقی یا بطنی مصرف نظام دار ریاست کا
امارت
کارندہ نیز رہا اب اختیار کی دو دو سو روپی تین تین سو روپی ماہوار کے مردمی نوکر رکھے اور اپنے ذی
عزت ہمیشہ گردش اوسکے رہا کرتے تھے تقلیل اصراف کی بہت عجایب عجایب ہین اور جب طرح
شادی کی ڈالی ایسا صرف کیا کہ دولت تمام ہوگئی شادی تمام ہوئی چوکڈن دنیا صرف شمع
کافوری کا تھا آخر کو بقول سعدی علیہ الرحمہ روغن بھی چراغ مین نہ رہا رفتا رفتا چلے گئے اب ہی
رہ گئے دو محل چند حلوائی قریب دروازہ چار محل زیر دیوار فصیل اندرون شہر پختہ مکان
اونچی دکان پتون سے تہائی کا روزخرچ بتا اوسکا بھی بتاس سوا روپیہ رہی سوم حصہ
میوہ درویش جا بجا جاگیر بعد اوسکے مال و منال بحق اللہ کا جنگ و جدال مین حصہ تر کہ کے دست برد
خلایق ہوا حیدر آباد و حوالی مین اوسکے جاہ حشم کا رواج تھا جہاں علیہ پنجروں کی
اہازیر سے لیکر گیدڑ اہاتی کے خواب و خیال ہوا ہر مولی الاسم تک ہی سے ہوتی ہی کہ ہاتھی سے لیکر
اشرفیان کو تہان کستوری کا گہر ہی دریا سے لاتے ہین سے کی مسکین تہان اور سیسے تانبے کے
سانے ہین مسکوک روپی کے حوت سے چار سکا آنہ اور روپیہ گیارہ پاسے
اور اشرفی بارہ پاسے طلا کی اوسمین تفاوت اتہارہ روپی سے بائیس روپی تک ہے
چار آنے اور آنہ آنے کے فرض ہر بھی سکہ ہوتا ہی مادلی اور ادھلی اوسکو کہتے ہین وہ بھی
عورات یہان کے زیور طلا لقرہ کا بہت پہنتے ہین اور بعض مرد بھی کڑہ انگشتری اور اطفال تو بیشتر
پہنتے ہین اور جواہر مرصع کا زیور امیر و رئیس سب لوگ تقریبات مین زیب سر و دوش
کرتے ہین اور مرد بھی ریاس بھی ہمیشہ پہنتے ہین مگر فقط دستار اور پگہ اور رومال و پٹکا پر قی

اس عہد میں بقید حیات غفرانمنزل کے آخر عہد میں بیچ ۱۲۷۳ سنہ بارہ سو تہتر ہجری کے آیا ہی نرخ غلہ کا ان
دنوں کہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۳ سنہ بارہ سو تراسی ہجری ہی جب جیحا مظہر الاخبار مدراس مطبوعہ
انتیسوں ماہ ربیع الثانی نمبر پچیسواں جلد گیارہوں کہ مہتمم نے اسکے جو موافق خط مورخہ اٹھارہوں مذکور
ایک مراسلہ گارہنا کے طبع کیا ہی یہ ہی روغن گاو روپی کو اڑہ سیر اور روغن کنجد پاو کم دو آنہ
بیچ گندہ پانچ سیر جوار چھے سیر اور بیچ باریک چار سیر مگر راقم کو اپنی خوراک کے تین سیر میسر ہوتے
ہے اور گندم پانچ سیر اور بخود پاو کم پانچ سیر مونگ پانچ سیر دال تور چھے سیر املی چار سیر نمک
پانچ سیر ہلدی ایک دیم چنا پانچ سیر ایک آنہ لہسن فی سیر دیم آنہ اور شکر سرخ تین سیر اور بھینسہ
نیک و پاو سیر جیسے اشیاء کاری وغیرہا تک کہ ظروف گلی سڑی گران ہی خصوصاً گہانس کہ
جسکا ذکر اوپر ہو چکا اور روپی سنہ گذشتہ میں فی روپیہ نیم سیر تھی اور اب سولہوں حصہ کم
ایک سیر ہی اب بفضلہ تعالی بارش ہوئی ہی چنانچہ بیسویں ماہ ربیع الثانی کی اٹھائیسویں تک
موسلی بندی نہایت طغیانی رہی حضور پر نور کو ہی خلق خدا کی ایذا سہی کمال قلق ہی مدار المہام کی
کوشش سے واسطے پرورش بندگان عزیز و غربا کے آرائی لاک بلکہ تین لاک گونی اناج کا خرچ
ہوا چار جا تقسیم ہوتی ہی امیر کبیر بھی غلہ تقسیم فرماتے ہین دوسرے امیرون نے بھی دست کرم
گشادہ کیا ہی پرورش غربا پر کمر ہمت کی چست باندہی ہی اور سابق اسکے دور میں غفران منزل کے
مہاراج اور راجہ رام بخش اور سراج الملک بہادر مرحوم ان سبکی کارپردازی میں چار روپے
پیلہ جواہر اور پیلہ ایک سو سیر کا ہی بیس بیس سیر گیہوں سولہ ستر اسیر چاول چار روپے
پیلہ چنے مونگ اور تین سیر گھی بلکہ بات بازار میں ساڑھے تین سیر چار سیر بھی اور تیل

سات امیر سرخ شکر بارہ چودہ بلکہ بات مین بندوبل کے سوار سر بکی ہی اور سفید شکرین چار سر
اور روئی بھی چار سر ہتی چونکہ دس برس سے پانی نے کمی کی ہی رفتہ رفتہ یہ نوبت ہوئی ہی اللہ تعالی
رب العالمین ہی اور پروش سیکی پانی سے ہی اور زمانہ حادث و متغیر جب وہ نرمایہ بھی نرہیگا ع
پسر قرزند آدم ہرچہ آید بگذرد سے شکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود
چونکہ بارش ہوئی ہی بیج اور دانی بھی ہوگی مگر ابتک کوئی باندی یا غلام بکتا ہوا سنے مین نہین
آیا ورنہ قبل اسکے ادنی گرانی مین عرب لوگ دہات سے بندیون پر لاد کر بکثرت لڑکیان لڑکے لاکر بیچ
ڈالتے تھے ایکبار امیر کبیر سپہ سالار امیر اسماعیل درنے اپنے تعلقات مین نایبون کو حکم فرمایا تھا کہ سب بچے آپ
خرید لو اور بازار مین کسی کو نہ لینے دو اور یا محتاج انکو دیئے جاؤ جب گرانی رفع ہوا تب ماں باپ کے
حوالے کردو چنانچہ ایسا ہی عمل مین آیا کیا عمل خیر نام نیک جلوہ ظہور کا پایا اور خانہ جنگی بازار مین
ہوا کرتی ہتی ایکبار بسبب بازار لٹ گیا ہتا چوروں کا ایسا غلبہ ہوتا ہتا کہ تمام رات لوگ اپنے گھرون مین
جاگتے اور ہندوؤن مین چھوڑتے رہا کرتے تھے ایسقدر گرانی مین جابجا امن امان جاودانی ہی یہ حسن عمل
مختار الملک بہادر کا ہی جسکی ثنا کی جاہی اور رہیگا کے امرے احال مین سیف الدولہ مدبر جنگ عدیم المثل
علیخان عرف صاحب سیف ہین کہ زور شمشیر سے سکہون پر فتحیاب ہوکر رفتہ رفتہ اصابت رای سے سر الیہ نے
مین اس رتبہ کو پہونچایا ہی ورنہ نہین معلوم کہ سکہ بیٹھ گرجی سے راجہ چندو لعل بہادر کی مسلمانون کو کیا
کیا اذیتین دیتے دست جنگ ہر دو قوم کے حضور پر نور غفران منزل دین پناہ نے حرارت دینے سے
اخراج قوم سکہ کا حکم دیا اسوقت کچھ تو خارج ہوئے اور کچھ رہ گئے بعد چندے راجہ صاحب
سردار ان ہر دو قوم کو ملا دیا صفائی کی یہ رہے پھر بعد ہمارا ج کے سب موقوف ہوکر

اوطان کو اپنے چلے گئے اب بھی چند ہین کہ بیرون فتح دروازہ نانک شاہی نام ایک مقام ہی وہان
رہتے ہین بلدہ مین بھی نوکری چاکری سلام مجرے کو آیا جایا کرتے ہین اور سیاہ بین بیاگی پردیسی
لوگ بموجب سنہ ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھتر حسب طبع کسی مخبر کے گیارہ ہزار عرب نصف ولایتی نصف

مولد مقلد اور دو ہزار سکہ اور چودہ سو روپیہ ہی کیفیت عشرہ شہر محرم الحرام اور ایام عرس
جبل کہیرا مع جمیع متعلقات سالتمام وغیرہ چونکہ اس بلدہ مین ہندو اور مسلمان دو قوم کے
بکثرت بستے ہین تو جسطرح ہر گروہ دین اور ایمان کے اعیاد و تکین اور حاجتراہین ویسا ہی اونکے ساتھ تمام
مین اکثر ہوتی ہین اور اسمین سب مراتب کثرت طعام اور روشنی مناقب خوانی رقص سانگ وغیرہ
اور اخراجات عمدہ دکھلائی دیتے ہین اجتماع علایق کا کثیر ہونے معمول ہر ایک درگاہ کا مقرر ہی البتہ
خالی ظرف سے نہین اوسمین سیلاب کا جو شمال طرف باغ پیچ کوس پر واقع ہی بتہ اسیلاب
باوجب ہین ہوتا ہی اور اسے مولا کا عرس کہتے ہین اور اسکو نسبت طرف شاہ مردان امیرالمومنین
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دیتے ہین اگرچہ یہ میلا ایک ہفتہ بلکہ دو ہفتہ کا ہی کہ اطراف وجوانب کے
دیہاتی لوگ اور بیوپاری اہل حرف بلد کے ساتھ سے وہان جاتے ہین دوکانین جماتے ہین ہر خیام و
خرگاہ امرا اونکے روانہ ہوتے اور عمدہ دوکانون کی مرمت کرتے ہین بعضون نے مکانین بنوا رکھے
ہین باغ لگائے ہین مقبرے ہین مسجدین باولیان اور وہ صحرا بھی دلکشا ہی آب وہوا وہان کی
دلکش فرحت افزا لیکن دو روز سولہوین ستروین کہ یہ دو روز ضد عرس کے ہین رخ تمام
خلقت کلا دسطرف کو ہو جاتا ہی اور ابتدا اسکی قطب شاہون کے وقت سے ہی چنانچہ
ذکر اسکا راقم نے رشید الدین خانی مین سب طرح سے کر چکا ہی بادشاہ بھی وہان جایا کرتے ہین

اور غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر طاب ثراہ بھی تشریف فرما ہوتے تھے نیز بدستور کبھی کبھی مغفرت منزل
میں نے دیکھا ہے کہ لالہ گوڑہ کے باغیچہ جو سڑک راہ درمیان کوہ و بلد متصل کوہ کے واقع ہے
وہاں رونق افزا عرس کے دنوں میں ہوئے ہیں اور جاتے آتے لوگوں کو عرس کے ملاحظہ فرماتے
ہیں اور نیاز وغیرہ بھجوائے اور غفرانمنزل تو آباد اہلہ بھادر تو اوایل میں علی الاتصال
بلا انفصال مع امیر کبیر شمس الامرا بہادر اور منیر الملک بہادر و راجہ چندولعل بہادر کئی سال تک
معمول تھا کہ رسومین تاریخ سے جب کبھی جاتا اور باغ لالہ گوڑہ میں نزول اجلال فرماتا اور امیر امرا
سب اپنی اپنی منزل پر قیام کرتا لیکن راجہ چندولعل بہادر ایک مکان وہیں دامنین پہاڑ کے
جانب شہر بنا رکھا تھا وہاں اترتے تھے اور سپاہیوں کو عطا ہوتا کہ سوار جاتا اور پہاڑ کے چڑھنا
فاتحہ دینا ندر چڑھانی من بعد جب راجہ چندولعل بہادر ناخوش ہوئے مطلق موقوف کر دیا
ادنی اعلی سبھی چلے جاتے ہیں خرچے آدمی توشہ باندہ باندہ کر سر پر گٹھریاں عورتیں بچے
ساتھ ہیں تھے اور تھیلے عجب ایک کیفیت قطع مسافت کرتے ہیں ہیں شبانہ روز دراوزہ
شہر کے پہاڑ تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چیونٹیوں کی قطار لگی رہتی ہے آتے ہیں کئی جانیں اور پتر تک
ہیں باد لیان چشمے ہیں آباد رہتے لگے ہوتے ہیں ایکدو مکان ایکدو دوکانیں ہوتی ہیں کچھ میوہ فروش
کچھ کھلونے والے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں لوگ دم لیتے ہیں پانی حقہ پیکر کچھ تحت القہوہ کر کے
پھر آگے کو چلتے ہیں بہتر لباس جو گھر کا ہے پہنتے اور اگر ہو تو مانگ لاتے ہیں حسب مقدور لوگ کچھ
زیادہ کر دیتے ہیں باقی تمام چراگاہوں میں اپنی سب آ حاضر ہوتے ہیں دامن میں پہاڑ کے دور دور تک
خلقت ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بادشاہ عظیم الشان کا لشکر اوترا ہوا ہے وہاں جاتے ہیں

ملیدہ بناتے ہین کہانے پکاتے ہین کہلاتے ہین خیرات بہت ملتی ہی فقیرونکو نفع کثیر ہوتا ہی بازار ہر ایک
طرف خوشنما معلوم ہوتا ہی نت بازیگر جابجا تماشا کرتے ہین خلقت کا ہجوم رہتا ہی ذی مقدور
لوگ شہر کو سوار ہوکر سیر کرتے پھرتے ہین بسبب اسیون کے بازارون مین تری کثرت ہوتی
ہی معمولی روشنی کے سوا مکانون مقبرون اور آبدارخانون اور ڈیرون مین اکر ایک ایک چراغ
شمار کرجاؤ تو بہت کچھ ہوتا ہی آتشبازی جابجا چھوٹتی ہی مناقب خوانی ہوتی ہی طوائف شہر یکے
آراستہ ہوکر جاتے ہین اپنے اپنے ڈیرون کے خیمون مین اترتے ہین ناچتے ہین کبھی پیادہ پھر جاکر بھی
مجرا کرتے آتے ہین اور جب اٹھارون شب نصف بیتے بجاور کرجاتی ہی بازگشت شروع
ہوتی ہی اوس دن بعض لالہ گورہ ہین اوترتے ہین وہان بخت دیر کرتے ہین اکل و شرب سے
فارغ ہوکر چلتے ہین ہر درمیان لالہ گورہ اور باغ لنگم پلی کے ایک مقام ہی تمات شاہ کی بارادری کر
مشہور اور اصل مین بنا کی ہوئی شرف الدولہ کی ہی ایک درویش وہان تمات شاہ رہتے تھے
نام سے ایکہ مزار ہی خدا جب چاہتا ہی تو بندہ یون نام پاتا ہی بعضون کہتے ہین کچھ دیر بعد
پھر چلتے ہین لنگم پلی پر تو مجمع کثیر اور لطف خارج از تحریر ہوتا ہی شہر والے سب جاتے ہین یہانتک
کہ شہر خالی ہوجاتا ہی جنگل بھر جاتا ہی اور جو نہین جاتے دہیان نہین اوسی یکے رہتے ہین خبرین
سنتے ہین صاحبزادے جو عالی منش ہین اور جی چاہتا ہی تو بظاہر برآمد نہین ہوتے مگر شباب کے
عالم مین جاتے ہین اور جو ایکدو بار دیکھ چکے ہین سیر سے جو نیم سیر ہین کوٹھون پر چڑھ کر دوربینون سے
دیکھتے ہین گو یہ فعل نامشروع اور بدعت ہی مگر علما مشایخ بھی جاتے ہی ہونگے نہین تو خورد
سالمین تو دیکھ آئے ہین اور جو لوگ کسی سبب دنیاداری روزگار جاکری وغیرہ کے رہ گئے ہین

اتہا ہوتی ہین تاریخ اربا مراجعت کے استقبال کو جاتے ہین لنگم پلی مین جو مابین شہر اور کوٹہ کے
متصل ہی اترتے ہین بالکل شہر مین کوئی نہین ہوتا ہی معاملہ بند ہو جاتا ہی دیوک اوسین نہین پھرتا ہی
اربا مراجعت اور تماشا ئیون کے ملکر بہت کثرت ہو جاتی ہی بازار اکل و شرب کا اوس قسم کے لوگون مین
گرم رہتا ہی قصہ قضایا وغیرہ بھی کہین کہین ہو جاتا ہی چوری بہت ہوتی ہی گو طرف سے سرکار کی
احتیاط انتظام کے لیئے لوگ مامور ہین مگر بسبب کثرت کے کوئی قتیل کوئی جریح ہو جاتا ہی سب سے بڑا
مبلا ہی زنا و لواطت کا اسمین صرف ہی نہین معلوم کہ وہ پہاڑ اُن دنون مین کیا ہو جاتا ہی سنگ مرمر کش
ہو جاتا ہی کہ سارے سیلے طرف کھچ جاتے ہین اور جو بیچ بیچ کہ اشرافون کی نیک ذات اور پارسا
بیبیان ہر چند کہ وہ عرس مین نہین جاتین لیکن اور وقت کسی حیلے سے جیسے کہ منت مراد بچون کی
ہر چند کہ خواہش نفسانی نہین اوسکا بھی جانا ہوتا ہی ایکبار ہر طرح دیکھ آتے ہین اور شہر مین نہین
بھی گئے ہین سوا اسکے اس سے بھی وہ چند سوا عشرہ مین محرم کے تکلف ہوتا ہی کہ عجب طرحکا اعلان
ہوتا ہی کہ بلاشبہ بیان سے خارج ہی لکھا جانا اوسکا محال فقط دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہی سو سب
کہان دیکھ سکتا ہی اگر کوئی چاہے کہ مین سب دیکھون آپہی برس اپنے پانچ روز مین صرف کرے
تو نہین جو سب دیکھ لے کئی سال چاہیئے اور جسنے سنا عرصہ ہوا کچھ نہ کچھ تغیر واقع ہوگا ہر سنا ہوا ہو جائیگا
اور کوئی چاہے کہ بالکل نہ دیکھے یہ بھی نہین ہو سکتا جہان نکلا کچھ نہ کچھ دیکھہ ہی جاتا ہی اگر
گھر ہی مین بیٹھا رہیگا تب بھی کوئی آنے جانے والا عورت مرد سے کچھ نہ کچھ لے آئیگا شاید سے
گذر جائیگا ورنہ آواز تو باجے کی اور شور غل تو بیشمار صدا منقبت سوال وغیرہ کی البتہ سنیگا
غرض رنگ طبیعتون کا دوسرا ہو جاتا ہی کوئی چیز ایسی نہین کہ اسکا حرف نہین مکر دو امین

کہ ناداں

کہ فادان بیمار ہوا تو موقوف کر دیتا ہی اور پرہیز تو ڈالتا ہی کون امکان ہی کہ درست نہین ہوتا فاتحہ
کے حیلہ سے تو بھی اوسے جہاز تے جونا لگا تے فرش بدلتے ہین کون آدمی ہی کہ لباس نہین بدلتا
اگر زیادہ نہین تو کم اگر شیعہ ہی تو حیلہ سے سوگ کیے اور اگر سنی اور زیل ہی تو ماتم کہانیکو اور
اگر امتیازی ہی تو اوسکے حواشی لوگ لاکھون ہی کا حرف ہی سب قسم کی جنس بکتی ہی مہینے
ایکمہینا ہی کیا کسی کو سات ہزار ہا ہین سو روپیہ مال سبز شال کے نو دنو دار سو سو روپیہ قیمت کے تھے
قبل محرم کے نو دو مال بگہ گئے دس رہ گئے یہ فقط ایک دوکان کا حال ہی ایسی ایک پر باقی کو قیاس
کیا چاہیے شوال کے مہینے سے خوشیان اور تیاریان شروع ہوتی ہین اور یون تو تمام سال اسمین صرف
ہوتا ہی کئی لوگون کی معاش اسپر ہی چنانچہ مرثیہ خوان ہمیشہ ربط کرتے ہین ناحوف شناس مناقب
پڑھنے والے لوگ زبان مناقب سیکھتے رہتے ہین تعزیے بارنیکا کام جال یا دانکے غیرہ کا جو ہوتے
ہین سال بھر مین تیار ہوتے ہین جناب امام حسین کی شہادت بھی سبب معاش سے اہل اسلام کو
ایک سبب ہو گیا ہی کہ انکے نام پر سبیل کرتے ہین سبحان اللہ کہتے ہین کمال صبر کا اُن جناب کے
تھا اسکا ظاہر ہونا مصیبت کا وہ ایکدم تو کدر گیا عرش سے تا فرش یادگار سے ہر کہا
اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ تمام ہائی دیہات سے بلوائے جاتے ہین خوشی معاش جمعیت زیادہ
کرتے ہین امیر امرا اعلی ادنی یہانتک ہو دلنگر نکالتے ہین کہ جسکی ابتدا کا بیان رشید الدین خانی مین
ہو چکا ہی نواب تمس الامرا بہادر امیر کبیر اور نواب قدار الملک وقار الامرا بہادر کا لنگر جو ہی پانچوین
تاریخ اول دوپہر مین نکلتا ہی دوسرے پہر کو پانچوین کے حضور کی گدی کے لنگر کی ابتدا ہوتی ہی اسمین
تمام سپہ ارستہ ہو کر دیوانی پنیگاری کی آتی ہی دیے اپنے مکانون پر سے ملاحظہ کرکے راجہ

چتر و نعل بہادر کے وقت سے روانہ کرتے ہیں حضور برآمد ہو کر اپنے اور سوا لاکھ سپاہ و بادشاہ
متعینہ جناب امیر کبیر مع دوسرے امرا کے ملاحظہ کرتے ہیں گویا موجود ہی ہے تمام شہر کی گشت ہوتی ہے
دیکھنے والے کی آنکھیں بہرا جاتی ہیں برابر دوپہر بلکہ زیادہ کا نظارہ ہے حسینی علم و بیرنال صاحب
طائین مقرر ہیں سکے لنگر وہیں جاتے ہیں سوا [illegible] روپئی چراغی کے مجاوروں کو سال بسال ملتے ہیں
معمولات سرکار اور جاگیرات کے جو حضور فیض گنجور سپہر نظام علیخان بہادر کے وقت سے
گیارہ سو تنخواہ مقرر ہیں معروضہ سے نواب شمس علیخان شہید کے [illegible] پیر قلی کی [illegible]
نوبت اور افراجات نیاز و ضیافت [illegible] حوالی اور [illegible] وکلی کے جاری ہوئے [illegible]
پانچ جا نوبت علمی [illegible] علم حلی صاحب [illegible]
علم اور بادشاہی عاشور خانہ [illegible] بادشاہی [illegible]
بہت بڑی میدان وسیع ہے خلقت جمع ہوتی ہے [illegible] کرتے ہیں [illegible]
شیرینی گل مروارید [illegible] روپئے صرف ہوتے ہیں [illegible]
انکے دیوانے ہیں [illegible] ہیں [illegible]
رہتے ہیں اور بی بی کے علم اور حلی صاحب اور حسینی علم [illegible] ہیں روپئے صرف ہوتے ہیں
متعدد خوشنما ہوتی ہیں بہت سے علاوے نئے ایجاد ہوتے ہیں نام پڑتے ہیں بہت سے
قدیم مٹ جاتے ہیں یوہیں دستور قدیم سے چلا آتا ہے بہت رنگ اختراع پاتے ہیں بہت کھو جاتے
ہیں ساتویں آٹھویں کو میل نکلتا ہے یعنے لوگ حال اوٹھاتے ہیں بانو فقیر بنتے ہیں ہر محلہ کا
ایک ایک گروہ آتا ہے یہاں جمع ہو کر رنگ کی متعدد بنا کر بڑے تکلف سے منقبت پڑھتے

ہوکے مثل بمثل چلتے ہین اسیے پر آگے پیچھے جو فساد ہوتا ہی جنگ کرتے ہین مثل پر چلتے ہین اُن کے
دوسرا گروہ ہین خلیفہ تعلیم دنیا صاحب خلیفہ تعلیم ملہتر اسیطرح بقدم قدم تہوتے ہوئے حسینی علم کو جاتے
ہین یہان دل شام سے نکلتے ہین تمام رات چلتے ہین صبح ہراولی والے جو دروازہ تک پہنچ گئے ہوتے ہین فاتحہ
پڑہ کر لوٹتے ہین اور سر آسیدگان سے ملتے ہین کہتے ہوجاتے ہین پہر غشی اللہ خوشی آواز سے جو مرزان
کر رکہے ہین طرفین سے پڑتے ہین گویا یہ صاحب سلامت ہی پہر تک اس طرح کے جواب و سوال
کرتے ہی گہروں کو آتے ہین اپنی رونا پیٹنا یہان دن گذرنے پر سیاہ پوشون کو حضرت قاسم کے نام کے علم اور
کو حضرت عباس کے نام کے علم اوٹہاتے ہین اور لوگون کی شکو تمام تعزیے اور علم اوٹہا کر لیے پہرتے
ہین ہے شگفتہ کہتے ہین اکثر حصہ کے ملاحظہ مین لاتے ہین مقصد یہ ہی روشنی عود و گل نوبت
باجے ناصرف ہوتا ہی حضور اور دوسری سرکارون سے مدد کمک ہوتی ہی پہرلا کر رکہتے ہین دوسرے دن
رہتے ہین تاریخ اکثر مدی کو بعض اچھے بانوں کو شہر کے باہر لیجا کر پانی مین ڈبو دیتے ہین الوداع
کہتے ہوئے روتے سر پیٹتے گہر کو چلے آتے ہین ہر ہر دروازہ پر ایک مجمع ہوتا ہی چادر گہاٹ
طرف حضرت قاسم کے نام سے گوندے پہرتے ہین لوگون کو کہلاتے ہین دور رستہ ندی کے شب کے وقت
سبز سبز چراغان روشن ہوتے ہین طعام کے گوندے طعام بھی تخمہ مطعم بریانی تر حلوہ پاکیزہ خوش ذائقہ
غرض یہ دس دن لوگون کے مزاج اور ہی ہوجاتے ہین سب فیاض بنتے ہین حتی کہ ہندو بھی نیاز دیتے
ہین فاتحہ دلاتے نام تو غم کا ہی خوشی سب طرح کی ہوتی ہی شیعہ سیاہ کپڑے سنی سبز پہنتے
ہین حضور سے دیوانی سے معیشی کی قیمتی سیلپان سبز دوشالے اموا اون صاحبزادون کو عنایت ہوتی
ہین گستیان قہوہ دہنیہ جوتری الائچی لونگ معزیات ہر یاتم حریرہ دبادام پستے کین

چھڑی لعل بہادر کے وقت سے روانہ کرتے ہیں حضور برآمد ہو کر اپنے اور ہوا کے سپاہ و رسالہ و بارگاہ
متعینہ جناب امیر کبیر مع دیگر امرا کے ملاحظہ کرتے ہیں کویا موجودات ہی تمام شہر کی گشت ہوتی ہے
دیکھنے والے کی آنکھیں بہرا جاتی ہیں برابر دو پہر بلکہ زیادہ کا نظارہ ہے حسینی علم و بترنال صاحب دو
جائیں مقرر ہیں سیکے لنگر وہیں جاتے ہیں سوا ہزار روپئی چراغی کے مجاوروں کو سال بسال ملتے ہیں سو
معمولات سرکار سے اور جاگیرات کے جو حضور فیض گنجور میر نظام علیخان بہادر کے وقت سے
گیارہ سو تنکہ ہیں معروضہ سے نوازش علیخان شہید کے کہ فوجداری سیرنی کی رکھتے تھے درمیان
نوبت اور احتیاجات نیاز و صاعت رشتہ حوالی اور صرف عود و گل کے جاری ہوئے ہیں چنانچہ ہنوز
پانچ جانوبت بجتی ہے مکہ مسجد حسینی علم نعل صاحب علم پیالی اور بہاڑ یہ دونو علاوے اور پیالی کا
علم اور بادشاہی عاشور خانہ بڑے مشہور علاوے جاگیرداریں بادشاہی عاشور خانہ میں رہتے ہیں
بہت ہوتی ہے میدان وسیع ہے حلقت جمع رہتی ہے خوانچہ فروش گشت کرتے رہتے ہیں دوکانیں ترک
شیرنی گل فروشوں کی داہیں بائیں روبرو دکانوں کے لگی رہتی ہیں سبائی کا بازار گرم رہتا ہے اور عورتیں
انکے دیہات سے نئی ساڑی چولی چوریاں پہن کر بہت آتیاں اور ایسے بڑے بڑے علاوہ میں بہتری
رہتیاں ہیں اور بی بی کے علم اور نعل صاحب اور حسینی علم کے صحن میں دوکانیں گلفروشوں کی
متعدد خوشنما ہوتی ہیں بہت سے علاوے نئے ایجاد ہوتے ہیں نام پکڑتے ہیں بہت سے
قدیم مٹ جاتے ہیں یوہیں دستور قدیم سے چلا آتا ہے بہت رنگ اختراع پاتے ہیں بہت محو ہو جاتے
ہیں ساتویں آٹھویں کو میل نکلتا ہے یعنے لوگ حال اوٹھاتے ہیں بانو فقیر بنتے ہیں ہر ہر محلہ کا
ایک ایک گروہ آتا ہے ان جدی جدی رنگ کی متعدد بنا کر بڑے تکلف سے منقبت پڑھتے

ہوئے منزل بمنزل چلتے ہیں اسی پر آگے پیچھے جو فساد ہوتا ہی جنگ کرتے ہیں منزل پر چلتے ہیں ان کے
دوسرا گروہ ہیں خلیفہ تعلیم دنیا جاتا خلیفہ تعلیم ملتبر اسطرح پر قدم قدم ٹھہرتے ہوئے حسینی علم کو جاتے
ہیں بادل شام سے نکلتے ہیں تمام رات چلتے ہیں صبح ہر اولی وہ اجو دروازہ تک پہنچ گئے ہوتے ہیں فاتحہ
پڑھ کر لوٹتے ہیں اور سر آسیند کان سے ملتے ہیں کہتے ہوجاتے ہیں پھر غش اللہ خوش آواز سے جو موجود ان
کر رکھے ہیں طرفین سے پڑتے ہیں گویا یہ جا سلامت ہی شہر تک اس طرح کے جواب و سوال
کرتے ہوئے گھروں کو آتے ہیں اپنی دنیا تاریخ میں دن گذرتے ہیں لوگ کو حضرت فاطمہ کے نام کے علم اور بچوں
کو حضرت عباس کے نام کے علم اوٹھاتے ہیں اور بچوں کی شکو تام تعزیے اور علم اوٹھا کر لیئے پھرتے
ہیں اسے شب گشت کہتے ہیں اکثر حضور کے ملاحظہ میں لاتے ہیں مقدور موافق روشنی عود و گل بوٹ
باجے مکاصرف ہوتا ہی حضور سے اور دوسری سرکاروں سے مدد کمک ہوتی ہی پھر لاکر رکھتے ہیں دوسرے دن
دسویں تاریخ اکثر ندی کو بعض بعض بادلیوں کو شہر کے باہر لیجا کر پانی میں ڈبو دیتے ہیں الوداع
کہتے ہوئے روتے ہوئے سینہ و سر کوٹتے گھر کو چلے آتے ہیں ہر ہر دروازہ پر ایک مجمع ہوتا ہی چادر گلگاب
طرف حضرت قاسم کے نام سے گوندے پھرتے ہیں لوگوں کو کہلاتے ہیں دو راستہ ندی کے شب کے وقت
سبز شربتیاں روشن ہیں طرح طرح کے گوندے طعام بھی تحفہ مظفر پانی تر حلوہ پاکیزہ خوش ذائقہ
غرض یہ دس دن لوگوں کے مزاج اور ہی ہو جاتے ہیں سب فیاض بنتے ہیں حتی کہ ہندو بھی نیاز کرتے
ہیں فاتحہ دلاتے نام تو نعم کا ہی خوشی سب طرح کی ہوتی ہی شیعہ سیاہ کپڑے سنی سبز پہنتے
ہیں جھوٹے دیوانی سے مقیش کی قیمتی سیلپان سبز دوشالے امراون صاحبزادوں کو عنایت ہوتی
ہیں کشتیان قہوہ دہنیہ جوڑ جوتری الائچی لونگ معزیات بیرہ تخم حریرہ بادام پستے کین

بنتی ہین علاوہ مین آبدار خانون مین شربت گلاب شکر مصری اور دودھ کا بلاتے ہین شربت اور کھچڑی کے حصے
بنتے ہین نعل صاحب کی سواری قابل دیکھنے کے ہی شکوہ ایکہی وقت نکلتے ہین اور اسپر ایک رعب
شاہی رہتا ہی مراد مند نیشکر کی لکڑیان اوسپر شعلین باندہ کرلے آتے ہین اور بعضے زردست
جوان لات یا مصحت مالیس دو تسو کے قطر کا دیڑہ گز دو گز لمبا ایکطرف اوسکے مشعل باندہ کر ہی صنعت سے
بلاتے ہوئے روبرو چلتے ہین حصے دونو طرف باندہ کر پھرتے ہین اور بعضے بڑے بڑے بھالے اوپر مشعل
لگاتے ہین اور شاخ نبرہ پر سر اسپر سیل وغیرہ کے جیسے تاشا رک کا ہوتا ہے یا اور کوئی وضع بنا
بنا کر لگاتے ہین بعضے آفتابگیریان ابرک وغیرہ کی خوب بناتے ہین خوبصورتی کرتے ہین بعضے چہرہ
بعضے عود سوز بہت گل کاری کے بنالاتے ہین اور یہ سب سوار ہین حاضر رہتے اور ادنی اعلی بدل
ہوتے ہین اسپ سوار یا فیل سوار آتے ہین یا ہاتھ ایکطرف سبکی رہتی ہی ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ ایک دریا آدمیون کا ہی بہا جاتا ہی حضور سے پاس کا نگاہ رحمت ہوتا ہی اور جسپر علم تو
نکلتے ہی نہین دن کو دستون تاریخ ہی کا علم نکلتا ہی وہان کا تکلف دوسرا ہی جا جا حلقے
لوگون کے دیکھنے کو کھڑے ہوتے ہین درمیان مین لوگ کروہ کروہ سینہ زن سر کوٹتے ہوئے
چلتے ہین اور پیچھے علم کے عورتین سر کھلی ہوئین تاپے تاپے کرتی چلتی ہین اوس حصور دو کو
جواہر کے عنایت کئے ہین مقام رقت کا ہی اکثر لوگ روتے ہین اوس روز فاتحی شربت روٹ جو لنگون پر
ہوتا ہی ان دنون پر ایک اپنا ترک مقدور سے زیادہ کرکے نکلتا ہی ایک سکان آراستہ کرتا ہین
دوسرے اوسکو دیکھتے جاتے ہین تیسرے راستون مین اوہے دیکھنے بن سنور کر بیٹھتے ہین پہر یہ اپنے
مکانون مین آکر بیٹھتے ہین وہ نکلتے ہین سیر کرنے والے سر راہ بیٹھتے ہین وہ سر راہ جاتے

بیٹھے ہوئے سیر کو نکلتے ہیں اسیطرح روبدل ہوتی رہتی ہے اور جب سیر ہو جاتا ہے ہاتھ کو دیتے
لوگ نکلتے ہیں کوئی طرح طرح کے سانگ لاتے ہیں سوال بناتے ہیں کوئی گھوڑے کا خول پہن لیتا ہے کوئی
اونٹ کا کوئی شیر کا کوئی جسم پر پتے کھینچکر مثل شیر کے حیلے کرتا ہوا چلتا ہے کوئی ریچھ بنتا ہے
کوئی چیتے باندھ لیتا ہے منہ کو کالک لگاتا ہے کوئی چور بنتا ہے کوئی گرفتار کنندہ کہاں تک
کہئے کوئی کچھ کوئی کچھ سب باتیں مسخرا پن کے کرتے ہیں کوئی مجنون بنتا ہے سر پر ایک تاج بندوں کا
بڑا بنا کر اوسکو کاندھے پر بندھا ہوا لوگ لیکر ناچتا ہے کوئی خالی کودتا ہے دف سامنے
بجتے ہوئے چلتے ہیں کوئی مالنگ بنتا ہے کوئی بہرنگ بھیس جوق جوق سوچے رنگین گھنگرو اوسکے
کلہ میں باندھکر مست ہاتھیوں میں پھرتے ہیں اور قدم اندازسے اوٹھاتے اور جاتے ہیں کہ اوسکو ہاتھی
پاؤں کہتے ہیں اسطرح حلقے کئے ہوئے گرد پھرتے ہیں اور نام اپنا گھگری والا رکھا ہے اور بعضے
بجھ بھیس بنکر لئے پھرتے ہیں اور اطراف اوسکے خوش آواز سوال پڑھتے ہوئے چلتے
ہیں بعضے جوگی بنے ہیں بعضے ہیں ہاتھ میں لئے ہوئے بہت بھیڑ بھڑکے ڈاک کا کام بھجن سنانے
ہیں اسطرح تک اوسکو انعام میں پاؤ ملتا ہے عورتیں شیوا اپنے گھر دنیں یوں بڑی بیان ماتم کرتیاں
ہیں اور اکثر شیعوں کے محلوں میں اول مرثیہ خوانی ہوتی ہے پاؤ خوانی بعد ماتم کے فاتحہ پڑھکر شربت
پلاتے ہیں بعضے ذی مقدور کھانا کھلاتے ہیں سخراد حضرد لوگ کا مزہ ملتا ہے جو لوگ کہ جون کے
رہنے والے ہیں مکان مسررہ کے کرایہ سے لیتے ہیں چاندنیوں پر پختہ مکانوں کی چھتے دیتے ہیں یا ہوا میں
پار باندھتے شامیانے کھڑا کرتے ہیں دمان جاکر بیٹھتے ہیں کھانا گھر دن سے منگا کر کھاتے ہیں یا دہیں
پکواتے ہیں صورت مسافرت کی پائی جاتی ہے جب گھر دن کو آتے ہیں مقیم ہو جاتے ہیں تیسرے دن

بارہوین تاریخ فاتحہ حلیم یا کھچڑی یا بریانی پر دیکر سب ادھا ڈالتے ہین پھر چالیس دن تک فاتحہ
روٹ چونکے وہی جھنگ کے پیالون پر ہوا کرتے ہین غرض یہ تیارسب تیارون سے بہت زیادہ ہوتی
ہی فقط بارہوین کی تیارسالتمام کے سب تیارون کے برابر ہوگی کہین کہین مجلسین حدیثون کی بھی
ہوتی ہین اوسمین صحیح صحیح بیان جنگ کربلا اور بزرگی ہر دو صاحبزادگان ثقلین کی ہوتی ہی
اور بعد عشرہ کے بیسوین اور سلخ محرم اور دسوین صفر ماہ منہ کو بھی اوسیطرح کے سانگ بعض بعض
محلون مین نوجوان لوگ ادا کرتے ہین اوچکے اطفال سیر نہین ہوتے ہوم کے بچون کو کوریان لگاکر
نام اوسکا کوریی پیر رکھا ہی اور اسیطرح کے فقرا انکے نام کے بیٹے اور اسکو چالیس روز تک بٹھاتے
ہین قندیلین جال ابرک وغیرہ کی بہت گھٹ جا بجا بنا بروشنی سابق مین تیار ہوتی تہین اب
بسبب شدت آلات کے اوسکا رواج کم ہوگیا ہی فقط کاغذ جعفری سے تعزیہ کی سجاتے ہین یہ
احوال محل ہی اور اصول بیان کرنے مین آئے اگر احوال اسکا مفصل لکھو تو بیاض کیفیت ہر عاشورخانہ کی
اوچہرہ تعزیون کا اور شکلین فقیرون کی اور سوالات انکے ایک کتاب بہت بڑی تیار ہوگی
اور یہ بھی دستور جاری ہی کہ ہر ماہ مین مجاور نعل صاحب کے شب آدینہ بعد مغرب علم کو نکالکر بالاخانہ
حجرہ مین بٹھلا دیتے ہین اہل حاجات آتے ہین مرادین مانگتے ہین عود و گل کا دھوپ دیتا ہی اور کچھ نقدی
گہڑی گہڑی عمل ساعات کا عرض کرتا ہی اور جسوقت عمل ہر کی ہونیوالی ہی مجاور اوٹھکر بروہ در
حجرہ کا کھینچ دیتا ہی گویا برخاست ہوئی ارادہ خواہ بجا کافرمایا مراد مند چلے جاتے ہین وہ علم کو اصل
صندوق کر دیتے ہین اخراجات حضور شہر محرم مین مطابق ۱۲۸۳ سنہ بارہ سو تریاسی ہجری قدیم یا پنجہ حکم
بادشاہی عاشورخانہ اور تابوت موم وغیرہ کا ہوا پھر چوبیسوین دوسو روپے چندہ اجی کے عاشورخانہ کو

مرحمت ہوئے

رخصت ہوئے چوتھی تاریخ دو ہزار روپے بیس اشرفیان اور چوتڑے اور سیلیان مقیشی طلا کار دیوانی سے
اور ایک ہزار روپے گیارہ اشرفیان پیشکاری سے اور چوتڑے سیلیان مقیشی طلا کار داخل حضور ہوئین
اور چوتڑے نوپان سونے کے فی پان ایکسو بیس روپے واسطے باندھنے گردنون ہمین علاوہ ان کے تیار کر دیئے
اور دس ہزار روپے محلات مین تقسیم کئے اور پانچین کو لنگر سبز بخشے ہمین دربار اکر کچھ عرصہ تک
ہاضر رہے مہام الدولہ بہادر ذوالفقار الدولہ بہادر روشن الدولہ بہادر شمس الامرا بہادر
وفادار الامرا آصف الملک بہادر خورشید جاہ بہادر جانثار ملک بہادر سردار جنگ بہادر کو سیلیان
مقیش کمین مع لوازمات عنایت فرمائے اور ہمین کو دو ہزار روپے سلیمانجاہ کے مکان مین تشریف
لیکر فقرا کو دیئے اور سہ پہر کے وقت ہم برآمد ہوکر سواری نامل صاحب کی اور نوازدہم پی پی کا علم
منہدہ کئے سواری نعل صاحب کی دوپہر پر چار بجے شبگرد روبرو سے گذری اور علم پی پی کا دو گھڑی
رات گئے شب یازدہم کو ندی مین تہنڈا ہوا باقی اور علامے سبز بخلمین رونق افزا ہوکر دیکھتے رہے
بیست و پنجین تاریخ صفر کی روز چہلم دودہ خوان نیاز کے حسینی علم نعل صاحب علم پی پی بادشاہی عاشورخانہ
سے داخل دیوڑھی ہوئے اور یہ بھی جانا چاہیے کہ ماہ ربیع الاول مین اللہم زد حدیث شریف اور مولود
شریف کا جابجا چرچا ہوتا ہی مسجدون گھرون مین لوگ بیان کرتے ہین اناث و ذکور اراد سے
جمع ہوتے ہین حضور قلب سے سنتے ہین فاتحہ درود و صلوۃ تحفہ روح پرفتوح اُن سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتے ہین یہ مہینہ بہت خوبی سے گذرتا ہی اسمین کوئی کام بدعتکا نہین ہوتا
ذی مقدور طعام تحفہ مساکین و مشایخین کو کھلاتے ہین ادنی اعلی اہل نیاز شیرینی پوریان پکاتے ہین
پاک ستھرے گلی کوندون مین بہرتے ہین نیاز کر کے اہل دعوت کو کھلاتے ہین علی ہذا ربیع الثانی مین

بھی ملفوظات وخرق عادات حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بیان کرتے ہیں مولود
النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہی نیاز یازدہم کی تمام مہینے تک بکثرت ہوتی ہی دستور اجمیر یرانی کا ہی
بعضے شیرینی پر ختم دلواتے ہیں حتی کہ ہنود اور بعضے ملیدہ نیاز کرتے ہیں اور اپنے گھر میں چراغاں لگاتے ہیں اور ایک
نقشہ عمارکا بانس کی تیلیوں اور کاغذ سے بنا کر اوسمیں کئی کہنے ہوتے ہیں استادہ کرتے ہیں اور نام اسکا
مہندی رکھا ہی اور ہر کہنہ پر اوسکے آگے کے چراغ سرخ تاگے کی بتیاں روغن گاو میش سے روشن کرتے ہیں
اور اپنے بچوں کے گلوں میں طوق نقرئی یا طلا وسمیں چاندی کی ہتڑی اپکے نام کی فاتحہ کرکے پہناتے ہیں اجمیر کے
بازار میں یہی ہی عمارکا نقشہ چوبی کہڑا ہوا ہی اور شتر اور گھوڑے وہان گاہ کا وہ کوئی کوئی ظریف وسی
محلہ کا رقص کرتا ہی گیارہویں کو اسے لے نکلتے ہیں اطراف چار دنار کے پھرا کر جلو خانہ میں حضور کے لے آتے ہیں
وہاں نیاز کرکے مرخص ہوتے ہیں تمام بحشتی شہر کے حاضر رہتے ہیں انتادہ اپنا اپنا کھلاتے ہیں
چار منار میں بھی اپکے نام کا چادر چڑھتا ہی عرس شریف ہوتا ہی ۱۷ ماہ سے اکثر لوگ ان روز دو
ماہ مبارک میں وعظ مکان میں کیا کرتا ہی جمادی الاول میں جو مکہ جاتا ہی شہر میں آستانے زندہ شاہ
مدار بدیع الدین قدس سرہ کے میں سیاہ جھنڈے تمام ماہ کھڑے ہوتے ہیں شب کو عرس کرتے
ہیں چراغاں لگاتے ہیں کوٹلوں کی آگ روشن کرکے پاؤں سے اسے مداری فقیر کہتا ہے
اسے دھمال کہتے ہیں اور اکثر مردم چکولیاں گوشت میں پکا کر اور ملیدہ بنا کر بعد فاتحہ اطفال کو
اپنے بدھی چڑھے کی پلاتے ہیں پہر رجب میں کونڈے سید جلال بخاری قدس سرہ کے شب کو
سبھی قسم کے طعام سے بھرتے ہیں مگر مخصوص نیاز دہی چاول شکر ہی اور کندوری دن کو سالار
مسعود غازی قدس سرہ کے نام سے فاتحہ کرکے اہل دعوت کو کھلاتے ہیں سبھی قسم کا طعام ہوتا ہی

فہم صاحب

خصوصاً مرغ پلاؤ اور ہر روز ہی تعدہ میں ریشم کی بدھی نام سے بندہ نواز کے علیدہ پر ہنیانے ہین اور
چراغان روشن کرتے یہ تمام سال کے نیانات کا حال ہی بیان دوسرے چیزون کا جن روزون راقم
خرد سال تہا درخت رنگین گلون کے اس قدر تھے قدیم کل بیان کے گل ہندی اقسام اقسام کے گینہ
اقسام اقسام کا گل قدوس رنگ رنگ کے شبو ہستا پاپان موتیا گیندی ادنی اعلی سبھی گیرون مین
ہوتے تھے اور انکی حفاظت بھی وہ کر سکتے تھے اور گل اشرفی کل رنبو گل دوپہری کم نا زبو تہی پیرا
کرتے تھے اب چند روز سے افراط گلون کی ہوئی ہی سنہ ۱۲۵ بارہ سو پچاس سے ورے بہوا ہین دن
کے غریبون سے انکی حفاظت ہو نہین سکتی اور رات کو گلاب سم پہ ہوا کرتا تہا سدا گلاب کے درخت
تھے لیکن بہ بواب گلاب کے سدا گلاب سے پیوند کرتے ہین کثرت ہوئی ہی ہول اچہا تر ارنگدار
بو دار ہوتا ہی اور افراط اوسکی مدت تک رہتی ہی تمام سال یہ گل میسر ہوتے ہین یہ سب سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو
ساٹہ کے اسطرف علی ہذا آم تخمی ہوتے ہے اوسمین بعض درخت نامی شیرین خوش ذائقہ بعض مواضع
سے خاص ہے ہر الفن ملغوبہ نواب پسند دلپسند پیوندی انکا رواج ہوا اوایل مین نواب لوگون کے
کے میسر ہوتے تھے اب زیادتی ہوئی بازارون مین بکتے ہین مگر گران قیمت یہ بھی سنہ ۱۲۶۰
بارہ سو ساٹہ کے بعد قدیم کپترے بیان کے سیلہ سنجر خانی ہتہ ہا ریک اوسمین گہن پیل نادیر کا
بالکل
باریک اور صاف بہد بخانی ڈوریہ کم آغا بانی سیکا کول کی بہت اور تحفہ لباس مین والا سوب
کم ہو گیا اور جامدانی کہ اوسمین زر کے مربعے مربعون مین زر کے بوتے بعض فقط بوتہ دار اور پکار چوب کے
بیان کیا جو کم رواج اور اوسمین بھی رین گل اور سب سے عمدہ کپترا یہانکا زر بفت مشجر کمخواب
مشروع ہی اور کمخواب مشروع کا رواج بھی بہت ہی اوایل مین سہن بچے اور آغا بانیان

پہر پہر قریب ہی ململ نینون جکمتاتی پس محمل طلس باریک طرح طرح کے کپڑے اور رنگ برنگ اقسام کے
اوسوتی مخمل اور چلواری اور فلینل گون برنجک استقدر کہ شمار سے باہر رومال مربع اوڑنے کے اور جوڑے ہاتھ
منہ پونچھنے کے چھینٹین نئی نئی وضع کی رنگین بہاری ڈنڈار ٹس وچنڈری کے اشکال متعددہ پر یہ سب مال
سوغاتی بہت ہوگیا کہ اب سب کے استعمال مین یہی ہی بلکہ امیرون کے گھرون مین فرش چلوار یکا ہی
پیشتر ۱۲۵۰ بارہ سی پچاس سے اوپر اگرچہ درخت کاچ اور پلستر دیوار گیری گچ کا بنا ہوا
بندوقین تمنچے اسکی ابتدا غالباً نواب میر نظام علیخان بہادر کے وقت سے ہی ہر تدریج زیادہ ہوتے
گئے اب بھی ہر چند کہ بکثرت ہین مگر غیرون کو میسر نہین آتے بقیمت ملتی ہین ایک بعد ایک کے اوس سے
بہتر قسم کے سیاہ لاتے ہین اور ضائع کرتے رہتے ہین کتابین چھاپے کی محتاط اول صفحہ مین کلکتہ کی
چھپی ہوئین سنہ ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ماہ رمضان المبارک مین اول آئین چنانچہ بہت سی کتابین کلکتہ کا
معرفت سے راقم کے داخل ہوین اور راقم نے بھی اپنے مقدور موافق بڑے شوق سے خریدین اشنا
دوستون کو بھی دلوائین اہل بلد نے بھی لین پھر بازار نے اوسکے گرمی کی رواج زیادہ ہوا اسبب سے
کتابین شہر مین پھیل گئین طلبا کو فایدہ ہوا کہ جو کتاب قلمی میسر ہونا گمان بھی نہتا یا کہین کتاب
کمیاب تھی نا بتہ آئی تبھی بآسانی بلکہ احاد پر آگئی ہی اور عشرات کی احاد پر احوال مصنف
راقم سپاہی نژاد ہی قوم کا پٹھان تورتبہ بن ملک موسی زئی ہزارہ کا لوگ راقم کے طرفین سے جسقدر
لڑے مناصب خوش روزگار آسودہ حال تھے بموجب ارشاد سنوات کے رشید الدین خانی ہین
بیچ خدمت ناظرین احوال متقدمین و متاخرین دسواے تقریر فطیر بوجب حکم بدا ہے کہ باغ
مسکن کل وحش ہر دو کا ہی اور جدول در تحریر رئیت آمد آنچہ تا باغ و بستان کی عرض کیا ہی

نام راقم کا غلام امام خان ہی اسم سامی قبلہ گاہ کا محمد متبور خان ابن نکار خان بن غلام محمد خان
المخاطب حامد علیخان بن مسند خان المخاطب غلام احمد خان جاگیردار اسم جدماد ری محمد داود خان
بہادر ابن محمد حاجی خان ذی خطاب بہادری جاگیرات ذات وصفات وتعلقہ وسواران وغیرہ
بیس ہزار روپے کے پرگنہ ملنگور سے بموجب اسناد مہری امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر
غفرانمآب تو آمستطاب میر نظام علیخان بہادر اور نام والدہ صاحبہ مرحومہ سکینہ بی بی لقب
عصمت پناہ محاط باتقوی وعبادت پس واضح خاطر عاطر ناظرین باتمکین ہو کہ نماز صبح کے وقت روز
جمعہ بیسویں تاریخ شوال کی سنہ ۱۲۲۳ بارہ سو تیئیس ہجری اللہ جل شانہ نے سوداوی اعراض سے دادی
حمل کو بمنہ وکرمہ خاصہ حیات کا عطا کر کے شہر ستان وجود میں لایا الحمد للہ علی کل حال ادہ تاریخ

استاذی حافظ مولوی میر شمس الدین فیض سے اسم پر قبلہ گاہ کے کہ محمد متبور خان عفی اللہ عنہ

یہ ہمسہ شد خان رفیع قدر پسند اور فرزند کو بلند شان ۔ گفتم بافیض سال تاریخ ۔ ابن متبور
جہانست ۔ مولد ومنشا بلدۂ حیدرآباد ہی کبھی حضر سے اتفاق سفر کا ہوا جملہ اولاد والد کو اکہتر روز
سفر الچپور کا درپیش ہوا بارہ برس تک دولت دیدار سے محروم رہا مادر مہربان پدر مہربان پندرہ برس تک
بہت ناز ونعمت سے پرورش کیا استاد ادیب مقرر فرمائے گھوڑے کی سواری دوانگ بندوق وغیرہ
یہ کرکے بسپہ گری کے فی الجملہ سکھلائے استعداد نوشت وخواند فارسی کا حاصل ہوا بعد اسکے
ہنوز سن شعور کو نہ پہنچا تھا کہ سرکار خانہ جعداری تعلقداری والد کا بقید حیات انکے پھر گیا
راقم فقط ایک بینی ودوگوش رہ گیا انکھیں لوگوں کی پھر گئیں یگانے بیگانے بن گئے رنگ
ہی خلقت کا دوسرا ہو گیا جو آرزومند تھے پیرو ہو گئے جو خوشامد کرتے تھے خوشامد

طلب ہوگئے جو نیاز کرنے ہتے نازسے پیش آنے لگے ہرچند کہ سن وسال کم لیکن وضع بگڑ ہوا اہل
قرابت کا ناگوار اہوا ضبط کیا سررشتہ استقلال کا ہاتھ سے نہ دیا فکر کی ذہن مین آیا ہم سپاہی ہین
منصب والد کا ہاتھ نہ آئیگا کوئی یاری نہ دیگا یہ زمانہ ہمارا جو چند لعل بہادر کا ہے بے رشوت کام
نہین نکلتا روپیہ کہان معاملہ کب سدھرتا ہی اگر کہین دفعۃً پکی بارگیری ملی دابۃ الارض مین سے
ہوئے نشست وبنی ہوگی سوار کے ساتھ جانا ہوگا مقصدون کے ملیجی ہونگے شاگرد پیشہ سے صحبت
یہ صورت رہیگی اگر ہوس کرکے کوئی ادنی خدمت لینگے گرفتار محاسبہ ہونگے کچھ عزت رہیگی ذلت
اٹھیگی بہتر تو یہ ہی کہ علم پڑہئے طالب علمی کیجئے اللہ تعالی نے ذہن وافی دیا ہی خوب محنت
کیجئے عالمون کے برابر پہنچے دیر ہے ہین دوجہان انکے ہین دین ودنیا اچھی ہوگی جسکے نوکر ہونگے اُسکے
معاصب ہونگے حضرت کہکر لوگ سلام کرینگے گو مواجب کم ہو عزت زیادہ ہوگی عالمگیر کا معولہ ہے
اگر مین بادشاہ ہونا تو بچے پڑہاتا موتکل بخدا ۱۱۴۳ بارہ سو تریالیس ہین میزان شروع کی مزاج
موزون پایا غزل بھی کہنے لگا ہیچ تخلص کیا محمد انور خان نام چچا کے حالپر رئیس الملک سلیمانجاہ بہادر
مرحوم بہت الطاف فرماتے وے جناب یہ سنکر کچھ واسطے مدد معاش کے مقرر فرمائے اور
ایسا زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ اگر باپ تمہارے پانسو سوار ساتھ لیکر آئے تو ہم کچھ متوجہ ہونگے
پروا نکرینگے اور اگر تم عالم ہوکر آوگے تعظیم کو اوٹھ کہڑے ہونگے تعریف ہوئی شوق بڑہا اُن دنون
دربار مین شاعرون کی بہت قدر کرتے تھے محنت زیادہ کی قصیدے غزلین مخمسات رباعیات قطعے
خوب لکھے عنایت اللہ تعالی کی شاعرہ مین ہمیشہ سخن بالا رہا غزل سرسبز ہوتی رہی گنتی
منتخبون مین ہوئی چنانچہ دیوان اول ہیچ تخلص کا تیار ہوا موجود ہی بلدہ مین شہرت حاصل کی

پانچ چھ برس کے عرصہ مین مہاراج تک پہونچا دیا تیرہ برس تک حاضر دربار نیم شبی رہا کچھ حاصل بھی ہوا لیکن نقش مراد درست نہ بیٹھا ترک کیا امیر کبیر نواب شمس الامرا بہادر مرحوم ساکن جنان خلد مکان علم ریاضی مین ید طولی رکھتے تھے اور الات اُس فن کے کارخانہ امین متعدد بکثرت موجود اشرافون کے قدردان اہل دربار ذی عزت لوگ امتیازی طبیعت اودہر کو رجوع کیا ہوس انکے ملازمت کی ہوئی تو شرح شرح چغمینی شمس الہندسہ کہ اُونہن کا تالیف کیا ہوا اُن دنون طبع ہوا تھا اور مفتاح الافلاک کہ یہی لکھنو سے آئی ہی چھپ رہنا شروع کیا سیما نخواہ بہادر تو ممد و معاون تھے دیے بھی نئے نئے مسایل سنکر شوق ہے پڑھنے لگے مفتاح الافلاک تمام کئے انہین ایک چوبین کرہ نقل ہمایونی گوی کی مع شمس و قمر و ثوابت و بروج و درجات و نصف النہار برنجی دافق کرسی یاد گرنیکے قطر کا تیار کرکے گذرانا ایک دیل بنا دیا کچھ تقطیع البلاد کے کھنچ کر گذرانے چنانچہ اُسپر نام بندہ کا لکھا ہوا ہی پھر اپنے صاحبزادہ کو سپرد کیا وہ بھی کچھ عربی صرف نحو پڑھے اسمین ذکر نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے دربار تک پہونچا ملازمت حاصل ہوئی ستہ شمسیہ نیا تیار ہوا تھا درسًا و سابقًا سبقًا و زخود سے پڑھا مہارت حاصل کی پس مرضی الٰہی سنہ ۱۲۵۹ بارہ سی اُنسٹھ مین گرفتار ضعف معدہ کا ہوا تین برس صاحب فراش رہا مطلق کتاب نہ دیکھی بعد صدہا خاتون کے کچھ افاقہ جب حاصل ہوا نواب قمار الامرا اقتدار الملک بہادر نے حکم تاریخ کی تالیف کا فرمایا سات برس سات مہینے سات دن چھے پہر ما مقدر ایام عمر کے صرف کرکے ایک کتاب تاریخ سو صفحہ کی ہر صفحہ سترہ سطر کا ہر سطر تربت حنف کی رشید الدین خانی نام مشتمل مادہ کو تاریخ تالیف کے فراہم کرکے گذرانی

اللہ تعالیٰ خورشید جاہ بہادر کو ویسا ہی سلامت رکھے قدر کی پسند فرمایا کہا کہ تم نے بہت محنت کی
ہے اور پانسو جلد ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی میں چھپوا کر بلدہ میں رواج دیجئے اطراف و جوانب میں دور دور
روانہ کیجئے پھر فرصت جو ہوئی طالب علمی کچھ چلی جاتی تھی میسر کچھ پڑھی تھی
کچھ رہ گئی تھی اول ۱۲۶۸ھ بارہ سو اٹھسٹھ میں فارسی گلستان بوستان سالم دیکھ کر جو کتابیں
کہ فارسی نظم و نثر کی ندیکھی تھیں غیر درسی جیسے قران السعدین تحفۃ العراقین مثنوی غنیمت
ساقی نامہ ظہوری وغیرہ سب دیکھ کر طرف عربی کے رجوع کیا میزان سے پھر شروع کیا اسمیں
تاریخ رشید الدینخانی کی صحت بھی ہوتی تھی اور دیوان اول کی تکمیل اور متعدد علوم رسالوں کی
تصنیف و تالیف کر وہ ایک مجموعہ تو رسالوں کا ہے ایک انتخابی اور باقی بعضے معقول ہیں بعضے منقول
جملہ ہم حجم رشید الدینخانی کے پھر ۱۲۸۰ھ بارہ سو اسی میں جب دیوان اول تمام ہوا تخلص کو بدل کر
ہجر کو ملک کیا اس لئے کہ بیشتر قصیدہ تہنیت کے سرکار میں گذرانے یہ تخلص بے نسبت پایا گیا اور
سرکار نے بھی فرمایا اپنے دادا کا نام رکھا نہ بر آخر مضاف کیا پھر طرف اشنا کیمایل رہا تین برس کے
عرصہ میں ایک انشا مسمی بصد مسرت اول کے نام سے ہجر کے تیار کی کہ ابتدا اسکی اوسی سے تھی
پھر نام پر ممدوح کے جناب خورشید اوسکا نام کیا ۱۲۷۳ھ بارہ سو تہتر میں وحدۃ الوجود کے مسئلہ کی
تحقیق کا ارادہ کیا رسالہ لوایح شریف جام جہان نما پڑھا پھر اور رسالے کچھ فصوص الحکم دیکھا کئی
بزرگان دین سے بیعت کی حاضر خدمات رہا مباحثہ مناظرہ ان فن والوں سے ہوتا رہا اول معقول
کو دوانی شرح قاضی مبارک صدرا کو پہونچایا پھر اصول میں توضیح تلویح تک من بعد فقہ تفسیر بیضاوی
جلالین پڑھا پس شرح ہدایا کو بھی فقہ میں تمام کیا تحصیل سے فراغت حاصل ہوئی اب عمر کہ

ساتھ کو

سالہ کو پہونچی ہی اور سنہ ۱۲۸۳ بارہ سی تیاسی ہی اس کتاب کی تالیف بھی توفیقات سے رب العباد ملک المنان
کے ہو چکی ہی قدردانی سے نواب ممدوح کی اسکی طبع کی بھی تمنا قوی ہی اور دیوان دوم نصف سے زیادہ
تیار ہی سالم کا امیدوار ہی بعد تکمیل مابقی تصنیفات و تالیفات کہ سبکے نام نام نامی اسم گرامی ممدوح کے
ہین برکت سے اوسکے مع ہر دو دیوان محلی حلیہ طبع سے ہونگے البتہ مدیح کو اپنے شاد فرمائینگے چونکہ اس
پیرانہ سالی مین ان جمیع مقدمات کے ہوتے ہوئے کارسکار اور پرداخت اہل و عیال اور فرمایشات ارباب غرض
مزاج کی تیمارداری اسقدر علوم کی تحصیل کی ہی چنانچہ تالیفات بوجب مفصلہ ذیل حاضر ہین اونسے
ظاہر ہی غور کی جاہی کیا مشقت ہوئی ہوگی الا اللہ تعالی عمر ثانی دی کہ حرف اسکا نیک جاہو اور بندگان
خدا اوسکے فایدہ پہونچے تا سعادت سے دارین کے بے بہرہ نرہے فہرست کتب تالیفات مولف محی الصلوۃ
در احکام نماز ترجمہ کیدانی احسن التراکیب ترکیب قصیدہ بردہ خورشید دانش در علم فلسفہ صد موضوعات
در ہیئت مسمی بضیاء خورشید کشف الغوامض خورشید یہ در حل معانی ابیات و معمات چیستان و نغز و غیرہ
رسالہ ہیئت کوکب ذات الذنب مطالع خورشید در علم معقولات تیغ ہندی در محاورہ زبان ہندی خورشید
در علم جبر و مقابلہ سوا اسکے ایک مثنوی مختصر احوال مولد جناب مریم و حضرت عیسی علیہما السلام کے حسب
فرمایش قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مرشدنا سید غلام علی شاہ خلف اکبر موسوی قادری الحسینی
قدس سرہ کے تصنیف کی ہی پہر اب پہیر تاہی نامہ نگار عنان تیز گام رہوار خامہ کو طرف احوال ہندوستان کے
اور حسب قرارداد اپنے بیان کرتا ہی احوال سرکشی اور بغاوت و تاراج خاتمہ چونکہ مدار لکھنے تواریخ کا
منحصر اوپر سوانحات زبان زد مخبر صادق کے یا کوئی کتاب متضمن اس کیفیت صحیحہ کے ہی بخلاف اسکے سیما
جسجاے کہ تمیز و شناخت اس دو امر کا عنقا ہو جاوے تو اسوقت مین محرر بے حزم و احتیاط مضطر ہو کر جا بتا ہے

کر کسی نوع سے مضمون مقصودہ ضرور تا ہدست کرے اور اسکو منصۂ ظہور پر جلوہ بخشے پس حسب حاصہ حال اشد ستان
کا بسبب عدم مافت کے استقام مین از حین قبیل ہوگیا لہذا راقم نے فقط اوپر بغاوت ہند کے اتفاق کیا اور فی نحوا العدد علی
الوادی قلم بند کیا اور بلا و سوا اس بری الذمہ ہوگیا فساد عظیم جو اقلیم ہند مین ہوکر ابو ظفر بادشاہ معزول
ہوئے اور بالکہون بندگان خدا مارے گئے اور عمل سرکار کمپنی بہادر کا برخاست ہوکر سلطانیہ شاہنشاہ کلاہ نشین
دکتوریہ ملکہ انگلند کا شایع ہوا اور سلطنت بالکل خاندان بابریہ تیموریہ سے زایل ہوکا بیان نہین معلوم
کہ دنیا دب سے آمادہ ہو رہا تہا اور یہ خیال خام کس زمانہ سے پختہ دفعتاً ۱۲۷۳ بارہ سو تہتر ہجری مطابق اسلاع
مین ہند کے کشی اور بغاوت سپاہ انگریزی مین شروع ہوئی اور بدمعاش شریک حال انکے عرصہ دراز تک سنگامہ
کارزار گرم رہا خوب قتل و خون کہ کبھی نہوا ہوگا تو عین آیا آخر کار فتح نصیب اولیائے دولت انگلیشیہ کے ہوئی تمام ارباب
بغاوت سزا کو پہنچی اور عمل سرکار کمپنی بہادر کا برخاست ہوکر سلطانیہ مفخرہ محترمہ انگلیشیہ کا قرار واقعی
پایا جانچہ مفصل بیان اسکا منتخب اخبار بغاوت ہند سے جو ہر ہر ضلع مین گذرا ہی یہ ہی واضح ہو کہ
اول بموجب گفتار مخبر مذکور شروع ۱۸۵۷ اٹہارہ سو ستاون عیسوی مین یہ خبر وہان کی سپاہ مین مشہور
ہوئی کہ ولایت سے اندنون جو کارتوس نئے ہندوون کے لئے آئے ہین اسمین سوّر اور گائے کی چربی ملی
ہوئی ہی اس سے ہندو اور مسلمان سب سپاہی لوگون کو لین اور سالہ کے مذہب کا خیال ہوا چنانچہ پہلے
مقام دمدمہ مین جو کلکتہ سے قریب ہی اول اسکا چرچا ہوا فہمایش طرف سے سرکار
انگریزی کے عمل مین آئی نیز بدستور بارک پور مین جہان کلکتہ کی چاونی ہی وہان بھی
بہت طرح سے جنرل ہیرصاحب حاکم فوج اور دوسرے صاحب لوگون نے فوج کی خاطر
جمع کی آخر یہ قرار پایا اور طرف سے گورنر جنرل صاحب بہادر کے اعلان ہوا کہ آیندہ کو

آج سے سپاہی لوگ اسا عمل کرین منہ سے کاتیے کی جائے کارتوس ہاتہ سے توڑکر بندوقین
بہرین بہرام پور کی سرکشی کا بیان ہنوز یہ فیصلہ ہوا تہا کہ بہرام پور مین تازہ فساد ظاہر
ہوا یعنی کہ سپاہی چونتیسوین[۳۴] پلٹن کے بارک پور سے بدلکر بہرام پور گئے ہوئے تھے یہ شہر
بہاگرتی کے پائین کنارہ پر ایک سو تیس[۱۳۰] کوس پر کلکتہ سے مغرب طرف واقع ہی اس مقام پر
انتیسوین[۲۹] پلٹن کے سپاہیون نے انکی دعوت کی ان لوگون نے دعوت کی وقت تمام ماجرا مدمہ اور
بارکپور کا بیان کیا پس چھبیسوین[۲۶] تاریخ فبروری کی عند الطلب قواعد کے اس پلٹن کے جوانون نے
وہ کارتوس کے لینے مین انکار کیا سبب اسکے استفتا کرنل مجل صاحب بہادر نے واسطے علاج اس عمل
خلکی کے ایسا حکم دیا کہ نجر رسالہ سوار و نخامع توپخانہ ہندوستانی پریت پر حاضر رہے دیے لوگ
بخلاف اسکے دس یا گیارہ بجے بلوہ کر کوت توڑ بندوقین اپنی اپنی لے لین صبح افسر لوگ پریت پر
جو آئے کیا دیکھتے ہین کہ تمام سپاہی بغیر وردی کے مسلح ہوکر تل رہے ہین اور شور و غل کر رہے ہین
تب کرنل مجل صاحب بہادر نے یہ تقریر کی اور کہا کہ یہ خیال تمہارا فاسد ہی بیہودہ ہی تمہین گمراہی نے
محض غلط اور بے بنیاد ہین ہتیار رکہہ دو اور بندوقین اپنی لین کو چلے جاؤ فسران ہندوستانی بولے
جبتک آپ توپخانہ اور رسالہ اپنا روبرو سے ہمارے نہ ہتا لینگے ہم لوگ ہتیار نہ کینگے صاحب بہادر نے
منظور فرمایا اور اپنے ہتا دیا سپاہی لوگ بھی ہتیار رکہدئے چوتہی تاریخ مارچ کی ۱۸۵۷ء اشارہ
سوستاون مین یہ خبر کلکتہ کو پہونچی دہان ولایتی فوج کم ہتی اسلئے عدول حکمی کی سزا مین
تامل ہوا اور چوراسی نمبر کے پلٹن کو گوردن کی بیادگان شاہی رنگون سے جو ملک برہما مین ہے
طلب کیا وہ بیسوین[۲۰] تاریخ کو ماہ مذکور کی جب آنکر پہونچی اکیسوین[۲۱] کو جنرل ہیرسی صاحب بہادر بارک

پور کی فوج کے حاکم نے اُسکو بلوا کر ہتیار لے لیئے اور تنخواہ کل سپاہیون کی بیباق کر کے دریا پار
اُتار دیا اور وقت لینے ہتیار کے روبرو تمام فوج کے جو پریت پر حاضر تھے گورنر جنرل صاحب بہادر کا حکم
جو یہ ہی پڑھ کر سنا دیا جو آگے ہین کہ درباب مذہب کے فتنہ پردازون نے مشہور کر رکھے ہین بے
اصل و بے بنیاد ہین سرکار انگلشیہ کو ہرگز ہرگز منظور نہین اور کبھی نہوگا کہ کسی کے مذہب مین
دست اندازی کرے پس اُسیدن یعنی اکیسوین ۲۱ مارچ مذکور چونتیسوین ۳۴ پلٹن متعینہ بارکپور کہ وہ بھی
نہایت برانگیختہ خاطر تہی ایک سپاہی اوسمین سے منگل پانڈے نام سنی کی حالت مین مسلح ہو کر تلوار
اور بندوق لیئے ہوئے گھر سے بہائی بندون کو یہ آواز دیتا ہوا نکلا کہ جس کی انگریزی افسر کو
وہ دیکھیگا فی الفور جان سے مارڈالیگا جب اُسنے جو یہ حال اُسکا اضعاف کیا اور سراسیمگی تمام پلٹن کی سنی ہو کر
لین مین آئے نامبردہ یہ طرف صاحب موصوف کے گولی سر کی گھوڑا زخمی ہو گیا صاحب نے تفنچہ
چلایا لیکن نشان پر نہ آیا پھر سپاہی نے تلوار سے صاحب موصوف کو زخمی کر کے پیدل کر دیا
سیکڑون سپاہی سب دیکھتے رہے کسنے اُسکو پکڑا نہیں بلکہ ایک جمعدار نے انکار کیا یہ ہزار شوار تھا
جان بر ہوئے میجر جنرل ہیرصاحب نے اور دوسرے کئی افسر نے جو یہ خبر سنی دوڑ کر اوس واردات کی
جا پر آئے اور اُسکو گرفتار کیا پھر کورٹ مارشل یعنی جنگی عدالت سے منگل پانڈے اور جمعدار کو قصاص کا
حکم ہوا اور اٹھارہون اپریل کو جب یہ فتوی عمل مین آیا اس سے انکو تو یقین ہوا کہ عبرت ہوگی مگر
ویسے اور گستاخ ہو گئے تب جنرل ہیرصاحب نے پانچوین تاریخ مئی کی سنہ مذکور یعنی اٹھارہ سو
ستاون کل فوج کو جمع کر کے چار سو سپاہی جو چونتیسوین پلٹن کے تھے اپنے روبرو توپون کے
مُہرا کر کے ہر طرفی سنا ئی اور ہتیار رکھدینے کا حکم دیا اُسمین وہ سب ہتیار رکھ دیئے اور وردی

جو تن پر تھی اوتار دی جاسوصوف نے بھی اُس چار سو جوانون کی تنخواہ بیاق کر دی اور نام
کاغذ مین سے کاٹ ڈالا پھر اپنے مع ایکے اطفال و عورات احرات مین چوبیسویں رجعت کو رہ اور
کچھ سوار ہندوستانی کمپنی کرامنڈیر کے جزہ کو روانہ کیا واضح ہو کہ اوسوقت بھی دلجمعی تمام فوج کی
اسطور پر کی گئی کہ سرکار سے کبھی کسیکو مذہب مین دست اندازی نہین ہوئی ہی اور نہوگی سپاہ کو
لازم ہی کہ فتنہ پردازون کے فریب مین نہ آوین اور اغوا سے انکے نمک حرامی اور عدول حکمی نکرین اضلاع
شمالی مغربی بنگالہ کا بیان پس اضلاع شمالی مغربی بنگالہ مین بھی یہ خبر ابتداد فساد
اودھ کے کارتوسون کی پہونچی وہان پہلے چھتیسوین پلٹن متعینہ چھاؤنی انبالہ کے صوبدار نے
کہ نام اوسکا ہرسہی سنگھ تھا روبرو سبکے بیان کیا کہ نئے کارتوسون مین کچھ بگاڑ ہی کسنے چھبیسوین
تاریخ مارچ کی اُسکے گھر مین آگ لگادی پھر تو آتش زدگی جابجا شروع ہوئی چنانچہ تیرہوین
اپریل کو پھر چھاؤنی مین آگ لگی پھر پندرہوین کو پھر سولہوین کو دو جگہ ایسا معاملہ ہوا سرکاری
اسباب بیس ہزار کا جل گیا پس سوین کو مانچوین پلٹن کے جمعدار اور حوالدار کے گھر مین پلنگ کے
نیچے بارود بھی ہوئی پائی من بعد اکیسوین بائیسوین اور پچیسوین کو برابر آتش زدگی رہی
افسران انگریزی کمشنر وغیرہ نے جانا کہ سب اسکا نوایجاد کارتوس ہین اور سرکار کلکتہ
کو اطلاع دی کہ باوجود اقرار و انعام اور کوشش و تحقیقات کے سبہون نے ایسی سازش
کر لی ہی فاعل اور مجرم معلوم نہین ہوتا میرٹھ کی سرکشی کا بیان پھر میرٹھ مین اسقدر ولایتی
فوج کہ بارکپور سے دریائے ستلج تک کہین نتھی یعنی ایکہزار جوان مضبوط گورے ساتھوین رفل
کے اور چھتیسوین رسالہ ڈریگون کے اور آسی توپخانہ ولایتی مع پانچ سو توپچی

کل سیاہ فوج ولایتی قریب دو ہزار دو سو کے مقیم اور موجود تھی اور ہندوستانی فوج کچھ اُسسے زیادہ
یعنی تیسرا رسالہ ترک سوار دنکا اور گیارہوین اور بارہوین پلٹن پیادگون کی چونکہ وہان بھی
چربی لگے ہوئے کارتوسون کی خبر اور مختلف افواہین پہنچ گئی تہین علاوہ اسکے یہ بھی مشہور تھا کہ سرکار
انگریزی نے واسطے بگاڑ دینے مذاہب ہنود کے بیل اور گلیے کی ہڈیان پسوائین ہین میجر جنرل
ہیوت صاحب نے جو جا اس بات کا سنکر فوج کو سمجھایا کہ سرکار کو تمہارے مذہب مین دخل دینے
کیا مفاد حاصل ہوگا یہ امر کسقدر خلاف انتظام اور قواعد سرکار انگلشیہ کے ہی سرکار کو تمہارا
کتنا پاس اور لحاظ ہی لیکن انکے دلون پر مطلق اس بات کا اثر نہوا عدول حکمی و سرکشی روز بروز
زیادہ اختیار کی یہانتک کہ بازار آتش زدگی کا چیاد نہین گرم کیا ہے بیسے گھر جلادئے تیسوین تاریخ
اپریل کی ترک سوارون کے کرنیل سمیت صاحب میجر حاکم رسالہ ہندی نے سوارون کو پریت کا حکم
دیا تا صبح کو وقت پریاط طریقہ کارتوس بہر نکا بتلایا جاوے حسبمان کارتوس منہ سے کاتنا
نہ پڑے بلکہ مابین ہاتھ سے چیر کر بہر ماہوس پچیسوین تاریخ جو دہ رسالہ تیار ہوکر پریت پر آیا حوالدار
میجر نے نئے قانون سے بندوق بھری اور آواز کرکے دکھلایا لکہتا ہی کہ تیسرے بھی سوارون نے کارتوس
لینے مین پیش کیا تب میجر جنرل ہیوت صاحب نے تا ان واہیات توہمات کا فیصلہ اور انجام ہو
اور فوج کی اطاعت یا عدول حکمی کا احوال بخوبی کہل جاوے چھتیسوین تاریخ تیسرے ہندوستانی رسالہ کو
پریت پر طلب کیا جب سرشام کارتوس تقسیم ہوئے پچاسی سوارون نے لینے مین انکے انکار محض کیا
جب یہ حرکت خلاف قانون جنگ کے دیکھے کورٹ مارشل یعنی جنگی عدالت مین بھجوا دیا وہان انمین
جرم ثابت ہوا چنانچہ ہر شخص کو پانچ لان سخت مشقت اور محنت کے ساتھ چھ برس سے دس برس تک کے

قید کا فتوی ہوا اسیں تاریخ می کی سب فوج جمع ہوئی اور سبکے سامنے اُن بچیاری آدمیون کی وردی
اتار بیڑیان اور ہتکڑیان ہر اک کو پہنا کر چلیانہ کو باہر بھیجدیا روانہ کیا مخبر کہتا ہی کہ اوسوقت کو فیما ہین
رسالہ کے سوارون اور مجرمون کے اشارے ہوے اور نظر طعن سے ایک نے دوسرے کو دیکھا دیے ہر چند
چاہتے تھے کہ بہادرون کو اپنے بے عزت ہونے دین لیکن جبکہ فوج گورون کی کہڑی ہو گئی تھی
بس نچل سکا تا بو نہ پایا تا مل مین رہے اور دیے یعنی مجرم لوگ جب روانہ ہو گئے کل فوج نے مرحبت کی
سب ہندوستانی فوج بر انگیختہ اور خفا ہو کر تمام ساعات روز کے صلاح مین گذاری اور مشورت کرتے
اور تجویزین قرار دیتے رہے پھر دسوین تاریخ ماہ مئی ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی اتوار کے
روز شام کے وقت بی بیان اور صاحب لوگ عبادتخانہ کے طرف واسطے نماز شام جا رہے تھے
کہ یکایک دلولہ عظیم برپا ہوا بندوقون کی آواز آنے لگی ہر طرف آگ روشن ہو گئی غارتگری اور قتل
عیسائیان شروع ہو گیا پانچ بجے شام کے وقت اٹھارہ سو ستاون میرٹھ مین تمام رسالہ اور تین پلٹن مسلح ہو گئی
اور گیارہوین پلٹن مین گھسکر انکو بھی اپنا ساتھی کر لیا کرنیل فیس صاحب حاکم گیارہوین پلٹن کے
گھر آئے اور متوجہ طرف دہلی اپنے لوگون کے ہوے کہ بتیسوین پلٹن کے سپاہیون نے انپر ایک
بار مارا جسم انکا گولیون سے چھنی کر دیا یا اول افسر تھے جو بغاوت کے شروع مین مارے گئے
باقی افسر گورون کے چھاؤنی طرف چلے گئے پھر رسالہ کے سوارون نے چلیانہ کو جاکر توڑا اور اپنے
سپاہیون کو چھوڑا لیا انکے ساتھ بارہ سو قیدی رہا ہو گئے پھر تو ہر چھار طرف چھاؤنی مین آگ لگا دی
قوم عیسائیون سے زن و مرد بچے جوانکے ہاتھ آئے قتل کیا چونکہ سپاہ گورون کی تیار ہو کر
ہندوستانی چھاؤنی پر آ پہونچے تک رات زیادہ ہو گئی تھی تاریکی چھا گئی تھی اندھیاری مین

سبکو جلا پھونک قتل و نہب کرکے دہلی کیطرف چلے گئے واضح ہو کہ یہ ہوتے ہی تمام ضلع مین بد انتظامی
ہوگئی عملہ پولس بھاگ گیا اور سررشتہ ڈاک کا بند ہر چہار طرف تار برقی توت گیا لوٹ گھسوٹ شروع
ہوگئی اور اسی تاریخ یعنی چھٹی کو کمپنان سیسز انید یعنی سفر میناکے روز کی سے میرٹھ پہونچن اور اسی روز
اپنے افسر میجر فریزر صاحب کو مار دہلی کیطرف فرار کیا اور جو کمپنان کہ بھاگی نہ تھین انکے ہتیار چھین لیئے گئے ٭

دہلی کی سرکشی کا بیان پس سپاہی سوار وغیرہ ولایتی آدمی بھاگ کر تا سرکش لوگ وہان پہونچین قتل
انکے شب چالیس میل کی منزل طی کرکے دہلی مین داخل ہوگئے وہان جا دلی والے خبر وحشت اثر
سنکر جو ہندوستانی تو پخانہ مین اٹھتیسوین اور چونتیسوین اور چھبیسوین پلاٹن کے سپاہی مقیم تھے
منجملہ چونتیسوین پلاٹن کو مع دو ضرب توپ طیار ہونیکا حکم دیا بعد اسکے اسیر فرکچہ دن چڑھا تھا کہ
ہر چہار طرف سے بلوۂ عظیم ہوگیا بہت سے بلوائی کلکتہ دروازہ سے سردارون کو قتل کرتے ہوئے
شہر مین گھس آئے اور قلعہ مین جاکر بادشاہ کو اپنا افسر کیا پس جیلخانہ مین سے قیدیون کو چھوڑا لیا
پہر دریا گنج کیطرف جو رخ کیا وہان اکثر عیسائی لوگ پیشتر جوار اور جا جا مگرین اور بیوہ عورتین
یتیم بچے رہتے تھے قتل شروع کیا من بعد اتہارہوین تاریخ بہت سرحمی کی بہت سے سردار مارڈالے
بنگلون کو آگ لگادی مال و اسباب لوٹ لیا اور وہ چونتیسوین پلاٹن جو واسطے انتظام کے آئی تھی
انمین مل گئی اس پلاٹن کے ہمراہ جو جو سردار تھے مارے گئے ایک برج نشان نام چار دیواری کا
گول مکان شہر مین تہا اسمین سب انگریز لوگ جمع ہوئے جب سرکش لوگ شہر مین گھس آئے
لفٹننٹ ولوبی جا مہتمم میگزین نے حتی الامکان حفاظت مین بڑی کوشش و کوشش کی جا بجا توپین
المضاف چھرے بھر کر لگادین باغی سیڑھیان لگاکر قلعہ سے دیوارون پر میگزین کے حوق حوق

٭ ہوگئے

چرہ کے اندر چند آدمی تھے پانچ گھنٹے تک برابر ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کیا آخر کو جب دیکھا کہ یہ عالم
اپنے سیکرین کو آگ لگادی اس سے ایک صدمۂ عظیم ہوا تمام شہر میں زلزلہ پڑگیا آسمان پر تمام سفید
غبار چھاگیا صدہا لوگ مرگئے دیواروں کے نیچے دبگئے ہر چند کہ اندر والے تمام آدمی صاحب لوگ بچکر نکل
گئے تھے مگر باہر والوں نے سبکو مع دلولی صاحب مار لیا بعد اسکے سہ پہر تک اٹھتیسویں پلٹن اور چوتھی
پلٹن بھی جو کشمیری دروازہ پر مقیم تھیں پہر گئی بلکہ چوتھی پلٹن نے کپتان نو کو مع ایک
افسر مارڈالا یہ حال دیکھکر بہت سے سردار مع انکے بیان فصیل پر شہر کی خندق میں کود کر
بھاگے چھاؤنیمن آکر سینتالیسویں پلٹن کی کمپنی کو طلب کیا وہ سب تو نہ آئے کچھ آئے سو وہ بھی اپنے
افسر کو سلامت وہاں پہونچا دیکر لوٹ گئے تب جو سپاہی کہ چھاؤنیمن تھے ان سے کہا کہ تم ان
بلوائیوں پر حملہ کرو سے صاف انکار کئے دن بھی آخر ہونیکو تھا تب تو سب لشکر وہاں سے بھاگے بعضے
جاٹ اور پوربی بیاں اور بچے گھوڑوں اور گاڑیوں پر سوار بعضے پیادہ پا برج نشان سے نکلے
بعضے تو سیدھے کیطرف چلے اور بعضے کرنال کیطرف لکھنا ہی کہ راہ میں اُنپر بڑی بڑی مصیبتیں پڑیں
بعضے تو مارے گئے اور بعضے ہزار دشواری سے جان بر ہوئے اب جو ترتیب اظہار صاحب اخبار کے
لکھنو کی سرکشی کی ابتدا کیجاتی ہے بعد اسکے واقعات شہر دہلی کے مذکور ہونگے لکھنو کی سرکشی واضح ہو کہ
جن روزوں بلاد مذکورہ میں جسطرح پر کہ ذکر ہوا واقعات و مایلات فتنہ و فساد کے ظاہر ہوئے
مخبر بغاوت ہندوستان کا ایسا خبر دیتا ہی کہ اُوسوقت شہر لکھنو میں سر ہنری لارنس صاحب بہادر دارالنظام
شجیع آدمی ہے وہاں یہ ہوا کہ اول ماہ اپریل میں ایکروز کسی انگریز صاحب نے ایک سپاہی کو دو دانے
کچھ اسمیں نہیں بطور آزمایش و امتحان آپ بھی چکھا سپاہی نے جو دیکھا اپنے دل میں کہا کہ

اگرچہ ہوائی دوائی مین بے کہا ئی تو یہ کیا ہے اور جس شخص کا ایمان جاتا رہا اور انکار کیا تو انکر صاحب کو تو
اس بات کی خبر تھی وہ تو اور کے طرف متوجہ ہوئے اُس نے کرنل صاحب سے اتہالیسوین پلٹن کے فریاد کی اور
سمجھائے کہ ہمین تمہارے مذہب سے کام نہین جیدن کو تو یہ ماجرا گذرا پھر ہوئی اول انکر صاحب کے
گھر کو آگ دیا بعد اسکے تیرہوین رجمنٹ کے پیادون نے کل چھاؤنی جلادی تیسری تاریخ تک جی کے موسی
باغین برابلوہ مچ گیا اور ایک چٹھی اُس پلٹن مین سے پکڑی گئی اُسمین مضمون شرکت سرکشی کا تھا
صوبہ دار نے اتہالیسوین پلٹن کے وہ چٹھی اپنے افسر کرنل پالمر صاحب کو لا دکھایا وہ بمجرد اسکے بتوپ
فوج مع توپخانہ موسی باغ کی چھاؤنی کو کہ جہان وہ ساتوین پلٹن اودہ کی آمادہ فساد تھی روانہ
کیا تب بعضے تو اوسمین سے بھاگ نکلے اور بعضے ہتیار ڈالدیے اس طور پر ساتوین پلٹن
اودہ کی کہ جس مین ہزار جوان تھے لوٹ گئی یہ لوگ تعاقب کرکے اکثر کو پکڑ لائے قریب پچاس آدمیون
کے قید کیا بعد اسکے سر ہنری لارنس صاحب نے دربار عام کرکے بآواز بلند فرمایش کی باتین اور
کچھ رعب اپنی سرکار اور وفاداری نمک خوارون کی بیان کی اور اُن لوگون کو جنہون نے فتنہ
پردازون کو گرفتار کرلایا تھا انعام دلوایا فقط اب ہم یہان سے انتشار بغاوت کا ذکر کرتے ہین
انتشار بغاوت کا بیان گہنا مجر کا ایسا ہے کہ بعد میرٹھ اور دہلی کی بغاوت کے شعلہ سرکشی کا
بلند ہونا شروع کیا آگ ہر چہار طرف پھیل گئی آخر ماہ مئی تک قریب قریب کل اضلاع شمالی
اور مغربی مین سرکشی ہوگئی اور ہر طرف بدعملی اور لوٹ گھسوٹ کا بازار گرم ہوگیا واضح ہو کہ
جب میرٹھ کے مفسدے کی خبر لاہور مین گیارہوین تاریخ پہونچی اور دربار ہوین کو تار برقی سے
دہلی کا ماجرے سے مطلع کیا روٹ تنگری صاحب نے وہان کے افسرون سے مشاورہ کیا

کر طلب فوج ہندوستانی متعینہ میان پرچاوی لاہور کے ہتیار چھین لین چنانچہ صبح تین سو گورے
پلٹن شاہی نمبر اکیاسی نے ساتھ ہے تین ہزار ہندوستانی سپاہیون سے ہتیار رکھوا لیے
لکھا ہے کہ بسبب اس تدبیر اور اندیشہ کے لاہور بچہ گیا ورنہ بعد معلوم ہوا کہ دو میل فیروزپور اور یہان کے
سپاہیون مین سازش ہو گئی تھی انکا ارادہ تھا کہ قلیل فوج جو گوردن کی ہے مار کر قلعہ اور میگزین اور
خزانے پر قبضہ کر لین چلمنا نہ تو دین پس چھے گھنٹے بعد اسکے پنتالیسوین پلٹن نے فیروزپور مین سرکشی کی
بگرو ماہے افسر میجر رومند صاحب نے جز دہلی کی سنکر میگذین کی مضبوطی کر رکھی تھی ہر چند کہ باغی
لوگ مورچہ انگریزی پر حملہ آور ہوئے اور زینے لگائے کچھ ہو انھون نے سپاہی جماعت گوردن کی اونہے
نا رہنا یا میگذین تو البتہ بچ گیا لیکن وے لوگ سولا یا سنس گہرا اور دو توپیا ہی کلیا دو کو جلا دیے
اس عرصہ مین جنرل انسن کمندر انچیف صاحب بہادر جو درپی مہالش سپاہ اور مقدمہ مین بندوبست
کر لینکا رتوسن کے کہ ہی حیلہ سے باغی لوگ ہنگامہ آرا ہوے تھے اور سپاہی لوگ سرکش متوجہ ہتے
کر یکبارگی ہیضہ سے مر گئے اور اپنی جا پر آخر وقت میجر جنرل سرہنری برنارڈ صاحب جنگی حاکم
اعلی ضلع انبالہ کو اپنا کام حوالے کیا اور یہ خبر گذر جانے سپالا رہند کے کلکتہ کو پہونچی گورنر
جنرل صاحب بہادر نے سر پاتوک گرانٹ صاحب کو مدراس سے طلب کر کے سپہ سالار فرمایا
لیکن جب تک کہ وہ دہلی کو پہونچ سکین حکومت دہلی کی برنارڈ صاحب اور ریڈ صاحب اور
ولسن صاحب کے حوالے رہی جو بیسوین ماہ مئی کو انگریزی افسرون نے ایک برہمن کو پھانسی دیا کہ
وہ علی گڈہ کے سپاہیون کو سرکشی کے واسطے ہنکارتا تھا اور انھون لوگون نے اوسے پکڑا دیا تھا
نجو دہانسی دینے کے نویں رجمنٹ پیادگان ہندوستانی علی گڈہ کے اور کچھ کمپنان اوس

پلٹن کی بگڑ گئین وہان سردار لوگ یہ حال دیکھکر اگرہ کی طرف روانہ ہوئے سپاہیون نے تمام
چھاؤنی مین آگ لگادی خزانہ توڑ کر آٹھ لاکھ روپیہ کے قریب مین لیگئے گاڑیون مین بار کر کے قریب نو بجے
رات کے دہلی طرف روانہ ہوئے کچھ روپیہ جلدی مین شہر والون نے بھی لوٹ لیا پس ضلع علی گڈھ مین
بد عملی کمال ہوگئی لوٹ مار ایکدوسرے کو کہاے جاتا تھا ایک گانون کے لوگ دوسرے گانون پر گرکے
لوٹ لیتے جلاتے تھے لکھتا ہی کہ بیشمار علیگڈھ کی مثل ہر دوار گنج وغیرہ یا الکل سمار اور بیچراغ ہوگئین
تھین بارہ بارہ گانون ایکدم جلتے ہوئے نظر پڑتے تھے اور اگرہ مین بھی مختلف علاقون سے
خبرین فساد کی آتی تھین مگر اگرہ خود محفوظ تھا پہر آخر ماہ مین کو یہ لوگ چاہے کہ اودھی بخوبی احتیاط
اگرہ کی ہو تب دو پلٹن ہندوستانی متعینہ اگرہ روانہ کین کہ وہ وہان سے خزانہ اگرہ کو لے آوین وہ
راہ مین پہر گئے علانیہ افسرون کو قتل کر دہلی کو چلے گئے اور متصل اسکے اسی مہینے مین روہیل کہنڈ
بھی آغاز سرکشی کا ہوگیا اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اضلاع بریلی اور بدایون اور شاہجہانپور اور
مرادآباد اور بجنور یہ سب روہیل کہنڈ مین داخل ہین پس شاہجہانپور مین اکتیسوین ماہ مین کو
اتوار کے دن صاحب لوگون کے اہل فرنگ کے جو جو کہ عبادتخانہ مین تھے اٹھائیسوین نمبر کی پلٹن
نے برملا کیسا مین گہیر لیا بہت سے قتل ہوئے اور جو بچ رہے محمدی کیطرف جو کسی مقام کا نام
اودہ مین ہی بھاگ گئے اور یہان سے لکھنو کا حال آگے چلکر بیان کرینگے بالفعل جو واقعات
دہلی کے رقم پذیر ہوتے ہین دہلی کے واقعات کا بیان صاحب کتاب لکھتا ہی کہ چتی نعل اخبار نویس کے
روزنامچہ سے ایسا ثابت ہوا کہ بارہوین ماہ مئی ۱۸۵۷ء اٹھارہ سی ستاون عیسوی روز شنبہ
المستمی ابو ظفر محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی دیوان عام مین برآمد ہوئے سب مجرا بون نے

نجالایا

مجرا بکالایا اور جو دین بہر کے صوبہ داروں نے عرض بموجب رام سہائے مل اور دیولی مل
اسکام پر مقرر کیئے گئے کہ یا نسو روپے روز کی رسد خوراک وغیرہ پلاتہین پہونچایا کریں اور سید
محمد ابراہیم بن علی محمد سوداگر کے گہر مین جو چار فرنگی پوشیدہ تھے سوارون نے اونکو جان سے
مار ڈالا اور اسباب انکا لوٹ لیا اور ایک عورت عیسائی ہندوستانی کبیر بے بہی ہوئی لال
ڈگی کے قریب حویلی عالی تہی اونکو بھی سوارون نے قتل کر ڈالا پھر سوار اور پیادہ ملکر بازار سیتہ کی
گلی کو توپخانا بنا کر باشندون کے دروازے اپنے گہرون کے بند کر کے اینٹ پتھر مارنکو
پندرہ بیس لڑکے عیسائی آدمی کلیان سنگھ کشن گڈہ والے کی حویلی مین پناہ گیر تھے سوارون نے اوپر
حملہ کیا بندوقین چلائین دے آندہے غالب کیا پھر یہ لوگون نے دو توپین لے آئین تب وہ تہ خانون مین
گھس گئے اور واپس چلے آئے جو کہ شہر مین بد انتظامی ہی بادشاہ نے مرزا ابوبکر اور مرزا
بعل کو ہدایت کی وے ہاتی پر سوار ہو کا اعلان کرتے پھرے اسمین دو فرنگی ہندوستانی
لباس پہنے ہوئے کوتوالی چبوترہ کے سامنے مارے گئے بعد خود بادشاہ ہاتی پر سوار ہو کر مع
دو پلٹن چند اصراحی سب شہر مین دوکانین کہلواتے پھرے بعد اسکے چند آدمی ارا کی دولت سے
واسطے سزا انجام دینے سامان فوج اور بندوبست بازار کے مامور ہوئے ہر ایک نے مذبن سر فراز کی
گدرانی اور بعض بعض کو خلعت بھی عطا ہوا فقط پھر تیرہوین کو روز چہارشنبہ تسبیح خانہ مین
ہوئے حکم احکام جاری کرتے رہے اوس روز بھی ایک لڑکی فرنگن قید ہوئی اور ایک شخص کا
گہر اس الزام سے کہ اوسکے گہر مین فرنگی ہین لوٹ ڈالا پس چار چار سو روپیہ بادشاہ نے ہر پلٹن کو
دلوادے اور اعلان ہوا کہ ہر دار اگر کسی گہر مین کوئی عیسائی پوشیدہ ہوگا تو مالک کو

شنبہ کو ہوا تھا غلط

اوس گھر کے سزا آسنگین ملیگی اور حکم ہوا کہ ناج کا بہاو ایک مقرر کرکے دوکانین کھلوا دو فقط
بعد اسکے خود ہون کو نیز بدستور تسبیح خانین دیوان خاص سے آئے وہان بعض بعض نے ایک ایک
اشرفی نذر گذرانی خود ایک ایک کا حال تفحص کرتے رہے راجہ رام سنگھ والی جیسور کے نام فرمان
جاری ہوا کہ مع فوج اپنے کو دہلی مین حاضر کرے اور سپاہی والی جیسور اور سیس داوری اور بوا
باتوری اور راجہ بیر گدہ اور نواب فوجدار اور دوجانی والا کو ارشاد ہوا اس عرصہ مین خبر آئی
کہ جنگ اول کے گھوڑون نے شکوہ سنری مندی اور سیلی واڑی اور راجپوتانہ کے دیگر
ولایت مین ہر دوار آمد کرکے جو مین جو تھن کو حکم ہوا کہ اسکا درک کرکے جلد پہونچا دے مرزا ابوبکر نے اپنا
لیکر جنگ اول کو جو گانون نذر کئے گئے گو جو کا بہاو ت لیا اور جلد یا اس تاریخ مین ایک
سپاہی بطور جاسوس کے شہر مین آیا تھا گرفتار ہوا شاہ نے اوسکو چیلخانہ مین بھجوا دیا اور ایک مہم
بھی قید ہوئی فقط پس اتنا رہون روز خفہ عرض ہوئی کہ چار سو سوار نواب جیسر کے حاضر ہین
بباعث بدعملی کے داخل ہونہین سکتے اور عرضی بلکہ نکے راجہ کی گذری اور ایما کیا کہ اپنے
لوگون کو حاضر ہونہین تامل ہے ارشاد ہوا کہ چار سو سپاہی پانچ پانچ روپیہ ماہوار کے اور ایک
رسالہ سوارون کا فی نفر سیس روپیہ ماہانہ اس ماہ سے برقرار کرین شاید یہ حکم سابق کا جو لکھا ہے
دو سو آدمی اجگی تاریخ تک نوکر ہوے اور ننگی تلوارین لیکر سپاہی لوگ واسطے انتظام کے بموشہر
مین گشت کرتے تھے حکم ہوا کہ لوگ ڈرتے ہین اور دہشت کرتے ہین آج سے بند ہوا اور اسی روز
یہ بھی ہوا کہ آغا محمد خان کا سپاہیون نے گھر لوٹ لیا فقط من بعد سو لہون کو سوار ہون نے
تہ اجگر کرکے جو فرنگی مرد اور عورتین چیلخانہ مین تھے اونکو اپنے قبضہ مین کرلیے تا سبکو قتل

کر ڈالین

مرزا الہی بخش نے کہا کہ قتل کرنا عورتوں کا شرع محمدی میں جایز نہیں ہی سوار دنے اوسکے
بیس کا ارادہ کیا وہ تو بھاگ کر بچ گیا اور اُن لوگوں نے قلعہ میں تمام فرنگیوں کو مع عورات اقتدار خانہ کے
قتل کر ڈالا اور لاشوں کو چھکڑوں میں بھر واکر دریا میں پھکوا دیا فقط اوتیروں ہی کو
دفن کیا اسلئے ملاحظہ کرنے مورچوں سلیم گڈھ کے تحت روان پر سوار ہو کر تشریف لیگئے اور صاحب کمپنی
کے سپاہیوں کی اپنی جانبازی ایسی دلچسپی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر کوئی فرنگی تم گرفتار
کرنے تو خود میں اپنے ہاتھ سے مارڈالنے کو تیار ہوں اور حکم احکام صادر ہوتے رہے بعض بعض نے
فانوس
ان مدارس میں فقط اتفاق زمانہ برسوں کے بعد دیوان عام کی ارراستگی ہوئی فرش قالین جھاڑ
دیوار گیر سے صاف کیا گیا اور ۱۸ کو دیوان خاص سے دیوان عام میں آنے تخت سلطنت پر جلوس کیا
اور روسا سپاہیوں جو توپوں کو خدمات عنایت ہوئے دیے نذریں گذرانیں گوجروں کی شورہ پشتی کی عرض
ہوئی سب ہوگاروں پر حکم گیا کہ بیس ۲۰ سو روپیہ روز فوج کا خرچ ہے پانچ لاک روپیہ کی سبیل کرو بعض
نے عرض کی کہ ہم لوگ ہیں دس ہزار دیدیں گے کہاں ہو سکتا ہے بعض نے کہا اگر سب دینگے تو ہم کو بھی
دیں گے بعض افسران فوج نے گذارش کی کہ میرٹھ میں سب انگریز جمع ہو کر ذمہ پر اپنا پورا
عالم کیا ہے دو پانچ کمپنیاں روز کی سے آئیں ہیں فقط انیسوں ۱۹ کو بھی بندوبست برآمد ہوئے عرض
ہوئی کہ رملی اور مراد آباد سے بہت فوج پیادے اور سوار اور توپخانہ مع خزانہ کثیر میرٹھ میں
آنے والے ہے بعد اسکے ہمارے انگریزوں اور انکے مکرر ہو کے لڑائی ہوئی قدرت خدا ایک گولہ
اس توپ کا اس سرنگ میں جو انگریزوں نے کھود رکھا تھا جا پڑا اور سرنگ کے اوڑتے ہی تمام
فرنگیوں کا ورثہ اوڑ گیا اب میرٹھ میں کوئی فرنگی نہیں یہ سنکر تمام فوج اور بادشاہ کو نہایت

خوشی ہوئی چنانچہ علامت خوشی کی پانچ توپیں سلیم گڈہ کی سر شہر میں بعد یہ خبر ملی کہ ستر ا
ہزار روپے کلکٹر گورگانون ہرسر دی کہ تہی میں چھوڑ گئے ہیں سو سوار دو کمپنیان روانہ ہوئیں اور
لاکھ روپیہ داخل خزانہ کر دیا پھر ایک سوار بجا بائی صاحب کا آیا اور عرض کی کہ بائیصاحبہ کو عیسائیوں کے
قتل میں غور سک ہے حکم ہوا کہ کل فرنگیوں کا اختتام ہوا اور دو سوار ہمراہ اسکے جاکر بائیصاحبہ سے کہو
کہ بلا تامل فوج حاضر حضور رہوں پس کنور راجیت سنگھ چچا مہاراجہ ہتیالہ کی نذر ہوئی اور اسنے ایک اشرفی
گنہ رانی من بعد دو انگریز برتن پی بیان ایک لڑکا کسی درزی کے گھر میں چھپا سواروں نے انکو پکڑ لائے
اور گھر جلا دیا بادشاہ نے قیدیوں کو سپاہیوں کے حوالے کیا اور آپ سلیم گڈہ کو شریف
لے گئے وہاں سلامی ہوئی پس محل سے دیوان عام میں برآمد ہوئے مرزا الوبکر کو بلوا کے حکم
ہوا کہ سردار فوج کے ہو کر میرٹھ کو جاویں اور نواب محبوب علیخان اور حکیم احسن اللہ خان کو یہ حکم
کہ رکین میں ہدایت ہوئی کہ سامان اخراجات رسد وغیرہ فوج کے واسطے میرٹھ جانے کے تیار کریں اسی
تاریخ سوار دن کو یہ مبارک باعث جہاد فی سبیل اللہ کے ہر جا کر اون فرنگیوں کو جو وہاں
پوشیدہ ہیں مار ڈالا اب پھر رجوع کرتا ہوں طرف مضمون بالا کے یعنی کپتان ہیوس صاحب
سوستادن کو سرہندی بہنچا دیا ڈاکٹر صاحب حاکم اعلی فوج بنگالہ و سرہند کی طرف سے کمپنی بہادر کے دربار
تار برقی کے اخبار وحشت آثار میرٹھ اور دہلی کی سنکر جنرل انیس صاحب بہادر سپہ سالار افواج ہند کو
لکھا اور کہلایا کہ انبالہ سے پہنچنے آنا بہت ضرور ہے چنانچہ وہ چوتھی مارچ شملہ سے چلے اور
سپاہیوں کو داخل انبالہ ہوئے اور فوراً ایک اشتہار عام واسطے فراہم ہونے فوج انگریزی کے دیا کہ
جسکا ذکر ہو چکا اور جناب موصوف نے گو بہت تدبیر سے ارادہ محاصرہ دہلی کا کیا تھا لیکن

اجلی مسمّی سے وہ تو اپنی جاگیر گئے اور حسب الحکم انکے جو کمپو کہ میرٹھ سے مقام باغپت گیا تھا
کرکے چلا تھا اور اس کمپو میں جو ساتھوین نمبر کی رفل پلٹن گورون کی پانچسو جوان سے بھی کم تھے
اور دہ سو سوار گورے قراینی رسالہ کے اور ایک توپخانہ سیدان جنگی اور ایک توپخانہ ایسی تھا
جب یہ فوج تین کوچ اور مقام میں تیسوین تاریخ مہینے کو غازالدین نگر میں پہونچے بھایک چار بجے
باغی فوج حملہ آور ہوئی اتنازہ پنی ایک توپ لگا گولہ ایسا آکر گرا کہ دو کہار اس سے اوڑ گئے پس سپاہ
انگریزی نے توپخانہ جما کر آگ برسانی شروع کی پھر ہونے لگی جب آدھی گزر کے قریب توپون سے انکے جا لگے
دفعتاً خندکیا باغی فوج والے پریشان ہوگئے ایک کہاری انکی بھگی سامان کی اور گئی کہتے ہیں تلنگون نے
مایوس ہوکر دانستہ آگ لگادی پانچ توپین انکے ساتھ تھے جنمین لکھا ہے کہ یہ لڑائی اگرچہ
بہت دیر تک نہ ہی لیکن سرکار انگلشیہ کو فتح کامل ہوئی یہ لڑائی پہلی تھی کہ جسمین باغیون کی
ایسقدر خطرہ ہوئی تھی مسمات ولایت خانے قریب پانچ ہزار آدمیون کے بھگا دیا اور تعاقب کرکے وہان
ایک قریب کا نون تھا کہ وہ بھی اوت سے لڑتے تھے جلا دیا اور ایک خندق مین پچاس آدمی
بوشیدہ تھے سبکو مار ڈالا آدمی بہت سے مارے گئے اور بہت زخمی چھکڑے گاڑیان اسباب
جنگ کے بہرے ہوئے چھوڑ گئے اور فوج انگریزی مین سے گیارہ آدمی قتل ہوے اور اکیس زخمی
اور ایک کپتان ایڈجوٹنٹ روز صاحب دوسرے دن اکتیسوین کو ایک بجے پھر مقابلہ ہوا دو گھنٹے تک خوب
جمکے لڑتے رہے لیکن ہر مرتبہ کامل زک پائی اور جب آگ اوکی مندی پڑی یہ حملہ کیے وہی بات
ہوئی جو کل ہوئی تھی شکست کھاکر سر سیمہ ہوا بیگ گرمی کی بہت شدت تھی یہ تعاقب نکر سکے
وے توپین اپنی سب کھینچ لیگئے ادہر کے کل چوبیس آدمی مقتول و مجروح ہوئے اسمین

ایک لفٹننٹ برکنہ صاحب بہادر سے گئے اور کپتان جانس اور لفٹنٹ پیئر رخصتی بعد اسکے باغیت مذکور کے
طرف کوچ کیا اور چھٹی تاریخ جون کی باغیت مذکور سے گذر کر ساتوین تاریخ علی پور مین اوس فوج
مین جو انبالہ سے آئی تھی ملے اور انبالہ کی فوج جو بعد مرنے جنرل جدج آنسن صاحب بہادر
کمندر انچیف کے موضع کرنال مین زیر حکم سر ہنری برنارڈ صاحب کے بلے صاحب موصوف بعد بہم پہونچنے
بھاری توپخانہ اور سامان جنگ کرنال مذکور سے کوچ کر کے صبح یا چوتھی تاریخ علی پور مین داخل
ہوئے تھے ساتوین کو فوج میرٹھ جب آکر ملی یہ دونو فوجین اکٹھا ہوئین شب کو ایک بجے
دہلی کی طرف لڑائی کے لیئے صف باندہ کر کوچ کیا پس تمام سپاہ کے چار غول بنکے اور میدان جنگ کے
واسطے آہستہ و مستعد ہو کر علی پور سے چلے اور قطع مسافت کرتے ہوئے جب صبح کا وقت
نمودار ہوئی ساڑھے چار گھنٹے بعد سراپر یاد اللہ کی ہو چکے چونکہ وہان سے چار میل کے فاصلہ پر
باغیون نے خوب مضبوط مورچہ قایم کر رکھا تھا لڑائی شروع ہوئی باغیون نے بہت عقلمندی سے
توپین سر کین اور اس جلدی سے آگ برسائی کہ ایک لحہ کا توقف نہوتا تھا جب سب اسکے سب
آگے کے غول مین نقصان کثیر واقع ہوا تو اوسوقت حملہ کی سوچھی دوسرے غول کے چھ توپین ملتان کے
گوروں نے سنگینین چڑھا کے دوڑے اور عین توپون کی آگ مین گھس کر سپاہ کیا اور سب توپین
موجون کی چھین لین اور نوین رسالہ کے بہادر سواردن نے اس اثنا مین میدانی توپون کو چھین
منہ انکا پھیر دیا پھر شکست عاید حال باغیون کے ہوئی بارہ توپین چھن گئین اور کل سپاہ جنگ کا اور
خیمے اور اونٹ اختیار مین سرکار انگریزی کے آگئے اور جب وہان سے آگے کی طرف چلے ندی ہار ہوئے پھر
پھر مقابلہ ہوا اس دفع بھی مار کر سبکو بھگا دیا جب تو مطلع صاف ہو گیا چھبیس توپین چھین لین

اور وہلی آہستہ آہستہ لشکر و جنگ کا جو کہ وہ چھوڑ گئے تھے قبضہ کرلیا اور ہر کہ اکاون توپ کی مار تک
اور سمین تین سردار اور ایک سو تین سپاہی زخمی ہوئے اور سمین بارہ سردار بعد اس جنگ کے آٹھوین
ماہ کی چوتھ جون کی شام کے وقت عین دہلی کے سامنے پہاڑی پر کہ وہ ایک اونچی زمین ہی فوج انگریزی نے
قیام کیا اور خانہ بندی ہر دو مان سے نہ ہلے حتی کہ دہلی کو سر کیا اور وہ لوگ تو محصور ہوئے اور یہ محاصرہ
سر کرنے کا شروع کیا اور قدیم چھاؤنی کو اپنی جو کہ باون میل کو چھوڑ دیا تھا لے لیا اور پربت کے مقام پر
خیمہ کیا اور ہندو راؤ کی کوٹھی پر کہ وہ ایک مقام رہنے کا ہے کہ سابق مین وہان مہاراجہ ہالکر
ہندو راؤ مرہٹہ قیام پذیر تھا۔ جب قبضہ کیا شہر شاہ دہلی کی جو شاہجہان بادشاہ نے سنگ
سرخ سے بنوایا تھا اور جب اپنا لشکر سوتین مین انگریز داخل شہر دہلی ہوئے تو اس زمانہ مین وہ
حصار بہت اور شکستہ ہو گیا تھا اور بوجب قانون جنگ کے ناقص تھا برج توپون کے جھوٹے
ہوئے تھے اور علاوہ بدکار دیوار شہر شاہ کے بوسیدہ عمارت کی زہر پڑی ہوئی تھی کلر
انگریزی نے اوسکی مرمت قرار واقعی کی توپون کے برج مع دیوار پردہ اور بارہ دار سر بنوائی
اور جو طرح سے شاہ کابون کی تعمیر کروائی اور خندق کو ایسا درست کیا کہ نہی کردی کسی برج
و حصار کے کنڈے پر توپین گھومتی ہوئی محورون پر رکھوائین کہ جس طرف چاہین کماکر فیر کرین
اور اس شہر پناہ مین دس برج ہین اور تیرا دروازہ اور سولا کہ گیا اونمین سے ایک دروازہ تین
کہ گیا ان مسدود ہین اور کلکتہ کا دروازہ طرف صاحبان انگریز کے مہیا تیار ہوا ہی پس نوین کو
دو پہر بعد گشتہ فوج جوق جوق آراستہ ہو کر مع توپخانہ شہر سے نکلے اور لشکر انگریزی پر حملہ آور ہوئے
اور چاہا کہ مورچہ ہندو راؤ کے توپون کا قبضہ کرلین لکھا ہے یہ لوگ قلیل عشر عشیر سے بھی کم تھے

لیکن ایسی مار پڑی کہ پہر دہلی کے اندر کر دیا اس اثنا مین ہماری پیدل فوج بھی پہنچ گئی اور لڑائی شروع ہوگئی پہلے تو انگریز ملتن صاحب بجیسٹر وین نمبر گوروں کی پلٹن کے پیدل سے مرگئے پھر بھی ایسی جرأت سے کرا دایل مین پہرے ہوئے فوجوایل بڑی سختی اور مضبوطی سے حملے کرتے رہے اور سپاہ انگریزی کو ہٹا پیسے اوٹھا دینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا کوئی تدبیر باقی نرکھی مگر انہون نے بڑی بڑی تکلیفین اوٹھائین اور انکی مصیبتون کی برداشت کی ہر چند کہ بیسیون دفعہ حملہ کرتے تھے بلکہ دن بہر مین چار چار وقت اور انکی مدد کو ہر چہار طرف سے برکشتہ فوج چلی آتی تھی اور انکو کہین سے کمک آنے کی توقع نہتی تسہر پاون نہات کا قایم کیے ہوئے تھے اور اسمین کئے تھے کہ آنے محاصرہ کو لیکن یہ معلوم ہوا کہ ہم خود محصور ہین اس قلیل فوج کو محاصرہ کرنا بالکل اسقوط شہر کیا بیان مقولہ صاحب کتاب کا ایسا ہی وہ کہتا ہی کہ بجائے ہندوستانی فوج کے اگر فرنگستانی فوج اندر ہوتی تو کسی جنرل کا ہاتہ نہو سکتا کہ محاصرہ کرتا القصہ مختصر لکہتا ہی کہ اسمین دو تین ہفتون تک بڑے بڑے مبصر اور تجربہ کار افسرون کو اندیشہ قوی تہا اور نتیجہ اسکا کچہ اچہا نہین دکہائی دیتا تہا آخرکار دستورین تاریخ کی لڑائیون سے بہادر انگریزون کی فوج مار گئے اس موقع پر شیون نے خوب آگ برسائی یہ خاموش فقط مستعد کہڑے رہے جب انکا بہت سا گولہ بارود خراب ہوگئی اور وہ قریب آگئے یہ دفعتاً حملہ کرکے اوپر چڑہ گئے اور شہر کے اندر گہس گئے اس کے بعد کہین توقع ہوئی آرام سے سوئے ورنہ دن کو لڑتے تھے رات بہر کمر بستہ پہرا دیتے تہے بیس گیارہوین تاریخ تو خالی گذری بارہوین کو پہر مقابلہ ہوا اندر والے احاطہ کثیر مورچہ پر برج پشان کے نزدیک آپہونچے قدم آگے کو بڑہا جاتا تہا قریب تہا کہ توپون کا قبضہ

اگریزی رجمنٹ پلٹن سکھ و گورکھے اور دو توپخانہ سے بھاری توپخانہ کو مرچ سے بھیجا پر یہ تین پلٹن اسی وقت
ایسے جلد پسپا ہوئے کہ وہ اسے آگے نہ بڑھے تھے ہر چند کہ ایک کپتان اور بہت سے گورے مارے
گئے لیکن اس روز بھی فتح کامل صاحبان انگریزون کو ہوئی اوس روز مسٹر صاحب کی
کو تہی کو جو ایک عمدہ مکان تھا کہ اسکی آرایش و تزئین مین زر خطیر خرچ ہوا تھا اون لوگون نے
خاکمین ملا دیا اس عرصہ مین کہ ہمارون اور مورچون پر حملہ کیا لیکن کچھ بن نہ آئی ویسی ہی
دہلی کے اندر بھاگ آئے ہر چند رہوین کو خوب لڑائی ہوئی سا تھے پانچ بجے سے ہنوز صبح
ہوئی تھی دو بجے تک مقابلہ ہوا ہنگامہ جدال و قتال کا خوب گرم رہا آخر وہی ہوا کہ یہ
لوگ نقصان عظیم اوٹھا کر ہٹے اور بدستور داخل چار دیواری دہلی ہوئے سولھوین بخیر
گذری سترھوین صبح انگریزی فوج باغ کے سامنے ہے میرٹھ کو روانہ ہوئے اور
بیچ دہ پہنچے خبر رسانی کہ دشمن لشکر کیچ کی سرائے غرب مورچہ قایم کر رہے ہین
فوراً حملہ کا ارادہ کیا دو کمپنیان رجمنٹ پلٹن اور دو گورکہون کی مع توپخانہ جلد چل نکلین اور بفور
پہنچ کر یک بارگی حملہ اوٹھا دیا پس چالیس پچاس آدمی جو اوس مین تھے مارڈالے اور توپین
چھین لین بیان اخبار نویس اس بار رقم کرتا ہے کہ گورکہون نے دہلی کے محاصرہ مین اس قدر
وفاداری اور دلیری کی کہ مورد کمال آفرین اور تحسین کے ہوئے اور یہ لوگ پست قد پہاڑی
قوم کے آدمی ہین دلیری مین ولایتی فوج سے کچھ کم نہین انیسوین کو سرکش لوگ عقب پر سے آکر
حملہ کرنا چاہتا تھا مگر افسران انگریزی نے خبردار ہوکر جہت چھے اضراب توپ اور ایک تمن رسالہ
سوار ولایتی سالہ برداروں کا روانہ ہوکر شمال و مغرب کی جانب مبارک باغ سے ایک میل

پیچھے مقابلہ پر لڑائی کا بازار گرم ہوا گیارہ بجے تک لڑائی رہی اور فتح کی امید تھی اور جالا کی سے
توپیں سر کرنا شروع کیں پر گدیر جا اوٹے جو یہ حال دیکھا کہ حملہ کا حکم دیا حملہ ہوتے ہی باون
اونٹ اور بہت گھوڑے بیل بیلگاڑی اور بھیڑ شتر کے اندر گھس گئے اور سدن کی فوج میں افسر آدمی
مارے گئے ستر زخمی ہوئے اور ساٹھ گھوڑے مارے گئے اگرچہ اسدن بھی شکست پائی
لیکن میدان کو بالکل خالی نہ کیا رات کو اور نئے سپاہ اور مدد ہوئی دس بجے صبح کے وقت سے
گولہ اندازی شروع کی ادھر سے ہر فوج روانہ ہوئی بحر دقاعدہ کے بموجب عادت ہر دو فوج
بھاگ اٹھے دو توپیں اور تین گاڑیاں انکے ہاتھ لگیں اکیسویں تاریخ کو قلعہ
توپیں مورچوں کی سر ہوتی رہیں تیسویں کو مشکل کے ساتھ ہوا جنرل مسلمان سب حیران
کہ اپنے اسدن یقین کامل فتح کا بتا عث نکال رکھی تھی چھ ہزار آدمی سے زیادہ شہر سے باہر
اور لشکر پر اگر سے ادھر سے میدانی توپیں روان ہوئیں سبزی منڈی کے طرف لڑائی ہوئی گولہ
اندازی شروع ہوئی جب لڑتے لڑتے چار بجے اور اسوقت کچھ فوج پنجابی پنجاب سے آملی تھی
حکم ہوا کہ رفل اور گورکہ اور کادر گورکی پلٹن حملہ کرکے سبزی منڈی لیں یا وہ لوگ
گیارہ گھنٹے دھوپ میں لڑتے گذری تھی اور کچھ نہ تک نکلا تھا جاتے اور چھ ہزار آدمی کو پسپا
کر دیا جب میدانیں توپیں چھتوں پر سبزی منڈی کے مکانوں کے چترہ کر اوہ سے لڑنے لگے
تب بھی تاب نہ لائے شہر میں بھاگ گئے اوسروز بھی بڑی فتح لشکر انگریزی کی ہوئی لیکن جانیں
بھی تلف بہت ہوئیں اوس روز سے سبزی منڈی قبضہ میں سپاہ انگریزی کے آگئی اور
دہنے طرف کا اخیر مورچہ اوس جگہ قایم کیا پھر تیسویں کو سیدھے طرف ایک خفیف مقابلہ ہوا

سنہ ۱۸۵۷ء کو دیسی لوگ دو طرف سے حملہ آور ہوئے چھ بجے سے دو بجے تک سمکہ ہوکر آخر کار
شکست پاکر بھاگے اوسی تاریخ سے برسات شروع ہوئی خوب مینہ برسا تمام لشکر ایک تالاب ہوگیا
اور ساتھ ہی ہماری پلٹن میں ہیضہ کی بھی غلو کیا اوسیدن کئی آدمی مرگئے اتنا سیون کو مقابلہ تو نہوا
مگر تین طرفین سے چلتی رہیں انتیسوین کو نو بجے سے دو بجے تک بموجب معمول کے لڑے اور بھاگے
اس سے خدا کی تائید معلوم ہوتی ہے کہ دیہت تھے اور سامان بھی اچھا رکھتے تھے اور دہلی سے
پناہ گاہ مضبوط اور یہ قلیل سے سامان اور کسی ہندوستانی سپاہی سے بیخوف نیچے ہزار
بہادر نہوں تو کیا ہوتا ہے ایسے قوی رکھتے تھے ہر روز فتح نصیب انکے ہوتی تھی پہر پہلی تاریخ
جولائی کی چار سو جوان اکستوین پلٹن کے بہادران ولایتی کمک کو سیاہ انگریزی کے آئے اور
بریلی کا بھی اسی روز سے کشی اختیار کرکے دہلی میں داخل ہوا اور پرلی میں طرف دریا جمن کے
قیام کیا اوسمیں تین ہزار آدمی جنگی توپ چھیالیس لاکھ دیلی تھے غرض ہر روز اس طرف کو لوگ
بہت جمع ہوتے تھے تیرا صرہ الوان ہمراہ انکے تھے اندرونی اجمیری اور ترکمانی دروازہ سے
باہر نکل کر میدان میں عیدگاہ کے ایک میل سے اوسدن فراہم ہوئے تھے صاحب کتاب لکھتا ہے
اوہ ہر قدر آدمی ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک تمام ملکر
ڈالیں تو فوج انگریزی دب جائیگی غرض مغرب کے قریب وہ لوگ قریب چھ ہزار کے کشن گنج پر سے
ہوتے ہوئے دہنے طرف لشکر انگریزی کے چلے یہ عجب ہے کہ یہ کل تین سو آدمی تھے
تمام رات لڑتے رہے ایک تسو بھر پیچھے نہ ہٹے صبح کو وہ لوگ اور بھی زور کئے مگر کچھ نہوا دوپہر کے
وقت بائیس گینے بعد لڑائی کے پسپا ہوکر شہر میں واپس آئے پہر دوسری کو ایک پلٹن سیاہ انگریزی کی

کمک کو آئی اور شہر مذکور ایک پنجابی پلٹن مین ایک کمپنی پوربیون کی تھی زبانی ایک سکھ کے احوال کہلا
کہ وہ آمادۂ بغاوت ہین بعد دریافت باتین مشخصون پر جرم ثابت ہوا اوسکو توپ سے اڑا دینے کی
باقی جوانون کا جب بیباقی کرکے ہتیار لے لیئے اور لشکر سے نکال دیئے دوسری تاریخ کو سرکش فوج
ملی پور پہنچکر کہ وہان کے لوگ خیرخواہ سرکار انگریزی کے تھے رات کے وقت تمام گانون کو جلا دیا
اور لوٹ لیا قریب پچاس ساٹھ سکھون کے جو پہرے پر تھے مار ڈالے صبح یہ لوگ خبر دار ہوکر آگے
آئے اور داخل دہلی ہوئے ندیا سو آدمی اونکے مار ڈالے اور گاربان سپاہ کی تین لین پانچوین
تاریخ عجب ساماجو ہوا کہ بعضا حال سرسری برباد ہے جب حاکم لشکر انگریزی مرض ہیضہ کی مبتلا
ہوکر ملک عدم کو سدھارے اور کلی تعرف ہت کرنا ہی لکھا ہی لیہ چاہیئے ایک بات آدمی بے حضرت عیسیٰ
الکا کل ہے سا ہا اسی تاریخ کو حضرت اور سپاہ علی پور کا بھاطت تمام داخل لشکر انگریزی
ہوا اور جنگ مین آٹھ روز کی تعطیل رہی جب ایک مہینہ قلعہ لڑنے گذرا اور ایدن بھی فوج کمپنی کی
موجی دل بندون کے مار گئے اور کہتے تھے کہ کیا ہوگا بیان بمقولہ مخبر کا اسا سرکش ہے
ہر اعلم کیا عورتون اور معصوم بچون کو جو سیکناہ ہوتے ہین جان سے مارا تھون ہی روپیہ
پہر آٹھوین کو توپین مورچون پر سے چلتی رہین ایک گولہ ایسا نشانہ پر آکر پڑی توپ چوپٹ
دروازہ پر چڑھی ہوئی تھی ناکارہ کر دیا بیان پر جب کتاب بعض بعض صاحب لوگ اور بی بی
لوگ انگریزی جو بعد جانے رہنے دہلی کے کول گہر سے نکلے اور جسکا منہ جسطرف کو ہوا اسی راہ مین
جو جو مصیبین اوپر پڑی ہین اوسکا مفصل احوال لکھا ہی چونکہ یہ کتاب مختصر اور اصل اسکا
منتخب ہے گنجایش نہین اس لیئے نامہ نگار نے اوسکا بیان چھوڑ دیا کہ وہ فقط آزار اور بیدادی

کمپنی جلفت کی ہی کہ جنگ ہین کہ تدبیر لڑائی کی اور تدبیر صف آرائی کی مفید عام ہو بیسوین تاریخ
ایک لڑائی سر ہر کے وقت ہوئی العظمہ تدبیر کشتون کے ہزار بھر آدمی مارے گئے اور انگریزون کے
صرف پچاس آدمی سپر بدستور چودہ ہون کو بھی ایک جنگ ہوئی اس روز سولا آدمی فوج انگریزی سے
مارے گئے اور دیڑھ سو کے قریب زخمی بعد اسکے جنرل ریڈ صاحب نام مقام کمندر انجیف کہ بعد
سر ہری ہزار ڈھاکے کے حکومت فوج انکے قبضہ مین تھی بسبب بیماری مزاج کے سولھوین تاریخ حد بت
بدا کو استعفا دیا یس ہمراہ انکے زخمی اور بیمار لوگ لشکر کے بھی الہ آباد اور کسولی کیطرف روانہ کیے
گئے اور برگیڈیر جنرل ولسن صاحب بہادر کل فوج دہلی کے حاکم قرار پائے چنانچہ اسی روز انکی تقرر کا
اعلان ہوا اور شکست فاش ہندیون نے پائی اور بعد جسکی کی کمپنی فوج بھی داخل دہلی
ہوئی برگیڈیر جنرل صاحب موصوف کے وقت ایک لڑائی اتہارہوین کو ہوئی ایک افسر لڑائی مین
مارے گئے اور ایک عارضہ آفتاب سے مر گئے اور قریب سولا آدمیون کے مجروح و مقتول ہوئے
اور کل بسکٹون کو روبرو بنے سر ہری مندی کے شکست دیکر نکالدیا اور ہتون کو دنیا سے خارج کیا
مگر اس تاریخ اور اسدن انگریز لوگ بسبب کمی ہونے فوج کے بھاری سے نہین اور جنگ سے بھی
ماندہ نہ سمجھے کہ کب حملہ انکے موقوف ہونگے اور کب دہلی فتح ہوگی اسواسطے کہ یہ جا گوری کی
اور اندیشہ اسکا بجا تھا کہ اُن پاس اس وقت چھبیس ہزار نوسو اٹہارہ آدمی تھے انمین افسر سپاہی
سب ملاکر چھتیس ہزار تین سو اکاون زخمی یہ فوج آخر جولائی مین بیس ہزار فوج کے مقابلی ہی
جو کہ شروع روز سرکشی سے یعنی گیارہوین تاریخ مئی سے دہلی مین فوج سند وستانی
مقامات چنہادنی میرٹھ اور بالنی اور متھرا اور لکھنو بنیرا آباد اور علمدار فیروز پور پر بھی

اور جہانسی اور گوالیار اور نیمچ اور نیملگدہ اور اگرہ اور متھرا اور دھولپور اور الہ آباد سے داخل ہوتی ہوئی
جولائی تک معلوم ہوا کہ دہلی میں قریب چار ہزار قواعدان ہیں اور قریب بارہ ہزار کے پیادہ اور تین
ہزار نئی فوج بھرتی کی انیسوں کو جیسے ہی خبر آئی کہ سرکش سواروں نے شورہ برپا کیا ہے جو جیکرے
لدے ہوئے بوجھ کے لشکر میں آتے تھے روکنا چاہا تاکہ گورے سواروں سے بارماری ہو لیکن
گئے اکیسویں تاریخ انگریزی فوج نے سبزی منڈی میں ایک سراہی کو دیکھا لوگ پیادہ لیکر لڑنے
تھے سرنگ لگاکر اوسکو اوڑا دیا وے لوگ سے دیکر تھوڑی دیر تک توپ اندازی کرتے رہے
بائیسویں کو فقط بوچھن سے توپیں چلتی رہیں تیئیسویں جولائی کو ایک بڑی لڑائی ہوئی اسروز جیسے
توپیں ہمراہ ان لوگوں کے تھیں صبح سے لڑائی شروع ہوئی جب دو بجے تھے یہ لوگ زیر دیوار
شہر کے اکا تعاقب کیا اسمیں بہت جانوں کا نقصان ہوا چوبیسویں سے تیسویں تک پھر جنگ
ہوئی اکتیسویں کو بڑی بھاری لڑائی ہوئی دو کشمیری اور اجمیری دروازہ سے جو قوق نکلے
یہ آگ برسانا شروع کئے وہ بھی جیسل سے جواب دینے کی توپیں چلانے لگے سو ہی دروازہ کی
جو بیس پنی توپ خوب آگ برسانے لگی دو فریق ہوکے لڑنے سے غرض خوب جنگ ہوئی اور یہ
اس قلیل فوج سے مقابلہ کرتے رہے اپنی جگہ سے بال برابر نہ ہٹے آہستہ آہستہ آگے بڑھے
چلے گئے یہ واقعہ ماہ جولائی کا ہی اب ماہ اگست کا حال سنا جاتا ہے کہ کیا ہی بھلی تاریخ اگست کی
ہے قربان کا دن بتاتے ہیں بادشاہ نے اس روز ایک قطعہ لکھکر بخت خاں نام ایک شخص کو
کہ وہ کل سرکش فوج کا دہلی میں سپہ سالار تھا خود تصنیف کرکے مرحمت فرمایا شکر اعد الٰہی
آج سارا قتل ہوکر رکھہ کو جرسے لیکر تا نصاری قتل ہوا آج کا دن عید قربان کا جیسی چاہئے ہم

ما ہی ظفرت تیغ کر دشمن ہمارا قتل ہو ۔ چھے بجے شام کے وقت سے لڑائی شروع ہوئی رات
بھر خوب لڑتے رہے بہت آگ برسائی بڑی مضبوطی کی بے تحاشی لڑتے بھڑتے رہے توپ
اندازی اور بندوقوں کی فیر ہونیکا اس لڑائی میں ایسا انداز ہتا کہ کسی لڑائیں سابق کی نہ تھی
جنگ کے ظہور میں آیا صبح کے آٹھ بجے تک یہی حال رہا تب انگریز نو لے کبک لڑتے رہیں موجوں
کا حملہ کر اقبال دشمن کو ہاتھ سے نکال دیا اس حملہ میں دشمن مارا گیا اور تین زخمی اور سیاہ سے
قریب بارہ آدمیوں کے مقتول اور مجروح اور ادھر کے چھے سو آدمی سے کم مقتول و مجروح ہوئے
ہونگے پھر بھی کوٹ قلعہ اندر ہی اور یا سو جوان لوگوں نے کشن گنج پر تیار کر کے
فیر کرنا شروع کیا ساتھ توپ کو شیر میں ایک سیکر یں اور گیا اس سے بہت جانوں کا نقصان
ہوا اور انگریزوں نے ہماری ہاری توپیں کشن گنج کے موجہ کیطرف پھیر دیں نوبی دسویں
گیارھویں کو توپیں ادھر سے چلتے رہیں بارھویں کو جو ہلکی میدانی توپیں ادھر والوں
نے بندوقوں اور مشکاف صاحب کی کوٹھی پر جو لوگ کہ وہاں پہرے پر قایم تھے لارکھی
توپیں ادھر والے حملہ کر کے ایک گھنٹہ کے عرصہ میں چونکہ دو بیغبر تھے پچیس گولہ انداز
اور بہت سے تلنگوں کو مار ڈالا چار توپیں چھین لیں اسی روز بندرا گھوڑے انگریزی
فوج والوں کو ہاتھ آئے اور ستر اجوان زخمی اور مقتول ہوئے من جملہ اسی رات کو
دسے لوگ کو مشکاف صاحب کی کوٹھی پر حملہ کیئے مگر فتحیاب نہ ہوئے پس چودھویں کو
انگریزی فوج کی کمک آئی کہ اسمیں باون ۵۲ ویں پلٹن گوروں کے چھے سو جوان اور
ایک بازار خانہ سو آدمیوں کا اور اکسٹوین ۶۱ پلٹن شاہی گوروں کی اور ایک توپخانہ

اور دو سو سوار ملتانی تھے سولھوین روز یکشنبہ کو دو توپیں بسبب ثابت ہونے جرم سازش کے اس
طرح پر کہ بعض اوقات گولہ توپ کا نشانے سے دور جا گرتا تھا اور بعض اوقات راہ میں رہ جاتا تھا
اور بعض اوقات ایک ایک توپ پختہ فیر ہونے کے سات سات مرتبہ رجک جاتی تھی
گرد میں رسی ڈالکر اٹھائے گئے تیسوین کو اودھر سے تمام سرکش فوج یہ خبر پاکر کہ توپخانہ قلعہ شکن
آرہا ہے اور حفاظت اوسکی چند ان مضبوطی سے نہیں ہو سکا چاہیے ارادہ کیا اور چوبیسوین کو ایک
جماعت کثیر دہلی سے چلی لکھا ہے کہ اس توپخانہ میں اٹھارہ اضراب توپ اٹھائیس سولا ضرب اتواب
اسپی اور چار سو سوار سولا سو پیادہ تھے پچیسوین تاریخ کو جب یہ مقام نانک لوہی پر جو لشکر
انگریزی سے نو میل کے فاصلہ پر تھا پہونچے معلوم ہوا کہ وہ لوگ نجف گڑھ کے طرف جاتے ہیں
اور وہاں سے پھیر کے طرف اگرحد کرینگے جب چار بجے بعد دوپہر کے وہاں پہونچے دیکھا کہ وہ
پل نجف گڈہ سے لیکر قریب دو میل تک پیدائی میں مقیم ہیں ہانکنا مجرکا ایسا ہی کہ انگریزی
فوج اگرچہ اٹھارہ میل سے زیادہ طی کی تھی اول کچھ توپ اندازی ہوئی پھر حملہ کرکے سر اسپاہ رام
کی کہ وہ مستحکم کر رکھے تھے لے لی من بعد تمام قیام گاہوں کو قبضہ کرلیا سب توپیں چھین لیں
اور وہ سر اسپہ پل کے راستے سے بھاگ اوٹھے پس آدھی رات بجے اودھر والوں نے
پل کو نجف گڈہ کے باروت سے اوڑا دیا اس فتح میں پچیسوین تاریخ سیر الوین اور جملہ سامان
اور اسباب جنگ مع ذخیرہ خیمہ خزانہ جو دہلی سے ہمراہ لائے تھے ہاتھ آیا اکثر آدمی مجروح و مقتول
ہوئے من بعد جو نجف گڈہ سے بھاگ آئے دہلی میں خبر دی کہ کل فوج انگریزی نجف گڈہ میں کٹی ہوئی
ہی سکر خالی ہی موقع ہے کہ یک بیک حملہ کرکے پھاڑ دیجیں چنانچہ صبح دس بجے ایک فوج

کثیر ہو جون پر اپڑی لکتا ہی کہ باوجود اسقدر فوج نجف گڈہ کے طرف جانے کے قیام گاہ
[28] انگریزی بے لبھابہت آسان تھا مگر سب شکست فاش کہا کے دہلی مین پہرے آئے اٹھائیسوین کی
[29] رات پہر حملہ کیا تب بھی جلد شکست کہائی انتیسوین کو بڑی بہاری توپ اندازی ہوئی رات کے
[30] قریب دس بجے حملہ کر کے دو مدد سے سرکشون کے قبضہ کر لیے مدد میہان مراد اس سے ہی کہ سرنگ
کہود کے مٹی کی دیوار اونچی بنا تے ہین اور اسکے اوٹ مین کہڑے ہو کے توپین چلاتے ہین
جسمین دو گورے مارے گئے اور ایک زخمی تیسوین کو طرف سے توپخانہ بڑے زور و شور سے
[31] چلتا رہا اکتیسوین صبح سے ابر محیط تہا اور مینہ برستا تہا اسلیے ادہر والون کو معلوم ہوا
کہ مقابل دالے پریشان ہوئے اور بہادر شاہ صلح کرنی چاہتے ہین اس شرط پر کہ پنشن اونکی بدستور
برقرار رہے اور سپاہیون کی خطا معاف ہو اور نوکری پر اپنی بحال رہین مخبر کہتا ہی اسکا جواب
ظاہر میں وہ کیا دیگے کہا کہ جب قبضہ خاص پر خوب گولہ دہلی پر برسیگا شرایط صلح کا حال
کما حقہ کہل جائیگا بعد اسکے وہان جو کچہ کے گذرالشرط اطلاع مطلع کیا جائیگا فی الحال اب
یہان سے بریلی کی سرکشی کا بیان گنجایش پذیر ہوتا ہی بریلی کی سرکشی کا بیان بریلی مین
دو پلٹن پیادگان ہندوستانی اور ایک بے قاعدہ رسالہ اور ایک توپخانہ تہا فوج نے
بعد سننے خبر بغاوت میرٹھ اور دہلی کی شروع اتوار کے دن اکتیسوین ماہ مئی نکلے وہان کے
جلا دیئے گئے افسر مارڈالے خزانہ لوٹ لیا جیلخانہ کے قیدیون کو چہوڑا لیے یہان پر
صاحب کتاب بہت گفتگو صاحب لوگون کی اور مشاورہ انکا بیان کرتا ہی طول کلامی ہی
غرض بہت سے افسر بنی تال کیطرف کوچ کیے بعد بیس[32] صاحب لوگ بچہ کر نکل گئے

قریب پچاس مرد و زن کے پتا نہ ملا گیارہ بجے قبل دوپہر کے اول دے لوگ توپ علامت سرکشی کی
کیئے معاً دیکھے ہین بندوقین چلنے لگین افسرون کے بنگلون کیطرف گولے مارنے لگے
توپ خانہ سے گرد پہ ہر طرف چلتا تہا افسر لوگ ناچار ہوکر توپون اور بندوقون کے سایہ سے
بہاگے باز اتیل و آتش زدگی اور لوٹ کا خوب گرم ہوا چہاونی کو ایک شعلہ آگ کا کر دیا اور ہر طرف
بہاگ اوتہے کوئی پیادہ کوئی سوار گہوڑے پر نینی تال کے طرف چلے گئے ایک محشر برپا تہا
عورتین بچے پریشان رویتے چیخین مارتے ادہر اودہر پہرتے تہے افسر لوگ خدمتگار دن
سائیسون کو پکارتے تہے کوئی حاضر نہتا سب اپنے اپنے آقاوون کے اسباب لوٹنے مین مصروف
تہے اور محمد شفیع رسالدار کے ہاتہہ مین سر ہند امحدی تہا اور جو انگریز لوگ کہ نینی تال کیطرف
بہاگے تہے ساتہہ میل کی مسافت طی کرکے صبح بلدوانے مین پہونچے کل پلس سوارون مین تمام
رسالہ مین حق نمک ادا کیا افسران انگریز کا ساتہہ دیا جب یہ خبر سرکشی بریلی کی پہیلی تو گرد
نواح پٹہان اور گوجر وغیرہ نے لوٹنا اور مارنا اور جلانا شروع کیا اور نینی دو
صاحبون پر بڑی مصیبت پڑی یہ ایک تو مارے گئے اور دوسرے ہزار خرابی نینی تال کر
پہونچے اور صحت پائی ایک سائیس کا اظہار ہے جو بعد سرکشی بریلی کے شاہجہان پور کو
گیا تہا کہتا ہے کہ اوسوقت شاہجہان پور مین کوئی انگریز نہتا اور سب جلا ہوا بازار ویران پڑا
سیتاپور اور سلطان پور کا حال بہی ایسا ہی دیکہا جونپور کا تمام خزانہ لٹ گیا تہا مگر غازیپور
اور بکسر اور راہ مین امن پایا روہیل کہنڈ یعنی بداون کی سرکشی کا بیان لکہا ہے کہ جب خبر قتل
میرٹہہ اور دہلی کی وہان والون نے سنی انیسوین ماہ مئی کو بدعملی شروع کی اور ضلع آنلہ مین جو اوسپار

گنگا کے تھیک روبرو بدایون کے بیچ کمال فساد برپا ہوا آواک بدایون کی ہر طرف سے بند کی جانب
کے طرف فیلخانہ جو مراد آباد سے ملحق ہی انیسوین[19] کو لوٹ معاف کیا قیدی لوگ ہر طرف پھیل گئے
اکیسوین[21] تاریخ جو سوادی خزانہ پر تھے وہ بھی سرکش ہو گئے اول تو اُن لوگوں نے فیلخانہ کو
جو وہاں سے ایک سو قدم فاصلہ پر خزانہ کے تھا توڑا اوسمین تین سو مفسد قیدی تھے رہا ہو گئے
شہر میں شور و غل مچا اوسیوقت سرکش اندر کوٹ میں آئے ولیم ایڈورڈ صاحب بہادر جو وہاں
تھے گھوڑے پر سوار نکل نکلے اور مسٹر ڈنلپ اور انکا لڑکا اور کپس صاحب اونکے پیچھے ہوئے
مراد آباد کی سڑک طرف جانیکا ارادہ کیا راہ میں سب پورہ کا رئیس ملا وہ اُن صاحب لوگوں کو اپنے
گاؤں میں جو صرف بتن میل رہتا تھا لیگیا لیکن اوسکے بھائی نے اپنے وہاں رہنے نہ دیا کہا کہ یہاں
ان صاحبوں کا رہنا موجب خطرہی ہمارے یہ ہے کہ ہمارون صاحب ککورہ گاؤں کو چلے جاوین کہ وہ
بارہ میل پر ہی جب وہاں گئے تب حکم قطعی اوسکا ہوا کہ وہاں بھی نہ رہین گنگا پار ہو کر قادر
چوک کو جو ضلع اٹہ میں ہی جاوین لاچار وہاں سے بھی نکلے جب قادر چوک میں پہونچے کچھ آرام
کیا اور وہاں سے بیالہ کی طرف کوچ کیا جب وہاں پہونچے سنا گیا کہ جانیکو ہوئے یہاں بہت
ردوبدل ہو کر کلکٹر صاحب سے جب مسیدار قادر گنج کا ہر طرح پیش آیا فرخ آباد طرف چلے صبح
آٹھ بجے قایم گنج میں جو تھانون کا کانون تھا پہونچے احمد یار خان رئیس قایم گنج نے کمال
سیدلی کی اور بعد بہت منت وسماجت کے ملتان خان نام ایک نوکر کو اپنے ساتھ کر دیا کہ انکو نواب
فرخ آباد میں بخیر آباد لیجاوے وہ انکو ایک کشتی تیار کروا دینگے تا پار ہو کر ندی سے فرخ آباد جا ہو پہنچین
قایم آباد ایک قریہ کنارہ پر دریا گنگ کے واقع ہی وہان ہو پہنچکر معلوم ہوا کہ نواب مذکور

آباد قتل ہوے چنانچہ کیس صاحب قلعہ دمان مارے گئے اور یہ بھاگ کر قائم گنج کو واپس آئے نواب احمد یار خان
نے پناہ نہ دی انکار کیا تو بھی دیر انکو رکھا پھر تحصیلدار کے بھیجنے سے شام کے وقت دو آدمی اپنے رشتہ دار
ساتھ کر دیئے اور کہا کہ اپنے فرخ آباد پہونچا دو وہ ہندوستانی لباس پہنا کر ان دونوں صاحبوں کو
پچھلی راتوں رات چوبیس میل کی منزل طے کر کے فرخ آباد پہونچے اور خالی گھر میں پروین صاحب کلکٹر
فرخ آباد کے آنے کا دن معلوم ہوا کہ دسویں جمعت ہندوستانی بگڑ گئی تھی ہزار دشواری اٹھا کے
سمجھا بنا رکھا ہے اور کچھ جتا لوگ تو کانپور چلے گئے ہیں اور اکثر دہم پور میں جو گنگا پار علاقہ
اودھ میں ہے کنور دیوبخش زمیندار کی پناہ میں ہیں اور وہیں پروین صاحب کلکٹر کی میم اور لڑکی
گئی تھی دوسرے روز دسویں تاریخ جون کلکٹر بدایوں مع دولت صاحب اور اپنے خاندان در پروین
صاحب کلکٹر فرخ آباد گنگا پار ہو کر دہم پور جہاں کہ ہردیوبخش کی گدی میں سب صاحب لوگ جمع
تھے پہونچے لکھا ہے کہ وہاں ان صاحبوں پر بڑی بڑی مصیبتیں پڑیں اور ہر اس گاؤں سے
اس گاؤں کو کھیتر پانی میں آتے جاتے رہے کنور دیوبخش ہی تھا کہ بچا لیکن پناہ دینے میں ہر وقت
ہر طرح سے کوشش کرتا رہا چنانچہ بعد مقابلہ سخت جو صاحب اگر ہر کہ قلعہ فتح گڈھ ہوتے ہوئے کانپور
راہ سے گنگا پار ہو کر بانسہ جانا چاہتے تھے سپاہیوں کے ہاتھ سے اکثر قتل ہوئے اور جو فرخ آباد
اگلے برس سے بالکل خالی ہو گیا تو نواب سے فرخ آباد کے ہردیوبخش پاس پیغام بھیجا کہ
ہمنے سب فرنگیوں کو جو ہمارے ملک میں تھے مار ڈالا تمکو چاہئے ایک لاکھ روپے ہمارے
پاس بطور نذرانہ جلد روانہ کرو جو نہ بھیجا تو ان دونوں کلکٹروں کا جو تمہاری پناہ میں ہیں
بھجوا دو ہردیوبخش نے یہ بہانہ کیا کہ میں اپنے سے تو نہ دونگا لیکن میں سابق میں بطیع سرکار

اودے کا تھا اسواسطے اوسے باب دونو کلکٹرون کے شاہ اودھ کو پیغام بھیجا کہ حکم وہان سے
آئیگا عمل کیا جائیگا تو اب اوصوبہ دار جواب سنکر راضی ہوئے سنا کیا کرتے تھے کہ ہر طرف ضلع
بدایون میں مارمار ہی خبر واقعی تو جانے بناتی تھی چنانچہ تین شخص جو آگرہ سے چٹھی لیکر چلے تھے تو اُنکے
سپاہیون نے گرفتار کر لیا پرسیت کے میدان میں حکم سے نواب کے توپ سے اوڑا دیے گئے گانون
ہر روز کئے جاتے جلائے جاتے تھے خاص بدایون میں ہندو اور مسلمانون کی لڑائی ہوئی
تھی چند دن کے سر لڑکی پر لٹکائے گئے غرض وہ سے ہاہا دھوم بعد تری کی تکلیفین اوٹھانے کے
کمک اور مدد دینے کے کمشنر مذکور نے دونو صاحب ولیم اڈوارڈ بہادر کلکٹر بدایون اور ہروین صاحب
بہادر کلکٹر فرخ آباد مع اپنی میم اور بچون کے اور جونز صاحب بہادر جو راہ مین ملے تھے اکتیسوین
الستے کو دو پہر کے دن کے کانپور پہونچے اور گیارہ بجے کمشنر صاحب کلکٹر کانپور کے ڈیرہ مین
داخل ہوے مراد آباد کی سرکشی کا بیان روہیل کھنڈ کے ملک مین شہر مراد آباد کنارہ رام
گنگا پر بریلی سے تیس کوس اور بریلی کے دارالشفا سے اسی زمانہ مین قریب ساتیہ ہزار کے ہین
فساد کے وقت وہانکی چھاونی مین انتیسوین نمبر کی پلٹن مقیم تھی اتہارہوین تاریخ مئی کی ۱۸۵۷ء
اٹھارہ سو ستاون مین خبر ہوئی کہ یہان سے پانچ میل پر بریلی دہنے کنارہ پر دریاے
گوگن کے بہت سے سپاہی بیسوین پلٹن کے جنہون نے میرٹھ مین سرکشی کی ہی مسلح اور
مع خزانہ چلے آتے ہین گیارہ بجے رات کو ایک کمپنی انتیسوین پلٹن کی تیس سوار یہان سے
نکلکر روانہ ہوئے اور بغور سر پر اونکے جا پہونچے یکایک حملہ کیا ایک آدمی کو توپخانہ مار ڈالا
سب گھوڑے اور خزانہ اور ہتیار اونکے لے لیے دس ہزار روپے نقد اونکے ہاتھ لگے اور آٹھ

آدمیونکو قید کرلیا دوسرے روز انیسوین تاریخ ہوئے رات کے جو پلٹونی ہیں آئے ہوئے سپاہیون
کو یہ انتیسوین پلٹن کے جو جو متعینہ مراد آباد تھے مار ڈالا اور باقیونکو قید کرلیا وہ جو ایک شخص انکو مارا
گیا تھا وہ حوالدار تھا اور اسکا ایک رشتہ دار کہین مراد آباد کی پلٹن مین ہے اور سنا ہے سو آدمیونکو پلٹن کے
ترغیب دیکر جمع کیا اور چلیخانہ پر جاکر سب سپاہی موجود پلٹن کے جو وہان قید تھے چھوڑ لیا انکے ساتھ جمع ہو
قیدی رہا ہوگئے یہ حال دیکھکر باقی لوگون نے سکارہی پلٹن کے مدد کی اور جو سپاہی قید ہوئے تھے قیدیون کے
پکڑ لیا بعد اسکے خبر ملی کہ ایک گروہ مسلمان کا واسطے جہاد کے رام پور سے جمع ہوکر ٹانڈہ کنارہ پر رام
مقیم ہے اور مفسد لوک مراد آباد کے مولوی سے مشورت کرتے ہین جسانچ اور دو سو اور چند سپاہی
پلٹن کے اور توپ لیے سوار گئے اور بے وقت انہین پریشان کر دیا فقط اتنا ہوا کہ ایک شخص نے شیر جیسے
بہر کے جسانچ کے سر کیطرف چھوڑا جاتا ہتا ایک سپاہی اسکو دور سے مار لیا اور جو سب غنیم جہاد تھا
وہ شہر مین پولیس کے سپاہیون کے ہاتھ مارا گیا پھر پنجشنبہ کے روز بیسوین تاریخ خبر آئی کہ دو کمپان
پلٹن سفر منیا کی روڈ کی سے سرکشی اختیار کرکے مع لوٹا ہوا اسباب مراد آباد کے طرف آتے ہین اور وقت
دو کمپان اسی پلٹن کین مع دو حضرتے سپاہی ہوکر گئین سب ہتیار اور جملہ اسباب لوٹ لیا حسین لیا
وہ بالکل مفلس ہوکے ترائی کیطرف بھاگ گئے چندے اسیخ میں پلٹن خیر خواہی کرنی طرف سے
سکار کے لڑتی بھڑتی رہی لیکن خبر سرکشی بریلی کی سنکر تیسرے دن کو علانیہ باغی ہوگئی پچیس ہزار
روپے جو خزانہ مین تھے قبضہ کرلیا اور مسلمان رام پور کے بھی بدلے ہوئے تھے اور تمام کو جیل
اور موالی اور جملہ سرکاری محل تھا مگر لکھا ہے کہ اسی عدد مین افسر لوک جو بچے ہین بعض کو دیسی
سپاہیون نے انہین جاکر نکالدیا ہے اس خیال سے کہ ہم کو ان سے محبت رہی ہے کہ نہیں اور

مارڈالے گئے سب حکام ملکی اور فوجی ضلع کو چھوڑ کر میرٹھ اور دہلی کی طرف چلے گئے بعض انگریزوں کو
اور بعض مسلمان لوگوں نے اپنے گھر کے اندر چھپا لیا وغیرہ کو مسلمان کر کے جان بخشی کی چند بے پوشیدہ
رہے کہ پھر جھوڑ دیا کہ وہ صدر میں پکڑ لیا اور یہ لوگ جب بناہ میں نواب رام پور کے آئے تو نواب نے
ایک ایک کی جاگیر کے واسطے بھیج کھانا اور ہر ایک کی خوراک کو پانچ روپیہ ماہوار کر دی +
ساتھ ہی ان کی بیگمات اور بچے بھی رہے سیل کمپنی میں واقع ہے بیان اکیسویں تاریخ
مہینہ مذکور کا ہے صبح کو سنا کہ اول فوج میں سے کچھ سپاہی ہوشیار ہو کر سب لوگ
کو مار ڈالا اور خزانہ لوٹ لیا اور قلعہ سے توپ آگ کر سلامی دی اور ملک میں سے انگریز
کا نام و نشان مٹا دیا اور یہ خبر سن کر بہت سے انگریز
اور بعض بعض میم صاحبہ کو ایک جہاز میں کہ جو ملک اودھ میں واقع ہے چھوڑ کر بھاگ
گئے کلکتہ روانہ ہو گئے اگرچہ انہیں ادل قلعہ
کی بابت کہ وہ ایک قدیمی عمارت ہے واقع ہے کلکتہ میں خالد ما حضر ہو
کہ ہمارے ساتھ کے لوگ اور دوسرے لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں ان کو ہمارا توڑ دیں
مسلمان جو ہمارے ساتھ ہیں کہ کہتے ہیں ہمارا حکم ہے کہ ہم ان کو نہ چھوڑیں اور یہ خبر سن کر
جب ہم لوگ کو ہمارے ساتھ والوں نے نکالا اور جو کہ سپاہیوں کو معلوم تھا کہ وضع محمدی ہے
خزانہ کے دس لاکھ روپے ہم لوگوں کی دہائی جا کر ایک لاکھ دس ہزار روپیہ جو وہاں تھے اپنے قبضہ میں کر لیا
اور حسب خانہ توڑ کر سب قیدیوں کو رہا کر دیا اور بعض ہندوستانی افسروں سے قسم دلا کر کہ تم
شہر الور کو روانہ ہو گئے اور وہ سب سپاہی لوگوں نے جب ہم لوگوں کو جا کر وہاں سے پانچویں تاریخ

جون کو اورنگ آباد کی طرف کوچ کیا کہتے ہین جب اورنگ آباد سے قریب نصف میل کے رہا
ایک گروہ سپاہیون کا تعاقب کرکے آیا یہ دیکھکر کے جانب ایک چہار دیواری کے جمع ہوکر کہڑے ہوئے ہین پس
پرچہار طرف سے گولیان برسنے لگین دس منٹ کے عرصہ مین سب صاحب لوگ اور عورتین اور
بچون کو مار ڈالا اسکے بعد وہ لوگ شہر شاہجہانپور اور موضع محمدی کے مع زن و بچہ قتل ہوئے
صاحب لکھتا ہے کہ بعد اس لوٹ کے سیتاپور کے سپاہیون کے قبضہ مین دو لاکھ روپیہ اور
موضع محمدی کی فوج مین ایک لاکھ دس ہزار روپیہ نقد تھے اور بعض بعض سپاہی
اسّیہ اسّیہ سو اور نوّے نوّے روپیہ کے مالک ہوگئے اور لوٹی ہوئی کے راجہ نے بانجھرین کو
جولائی کی سلامی کی توپین جس قدر کے اودھ کے تخت پر بیٹھے کہین متبولی مین سرکہن اس سے
بعض انگریز جو اوس قتل سے بچ رہے تھے بہت مایوس ہوئے بعد ایکے اور جو ہمراہ تھے کلکٹر
جنگل کیطرف نکالدیئے گئے تھے چند افسر بیبت زدہ خوف جانکا رفیق ساتھ اپنا کو کہی اپنا
قاتل ہو رہا تہا دھوپ اور مہ مین بیماریون مین مبتلا نہ تن پیر ہین نہ جوتا پاؤ نہین کہی تکلیف سے
جنگل مین تھے کہ دفعتاً دو نہین سو آدمی آکر گھیر لئے اور [illegible]
لکھنؤ کو لیگئے اور قیصر باغ کے حبس مین قید کردیا پہر چند روز کے بعد اوہان مع انکی عورتین سکو کرلیون
کی زد سے قتل کرڈالا بجنور کی سرکشی کا بیان اول بارہوین تاریخ مئی کو بجنور مین میرٹھ کے
فساد کی
خبر ہونچی انیسوین ۱۹ مئی ۱۸۵۷ء اٹہارہ سی ستاون کو جب آباد کا جیلخانہ توڑا اور یہ کیفیت
بجنور والون کو معلوم ہوئی پہلے بد انتظامی ہر چہار طرف دیہات مین پہلی سفر مینا کی سپاہی
بیسوین تاریخ نجیب آباد مین جاکر اور نگینہ بازار کی تحصیل کو کہ جملہ زر نقد و بہا دس ہزار تین سو

وہ تو ایسے لب جوہ آبگاہ بنا لوتا اور بجنور کے حویلی خانہ کو بھی توڑ دیا جب یہ حال گذرا تو ان تاریخ
جون کو وہان کے افسر دوڑ کے طرف روانہ ہوئے اور جلیٹے وغیرہ بندوبست بجنور کا محمود خان نام ایک شخص کے
حوالے کر گئے کہ وہ ہوتا نجیب خان کا بیٹا کہ جسے عالمگیر ثانی نجیب الدولہ امیر الامرا خطاب دیا تھا
اور محمود خان کو سرکار انگریزی سے پنشن ملا کرتی تھی پس محمود خان بمجرد چلے اون افسروں کے
سوچکہ بھی نہ دیا کہ اپنے نام کی منادی کی اور حاکم ہو بیٹھا اور ایک عرضی شاہ دہلی
نام سے اصلاحات سپرد ریاست کی لکھی بادشاہ نے سند استقلال کی عطا کی پس چند روز
بعد محمود خان اور وہان کے چودھریوں میں اتہا تیسین جون کو لڑائی ہوئی اول تو سکھ چودھریوں
کی ہوئی دوسرے وقت چار ہزار آدمیوں نے حملہ کیا نواب کو بھگا دیا اور بجنور پر قبضہ کر لیا اول تو منادی
اپنے نام سے کی پھر نام سے سرکار کمپنی کے بیچ تو انتظام ہو رہا تھا کہ اس عرصہ میں نگینہ میں ہندو اور
مسلمانوں کے لڑائی ہوئی یہ خبر جو نجیب آباد میں آئی احمد اللہ خان نام تحصیلدار وہاں کا جو بعد روانگی
انگریزوں کے سرکش ہو گیا تھا اور محمود خان کو اپنے قابو میں رکھ کر کل انتظام اپنے اختیار میں رکھا تھا
یہ تیسویں تاریخ اشارہ سنہ شمالی مطابق غرہ ماہ محرم بارہ سو چوبیس ہجری کے نجیب آباد کے باہر
محمدی جھنڈا اکبرا کیا ہیت سے مسلمان مع نواب کی جمعیت واسطے قتل ہنود کے جمع ہوئے احمد اللہ خان
اول بمقام سواہیری کے طرف چلا اور اسکو ہوکڑیا یہ خبر جو بجنور کو پہونچی وہان کے سب
چودھری اور ہر لوگ ہلدوری چلے آئے اور احمد اللہ خان اول نگینہ کو گیا وہان ہندو نے
عوض لیا پھر لوٹ کر ہلدوری پر آیا چودھریوں نے دو اضراب تو پچیس جزائلوں سے
مقابلہ کیا مگر شکست پائی وہان کے مسلمانوں نے مکانات کو اسقدر آگ لگا دیا کہ

راستہ بند ہوگیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ آگ کئی روز تک نہ بجھیگی بنت احمد اللہ خان بجنور کو آیا اور
گیارہ بجے رامکو ستائیسوین تاریخ اگست کی داخل ہوا بعد آنے اٹھائیسوین کو تین ہزار آدمیون کی
جمعیت چودھریون نے جمع کرکے اُن لوگون کو جنہون نے آگ لگائی تھی گمان کرکے قتل کیا اور اپنے گھر مسلمانون کے
جلادئے کہ ہلدوری بچ رہے ہوگیا تیسوین اگست کو احمد اللہ خان نے دوبارہ ہلدوری پر قبضہ کیا
اور چودھریون کو شکست دی بعد اسکے تمام اضلاع میں بجنور کے حکومت نواب محمد خان کی ہوگئی
احمد اللہ خان اور اتحاد صلح کار رہا کے بعد طرف انتظام ضلع کے پہنچے
پہر حملہ کیا موضع پتردلی کے متصل لڑائی ہوئی اور چودھریون کے
پیغام کے بعد فیصلہ میں چودھریون اور نواب کے صفائی ہوئی پس چودھری
وسیلہ رئیس شہر کو رخصت آباد سعد اللہ خان کے ساتھ
نذر دین نواب نے ایک دوشالہ خلعت مرحمت کیا پہر تو جہ
فساد کے ساتھ عمل نواب کا رہا آخر کو اپریل کے مہینے میں
اور ستر دین کو سمجھا دیکے جا پہنچا اور بجنور میں داخل ہوا دیکھا تو معلوم ہوا
اور پہر کا اوترا ہوا ہی ایسی آگ برسائی کہ تمام مردم بھاگ نکلے پس دن خالی شہر بجنور
میں داخل ہوکر دیکھا تو شہر خالی پڑا ہی قبضہ کرلیا اور اسیوقت شہر میں کسیونے آگ لگادی
انیسوین کو جلال الدین خان بھائی نواب کا اور سعد اللہ خان مشیر ہردو گرفتار ہوکر گولیون سے
مارے گئے اور جملہ مکانات نواب کے اوڑا دیئے گئے پہر نگینہ پر آئے دنان کچھ مقابلہ ہوا مگر نواب کے
لوگ جملہ توپین اور اسباب چھوڑکر سب بھاگ گئے پندرہ توپین ملین وناکا انتظام کرکے دنام پور پر

آئے وہان معلوم ہوا کہ سب باغی خبر آنے فیروز شاہ کی مراد آباد میں سنکر وہان چلے گئے ہین بس
تیسوین ۳۰ تاریخ تمام لشکر تو اودہر کو کوچ کیا فقط دو افسر یہان واسطے انتظام کے رہے لکھا کہی ہوئے
عرصہ مین انتظام سرکاری قرار واقعی ہوگیا اعظم گڈہ کی سرکشی کا بیان اعظم گڈہ غازی پور سے
جانب شمال مغرب واقع ہے یہان بھی سرکشی ہوئی سپاہیون نے اول تو افسر کو
اپنے ڈالا پھر جسکو بھی تو مارا چھاؤنی اور بنگلون کو آگ لگا دیا بدمعاشون نے لوٹ شروع کی
دس لاک روپی خزانہ کو کہ لوٹ کے اور ساتھ لاک روپی خزانہ اعظم گڈہ کے استقدر مبلغ
اپنے قبضہ مین کر لیا پھر بدمعاشون نے لوٹ شروع کی لیکن تمام بڑے بڑے افسر یہان کے
کمک سے سوار دن کی بچ گئے وہی انکی ہر طرح حفاظت کرتے رہے ہر چند کہ سپاہیون نے
بی سرہنجو نگی آدمی کے بچا سی روپے دینے کو کہا اور بہت سی دلیلین مذہب کی پیش
کین وے نمانے اور افسرون کو اپنے حوالے کیا یہانتک بنارس پہونچا دیئے اور قریب
دیڑہ مہینے کے اعظم گڈہ انکے ہاتھ مین رہا بنارس کی سرکشی کا بیان مشہور شہر یا ئین
کنارہ پر دریائے گنگ کے الہ آباد سے قریب چوہتر میل کے دور واقع ہی اس شہر سے کلکتہ چار سو
میل بہ گھاٹ اور انکی بلند سیر ہیان بنارس مین بہت مشہور ہین کنارہ دریا پر برابر
جو بصورت خوبصورت گہاٹون کی قطار ہی جس سے عجب شان اس شہر کی معلوم ہوتی ہی
شوالون کی بھی اس جگہ بڑی کثرت ہی کئی سال ہوئے کہ اس وقت حساب سے
معلوم ہوا تھا کہ وہان اکہتر سے زیادہ شوالے ہنود کے ہین اور مسجد بنارس مین بہت کم
ہین اور غدر وغیرہ کے وقت مین چند مسجدین احداث یا ئین تہین اس دین پناہ نے اکثر

شوالون کو سمار کرا یکے انکی جاپر مسجدین ہوائی ہین اور دشمن کا مندر خراب کیے اوسکی جگہ ایک
خوبصورت مسجد بنا کی ہے جو مادھوراؤ کے گیات کے متصل واقع ہے گلیان بنارس کی بہت تنگ
اور غلیظ ہین لیکن مکانات بہت بلند اور سنگین کئی سال ہوئے ہین قبل اسکے خاص خاص ہوتی
بھی اوس سے قیاس چاہتا ہے کہ آبادی بنارس کی قریب دو لاکھ آدمیون کے ہے اب چونتیس ہزار
گھر آباد ہین شمال اور مغرب کی جانب شہر سے دو میل کے فاصلہ پر چھاؤنی افسران انگریز بنیاد کی ہے
جسکا نام سکرول ہے اور وہین مکانات اور کوٹھیان صاحبان ملکی کے ہین بندار بنون مین جو تھی
تاریخ دنگا فساد ہوا وہان کی ایک پلٹن مین تمام جوان سکھ تھے وہ بھی بدل گئے پس وہان ایک
اور چونتیسوین پلٹن کے آنے ہوئی بہت لوگ طرفین کے مارے گئے آخر کو دوسرا سمجھوتہ ہوکر کوٹھیون پر
بندوقین چلاتے ہوئے بھاگے چونکہ سردار لوگ سب اپنے گھوڑون کے اصطبل اور گھر وہان شاگرد
پیشون کے چھوڑے ہوئے تھے ضایع ہوئے افسران انگریزی نے انکی جاداد کی فہرستین لکھدی اور اپنا
قبضہ کرلیا خزانہ بھی منگوالیا پانچ لاکھ روپیہ کا بتلایا اور مال و اسباب بھی معتبرون کے حوالہ
چھوڑ گئے تھے حکم قبضہ کا دیا لکھا ہے کہ نو سو سوار اور ایک سو پیادہ آدمی سکھ کی پلٹن کے تھے
انکے ہاتھون کل اکیس آدمی سرکاری انگریزی بنیاد رکے مجروح اور مقتول ہوئے ہین گورجھ سنگھ
کہ خزانچی معین ہے اور نمک جلالی کی خزانہ کو بچا رکھا ہتا اوسنے دس ہزار روپیہ نظام علاوہ
سب صاحب لوگ نمک گہر نام ایک مکان مین پناہ لیکر ایک مہینہ تک وہان رہے وہان سے نکل جانا
کرتے راہ مین کوہر وہان آجاتے تھے پھر جب کچھ امن اور انتظام ہوا بدمعاشون کو پکڑ پکڑ پھانسی دی
فتنہ پرداز نہایت ڈر گئے اور جنرل نیل صاحب بہادر نے جو ہنارس کے بچا رکھا اوسکو لقب جلیلہ

برگزیدہ

برگنہ پر علاوہ بڑے پیمانے پر راو دیو نارائن سنگھ اور راجہ بنارس نے اس موقع پر سرکار کی
بڑی وفاداری کی اور صوبہ سنگھ نے بھی جو حق نمک حلالی کا تھا ادا کیا اور راو صاحب مذکور نے
جو کچھ اپنے پاس تھا خرچ کیا کوشش میں جا بجا تھانے سرکار مقرر کئے صحیح صحیح جریدہ منگوا کر
اور راجہ بنارس کے جو سرکار کو مطلوب ہوا پیش کیا اور وہ بھاگی ہوئی پلٹن جو ایک کارخانہ نیل کا
قریب چار میل کے جونپور سے تھا وہاں جا کر حملہ آور ہوئے کچھ سکہ وہاں بھی اگے سے تھے وہ بھی
بدل گئے اور اپنے ہمجنسوں سے مل گئے اسمین دو افسر سرکاری اور پی پی لوگ مارے گئے قریب
پچاس سوار بنارس کے جونپور مین آگئے اور وہان کے حاکمون کی تلاش کی جب کسیکو نہ پایا بنگلون
آگ لگادی مال اور اسباب جو ہاتھ لوٹ لیا اسی روز یعنی چوتھی تاریخ جون کی جونپور مین بھی
سرکش لوگ کارخانجات نیل پر تاجران انگریزی کے حملہ کیا وہان سے جب خزانہ پر آکر گرے لوٹ لیا
قریب دو لاکھ پنسٹھ ہزار روپے کی ہتھیلیان کندھون پر رکھکر لیگئے الہ آباد کی سرکشی کا بیان
الہ آباد مشہور شہر ہی اور اس مقام پر واقع ہی جہان دوبڑے دریا گنگا اور جمنا کا ملاپ ہی اور دھ
زیر دو آبہ شمال شرقی کنارہ ہی قلعہ الہ آباد کا بہت عمدہ بنایا مضبوط عمارتون سے
وہان کے ہی بنانیوالے اس قلعہ کا ٹھیک وسیجگہ بنایا ہی جہان دونو دریا انکر ملے ہین چار دیواری
اسکی دیڑھ میل کے قریب ہی پتھر سے تعمیر ہوا ہی اور فصیل اور برج سے آراستہ ہی صدر دروازہ کے اوپر
ایک برآگنبد ہی جسکے نیچے ایک بڑا خوبصورت کمرہ بنا ہوا ہی اسمین قبل سرکشی کے سلح خانہ انگریز تھا
اور اسمین اور بارود اور مقدار کہ اوسی میسکدن ملی فسلاح شمالی اور غربی کے خندق تھی پر اور
اوسیون کے لیے بیشمار اوسی سلح خانہ مین تھے اور شہر الہ آباد قلعہ سے مغرب کی جانب واقع

چند سال خانہ شماری کو گذرے ہین اُسوقت ایک لاکھ باشندے اوس شہر مین گنے گئے تھے جب میر تقی
اور دہلی کی سرکشی کی خبر الہ آباد مین پہونچی قریب دو سو فیمون اور بچون کے قلعہ مین تھے بیان ہوسکا اور
چیتی چیت سنہ ستاونی ہی اور تیسویں مئی کو ایک غول گورون کا کلکتہ کے چوریاسی نمبر کی پلٹن مین سے
انگریز ہو بچا تھا ہر چند کہ بیان کیا کہ ہندوستانی فوج کا انگریز جتنے لوگون کو بہت ہر وسا تھا اور وہ
بھی کہتے تھے کہ ہم بیوفائی نہ کرینگے بلکہ ہمین رخصت دو تا ہم دہلی کو جائین اور انکو فوج کو آنا
دین چیتی چون کو شام کے وقت وہ فوج بدلی اور دونو توپین جو پل پر تھین قبضہ کرلین سپاہیون نے
بگل بجوا کر لوگ بے اندیشہ جو مکانون مین مشغول اکل و شرب کے تھے باہر نکل آئے دے کر لیان
مار کر سبکو مار ڈالے قریب نو سو لوگ نوجوان جو عہدون پر مقرر ہوکر چند روز ہوے تھے مسکوت
گھر کے اندر گھسکر سنگینون سے ہلاک کردیا اور جیلخانہ کے قیدیون کو ہمراہ لیکر قتل و غارت
گری پر پا کی جہان کہین فرنگ کے آدمی کو پایا فی الفور مار ڈالا بیسیون کو زندہ پکڑ لیا اور خزانہ
لوٹ ڈالا جا بجا کے گھر تاراج کردیے اور مکانات کو جلا دیا لوگون کے آگ لگا دی تیس لاکھ کا
خزانہ اُسمین بات کیا فلعہ والے آجیت سنگھ رئیس کریکے برجون پر سے گولے مارے رہے اور
فی الفور وہان والون کے تیار چین لے چندے تو پیا رہا پر سکھ کی فوج کو ہمراہ لیکر شہر مین
بھی آئے اور معدودن کو زیر و زبر کیا ایک مولوی نے اپنے تئین طرف سے شاہ دہلی کے
صوبہ دار الہ آباد کا قرار دیا دیڑھ دن کی حکومت پیلائی تین یا چار ہزار سرکش اور جاہل
اوسکے ساتھ ہوے اور سلطان خسرو کے باغ مین اپنا مسکن ٹہرایا اسی مین دوسرا دار
بنارس سے اُن راستون مین سے گذرتے ہوئے کہ جہان جوق جوق غارتگرون قزاقون کے

لوٹنے

لوٹنے پہرتے تھے اور گانوں کے گانوں جیسا کہ مابین الہ آباد اور مرزا پور کے خالی پڑے تھے قلعہ کو
الہ آباد پہونچ گئے اگرچہ پل سرکشوں کے قبضہ مین تہا چند کشتیان حاصل کی اور تری خبر داری سے
چار سو پینتیس گورے سے داخل حصار ہوکے اور حکومت قلعہ کی اپنے اختیار مین کر کے بارہوین
تاریخ صبح کو آگ برسانا شروع کی اور دو اور گنے سے مار کر سکو نکالدیا اور پل کا قبضہ کرلیا اور
تاریخ لکھے خالی کشتی کر کے جانشین فوجی اپنے سپاہی روانہ کئے وے کنارے جا کر
مفسدون بدمعاشون کو جہان پایا مارڈالا اور کوئی کہیں اور کوئی کہیں بہاگ گیا کانون ایک گورے ترک
سوارون کی فوج بہیجکر باغیون کے خالی کروائے اٹہارہوین تاریخ اسی گورہ سپاہی جاکر
بہاگون کے گانون دریا آباد اور بیواتون کے گانون سید آباد دورسول پور کے جلادے خلقت پر عجب طرحکی
مصیبت گذری پہلے تو وہ لوٹتے اور جلاتے جو بچے اونہین سرکاری فوج لوٹتا جلاتا ہر طرح سے
آگ مین اونکو ڈالون کی اور گولیون مین سندوقین کی اور تنے تھے یہ مقام سمجھنے کا ہی کیا کرین اونکو نکال
مفسدون بدمعاشون کا ضرور تہا جاریہ بہی وہی کرتے تہے اور یہ بہی واضح ہو کہ یہ مولوی مذکور نے
جنوبی ملک کو اپنی تحت اپنا کیا تہا ایک ہفتہ بادشاہت کی ہر روز ہمراہیون کو اپنے کہتا تھا اب
گورے سعدم ہو گئے قلعہ کا قبضہ کر لو یہی حکم اللہ کا ہی اور لہا ہی کتابون مین لکہا ہی اور مجاہدین
صف باندہ کر قلعہ لینے کو جاتے تہے اور توپون کو فصیل پر دیکہہ کر اولتے بہاگتے تہے اور غصہ غریب
رعایا پر اوتارتے تہے آخر کار دو سو لوگ جنکا تین ہزار آدمیون سے بہاگے ایک نامہ مین یہ لکہا ہی
کہ شاید لکہنو چلے گئے اودہ کی سرکشی کا بیان قبل اسکے ذکر ہو چکا ہی کہ اودہ مین بہی لارنس
صاحب بہادر تہے باوجود سعی بلیغ اونکے بیسوین ماہ مئی سنہ ۱۸۵۷ اٹہارہ سو پچاس عیسوی مین ظاہر

لکھنو مین گرفتاری ہوئی دو تین افسر مارے گئے ایک صاحب چارپائی کے نیچے چھپ گئے تھے کسی نے
گھسیٹ کر بڑی بیرحمی سے مار ڈالا سر ہنری لارنس صاحب بہادر نے اوسوقت یہ تدبیر کی کہ کسی طرح سے
باغیون کو مفسدون سے خاص شہر لکھنو کے نہ ملنے دیا دونو مین ایک کمپو گورہ کا ایک طرف پل پر
متعین کیا اور باقی فوج کو مقابلہ پر رکھا تو مین مارنا شروع کین وہ بھاگے اور اِن مین جا ملے
اوجب فوج گورہ کی فیر کرتی ہوئی اونکا پیچھا کی وہ وہان سے بھی بھاگے اوسدم سوا اون کے
تعاقب کا حکم ہوا ویسے طرح دیگئے اور سرکش فوج صبح اکتیسوین مئی کو مدگی پور مین ہو پہنچی اور
وہان کی چھاؤنی جلا کر پھر لکھنو کو آئی سر ہنری لارنس صاحب بہادر نے بندوبست رسد رسی کا کر کے
استقبال کیا جب چھاؤنی سے گذریے تو اوسوقت سرکش پلٹون مین کے پانسو سپاہی ہوا تک
دفادار سرکار تھے دفعتاً مل ہوئے پلٹون والون کے ترک سوارون کو حکم ہوا کہ آگے
بڑہین ان لوگون نے کیا کہ حکم تو مان لیا لیکن جب مقابلہ ہوا اونہین ملکے فقط فوج انگریزی
آگے بڑہی چلی جارہی تھی اس عرصہ مین سرکش لوگ بیتاب لوگ نقارے بجاتے شہر کو اوسکے
آئے اور جو بندوبست کیا کہ مفسد اور بدمعاش شہر کے فساد کرین رات کو کئی بار مفسدون نے
شہر کے پلس کا مقابلہ کیا مگر پلس والون نے امداد سے گورون کی ہر مرتبہ اونہین مار بھگایا یا
لکھا ہے کہ یہان کی چار پلٹون مین جنمین تین ہزار پانچسو آدمی تھے جو تباہی مانی رہ گئی تھی اور
سوا اسکے رفتہ رفتہ سب نکل گئے تھے سیتاپور کی سرکشی کا بیان واضح ہو کہ سیتاپور اودھ کا
ایک ضلع ہے ستائیسوین مئی تاریخ ہی کو ۱۸۵۷ اٹھارہ سو ستاون اول وہان دوپہر کے وقت
مفسدون نے دسوین پلٹن کی لین مین آگ لگادی تھی جلد لوگون نے بجھادی امن ہوگیا پھر

چوتھی تاریخ جون کی چند چھکڑے آئے کہ آپ کو لے جائیں ہم نے انکار کیا اور کہلا
بھیجا کہ ہمارے ساتھ کی فوج ہتھیار رکھ دے تو ہم چلیں وہ لوگ واپس گئے اور جنانچہ اسی
ہوا پھر تو وہاں بھی قتل شروع ہوا افسروں کو تو پکڑ کر لے گئے قرار کے قرار رہا بعض بعض مارے گئے بعض
زخمی ہوکر دریا پار نکل گئے یہاں مسرشی کا حال ہتا چکے ہیں کہ جسوقت شور و غل آگ دینے کا
گھروں کو ہوتا ہتا اور بندوقیں چلتی ہیں اوسکا بیان نہیں ہوسکتا ہتا قیامت کا نمونہ تھا
ہر چہار طرف سے آگ روشن ہوتی ہتی وہ جگہ مثل جہنم کے معلوم ہوتی ہتی وہاں کا حال یوں
لکھکر یہ قلم صحائف اخبار میں رقم ہے کہ ایام غدر میں چند انگریز لوگ مہترانام کا دینی چوتقریباً دو مہینے تک
مقیم تھے اوایل اکتوبر میں تین سو سپاہی لکھنو سے اکے لینے کو آئے چونکہ اوسمیں شبہ تھا اول تو
سب نے تامل کیا پھر بندہ حسن نام ایک افسر سپاہ سے عہد و پیمان لیکر ساتھ ہوئے واضح ہو کہ
فخرالدین خان نام ایک شخص اور رانی ابن نواب کی انکے مددگاروں سے تھے فخرالدین خان ہی چار سو آدمیوں سے
طرف سے رانی کے ہمراہ ہوا اس سرحدی منزل پر پہنچا سے تھا کر دیہی سنگھ جو ایک رئیس اشراف
زمیندار دھریری کے راجہ کیطرف سے تھا اوسنے مطلع کیا کہ رانی اور فخرالدین خان یہ دونوں سے
تمہیں بندہ حسن کے ہاتھ بیچ دیا ہے اور عہد شکنی بندہ حسن کی تلسی پور میں پہنچ کر ظاہر ہوگی یہ
خبر سنکر انگریز بڑھکر گنڈہ کے طرف بھاگے تمام رات چلکر دوسرے روز پنی پور میں پہونچے وہاں
خبر ملی کہ تین سو آدمی دھریری رانی کے ہماری تلاش کے لیے روانہ کئے ہیں اور وہ قریب
آن پہونچے ہیں یہ لوگ اتنا اور خیران وہاں سے شمال کیجانب چلے اثنا راہ میں موہن دریا
پڑا اوسکو دریائے مذکور عبور تہا پار بچا سکے اور دشمن سر پر آپہونچے اور گولیاں مارنے ہوئے

جب پچاس قدم پر آئے کپتان ہیرسی صاحب افسر پلٹن نے گولی ماری ایک فسادی پر کاگر پڑا وہ تو
وہین ٹہر گئے اور یہ کنارے کنارے چل نکلے چونکہ بی بیان وغیرہ تو اوس جا سے ہاتیون پر سوار ہو کر
نکل گئی تہین یہ لوگ دن کو تو متفرق ہو گئے اور جب رات ہوئی تیر کر دریا پار ہو کر کلو پور مین پہونچے مگر
اونمین سے بعضے کو مگر نے کہینچ لیا تعاقب والے جو سنے کہ فراری لوگ کلو پور مین ہین وہین ہی تیر کر دریا پار آئے
یہ لوگ جو سنے سنین پانی کے جگا طرف بہاگے اسمین سخت چوپڑی بہت سے مر گئے بہت تباہ ہو گئے اونمین
سے پانچ آدمیون کو راجہ نے کلو پور کے ایک جمعدار کے سپرد کیا وس جمعدار نے اونمین سے بلجبر
دہولی کرت کو جو نیپال کے پہاڑون مین ہے پہونچا دیا وہان بہی تکلیف بہاری کی بہت پڑی ایک صاحب
اونمین سے بہی مر گئے پس آخر ماہ ستمبر سولاسی ستاون ۵۷ مین نواب شرف الدولہ نے راجہ سے کہلایا کہ
ہمنے معرفت سے رائی نکسی پور کے خبر پائی ہے کہ تمنے پانچ فرنگی آدمیون کو اپنے ضلع مین پناہ
دیا ہی لازم ہے کہ اونمین بہیجوا دو جب یہ خبر مشہور ہوئی وہان سے بہی وہ لوگ نکل گئے اور
سواری سے نیپال کے پہاڑون سے ہندوستانی سپاہی کا ہیس بدل کر تلاش روزگار کے
بہانہ سے لکہنو کو چلے اتنا راہ جب ارادہ کیا کہ بوت ول کی جانب چلنا چونکہ وہان جنگ بہادر کی
فوج ہے اوسمین ملکر لکہنو مین پہنچ جاوے خبر پائی کہ بیس ہزار باغی اوسطرف کا راستہ بند کئے ہوئے
ہین اور بہت سے رشتہ دار جنگ بہادر کے کہ کپتان کے حاکم کو گرفتار کر کے ہین اوس
رستہ کو بہی چہوڑا اور جنگل جنگل قطع مسافت کرتے ہوئے ہزار آف سے لکہنو پہونچے فیض آباد
کی سرکشی کا بیان واضح ہو کہ فیض آباد ملک اودہ مین شمال مغرب کی جانب قدیم اجودہیا
نزدیک ایک شہر واقع ہے اور اجودہیا بہت پرانا شہر ہندو نکا ہی اوسوقت خوب

آباد ہوگا اب بالکل مسمار ہوگیا اور اجڑ گیا کہ کہنہ بات ہے تو آخر زمانہ دعا دیتا ہے کہ فیض آباد
کی بنیاد ڈالی ہی اور اپنا پایۂ تخت مقرر کیا جسکو قریب ایکسو بیس برس کے ہوئے اس زمانہ مین فیض آباد نے
بہت جلد رونق پکڑی تھی مگر ۱۷۷۵ء سترہ سو پچہتر مین جب سے لکھنؤ دار الخلافت اودہ کا مقرر کیا گیا
رونق فیض آباد کی گھٹ گئی بڑے بڑے رئیس اور تاجر اور ساہوکار فیض آباد کو چھوڑ کر لکھنؤ مین آبسے
ہنگام سرکشی مین اس شہر مین تیسوین پلٹن پیادگان بنگال کی اور ایک توپخانہ اسپی اور حبشی پلٹن اودہ کی
اور سید رسوان سوار آکر متعین رہا تھا آٹھوین جون کو ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون مین سپاہی
سب فوج مذکورہ نے سرکشی آغاز کی اور بہ قتل و غارت کے افسروں کو نکال باہر کیا
ایک مولوی سکندر شاہ نام کہ وہ چند روز قبل اس جرم کے سوا بے فیصلہ کے قید تھا اپنے تئین خلاص
کر لیا قیدیون کے بیڑیون کے ہتھوڑون سے توپین کیلے اور میگزین اور تمام اسباب سرکاری اور خزانے پر
سنتری رکھے اور واسطے گشت کے جاسوس مقرر کئے تا بدماش شہر کے لوگ نہ لوٹ لین اور اسباب
مال و منال لے لیا اور کہا کہ اب یہ تمام مال شاہ اودہ کا ہی اور سب افسرون کو کشتیون پر بٹھلا کر رہ
تک گوگرا کے اپنی حراست مین پہونچا دیا اور وہان سے کشتیون مین سوار کر داناپور طرف
روانہ کر دیا اسمین کئی ایک توپا نہین ڈوب مرے اور کئی ایک کسو کے ہاتون قتل ہوے فقط تیری
کشتی کے جسمین لوگ بڑی خرابی اور دقت سے داناپور کو پہونچے بعد اوترنے کے وہان بھی
بیت ہوے اور جو زندہ رہے بڑی خرابیان اوٹھائین پس اول سرکش لوگون نے خزانہ لوٹا
دو لاکھ تیس ہزار روپی جو تھے اپنے قبضہ مین لائے پھر چلتے نہ تو مولوی مذکور کو رہا کیا بڑا
رسالہ اسمین دلیپ سنگھ نام صوبہ دار بائیسوین پلٹن کا تھا اور جو سوار کشتی کے پھر کر گورہ گانون

پہونچے بھلے زمیندار دلمن کے بڑی تواضع کیے یہاں پر ٹھہرایا کہ کل کشتیون پر سوار ہونے
اور بعد بھی اُن لوگون پر بڑی بڑی تعظیم کذرین تو نا گہہوتا مگر کیونکے یہان والون مین کسی انگریز کو
قتل یا زخمی نہین کیا بلکہ اثنار راہ بعض بعض نے ان لوگون سے سلوک کیا جبکہ راجہ مان سنگہ تعلقدار
اوسی نواح کالا اور مادہو پرشاد اور کولاپور کا راجہ ایسے جنہون نے زمیندار آدمیون نے سرکار کی
وفاداری بہتیرے عیب زدہ مفرورین انگریزون کی مدد کی ہے اور جنہون فسرون کو کہ یہان سے
سپاہیون نے کشتیون پر سوار کر کے نکالدیا تھا اور بہر راہ مین گوالیر تک گذرین ہین کیونکر جہان تہین
اسواسطے راقم نے ترک کیا چنانچہ جنہون نے کشتیان تیار کیے کم ہوگئین اونکا بیان لکھا بعض جو اونمین سے
جانب پس کنارہ پر پہونچین انگریز کو بیڑی کو لیان تھے بہر سہین بعض تو اوسمین سے مارے گئے اور
بعض بچکے منزل مقصود کو پہونچے اور بھی واسطے ہوا بیان لکھا ہے کہ اوسطرف کے ہندوستانی
جنہون نے کوئی قسم کا بیان لکین تلاش کر کے پناہ دیئے اور لطف یہ ہے کہ واسطے قتل اور گرفتار
کرنے کے انعام پاتے تھے اور بخلاف اوسکے تلاش کرتے بعض پناہ دیتے اور چھپاتے تھے
بیان کرتا تھے اور وہ خود دشمن پرشادی پور کی سرکشی کا بیان پرشادی پور بھی اور وہ ایسے
ہی یہان کے پلاتن والون کا ارادہ سرکشی کا تہا جبکہ چاروں طرف کے لوگون نے اگر ترغیب دیتے سرکشی
تاریخ جون کو اونہون نے بھی انحراف کیا اور شہر فیض آباد کے اپنے افسرون سے کچھ نہ بولے بجریت تمام
پرشادی پور سے روانہ کر دیا یہان کے لوگ کارتوس بدستور رکھتے اور دوسرون پر طعن کرتے رہے
اور کہتے رہے کہ اس مین کون سی چیز قابل اعتراض ہی تو لوگ واسطے ترغیب انکے آتے مین ہندوان
علاوہ وہ کہتے رہے ہین اپنے سردارون پر اعتماد ہی وہ کبھی ایسا کرینگے پس فریب سرکشی کے

ہندوں کو کہ دیئے اپنے افسروں سے کہہ چکا تھا کہ جو انہوں نے ہر پلٹن کے سرکشی اختیار کی ہی جرانہ
ضرور لیتگا پس بسبب اظہار اس امر کے زبانی افسروں کی سرکار سے انہیں تنخواہ چھے چھے
مہینے کی بت گئی وے وہ حرامت میں اپنے الہ آباد تک پہونچا دیئے سلطان پور کی سرکشی کا بیان
کہ یہ بجملہ بقیہ سرکشی اودہ کا ہی مختلف احوال سلطان پور کے دریافت کر کے مخبرون بیان کرتا ہی کہ وہان
اول پولیس کی پلٹن نے لفٹنٹ کرنل فشر صاحب کو لون تاریخ صبح کے زخمی کر دیا وہ مجروح ہو کر سالہ کے
لین میں کہ یہ جسکے افسر اعلی تھے آئے وہان جو دو افسر اور تھے وہ دریا کی درستگی کے ہوئے یہ
بولے مجھے چھوڑ دو تم اپنی جان بچاؤ اس عرصہ میں وہ رسالہ بھی بدل گیا ایک کو انہیں سے ہلاک
کر ڈالا قیدیون کو چھوڑا ایسا نکلے ہو کدھر ہے باقی لوگ بادشاہ گنج کی چھاؤنی کیطرف بھاگ نکلے
وہان ایک دریا ہی اوس پار ہو کر انکی جا چھپے تھے کسینے تلاش کر کے اونہے بھی مار ڈالا لاشین
سنکدے شکر درا اور کوندا کی سرکشی کا بیان شکر درا اور کوندا یہ ہر دو موضع ملک
اودہ داخل علاقہ بہرائچ سے ہین اور کوندا شکر درہ سے اٹھارہ میل ہی یہان کے افسرون کی
رسد گی ہی کہ یہ فصل بگرنے سپاہ کے خبر ہن ہر طرف کی سنکر اور اوضاع واطوار سے آثار بغاوت کے
پاکر تدبیر سے نکل گئے اور جو چند افسر ہندی انہین تھے اونہون نے یہی صلاح دی بلکہ
حرامت میں اپنے حرف ولایتی افسرون کو چھاؤنی سے بحفاظت نکالدیئے پس راجہ درگ بجہ سنگھ
رام پور کے راجہ نے اُن لوگون کی بڑی خاطر اور تواضع کی یہ حرکت راجہ کی بہت آدمیون کو
ناگوار ہوئی اس بابین مین ہفتہ اعرصہ ہوا تھا کہ باغیون نے راجہ کے نام ایک چٹھی اس مضمون کی
بھیجا تھا کہ تحصیل ہاہی حملہ بچاؤ اور جو سوار کہ چٹھی لایا تھا اسے اندر بردن کو امن دیئے کے

باعث سے راجہ کو بہت سخت سست کہا راجہ نے سنکر تحمل کیا اور اپنے باسوادمیون کی حفاظت
مین ہولپور کی جانب یہ جملہ گورکھپور کے ضلع سے ملحق ہی روانہ کردیا فتحپور سوا کی سرکشی کا بیان
فتحپور سوا یہ ایک چھوٹا قصبہ کانپور سے چالیس میل پر آلہ آباد کیطرف واقع ہی یہ بستی
مسلمانون کی ہی یہان پچاس سپاہی اور جملہ اہل حدمات داروغہ منصف وغیرہ حسب دستور مقرر تھے
نومین تاریخ آلہ آباد کے سرکش لوگ وہان آن پہونچے بنگلون کو جلادیا وہان صاحب لوگ سب
ایک مکان مین ہو گئے تھے دربے انکے ہوئے وہ انکو دس بجے کو گھیر کر کھڑے ہوئے اور
گھوڑون پر سوار ہوکر مابدہ کیطرف چلے چار سوار ساتھ انکے ہوئے مگر ایک روبرت مکر صاحب جج فتحپور
سوا نے بھاگنے سے انکار کیا اور کہا کہ مین اپنے علاقہ کو ہرگز نہ چھوڑونگا دیے فقط اپنے گھر رہے سب
صاحب لوگ جب نکل گئے اس بدمعاشون کو امید فتح کی قوی ہوئی حکمت اللہ خان نام ایک شخص نے جو
مسترشت وکلکٹر تھا وہ برملا باغی ہوکر اوسکا مکان لوٹنا شروع کیا جب بدمعاش جج صاحب کو گرفتار کرنے
کے ارادہ سے انکے گھر پر گئے صاحب کتاب لکھتا ہی کہ ایک ہندوستانی عیسائی کہ جسنے یہ ماجرا دیکھا
بیان کرتا ہی کہ وہ گرفتار ہونے کے قبل سولہ آدمی جان سے مارڈالے پھر جب گرفتار ہوئے ان لوگون نے
تہمت کی طور پر انکا مقدمہ عدالت مین فیصل کرکے اول اسکو اور ساتھ پیر کاٹ ڈالے ان لوگون کے
واسطے لٹکا دیا پھانسی کلکٹر وہان موجود تھا اوسکے ہمراہی سے یہ عمل ظہور مین آیا اور یہ بھی لکھتا ہی کہ
فتح افسران انگریزان جب ہولک صاحب بہادر کی نصرتمند فوج وہان داخل ہوئی تو عجب حکمت اللہ
خان نے حکمت عملی کے واسطے مبارکباد دیکے آیا اوسیوقت صاحب بہادر نے پہچان لیا اور جوتا
پھانسی دی اور یہ بھی مقولہ اوسی ہندوستانی عیسائی مذکور کا ہی کہ مین نے بچشم خود دیکھا ہی

کہ دوبرس

کہ دوسرے دفعہ وہی لیسٹر ے الہ آباد کے گہا گانام ایک موضع جو بائیس میل کے فاصلہ پر تہا لوٹتے ہوئے
داخل فتح پور ہوئے اور خزانہ پر حملہ کیا وہان جو پچاس سپاہی متعین تہے اوسکو سنبہالے ہے یہان
لکہنا ہی کہ یہ اسواسطے تہا کہ وہ روپیہ آپ بات لین نہ طرف سے سرکار کے محافظت کی پس نوین
تاریخ جون کی یادری صاحب کے بنگلہ کو دہوا ندیا شعلہ آتش کا بنا دیا ڈاک بنگلہ کو جلا دیا پہر یہ چہار
طرف آگ ہی آگ ہوگئی لوٹ کو بدمعاشون کا ہجوم ہوا لیکن چند نجیب لوگون کی مدد سے بارہ بجے
کانپور کی سرکشی کا بیان شہر کانپور دہلی سے قریب ستر میل کے جانب پورب دہنے طرف کنارے
دریا گنگ کے واقع ہی یہ بستی واسطے سپاہیون کے فضا کی جاہی اور واسطے تاجرون کے مقام
نافع پہان اہل فرنگ پر بہت تکلیف گذری ہی پانی اور سرعنہ انکے ظلم و ستم کا نانا راؤ نے
لفظ ایک مرہٹی لغت ہی اصل مین نام اوسکا دہوندو پنتہ تہا کانپور سے چہے یا آٹہ میل کنارے پر شہر
بتہور ہی جو ہندوون کے نزدیک بڑی متبرک جگہ ہی اور وہ مدت سے خاندان پیشوا کا مسکن ہی
آخری سردار مرہٹون کا باجیراؤ پیشوا کمپنی کے بڑے جاگیردارون اور پنشن خوارون مین سے تہا پہلی جون
سنہ ۱۸۱۸ اٹہارہ سو اٹہارہ مین سر جان مالکم صاحب ہادرنے سرکار کمپنی کیطرف سے باجیراؤ سے
عہدنامہ کیا تہا کہ بموجب اوسکے پیشوا مذکور کو پانچ لاکہ روپی سالیانہ پنشن کا ملتا رہا چونکہ دو لاولد
تہا دو برس بعد اس عہدنامہ کے سنہ ۱۸۲۷ اٹہارہ سو ستائیس مین دو دکہنی برہمن سگے گرکون کو اغوشی
مین لیا تہا ایک کا نام سادہو راؤ کہ جسکی عمر چار برس کی تہی اور دوسرے کا نام دہوندو پنتہ جو تین
برس کا تہا بعد اسکے نانا کر مشہور ہوا یہ دونو لڑکے باجیراؤ نے خصوصًا اسواسطے منتبنی کئے تہے
کہ ہندوون کے شاستر موافق کریا اور کرم یعنی تجہیز و تکفین اوسکے بجا لاوین سو پس سنہ ۱۸۵۱

اتہارہ سو اکاون مین جب باجیراو مواجو کہ وہ لاولد تھا پنشن اوسکی ضبط سرکار ہوئی دھوندو
پنتہ المعروف نانا صاحب نے اپنی پنشن کا دعوی کیا اور اپنا وکیل ولایت تک بہیجا مگر کچھ شنوائی نہوئی
صاحب کتاب لکہتا ہی کہ بسبب اسکے وہ سرکار کمپنی سے رنجیدہ خاطر ہوگیا اگرچہ ظاہر مین
انگریزون سے بہت دوستی اور اخلاص رکہتا تہا اور انگریزی صحبت اوسکو بہت پسند تہی اور اکثر
اپنے پاس ہمیشہ مین دعوت اور تواضع انگریزون کی کرتا رہتا تہا اگرچہ باجیراو کی پنشن اوسکو تہا نہ
لگی مگر کل مال اور اسباب اور مکانات اور جواہرات اور دولت خانگی جو مالیت بیشمار کی تہی سب پر قابض ہوا
اوسکے دو بہائی اور تہے بالاراو اور بابا بہت بابا بہت کو اوسکے بہائی امور خانگی مین بڑا اختیار
تہا اوسکا بہتیجا راو صاحب بہی اوسکے پاس تہا عظیم اللہ اوسکا وکیل کرتا رہا انگریزی دان تہا
اوسکا وکیل بنکر انگلستان بہی گیا تہا اور تاتیا توپی بہی جسنے ہندوستان مین بڑا نام پیدا کیا تہا ایک
بڑا وفادار نوکر نانا کا تہا قبل بغاوت کے ان لوگون کو کوئی نہین جانتا تہا نانا کو کچہ زیادہ نہتہی
اور کسیطرح حکام انگریز کا اعتماد نہ کرتا تہا عیش و عشرت مین اوسکا اور کانپور مین وقت سرکشی گورہ اور
ہندوستانی کل فوج ایک توپخانہ گورونکا جسمین لشت کولہ انداز جسمین لوگون اور ۲۰ آدمی پلٹن
پیادگان شاہی گورہ چوہدوین نمبر مین سے اور تیس ۳۰ آدمی پلٹن پیادگان شاہی گورہ سیسوین ۳۲
نمبر مین سے اور پندرہ آدمی پیادگان گورہ اول نمبر رسالہ فیروزی لیزن سے سب ایکسو چوہتر ۱۶۴ ولایتی
سپاہی اور ہندوستانی رسالہ نمبر دوم ترک سوارون مین سے اور پلٹن اور سیسوین ۱۳ اور چوہتر ۵۴ پلٹن پیادگان
بنگالہ اور اکثر کلاسع ہندوستانی کولہ انداز اور سپاہیون مین بہت فرنگی لوگ ہے کہ اکثر انمین سے
مقام اور سیسوین ۳۲ پلٹن گورون کی جو لکنو مین تعینات تہی اُسمین سے جملہ تیس ۳۰

آدمی کانپور مین تھے کل ولایتی مرد عورت بچے ساڑھے سو پچاس سے کم نتھے غرض جو دہ جون تاریخ مئی کو جو
سرکشی میرٹھ اور دہلی کی کانپور مین پہونچی اور اطوار وہان کی جمعیت کے بدلے سولہوین تاریخ پہلی پلٹن کی
لین مین آگ لگی اوسے لوگ متردد و متفکر ہوئے نانا راؤ نے دلی اخلاص اور کمال وفاداری سے مستعد رہنے
صاحب مجسٹریت کانپور سے کئی مرتبہ اظہار کیا کہ مبادا اگر کانپور مین نو عدیکر ہو تو مین جہانتک ممکن
ہو اپکی مدد کرونگا چنانچہ سرکار نے نانا کو پانچ سو سوار اور پیادہ مع تین اضافہ توپ رکھنے کا
حکم دیا چھبیسوین تاریخ مئی کو صاحب مجسٹریت نے نانا راؤ سے مدد چاہی اوسپر کاری خزانہ نواب
گنج مین جو نانا صاحب کا بھائی ہے اوسکے قریب تھا محافظت خزانہ مذکور کی نانا صاحب موصوف کے
سپرد کی چنانچہ نانا نے اپنی دو توپین اور دو سو آدمی مقرر کئے علاوہ اسپر ایک کمپنی تین دن
تلنگون کی بھی خزانہ پر تھی اسطرح سے ظاہر مین نانا نے بہت موافقت ظاہر کی تھی انگریز صاحب
لوگون کو اوسکا بڑا بھروسا تھا پس آخر ماہ مئی مین دوسرا رسالہ ستروین پلٹن اودہ کا زیر حکم
لفٹنٹ ماربرصاحب کے لکھنو سے کانپور مین آیا ہر چند روز بعد اس رسالہ سے شبہ نکلوائی کا آیا اوسکو
فتح گڈھ طرف روانہ کردیا دو صوبہ ہمراہ اس رسالہ کے تھے مین پور کے قریب اس رسالہ والون نے
دو افسرون کو مار ڈالا چند سکہ یہ خبر لے آئے ان سکھون کا بھی حساب کردیا اور ایک دمدمہ
جو سابق اسکے نوار کہا تھا مضبوط اسکی شروع کی اور جونہی جون تک ایک مہینہ کا سامان
جمع کیا اور خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ دہان لاکھ نو لاکھ روپی خزانہ مین باقی تھے پانچوین جون کی
رات کو جو گرمی کے سبب سے چھتی پر جمع گنی جاتی ہے دو بجے تھے کہ گنگا شروع کی دم
رسالہ ترک سوار اور اول پلٹن کے تلنگے اول خزانہ پر جاگرے اور جب خزانہ پر قبضہ کرلیا چلتے آئے

قیدیون کو چھوڑ لیا اطراف کے سب گھر جلا دیئے پھر کلیانپور طرف کوچ کیا جو دہلی کیطرف پہلی منزل ہے
یہ ماجرا جو نانا نے دیکھا اول تو خزانہ کا بہت سا روپیہ خود لے لیا ایک جا پر لکھا ہے کہ چھتیس ہاتی
سکہ ری فیلخانہ کے نانا نے وقت سرکشی کھول لیئے بہت سا خزانہ ہاتیون پر بار کر لیا اور باقی جو
بچا لوٹ لینے کا حکم دیا پھر سرکش فوج پاس جاکر انکی فہمائش کی اور پھر کر ساتھ اپنے لے آیا
دیر بٹے کہے کو اوسکے مانا اور سردار اپنا گردانا کانپور مین آکر جنرل ویلر صاحب کو اطلاع دی
کہ مین آپکے مقابل ہون اور خلقت کو لوٹتا اور جو عیسائی ملا اوسکو قتل کرتا ہوا اور بڑھ کے
آیا توپین لگادین ایکجا لکھا ہے کہ یہان مقابلہ پر ادہر والون پاس تین عنباری اور دو چھوٹی توپین
اور تین اتھارہ پنی اور اسقدر چھوٹے پنی اور ایک یا دو بارہ پنی اضافہ ہے ساتوین تاریخ دس
بجے صبح سے گولہ اندازی شروع کی لکھا ہے کہ یہان دمدمہ کچھ ایسا محکم اور مضبوط نہین کسی کے
روز دمدمہ مین جملہ اٹھہ سو پچاس آدمی ہے انمین سے ایک تلث ہی قابل جنگ ہے اٹھہ توپین
تہین دو بڑی دو نوی چار چھوٹی ان اٹھہ توپون سے سون تو یونکا مقابلہ کیا یہ دور سے محاصرہ
کئے ہوئے تھے اور ایک روایت یہ ہے کہ چار ہزار آدمی مورچہ گاہ باہر رہتا ادہون نے ارادہ کیا
اپنی جانون کو خوب گران بیچا ایک نیا صوبہ دار نے گنگا جل اوٹھایا تھا کہ وہ انگریزون پر
فتح حاصل کریگا یا جان دیگا اور موسم بھی گرما کا تہا خصوص جولائی کا آفتاب غضب ہوتا ہے
بچے اور عورتون پر بہت تکلیف گرمی کی تہی دمدمہ مین کل دو بارکین تہین اوسمین سے ایک
بیحیت اور چارون طرف دشمن آگ برساتے تھے ہر چند گہٹہ بعد جگہ سے اور توپین لے آئین
اور چودہ توپین اور غبارے چارون طرف سے بارکون کے ٹکا کر فر کرنی شروع کی یہ بھی

جو اوسکی توپون کا جواب دیتے ایک ہزار گز کے فاصلہ سے پرلی طرف یہ جنگ ہوتی رہی کچھ نقصان
ہوا کہ ان پاس چھوٹی میدانی توپین تھین اور انکو بھی ایسا نہ رہنے دیا پھر دوسرے دن نانا کی فوج
پہنچنے لگی مختلف سمتون سے سرکش لوگ آکر فراہم ہوتے جاتے تھے یہ مقام تولیف اُن لوگون کی
جڑ اتحا جو بارکون مین ہتے جو نکہ ایک بڑا اسکدین نانا کے ہاتہ مین تہا اور خزانہ وافر اور تمام
شہر پر قابض اونکو کوئی امید باقی نہتی مگر اپنی جوانمردی اور عالی ہمتی سے چند آدمی شکستہ
حال اوس نا مستحکم اور نا مضبوط دمدمے پر قیام کئے رہے ہزارون سپاہی اور سوارون مین سے
کسیکی طاقت نہتی اونکے مقام تک اسکے دو روپیہ سے بندوقین سر کیا کئے باوجود اسکے فتح
مند سکے رات دن قریب کے مکانون مین سے بندوقون کی بوچھار ہتی اس طرح سے کہ اوسکی دیوار کو
چھنی کر دیتا چاہتے روز تیرہوین تاریخ نزدیک سے گولیان پڑنے لگین اس سے جو فرنگی دیرون مین
رہتے تھے ہر ایک نے خیمہ کو اپنے اوتار لیا صرف ایک بارک مین جا رہے چونکہ چھت اوسکی ہوس کی
تہی روشن ہوگئی اور آگ اوسکی ایسی جلد پہیلی کہ اسمین گورون کی بی بیان اور بچے اور بیمار اور
زخمی لوگ جو رہے تھے قریب چالیس آدمی کے جل گئے اور فوراً اودہر سے حملہ ہوا نہایت سخت
آگ برسانے آگے کو بڑہے مگر گورے سپاہی اور افسر لوگ اندر دالے توپون پر مستعد رہے
جو اوپر کے مکان جلتا تہا عورتون بچون کی چیخا پیخ ہتی دوا خانے اور جراحی کے اوزار سب جل
گئے لکھتا ہی کہ چار ہزار جو اس وقت جڑ ہے چلے آئے تھے اور کہتے ہین یہ چند آدمی اپنی جگہ پر
سچ سے قایم رہے اگر یہ بھی بچے رہے تو ان کا [illegible]
تہا کہ ہمین ہتین کہ جنگ کی کے اندر سر ہو سکین تو باہر سے ہمین سنگینین تلوارین بھی تیار رہتین

وہ دو دن سے لڑتے رہے منہ نہ چڑھے سنکھیہ ہوئے پہر تو بالکل جی سیر انرنا اور کوئی اسباب آرام کا
باقی نہیں سے آفتاب کے بہت آدمی مرگئے غرض یہ لوگ ایسی بڑی مصیبت میں گرفتار تھے
کہ ایک بارک سے دوسری بارک تک جا سکتے تھے جو سیدان میں نکلا شانہ گولی کا ہوا پانی کی قلت
اور وہ دیوارین دمدمہ کی کہ جنکے اوٹ سے پانی بہر لیتے تھے توت گئے تھے اسباب خوراک اور جنگ
کا کم ہوتا جاتا تھا مردون کو رات کے وقت لیجاکر ایک کوئین ڈالدیتے تھے اسیر کہتے ہین کہ
راتون کو نکلکر توپون مین مخالفین کے میخین ٹھوک دیتے تھے مستظر مدد و کمک تھے اسی مین
صبح و شام ہو جاتی کمک نہ آتی تھی کہا نکا مسر انجام ہوتا رہ گیا تھا بہت سے فرنگی جنہون نے
شہر مین پناہ لی تھی اور جن مسلمانون نے انہین پناہ دی وہ سب جان سے مار گئے سا ہوکار
دوکانین لٹ گئین اور ایک مقام پر لکھا ہی کہ بیچین مورچہ گاہ کے ایک کوا تھا اور مورچہ گاہ کے
ایک کوا اوسمین مردون کو ڈالدیتے تھے اور دشمن لوگ گولے اگ مین جلا کر سرخ کرکے
پھینکتے تھے تا بارک مین اگ لگجاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا غرض لکھا ہی کہ یہ لوگ بڑی
جرأت کئے ہوئے تھے اس ہنگامہ مین ایک چھکڑے کو اگ لگ گئی تھی اوسدم یقین ہوا کہ
سب جلجائین گی ڈالکر اوسکو بجھایا لاشون کی بدبو مکھیون کا ہجوم دال چپاتی کی بچت کی
مزدوری اور کہانے کو روٹی ہمزہ جو بعض کہ ایسی تکلیف سے نکل گئے مارے گئے گر ہے
کھود کر گورے سپاہی اوسمین رہتے تھے شمس آفتاب سے بچتے تھے ایک ایک آدمی پاس
چھپے چھپے بندوقین بھری ہوئی تھین کچھ ہندو لوگ ایکے شریک تھے جنے بگو سے کہاتے
تھے بعد یہ لوگ بچائے کہ اگر رات ہم اپر گرتے سب جون مارتے حملہ کرتے تو فتحیاب ہوتے

کو اوسوقت کہنے بھیجا کہ اس جگہ کنوئی سے باہر نکلنا مردانہ میدان مین مرجانا برابر ہے لیکن الفت سے
بچوں اور عیون کی نہ نکلے معلوم ہوا کہ بعض لوگ تیون کو چند آدمیون پر چھوڑ کر چلے جاتے تھے
بعض گولہ انداز رہتے تھے اور جب بہت دیر تک کوئی آواز نہ آئی تو کنوئی سے باہر نکلے
صلح دامن کی پیش کیئے اور کہا کہ تمام گورے سپاہی اور صاحب لوگ چلے گئے ہین
صاحب بہادر کے کاموں سے کچھ تعلق نہ تھا اگر ہمارے آقا اور کرنیل صاحب ہمارے
انکی جان بخشی ہوگی الہ آباد بھیجا جائیگا چونکہ امید بسطرح جان بچنے کی نہ تھی ناچار
کپتان مور صاحب نے جو تینون پلٹن شاہی گورہ کے حاکم تھے دستخط کردیا اور کشتیان
الہ آباد لیجانیکو تیار ہوئین ستائیسوین صاحب اور میمین اور بچے گورے کشتیون مین
سوار ہوکر الہ آباد چلے جب گنگا پر پہونچے دغابازی ظاہر ہوئی تھوڑے آدمی سوار ہوچکے تھے
کہ پھر نہین ملاحون کی کشتیان کنارے آگ لگادی سندوقین اور توپین بھی اوپر چلنے لگین کل تیس کشتیان
تین آدمیون سے روز رہتے گوا کی نوبت گئے مگر سوا ایکے دوسری کشتی مین رہ گئے باقی
اپنا اپنا کشتی لیکر بھاگ گئے سوا ایکے جو مارے گئے کچھ زخمی رہے اور بچون اور عیون کو لیکر
جو کشتی کہ چل سکتی تھی اوسمین پچاس آدمی تھے اوسکا تعاقب کیا چھ میل پر رہتے
اندھیری رات ہوئے پر یہ لوگ اوترے اور اسکو شکل کرکنارا وان سے چلا کر نکل گئے
پاس پہنچے انکی یہ مقام کانپور سے آٹھ میل ہے یہان پر کشتیون نے انکو گھیرا
کئے بہت مارے گئے بڑی جوانمردی سے لڑے کہ پسپا کیا جسکی کہ طرف کانپور کے بھاگے وہان نانا نے
خبر سنکر دو سو سوار بلانے روانہ کیئے اوسدم خود بخود ایسی ہوا بندھی کہ رات مین

کشتی خشکی سے نکلکر چل نکلی مگر صبح ہوتے راستہ تو معلوم نتھا پھر انکے دیکھا تو کنارہ پر ہجوم بہت دیکھا
کہ کشتی انکے کو سر کتی نہین چودہ آدمی دتر کر آئے انکے ہتانیکا ارادہ کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا
وہ سب نزدیک پاکر بہاگے بڑی دور تک انکا تعاقب کیا جب لوٹے تو دیکھا کشتی کا پتا نہین کنارے کنارے
ایک میل بہاگے وہ تعاقب کرکے اُن کے سر پر آن پہونچے جب ایک شوالہ مین جا گھسے اور اسکی
پناہ لی وہ پیچھا کیے ہوئے چلے آرہے تھے ایک کو چودہ آدمیون مین سے مار لیا باقی وہ
تیرا آدمی بچ ہو کر پہرے مقابلہ کیا ہوتون کو مار گرایا تمام سرکش لوگون کو شوالہ مین جو دراڑے
ہے باہر کو ہتا دیا تب یہ تنگ آکر ایک توپ دروازے پر لا لگائے شوالہ بہت مضبوط بنا کچہ ہوا
تب بہت سی لکڑیان لاکر دروازہ کے آگے چن دین اور آگ لگا دی پھر اوسمین بارود ڈالدی
تو دہوئین سے سو ڈیڑھ سو آدمیون کا دم بند ہوا اسدم وہ باہر نکلے اور دریا کی طرف بہاگنے کا ارادہ
کیا اور بجز نکلنے کے باہر والون پر پڑے وہ سر پہر ہو کر پیچھے کیطرف ہٹتے چلے صاحب جو پسر نا
نہین جانتے تھے بلا کشتی محاصرہ پر آگرے اور کیسکر مین کو مار آخر کار مہ کئے باقی سات آدمی
دریا مین کود پڑے انمین دو کو لوگون سے مارے گئے اور ایک صاحب جو تیرتے تیرتے تھک گئے
پیٹ کے بھل تیرنا اختیار کیا ناداستہ جو کنارہ قریب آگیا دوڑ کر خشکی والون نے مار ڈالا چار آدمی
جب میل نکل گئے تب کنارہ سے چند آدمی انہین آواز دیکر بولائے معلوم ہوا کہ وہ سپاہی
ہیا راجہ تک بھی سنگدر ئیس بیوارہ اودھ کے ہے تین روز کے بھوکے کنارے پر آئے اور راجہ کے
پاس بھیجے راجہ نے انتیسوین جولائی سے اٹہائیسوین جولائی تک باآسایش تمام رکھکر
حراست مین اپنے لوگون کے کانپور کو بھیجوا دیا بعد نکل جانے اُن دو کشتیون کے گہاٹ پر قتل

عام شروع ہوا باغ کی دیوار کے پیچھے سے بندوقون کی بارش ہوئی سواردن نے بجو بان ان
لوگون کے جا کر خوب تلوارین لگائین بالآخر وہ جنہون نے قتل بند کرنیکا حکم دیا جو لوگ کہ
بچ گئے تھے ایک بڑے مکان مین جو صوبدار کی کوٹھی کہ مشہور ہے وہان لیجاکر مرد لوگون کو
علیحدہ کر کے قتل کر ڈالا اور عورتون بچون کو چھوڑ دیا اور وہ کشتی جسکا
ذکر ہوا جب واپس آئے تو اوسکو نیایا تو اوسکا حال یہ ہے کہ اسکو باغیون نے گرفتار کیا جس قدر
مرد وزن اسمین بیٹھے ہوے تھے کنارہ لاکر کشتی پر سے اوتار چھکڑون مین سوار کر دایکے
کانپور لائے اور جب یہ لوگ کہ قریب ایسی آدمی کے تھے کانپور پہونچے اونمین سے صاحبون کو
مار ڈالا عورتون اور بچون کو اسی قید خانہ مین ڈالدیا اور پھر وہان سے لیجاکر ساتوین تاریخ
جولائی کی اوس مکان مین جو بی بی گھر مشہور ہے رکھا وہان پندرہ دن تک قید رہے اور پھر گذشتہ کے
ہزار دن مین سے دو جتے دو مرتبہ کر کے کانپور پہونچے اول گروہ مین کچھ بازاری لوگ بھی تھے بایں
تاریخ جون کو جو پہونچے تھے یہ سب متفس تھے تیسرے پھر رہے اور دوسرے گروہ والے اول جولائی
پہونچے اوسمین قریب ستر کے صاحب لوگ اور تین تین صاحبون کو تو شاید اوسوقت مار ڈالا
تین اور بچون کو اوسی بی بی گھر مین پھر دیا خیر بعد خبر دینے ان واقعات کے مہتمم اخبار نے جسطرح
پر کہ مقام اونک کی لڑائیون کا بیان تاریخوار طبع کیا ہے نامہ نگار بھی اوسیطرح رقم کرتا ہے
باقیماندہ احوال یہان سے آگے چلکر پھر کشف ہوگا مقام اونک کی لڑائیکا بیان اونکے مقام کی
لڑائی جو مابین سرکار انگریزی اور نانا کے ہوئی ہے بیان واضح اوسکا یہ ہے کہ بعد صبح ہونے
پندرہوین تاریخ جولائی کی فوج ظفر موج انگلیشیہ نے قریب گیارہ بجے دن کے پانڈو ندی سے

وشنوون کو مار کے بہادر یہاں پر مخبر پہر جمع کر کے جملہ معترضہ احوال کانپور کا بسبب اختلاف روایات
کے کہ آنکھ دیکھا خود کہتا ہے مفصل کیفیت نہین کہلتی اس وضع پر تحریر کیا ہے کہ جب خبر شکست کامل
کانپور کو پہونچی نانا صاحب کے خلوتخانے مین مشاورہ ہو کر قریب غروب آفتاب کے علاوہ عورتون اور بچون
کے چار صاحب لوگ بھی آدمی تھے نہین معلوم انہین کسواسطے قتل عام سے مردون کے بچا رکھا تھا
بی بی گھر ہے اونہین اول نکالکر سترک پر گھاٹ کے قتل کیا بوڑھے کے قتل عام عورات اطفال کا
ہوا اول تو دروازون اور کھڑکیون کی راہ سے گولیون کی زد ہوتی رہی چند قیدی اس مین
مارے پڑے بعد قاتلون نے تلوارین لیکر باقی زندون اور زخمیون کا کام تمام کیا پھر یکایک کر کے
فاصلہ پر قتل گاہ سے نانا کی فرودگاہ تھی ناچکا حکم ہوا تمام شب جو پڑا رنگ رہا گانا بجانا ہوتا رہا
علی الصباح دوسرے روز حکم ہوا بی بی گھر کو صاف کرو اوسمین لاشین نہین کچھ تو کوئین جہان سے
قریب تہا دالدین کچھ گھسیٹ کر گنگا مین بہا دین یہان پر نوین حصہ مین کتاب کے صاحب کتاب نے
بہت سی کیفیت کا ذکر جسمین مکانات انگریزی سے کیا ہے فقط طول کلامی ہے مضمون دیکھی سواسطے
مختصر کرنے کے جو بات کہ نئی دیکھی لکھی جاتی ہے بیان کی سرکشی مین لکھا ہے عیسائیون کو سرکش لوگ
نانا کی اعانت سے جنہون نے قتل کرتے تھے اشتہار دیا تہا کہ جسکے گہر مین کوئی عیسائی چھپا ہوگا
اسکو پناہ دیگا اول اوسکا مال واسباب لوٹا جائیگا پھر گہر منہدم و مسمار ہوگا اس بہانہ سے
سپاہیون نے اچھے اچھے اشراف اور دولتمندون کے گہر لوٹ لئے کشتیون کے پل کو توڑ ڈالا
جلا دیا بیاپارین کو قید کیا کسو کو توپ سے باندہ کر اوڑا دیا چاپہ خانے مین اشتہار چھپا گئے
تھے اس مضمون کے کہ سب ہندو مسلمان کو لازم ہے کہ شامل ہو کر بالاتفاق اپنے اپنے مذہب کی

حمایت کرین اور بوکر ہی کے واسطے نانا صاحب پاس حاضر ہون عزیزن رندھی شمس الدینخان
سوار کی مردانہ لباس پہنی ہوئی شریک تہی اور قاضی وسیع الدین بہی ہمراہ تہے بہت سے
قتل ہوئے بہوتیرے گرفتار کسو سے لاکہون ہی روپی کا سوال واسطے جان بخشی کے ہوتا تہا بہت
عزل ونصب عمال کا عمل مین آیا اکثر لوگ طرف سے نانا کے اہل حدمات قرار پائے احکامات
روانہ ہوئے نانا کو حکومت اس نواح کی بالاستقلال کا خیال تہا اسواسطے دہلی کے طرف نگیا
اودہر کا ارادہ نکیا کہ وہان کیا ہوگا وہان کی حکومت کا ہیکو ہاتہہ آئیگی وہان کے حکام اور لوگ
مقرر ہوئے بعض بعض گرفتارون کو ایک رسی مین مشکین باندہ باندہکر کر پیدل بچے پی پی لوگون کو
بے موزہ وکفش لے آئے فتح گڈہ کے بہاگے ہوئے لوگون کو بارہون جون بیچے ماہ مذکور سوانحات جلی
قلم بالا کو میدان مین کوہنی سواد کی جانب مغرب کے وقت گولیون سے مع بچے عورات کہ نام ان سب کے
حاشیہ پر اہل کتاب کے مرقوم ہین مارڈالا اور بالارادہ ایک چبوترہ پر بیٹہکر بڑی بے رحمی سے
اس تماشے کو انکہون سے ایکیا اسی تاریخ منصب علی نام ساکن رسول آباد مع ایک گروہ کثیر
نانا کے ساتہہ اگر شامل ہوا تہا ہوین کو ایک صاحبکا سر ایک میندار نے قتل کیا تہا جب نانا کے روبرو
آیا قاتل کو دس روپی لانے والے کو دو روپی انعام دیے اور جسنے سر لگا کر چہرہ کو بارک کے
آگ لگادی تہی نو سو روپی ایک دوشالہ صلا ملا انگریز جو اسمین ہے انکی بہادری کی بہت تعریف
کرتے ہین اور انکی بیجگری کے قایل ومتحیر ہین تلنگے بدمعاشون سے مگر میندارون مہاجنون کو لوٹتے
ہے بلاس سنگہ نام کو توال تہا اوسنے عرض کی اگر یہی حال ہوگا شہر ایسا ہی لوٹیگا تو عملداری
اور حکومت اپکی خوب ہوگی اور یقین ہے کہ اپکی فوج کو منتشر دیکہکر صاحبان انگریز موجون پر

حملہ کرکے فتح یاب ہو جائینگے سو یہون کو نادری پلٹن تلنگون کی زیر حکم میر نواب اور اکہترون پلٹون زیر
حکم خدا حسین مع سوار و توپخانہ نانا سے آملے اور یہ کہا کہ ہم دور فرسخ مورچہ گاہ انگریز فتح کرتے ہین نانا
اوپر نہایت مہربان ہوا بہت متہائی تنگوا دی حکم ہوا کہ ان تلنگون کی بہت عزت اور توقیر کرین ستروین جون
کو واسطے عدالت فیصلہ مقدمات فوجداری باجلاس کے بابا بہت اور عظیم اللہ اور شاہ علی کہ یہ دونو مشیر
نانا کے تھے اور امجد علیخان وکیل کو حکم ہوا پس کپلی عدالت کے اذن سے اکثر تلنگے اور بدمعاش گدیون پر
چڑہ کر پہرے گئے ایک شخص کے قوم بوریا سے بسبب چوری کے ہاتہہ کاٹے گئے میر نواب ہر وقت حملہ
کرتا اور پسپا ہوتا تہا اس بار بار کی شکست سے لکہنا ہی کہ ہمت باغیون کی پست ہوتی جاتی تھی
اور جن پاس کہ پیسہ اور اسباب لوٹ کا بہت جمع ہو گیا تھا وہ لوگ روپوش ہوتے جاتے تھے
اور جو سپاہی کہ نہ تھے وہ جون پرسین جاتے تھے اور نہ بخوشی حملہ مین شامل ہوتے
تہے نادری سوار اور اکہترون پلٹون کے باقی سب سپاہی حملہ کے وقت تہرے کنارے سے
دوکانون مین بیٹہ کر مزہ سے شکر وغیرہ دوکانون سے لوٹ کر روز شہرت سے آرام کرتے تھے
بیسوین جون کو سب بابا پاس حاضر ہو کر مشاورہ کئے یعنی بابا بہت اور عظیم اللہ اور شاہ علی اور
احمد علیخان اور اکبر علی اور احمد اللہ اور برگیدیر جوالا پرشاد اور جنرل تیکا سنگہ اور آلہ بادی
مولوی شامل تھے اور یہ مصلحت ہوئی کہ انگریزون کو فریب سے باہر مورچون کے نکالکر قتل
کر ڈالنا مگر بعض کی رائے تھی اس واسطے یہ مقدمہ اس روز معطل رہا من بعد عمل مین آیا کہ
اس مشورہ مین عظیم اللہ بالارادہ جوالا پرشاد شاہ علی احمد علی یہ لوگ شریک تھے اکیسوین کو
منادی ہوئی کہ نانا صاحب کے نام سے پیشوائی عملداری پر قایم ہوئی اور لکہنو قبضہ

لفرف

تصرف مین ہندوستانیون کے آگیا اس تاریخ ایک چٹھی انگریزی جو لکھنو کو روانہ ہوئی اوسکا مضمون
یہ ہے کہ آج تین گھنٹہ کے عرصہ مین تیس عدد سے زیادہ بم کے گولے انگریزون کے اور ہمارے پاس اب
نہ بنی توپ کا مصالح ہین رہا نہ توپخانہ دشمنون کا بہت مضبوط بھاری ہی پیادے توچار سو یا سو سے زیادہ
ہونگے اور بعد صلحنامہ کے قبل بھیجنے کے ہم لوگون کو کنارہ پر گھاٹ کے اور سوار کروانے کشتیون
کے نا تھا تو پی نے صلاح اور مدد سے اپنے رفقای مذکورین کے جابجا توپین نصب کردین
تھین اور لین اور سوار فرار کے ناکون پر کہ آکر دا دیئے تھے کہ ہر طرف سے ہم پر مار مار ہو
یہ مورچہ گاہ ایسا تھا کہ اسکو مورچہ کہین صرف ایک میدان تھا اور گرداوسکے ایک کچی
دیوار دیرہ گز اونچی پس اطراف خندق کھود کر مٹی کا ڈھیر کر دیا تھا کو کالکا پرشاد نے اپنے
آقا مسٹر طامس کرین وی صاحب کو اطلاع دی تھی اور نشی نے بھی انکے کہہ سنایا تھا کہ
نانا دغا باز ہی اس عہد مین غریب ہے لیکن وہ کیا کرین ناچاری سے قبول کیا جب یہ سوا سے مورچہ
خالی کیے تمامی سپاہیون کا ہجوم باہم جان گئے تھے جب اشتہار ہوا تھا کہ صلح ہوئی عہد نامہ
تیار ہوا ہے کیے دغا کی بنی یہ بات سوچی دیگی مگر دو ہی تا چار تھا سے عمل آوری ہوئی
بعض لوگ جنکو دغا کی خبر تھی اور انکو زمانہ عروج مین دیکھا تھا وہ بھی تماشائیون مین تھے
بعض نمادار لوگ صد مگار دور سے آئے اپنے اپنے آقادون سے ملے بعض باغی جب افسران انگریزی سے
ملے اور احوال اپنے افسرون کا پوچھا جو اوسوقت تک قتل ہو چکے تھے افسوس کیا اور شجاعت
بہادری پر ہزار ہزار آفرین لوگون نے خود دیکھا تعجب کیا کہ یہ چند آدمی مورچہ کو نکر آجتک کاٹ کیا
نانا صاحب جو اب کانپور کا حاکم مستقل ہوا ہی اپنے ڈیرہ مین تنہا رہ گیا صرف چند مرہٹے

اور احمد علی وکیل اسکے ساتھ تھے اور سب سردار بالا راو عظیم اللہ تانیا توپی وغیرہ تو الہ رین
مین قتل کا تماشا دیکھنے آن بیٹھے تھے جب صاحب لوگ اور میمن کشتیون پر سوار ہو چکے عظیم اللہ کے
حکم سے بگل بجا کہ او سیپن قتل عام کا اشارہ ہتا تو مین چلنے لگین فیر بھی ہونے لگی ملاحون نے
علاوہ یہ کہ ریت مین کشتیون کو پھسا دیا آگ لگا کر جل بجھے زخمی لوگ چل نکلتے تھے پلس مرے اس پر
حکم بالا راو اور تانیا توپی کا ہوا کہ دریا مین گھس کر قتل کرین چنانچہ بہت سے پادری اور بہت سے
صاحب اور میمن بچے قتل ہوئے کہتے ہین اس روز تا دیر تک اور اگلے دن پلٹن جو لکھنو سے آئے تھے
قتل مین بچارہ ناکردہ گناہ عورتین اور ناآگاہ معصوم بچون پر خوب اپنی شجاعتین دکھلائین
غرض بہت مارے گئے اکثر گرفتار ہو کر آئے انمین بھی بعض قتل ہوئے بعض قید کیے اور پر گذرا اسکے
اٹھائیسون جون روز یکشنبہ گینی فوج کی ہوئی اور تو مین اس پار کیا اور لکھنا صاحب نے گھوڑون پر
فتح پائی سر کی گئین اور تانیا توپی نے دیسی دس کشتیون کے چودھری کو چار ہزار چار سو بیست
روپے پانچ نقصان کشتیون کے اور کیا اور پانسو روپے ہر ملاحون کو انعام دیا کہ جنہون نے سب سے
پیشتر آگ لگا دی تھی اور اس تاریخ لشکر مین نانا کے اسقدر جمعیت آکر شامل ہوئی ایک رسالہ
دوم ہوک سوارون کا اور سیر ہو کر رسالے آئین جو اعظم گڈھ سے آیا تھا اور پلٹن سپاہیان
نمبر ایک اور ستر ا اور ترپن اور چھپن اور دو پلٹن اودھ کے اور توپخانہ میدانی نمبر اٹھارہ دن
کانون سے اور ایک حصہ رسالہ نمبر چودہ پلے آئین اور ایک گروہ رسالہ نمبر سات ہوک سوارون کا اور
ایک گروہ پلٹن پیادہ نمبر چھیے کا اور ایک پلٹن نمبر بارہ کی اور ایک توپخانہ متعینہ چھاؤنی کانپور اور دو
کمپنیان پلٹن پیادہ نمبر اڑتالیس جو بتور مین تین اور بیسون کو نانا اور بالا راو بیتور کو چلے گئے

بابا بہت اور عظیم اللہ اور جوالا پرشاد اور شاہ علی کو ہدایت ہوئی کہ کانپور کی رہاکا بندوبست
کرین یہ لوگ تاریخ بیسوین ماہ مہتور مین نانا تخت پیشوائی پر بیٹھا اور قشقہ راج کا اوسکی پیشانی پر لگایا گیا
اوسی دن بیمار کسبادی کی سر کی گئین رات کو شہر مین روشنی ہوئی کانپور مین بابا بہت کی کچہری
سے تحصیلدارون کے نام احکام جاری ہوئے کہ محاصل جلد داخل کرین اور حکم ہوا کہ جنکے
گہرون مین فرنگی لوگ پوشیدہ ہین اونکو سزا دیکر بعد اسکے واسطے تقسیم انعام فوج طلائی
کنہتی اور بالے کی تدبیرین کی گئین غرض نانا مہتور مین چند روز رہا اور بالا راو واپس آکر کانپور
مین بندوبست کرنے لگا کونا آنے سے نانا کے فوج ناراض ہوئی کنہتے انعام کے تیار ہونے لگے
اشرفیان خریدے گئے تیری جولائی کو تنخواہ فوج سرکش کی تقسیم ہوئی بعض لوتیرے
صندوق خزانے کے متعلق بارک پور قید کئے گئے تقسیم لوٹ پر بڑا جھگڑا ہوا فوج نے کہا کہ
نانا صاحب تمام خزانہ لوٹ کر اپنے تصرف مین کر لیا ہی ہم اس فریب کا مزہ چکھا دینگے اور جو
فرنگی لوگ کہ قیدی ہے اونکی میمین دال چپاتی پکا سکتی ہین اوسی دن سے اونہین حکم
گوشت کا ہوا اتنے مین افواہ قریب آنے فوج انگریزی کی الہ آباد سے گرم ہوئی شتر سوار
خبر لانے کو روانہ کئے گئے نانا نے بھی کانپور آنیکا ارادہ کیا بابا بہت اور عظیم اللہ جوالا پرشاد
واسطے مہیا کرنے سامان رسد و غلہ کے مصروف ہوئے تین جولائی کو ایک گروہ چند فرنگی
صاحب لوگ جو چوتھی تاریخ فتح گڈہ سے دریا کی راہ سے چل نکلے تھے بہتور سے گذرتے
ہوے گرفتار ہوا اس طرح سے کہ بہندی مناس اور شکل دیو گہاٹ پر توپین لگی ہوئی
تہین و مان ایک گروہ باغیون کا تہا انہین دیکھکر توپین بند دقین چلائین وہ بھی جوابدہی

آخر کار جسا سنگھ کے آدمیون نے دریا مین جاکر پکڑ لیا وہ بیرانے بٹھور مین قید ہوئے پس راو صاحب کے
حکم سے اسی تاریخ اسقدر فوج جرار مع برگدیر حوالا پرشاد جکپوری کی جانب واسطے مقابلہ انگریزون
کے روانہ ہوئی تفصیل فوج رسالہ دوم ترک سوار ان رسالہ سیزدہم پے آئین اور ایک رسالہ پے آئین
نوہریٰ اور اور سوار مختلف رسالون کے پانچ کمپنیان تلنگون کی متعلقہ پلٹن نمبر بارہ اور ستراہ اور
پلاٹن پیادگان تلنگ نمبر ایک و تریپن و چھپن و ناوری اور اکہتر دین اور بارہ ضرب توپ سوا
اسکے انبوہ کثیر جہادیون اور بدمعاشون کا برسبیل شیخی مارتے ہوے اپنی ہمراہی کے ساتھ ہوا
دسوین کو سرکش فوج کانپور سے روانہ ہوکر اودنگ مین ہوئی اسی تاریخ اُن گرفتار انگریزونکو
کانپور مین لیجاکر مہمین علیحدہ کیے اور پی پی گھر مین جو لوگ کہ سابق سے قید تھے ہمراہ انکے رکھا
اور صاحب لوگ سوا اُن تین انگریزونکے کہ جس سے عوض مین جان بخشی کے قلعہ آلہ آباد کا خالی
کروانیکا اقرار تھا حسب الحکم نانا کے قتل ہوئے اور گہارہون کو اُسی فوج نے سکتا پور طرف
کوچ کیا اور بارہون کو فتح پور ہوا ہوئے اور انگریزی فوج کے مقابلہ کے لئے شہر مذکور پر
کانپور کی جانب مع توپخانہ آراستہ ہوئے اول باغیون نے چاہا انگریزی فوج کو گھیر لین لیکن انہون نے
مارہٹا یا تعداد فوج انگریزی بہوتے سے آدمی گورے چوستے اور اٹھتر اور چوریاسی نمبر کے
پلاٹن مین سے اور ایک پلٹن فیروزپور کی اور کچھ سوار ستر ہون رسالہ پے آئین کے تھے اور کل نو توپ
الوا اور حاکم اس فوج کے شجاع زمانہ جنرل ہیولاک صاحب بہادر جب یہ فوج کوچ کرتی ہوئی
اوسی تاریخ فتح پور مین داخل ہوئی اُسدن چاہا تھا کہ ایکدم بہرنوعی دم لینے دینا مگر دشمنونکے
مقابلہ پر مستعد دیکھکر جہت صلح لڑائیکا دیا بمجرد مقابلہ اول ہی پانڈے جی مہاراج بہادر ہے

عرصہ مین فتح پور خالی ہوگیا تمام اہل لشکر نہایت سراسیمہ اونگ کیطرف الٹے بہاگے کوئی شخص انگریزی
فوج سے اسی دفعہ قدرت خدا نہ مارا گیا نہ زخمی ہوا لیکن تمازت آفتاب سے البتہ چند آدمی مر گئے
اور فوج سرکش مین سے جن پاس اسباب لوٹ کا بہت ہوگیا تہا جا بجا اپنے گہر دن کی جانب
کا فور ہوگئے پس اوسی روز یعنی بارہوین تاریخ مذکور فوج انگریزی نے فتحپور مین مقام کیا کانپور مین
جب یہ خبر شکست نانا کو پہونچی تردد عظیم ہوا جتنی فوج کہ کانپور مین تہی سبکو باندہ وندی کے طرف
روانہ کیا کہ وہان جاکر مورچہ جماوے اور تا دم آخر وہان سے نہ ہٹے اور قاصد جن پاس چہٹیان
انگریزی اور ہندی انگریزون کی ہتہین گرفتار ہوکر نانا کے حکم سے قتل ہوئے چودہوین کو فوج برطانیہ نے
کلیان پور کی جانب کوچ کیا اور بالارا ونے مقام کرکے اونکے مورچہ کی خوب مضبوطی کی پندرہوین کو
فوج انگریزی بھی مقام اونگ پر مقابلہ کو آن پہونچی دشمن کو عین سرک پر مقیم پایا اوسی وقت
صبح کے نو بجے تھے بلا تامل حملہ کیا بجز دو حملہ کے شلک کامل عاید حال انکے ہوئی اونک سے بھاگ
باندہ وندی پر جو اخیر مورچہ تہا آن پہنچے وہان کچہ دم لیکر باندہ وندی پر آئے اور آتے ہی اوسی توپ
اندازی کی اور گراپ کی مار ماری کہ باندہ وندی کو بھی خالی کروالیے اور بالارا ودہ کندہ ہوکر
جم بہاکر سراسیمہ کانپور کو بہاگا اور وہان بعد بہت سی صلاح اور مشاورہ کے یہ ٹہہرا کہ سب زن و بچہ کو
انگریزون کے جو قید ہی قتل کر ڈالنا چنانچہ انمین سے پانچ صاحبون کو قید سے نکالکر پانچ بجے شام کو
گودام کمشریٹ کے دیوار کے نزدیک خانہ گولیون کا کیا اوسروز سلامی کی تین بار توپین چلین
انیسون کو بالاصاحب گورنر خرل ہوئے اور جوالا پرشاد برہمن سیتہ پور کا ستراتہ بین اس تقریب کین
ستر ہوئین اکیسوین کو نانا کی بادشاہت ہوئی اور جب نانا اپنی بادشاہی توپین سر کرکے بہنور کو گیا

دنیا ن بادشاہ سے تو ہین بادشاہ دہلی کے سلامی کی سر کین اور اسی تو ہین اپنے باپ یا جیرا و کے ما ہے
اور بادشاہ ذات کے واسطے اور ایک ایسی نا نا کی ہوا اور والدہ کے واسطے کہتے ہین ہندو ہون
تاریخ سے چودہون جولائی تک خصوص ہندوون کو بڑا خوف تہا سب اشراف اپنے گہرون
کے دروازے بند کئے ہوئے بیٹھے تہے کیفیت اس روز کی صاحب کتاب لکہتا ہی کہ مفصل نہین
کہہ سکتی گو بیان کرتا ہی کہ ہزارون تماشائی ہونگے مگر تین آدمی بسمیہ ایسے کہتے ہین کہ پانچ شخص
تلوارون باندہ کر آئے ایک شخص اور بہی اُن سپاہیون پاس جو بی بی کے گہر پر متعین تہے کسی علت سے
نظر بند تہا اور جو کے حکم خود دیکہا ہے ایسا اظہار کرتا ہی کہ دو چار روز قبل کے چند اشخاص
نوکر نانا کے ایک دکان مین بیٹھے ہوئے آپس مین یون باتین کرتے تہے دو ہندو شیخی مارتے تہے
کہ ہم نے آج ایک زن دیجہ کو مار کر ایسی دی انعام پایا ایک شخص سر وہان نام ایسی بڑہ مارتا ہا
کہ میری تلوار درست نہین قتل کے وقت مڑ گئی ہی اور تلوار کبوکر دکہلائی ایسی روایتین مختلف ہین
غرض انہی پانچ آدمیون نے ہمراہ ایک عورت کے جس نے جامہ مانسی بیگم نام ہو انگریزی لوگون پر مقرر کی
ساتہہ اوسکے گرشام کے پیچہے پیچہے سے باغ چلے تک قتل کرتے معروف رہے ہر دروازہ قتل کے
بند کر کے چلے گئے صبح جب خاکروب ہمراہ جلادون کے آیا اور بی بی کے گہر کا دروازہ کہلا تو دیکہا تین یا
چار نیمن دو یا تین بچے زندہ ہین قتل سے بچ گئے تہے تمام رات تو مصیبت کی گئی دنکو جلادون
اوہنین بھی ہمراہ لاشون کے گہسٹ کر بہنگی دالدیا ایک خشک کوئین ڈالدیا لکہا ہی کہ دو تین
بی بیان اور بچے کہ دو صورتین قاتلون کی دیکہکر بہاگے اور مکان کے گرد پہرے مگر یہ جلاد دوڑے
اور پکڑ پکڑ جیتے جی ہزارون تماشائی لوگون کے روبرو لاشون کے ساتہہ اُس کوئین جو قتل گاہ سے

تربیت شاہ الدیا بعد اسکے اس نواح مین اور ایک لڑائی ہوئی نانا بذات خود جنگ مین حاضر و
موجود تھا کہتے ہین یہ اخیر جنگ تھی گو یہ لوگ بہت دل کھولکر لڑے لیکن جسکے برخلاف کتاب کے
شکست کامل نصیب ہوئی فوج انگریزی دو بجے بعد دوپہر کے کانپور کی جانب کوچ کیا ایک میل
کے فاصلہ پر اوس مقام سے جہان کہ آگرہ اور کانپور کی سڑک مین ہین اور وہان اہل خلاف نے
مورچہ جمایا تھا پہونچے وہان کے لوگون نے ایک بھاری آگ برسانی شروع کی یہ جا بڑے
حملہ کیا توپین چھین لین بعد اسکے ایک مورچہ اور سڑک آہنی کے نزدیک تھا جو ستوین نمبر کے
پلٹن کے گورے نے چھین لیا پھر انگریزی فوج ایک گانون کے متصل سڑک پر جمع ہوئی سرکش
لوگون نے ایک بڑی توپ داغنی شروع کی سوارون نے اوسوقت بڑی چالاکی اور دلیری
ظاہر کی سپاہیون نے بھی انکی حمایت کی ایک بڑی توپ داغنی شروع کی چوستوین نمبر کی
پلٹن نے جلد آگے بڑھ کر چھین لی اور بیشک نے دیکھ لیا کہ دشمن کا پھر توپ ہم نانا جو مسند خون آلود پر بیٹھکر
اپنے ایسے ظلم کے حکم دیتے تھے گھوڑے پر سوار کمال بدحواسی ہتھور کو بھاگا اور اس پر سوار حالتین
اوس کا توپخانہ سے ہو کر گذرا جہان اوسنے اسے چھوڑ دیا اور نقارہ چھوڑا یا تھا کہ نانا کا راج اٹل ہو گیا
اور صرف انگریز ایک سو ہندوستانی مین باقی رہ گئے ہین جو کوئی ایک سر انگریز کا لائیگا اوسکو
ایک سو روپیہ انعام ملیگا ستروین کو ساتھ چھبے بجے صبح کو باغیون نے کانپور مین نیلکدین کو
آگ لگا کر اور اڑا دیا تھوڑی دیر بعد نصرتمند فوج انگریزی داخل حوالی کانپور ہوئی اور اصطبل
سوارون کے قبضہ کر کے مورچہ گاہ انگریزی کے مقابل خیمہ زن ہوئے یہ تھیک تین ہفتہ کے بعد اوس
روز کے ہوا جس روز کہ دغاباز نانا نے عہد نامہ لیا تھا اور اسی مورچہ گاہ کے سامنے قیام پذیر ہوئے

خبر وہان انگریزون کی لشکر گاہ مین ہجوم ہوا کوئی ڈالی لایا کوئی پھول کوئی مٹھائی اور پستوا
بنہور مین پہنچکر جلد تمام اسباب اور خزانہ اور جواہرات ہاتیون پر لاد کر نکلا اور وہان سے
کشتیون پر بار کر کے بنگاپور کے گہاٹ سے دریا پار ہوکر اودہ مین اوتر گیا اور چلتے ہوئے لم بجت نے
ایک بیکس عورت ایک بچہ معصوم کو بہی جو اُسکے زنانہ مین رانیون پاس تہی بنہولا سبکو قتل
کرڈالا سر ہنری ہیولاک صاحب کہ وہ ایران مین تہے جب دختر کا اپنی احوال سنا بہجوانے کے ارادہ
روانگی اس ضلع کا کیا اور صدمہ ارل نام ایک جہارکا اوتہا کر واپس ہوئے اور پہر دہائی کہ مین نام
جہاز پر سوار ہوکر روانہ کلکتہ ہوئے اور دسوین تاریخ جون کو دونو جنرل یعنی سر ہنری ہیولاک صاحب
بہادر اور سر پاٹرک گرنٹ صاحب بہادر کلکتہ پہونچے اور وہان سے تیسوین جون کو داخل الہ آباد ہوئے
اور فوجکی حکومت جو کانپور جانیکو تہی لی پس ساتوین تاریخ جولائی ۱۸۵۷ اٹہارہ سو ستاون
الہ آباد سے چلے ایکہزار گورہ ساتہہ ہوگا دیڑہ سو سکہ تیس سوار رسالہ کے پے آئین کل بارہ
سو کی جمعیت سے قطع کرنا منازل کا شروع کیا راتون مین چلے ہوئے مکانون کی دہیرا اور چارون
سڑکون کی لاشین لٹکتی ہوئی دکہائی دین بعد طی مسافت کے فتح پور پانچ میل کے فاصلہ پر رہ
وہان اُترے خیمہ زن ہوئے چودہ سو کی جمعیت کل انگریزی تہی اور تہوڑے سے ہندستانی
آدمی تہے اول کرنل لیکر صاحب ایک تہوڑی جماعت لیکر شہر کی جانب گئے وہان والونے دیکہا کہ
یہ قلیل فوج انہی ہے مقابلہ کیا تو مین چلائین ہیولاک صاحب نے جو دیکہا کہ وہ تو لڑائی کے لئے ہوئے
چلے آتے ہین حملہ کا ارادہ کرینگے گو اُس روز آرام فوج کا منظور تہا لیکن مناسب نا جانا حکم صف آرائی کا
دیا اور آپ حملہ کا قصد کیا ادہر کو تین ہزار فوج جرار باغی اور انہین مع بارہ ضرب توپ قیام

پدر تھے اور انگریزی فوجین صف آرائی اس طور پر ہوئی کہ آگے توپین جو اُن پاس تھین وہ بیسر
حکم کپتان ماڈوجہ متعلقہ توپخانہ شاہی کے دی گئین اُنپر سو جوان رفل پلٹن چوبیسوین نمبر کے
تعین کیے گئے اور پیچھے تمام فوج پیادہ قطار باندہ کر آراستہ ہوئے اور دونو بازو پر سالہ
بے آئین کے سوار اور سواران ولن شیرز کہڑے ہوئے اس ترکیب سے صف باندہ کر گولہ اور
رفل اندازی شروع ہوئی کہ نوابجاد رفل کی مار سے جو گورون کے ہاتہہ سے چل رہی تہین
صف کی صف ہندوستانی فوج کی لوٹے جاتی تہین اور یہ بڑہے جاتے تھے اور وہ اپنا اسباب
چہوڑے ہوئے پسپا ہوتے جاتے تھے حتی کہ شہر کے باغات تک پہونچا دیا پہر چار دیواری
اور گلیون مین سے مارتے ہوئے اُوسطرف کو بدر کر دیا لکہا ہی کہ ایک میل ہٹکر پہر وے مقابلہ
کیے بڑے زور و شور سے حملہ آور ہوئے اُسوقت لکہتا ہی کہ نوبی ان لوگون نے بسبب دغا بازی
ہندوستانی سوارون کے جو ہمراہ تہے صورت فتح کی پائی تہی مگر فی الفور انگریزی رفالچی جو مقابل
ہوئے اُسوقت پیرا دیکے اوکہڑ گئے اور بلا تحاشا بہاگے پس یہ وہین خیمہ زن ہوئے اور
ہیولاک صاحب نے نواب گورنر جنرل صاحب ہند کو اس فتح کی بابت جو چٹھی لکہی اوسکا ترجمہ
ہندی یہ ہی چٹھی ہیولاک صاحب بہادر خدمتین نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کے درباب فتح
بندگان عالی کی اطلاع کے واسطے گذارش کرتا ہون کہ آج صبح کو مین نے دشمنون پر حملہ کیا اور انکو
شکست کامل دیکر میدان جنگ سے بہگا دیا انکی گیارہ توپین چہین لین اور ارادہ نہایت سراسیمہ
ہوکر بدحواسی پریشان حال کانپور کی جانب بہاگے ہین فقط اور کیفیت کوچ و مقام کی لکہی ہی
کہ اس طور فتح پور فتح ہوا من بعد جو دہون کو علی الصباح وہان سے فوج نے اودنگ کیطرف حملہ کیا

وہان بھی ایک لڑائی ماری تب چین پین کو نون بدلہ لینا سب دیرے بھیجے ترتیب یا ہے
پہر خبر پائی کہ دشمنون نے پاندو ندی کے پل پر مورچہ جمایا ہی وہان جا پہونچے وہان دونو
طرف سے خوب آگ برسی اتنباری ہوئی یہ لوگ بھی خوب فیر کئے انگریزی جمعیت نے بڑی کوشش کی
آخر کو مارہٹلا پل لے لیا وہ سب متفرق ہوکر کانپور جا پہونچے فوج انگریزی نے قبل صبح صادق کے
تمام ہیرا اور سرانجام رسد وغیرہ ہمراہ جیور میں چھوڑ کر جانب کانپور کوچ کیا اور اس ترتیب سے
روانہ ہوئے اول پلٹن فیوزلیرز مع دو توپین انکے پیچھے ہماری پلٹن کورد کہ جسکو گیا گہ ایلٹن کہتے
ہین اونکے پیچھے توپین پھر ۹۴ نمبر والی پلٹن گوردون کی من بعد چوہترون نمبر کے گوردون کے
پلٹن انکے عقب دو توپین پہر پلٹن فیروزپوری سکیون کی اسطرح جمی ہوئی کوچ مقام کرتے وہان
پہونچے خود نانا تو اول سے مکلکر ہروارہ گاؤ کو چلا گیا تہا اور تیرے اور خبر پائی کہ تین توپین دشمن
کی ایک بلند گانون کے نیچے قایم ہین اور انکے گرد ایک مورچہ مضبوط بنا ہوا ہی ہماری پلٹن کو حکم ہوا
کہ اسکو لے لین ہمارا جب کتاب انکی ہمت تعریف لکہتا ہی حاصل یہ کہ ہنگا دیا کانون فتح کر لیا
توپین چہین لین جنرل صاحب نے زبان سے انکی بڑی تعریف کی نیز بدستور دوسرے گوردون کی
پلٹن چوستون نمبر والی نے بھی ایسی ہی بہادری سے اور ایک گانون کو لے لیا دشمن میدان سے
بہاگے کانپور کی سڑک پر جاکر دم لیا وہان ایک چوبیس پنی توپ لگائی اوسکی فیروز ہونے سے
انگریز صاحب لوگون کا نقصان ہونے لگا اور دوسرے سوارون کے تیار ہوکر ہر میدان مین آئے
اس سے پیادون کو بہی مقابلہ کی ہمت ہوئی اودہر سے رسالہ دلن تیرز کو حکم ہوا کہ تم سوارون
کا مقابلہ کرین چونکہ اون پاس اور وضع کی توپین تہین مقابلہ پر لانے کے ہر حکم حملہ کا ہوا یہ جو آگے

* دلن تیرز رسالہ کے سوار سب ہندوستانی تہے مگر افسر سب انگریز تہے
اسی سبب سے انکو ہندوستانی لوگون سے لڑنے کا حکم ہوا تہا

برسے اوس طرف والون نے ایسی آگ برسائی کہ یہ خود کہتے ہین ایسی جلدی کی اور ایسی تعجیل
سے گولہ باری کہ اس قدر کی چالاکی اور چستی ہم نے کم دیکھی ہے مگر یہ سینہ دیئے
ہوئے چپ چاپ آگے کو چلے گئے توپ پر جا پہنچے اور بغیر ایک مرتبہ بندوقون کی فیر کی
اس عرصہ مین نانا جو واپس آگیا تھا پسپا ہوا مع فوج بھاگا شام ہوگئی گودن چھپ گیا تھا
مگر کانپور کی چھاؤنی دہان سے بخوبی نظر آتی تھی جس سے معلوم ہوا کہ پھر کانپور قبضہ مین
انگریزون کے آگیا لکھا ہے کہ اس لڑائی مین صرف ایکہزار گورہ سپاہی اور تین سو سکھون سنے
پانچ ہزار فوج جرار جو خاص انگریزون کی تربیت یافتہ تھی شکست دی پس انگریزی فرمانی
نوازنے آرام کرنے کی صدا ہوئی فوج نے کرین کہولین سنتری پہرون پر آکھڑے ہوئے
بعد اسکے ایک صدمہ ایسا ہوا اور زلزلہ عظیم کہ جسنے سب زمین کو ہلا دیا بعد دریافت معلوم ہوا
کہ نانا نے کانپور خالی کردیا اور چلتے دفعہ میگذین کو اوڑا دیا ہیولاک صاحب نے بعد اس
فتح کے اشتہار دیا اسمین لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ اٹھارہ سو ستاون مین لارڈ کلیک صاحب نے کانپور
فتح کیا تھا اوسوقت سے زمانہ سرکشی تک امن چین رہا اور اب ولایتی سپاہیون اور
پہاڑیون چوسٹھوین نمبر کی پلٹن والون نے یہان بہت جنگ کی ہے اور آگے جنگ کرنے کی
ترغیب دی ہے اور ایک چٹھی مین صاحب مذکور نے لکھا ہے کہ ان چار لڑائیون یعنی فتح پور اور
جگ اونگ گانون اور جہلاں و قتال پل باندہ ندی و خاص کانپور مین سو آدمی میرے
مارے گئے اور اپنے بیٹے ایچ صاحب کی بڑی تحسین کی ہے پس ستردین کو چوتھی جمعہ کے گورے
داخل کانپور ہوئے باغیون کو دھونڈنے لگے قتل گاہ خون آلود دیوار و در تلوارون کے

نشان کو بھین لاشین پڑے ہوئے دیکھے زار زار رویا اتنا ہی بھین مقام کیا اسی بھین کو ہتھورا و بچھ
مرہٹہ جی کو اپنی فوج کا اعتبار زیادہ دلین یقین ہوا پانڈے مہاراج سے کہے ہنومانا فوج نے نانا کو چھوڑا
اپنی توپین لیکر گنگا پار بھاگے نانا یہ دیکھکر آپ بھی ہتھورا چھوڑ کر بھاگا پیش قبضہ فوج انگریز بھکا ہتھورا
ہوگیا تیرہ توپین وہان ہاتھ لگین کل چوالیس توپین ملین اس جنرل صاحب ہتھورا سے واپس آئے اور جنرل
نیل صاحب کو الہ آباد کے لکھا فوج واسطے جلد روانہ کرنے لکھنو کے طلب کی چنانچہ دہ دو سو ستر آدمیون سے
بیسوین جولائی کو آن پہونچے یہ تو گانپور مین رہے اور ہولاک صاحب نے تیرہ سو آدمیون سے پچیسوین ۲۵
تاریخ لکھنو کی جانب کوچ کیا انتیسوین تاریخ کو شہر اناو کے قریب پہونچا ساگانون ہی چار دیواری
اطراف اوسکے باغات اہتر دین پلٹن بہاری اور رسالہ سکھ فیروزی لیرز نے حملہ کیا باغ سے مار بھگایا
اور قبضہ کرکے توپخانہ چھین لیا نانا کے سوار دونے وہان آکر حملہ کرنا چاہا بھاگا نانہ ملاومان سے پشاورت
گنج پر جنگ ہوئی اسکو بھی فتح کرلیا توپین چھین لین اور مخبر یہ بھی خبر پہونچی کہ شہر آنا دیکی
طرف جو وہان پر ہوئی کہ جسکا ذکر قریب ہوتا ہی پندرہ سو آدمی دشمنون کا مارا گیا اور فوج انگریزی سے
ان دونو جنگ مین کل بارہ آدمی مقتول جسمین زخمی ہوئے لکھا ہی کہ اسقدر سپاہ اس فوج قلیل کے
واسطے بہت تہا ان دو لڑائیون مین اس توپین چھین لین بیشمار نے منہ دکھایا بیماردن کی کثرت
ہوگئی یہان سے جنرل صاحب آگے بڑہے لکھنو چھتیس میل پر تہا شہر اناو مین آئے پھر سگل وار کو کوچ کیا
وہان آکر بیماردن اور زخمیون کو کانپور بھیجوا دیا اور اودہ جنرل نیل صاحب کے کانپور مین پہونچ
پہنچ کر انتظام شروع کیا نئے آدمی بھرتی کرنے لگے بہت سا مال فراہم کیا باغیون کو باہر نکالکر
پہانسیان دین اور دریا کے قریب ایک بلند جگہ موچہ بنا کیا اور کمک روانہ کرنی شروع کی

اس بات سے ہیولاک صاحب پاس قریب چودہ سو کے جمعیت ہوگئی اسکو لیکر چوتھی تاریخ اگست کو
پھر لکھنو کی جانب کوچ کیا دوسرے روز شہر انادیہونچے وہ خالی ہتا مگر بشارت گنج اور اسکے
نواح پر پہر وہ لوگ قابض ہوگئے تھے حملہ کیا مارہتا یا بھاگ کر خاص بشارت گنج مین فراہم ہوئے
یہان اونکا موچہ سخت تہا جنرل صاحب جو ہین حملہ کیا بڑی سخت آگ برسائی پہلے گئے ایک آمین
بھگا دیا اس دفع ہانکنے مین سرکش فوج بہت مار گئی کہ راہ سامنے سے توپون کے تہی اور
یہ بھی پہنچا نکر سکے کہ راہ مین کیا تہی دو توپین ہاتہ آئین تین سو کے قریب زخمی اور مارے گئے
اور فوج انگریزی سے دو مقتول اور تین مجروح اسدن بیضہ کی بڑی شدت تہی لکہتا ہی کہ
فتح کرنا اس روز دشمن کا جنرل صاحب کو بڑا سخت ہوا اسدن بہت آدمی مرگئے اٹھتے بہر
صبح منگلوا ہین واپس آئے اور اپنی جاے پر سیاجانا کہ ہم دشمن کے سامنے سے نہین ہٹے بلکہ وہانکے
مقابلہ سے پہر ہٹے ایک فوج باغی شہر نا وہین جمع ہوگئی گیارہوین تاریخ جنرل صاحب نے
ایک ہزار فوج سے اودہر کوچ کیا اور شہر کے قریب پہنچکر غول کو دشمن کے ہر سمت دی شہر کے اندر
کر دیا جو کہ شام ہوگئی تہی اور ہیمہ مین بھی تہے رات کو انہون نے درختون کے گلدان کی اوس رات
مہ خوب برسا بڑی تکلیف ہوئی صبح آہستہ ہوکر جمعیت ہر مقابلہ کو چلی اہل خلاف نے شہر اناد سے
بہت کر ایک گانون پر کہ نام اونکا بوربی کی جوکی تہا موچہ جمایا لکہتا ہی وہان سے پانچ میل تک
فوج مخالف کی قریب بیس ہزار کے تہی صف باندہ کر بازو سے حملہ کے ارادہ سے چلے دو جو نزدیک
آتے دیکہے گراب اور گولے بڑی سرعت سے چلانے لگے مگر خوش طالعی انکی توپین بلند جاے
پر نصب تہین گولے سرون پر سے نکل جاتے تھے باوجود اسکے آگ بڑی سخت برستی تہی

اور یہ چپ چاپ شمال مکر کے بڑھے چلے جاتے تھے جب قریب پہونچے توپخانہ کھولا بجرد اسکے
لگاہی کہ انکے ہاتھ پیر پھولکر مثل فالج ولقوہ زدوں کے ہوگئے پہاڑی گورکھوں نے حملہ کرکے باہان مورچہ
لے لیا اور جہت ادہنین کی توپوں کا منہ اونکے طرف پھیر دیا سر سمیہ ہوکر بہاگے باہین بازو نیزا نکے
سوار دونے دشمن کے حملہ کرنا چاہا مگر مدراس فیوزی لیرز کے مقابل ہوکر گھوڑون کو انکے ہٹا دیا لکھنا ہے
اگرچہ اس لڑائین فتح کامل حاصل ہوئی مگر ایک سو چالیس آدمی مجروح ومقتول ومجروح ہوئے اس چھوٹی
فوج کو یہ نقصان ہوا پس نہ میل تک لکھنو سے ہنوز نہ پہونچے تھے کہ خبر آئی کہ نانا ایک فوج
لیکر گنگا پار ہوا ہے اور کانپور پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہے جنرل صاحب وہان دو گھنٹہ دم لیکر دو تین
دشمن کی جو ہاتھ آئی تہین لین اور منگلور کو واپس آئے اور تیرہوین کو گنگا پار ہوکے کانپور داخل ہوئے
اور نانا صاحب نے فوج بیشمار مین جمع کرکے کانپور پر حملہ کرنا چاہا تہا بلکہ باغی سوار نواح کانپور مین
آن پہونچے تھے الہ آباد سے بالکل ڈاک بند ہوگئی تہی چودہوین کو دم لیکر پندرہوین تاریخ
صاحب فوج لیکر پانڈونڈی کی جانب چلے تہوڑی دور چلکر مقابلہ ہوا ایکہی بار مین اپنے ہنگامہ
پہر دونو جنرل نیل صاحب اور ہیولاک صاحب نے بیتور کیطرف کوچ کیا دوپہر کے قریب جا پہونچے اس
طرف باغی اکیسویں آرٹلیری اور ستاونمبر کے پلاٹن یہ لوگ ہتے اور دوسرے رسالہ کے تمام
سوار دونمبر کے کئی ترک سوار اور تیسرا رسالہ بے آئین سوائے انکے کئی پلٹنون کے سپاہی غرض
کل فوج چار ہزار سے زیادہ ہوگی بیتور کے متصل ایک مقام مضبوط تہا سامنے گنجان جنگل اور
نیشکر قد آدم برابر کہڑے ہوئے تھے اور بازون پر ادہر ادہر دیہات وہان پر مورچہ جمایا
اس طرف سے جنرل صاحب نے بھی مقابلہ پر مورچہ کے مورچہ قایم کیا اور فیر کرنی شروع کی پورے

بیس منٹ طرفین سے گولہ چلنا رہا تب فوج انگریزی چھے گز کے فاصلہ پر تھی جنرل صاحب کا حکم ہوا
ہی دفعتاً آگے بڑھی اور مورچہ کی دیوار تک پہنچ گئے وہ دو کانون چھوڑ کر چلے گئے مدراس
فیوزی لیزر نے اور انکا تعاقب کیا اور اشتروین پلٹن سپاہی توپخانہ پر جا پڑی کہتے ہین عجب کیفیت
تھی گراب کی بوچھار آتی تھی مگا پلٹن مذکور لیٹ جاتی تھی اور ایک اینین پھر اوٹھہ کر آگے بڑھتی
تھی دوڑتی تھی بمجرد پہنچنے کے وے توپخانہ چھوڑ کر بھاگے اور مدراس فیوزی لیزر نے تعاقب
کر کے مورچہ گاہ کے پرے نکل گئے ہر چہار طرف مار مار کر کے سبکو پریشان و متفرق کر دیا
پھر وہان خیمہ لگا ہوا رات بھر مقام کر کے کانپور واپس چلے آئے ہوا دمی دشمن کے
مجروح و مقتول ہوئے یہ جملہ کرائیان وہان سے یہان تک اس قلیل فوج سے ایسے سخت موسم
مین ہوئے بیس انتیسویں تاریخ اگست کو ستراسی اور چار سو چھیاسٹ سپاہی تو بیمار رہے
اور باقی اسقدر تھکے تھے کہ وہ قابل اوتھانے شدید دمکالیف لڑائی کے تھے یہ دیکھکر ایک
جماعت کثیر اودہ کی جانب کنارہ گنگا کے جمع ہوئی اور دوسری طرف سے فوج کنشنخت گوالیار نے
کالپی کے سمت سے کانپور والون کو دھمکایا تب جنرل صاحب نے کمندر انچیف صاحب بہادر سے تار
برقی کے ذریعہ سے کہلایا کہ مین میدانین آتہ توپین لاسکتا ہون اور اسطرف تیس یا
بتیس ۳۲ توپین ہین اور پانچ ہزار فوج اور میرے پاس صرف نو سو اگر اسوقت ہم نے یہ لڑائی
ماری تو یہ ضلع بالکل ہمارے ہاتھ سے جاتا رہیگا مورخ لکھتا ہی کہ اسوقت جنرل صاحب
پانچ ہزار فوج کنشنخت گوالیار کی آتی ہی اور اودہ مین کنارہ گنگ کے بیس ہزار باغی
جمع ہین اور بارہ ہزار فوج باغی طرف جنرل صاحب فرخ آباد مین مستعد مقابلہ ہی

ان سینتیس ہزار کے مقابل کانپور مین کل سات سو آدمی تھے اکتیسوین کو اگست کے جنرل ہاوے
گورنمنٹ کو اطلاع دی اگر فوج انگریزی جلد مدد کو نہ آویگی تو مین کانپور خالی کرکے الہ آباد چلا آونگا
پس پہلی تاریخ ستمبر کو سر جیمس اوٹرم صاحب جو ابھی فارس کی لڑائی سے فارغ ہوچکے تھے ایک سو نوے
آدمی پلٹن شاہی نوودین نمبر کے لیکر داخل الہ آباد ہوئے اور تین روز بعد اور چھے سو آدمی
اوسی پلٹن کے دخانی کشتی کے سوار کلکتہ سے الہ آباد آئے ستر اسی سے کچھ زیادہ ہوئے تھے
کہ پانچوین تاریخ سر جیمس اوٹرم صاحب اول چھے سو ۶۰۰ تہتر سپاہ ہوکا غول لیکر الہ آباد سے جانب کانپور
روانہ ہوئے اور اسی تاریخ میجر سمندر صاحب نے ایک دوسرا غول چھے سو ۶۰۰ چوہتر آدمیون کا لیکر کانپور
مذکور کے طرف راہی اور دوسرے نو آدمی اور اسیطرف کو چلے اب حرف کچھ اوپر تین سو گورے
وہان پر واسطے حفاظت الہ آباد کے رہ گئے پس سر جیمس اوٹرم صاحب بہادر نے راہ مین خبر پائی کہ
بیگم صاحبہ اور بیبیون کی اودھ سے گنگا پار ہوکر دوآبہ مین آگئی ہین اور کنڈن نتی کے مقام پر جو الہ آباد اور
کانپور مین واقع ہے مقیم ہین یہ مقام جانا اور نوین تاریخ ستمبر کی ایک جماعت سو گورے
سپاہیون کی پانچوین نمبر کی پلٹن سے اور پچاس گورے چوستوین نمبر کی پلٹن سے ہاتھون پر سوار
کرکے روانہ کیا دشمن دیکھکر مسلح ہوئے اور اپنی کشتیون کی طرف بھاگنا چاہا کہ
پھر گنگا پار ہوجاوین ان لوگون نے اپنے بھاگنے نہ پایا تلوار بندوق رفل توپ کی ایسی مار ماری کہ
شاید ایک کو بھی پھر اودھ دیکھنا نصیب نہوا ہوگا بعد اسکے پندرہوین تاریخ اوٹرم صاحب کانپور پہونچے
اور بعد مشاورہ اور جاری کرنے حکم سرداری اور مددگاری کے حسب الاجازت نواب گورنر
جنرل صاحب بہادر کے واسطے خلاص کرنے محصورین لکھنو کے روانہ ہوئے لکھنو مین اوٹرم صاحب کی

لڑائی کا بیان جانے ترم جہاجہ بہادر موصوف نے مقام مذکور سے کوچ کیا اور جنرل سر ہنرل ہیولاک
صاحب ہمراہ انکے داخل شہر ہوے حکم دیا کہ پہلا غول گورے پیادگان فیوزی لیر رجمنٹ پانچوین پلٹن اور جوتھی
پلٹن شاہی اول مدراس فیوزی لیر رجمنٹ اور چھٹوین نمبر کے پلٹن کے گورمکھون میں سے چند
تمن اسقدر آدمی اور دوسرا غول پیادگان پہاڑی پلٹن شاہی نمبر انتیسوان اور اٹھارہوین پلٹن
شاہی نمبر نوان اور سکھ پلٹن فیروزپوری اور تیسرے غول مین تین توپخانے اور دہے بارود برداون تیسرے
سوار دنگا غول اور رسالہ بارود برہندوستانی سوار دنگا پے آئین رسالہ اس آئین پر چلے قرارداد
دونو فسر ایک جنرل سر ہنرل ہیوک صاحب اور دوسرے جیمس اوترم صاحب گنگا پار ہوکر انیسوین تاریخ
داخل اودہ ہوئے لکھا ہے اوس پار کنارہ پر گنگا کے کچھ فوج باغی جمع تھی پر آنام مقابلہ کرکے
لکھنو کی جانب گریز ہوے انیسوین کو پھر مقابلہ ہوا میدان جنگ سے ہزیمت دیکر بھاگا دیا چار بجے
چھین لین پس بیسوین کو فوج انگریزی مقابلہ پر آئی فوج دشمن کی دہنے طرف کو باغ عالم کے اور بھی
اور کچھ چھین اور بائین طرف پہاڑون پر جو عالم باغ کے نزدیک واقع ہے اور عالم باغ لکھنو سے
اسقدر نزدیک ہے کہ وہان سے توپونکی آواز لکھنو مین بخوبی جاتی ہے پس وہان جاتے ہی توپین
چلائین تا محصورین کو معلوم ہو کہ اونکے بچانیوالی فوج آن پہونچی پس دور سے لڑائی ہوتی رہی راستہ مین
جہانتک کیچ اور دلدل تھا کوا وسوقت نقصان بہت ہوا مگر دور تک سیدھی راہ قطار باندھ کے
سڑک پر چلے گئے اور جب دونو طرف مین تر چھی آئی دہنے بائین جاکر دشمن کو
گھیر لیا جو کیا اوسوقت بیراونکے اوکھڑ گئے فتح کامل حاصل ہوئی محصورین کو اپنے جاکر بچالیا لکھتا ہے
اگر دیر ہوتی تو نہ رہید سنی کا نشان رہتا اور نہ اونکا پتا جو اوسمین محصور تھے مفصل کیفیت

اس اجمال کی مخبر ایسا لکھتا ہی کہ اول غول نے دشمن کو بہم شکست دیکر باغات سے باہر کر دیا اور بروقت
دوسرے اور غول والون نے بھی اس غول کی مدد کی اور یہ بھی واضح ہو کہ چار باغ کے پل سے جو
لکھنؤ دو میل کا فاصلہ ہی راہ مین دشمن نے جا بجا خندقین کھود رکھی تھین اور چھپے لگائے تھے اور جا
بجا مین ایسے ایسے مکانات محفوظ اور پناہ کے تھے جنکے اندر بیٹھ کے بخوبی لڑ سکین اس لیے جنرل
ہیولاک صاحب چار باغ کے باہین جانب سے چلتے ہوئے قیصر باغ کے مقابلہ پر جا پہونچے تو یہین
دو توپین ایکے تھے اُن دو توپون نے غضب آگ برسائی اُس آگین پل پر سے پار ہونا دشوار تھا مگر
بعد پار ہونے کے محلات فریدبخش کے سبب بہت پناہ ملی شام قریب ہوئی تھی چاہا تھا کہ ایک شب
وہان مقام کرین لیکن صبر نہ آیا پیادون اور سکھون کو حکم ہوا کہ وہان آگے بڑھو اور شہر کی گلیون
مین سے دشمنون کا مقابلہ کرتے چلو لکھتا ہی کہ یہ وقت بڑی مشکل کا تھا دشمن گلیون مین نکلنے کی دل کھول
کھول کے لڑے ایک ایک بیخ زمین بڑی مشکل سے چھوٹے جیسا کہ مذکور ہوگا مگر ہر جگہ اونکی شکست
ہوتی چلی گئی اسی رات رسید شبی مین پہونچ گئے چوک مین ایک سو تیراون تک سب تھے
اسوقت کی خوشی اور ملاقات اور کلمات اور کلام کا اوسکے کیا بیان کیا چاہیے مگر سر جیمس اوترم صاحب کے
بازو پر زخم لگا اور برگیڈیر جنرل نیل صاحب کے حالین لکھتا ہی کہ وہ تیسری جون سے آج تک برابر
شہر بنارس اور الہ آباد اور کانپور اور لکھنؤ مین نہایت دلیری سے لڑتے رہے اسدم میدان جنگ
مین مارے گئے اور اور دوسرے چند بہادر انگریز بھی مقتول ہوئے اٹھتر ۷۸ گورے بمبئی کی پیادی پلٹن مین سے
دس افسر زخمی و مقتول ہوئے جملہ ایک سو اسی افسر و گورہ سپاہی مارے گئے اور تین سو انچاس
مجروح اور ستر کا حال معلوم نہین غرض یا نسو آدمی کٹ گئے اور اکثر زخمیون مین سے

ہی ہو گئے یہ تو نقط اور ترم جہاں کی لڑائی کا مجمل بیان تھا جو شہر لکھنو میں گذرا اب مفصل احوال کا لکھنا
ابتدا سے آمر قوم ہوتا ہی صدر محاصرہ لکھنو کی تیاریوں کا بیان واضح خاطر ناظرین ہو کہ ابتداً آنیوں تاریخ
جون کو سر ہنری لارنس جنرل اخبار سرکشی کی مختلف اضلاع سے اودہ کے سنکر حکم کیا کہ اپنے اپنے قبایل بھی
یہون ہین جا کر قیام کرین بعد صلاح اور مشاورہ کے زیدنسی کے مکانین رہے اور اوسکا چہار طرف سے بندوبست
کیا دیوارین ہر طرف سے اونچالین جنگیان بنائین ریت کی ڈہیر جا بجا کر دیئے توپین نصب ہوئین
اسباب خوراک کا فراہم کیا اور جن جن لوگون پر گمان شرور و فساد کا تھا قید کر دیا اور جو جو سپاہی
باغی پائے گئے اونکے ہتیار لیکر رخصت کر دیا اول مصطفی علیخان سپاہی شاہ اودہ کا نظر بند کیا گیا
پھر محمد ہمایون خان اور مرزا محمد شکوہ جو دہلی کے شاہزادون سے تھے اور ساخت و سازش انکی
مشہور مفید کئے گئے پس نواب کن الدولہ ابن نواب وزیر سعادت علیخان کو گرفتار کیا کہ یہ باغیون سے
حظ و کنایت رکھتے تھے اور تمام نوکر بھی قدیموں ان سکو مجھ ہونمن محبوس رکہا نئے لوگ قریب
دو ہزار کے بھرتی کئے یہ تو محاصرہ شروع ہوتے ہی پولیس مین باغیون سے مل گئے مگر بعض بعض مثل
فرزند علی اور آباد ین ہندو اور عبدالعزیز خان چونکہ اُن روزون سوار اور توپچیون کی بھی بھرتی
ہوئی اُن لوگون نے جو چند آدمیون کو لا شریک کیا تھا بعض انمین سے آخر تک بہت جانفشانیان کین
جو مارے گئے مارے گئے ایک تو مارکلات نام اوسکو اجازت ہوئی تہی کہ رہے یا چلا جائے اوسنے
رہنا اختیار کیا اور محاصرہ مین بڑے بڑے کام کئے لیکن افسوس کہ اوس صبح کو جو فوج انگریزی مدد کو
آن ہونچی مارا گیا اور کچہ مزہ اپنی جانفشانیون کا نہ اوٹھایا اور صلاح سے شرف الدولہ غلام رضا خان
کے بہت سامان رسد کا اور چارہ ایندہن وغیرہ جمع ہوا اور بڑے بڑے تعلقدارون سے اودہ کے

مدد چاہی اور کمپنی نے انعام دینے کا اقرار کیا چنانچہ راجہ مان سنگھ کو جاگیر دیرہ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہمت کے واسطے اور نواب علی قلی تعلقدار محمد آباد کو اور راجہ کو رنجیت سنگھ تعلقدار رام نگر کو بھی ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر کا امیدوار کر دانا اور تیس لاکھ روپیہ جو خزانہ میں تھے زیر زمین دفن کیے گئے اور بارہ آدمیوں کو جنپر جرم ثابت ہوا تھی ہوں میں پھانسی دی گئی جہنت کی ہمت اور اس نواح میں اہل خلاف کے محاصرہ کا بیان اب جہنت کا احوال واضح خاطر ناظرین ہو کہ جہنت ایک شہر ہی کہ وہ فیض آباد کی رنیدنسی سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہی چونکہ باغیان اودھ کی خبریں لکھنو میں برابر پہنچتی تہیں جیسا کہ اوپر گذرا سب طرف سے لوگ فراہم ہوکے بارا بانکی میں جو ایک مقام لکھنو سے بیس میل کے فاصلہ پر ہی جمع ہوئے اور سر ہنری لارنس صاحب کو بھی برابر روز آنہ اخبار گذرتا تہا اور یہ بھی معلوم تہا کہ اودھ کے سرکش نانا سے خط و کتابت رکھتے ہیں اس قدر پر صاحب کتاب لکھتا ہی کہ جب باغیان اودھ کو کانپور کے متوجہ خالی ہونیکی خبر ملی وے فوراً لکھنو کی جانب متوجہ ہوئے پس انتیسویں جون کو اطلاع ہوئی کہ سرکش لوگوں کے ہراول کا غول پانچ پیدل سو سوار جہنت تک آن پہونچی بجرد سر ہنری لارنس صاحب فوج گورہ کو جو چہاونی میں متعین تہی بلا کے زیدنسی اور محبی ہوئی میں قایم کیا اور چونکہ اُن روزوں گرمی کی شدت تہی اور بعد جنگ سابق کے سب گورہ سپاہی تھکے ہوئے کمنس صاحب نے سو لاناتی شہر سے فراہم کرکے واسطے فوج کے بجوائے تا سوار ہوکے جہنت واپس آویں تفصیل اس فوج کی جو صبح واسطے مقابلہ کے روانہ ہوئی یہ ہی چار توپیں متعلقہ توپخانہ گورہ چہے توپیں متعلقہ توپخانہ بے امین ایک آٹھ انچ کا غارہ تیس ولایتی دولن شیر صاحب کے اور اسی سوار اڈیس نمبر ۳۲ کے گوروں کی پلٹن شاہی اور تلنگوں کی پلٹن تین سو جوان سوار اسی کے

اور بھی سکہ دو توپین پلٹن شاہی گورہ نمبر ۳۲ جلہ دو سو سکہ ۲ توپین طلوع آفتاب کے وقت بھی
بہون اور زیدسی سے نکلکر لوہے کے نزدیک جمع ہوئے اور وہان سے اس صورت پر چلے کہ آگے کے
غول مین سوار تھے انکے پیچھے عبارہ اور عبارے کے پیچھے گوروںکا توپخانہ اور انکے بعد تیر ہوین پلٹن
تلنگون کی اسکی پشت پر اور دو توپین اوسکے عقب پر باسیوین پلٹن تلنگون کی اور سب سے پیچھے اناسیوین
پلٹن کے تلنگے آدمی پس جب چودہ گز کے فاصلہ سے جہنت قریب ہوے باغیونے جو وہان فراہم تھے
گولہ مارنا شروع کیا اول بار مین ایک توپخانہ کا انکنے والہ اور بہت سے کہار ڈولیون کے اور گرے تب
ان لوگون نے فوجکو اسطور پر ترتیب دیا کہ دلایتی توپخانہ کو سڑک پر قایم کیا اور اسکے پیچھے عبارہ اور اسکے
بعد اور ایک توپخانہ اوسکے پیچھے اور توپین اور گوروں کی پلٹن بائین جانب باین اسمعیل گنج اور سڑک کے
اور دہنے طرف کو ایک چھوٹا سا گانون بنا اوسکے سامنے پیادگان ہندوستانی میدانمین اسطرح
صف آرا ہوگئے بڑے اور کمال مضبوطی کے ساتھہ توپین سر کرنا شروع کیا لکھا ہی چکا ہے کہ شہر سے گز فاصلہ
بنا اثر قرار واقعی نہوتا تھا اور وہ دو لشکریان ہوکر دو طرف بڑھے چلے آئے سوار لوگ اودہر کے عقب مین
آنا چاہے باین طرف وہ اسمعیل گنج تک پہنچ گئے اکتیسوین پلٹن کے گورے انکے پیچھے پڑے ہوے
تھے اللہ ندر صاحب کے توپون کو حکم ہوا کہ دہنے سے انکر بائین طرف پیادگان دشمن کو روکین مگر
ہوسکا ہندوستانی ہانکنے والون نے تساہل کیا اس سے بعض چکر بڑے نیچے خندق مین گر کے
ٹوٹ گئے اب سوار انگریزی کو حملہ کا حکم ہوا ڈولیشر صاحب نے اسی وقت حکم کی تعمیل کی
اور دشمن والی فوج نے سب سے آگے کے پیادون کو پیچھے ہٹا دیا مگر سکہ سوارون مین سے
دو سو سوار تو ساتھہ دیئے باقی گھوڑون کو موڑ کر بھاگ گئے اور وے اسمعیل گنج پر قبضہ

کر لیے اور وہان سے بڑی قاتل آگ برسانے لگے پس ستیوین پلٹن کو حکم ہوا کہ اسمعیل گنج کو چھین لیں
گو یہ حملہ کیے پر انکی آگ سخت بھی کرنل جسا زخمی ہوئے اور لفٹنٹ بریجیا اور لفٹنٹ ملاس
صاحب کو بھی زخم کاری آئے تب تو گورے سپاہی کمال بے انتظامی کے ساتھ منتشر ہو کر پیچھے کو
ہٹے بمجرد اسکے فوج انگریزی کو حکم واپس آیا ہوا غبارے کو واپس لیجانا چاہیے آسمین توپوں
کی آواز سے ہاتی اور عربی گھوڑے ڈر کر بھاگے اور ہانکنے والے بھی گھبرا کر بیلوں کو چھوڑ دیئے اور
وہ تو مارتے چلے آتے تھے لفٹنٹ لوہم صاحب بھی جب زخمی ہو گئے لاچار غبارہ کو چھوڑ دیا اور سوت
اکثر توپخانہ کے ہانکنے والے توپوں اور چھکڑوں سے گھوڑے کھول اُنپر سوار ہو کر کمال بے حواسی
بھاگ گئے اب کل انگریزی فوج کامل ہزیمت پاکر پیچھے ہٹی اور وہ تعاقب کیے چلے آئے جو پیچھے
رہجاتا تنہا اُسکو کاٹ ڈالتے تھے جب فوج انگریزی اس سراسیمگی کے ساتھ گکریل ندی کے پاس کے
قریب پہونچی ایک اور جماعت نمایان ہوئی اور شور و غل کرتے ہوئے کیپتان ہاڈسن صاحب نے حملہ کر کے ہٹا دیا تب
پل سے اتر کر چلے گئے بعد گکریل ندی پار ہونے کے کپتان بسٹی اور نیز جسا زخمی ہو کر سڑک پر
بیہوش گئے اونکو دشمنوں نے مار ڈالا اور بعد اس زد و خورد کے مابقی لوگ جو متصل لکھنؤ کے پہنچے
ایک کوئے پر پانی پینے کو ٹہرے اس عرصہ میں لکھا ہی کہ کپتان ہاڈسن صاحب نے سکہ سوار دشمنوں کو
جمع کر کے عقب پر دشمن کے حملہ آور ہوئے مگر سکہ مقابلہ نکر سکے کپتان مذکور کو چھوڑ کر بھاگ گئے غرض
اس طرح پر فوج انگریزی کمال شکستہ حالی سے پہنچی ہون اور زیادہ تر ہیبت ہو پہنچی اس شکست میں تین
مقصان انگریزوں کا ہوا علاوہ افسران مذکور بالا کے کپتان مکلین صاحب مارے گئے اور بہت سے زخمی
ہوئے تمام چھکڑے میگزین غبارہ کی توپین انکے ہاتھ آئین ایک سو بارہ گورے مارے گئے

اور جو اسمین زخمی اور ہندوستانی سپاہی کشتہ تو کم ہوئے مگر بہت اور فوج مسلمانون کی اس
تفصیل سے ہی کہ دو توپخانے نو پلٹنون کے ہر توپخانہ مین چھے چھے توپین سوا اسکے چار چھوٹی
توپین ہندوستانی سات سو یا آٹھ سو سوار اور پیادہ فوجمین ایک پلٹن بائیسوین نمبر کے تلنگون کی
مقیم فیض آباد اور باقی پلٹن اودھ کے لکھا ہی کہ ان پلٹن مین سے اکثر آدمی لوٹ کھسوٹ کر اپنے اپنے گھر
چلے گئے تھے اسپر بھی اگر ہم فی پلٹن چھے سو آدمی رکھتے ہین تو کل فوج پیادہ پانچہزار پانچسو ہوتی ہی
انکے ہمراہ آٹھ سو سوار اور ایک سو ساٹھ گولہ انداز غرض سب ہر ملک یہ سب لوگ
زیدنسی اور مچھی ہون مین بالکل محصور ہوگئے اور ہر چہار طرف سے باہر والون نے گھیر لیا ہر جب اندر
والون نے دیکھا کہ مچھی ہون کا بچانا مشکل ہی اول کرنل پامر صاحب حاکم نے مچھی ہون کے توپون مین کیلے
ٹھوک دیئے پھر بارود جلادی اور زیدنسی والون نے ادہر ادہر گولے مار کر خیال کو محاصرہ کے بات دیا
اور رات کے وقت مچھی ہون چھوڑ کے زیدنسی مین آ داخل ہوئے اور چلتے وقت اس ترکیب سے آگ لگادی
تھی کہ مچھی ہون ایک گھنٹہ بعد بالکل اور اُنہا سر ہنری لارنس صاحب افسر زیدنسی کے تھے حصار
مین ہر جگہ دکھلائی دیتے تھے ہر جگہ پر واسطے ملاحظہ دامتحان کے آتے جاتے تھے یہ لوگ بڑے
بڑی جلدی اور دانائی اور استقلال سے زیدنسی کے مقابل ایسی جگہ مورچے قایم کیئے تھے کہ جہان
اُنکا ہٹانا غیر ممکن ہی ناظرین کو لکھا ہی کہ اس محاصرہ مین کئی افسر فرنگی تھی کہ باغیون سے ملے ہوئے تھے
اور فوجین انکے شریک توپخانے کے حاکم خصوصاً ایک صاحب کے انکا نام لکھتا ہی کہ وہ توپ لگاتے ہوئے
اور حکم دیتے ہوئے پھرتے تھے اور بعضے آدمی باغیون کی فوج مین جو افسر تھے اونکی
طرف سے آپس توپین لگاتے تھے کہ مکانات حصار کے مسمار کیئے دیتے تھے اسی محاصرہ مین

سرہنری لارنس صاحب بم کے گولہ سے زخمی ہوکر کہ ایک پیر اونکا توڑ گیا تھا چوتھی تاریخ جولائی کو
انتقال کئے اور دم واپسین میجر مکس صاحب کو اپنے جگہ عہدہ پر کمشنری اودھ کے نامزد کیا اور برگدیہ
جنرل انگلس صاحب کو حاکم اعلی فوج کا مقرر فرمایا اور یہ بھی لکھا ہی کہ اندر کی اخبار باہر والون کو
پہونچتی نہی خیر اب واضح ہو کہ دوسری کو تو ماہ صدر کی لارنس صاحب زخمی ہوے تھے تیسری تاریخ
بہی تمام دن توپ باہر کی چلتی رہی چوتھی تاریخ اونکا بہتیجا مسٹر جارج بھی زخمی ہوگیا علاوہ برین
اوس شب خدمتی لوگ بھی افسرون کے بہاگ گئے اور یہ بھی پوشیدہ نرہے کہ اوسی تیسری اور چوتھی
تاریخ سے جولائی کی توپون اور بندوقون کی مار اور زیادہ ہوئی کانپوری مورچے سے باہر والے
بہت سے انگریز مارڈالے ساتوین تاریخ تک اکثر آدمی انگریزی حصار مین مارے گئے پندرہ بیس
مارے جاتے تھے تب آٹہوین کو چند افسر باہر نکلے اور ایک توپ مین دشمنون کی کیلے ٹہوک دیے اور
چالیس آدمی اونکے مارے انمین سے صرف ایک سکہ اور دو گورے زخمی ہوے بس شہر کو جہت
دشمنون نے لوٹ لیا اس سے بہت سے سکہ سپاہی کل شام کو بہاگ گئے نوین کو بہی توپین بندوقین
چلتی رہین اوس ایک انگریز صاحب نے کہ بہت شجاع تہے چند آدمیون سے باہر نکلے اور لوہے کے
پل والے موچہ پر جاکر حملہ کیا اکثر سپاہی سوتے تہے اور بعض روٹی کہا رہے تھے انگریزی قافلہ
آتا دیکہکر اپنی بندوقون کی طرف دوڑے انمین سے ایک نے توپ مین کیل ٹہوک دیے دوسرے نے
سنبہالنے دو تلنگے مار ڈالے اور حصار مین واپس آئے پہر اندر آکر خوب باڑین بندوقون کی
چلائین دسوین تو اس مین گدری پہر گیارہوین تاریخ جولائی بھی دو تین افسر زخمی ہوے اور
بارہوین کو ایک افسر تیرہوین کو یہ بھی خوب برسا اور گولون کی خوب بوچہار رہی چودہوین کو

خوب گولی مارے اور حصار پر حملہ کرنا چاہا بندر ہرون کو بھی یہی حال رہا دسلی دی روز یہ جاتے
ہے اور باہر والے اپنے اونچے ہونے لگا تھے کہ انگریزی حصار کے توپوں کا اونپر اثر بہت کم ہوتا تھا
تین افسر متعلقہ توپخانہ اس روز زخمی ہوئے سولہوں کو بھی صورت رہی رات کو حملہ کیا عین دیوار تک
آگئے تھے پہر تا دیا ایک افسر تو مارے گئے اور ایک زخمی ستر ۷۰ ہوں کو فقط ایک افسر مارے گئے
اور انسیوں ۸۰ کو ایک افسر میز پر بیٹھے ہوئے تھے سر میں گولہ لگا وہ بھی مر گئے بیسوں ۲۰ کو پہر باہر والوں نے
حملہ کا ارادہ کیا خوب لڑائی محصورین بھی اندر سے جواب دیتے رہے یہاں تک ہسپتال کے
زخمی بیمار لوگ بھی بندوقیں مارتے رہے اسمیں باہر والوں نے سرنگ اوڑا دیئے دیوان اسکا
تمام زمین نسی میں بھر گیا اور اس دیوں میں حملہ کئے جب نزدیک پہونچے تو دیکھا کہ سرنگ نے خطا کی
مورچہ پر لگی نزدیک تو آگئے تھے سیکڑوں مارے پڑے لکھا ہی کہ سردار انکا توپی اپنی تلوار کی نوک پر
نچا کر گھمانے لگا اور کہا چلو آؤ بہادر آگے بڑھو آگے بڑھے انگریزی گرانے اوسمیں سے سیکڑوں
گر پڑے بیچ دیا وہ سردار بھی مارا گیا یہ دیکھکر بھاگ اٹھے لکھا ہی کہ اس مورچہ پر ایک گھنٹہ تک
برابر لڑائی ہوئی اور توپیں تو بعد لڑائی کے بھی چلیں اور دوسرے مورچہ کا یہ حال ہی کہ وہاں بھی بازار جنگ کا
گرم رہا اور اندر والے اپنی ثابت کو اپنے قایم کئے ہوئے جواب دیتے جاتے تھے اور باہر والے لوگ جب
دیوار تک پہنچ گئے یہ بڑی غلطی کی کہ زینہ ساتھ نہ لیگئے وہاں جاکے سوجھی پکارنے لگے سیڑھی لاؤ
سیڑھی لاؤ جو دور کر سیڑھی لانے جاتا تھا وہ اوپر سے گولی مار کر گرا دیتے تھے پہر تو چند آدمی
دیوار دن پر چڑھ آئے یہ سنگینوں سے مار کر گرا دیئے اور چونکہ باہر والے لوگ زیر دیوار آگئے تھے
زد بندوق کی اسپر نہ ہوتی تھی تو اندر والے اینٹیں اور چونا وغیرہ اس کثرت سے پھینکے بسکے کہ سب

دیوار سے ہت کر اتنی دور آگئے کہ زنبورکی اُنپر ہونے لگی اُسدن وے ہر چہار طرف سے حملے
آور تھے اور یہ جواب دیتے تھے آخرکار باہر والے پسپا ہوکے لکھا ہی کہ انکا بڑا نقصان ہوا ایک سو لاشین تو
وہ فقط سامنے سے مورچہ حصار کے اوٹھا لیگئے اور یہ بھی لکھا ہی کہ کچہری قنسل کے مکان پر جو مورچہ
تہا اوس طرف ایک مولوی صاحب ہر اجہنڈا لئے ہوے دین دین فرنگیون کو مارو فرنگیون کو
مارو پکارتے ہوے ہزارون آدمیون کو ترغیب دیتے ہوے بڑہتے چلے آئے دیوار تک پہنچ گئے اونپر
چونا پہینکا جب ہٹ کر مارین گولی کے آئے بندوقین تو پین مارین چند عرصہ کی لڑائی بعد سیخ
اونکے رافسر مارے گئے مگر مولوی صاحب نے جہنڈے کو بچا کر لیگیا غرض ہر چہار طرف سے ہر نمت ہوئی حصار
مین ستر آدمی ولایتی زخمی اور مقتول ہوے اور باہر کے ایکہزار مجروح و مقتول نو بجے سے صبح کی لڑائی
شروع ہوئی تہی چار بجے تک شام کے جنگ ہوتی رہی بعد چار بجے کے آگ برسنی موقوف ہوئی
تب باہر والون نے ایک نشان صلح کا بہیجا اور کہا کہ مردے اوٹھا لیجانے دو یہ مناسب جانے اور جانے
کہ اگر فاتین پر تسے رہینگے تو بدبو حصار مین ہو جائیگی باعث بیمار کا ہو گا قبول کیا بعد اسکے
پہر باہر والے لوگ رات اور دن برابر توپین چلانا شروع کئے اور چند مورچے نئے لگائے اور
برابر نشان مارتے تہے کہ اندر والون کا بڑا نقصان ہوتا تہا دوسرے روز تیسرے اکیسوین مارچ بارہ فرنگی
مارے گئے پہر پہلی اگست کو آٹہ آدمی اندر کے مقتول ہوئے دوسری تاریخ چونڈ طرف سے نقب کھودی ہوئی
تہی وہ جہان جہان سرنگ لگائے تہے یہ بھی سرنگ ادہر سے لگا کر اوس اوڑا دیتے تہے ایک
ڈاکٹر صاحب مارے گئے توپین بندوقین برابر چلتی رہین پس تیسری کو دو تین آدمی اندر کے
ہیضہ کی بیماری سے مر گئے اور چیتی کو شہر مین باہر والے اسی روز یورہ جاند بتا لکھا ہی کہ اپنے

اپنے بادشاہ کو تاج پہنایا خوب توپین سلامی کی سرکین اندر والے کہتے ہین ہمنے چاہا کہ ہماری
کمک آئی ہی لیکن وہ آواز سلامی کی توپون کی تہی دشمنون کو ایک حملہ باہر سے اور ہوا تیرہ
جیسا کہ ہمیون کو ہوا ویسا سخت ہتا اور دو سرنگین باہر والون کی پتا لگا کر اندر والے اوڑا دیئے
اوس روز بہی باہر والے حملہ کیئے اور پیچہے ہٹے دو تین آدمی اندر مارے گیئے اور دو سرنگین باہر والے
بہی اوڑا دیئے مگر اندر والونکا کچہ نقصان ہوا اور دو پہر کے پہر باہر والے حملہ اور ہوئے لیکن
طرف ثانی والے مار ہٹاہے پہر دوسری طرف سے حملہ کیا پہر واپس آئے کچہ مکان اندر کے
مسمار ہوے ایکدو آدمی مارے گئے چودہوین تاریخ باہر والون نے ایک سرنگ تیار کیا اندر والونے
اسکو سرنگ لگاکر اوڑا دیا ایک مکان اوڑ گیا اور سرنگ بگڑ گئی اور چالیس پچاس آدمی
مارے گئے پندرہوین اگست کو ایک سرنگ اور اوڑی رہین ہلکر ساہہ عیسائی دو سکہ دب کر
مر گئے اور چند افسر اوڑ گئے اور سپاہی بعض جو گرے چوٹ آئی اور بعض کا پتا نہ لگا اور اس
سرنگ سے ایک دیوار حصار کی بہی توٹ گئی اندر آنے کو رستہ ہو گیا باہر والے چاہتے کہ گھسنا
مگر ایک گولی اندر سے ایک نے ایسی تاک کر ماری کہ ایک سردار ادہر کا مر گیا اور وہ ارادہ فسخ
اور نو آدمی جو ڈوب گئے ہے اور وہ اسجگہ کو قبضہ کرلئے تہے پر چند چاہے اوسکو توپون کا لینے پائے
مگر بارہ بجے تک اندر والے ایک موچہ تیار کرکے توپ چلانی شروع کیئے اور باہر والون کو اس احاطہ سے
نکال دیا اور بلکہ بعضے اگے بڑہے اور دم احاطہ سکہون کو بہی جو وے قبضہ کیئے ہوئے تھے پہر
چہین لیا اور زبان سے بہی ہتا دیا تب جو لوگ کہ سرنگ مین دب گئے تھے بعض نے اونکو جا کر جو
دیکہا تو اوسوقت تک دبکے گئے دم گہٹ کر سب مر گئے ہے بلکہ جماعت نے اندر کے ایک حملہ اور

کرکے بہت سے باہر والون کو مار ہی ڈالا اور باقیون کو بھگا دیا اور بہت سے چھوٹے گرجہ سے باہر والے
گولیان مارتے تھے مسمار کیئے اور ایک نئی سرنگ کو جو دشمن کھود رہے تھے بگاڑ دیا اور بعد جلد کہ
وہ سدھر کر اپنے آوین اپنا کام کر کے پھر واپس حصار مین آگئے بیسوین الگست کو ایک دہی خواجہ
کہ ذکر اوسکا مکرر آویگا تعریف مین موٹی الیہ کے لکھتا ہی کہ وہ بندوق خوب لگاتا تہا حصار انگریزی
مین جو مورچہ کا پور مشہور تہا اوسکے مقابل ایک مکان تہا کہ اسپر سے باہر والے لوگ گولیان مارتے تھے
وہ خواجہ بہی اوسی مکان پر سے بہت سے آدمی اندر کے مار ڈالے اور قبل اسکے جولائی کے
مہینے مین بہی ایک گروہ انگریزی نے اوس مکان پر حملہ کیا تہا اور حصار سے باہر نکلکر اوس مکان مین
جو گئے تہے تو کو سوتا پایا سنگینون سے مار ڈالا اور وہ خواجہ سرا بیٹھا ہوا بندوق چلا رہا تہا اوسکو
پیچہے کے حملہ کی خبر نتہی اوسکا خیال بات دینے کے واسطے چند فرسا ندر سے گولیان چلاتے رہے
کہ جنکے جواب دینے مین وہ مشغول رہا اور واپس چلے آئے ورنہ وہ بہتو کو ہلاک کیا ہوتا اور اچہے
بندوقچی پر اس گہر مین جمع ہوے ہر چند انگریزی مورچون سے بم کے گولے وہان پر اوتارے کچہ
اثر نہوا مگر آج کی تاریخ سرنگ کے وسیلہ سے وہ مکان مسمار ہوگیا اور چہ سات آدمی بہی
مارے گئے اور بعد اوسنے سرنگ کے باہر نکلکر ایک حملہ کیا اور واپس آئے دو تہوڑی دیر مین بہت سے
گولے حصار مین مارنے لگے پچیسوین اکتوبر تک چونکہ باہر والون کو کمک اور آگئی تہی توپ اندازی اور
زیادہ عقلمندی کے ساتہہ کرتے رہے ستمبر کے مہینے مین بہی گولہ بازی رہی اکثر سرنگین پتا لگاکر اندر
والے اوڑا دیتے رہے لکہا ہی کہ ستان فلتن صاحب بہت عقیل اور شجاع تہے سرنگ کا سراغ اونہی سے
ملتا تہا ایک گولہ کی زد سے سر اونکا اوڑ گیا چوبیسوین ستمبر کو یکایک توپون کی آواز آنی اور شہر مین

غل اون شہور ہوا کشتیون کے پل پر سے تلنگے بہاگنے لگے من بعد بچیسوین کہ انگریزی فوج حکم مین متعین
خبر لیہو لاک صاحب کے لکھنو مین پہونچی لکہا ہی کہ جب گولونکا شمار کیا تو فقط ایک مکان مین چار سو
پینتیس پائے اس حساب سے دس ہزار گولونکے قریب حصار انگریزی مین آئے اور گولیان تو بیشمار ہین لاکہون
ہی گرین چار سو محصورین حصار کے اندر دفن ہوئے اور یہ بہی واضح ہو کہ جب خبر لیہو لاک صاحب لکھنو کو پہونچے
تو پہلا فایدہ یہ ہوا کہ زید نسی والے باہر کو نکل کر چند مکانات دریا کنارہ کے اپنے قبضہ مین کر لیے
کہ ان مکانات پر سے باہر والے بہت سی سخت آگ برساتے تہے خصوصاً لکھنا ہی کہ وہ بادشاہی خواجہ سرا
کہ جسکا ذکر ہو چکا گہونگٹ کے دروازہ پر سے بہت نشانہ مارتا تہا کہ بڑا قصاب ہوتا تہا اگرچہ بم کے گولے
ادہر سے جاکر دروازہ پر بیٹہے اور اسکو بہت جاہے تو اگر وہ نشانہ باز بچا ہا چونکہ اس دروازہ
پر سے زید نسی مین ہتک شت لگتی تہی اور وہ خواجہ سرا ایک فل بندوق اور ایک دوربین
لیے بیٹہا رہتا تہا اول دوربین سے دیکہ لیتا تہا کہ اب اندر والے گولہ پہینکنے کو ہین فوراً ایک حجرہ
مین ہو جاتا تہا اور جب بم کا گولہ بیت جاتا تہا پہر اپنی جگہ پر بندوق لیکر آبیٹہتا تہا آخر کو
انگریزی فوج نے جو مدد کو آئی ہوئی تہی اسکو پکڑ کر مار ڈالا اور ان مکانات کے ماتہہ لگنے سے
ہر چند کہ اندر والون کو خوب لوٹ حاصل ہوئی جواہر آلات و شالے ہاتی گہوڑے مع اونکا ساز و
سامان اور زیور و شالگین بندوقین قالین علی ہذا لیکن اندر والونکا مقولہ ہی وہ ہے کہتے ہین کہ مدد
آئی مگر ہم کو خلاصی حاصل ہوئی بلکہ وہ بہی برابر ہمارے محصور ہوئے اور غلہ کی قلت تری خاص لکھنو کی
کیفیت اور وہان کے جنگ کا بیان یہہی جانا چاہیے کہ اس ہنگام مین اندرون بلد شہر والون نے
جس قدر پتے کو بناہ اوہ سابق تہا کہ آپنے یا دس برس کا سن ہتا بادشاہ بنایا اور کام

سلطنت کا وزیر ابراہیم خان الملقب شرف الدولہ کو سپرد ہوا کو توال شہر کو بڑی خرابی سے
مارا اول تو باغیوں نے اسکی داڑھی اور مونچھین منڈوائین اور منہ اور ہاتھ اور پاؤن سیاہ کیئے
گدھے پر چڑہایا تمام گلیونمین پھرایا پھر قتل کیا تمام ہندوستانی عیسائی بھی یعنے مولد قتل ہوے پس
چھبیسوین تاریخ دسمبر مذکور بالا کی ایک کپتان رزیڈنسی سے پیادہ سو آدمی لیکر باہر نکلا اور باہر والون کے
تو پین چھین لین جتنے آدمی وہان کپتان بازار مین تھے مارڈالے اور ایک کپتان لوہے کے پل پر جاکر
غبار دیکھی کیل ٹھوک آئے اور بارود تکا میکدین اور آدمیون کو دور اور آہستہ گورے زخمی ہوئے
مگر تین توپین بڑی اور چار چھوٹی چھین لائین ستائیسوین کو بھی اندر والے حملہ کیے مگر باہر والون نے عجز
کرکے اونہین ہٹا دیا کو کامیاب ہوئے لیکن تین توپین کیل ٹھوک کر مورچہ جلا دیا پس اسی دفعہ
حملہ مین گورے مارے گئے اور گیارہ زخمی اور ایک جمعدار زخمی اور ایک سپاہی قلم سے مقتول ہوئے انتیسوین
کو تین حملے ہوئے بہت سی توپین چھینی اکثر دھنین کیلین ٹھوکین بیکار کر دیا اور دو سر نگین سر انجام پاکر
اڑا دین دوسرے حملہ مین باہر والے بہت مارے گئے ادہر سے ایک افسر زخمی اور ایک مقتول اور
سوا اسکے نو شخص اور مجروح و مقتول ہوئے تیسرے حملہ مین بہتون کو ہلاک کیا یعنی نام توپ چھین لیے
پھر تو باہر والون نے ایسی آگ برسائی کہ جس سے پینتیس آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور یہ
لاچار ہوکر واپس آئے دو افسر زخمی ہوئے پھر دوسرے اکتوبر کو ایک بڑا سخت حملہ اندر والون کا ہوا فوج
اگرچہ بڑی مین دو آدمی مارے گئے گیارہ زخمی مگر تین توپین انکی چھین لائین اور سارا دالا گھر اور باغ
والا مکان ہر دو کو مسمار کر دیا ایکصاحب کو زخم کاری آیا وہان قریب ایک ٹیلا تھا وہان اوسکے
دہنے طرف ایک پرانی مسجد تھی اوسمین سے بندوقچی گولیان مارتے تھے یہ دس بجے پر وہان سے

گورنمنٹ کی ایسی بوچھاڑ کیے کہ ایک افسر کو مار لیا تب اندر والونے ایک توپ وہان لا رکھے
کر نا شروع کیا باہر والے مسجد سے نکل گئے مسجد کو قبضہ کر لیا کوئی سو دشمنون کی روز ایکدو آدمی
مرتے تھے مگر جہاں سرنگین اونہون نے کھودی تہین اوسکو مٹا دیا کل بیس سرنگین اونہونے کھودین
تہین تو اوڑائین مگر نقصان جان کا اندر والون مین سے کسو کا نہوا اسکے کو اودہر والونے اڑا دیے اور باقی
پر سے کھودنے والون کو مار ہٹایا اور تمام سرنگین قبضہ کر لین دسوین تاریخ اکتوبر کو خبر پہونچی کہ دہلی فتح
ہو گئی مجرنے اوسکی کیفیت کچھ نہلکھی شنیدہ کیا اور اس خبر حملہ مین تیرا سو آدمی انگریزی فوج کے
مارے گئے اور سات ہزار آدمی فوج مقابل سے قتل ہوے بیسوین کو پہر ایک حملہ باہر والون نے کیا مگر ایک
بوچھاڑ گراپ کی کہا کر واپس ہوے اکیسوین کو یہی عالم باغ پر فوج باغی نے حملہ کیا اٹھائیسوین کو
خبر آئی کہ فوج انگریزی داخل کابل ہو گئی اور رسالہ تین دولتر ایلیا باغیون سے ہوئین سر کولن صاحب
بہادر کمشنر انجیف صاحب بہادر سپہ سالار فوج ہند دسوین تاریخ نومبر کو عالم باغین داخل ہوئے
اور وہ جب شہر کے نزدیک پہونچے ان روز دن سرنگ برن خانہ کی تیار ہی اگر دی مگر زور اوسکا
کم ہیا پہر حملہ کر کے اوس مکان کو لے لیا اور اس مکان کو یہی جو کل گہر نام تہا قبضہ کر لیا مگر صاحبون نے
قصر باغ پر سے اسے کو لے یا رکھا کہ انگریز وکو وہ مکان پہر چہوڑ دینا تہا اگر جلا دیا پہر اصطبل شاہی پر
حملہ کر کے اوسکو فتح کیا اور جمعیت ہمراہ کمشنر انجیف صاحب بہادر کے اس قدر تہی تفصیل جمعیت
مع توپخانہ دنوعہ آئندہ ضرب توپ متعلقہ جہازی اور دس ضرب توپ ایسی اور چہے ہلکے میدانی اور سیاہ
دلایتی ہالہ بردار ان شاہی کا نوان رسالہ اور رسالہ سکہان سے چند ترب اور دشمن صاحب کا رسالہ
اور ہنار ہوین اور تر بنون اور بجہترا اور تر یا یونے بمبئی کے پلاٹن سے چند تن اور ایک طایفہ قلیل

سندھ و سنجابی سے سیر ایندہ مایوس کا اور ایک بخالی پلٹن کل سوار تین ہزار عاجو قریب تھے اور پیادہ
دو ہزار تھے سو کے فریب عالم باغ کے پرلی طرف پس فوج پیشن پر کمندر اچیف صاحب بہادر کے دشمنون
نے حملہ کیا کہ خوب شکست دیکر باغ عالم پر پہونچے وہان بہر چھوڑ کر دلکشا کی جانب کہ یہ شکارگاہ
بادشاہی ہی کوچ کیا راہ مین گولیون کی سخت بوچھار ہوئی وہ اسکو سہکر بعد ایک چھوٹے جنگ کے
دلکشا مین خیمہ زن ہوئے پہر سولہوین کو سکندر باغ کیطرف چلے وہان سخت لڑائی ہوئی بیچمین اوسکے
ایک بہت بڑی عمدہ عمارت ہی اوسکی مضبوطی بہت خوب طور پر کی تہی وہان پر کثیر فوج کثیر جمع
ہوئی در اسکے باہر سراہ ایک گاؤمین بہت سے لوگ خیمہ زن تہے لکہا ہی کہ اول سکہون کو حکم حملہ کا ہوا
بعد ولایتی فوج کو ولایتی لوگ اس خیال سے کہ صرف ہندوستانی سکہون کی اس حملہ مین ہوگی دوڑے اور
مانند دیوانون کے سکندر باغ پر گرے وہ لوگ بہی ایسے دل کہولکر لڑے کہ آگے کہی نہ لڑے تھے
اکو تین حملے ہوئے آخر کار ایک جانب تہوڑی سی دیوار توڑ گئی راستہ ہوگیا تبا اوس راستہ سے
تہوڑے تہوڑے آدمی اندر جا سکتے تہے اور اندر والون کو دیوار کے توڑنے کا مطلق خیال نہا اس سے
کچہ فوج انگریزی سکندر باغ کی دیوار تک پہنچ گئی اتنے مین جبر ہوگئی توپین لاکر جنادین اسپر آگ لگائی
وہ مار ماری کہ جیسا چنا بہاڑ مین بہنتا ہی اسقدر فوج انگریزی ضایع ہوتی تہی باوجود اسکے یہ
چلے جاتے تہے ایکقدم پیچہے نہ ہٹتے تہے آخر کل فوج باغ کی چار دیوار کے نیچے پہنچ گئی اور وہان
لوگ جب دیوار کے سوراخون مین سے گولیان چلائے یہ حیران زیر دیوار ہوگئے اور جونکہ
سب بند و تین اندر والون کی چل گئی تہین دے دوبارہ ہر نیکا ارادہ کیے اس وقت مین
یہ لوگ لوہے کے سلاخون اور کہڑکیون کو توڑ کر باغ کے اندر جا گہسے ہر چند کہ وے روکے

گرچہ بہو ادو ہزار آدمیون کے قریب باغ والے مارے گئے دروازہ سکندر باغ کے اور کمرے کمان
کے خون سے لبریز تھے رخمیون اور مردون کی ڈہیر لگی ہوئی تھی اسطور پر یہ مضبوط جگہ جسان ہجوم
صلایق کا تہا فتح ہوگئی بعد اسکے سولہوین کو پہر ایک بڑی بہاری لڑائی شاہ نجف پر ہوئی
کہ یہ ایک بڑی مسجد ہے اور چار منار اور گرد اوسکے عمدہ باغ جب اوسپر انگریزی فوج گئی اور یہ تہین
رسکین وہ بہی جوا ہین بہت بہاری آگ برساتے رہے تین گہنٹہ تک بڑی غضناک آگ بہنکی من بعد
انگریزی فوج نے حملہ کیا دیوارین توڑکر اندر گہس گئے لکہا ہے کہ لاشون سے شاہ نجف کو بھر دیا
یہ مکان بہی فتح ہوگیا وہان فوج نے آرام کیا چھبیسوین ستروین تاریخ مس ہوس یعنی میزبان خانہ
جو یہ انگریزی نام سے مشہور ہے اوسکے گرد اہل ہند نے ایک بڑی عمیق خندق کہودی تہی اور مٹی کی
مضبوط ایک چہار دیواری بنا کی تہی جنارون سے اول اوسکو کئی جا سے شکستہ اور مسمار کر دیا پہر سکہون
نے حملہ کیا ٹوٹکر اندر درآئے جسکو پایا تیغ کیا عقب مین اوسکے رصد خانہ تہا اوسے بہی لے لیا
سونی محل کو بہی قبضہ کر لیا اطراف و جوانب کے مکانات حسمین سے لوگ سب جمع تہے خالی کروالئے
مخصوص دلکشا سے لیکر حصار تک رستہ صاف کر دیا دلکشا کی جانب سے سایاکن کمشنر انچیف
صاحب بہادر کے قبضہ مین آگئے اور حصار کیطرف ہیولاک صاحب نے مابین باغ و حصار کے تار برقی قایم
کیا قایم کرنے مین اوسکے ایک افسر زخمی اور ایک مارے گئے یہ مطلب تمام ہوئے پر ہندیون نے پہر
ایک حملہ مس ہوس پر کیا کمشنر انچیف صاحب بہادر ذات سے مقابل اونکے ہوئے لکہا ہے کہ
فوراً بہگا دیا سیکڑون اوس جگہ مارے پڑے اب محصورین لکہنو کی خلاصی کامل ہوئی اسی تاریخ
سے ہر کو سر کولن کیمل صاحب بہادر سپہ سالار ہند اور سر جیمس اوٹرم صاحب اور جنرل ہیولاک صاحب

ملاقی ہوے یہ دو نو جنرل سپہ سالار سے ہاتھ ملائے تمام فوج انگریزی میں مبارکبادی کا ایک شور
عظیم برپا ہوا لکھنو پر قبضہ میں آیا ان فتوحات میں سپہ سالار کا نقصان ہوا ایک سو بائیس افسر مارے گئے
پینتالیس زخمی من بعد حکم سپہ سالار کا واسطے خالی کر دینے حصار کے ہوا سب میمن بچے حصار سے دلکشا کی جانب
روانہ ہوئے خزانہ بھی انکے ہمراہ کر دیا آہستہ خرامی سے دو گھنٹا ہاتھی میل عورت آہستہ چلیں یہ گولیاں
مارتے رہے سب بخیر گذریں فقط ایک ضعیف عورت کی ٹانگ میں ایک گولی لگی باقی سب بحفاظت دلکشا کو
پہنچ گئے حصار کے مورچے اوتہالئے تمام اسباب جنگی جلا دیا انیسویں[19] کو حصار خالی ہو گیا چھ بجے شام کو
سکندر باغ پہونچے وہاں سے دس بجے روانہ ہو کر دلکشا داخل ہوئے بیسویں اور اکیسویں کو سپہ سالار
نے اعداد و اتواب سے قیصر باغ کو توڑا اور دو پہر برابر بادشاہی محل میں گولے پھینکا کئے بائیسویں کو
رات کے وقت بارہ بجے ہیں کہ فوج نے لکھنو کو بھی خالی کیا اور حصار زریدنی سے سب محصورین صبح کو
چراغ جلتے ہوئے چھوڑ کر چپ چاپ چل نکلے دشمنوں کو خبر بھی نہوئی دبے پاؤں چلے آتے
رہے غرض زریدنی سے چلکر ایک کلی میں ہو گئے اور وہاں سے گذر کر ایک گاؤں میں ٹھہرے پس سکندر باغ کی
راہ سے چلے وہ بہتیری دیر تک وہیں کو لڑتا رہے ہیں قریب کہ انکی یا بالکل غافل ہو گئے چوبیسویں کو
دلکشا سے نکلکر عالم باغ میں کہ چار میل پر ہے شام کو پہونچے وہاں ہیضہ کا جسقدر مرض وحشت سے گئے
سپاہیوں کو عالم باغ سے بھی چلے قریب شام بنتی میں پہونچے وہاں سنا گیا کہ گوالیار کی کمپنی نے
کانپور پر حملہ کیا ہے بمجرد سنتے اس خبر کے جلد چلے اور اڑتیس[38] میل کی منزل طی کر کے چار میل کے
فاصلہ پر کانپور سے پہونچے یہ تو سب مع محصورین انتیسویں[29] کو کنارہ گنگا پر کانپور کے سامنے
خیمہ زن ہوے وہاں سے لڑائی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے گولے چلتے نظر آتے ہیں قبل اسکے

ایکدو روز یعنی اٹھائیسوین کو کانپور مین لڑائی ہوئی اگرچہ ایک سمت پر فرنگی لوگون نے دشمن پر فتح پائی توپین چھین لین مگر برگدیر ولسن صاحب مارے گئے اور پانچ دوسرے افسر اور نوسو گورے کام آئے پھر چوتھی تاریخ دسمبر کی آلہ آباد کیجانب سب محصورین روانہ ہوئے اور ساتوین تاریخ وہان پہونچے اب یہ بھی معلوم رہے جونکہ مخبر متواتر احوال سرکشونکا اور آخر پر فتوحات اسلئے یہان اسے احوال لکھنو کا بالکل چھوڑ دیا و بلفظہ انشاء اللہ کہ آیندہ پر رکھا ہے اور کانپور کا بیان پھر شروع کیا ہے راقم یہی سہی کرتا ہے لیکن مابقی کیفیت فتح کی نہین لکھی اوسکا بھی تشنہ رہا کانپور پر باغی گوالیار کی سپاہ کنشنجت کے حملہ کا بیان واضح ہو کہ گوالیار کی فوج کنشنجت بیس ہزار تعداد مین تھی چھبیسوین تاریخ نوبر افسر سے کانپور کے انگریزی فوج باندی مین صف آرا ہو کر لڑی اول غول سنیون سے مقابلہ ہوکر اوسنین ہٹا دیا پھر ستائیسوین تاریخ دوپہر کے وقت ایک جم غفیر اور ہجوم کثیر فوج کے پیچھے سے آکر مقام جوہی پر سے توپخانہ چلانا شروع کیا یہ بھی تیار ہوگئے پانچ گھنٹے تک اسجگہ جنگ دہلی کی شرک کالپی کی شرک سے ملی ہے بازار جنگ و جدل کا خوب گرم رہا کنشنجت والونے جنرل وندھم صاحب کو گھیر لیا اور شہر مین داخل ہوکر انگریزی مورچہ پر حملہ کا ارادہ کیا جسپر موصوف نے مورچہ کا بچانا ضرور جانا میدان کو چھوڑا اس طرف آئے وے لوگون نے سب مال پر قبضہ اپنا کر لیا اور باقی جلا دیا لکھا ہے کہ پانسو ڈیرہ انگریزی جلا دئے اوس روز بڑی شکست ہوئی اور بڑا نقصان پڑا بعد اسکے نانا صاحب بھی اپنی فوج سے آملا اور اسکا بھائی بہولا صاحب وہ بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر شامل ہوا اکیس ہزار کا یہ ایک بڑا غول ہوا اور یہ لوگ اپنی فوج کے چار غول کئے تھے انمین چار افسر ایک غول سے لڑائی ہوئی یہ تو کامیاب ہوا اوس طرف سے پسپا کیا دو توپین چھین لین اور دوسرے غول والے

صبح سے لیکر رات تک لڑتے رہے آخر کار پچھلے پہر سے تیرا غول انکی ملک [illegible] تک
جو انگریزی فوج کو بہونچنے والی تھیں پہونچے اُسوقت ایک فوج کثیر جو چینی تھی [illegible]
انگریزی کو ہتیار ڈالدینا پڑا اور ۴ چھ افسر مارے گئے یہ ہزیمت اٹھائیسویں تاریخ نومبر کی ہوئی تب سے
وہاں لوگوں نے جہاں کہیں اسباب انگریزوں کا پایا لوٹ لیا اور انتیسویں کو فقط تین سو رجمنٹ انگریزی
اور پل کی جانب کو دیے چھوڑتے رہے اور یہ بھی واضح ہو کہ دیے محصورین جوکا پور سے آئے
تھے اور وہاں سے الٰہ آباد روانہ ہوئے تھے لکھا ہے کہ انہیں سے بھی چھبیسویں نومبر سے دوسری دسمبر تک
دس افسر مارے گئے اور تیسویں زخمی چینی تاریخ تک کل فوج باغی پچیس ہزار تھی اور چالیس توپ
یہ لوگ شہر کے اندر تھے اس تاریخ کو کمندر انچیف صاحب بہادر نے چار غول اپنی فوج کے کیے اور
برگدیر ہیم صاحب بہادر نے مورچہ گاہ سے جہاں وہ تھے توپ اندازی شروع کی تاکہ دشمنوں کو دھوکا
ہو کہ فوج انگریزی اس جانب سے حملہ کریگی دو گھنٹہ تک وہ توپ اندازی رہے اور فوج انگریزی حسب الحکم
کمندر انچیف صاحب بہادر کے مختلف موقعوں پر دشمنوں کی نظروں سے چھپ کر آمادہ و
مستعد پیکار ہوئے اور جب دیکھا اودہر کو جدہر توپ اندازی برگدیر ہیم صاحب کی ہے متوجہ ہوئے
کمندر انچیف کا حکم سواروں کو ہوا اور توپخانہ آپہنچا پر کہ بائیں جانب سے ہر یا رہو کر عقب پر سے
حملہ کریں اور پیادہ سامنے کیطرف سے یورش کریں پس توپ چلنی شروع ہوئی وہ تو اس طرف سے
گولہ پھینکتے اس طرف سے انکا سر انجام کیا تھا اور پیادے بھی ہر یا رہو کر دشمنوں میں جا گھسے اور قتل عام
مچایا دشمن کو شکست کامل دی کل فوج باغی بلا تحاشی بھاگی اور ان لوگوں نے چودہ میل کا پیچھا کیا
تک تعاقب انکا کر کے تیسرے پہر بعد کامیاب ہوئے مقام مذکور کو قبضہ کر لیا اور جنرل [illegible] صاحب

بہادر نے اُس مقام کو جو صوبہ دار کا تالاب کے نام سے مشہور ہی اور چھاونی وہان سے دیڑھ میل کا
فاصلہ رکھتی ہی جاکر کو راستہ مین کچھ تہوڑے سے غول ہایل پایے سبکو شکست دی سپاہ کیا
تمام کمپو دشمنون کے فتح کر لئے ساتھوین کو کانپور بالکل دشمنون سے صاف ہوگیا وہ مغرب طرف
بہاگ گئے آتھوین کو برگیڈیر ہیڈرین ہوپ صاحب بموجب حکم کمندر انچیف صاحب بہادر کے دو ہزار
آٹھ سو مردمان فوج گیارہ ضرب توپ لیکر تہور کو گئے اور وہان سے سورج پور پہونچے وہان سے
سرائگہات تین میل ہی تینون کو جب گہات پر پہونچے وہان کنارہ گنگا کے دشمن جمع تھے توپ اندازی
شروع ہوئی انگریزی توپخانے نے توپخانہ انکا بند کر دیا تب سوارون نے اودہر کے حملہ کیا ادہر کے
سوار مقابل ہوکر انکو ہٹا دیے اور پہونون کو قتل کل فوج دشمن کی بدحواس ہوکے بہاگ نکلی چودہ برنجی
توپین ایک لوہے کی اٹھارہ پیتل توپ اور بہت سا سامان جنگ کا چھکڑے وغیرہ چھوڑ دیا یہان لکہا ہی
کہ سرائگہات کی لڑائی بہت سخت ہوئی ہی گویا اور گراپ مینہہ کے مانند برستے تھے مگر ایک آدمی بھی
فوج انگریزی سے زخمی تک نہوا صرف ایک گہوڑا متعلقہ توپخانہ مارا گیا اور مختلف لڑائیون مین کانپور کی
جو تیسری سے دسمبر کی آتھوین تک لڑی گئی ہین تیرا افسر مارے گئے اور چھیاسی زخمی فتح گڈہ یعنی
فرخ آباد کی سرکشی کا بیان چونکہ افسر فرخ آباد کے بریلی اور شاہجہان آباد کی خبرین بغاوت کی سنکر
اول ہی چوتھی جون کو کانپور چلے گئے تہے بچے اور میمون کو روانہ کر دیا تہا دیے تو صدمات سے
انکے بچے پرس وہان جو پلٹن کہ مقیم تہی جب وے سرکشی پر آمادہ خزانہ لوٹ لیا اور کرنل جاب کو گولیان
مارین لکہا ہی کہ جب اکیسوین پلٹن فتح گڈہ مین ہوچکی اُسوقت دسوین پلٹن کی ایک کمپنی مع
دو ضرب توپ فرخ آباد کے نواب پاس چلے گئے اور نواب کو گدہی پر بٹہلایا پلٹن کے نشان

اوسکے بیرون ڈالے اکیس توپین مسند نشینی کی سرکین نواب نے بین کے نشان لینے سے انکار کیا
مگر اتنا کہا کہ تم خزانہ لائے ہو تو کر رکھو لونگا سپاہی انکار کرکے اور اپنے قواعد کے بعد اگر چلے گئے
روپیہ بات لیے پھر دو کروڑ روپیہ انمین سے جو پورپے گنگا پار ہونیکو چاہا راہ مین ایک کیستان نے
فریب بیکر لوٹ لیا چند آدمی قتل کئے اس صدمہ سے پریشان ہو کر کچھ تو داخل دوہ ہوئے اور کچھ ایک ایک
دو دو اپنے اپنے گھر چلے گئے اور باقی بچے کھچے انکو اکتالیسوین پلٹن نے مار ڈالا اسلئے کہ وے
اپنے خزانہ مین شریک کیا تھا یہ پلٹن اس طرح غارت و پریشان ہوئی اور فرنگی لوگ جملہ سو آدمی
ہونگے آخر کو قلعہ مین ہو گئے اور تین غول کئے ایکروز کے عرصہ مین سات توپین چڑھا لین چھبیسوین
ستائیسوین کو کچھ گولہ بازی دو طرف سے رہی دوسرے روز علی الصباح اول باہر والون نے کچھ
توپین ماریں اور وقفہ کیا پھر دن نکلے پر اور چند توپین چلائین اور گولیان بھی سر کین مگر اندر والونکا
کچھ نقصان نہوا پس دوسرے روز سیتریان لیکر آئے اندر والے نشانہ لگا کر اُسے گرا دیتے تھے
پانچ روز تک ایسا ہی رہا چھٹے دن ایک کمپنی نے جسمین پورگانون کے مکانات پر چڑھ کر عقب بند وقین
ماریں اور اُس روز دو افسر چند خدمتگار زخمی ہوئے اور ایک مکان قلعہ سے ستریا سی گز پر ہی سر سے
باہر والونے رملون کی ایسی مار کی کہ اندر والون کی توپ بند کر دی اور پہرے والون نے
دو دن مین ایک سرنگ تیار کرکے اوسکو اوڑا دیا اس سے چوڑائین آدھی دیوار کرکے رہ گئی قریب
دیڑھ بجے پھٹا اور تلنگے سیڑھی لگانے کو آئے اندر والون نے بندوقین مار کر ہٹا دیا پھر سہ پہر کو
دے حملہ کئے اندر والونے تاک کے سردار کو گولی ماری بمجرد گرنے اوسکے غول جیسا ہوا انگریزون کا
بھی ایک بڑا توپ انداز مارا گیا پھر باہر والے اور ایک سرنگ تیار کرنے لگے اسمین اندر والے

اندیشہ مند ہوکر قلعہ سے چل نکلے بچون اور میون کو ساتھ لیلیا اور توپون مین کیلے ٹھوک دین
جگہی سامان جو باقی اندر تہا سبکو بگاڑ دیا باہر والے انکو جانے دیکھیے پیچہا کیے گولیان چلائین جبتک
یہ دور نکل گئے تھے کچہ گولیون کا اثر نہوا اور کشتیون مین بیٹھ دریا مین ہو گئے تہوڑی دور جاکر کشتی
اپنی یہ نکالنے مین کشتی کے مصروف ہے کہ پیچہے سے دو کشتی سوار آکر مارنے لگے ہمتون کو قتل
اور زخمی کیا اُسوقت انکا عجب حال ہوا بعضے ہمین تو دریا مین گرپڑے بہت سے زخمی
ہوئین بہت سے مارے گئے کوئی صاحب کسی طرف سے بہاگ نکلے کوئی تیرتے ہوے کنارے پر جا لگے
کوئی کشتی ہی مین لپٹ رہا تہا ایسے بعض آدمی جو سلامت رہے ایک گانو نہن علاقہ اودہ کے
پہونچے وہان والونے خاطر کی دودہ روٹی کہانیکو دیا اور ایک کشتی کے لوگون کو نانا راونے
پکڑ لیا اور قتل کر ڈالا اور ایک صاحب کا اظہار ایسا ہی کہ یہان خزانہ قریب تین لاک کے تہا اور
سیتاپور کے باغی فوج جب الہ گدہ مین آئی یہ گانون فتح گدہ سے چند میل کے فاصلہ پر اودہ کے
علاقہ مین ہی کہ سنکہ نام وہان کے رئیس اور نے انکی ضیافت کی وہان سے اس فوج نے دسوین جلائی
فرخ آباد سے پیغام کہلایا کہ ہمنے صرف بپاس مذہب کے سرکشی کیا ہی تم کو بھی سرکشی کرنی لازم ہی
اپنے افسرون کو مارلینا ہندوستانی سردارون نے وہ چٹھی افسر کرنل اسمتھ صاحب کو دکہائی دی
پوچہے تمہارا کیا ارادہ ہی کہے کہ ہم نمکخوار ہین نمک کا پاس کرینگے اُن سے لڑینگے مگر خفیہ
اُنہین کہلایا کہ اچہا تم چلے آو ہم تم کو سر دکینگے اور کہنا اُنہی صاحب کا ہی کہ بواب فرخ آباد
نے بھی صاحب کلکٹر کے سوارون مین سے محمد عظیم خان اور اصغر علیخان اور شیرانی خان
بہلوانکو باغیون پاس بہیجا اور طلب کیا دیے ساتوین جون کو آئے اور نواب کو مسند پر بہٹلایا

توپخانہ سلامی کی سرکین نواب نے اپنی عملداری کی دہوندی سواری لگا ہوکے کرنیل اسمتھ صاحب نے
اس حرکت بیجا کا باعث نواب سے پوچھا تھا مگر جواب معلوم نہ ہوا جسکا قلعہ کے جونکہ اسباب تھا
سب صاحب لوگ دریا کی جانب نکلکر کشتیون مین سوار ہوکر کانپور کی جانب چلے گئے نواب نے سوار
دوڑائے ایک کشتی جو اٹک گئی تھی اسمین سے دو صاحبون کے سر نواب پاس آئے نواب نے
انکو شہر مین لٹکا دیا اور چند مین اور چند عیسائی جو قید ہوکر آئے تھے بعد دینے بہت سی تکلیف
کے اونہین توپ سے اڑا دیئے احمد یار خان اور نواب محسن علیخان نے نواب فرخ آباد
کے حکم سے آٹھ ہزار فوج کی بھرتی شروع کی اور ایک صاحب کا کہنا ایسا ہی کہ جب سرکشی
فرخ آباد مین شروع ہوئی کرنل اسمتھ صاحب نے ایک آدمی نواب پاس بھیجا تھا اور مدد طلب کی
تھی نواب نے انکار کیا کہ مجھ پاس مسلح آدمی نہین ہین اور نہ توپین مین مجبور ہون اور یہ بھی واضح ہو جو
کشتی کہ اٹک گئی تھی اسمین چالیس آدمی مرد اور عورت جوان اور بچے تھے انمین سے جو دریا
مین کود پڑے ڈوب مرے اور باقی پر ہر چہار طرف سے گولیان چلتی ہین اور جو کشتی
اوپر والون کی حملہ کرنیکو آئی تھی انمین سوا سپاہیون کے مسلمان لوگ بہی تھے اور سبکی
رام پور پر ایک اکروہ سپاہ ہونگا اور مسلمانون کا جمع ہوکر کہرا تھا توپین لگائین تھین کرنل اسمتھ صاحب کی
کشتی پر گولے مار رہے تھے اور کنارہ اودہ کے جانب سے کنوار لوگ بندوقین چلا رہے تھے اور ایک
صاحب کا اظہار جو فرخ آباد مین آواز دہوندی کی اپنے کان سے سنی ہے مضمون اسکا یہ ہے کہ
منادی ایسا کہتا تھا خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم نواب رئیس بہادر کا ستارہین تاریخ جون کو
نواب کے سر پر تاج رکھا اتنا رہون کو بلتن عیسائیون کو مارتی پہرتی ہی اور کچھ لوگ بیٹا قید مین

بنے کہ بتیس ۳۲ روز بعد نواب کا طبیعت علیل ہوئی محل کے لوگون نے خیال کیا کہ بسبب ظلم کے نواب بیمار ہوگئے ہین صلاح دی کہ قیدیون کو چھوڑ دو اول تو ہندوستانی قیدیون کو کہ وہ سولا نفر تھے رہا کیا پھر عیسائیون کی بیرکات کے ایک ایک کو نکالدیا اور دعا حق مین نواب کے چاہی اور ایک صاحب کا قول ہے کہ قبل اسکے تیسوین ۳۰ جولائی کو ہم لوگ جو قید مین تھے نوچے اور رہا کئے اور اکتیسوین کو باقی قیدی بسبب علالت مزاج نواب کے رہا ہوئے واللہ اعلم راقم نے جو اس کتابین دیکھا ہے تحریر کیا ہے فرخ آباد کی سرکشی کا بیان واضح ہو کہ بنا فرخ آباد کی نواب محمد عضفر جنگ سے ہے عہد فرخ سیر بادشاہ کے سنہ ۱۱۲۶ بارہ سو چھبیس ہوئی ہے واللہ تعالی اسکی تاریخ ہے اور یہ شخص بہت نمک حلال و وفادار تھا محمد شاہ کی اوسپر بہت عنایت تھی ہفت ہزاری منصب ستر ہزار روپیہ نقد و خلعت اور جاگیر کثیر جلدو مین حسن خدمت و قتل ساادات کے عنایت کیے تھے اور بعد اُسکے اُسکا بیٹا قایم جنگ مسند نشین ہوا پھر احمد خان غالب جنگ موتیلا بھائی اوسکا ریاست پر دہان کی بیٹھا بعد دلیر ہمت خان مظفر جنگ اوسکا بیٹا جانشین ہوا بعد اُسکے امداد حسین خان ناصر جنگ اوسکا لڑکا مسند پر بیٹھا اور جب سعادت علیخان نواب اودہ نے پندرہوین ۱۵ فروری سنہ ۱۸۰۲ اٹھارہ سو دو مین روہیل کھنڈ مع فرخ آباد سرکار انگریزی کو تفویض کیا سرکار سے نو ہزار روپے ذات خاص نواب ناصر جنگ کے اور دو ہزار روپے سالانہ امام بارہ کا خرچ اور تین ہزار تین سو روپے خرچ دیوڑھیو نکا اور جاگیر وغیرہ مقرر ہوئی اور رشتہ داردن اور توابعین اور متوسلون کے واسطے بھی مناسب جاگیرین قرار پائین اور خاص ذات کو نواب کی نہم عدالت سے بری رکھا لفظ خاص قلعہ مین گرفتاری کسی مجرم کی معرفت سے عملہ پولس کے ہوتی ہے بلکہ نواب کو

لکھا جاتا تھا وہ محرم کو گرفتار کرکے بھیج دیتے تھے اٹھائیسوین محرم سنہ ۱۲۳۸ بارہ سی اٹھاس مین ناصر جنگ
وفات پائی ہے پہر خادم حسین خان شوکت جنگ لڑکا اوسکا پانسوین ۱۹ شوال سنہ ۱۲۳۸ بارہ سی
آٹھ کو جاب اوسنے انتقال کیا نجل حسین خان بیٹا اوسکا ہوا جب دسوین نومبر سنہ ۱۸۲۳ اٹھارہ سو
تیئس کو وہ بھی موا تفضل حسین خان چچیرا بھائی اوسکا جینے اب بغاوت اختیار کی گدی نشین ہوا
غرض دمان پراسی کتاب سے اخبار کے بحسب اختلاف روایت و مکالمات وقت سرکشی کے خزانہ پر یہ حال گذرا
کہ دو گروہ مین تکرار ہوئی بلکہ نوبت جنگ و جدل کی پہونچی دو تین آدمی مارے گئے پہر صلح ہوئی رات کو
جنکے قبضہ مین خزانہ تہا وہ تقسیم کرلینا چاہے مگر سبب بد انتظامی کے ہلڑ ہوگیا جسقدر جسکے ہاتھ لگا
اوسنے لیا اور اکثرون کو یہ بھی نہ ملا حتی کہ تلنگون نے دو دو چار چار توڑے جو لئے تھے رات ہی کو
اپنے اپنے وطن کو راہی ہوئے مگر اوسمین کا لون دن صبح تک روانہ عدم کیا اور روپیہ آپ لیکر
انیسوین ۱۹ جون کو سیتاپور کے بنگلہ تک اسباب جو پیشتر پیادا افتادہ تہا خود لوٹا اور معاہدون کو
دیہات اور کمپ وغیرہ کے اجازت عنن و تصرف کی دی بعد اسکے بنگلون کو آگ لگا بہسکا کر دیا لکہا سنگہ
نام تعلقدار نے اگرچہ کے اسباب مہاراجہ دلیپ سنگہ کا ہزار ہا روپے کی مالیت جسمین آلات
وغیرہ خریدنے کرسٹان اسباب کی بہی بعد ازان سپاہیون نے سیتاپور کے اور بعد اش
بلوائی قصبہ کے بستی والون کے گہر لوٹنے پر بہی ارادہ قلعہ پر حملہ کا ہوا نواب کی رائے
بہی شریک ہی چونکہ لکہا ہے کہ نواب نادان تہا ستروین تاریخ چند سوار کلکٹری قلعہ پر نواب کے پاس
آئے اور کہا کہ پلاٹن آتی ہین اوسکے استقبال واسطے کچہ آدمی بہیجو بہی وقت جوانمردی ملک گیری کا ہے
ورنہ تم اطفال ہین شمار کئے جاوگے نواب نے سبب کم فہمی کے وزیر خان اور شیرانی خان کو

اون سوار دن کے ہمراہ کر دیا تھا تیسوین تاریخ نواب مسند نشین کر چکا تھا نشان پر مکرار ہوئی
دنبائی والون اور قلعہ والون مین بلکہ تیسرے ہتیار چلاؤ قلعہ والے فوج آباد کی جانب بھاگ گیا سیتا پور نے
تعاقب کیا دروازہ تک شہر کے تلنگے قلعہ کے مارے گئے یہ بھی واضح ہو لکھا ہی کہ وقت جنگ قلعہ والون
نے یہ حکمت کی ہی کہ اپنی توپی بانس یا لکڑی پر رکھہ کر کچھ بلند کر دیتے اور سر کشتون مین سے
کوئی ایک ہدف انداز اس گمان سے کہ یہ کوئی صاحب ہی مقابل انکر اوس توپی پر
نشانہ چلاتا تو یہ اوس ہدف انداز کو مار لیتے تھے آخر اندر والون پاس سامان جنگ کا آخر ہو گیا
بس کشتیون پر کہ پہلے سے نیچے قلعہ کے نظر کرتے مال اندیشی کے ذخیرون سے مضبوط کر رکھا تھا سوار
ہو کر شب راہی سمت کانپور ہوئے صبح اوسکے چونکہ محاصرین بیخبر تھے قلعہ پر گولیان چلاتے رہے
جب اندر سے جواب نہ آیا دریافت کیا جانا کہ صاحب لوگ قلعہ خالی کر گئے اور بیجوڑ کے پاس ناوین
رکھین ہین دھان ہوگے چند سوار یہ پہونچے گولیان گولے مارنے لگے یہ لوگ دور تھے اثر نہوتا
تیا پر توپ ایک بلند مکان پر چڑھا کر گولہ بازی کئے ایک گولہ کشتی پر پہونچا دوے لوگ
کشتیان اگلے تر ناوین ہوتے تلنگے ادہر سے بھی کشتیون پر سوار ہو کر تعاقب کئے چارون طرف سے
گولیون کا مینہہ برسایا اور ایک کشتی ملاحون نے شرارت سے کسی جا پر چڑھا دی تب سب صاحب
لوگ دو کشتیون پر سوار ہو کر چلے اس دار و گیر مین ایک کشتی پر صاحب جج اور پولس سوار تھے
اگے نکل گئی اور کانپور مین نانا نے اونکو پکڑ کر قتل کیا اور ایک کشتی مین سے کچھ صاحب لوگ زخمی ہو کر
گنگا مین ڈوب مرے اور چند صاحب تیر کر کسی کسی طرف نکل گئے کوئی موئے کوئی سلامت رہے
اور دو میم تین بچے اور ایک کالیخان سپاہی یہ گرفتار ہوئے باغیون نے اُن میمون اور بچون

اور کالیخان کو زندہ اور دوصاحبزادیوں کے سر نواب پاس لائے نواب نے سر تو بہادر کے سپرد فرمایا جیکا کر وحکم ہوا
بچون کو محل مین رکھا اور کالیخان کا منہ کالا اور رخصتون کو دا کتر کے سپرد فرمایا جیکا کر وحکم ہوا
پھر جب باغی کانپور کے بھاگے ہوئے فرخ آباد مین آئے اور بندوبست ہو جانا انتظام سرکار انگریز کا
کانپور مین بیان کیا اور خبر شکست نانا کی فاش ہوئی اوس روز افسران ڈپائی اور غلہ نے نواب سے
قیدیون کو حسب قدر کرسچیانی یا ہندوستانی یا انگلستانی ہون طلب کیا وہ کل بائیس آدمی تھے نواب کو
تامل اور خدا کا خوف ہوا انگریزون سے بھی ذرا خواہش کی چند روز جیسے تالا انگر وے نمانے
آخر کار حوالے کیا اُن بیچارون کو پریت کے میدان مین لیجا کر اُن بدذاتون نے اول گرا پھر کاٹا مارا جو بچ رہے
پچھون تلوارون سے قتل کر ڈالے پھر پہلی جنوری کو کنور انجیف صاحب بہادر سے خدا گنج پر مکرر لڑائی
ہوئی ڈنالی وغلہ کے سپاہی اور رسالہ کے سوارون نے مقابلہ کیا چار پہر برابر لڑائی ہوئی انجام کار
یہ بھاگے سرکاری فوج نے تعاقب کیا صدہا باغی مارے گئے نواب صاحب بھی سنکر فرار ہو گئے دوسری
جنوری کو فوج سرکاری کمپ فتح گڈھ مین پہونچی انتظام شروع کیا اس ضلع مین ایک لڑائی تو فتح گڈھ مین
یہ ہوئی جسکا ذکر ہوا اور دوسری نومبر کے ماہ مین کاشکیچ پر اول تو یہ لوگ چار ہزار ہونگے اور ہمان کے
افسر پاس تھینتا سو سوار اور پیادہ تہا باد گھنٹہ ہنگامہ کارزار کا رہا یہ لوگ حملہ کر کے فتح مار لیے اور کالنج
مین اپنا قبضہ کیا چند روز بعد فوج سرکاری علی گڈھ سے آئی اور انکا مقابلہ کیا احمد یار خان جو وہان کا
ناظم تہا مقاومت کی تاب نلائی پسپا ہوا فوج نے تعاقب کیا پتیالہ مین آنکر پھر ایک ہنگامہ گرم ہوا خوب
خونریزی رہی آخر کار احمد یار خان اور محسن علیخان ہر دو ناظم ہمائے گنگا پار نکل گئے اونکی توپین اور
بہت سا اسباب فوج سرکار نے لیا پھر ایک لڑائی کنور انجیف صاحب بہادر سے مرد سری

جنوبی کو اتہارہ سو اتہاون کو رسہائے گئے پر وہی اس جنگ مین بھی وہی حال ہوا سرکش فوج نے
شکست پائی یہان اس طور پر لکہا ہی کہ محصول گہر کو رسہائے کے غلام گردش کی دیوار مین ایک فیلپایہ تہا
کہ سپاہیان دیسائی نے اوسکی اوٹ مین ایک بڑی توپ چہپائی تہی اور وہی جگہ اوسکی پناہ گاہ تہی گولہ
اندازون نے سرکار کے اول دو رہین لگاکر موقع توپ کا دریافت کیا پہر ایسی قدر اندازی سے گولہ
کہ دشمن کی توپ پر پہ پر سے گر پڑی بہی ہوئی بات سرکشون کی بگڑ گئی وے بہاگے اور یہ کہانی
تک پہنچائے پہر نہین معلوم ہوا کہ دہان کے نواب پر کیا گذرا اور اب اوس نواح کا کیا رنگ ڈہنگ ہی

ہمیر پور کی سرکشی کا بیان ہمیر پور ایک چہوٹی سی جگہ کانپور سے بتیس ۳۲ میل جانب جنوب واقع ہی
جانب مشرق پچاس میل کے فاصلہ پر ہی اور موقع اسکا دہان ہی کہ جہان جمنا اور دریا انکر ملی ہین
برسات جیٹہ کے مہینے مین خبر ین حوادثات میرٹہ اور دہلی کی ہمیر پور مین پہونچی وہان کے مجسٹریٹ اور کلکٹر
پولس مین بہت سے بہرتی کرکے تہانون پر مقرر کئے اور جمنا پر جو کشتیان تہین ڈبو دین اور کہلایا کہ
اس ضلع مین جو سرکش آدمی آوین گرفتار کرلو اور بندیل کہنڈ کے سردارون سے مدد منگوائی ایک توپ
اور دو سو آدمی کالپی کے راجہ نے بہیجوادیے اور پچاس جوان پاوتکی نواب پاس سے آئے اور اسیقدر
جوان ایک توپ بہیجے کے جاگیردارون نے بہی روانہ کئے پس چتہی جون کو الہ آباد والون نے
سرکشی کی اور کانپور کا بہی یہی حال ہوا تو ہمیر پور مین بہی خلل پڑا جو دہوین تاریخ جون کو تین بجے
سہ پہر کو سرکشی کی سب پلٹنی جوان جو نزدیک سے رئیسون کے واسطے مدد اور کمک کے آئے تہے سپاہیون
مل گئے بازار لوٹا اور لوٹ تاراج ہوا خزانہ دین کے ہاتہ پہلا ئے خزانہ لٹ گیا چلچانہ توڑ ڈالے
عیسائیون اور بنگالیون کا قتل شروع ہوا تو لفٹنٹ صاحب مجسٹریٹ اور دو صاحب ہوا انکے

دو تین آدمی کشتی مین بیٹھکر جنا پار چلے گئے سپاہی بہت غضب مین آئے بلکہ چند آدمی اُس پار
تلاشمین نکلے وہ جنگل مین چھپ گئے یہ مایوس پھر آئے تمام عیسائی باشندے ہیرپور کے کشتی مین
جا چھپے مگر باغیون نے سبکو قتل کیا اور وہ دونو صاحب جو ایک پل کے نیچے چھپے ہوئے تھے وہان
کے گلدریہ نے دیکھہ کر پکڑا دیا سپاہیون نے پکڑکر قتل کر ڈالا اور ساتھہ انکے اور بھی
ایک جنٹ اور پی پی اور ایک ہندوستانی عیسوی مع اپنی بی بی اور دو بچون کو مار لیا لیکن
کہ جبتک سپاہی ہیرپور مین رہے دو تین دن کو خوب لوٹا بعد چلے جانے اوکے پھر دیہاتیون کی
بن آئی خوب لوٹ کھسوٹ مچائی اور زمینداروں نے بھی خوب شورش و فساد برپا کیا آپس مین
خونریزیان کرتے رہے پس انتیسوین جون کو نانا کا اخبار پولس ہیرپور مین آیا اوسنے کچھہ صورت
انتظام کی ڈالی پھر پہلی تاریخ جولائی کی دستی کلکٹر وحید الزمان نے پروانے نام سے تحصیل
داردن اور تھانہ داردن کے جاری کئے کہ اپنی اپنی جگہ رہکر نانا صاحب کی اطاعت کرین
جہانسی کی سرکشی کا بیان واضح ہو کہ مین کتاب مین پہلے لکھا ہے کہ سولہوین تاریخ جون
کی باغیون نے سرکے سپاہیون نے کمپو کو لوٹ صاحب کے قتل کر ڈالا اور میم صاحب کو بھی
زخمی کر دیا پس میم صاحب بھاگکر مع چند سردار نامی قلعہ مین داخل ہوئے دروازہ کو پھر بند
چن دیا پس سترھوین تاریخ جون کی باغیون نے قلعہ پر حملہ کیا صاحب لوگون نے اندر سے بندوقین
چلائین اسمین باہر والونکا بھی نقصان ہوا اور اندر قلعہ کے کپتان گوردن صاحب مارے گئے
آخر کو باغیون نے میجر اسکین صاحب سے بہت پختہ اور قسمیہ عہد کیا کہ آپ لوگ دروازہ قلعہ کا
کھولکر بلا تک باہر آجاوین ہم جان کے خواہان نہین اندر دیا تو موجب عہد و پیمان کے دروازہ

قلعہ کا

قلعہ کا کھول دیا باہر نکل آئے باغیون نے یہان شکستی کی صاحب لوگ اور میمون اور بچون کو شہر کے
ایک مویشی باغیچہ لیجا کر کہ نام اُسکا جہون باغ ہی قتل کر ڈالا اس طرح سے کہ تین قطارین کین
[illegible] صاحب لوگون کی دوم میمون کی تیسری مین بچے اور حاشیہ مین ایسا بیان کیا ہی کہ
پانچوین کو جون کے فوج نے جانسی کی سرکشی اختیار کی بجز اسکے صاحب لوگ اور میمین اور بچے
قلعہ کے اندر داخل ہو کر آٹھوین تاریخ کے دوپہر تک سب صاحب لوگ تو اندر سے مقابلہ کرتے رہے
اور عورات کھانا پکاتے اور کہلاتے اور گولیان ڈھالنے مین بڑی مدد کی لکھا ہی کہ وہان سب انگریز
مرد اور عورت اور بچے جملہ پچپن آدمی تھے آخر کار باغیون نے رانی سے اس نواح کے مدد چاہی سب
رانی نے توپین اور پلٹن لیکر قلعہ پر حملہ کیا اور ایکدروازہ کھولدیا تب سرکشون نے صاحب لوگون سے
کہا کہ اگر تم اپنے ہتیار ہمکو دیدو گے تو ہم جان بخشی کرینگے صاحب لوگ انکے قول پر اعتبار کر کے باہر
نکل آئے پس باغیون نے سبکی مشکین باندہ لین اور آپین مین کچھ مشورہ کر کے تھوڑے عرصہ کے بعد اسی تاریخ

یعنی آٹھوین جون کو قتل کر ڈالا نون گانون کی سرکشی کا بیان واضح ہو کہ ازن کاون مین
دسوین تاریخ جون کو مغرب کے وقت سرکش فوج کے لوگون نے پہلے حوالدار کو اپنے مار لیا پھر توپون کی
جانب متوجہ ہوئے اول توپین افسرون کے خیمہ طرف چلائین خزانہ پر قابض ہو کر اوسکو توپون کے بیچ
مین لا رکھا فرنگی لوگ سب نکلکر جیتپور کے سمت چلے گئے کوئی عیسائی باغیون کے ہاتھ سے مارا گیا
مگر تکالیف صاحب لوگون کے یہان کے رئوسا اپنی اپنی حویلی مین لیگئے اور دیکھا اور سنا اور
جو صاحب کتاب نے قیاس کیا ہی سب اُسی مقام بیان واضح کیا ہی کلام طول ہی نامہ نگار نے

جھوجر دادین پور کی سرکشی کا بیان اول سرمیدان دہان کے لوگ عدول حکمی اپنے افسرون کی اختیار کی

ہراسپر گولیان چلائین اور لوٹ آئے یہان سے افسر لوگ گہرون سے اپنے نکل گئے تھے یہ خالی تھی اور سر
اوڈہر خالی کئے پہر میگذین کو لوٹا اور خزانہ اور جیلخانہ پر حملہ کیا واضح ہو کہ اس موضع مین قتل وکشش
نہین ہوا افسرون نے کچہ اپنی تدبیر سے کچہری کو بچا رکہا مگر دوسرا وقایع نگار لکہتا ہی کہ لفٹنٹ صاحب کو
مارڈالا پہر سب باغی دہلی کیطرف چلے گئے اور راہ مین ایک دو قریئے لوٹے جلائے اور فراری جہاں تہاں لوگون
کے چند مصیبتین اوٹہا کر پہر آئے اور اپنی اپنی جا پر قایم ہوئے علی گڈہ کی سرکشی کا بیان صاحب کتاب اکبر نامہ
کہ یہان بارہوین تاریخ مئی کی ۱۸۵۷ع اٹہارہ سو ستاون روز شنبہ وقت سے پہر شہر مین یہ افواہ ہوئی کہ
دسوین ماہ مئی کو روز یکشنبہ میرٹہ مین سپاہیون نے پلٹن اور رسالہ کے ملکراہی کی ہر چند کہ وارث رصاحب
مجسٹریٹ اس ضلع کے یہ خبر پاکر متوجہ طرف انتظام کے ہوئے مگر دیسیون کو ماہ مذکور کی چار بجے
کلکٹری مین کوٹہی مین بمقدار سات لاک روپیہ کے جو خزانہ تہا دروازہ اسکا توڑ جسقدر بارود ملی
بار کر کے چار بجے گہڑی رات گذرے دہلی کو راہی ہوئے چلتے وقت چہاؤنی اور کوٹہی مین اسکے آگ لگادی
جب یہ خبر شہر کے اوباشون کو ہوئی جوق جوق واسطے لوٹنے مال وہاں کے قید وحبس وغیرہ کے آمادہ ہوئے
اکیسوین روز پنجشنبہ صبح ہوتے ہی بدمعاش ہر ایک قوم کے علی الخصوص قوم میواتی اور حصار رجوانہ
خوگیر و وزراد گہوسی اور گدے وغیرہ چہاؤنی کو دوڑے جس مکان اور کوٹہی اور ڈاک گہر سے جو ملا
بلا تکلف اوٹہا لیا سوا شہر والون کے مردانہ موضع بیلا اور عیسی پور وپاکہا اور اردون اور رسالہ دل
وغیرہ دہیاتون اس نواحی کے خوب مال لوٹا اور اکثر مکانات چہاؤنی کے جلا دیئے اور ایمن سے
دون دئے قصابون کی قوم والے اور جوگیر و دردن سے دوکانین غلہ فروشون کین جو بازار مین
رفعت گنج کے تہین خوب غارت کین اور بدمعاش لوگ اردون کے مانک چوک کے محلہ پر ایسی

طرح سے دوڑے مگر وے ایسی پسپا ہوئے کہ بھاگ اوٹھے اور دوپہر کے بعد
بازار جینگنج کا دھوکل دگوپال کے بقالون نے بحمایت وامداد چند بدمعاشون کے لوٹ لیا اور ایک جانب تربیت دوپہر
کے دفتر عدالت دیوانی وصدر الصدور وصدر فوجداری وکمیٹی شہر کو بدمعاشون نے جلا دیا اور بعد دوپہر کے ایکطرف
عیسی گنج کا بازار دھوکل بقالون کا اور گوپال پر جیسے یہ ہر دو محلہ فروشون نے حمایت وکمک سے
بدمعاشون کی مسمار کر دیا کو اس روز صبح سے دس بجے تک جیلخانہ قایم تہا سپاہیان بغاوت شعار نے
اسکو نہین توڑا تہا لیکن جب یہ بدعملی اور حشر برپا ہوا داروغہ عجب نے یہ حال دیکھہ کر گیا قیدی
چل نکلے دوکانون پر آہنگرون کی زنجیرین کتوائین جو جو بچا سب جیلخانہ مین تہا بہت سے نکلگئے باقیماندہ
شہری اور دیہاتی رذالون نے لوٹ لیا اور ڈاک خانہ کی مارشل کو بہی لچون نے شہر و دیہات کے
سب دنا بود کر دیا پس محافظ لوگ اور کوچوان اور بارگیر اور سپاہی یہ ادنی لوگ مالا مال
ہو گئے قدرت خدا یہ شان ایزدی ہے کہ ایک پلک مارنے مین حال دگرگون ہو گیا اشراف ہوش
باختہ فکر مند اور بدمعاش دربی چہین لینے مال واموال کے ہتے اچل تالاب کے قریب اودون
گاؤن وغیرہ کے بدمعاش واسطے بدعت اور بلوہ کے جو مجتمع ہوئے ہتے شام کے وقت
چند اشراف بجیب لوگون نے جاکر حرب بندوق سے دو تین آدمی مار ڈالے باقی فرار ہو گئے
پس بے لوگ ناچار بانہہ سے شہر والون کے اپنی حفاظت شب بیداری اور ہوشیاری سے کی پہر
بائیسوین کو جلسہ قضاۃ فراہم ہو کر شہر مین گشت کرنا شروع کی اور مارڈالون اور پہرون اور سپاہیون
اور اور لوگون سے روپیہ وصول کیا چند مکان لوٹ لیے اور بیواتی کے قوم والون نے بہی ایسا ہی کیا
پس کنوا دیہات کے اور بدمعاش شہر والے آپسمین اتفاق کر کے ضعیف موضعون پر چڑہائی کین

لوٹنا اور آگ لگانا شروع کیا چنانچہ بہل سی گانون پر بدمعاش اوعیسی پور وغیرہ پرقوم تلنگانہ و برہمن
بولودہ اور دھوبی اور میواتی وغیرہ نے چڑھائی کر کے غلہ اور مویشی اور جو نقدی وغیرہ پایا کہسوٹ لیگئے
اور چوبیسوین کو شام کے وقت کسان موضع مذکور کے مع بدمعاشان سرہوئی واودون
کو چھوند وغیرہ کے جمع ہوکر تمام وکمال نے کمال پور پر بہیئت مجموعی چڑھائی کی وہان سے بعد شکست ہونے
چند آدمیون کے نقدی اور تمام زیور اور غلہ اور مویشی لوٹ لئے اور آگ لگا دی اور بدمعاشون نے
مواضع کوہیا وغیرہ کے گھر مسترھان نکر لین صاحب تاجر نیل واقع مد اک کا لوٹا اور انکے بیٹے کو قتل
کر ڈالا اور چھبیسوین کو سنا جو بدار کہ شہر کول مین بدمعاش مشہور تہا ناظر فیض بخش کے مکان پر گیا
اور کہا کہ تمہارے مکان کے قریب خزانہ کراچی کا لوٹا اور تم نے تلنگ چھوڑ کا روپیہ لیا ہی میرا حصہ لاؤ وہ
وہ جب وہان سے اُٹھا ہر اتو رسل گنج کا جو تکیہ ہی اُسکے متصل ہاتہ سے ایک میوانی کے مارا گیا اور
کچھ سوار باغی پورب سے آئے کوتوال صاحب کو واسطے رسد کے تنگ کیا اور وہ بتنگ ہوکر اُٹھ گئے
سواروں نے رسد وہتیالی پہر ستائیسوین کو جو کمپنیان کہ مین پور کے خزانہ پر متعین تین شہر مین ہوکر گذرین بلوارین
جنکے پاس دیکھین چھین لین من بعد ہتائیسوین ماہ منہ کے روز پنجشنبہ پروانہ جاب مجسٹریت بہادر نام کے
موتی لعل اور جواہر لعل کے مشورتشریف آوری کے صادر ہوا پہر پہر کو تحصیلدار وی چپراسی اور قندا
بموجب حکم صاحب موصوف کے ہاتہ رس کو گئے اور سب اہل پولس کوتوالی مین آحاضر ہوئے پس خبر آمد آمد حاکم کی
جو بدمعاشون نے سنی مضطرب ہوے اور مال مغصوبہ گہرون سے نکالنا شروع کیا تہوڑی دیر مین
گلیون اور کوچون اور شارع عام اور راستون وغیرہ پر انبار ہو گیا واسی صاحب کلکٹر علی گڈہ کے آنے
کا بیان واضح ہو کہ جب حکام نے وہان کے علی گڈہ کو چھوڑ کر مع رسالہ گنتنجنت ہاتہ رسین مین

جو علی گڈہ سے بائیس ۲۲ میل آگرہ کی جانب قیام کیا دان چوبیسوین ۲۴ تاریخ مئی کو سوارون نے رسالہ سے
گستاخت کے کہ جملہ سو آدمی ہونگے سرکشی اختیار کی اور دہلی کی جانب چلے گئے پس چالیس صاحب
لوگ متعلقہ دفتر انگریزی جو آگرہ مین فراہم اکٹھا تھے رس پہونچے ہے کہ ہنوز تخفیف غدر کی
نہوئی تھی کوتھی سے چند صاحبون کو خلاص کر کے انتیسوین ۲۹ تاریخ نو بجے علی گڈہ مین داخل ہوئے
اور بفور دربار حاضر کرنے مال گذاری اور ڈاک خانہ وغیرہ کے گھر گھر منادی کی گئی اور واسطے
مرحلہ جات سڑک کے برقرار رہائے اور ہر جا سپاہی بھرتی ہوئے اور اشتہار حاضری کا
دیا گیا کہ جلد حاضری قیدیون کی ہو اور تیسوین ۳۰ کو ڈاک کا سلسلہ از سر نو جاری ہوا پھر پہلی
جون صاحب مجسٹریت بہادر موضع کہیر کو کہ وہ ایک چھوٹی کشتی جانب مغرب چودہ میل پر ہے
اور وہان جرا ہو مال سنگھ نے سرکاری تحصیلدار کو برطرف کر کے اپنی عملداری قایم کی تھی گرفتار کر کے
پھانسی دی اور ہمراہیون کو اوسکے کوڑے لگائے دوسرے کو دریافت ہوا کہ تین سو سوار رسالہ ہندوستانی جو پور سے
انتظام کو آتے تھے مقام کرا ولی پر بھی ہو کر اپنے افسرون مین سے تین صاحب کو قتل کیا پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ
وے سوار اکبر آباد سے جھانسی کی راہ سڑک نہری پر سے ہوتے ہوئے چلے گئے ہے اسکے بائیس جون کو
رسالہ کے باغی سوار جو علی گڈہ مین پہونچے جتنا ہو سکا کہ صاحب مجسٹریت نے فراہم کیا تھا سب جلا دیا
شہر مین گشکر تمام مال لوگون کا لوٹ گشت کر جانب دہلی چلے گئے پس چھبیسوین ۲۶ کو صاحب مجسٹریت نے
عزم سے تینہ معدودن کے علاقہ کا ارادہ کیا کہ اون لوگون نے اس ضلع مین بڑا غدر مچا رکھا تھا
مقابلہ کر کے دو تین سو آدمی مار ڈالے تب باقی فرار کر گئے اور تیسوین ۳۰ کو بدمعاشون نے جمنا کے پار اکٹھا
ہزار پندرہ سو آدمی جمع ہو کے بعد دوپہر تین بجے کے لکھا سی کہ افسر انگریزی ہمراہ اپنے چند

نجیب لوگ اور سواروں کو لیکر مقابلہ کیا اور حکم تفنگ زنی کا دیا اونہوں نے فیر آسمانی کی
حریف پر کچھ ہیبت ہو پنجا صاحب لوگوں نے جب دیکھا سبکو تیغ بیدریغ کیا اور اپنی داؤں سے
یہ سب لوگ مقابل والوں میں گھس پڑے اور تسخہ مارنے لگے ہرچند کہ وے سیکڑوں ہی تھے منتشر
ہو گئے بیس پچیس تو مقتول و مجروح ہوئے باقی اس بدحواسی سے بھاگے کہ کنوؤں اور خندقوں
میں گر پڑے من بوتیری جولائی کو صاحب مجسٹریٹ راہ عاقبت اندیشی سے مع اور صاحبان
عالیشان آگرہ کو چلے گئے اور علی گڈہ پر حکام سے خالی ہو گیا روساء ہندو اور مسلمان اول
علیحدہ علیحدہ متوجہ انتظام ہوئے ہرچند یہ لوگ کوشش کرتے رہے کچھ بن نہ آتا تھا حتی کہ انیسوں
جولائی کو نسیم اللہ اور غوث خان مالاگڈہ سے شہر میں آئے اور احاطہ محمد نصر اللہ خان دیوانی کلکٹری میں
مقام کیا اور یہ مشہور ہوا کہ بادشاہ دہلی نے صوبداری علی گڈہ کی وکیل داد خان نواب مالاگڈہ کو
عطا کیا ہے اور غوث خان اوسکا نایب ہوا ہے اب بنچایتی انتظام ختم ہوا اور نئی صورت سے
انتظام ہوا واضح ہو کہ نسیم اللہ ایک شخص ہے ساکن قریہ کول کہ وہ جب سے کہ عدالتین دکیل تھا
اور غوث خان موضع سکندرہ راؤ علی گڈہ میں زمیندار رہتا پس غوث خان نے انیسوں جولائی کو
گلہ داشت شروع کی اور شہر خاص غوث خان کا نسیم اللہ ہوا الحاصل بفضل ایشور واسطے موافق اندازہ کے
فرد داخل ہوئی اور جبراً روپیہ بھی وصول لیکن جب خاطر خواہ تحصیل نہوئی اور اچھی طرح سے انتظام
نہ سکا نسیم اللہ نے دسویں اگست کو دلمیں ارادہ دہلی کا کر کے بہانہ سے لانے خزانہ کے مالاگڈہ
کو چلا گیا کہتے ہیں کہ ابتدا میں غوث خان کا معاملہ رعیت کے بالکل تکلیف نہ رکھا مگر کلہاہی کہ
روپیہ وصول کرنیمیں دقت قول سے اپنے بدل کے تشدد بیجا کرنے لگا بلکہ مال و اسباب لوٹنا

شروع کیا اس عرصہ میں اکیسویں اگست کو خبر ملی کہ صاحبان والاشان مقام آگرہ سے واسطے
خان
کو شمالی غوث خان کے آتے ہیں دو سہ دن بائیسویں تاریخ کو غوث نے مع فوج ہمراہی
[illegible] عین الرقیام کیا یہ مقام علی گڈہ سے دو کوس جانب آگرہ ہے اور ہنادی ہمارا
ہوئی ہنود تو کوئی نہ سکا مگر مسلمان جو ق جوق ہدایت سے مولوی عبدالجلیل کی جمع آئے
چوبیسویں اگست کو مقابلہ ہوا پہلے کو سانہ مقابلہ ہوا اس کے مولوی عبدالجلیل اور غوث خان
عزت علی اور محمد یوسف خان افغان کو ہمراہ لیکر اگلے بڑھے ہجوم پیادوں کا پیچھے تھا
مولوی صاحب اور انکے ہمراہی تو یوں تک جا پہنچے گورنے یہ حالا گی جو دیکھا کہ لوگ جوف
غلولہ توپ و تفنگ سے ننگی تلواریں لئے ہوئے چلے آتے ہیں آگے کی توپ چھوڑ دیا جدے
ہو گئے یہ سمجھے غالب آئے اور ایک توپ ہمارے ہاتھ لگی اور انگریزی سپاہیوں نے پیچھے کی توپ سے
گرپیار اور حملہ کیا صدہا مارے گئے صدہا زخمی ہوئے باقی بھاگ نکلے مولوی عبدالجلیل صاحب
سرکردہ جہاد شہید ہو گئے اور فوج انگریزی سے فقط ایک جنرل اور تین چار لوڈ ہے قتل ہوئے
چوتھی تاریخ ستمبر ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون کو صاحب کمشنر مع صاحبان جنت محترمت داشت
محترمت بہادر مع فوج و توپخانہ داخل شہر سرس ہوئے اور انتظام متعلقہ اہل بغاوت کا آغاز کیا پھر
تیسویں ستمبر کو شہنشاہ دہلی کا مشتہر ہوا اور چونتیسویں کو نسیم اللہ کے اشارہ سے انکو تلنگانہ کے
قوم والے اور اودھ کے باشندوں نے برقندازوں پر چوکی پہنی کے چھاپہ مار کر سب کو قتل کر ڈالا کسی کو
زندہ نہ چھوڑا کہ ایک اپنے حال سے دوسرے کو مطلع کرے پھر نسیم اللہ کا علی گڈہ داخل ہونیکا بیان
پھر پچیسویں ستمبر ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون مذکور میں صبح نسیم اللہ قصبہ اکبرآباد سے ایک ہجوم کثیر لیکر آیا

اور قریب شہر کے ہو کر ایک گولہ مارا اہل شہر گھبرائے دروازے اپنے اپنے گھر کے بند کر کے بیٹھ رہے
ادہر سے ٹھاکر سنگھ نے یہ خبر پاکر حکم مقابلہ کا دیا پس مفسدین کے دو گروہ ہوئے ایک گروہ والئ شہر پر
گھس کر لوٹنے لگے اور جو سامنے آیا اوسے مار لیا اور دوسرے گروہ کے آدمی کوٹھی پر جا پہونچے
وہاں مقابلہ ہوا توپ تفنگ چلنے لگی نسیم اللہ اور نیاز احمد ہر دو مجروح ہوئے قریب تھا کہ بدمعاش
بھاگ جائیں مگر سپاہ نے استعانت نکی تھا کر مذکور اپنے ہاتھ سے توپ چلاتا رہا مگر مثل مشہور ایک
اکیلا سورن نہیں جیتتا پھر تو مفسدین نے غارتگری پر کمر باندھی حوب لوٹا چوب توپ ضبط
کرلائے بدمعاش شہر کے نکلے اور باغیوں نے شادیانے بجائے منادی ہوئی خلق خدا کی ملک بادشاہ کا
حکم مولوی نسیم اللہ بہادر کا دس روز تک وہاں حکومت نسیم اللہ کی رہی روز لوٹ اور کسوٹ کا
بازار گرم تھا ہر طرف اژدہام تھا یہ انتظام تھا اس عرصہ میں پانچوین اکتوبر کو سپاہ سرکاری الہ آباد
نازل ہوئی جب تھوڑا فاصلہ رہا ادہر سے ایک گولہ چلا اوسوقت دیسی لوگ
اگے بڑھے بہت سے بدمعاش مقتول و مجروح ہوئے باقی بھاگے پس فوج انگریزی داخل علی گڈھ
ہوئی اور چھٹی تاریخ کو جانب اکبر آباد کوچ کیا اور وہاں جاکر منگل سنگھ اور رتھاب سنگھ کو کہ دیے
ہر دو مفسدوں نے وہاں پر بڑی شورش مچا رکھی تھی قتل کیا پس اس تاریخ سے علی گڈھ کا فساد رفع ہوا
اور جلد انتظام نے قرار پکڑا اتاوہ اور بلند شہر کی سرکشی کا بیان اتاوہ میں بھی سرکشی ہوئی سرکار
کے لوگ مارے گئے مجروح ہوئے اور بلند شہر میں کی سرکشی خزانہ جو میرٹھ لیجانیکو حکم ہوا تھا دہلی کو
لے گئے کچھ کہیں کہیں قتل و کشش بھی ہوا آخر کار اس مقام کو ولی داد خاں نام ایک شخص قرابتی
شاہ دہلی کا تھا اوسکا قبضہ ہو گیا اور یہ صاحب لوگ سب میرٹھ کو چلے گئے فقط تمت بالخیر

❊ فہرست کتاب تاریخ خورشید جاہی ❊

	صفحہ
مقدمہ بفوایدعلم تاریخ کے بیان مین اور اسمین دس فایدے ہین	
حکام کو زیادہ احتیاج طرف علم تاریخ کے ہونیکا بیان اور اسمین تین بیان ہین	۵
جمع کرنے مین تاریخ کے جن سے کہ چارہ نہین اُن پانچ شرطون کا بیان	۱۲
پہلا چاند صوبجات مملکت ہندوستان کے بیان مین اور اسمین دو شعاع ہین	
شعاع اول صوبجات ہندوستان کے بیان مین	۱۵
صوبہ شاہجہان آباد کا بیان	۱۰
صوبہ اکبرآباد کا بیان	۲۳
صوبہ الہ آباد کا بیان	۲۷
صوبہ اودہ کا بیان	۲۹
صوبہ بہار کا بیان	۳۱
صوبہ بنگالہ کا بیان	۳۳
صوبہ اوڑیسہ کا بیان	۳۹
صوبہ مالوہ کا بیان	۴۱
صوبہ اجمیر کا بیان	۴۲
صوبہ گجرات کا بیان	۴۴
صوبہ تہتہ و سندہ کا بیان	۴۷

صوبۂ لاہور کا بیان	۴۱
صوبۂ ملتان کا بیان	۵۱
صوبۂ کشمیر کا بیان	۵۳
صوبۂ کابل کا بیان	۵۶
صوبۂ قندہار کا بیان	۵۹
شعاع دوم صوبجات دکن کے بیان میں	۶۰
صوبۂ محمد آباد بیدر کا بیان	۶۲
صوبۂ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا بیان	۶۶
صوبۂ نجستہ بنیاد اورنگ آباد کا بیان	۷۵
صوبۂ بیجاپور کا بیان	۸۰
صوبۂ خاندیس کا بیان	۸۴
صوبۂ برار کا بیان	۸۸
تعداد صوبجات دکن مع مداخل و مخارج عہد اسلام	۹۲
بعد ایک صوبہ کا دوسرے صوبہ تک	۹۹
دوسرا ایماند نعمت عظمیٰ اور عطیۂ کبریٰ معنوی اور ابتداء چودہ خانوادوں کے بیان میں	
اور اسمیں ایک ضمیمہ اور دو نیز	۱۰۴
صنو ہندو و دکن کے اولیاء دن کے بیان میں اور اسمیں دو نور ہیں	۱۰۵

پہلا تور نو خانوادون کے بیان مین	۱۰۷
دوسرا انور پانچ خانوادون کے بیان مین	۱۱۰
پہلا نیر اولیاے ہند کے بیان مین	۱۱۳
سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ کا بیان	۱۱۳
میران سید حسین خنگ سوار کا بیان	۱۱۵
حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری عطاء رسول کا بیان	۱۱۶
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کا بیان	۱۱۹
حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ کا بیان	۱۲۳
خواجہ نظام الدین اولیا کا بیان	۱۲۹
خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کا بیان	۱۳۳
امیر خسرو کا بیان	۱۳۴
بہاء الدین ذکریا کا بیان	۱۳۶
شیخ صدر الدین کا بیان	۱۳۶
شیخ رکن الدین کا بیان	۱۳۷
شیخ نجم الدین علاء الدولہ کا بیان	۱۳۸
سید احمد رفاعی کا بیان	۱۳۸
عبد اللہ سنطار کا بیان	۱۳۹

سید پیارے چشتی کا بیان	۱۳۹
شیخ پیارے کا بیان	۱۴۰
قاضی حمید الدین ناگوری کا بیان	۱۴۰
شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار کا بیان	۱۴۰
شیخ صفی الدین حنفی کا بیان	[illegible]
مخدوم جہانیان جہان گشت کا بیان	۱۴۱
شیخ سراج الدین سوختہ کا بیان	۱۴۲
شیخ راجو قتال قدس سرہ کا بیان	۱۴۴
خواجہ مسعود بک کا بیان	۱۴۴
مخدوم شیخ اخی راجگیری کا بیان	۱۴۷
شیخ سلیم چشتی کا بیان	۱۴۸
بندگی شاہ نظام کا بیان	۱۴۸
شیخ معروف جونپوری کا بیان	۱۴۸
سید منجلے صاحب کا بیان	۱۴۹
شیخ ضیاء الدین نخشبی کا بیان	۱۴۹
شیخ شرف الدین یحیی منیری کا بیان	[illegible]
شمس الدین پانی پتی کا بیان	۱۵۰

شیخ عقال

شیخ جلال الحق پانی پتی کا بیان	۱۴۱
شاہ شرف الدین بوعلی قلندر کا بیان	۱۵۱
شیخ احمد گجراتی کا بیان	۱۵۱
مخدوم شیخ کبیر کا بیان	۱۵۳
شاہ قطب عالم گجراتی کا بیان	۱۵۳
شاہ عالم محبوب عالم کا بیان	۱۵۳
سید علیم الدین کا بیان	۱۵۴
شاہ کڑک مجدد کا بیان	۱۵۴
عبدالرحمن چشتی کا بیان	۱۵۵
شیخ جلال کا بیان	۱۵۵
شیخ وجہ الدین کا بیان	۱۵۵
شیخ نظام نارنولی کا بیان	۱۵۹
شیخ عبداللہ نیازی کا بیان	۱۵۶
شیخ عبدالحق فاروقی کا بیان	۱۵۶
محمد باقی کابلی کا بیان	۱۵۶
شیخ عبداللہ بہمنی کا بیان	۱۵۶
صوفی سرمد کا بیان	۱۵۶

محمد ترک آزر کا بیان	۱۵۷
شیخ بدرالدین کا بیان	۱۵۸
میر سید معین کا بیان	۱۵۸
شیخ حاجی رشید کا بیان	۱۵۸
شیخ محمد غوث گوالیاری کا بیان	۱۵۸
میان شیخ میر شیخ کا بیان	۱۵۹
میر سید محمود کا بیان	۱۵۹
شیخ عبدالغفور کا بیان	۱۶۰
شیخ علی سہروردی کا بیان	۱۶۰
شیخ محسن کا بیان	۱۶۰
ملتبی قتال کا بیان	۱۶۰
خواجہ خضر سروانی کا بیان	۱۶۰
خواجہ پیر کاوان کا بیان	۱۶۱
خواجہ حسن افغان کا بیان	۱۶۱
بابا کنور کا بیان	۱۶۱
خواجہ شیخ حسن کا بیان	۱۶۲
میان معروف مجذوب کا بیان	۱۶۰

واعظ بخاری کا بیان	۱۶۲
مولانا واعظ درویش کا بیان	۱۶۲
محمد طاہر کا بیان	۱۶۳
سید رفیع الدین کا بیان	۱۶۳
فخر الدین بادی کا بیان	۱۶۳
زین الدین و وزیر الدین کا بیان	۱۶۴
خواجہ محمد سیستانی کا بیان	
شیخ حسن اکوری کا بیان	
شاہ میان خاجو کا بیان	۱۶۵
شاہ جلال گجراتی کا بیان	۱۶۵
سید سعد الدین کا بیان	۱۶۵
سید اصغر کا بیان	۱۶۶
مولانا اکمل واعظ کا بیان	۱۶۶
شیخ عثمان کا بیان	۱۶۶
شیخ ابو بکر کا بیان	۱۶۶
شہاب الدین حق گو کا بیان	۱۶۷
شیخ فخر الدین زاہد کا بیان	۱۶۷

شیخ جلال تبریزی کا بیان	۱۶۷
سید علی صاحب کا بیان	۱۶۷
سید العارفین سید محمد صاحب کا بیان	۱۶۷
دوسرا نیز بعض اولیاء دکن کے بیان میں اور اسمیں چھے قطب ہیں	۱۶۹
پہلا قطب صوبہ بیجاپور و گلبرگہ کے اولیاؤں کے بیان میں	۱۶۹
شیخ سراج الدین جنیدی اور شیخ برہان الدین دولت آبادی کا بیان	۱۶۹
خوندمیر صاحب کا بیان	۱۷۰
حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ کا بیان	۱۷۰
سید محمد اکبر عرف بڑے صاحب کا بیان	۱۷۹
سید احمد اصغر عرف بڑے صاحب کا بیان	۱۸۰
سید محمد صغیر اللہ عرف شاہ صغیر کا بیان	۱۸۱
سید محمد صغیر اللہ کی اولاد کا بیان	۱۸۳
سید عسکر اللہ کی اولاد کا بیان	۱۸۳
سید اصغر حسینی کی اولاد کا بیان	۱۸۲
سید نعیم اللہ حسینی کا بیان	۱۸۳
مولانا جمالی الدین مغربی کا بیان	۱۸۳
شاہ کمال الدین یمانی کا بیان	۱۸۴

میر یحیی صاحب شمس الکشاف کا بیان	۱۸۴
شیخ برہان الدین حاتم کا بیان	۱۸۴
ابن الدین اعلیٰ کا بیان	۱۸۴
علاء الدین العدی المعروف لاڑلے صاحب کا بیان	۱۸۵
شیخ علاء الدین گالیاری کا بیان	۱۸۶
شاہ چندا حسینی کا بیان	۱۸۶
دوسرا قطب صوبہ گجرات بنیاد کے اولیاؤں کے بیان میں	۱۸۷
سید یوسف والد ماجد حضرت خواجہ بندہ نواز کا بیان	۱۸۷
نسب نامہ برگزیدہ خدا حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی علیہ وسلم	۱۸۸
برہان الدین اولیا کا بیان	۱۸۸
شاہ منتجب الدین زرزری زربخش کا بیان	۱۸۹
شاہ زین الحق کا بیان	۱۹۰
شاہ محمود کا بیان	۱۹۰
سید غلام حسن کا بیان	۱۹۱
شاہ علی نہری کا بیان	۱۹۲
حکیم میر ہاشم علی گیلانی کا بیان	۱۹۲
شیخ تدھن شطاری کا بیان	۱۹۲

شمس میران کا بیان	۱۹۲
شیخ صلاح الدین کا بیان	۱۹۲
تیسرا قطب بعض اولیاء صوبہ خاندیس و برہانپور کے بیان میں	۱۹۳
شیخ عیسیٰ جند اللہ کا بیان	۱۹۳
شیخ فتح محمد کا بیان	۱۹۳
حضرت شاہ برہان راز الٰہی کا بیان	۱۹۳
شاہ بیکاری صاحب کا بیان	۱۹۴
شیر محمد قادری کا بیان	۱۹۴
شاہ نعمان کا بیان	۱۹۵
شیخ عبد اللطیف کا بیان	۱۹۵
شاہ یتیم صاحب کا بیان	۱۹۵
حیات گیلانی کا بیان	۱۹۶
میر صابر صفہانی کا بیان	۱۹۶
شیخ فضل اللہ کا بیان	۱۹۶
عزیز الدین موکل کا بیان	۱۹۶
قاضی نصیر الدین کا بیان	۱۹۶
حضرت یٰسین غریب النواز کا بیان	۱۹۷

سید اسد اللہ عرف شاہ دُولہن کا بیان	۱۹۹
شاہ عبد اللہ کا بیان	۱۹۹
سید حاجی صاحب کا بیان	۱۹۹
پوتھا قطب بعض اولیا اھوئے برار کے بیان میں	۲۰۰
رحمان شاہ دولا کا بیان	۲۰۰
قطب دہلی شاہ دسمعیل محمد ملتانی صاحب کا بیان	۲۰۰
پانچوان قطب بعض اولیا اھوئے محمد آباد بیدر کے بیان میں	۲۰۱
سلطان المشائخ سید شاہ خلیل اللہ چشتی بت شکن کا بیان	۲۰۱
اعظم السلاطین شہاب الدین احمد شاہ ولی بہمنی کا بیان	۲۰۳
سید حنیف صاحب کا بیان	۲۰۴
سید من اللہ چشتی کا بیان	۲۰۴
شاہ راجو صاحب کا بیان	۲۰۷
خواجہ جہان کاوان کا بیان	۲۰۸
شاہ فتح اللہ صاحب بمقبول اللہ کا بیان	۲۱۰
حضرت ملتانی صاحب کا بیان	۲۱۱
جناب ربانی شیخ ملتانی شریف قادری کا بیان	۱۱۲
شاہ ابراہیم المعروف مخدوم محی الدین قادری کا بیان	۱۱۹

شیخ اسحاق کا بیان	۲۲۰
شیخ بدر الدین کا بیان	۲۲۱
فخر الدین کا بیان	۲۲۲
سید اسمٰعیل صاحب قادری کا بیان	۲۲۳
حضرات پاک صاحب کا بیان	۲۲۳
شاہ شبلی صاحب کا بیان	۲۲۴
شاہ مبارک کا بیان	۲۲۴
شاہ زین الدین کا بیان	۲۲۴
چہتا قطب بعض اولیاء حیدرآباد کے بیان میں مولانا معز اللہ صاحب اور شرف الدین صاحب	۲۲۴
اور حسین شاہ ولی صاحب کا بیان	۲۲۴
شاہ راجو صاحب حیدرآبادی کا بیان	۲۲۵
شاہ یوسف صاحب حیدرآبادی کا بیان	۲۲۶
مرزا محمد مومن حیدرآبادی کا بیان	۲۲۶
شیخ خاتون کا بیان	۲۲۷
شیخ احمد کا بیان	۲۲۷
حضرت شیخ فرید کجولی کا بیان	۲۲۷
شیخ ابراہیم سہام کا بیان	۲۲۸

شہید شاہ محمود دولہا حیدرآبادی کا بیان	۲۲۸
مرسی تولا کا بیان	۲۳۶
سید شاہ علی رضا حسینی کا بیان	۲۳۰
شاہ برہنہ صاحب کا بیان	۲۳۱
سید آباد کے باقی مشایخین متاخرین و اہل سلوک و ارباب جذب زمانۂ ماضی و حال کا بیان	۲۳۲
مشایخین کا بیان	۲۳۲
مجاذیب کا بیان	۲۳۹
تتمہ اجمالی امیر تیمور و آل بادشاہ ہرد کے اسلاف کرام حضرت آدم علیہ السلام کے اسلاف ذوی الاحترام زمانۂ اخیر کے بیانیں اور آخر میں آخر پر میں سلاطین	۲۴۱
اباء کرام و اجداد ذوی الاحترام امیر ممدوح کا بیان	۲۴۱
بلدہ رم بایزید سلطان روم کا احوال	۲۵۴
جلال الدین میران شاہ پسر سوم امیر کا بیان	۲۵۶
سلطان محمد مرزا پسر سوم جلال الدین میران شاہ ابن صاحبقران کا بیان	۲۵۷
سلطان ابوسعید مرزا ابن اول سلطان محمد مرزا کا بیان	۲۶۴
عمر شیخ مرزا ابن سلطان ابوسعید مرزا کا بیان	۲۶۱
بابر بادشاہ کا بیان	۲۷۳

ہمایون بادشاہ کا بیان	۲۸۰
اکبر بادشاہ کا بیان	۲۸۹
جہانگیر بادشاہ کا بیان	۲۹۷
شاہجہان بادشاہ کا بیان	۳۰۸
عالمگیر بادشاہ کا بیان	۳۱۷
بہادر شاہ بادشاہ کا بیان	۳۲۱
محمد اعظم شاہ کا بیان	۳۳۳
معز الدین کا بیان	۳۳۴
محمد فرخ سیر کا بیان	۳۳۶
رفیع الدرجات کا بیان	۳۳۸
رفیع الدولہ کا بیان	۳۳۹
محمد شاہ بادشاہ کا بیان	۳۴۰
فصل نادر شاہ کے بیان میں	۳۴۱
احمد شاہ کا بیان	۳۴۸
عالمگیر ثانی کا بیان	۳۵۱
شاہ عالم کا بیان	۳۵۳
اکبر شاہ ثانی کا بیان	۳۵۷

بہادر شاہ ثانی کا بیان	۳۵۸
پہلا ہلال آسمان تاجداران ملک انگلستان	۳۶۱
دوسرا ہلال روسا ہند کے آسمان جواب بحال ہیں	۳۶۳
تیسرا ہلال دکن کے صوبے جو طرف سے بادشاہ دہلی کے حیدرآباد پر مامور و منصوب ہوے ہیں انکا بیان	۳۶۴
چوتھا چاند خاندان حضرت پیغمبر والاجد آباد کرن خلد اللہ ملکہ کے بیان ہیں	۳۶۵
نسب نامہ آصفجاہ بہادر خلد اللہ الخ	۳۶۵
عالم شیخ کا بیان	۳۶۶
خواجہ عابد خان بہادر کا بیان	۳۶۶
میر شہاب الدین خان بہادر کا بیان	۳۶۷
ترجمہ خط فرمان عالمگیر بادشاہ اسمی خان فیروز جنگ غازی الدین خان بہادر	۳۶۹
سعد اللہ خان بہادر جد مادری نواب کا بیان	۳۶۹
شجرہ سلسلہ مریدی و خلافت نواب آصف جاہ بہادر	۳۷۰
نواب آصفجاہ بہادر برد اللہ مضجعہ کا بیان	۳۷۱
نواب ناصر جنگ علیہ الغفران کا بیان	۴۰۴
ہدایت محی الدین خان کا بیان	۴۰۹
صلابت جنگ کا بیان	۴۱۱

آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر عطر اللہ تربتہ کا بیان	۴۱۳
آصفجاہ ثالث نواب سکندر جاہ بہادر طاب ثراہ کا بیان	۴۴۵
آصفجاہ رابع نواب ناصر الدولہ بہادر اسکنہ اللہ تعالی بحبوحۃ جنانہ کا بیان	۴۶۵
آصفجاہ پنجم نظام الملک افضل الدولہ میر تہنیت علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ کا بیان	۴۷۳
کوکب اول امام جنگ شیر بہادر محمد ابو الخیر خان بہادر جعل الجنۃ مثواہ اور انکے اسلاف	
کرام و اخلاف ذوی الاحترام کے بیان میں	۵۰۱
محمد ابو الخیر خان بہادر مغفور اور انکے اسلاف کرام کا بیان	۵۰۲
محمد ابو الفتح خان بہادر مرحوم کا بیان	۵۰۱
امیر کبیر باجاہ و توقیر شمس الامرا بہادر ثانی نور اللہ مرقدہ کا بیان	۵۰۶
کوکب دوم نواب شیر جنگ بہادر مرحوم اور انکے اسلاف ذوی الاحترام کا بیان	۶۰۶
فصل خلف نشین سالار جنگ محمد درگاہ قلیخان بہادر	۶۱۱
سالار جنگ محمد درگاہ قلیخان بہادر مرحوم کا بیان	۶۱۱
نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر ثالث مدظلہ العالی کا بیان	۶۱۸
کیفیت شہر و باغات و اماکن حیدرآباد و قلعہ گولکنڈہ	۶۲۷
وجہ بنای قدیم پل بادشاہی	۶۲۸
وجہ بنائے چارمنار	۶۲۹
وجہ بنائے مکہ مسجد	۶۲۹

رقم صرف باغات و مکانات دولت قلعہ شاہیہ	۶۳۰
کیفیت عشرہ شہر محرم الحرام اور ایام عرس جبل کہیرا مع بیعہ بیاز اسلام آباد	۶۴۱
اجراءات حضور شہر محرم میں	۶۵۰
بیان دوسری چیزوں کا	۶۵۳
احوال مصنف	۶۵۴

خاتمہ فساد عظیم جو اقلیم ہند میں ہو کر ابو ظفر بادشاہ معزول ہوئے اور لاکھوں بندگان خدا مارے گئے اور عمل سرکار کمپنی بہادر کا برخاست ہو کر سلطانیہ تا ہید کلاہ تریانہ کوین وکتوریہ ملکہ انگلنڈ کا شایع ہوا و سلطنت بالکلیہ خاندان بابریہ تیموریہ سے

ذیل: سکا بیان	۶۵۹
بہرام پور کی سرکشی کا بیان	۶۶۱
اضلاع شمالی مغربی بنگالہ کا بیان	۶۶۳
میرٹھ کی سرکشی کا بیان	۶۶۳
دہلی کی سرکشی کا بیان	۶۶۶
لکھنو کی سرکشی کا بیان	۶۶۷
دہلی کے واقعات کا بیان	۶۷۰
بریلی کی سرکشی کا بیان	۶۸۷
دہیل کنڈہ کی سرکشی کا بیان	۶۸۸

مراد آباد کی سرکشی کا بیان	۶۹۱
شاہجہان پور کی سرکشی کا بیان	۶۹۳
بجنور کی سرکشی کا بیان	۶۹۴
اعظم گڈہ کی سرکشی کا بیان	۶۹۷
بنارس کی سرکشی کا بیان	۶۹۷
الہ آباد کی سرکشی کا بیان	۶۹۹
اودہ کی سرکشی کا بیان	۷۰۱
سیتا پور کی سرکشی کا بیان	۷۰۳
فیض آباد کی سرکشی کا بیان	۷۰۴
پرشادی پور کی سرکشی کا بیان	۷۰۶
سلطان پور کی سرکشی کا بیان	۷۰۷
شکردرہ اور گونڈا کی سرکشی کا بیان	۷۰۷
فتح پور ہسوا کی سرکشی کا بیان	۷۰۸
کانپور کی سرکشی کا بیان	۷۰۹
مقام اونگ کی لڑائی کا بیان	۷۱۷
تفصیل فوج رسالہ دوم	۷۲۴
تعداد فوج انگریزی	۷۲۴

ترجمہ چٹھی سولاک صاحب بہادر خدمتمین نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کی ۷۲۹

دربار فتح صدر محاصرہ لکھنو کی تاریخون کا بیان ۷۳۹

جہنت کی ہزیمت اور اسی نواح مین اہل خلاف کے محاصرہ کا بیان ۷۴۰

حاص لکھنو کی کیفیت اور وہان کی جنگ کا بیان ۷۴۹

تفصیل جمعیت مع توپخانہ ۷۵۱

کانپور پر باغی گوالیار کی سپاہ کنشتی کے حملہ کا بیان ۷۵۵

فتح گڈہ یعنی فرخ آباد کی سرکشی کا بیان

ایضاً اوسی کتاب سے بروایت دیگر فرخ آباد کی سرکشی کا بیان ۷۶۱

ہمیرپور کی سرکشی کا بیان ۷۶۵

جہانسی کی سرکشی کا بیان ۷۶۶

لون گانون کی سرکشی کا بیان ۷۶۷

بین پور کی سرکشی کا بیان ۷۶۷

علی گڈہ کی سرکشی کا بیان ۷۶۸

واٹس صاحب کلکٹر علی گڈہ کے واپس آنیکا بیان ۷۷۰

بہر نسیم اللہ کا علی گڈہ مین داخل ہونیکا بیان

اتاوہ اور بلند شہر کی سرکشی کا بیان ۷۷۲

خاتمۃ الطبع

بمین توفیق اُس ملکُ المنان کے یہ کتاب مفید خلایق علم تواریخ مین فایق مسجع
احوالات کجاہی مسمّی تاریخ خورشید جاہی ابتدا حال سے راجہایان ہندو دکن کے زمانہ ہذا تک
تالیفات و تصنیفات سے اکمل المحققین والمدققین مولوی غلام امام خان قوم افغان برکن
ملک موسوی رہی غفر اللہ لہ و نوّر مرقدہ کے بیچ عصر محبوب و مرغوب فلک جناب قمر رکاب مالک
مستغنی عن الالقاب و آداب حضرت صفحاہ سادس میر محبوب علیخان بہادر ادام اللہ تعالی ظلالہ
اجلالہم کے حسب الارشاد و سعادت بنیاد مسدد آرائے عزم مخمور کی و رونق پیرائی سریر معالی گستری
فریدون حشمت سکندر صولت جمشید کلاہ نواب رشید جاہ خورشید الامرا خورشید الملک خورشید
الدولہ تیغ جنگ محمد محی الدین خان بہادر مدظلہ العالی فرزند ارجمند رشید ایک شہسوار میدان
جلالت و زینت بخش صدر حشمت و ہیبت کوہ شکوہ عظمت پژوہ فرخندہ شیم ہمایون نعم مہر نگاہ
ثریا جاہ بحر سخا سپہر علا لوآ وقار الامرا اقتدار الملک اقتدار الدولہ بہادر جنگ محمد رشید
الدین خان بہادر ادام اللہ تعالی برہم و جانہم کے مبیضہ کئی ہوئی بات سے طالب علم محمد لطیف
تلمیذ مولوی صاحب مغفور و مبرور کے اور تحریر کاپی سے محمد عبد القادر ملازم سرکار بادقار
اور طبع طابع بہیکن خان کے اور اہتمام و تصحیح سے واقف اسرار خفی و جلی ماہر جمیع علوم فارسی
و عربی میر سجاد علی عفی اللہ عنہ کے مطبع موسومہ بمطبع خورشید بسنہ ۱۲۶۳ ہجری مین مطابق سنہ ۱۲۷۰ فصلی اور
سنہ ۱۸۵۳ عیسوی کے تاریخ دوم شہر شعبان المعظم کو تحفہ طبع سے تحلی ہو کر بعد ملاحظہ اشرف کے منصہ ظہور
جلوہ گر ہوئی او تعالی شانہ اُس کو مقبول خاص و عام کرے بمنہ و کرمہ آمین یا رب العالمین

واضح ناظرین ہو کہ جب والد نامہ نگار بندہ اکمترین غلام محی الدین خان ترین کے
کتاب سرمایۂ ہوش و آگہی یعنی خورشید جاہی کو تمام کیئے اور مسودہ مبیضہ پاکر
ملاحظہ والا مین سرکار کے گذرا اور عنایت الٰہی سے نصف کتاب مطبع عالیہ
خورشیدیہ مین طبع ہی پائی کہ ناگہان مصنف کتاب کو سفر آخرت کا درپیش ہوا
چنانچہ مفصل کیفیت اسکی لکھی جاتی ہی بس حکم سرکار کا کمترین پر ایسا صادر ہوا
کہ بندہ اول حقیقت وفات اور حسن صفات اپنے والد کے لکھے من بعد بقیہ احوال
حضور مغفور وقت انتقال تک جو باقی رہ گیا ہی تحریر مین لاوے پس کیفیت جلوس حال حضور
بندگانعالی مدظلہ العالی کی نہایت آخر ۱۲۵۵ بارہ سو پچاسی تک قلم بند کر کے
خورشید جاہی مین شریک کرے راقم اطاعت امر کو خداوند نعمت کے واجب
جانکر لکھا لیکن جیکہ عبارت بندہ کی سبب کم استعدادی کے قابل پیوند دینے
عبارت سے والد کے نہتھی اسواسطے آخر کتاب مین رکھا اور اسکو ایک تذکرہ
اور دو فصل پر ترتیب دیا امید دانشمندان والا نژاد اور ژرف نگہان بلند
بنیاد سے یہ ہی کہ اگر بشریت سے لفظ و معنی مین کہین خطا ہوئی ہو تو قلم اصلاح
سے دریغ نفرماوین تذکرہ واقعہ ناگزیر مصنف کے بیان مین
افسوس کی جاہی اور یکا کا مقام کہ والد ماجد بندہ کے مسمی مولوی
محمد غلام امام خان ملک شاعر بے بدل جامع معقول و منقول واقف فروع

واصول علم پے نظیر منشی خوش تقریر محدث، واعظ محقق مدرس طالب علمون کو
صرف اور نحو اصول تفسیر حدیث علم کلام علم بیان علم مناظرہ ہیئت ہندسہ حساب
فصاحت بلاغت حکمت علم انشا اور عروض اور قافیہ اور تصوف وغیرہ بخوبی پڑھانا
اور بڑی درستگی سے سمجھانا تھا کہ معزالیہ کے ادنیٰ کام تھا جسنے تصانیف
عربی و فارسی کہ پندرہ رسالے تصنیفات سے انکے موجود ہین مطالعہ
مین ایسی قدرت کہ مشکل مشکل مقامات نحو کی کتابون کے ذہنی فکر مین حل کرتے تھے
اور قابل لوگ اشتباہ اپنے جوہر علم مین اوستادون سے رہجاتے تھے آپ سے
دفع کرتے تھے اور زکی طبع ایسے کہ دو دو سو شعر کا قصیدہ مدح مین اپنے ولی نعمت
اور دوسرے امرا کے ایک روز مین لکھنا جسکا چودہ سو قصیدے دیوان اول مین تحریر ہین
اور دیوان دوم مین ناتمام ہوا اسا سخن فہمی مین یکتا باریک بین مین یدطولی
درستی پایہ حضور اکا علم مین ایسا کہ بارہا زبان پر لاتے کہ اگر کتابین اس علم کی
دنیا سے معدوم ہو جاوین تو مین سب مسایل بلا سہو یک مسئلہ زبانی لکھ دون کا
ماشاء اللہ کیا حافظہ قوی اور کیا طبیعت زکی ہی صاحب ورع حافظ آداب شرع
کبھی جھوٹ نہ بولے ہرگز کسیکی برائی مین زبان نہ کھولے نیز فہم ایسے کہ معنی دالا ہمیشہ
بدرست عقل بالا اوسکے پڑھی رہتی ہی ابتدا فقرہ سے انتہا مضمون کو پہنچ جاتے
بلکہ مشاہدہ سے صورت ظاہر ہر شخص کے احوال تمام اسکے باطن کا پاتے تھے مزاج ایسا
پختہ کہ جو قاعدہ طبیعت سے ایجاد کرتے لوگ وہی کتابون مین لکھا تے جس مقدمہ مین

کہ قاضی

کہ قیاس کرکے انجام کو اوسکے بیان کرتے آخر دہی طور مین اتارنیا خلاف اوسکا نہ ہوتا
عقل مانند کرامت رکھتے تھے سبحان اللہ ایسی فرد پہر ار برسمین بہی پیدا ہوگی
اور ایسی تصویر مرقع عالم سے سوچرخ مین ہوئیدا ہوگی غرض تعریف انکی تقریر سے
باہر اور زبان بیان سے اوسکے قاصر ہی تو بید ہے تاریخ ہذا کے فارغ ہوئے
اور چودہ برس کے واقعات کو اس دیار کے اسنے ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہے چودہوین
رمضان ۱۲۸۳ بارہ سو تریاسی ہجری کتاب تمام کئے کل گذارش قدر نے
بہی اوراق شبانروز کتاب جو مخزالیہ کو اولت کرتمام کو ہو نچایا ناگہان آخر ماہ
محرم ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین بخار آیا اور درد کمر بشدت رہا دو روز تک بخار
بند ہوا چونکہ علاج اس کمترین کا تہا مسہل دیا کر کوسینگین لگائے بخار اوترا مزاج کو
افاقہ ہوا فقط ناتوانی کی شکایت تہی وہ بہی چند روز مین جاتی رہی تین مہینے مزاج
درست رہا بندہ بیفکر ہوا اور جیمین اپنے کہا کہ اب کہا دیر ہی لیکن نجانا کہ یہ اول پیام
سفر آخر کا ہی ہیہات کہ تین مہینے بعد یوین تاریخ جمادی الاول کی سنہ الیہ پہر ایکروز
بشدت بخار آکر اوترا کیا اور چوتہے روز بعد پہر ایکروز جاڑے سے تپ آئی دوسرے
روز اگرچہ طبیعت نے صلاحیت پائی لیکن ناتوانی کا یہ زور ہوا کہ سلسلہ اوسکا
رمضان تک چلا گیا رمضان مین باوجود برابر رہنے خواب خور کے تمام جسم پر نا معلوم
کچہ تپ نمودار ہوا چونکہ جناب نہایت باریک بین ہے تشویش مین رہے کہ یہ ورم ہی
یا سمن غرض جب خوب غور کیا پانچوین شوال کو یقین ہوا کہ یہ ورم ہی تب بندہ نے

ہر گز نہ کہا فریبئے اللہ کے سوا کسیکو بقا نہیں ❊ مادہ تاریخ رحلت اُن جناب کا
محمد نقی شاگرد سے اُنکے یہ ہی ہے چون جناب ملک شدند بخلد ❊ جملہ احباب چشم نم کردند ❊ سال
تاریخ گفتم از سر آہ ❊ ہجر ہجرت سوئے عدم کردند ❊ ایضاً لہ سے چون غلام امام خان صاحب ❊
رفتہ اند در بہشت علیین ❊ ہاتف از سال وصل داد خبر ❊ ز ملایک ملک سرشتہ قرین ۱۲۸۵ پہلی فصل

تتمہ احوال ساکن رفیق الاعلی نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم مغفور کے بیان مین

سترھوین رمضان سنہ ۱۲۸۳ بارہ سو تریاسی ہجری کو نواب عمدۃ الملک شمس الامرا بہادر کی
حضور پر نور مین یاد ہوئی دو گہڑی تنہا ملے ہے ستائیسوین شکوہ عبد اللہ بن علی نے
ارادہ خیرات کا کیا کنگال کثرت سے جمع ہوئے اور اسی تعمیری سے مکان مین در آئے
کہ بلوہ عام ہو کر اس شکوہ میں ۲۳ آدمی کشتہ اور بہت سے مجروح ہوئے اٹھائیسوین ۲۸ کر
حضور سے نواب وقار الامرا بہادر کی طلب ہوئی اور انتیسوین ۲۹ کو پھر وقار الامرا بہادر کی بار یابی
ہوئی اور سلح کو جورا دیوانی اور پیشکاری کا داخل ہوا خود ملاحظہ فرمائے غرہ شوال روز
پنجشنبہ مطابق تسعہ یازدہم جلوس کو سب بلدہ مین عید الفطر ادا ہوئی شمس الامرا بہادر
اور وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر اور دیوان مختار الملک بہادر اور پیشکار
نزد بہادر وا بیل دفتر قاضی اور خطیب اور صوبہ بعد فراغ نماز عید کے حاضر خلوت
مبارک حضور پر نور ہوئے بعد معروضہ کے عرض بیگی کو حکم ہوا کہ نذرین محل مین داخل
کردین حسب الامر کشتی آئی اور نذرین بجراؤن کے داخل محل ہوئین سب برخاستکر اپنے
گھر چلے گئے خود بہ شمس الامرا بہادر وقار الامرا بہادر مختار الملک بہادر کو یہین شمس ۳۵

پین پیش خوان کا خاصہ مرحمت فرمایا اور پیش خوان کا خاصہ نواب خورشید جاہ بہادر کو
عنایت ہوا اور سورو لی کا خاصہ رضا بہادر کو پیش طرف سے آداب عرض ہوئی
اور عرق گلاب بھی موافق معمول جو تیسری چوتھی تک عید کے آپسمین ملاقات کے لیئے
راستہ و بازار گلی کوچون مین بند وقتین چھڑکتے پھرتے تھے عمل مین نہ لائے یا پچوین تاریخ
کو نواب شمس الامرا بہادر حسب الطلب باریاب حضور پر نور ہوئے اور بارہ بجے دن کے
حسب الحکم حضور پر نور روانہ کوٹھی رزیڈنسی ہوئے دیول جسا بہادر سے ایک گھنٹہ ملاقات
رہی بعد ان سے موجہ طرف دولت سرا کے ہوئے سا توین کو حضور پر نور مین
پھر نواب شمس الامرا بہادر کی باریابی ہوئی بائیسوین تاریخ شوال کی روز دوشنبہ دربار ہوا
رضا بہادر آئے اور تنہا باریاب ہوئے بعد ملاقات ہوئی رضا بہادر روانہ طرف
کوٹھی کے ہوئے اور نواب شمس الامرا بہادر اور دیوان پیشکار بھی اپنے مکانون کو تشریف
لے گئے لیکن اوسی روز مین پھر شمس الامرا بہادر کی یاد ہوئی اور پھر باریاب رہے
علی ہذا القیاس سولھوین صبح کو بھی حسب الطلب باریاب تھے سترھوین کو پھر شمس الامرا بہادر
صبح باریاب حضور پر نور ہوئے اور ۱۰ بجے دن کے وقت پھر کوٹھی کو گئے اور ملاقات کر آئے چوبیسوین
تاریخ کو دربار ہوا نواب مختار الملک بہادر حاضر ہو کر نذر گذرانی اور چلے گئے پھر شنبہ کو
جو دوسری ماہ ذی قعدہ کی تھی بدستور دربار ہوا اس بار دیوان مختار الملک بہادر معہ
پیشکار راجہ نرندر بہادر معاً باریاب ہوئے اٹھائیسوین تاریخ ماہ مذکور کی جمعہ کا روز دربار ہوا
صاحب عالیشان آئے اور جو بمطا طرف سے گورنر جنرل صاحب بہادر کے واسطے

مختار الملک اور سی بی یول صاحب یعنی برٹیصاحب بہادر کے لائے تھے سو گذرانے اور دیدے انکو
عنایت ہوا اکیس[۲۱] اضرا ایتاب خوشی کے سر ہوئے تیرہوین[۱۳] کو نوروز کا دربار ہوا نواب شمس الامرا
بہادر اور نواب وقار الامرا بہادر اور نواب خورشید جاہ بہادر اور دیوان مختار الملک بہادر
اور پیشکار راجہ نرندر بہادر اور تمام ارکین دولت حاضر خلوت مبارک ہے سبھون نے
نذرین گذرانیں اور جمعہ کے دن پندرہوین تاریخ قبل سہ پہر دو گھنٹہ بعد خوب مینہ برسا اور کثرت سے
اولے گرے کہ ذہرین لگ کئین اور رات کو بھی مینہ برستا اور بجلی کوندتی رہی اسیطرح ہر شب بھی
تقاطر پیشتر رہا حتی کہ اکیسوین[۲۱] شبکو خوب بادل گرجا اور بجلی کڑکے اور محل پورہ مین کہین گری
بائیسوین شبکو بھی بجلی چمکتی رہی ہفتہ سلخ ماہ مذکور صبح دربار ہوا امیر کبیر دیوان پیشکار حاضر تھے
برٹیصاحب بہادر آئے اور حضت بدلی کی لیکر چلے گئے اوسی شام کو مختار الملک بہادر نے برٹیصاحب کی ضیافت
بہت تکلف سے کی صاحب مظہر الاخبار لکھتا ہی کہ دولت سرا مین نواب مختار الملک بہادر کے
اکیسوین[۲۱] ذی قعدہ کو سی بی یول صاحب بہادر رزیدنٹ حیدرآباد موجودہ دوسرے صاحبان
جلیل القدر کے تشریف لاکر بعد تناول حاضری کلمات مالی وملکی ذکر کرکے روانہ ہوئے تیسری
تاریخ ماہ ذیحجہ کی روز شنبہ بمطابق نوین اپریل کو ای بی سی ٹیل صاحب بہادر رزیدنٹ
ناگپور کام پارلیمنٹری کے مامور ہوکر داخل کوٹھی رزیدنسی حیدرآباد کے ہوئے نوین ذیحجہ بمطابق
پندرہوین اپریل صبح چھ بجے سے بی یول صاحب بہادر طرف کلکتہ کے گئے اور وہان کونسلیون
شامل ہوئے دسوین تاریخ ذیحجہ کی عید کے دن نواب مختار الملک بہادر کو حضور سے ایک سرپیچ
مرصع کی اور مروارید کا ہار جڑاؤ دستمبند کی عنایت ہوئی تیرہوین تاریخ روز پنجشنبہ

دوپہر کے وقت دفعتاً ایک آواز بہت بڑی مقابل پندرہ توپ چھوٹنے کے اور ساتھ اوسکے
اور چند آوازین آئین راقم کو تعجب ہوا آدمی سے کہا کہ صحن مین جاکر آسمان کے طرف دیکھو کہ آج
کیا ہی جو یکہ وہ آواز کوئی امر سماوی ہتا کہ یکلاخت بعد معلوم ہوا کہ کوہ ہاروت کا موضع
پنارے گنبد پر بیرون لال دروازہ علاقہ مین رائے بنسی لعل سررشتہ دار جمعیت گوشہ محل کے
وہان ہاروت کٹ رہی تہی دفعتاً کارخانہ مین آگ لگی شعلہ اسکا دیوار توڑکر تمام پہرو غیرہ
لے کوٹھے مین بہا اور وہ اوپر اہوان اسکا شہر مین اندرون لال دروازہ کے ہوکا ہین پیس
مرد زن مرد در ہلاک ہوے حضور نے بہی آواز سنی خبر منگوائی عرض ہوئی کہ پندرہ ہزار
روپیکی باروت جل گئی مظہر الاخبار مین لکہا ہی کہ باروت خانہ مین بارود لیتے وقت کنکر آگیا
جسکاری نکلکر یہ صدمہ عظیم اوتنہ کہرا ہوا پندرہ ہزار کا خارہ ہوا ستر آدمی جلکر ہوا ہوے
ہ کر ادہر گئے ادہر آدمی کیا بیل ہو کر روانہ اسپتال دیوا تھا کو لقصان کا تو خیال ہوا آدمیونکا ملال
ہوا ان لوگون کے عورات اور بچون کے واسطے مشاہرہ مقرر فرمایا ہفتہ کو جو ۱۴ ہوین تاریخ بر بیرصاحب
بہادر تو وارد ہے حضور پرنور سے ملاقات ہوئی اور پندرہوین کو حسن ساگر مین ایسا طوفان ہوا
لعون برابر اولے گرے مکانون کے سفال چور چور ہو گئے بڑے بڑے درخت گر گئے انیسوین کو دربار
صاحب عالیشان کا ہوا صاحب بہادر رائے خریطہ لارڈ صاحب بہادر کا گورنر ۱۹ پانچوین ماہ محرم ۱۲۸۴ سنہ
بارہ اسی چوریاسی ہجری کو اول شب مہ برسا اولے بڑے بڑے مردم لشکر خاص کے پریشان اور منتشر ہو گئے
اور آخر شب کو بہی خوب بارش ہوئی اولے بہی زیادہ پڑے ساتوین تاریخ ۷ کو ایلچی حضور پرنور کی
ایک صاحبزادہ کا انتقال ہوا اسی روز بادشاہی عاشورخانہ مین تلوار چلی ایک جوان کو توالی کا

مارا گیا ہین مفصد گرفتار ہوے اور کشف الاخبار سے یہ ظاہر ہوا کہ علاقہ گنٹا متعلقہ مدراس مین
جھیونے
۲۶ جھیسون تاریخ شانکے وقت اولے پڑے مقدار انکا تڑے انبہ کے برابر تہا اور وہ اس
زور سے گرتے ہے کہ ایک بالشت زمین مین گہس جاتے ہے از علاقہ بلاری کی طرف کے گاؤن مین
بہی ناریل برابر برسے اور وہ ایک فیت زمین مین دہس جاتے ہے اور موضع انجنیال اور کرامگلا اور
کون کوندہ اور موضع انتاپور مین تو بہت بہاری خلاف قیاس بتاتے ہین اور مقام نوبتہال واری
ایک کہیت مین ایسی سلین پڑین کہ عرض وطول انکا ایک ایک گز کا تہا اور کہی جگہ تین تین کوس
تولے گئے غرض شدت سے اس ٹکڑ باری کے دو ہزار آدمی اور چار سو بکرے اور آٹہ گائے
ضرر ہوگئے اور تعلقہ بلہر مین بہی انتیسون اپریل کو رات بہر بارکا بڑا طوفان ہوا جھیسون تاریخ
ستائیسون شنبکو تہی مین جلسہ ملکہ کی سالگرہ کا جو ہر تہا گذشتہ یعنی یوم چہارشنبہ کے وقت میر موضع
بتا ہوا نواب مختار الملک بہادر دہلی جا کر حضور مین [illegible] اور
واپس چلے آئے ہر شنبکو مکرر سواری ہوئی بعد امیر کبیر شمس الامرا بہادر مع لیڈی لیتن صاحب
رونق افزا ہوے دس گہنٹے شنبکو یہ تو چلے آئے گیارہ کو میز بچا دیوانخانے مین خاصہ تناول
فرمایا بارا بجے اتوار کی چہوتی ناچ دیکہکر مختار الملک بہادر بہی تشریف لائے بریڈلا صاحب کے مزاج مین
بہت تکلف تہا کوتہی کی نہایت ارادتمندی کی تہی چنانچہ راقم بہی وہان حاضر تہا غرہ ماہ صفر سنہ
حضرات افضل گنج کی موقوف ہوئی اسی روز روز یکشنبہ صبح کو سات گہنٹے پر تمپل صاحب
بہادر واسطے ملاحظہ کرنے باغ لنگم پلی کے آئے نواب خورشید جاہ بہادر سے ملاقات ہوئی
جاہ بیکر رخصت ہوے روز پنجشنبہ دوسری تاریخ دیوانخانہ مالوالون کے گہر شادی مین آئے

اور گھر امیر کبیر کے بھی دعوت شادی میں آئے تھے شمس الامرا بہادر اور وقار الامرا بہادر سے
عذر کیا اور نہ گئے چنانچہ ۱۸ صفر کو مطابق انتیسویں ماہ جون ۱۸۶۷ء اتوار کے
دن صبح کو ڈاکٹر عمرش صاحب بہادر دولت خانہ راقم کے پہنچ کر کہا کہ گئے وجہ
اسکی نہ کھلی دوسرے دن چار گھنٹہ کو لفٹنی کام کے صندوق میں کوٹھی کے اندر دفن ہوئے
تیسرے ربیع الاول کو ۳ بجے صاحب بہادر شمس الامرا بہادر یہاں آئے ۴ بجے ۱۰ ربیع الاول
مطابق دسویں جولائی روز چہارشنبہ کو امتحان راقم کا مع دوسرے چار خواجہ تاشوں کے
مدرسہ میں ڈاکٹری کے روبرو میر مجلس جنرل بالفور صاحب بہادر اور ڈاکٹر کمبری صاحب بہادر
اور ڈاکٹر والٹر صاحب اور ڈاکٹر ہیلی صاحب بہادر اور ڈاکٹر جان ریڈ صاحب بہادر کے
گیارہ بجے سے دن کے پانچ بجے تک جملہ علوم میں ہوتا رہا یعنی علم تشریح اور علم قوانین و قواعد
زندگی اور علم خواص الادویہ اور علم فعالت اور جراحی اور علم طبابت میں جوابات باصواب
دیتے رہے صاحبان ممتحن بسکر بہت خوش ہوئے اور راضی رہے اور لیاقت نامجات پر
دستخط ثبت فرمائے مجلس برخاست ہوئی آٹھویں تاریخ حضور پرنور کو صاحبزادی بطن سے
الہ دتی بیگم کے پیدا ہوئی چودھویں کو نواب مختار الملک بہادر اور مثمل صاحب بہادر
وزیر دولت حیدرآباد مع دوسرے سرداران جلیل القدر اور ڈاکٹر جنرل بالفور صاحب بہادر
مدرسہ میں طلب کئے آئے اور سب ہوکار اور معززین چاوشی اور اطبای حیدرآباد بھی
حاضر تھے راقم کو مع دوسرے چار خواجہ تاشوں کے لیاقت نامجات سے سرفراز فرمائے
تیسرے ربیع الثانی روز چہارشنبہ بتری صاحب بہادر جہان نما کو آئے آخر عشرہ میں

۱۰ ربیع الاول

ماہ مذکر کے نواب مختار الملک بہادر بذات خود محکمہ مین فوجداری کے اگر مقدمہ دار وغیرہ حاضر ہوئے کی
دزدیکھا پیش کیا کیفیت اسکی طول ہے حسیسوین کو رسم تسمیہ خوانی صاحبزادی مختار الملک بہادر کی ہوئی
اور ستائیسوین کو شمس الامرا بہادر کوہستی کو جاکر آئے اور متعدد اخبارات بمبی سے معلوم ہوا کہ
سلطان روم اول نمایش گاہ مین فرانس کے رونق افزا ہر نمایش گاہ لندن مین بارہوین جولائی کو
تشریف فرما ہوے ہر دو بادشاہ سے ملاقات ہوئی بڑی تعظیم و توقیر کی لاکھون روپے صرف
ضیافت ہوئے نوین جمادی الاول روز شنبہ غطمت جنگ دفعتاً اور بخار یک کسی بیماری سے
اور زوجہ تہنیت یار الدولہ کی نالج سے ایک ہی روز مرے غالبون کا بڑا فایدہ ہوا فقیرون کی
بن آئی بارہوین تاریخ جمعہ کے روز بندی آئی خوش ہوا دو پہات برابر ہماری ہتے خلقت کو
تمامت تہا اس سال بارش معمول سے زیادہ ہوئی ابتدا بارش سے چناکے پچہر تک تہا اس کی
جا چہتیس انچ مہ برسا تہا انچ معمول سے سوا ہوا سیسوین تاریخ مطابق بیسوین اکتوبر
سنہ ۱۸۶۷ اٹہارہ سی سین ست عیسوی کو تمسل صاحب بہادر واسطے دورہ کرنے ملک ہرار کے
تشریف لیگئے چوبیسوین تاریخ رجب کی مطابق اکیسوین نومبر سنہ روان عیسوی پانچ صاحب
موے نو برس کی عمر تہی اسی تاریخ کو برٹیلصاحب حضور سے ملکر برار کو واسطے دیکہنے
نمایش گاہ کے گئے ہے آئے کوہستی مین داخل ہوے ستائیسوین تاریخ اٹہائیسوین شکو برٹیلے
صاحب بہادر گہر شمس الامرا بہادر کے آئے اور ضیافت کہاکر ساڑے نو گہنٹے کو چلے گئے اور
انتیسوین کو گہر دیوان صاحب کے ضیافت ہوئی سلخ ماہ مذکور کے حضور جوڈیشل برٹیلصاحب بہادر کے
نواب جوریشد جاہ بہادر کوہستی کو تشریف فرما ہوے تمام جمعیت کو سواری کے اندر آنے کا

جوڈیشل کمشنر

اون ہزار

ہادی خان

ون ہوا اور مرتضا صاحب خود کہڑے ہوکر تماشا جمعیت کا دیکھتے رہے دوسری رمضان کو
مرتضا صاحب برسہ جمعدار ان عرب یعنے فرزندان عبداللہ بن علی اور فرزندان عمر بن عود اور
غالب جنگ کو کوٹھی مین بولا کر ملے اور ہر ہر عرب سے انکی ہمراہی کے محبت کیباتین بخوبی کین
اور تیسری کو شمس الامرا بہادر کوٹھی کو گئے سواری کو انکی بھی اندر بولا کر سب جمعیت کو
مثل جمعیت خورشید جاہ بہادر کے سواری کے ملاحظہ کیا اور پانچون کو دربار ہوا مرتضا صاحب
بہادر آکر خلعت بدنی کی آدر دسمبر تاریخ مطابق چیتی ماہ جنوری ۱۸۶۸ء اٹھارہ سو
اٹھہتر عیسوی کو چھے بجے صبح کے روانہ طرف کلکتہ ہوئے اٹھارہ باسلامی کے سر کیے
گئے مدت ایلچی گری اونکے نو مہینے سات روز ہین یہ صاحبت ذی اخلاق اور محبت
نگار اور غایت درجہ گزیدہ صفات تہے کہ بیان اوسکا تقریر و تحریر سے خارج ہی اور ایسے عمدہ
وکیل تہے کہ عہدہ وکالت کا اونسے فخر کرتا تہا بلکہ اسسے بہتر اور عمدہ کام کے قابل تھے
اور انکے موافق کوئی دکیل نہتا کہ ایسے اخلاق و صفات رکھتا ہو امر اُمرا جتنی کہ غرباء و
رؤسا اونسے راضی اور شاکر تہے مگر افسوس کا مقام ہی کہ اونہون نے بہت کمتر مدت مین
یہان سے روانہ ہوئے عرہ شوال کو عید کے دن حضور کے نقارخانہ کے روبرو سر سواری
نواب مختار الملک بہادر پر کسی بدمعاش نے تمنچہ چلایا چونکہ نیت جناب کی بخیر تہی
لحظ حفیظی نے بچا رکہا ایک شخص جو قریب بوجہ کے تہا ہلاک ہوا مختار الملک بہادر نے
حکم کیا کہ اسکے مار دینہین زندہ پکڑ لو لوگون نے گرفتار کر لیا کوتوالی مین رکہنے کا
حکم ہوا اور نویں تاریخ روز جمعہ بعد نماز جمعہ کے بلدہ مین ہر چہار سو منادی ہونیکا

کہ بے کار و بے روزگار لوگ تیار نہ باندھیں اگر بعد سنے اس حکم کے کوئی خلاف کریگا تو سزائے
شدید ہوگی اور اتہائیسوین تاریخ گھاردی صاحب جو چوتے صاحب ہے وہ نواب خورشید جاہ
بہادر سے واسطے ضیافت جنرل صاحب بہادر کے باغ لنگم پلی کی پروانگی چاہی طرف سے
نواب خورشید جاہ بہادر کے تکلف روشنی وغیرہ کا بخوبی ہوا اور بعد ضیافت کے
ایک رقعہ کلمات شکریہ آمیز جناب مین نواب خورشید جاہ بہادر کے روانہ کیئے غرہ ذیقعدہ
نواب خورشید جاہ بہادر وام اقبالہ موضع چنگدہ اور کوہیر کو تشریف فرما ہوکر دشمنان
مقام کیئے اور تیسری کو تشریف لائے اوسی روز ایک عرب چارنا پاس ایک سیدی کو گولی مار کر
خواش دبانش فراغت کے ساتھ نکل گیا کوئی اوسکا مزاحم نہوا انتیسوین شنکو ایک سکے نے
اندنک تکرار پر خسر کو شکار کے ضرب بندوق سے مار ڈالا اور فی الفور حکم سے مہاراج کے
گرفتار ہوکر کوتوالی مین روانہ کیا گیا اور تیسوین تاریخ ہفتہ کے دن گردن اوسکی ماری گئی
کہ جسنے دیوان پر ضرب کیا تھا دوسری تاریخ دیجہ کی روز جمعہ عبداللہ بن علی بیماری سے
پیچش کی موے تیسری تاریخ روز شنبہ کو رابنسن صاحب بہادر پرنٹ صاحب ہوکر آئے
اور داخل الوال ہوے آٹھوین کو روز پنجشنبہ دربار ہوا پرنٹ صاحب حاضر ہوے حضور پرنور
سے ملاقات کیئے بعد نواب مختار الملک بہادر پاس اونکی ضیافت ہوئی جب بفراغت
تمام اکل و شرب کرکے دوکان سے رخصت ہوکر مکان کو گئے دست بزنا شروع ہوا
سخت پیچش کا مادہ گرا بیمار چار روز کہنچی انتیسوین کو بدل جنگ فرزند دوم ذوالفقار الملک
بہادر کے انتقال کیئے سترہوین تاریخ محرم کی ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی کو

شنبہ کے

شب کے گیارہ گھنٹے پر برتیصاحب بہادر جو شکایت پیچش سے بیمار تھے سو سفر ہی ایک
ایک مہینہ چودہ روز ہین اور ربیع الاول ۱۲ ہین خبر فتح ہونے ملک حبش کی سرکار انگلشیہ مین
ربیع الثانی ۱۲ آئی اور مارچ کا سلطانکا معلوم ہوا اتہائیسوین تاریخ ربیع الثانی روز سہ شنبہ عمل پہر سے
سورج گہن شروع ہوا اور عمل اوسکا عمل دوپہر تک رہا چونکہ تمام قرص کا گہن تھا
جسوقت کہ وسط کو ہو نجانب ایک سیاہ قرص نظر آتا تہا یعنی تمام رخ تیرہ ماہ کا اس طرف کو
تہا اور نورانی اُسطرف کو اسلیئے کہ ہر دو یعنی ہر دو ماہ ایکدرجہ مین بلکہ ایک نقطہ پر تہے
اور مثل ایک حلقہ کے ہی نورانی حلقہ نظر مین آتا تہا کہ روشنی اطراف وجوانب مین تہی
اندہیرا ہو گیا تارے صاف نکل آئے چنانچہ راقم بہی دیکہا دیکہنے سے اوسکے ایکہ کو اذیت
بالکل نہوتی تہی آینہ مکدر اور سیاہ عینک کی کچہ حاجت نہی اور زمین پر تاریکی اسقدر نہی کہ
سا بعد شام کے گہری رات کہ ہوتی ہے اور مکانون مین احتیاج روشنی کا بڑا جرون کے اندر
بالکل اندہیرا تہا اور یہ حالت کوئی دس پل رہی ہوگی اور فوراً اجلا ایک شعلہ سا آسمان کا
نمودار ہوا مثل کلان تارہ کے اور آناً فاناً زیادہ ہونے لگا یہانتک کہ تمام قرص اجلا پایا کہتے
ہین کہ ایسا گہن دو سو برس آگے ہوا تہا روز جمعہ تیسرین جمادی الاول ۳ ہو کو خوب مینہ
جاری الاول ۳ تا مین برسنے کے ایک سخت آواز آئی اور روشنی سے بجلی کی آنکہین بند ہوگئین اور درمیان
روشنی اور آواز کے فاصلہ پایا گیا اور ایسا معلوم ہوا کہ صحن مین بجلی گری جسپر انگریز کہیلی
تب ہر شخص نے مجدد اردن سے راقم کے شکر بجالایا اور کہا تم رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت
بعد چند لمحہ کے ایک شخص عین بارانی مین آکر دروازہ پر میرے پکارا اور کہا کہ فلانے گہر مین

ایک لڑکی پر بجلی گری ہے اور وہ نہایت تڑپ رہی ہے آپ چلکر دیکھو اور علاج اسکا بتاؤ
تب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ راقم کے مکان سے سو قدم کے فاصلہ پر یہ صدمہ برتک کا ہوا
ایک لڑکی بالاخانہ پر جا رہی تھی وہ اس صدمہ سے نیچے گری اور بعد عرصۂ قلیل کے جان
بحق تسلیم ہوئی لیکن جسم پر اوسکے کوئی علامت جلنے کی نہیں اس سے ثابت ہوا کہ بجلی سے
نہیں مری بلکہ خوف سے گری اور چوٹ سے دماغ کے مر گئی اس سال بارش بہت کم ہوئی
اثنا میں انچ کی جگہ ایک انچ مہ برسا دسمبر کو سزا اور جنگ مامون نواب مختار الملک
بہادر کے موئے اور گیارہوں کو علی محمد خان نے بھی کوچ کیا ماہ شعبان میں حضور پر نور کی
صاحبزادہ بلند اقبال کی دودھ چھڑائی کی تقریب محل میں ہوئی حضرت نے صاحبزادی صاحبہ کو
حضرت نواب رشید جاہ بہادر کو یا دفرمایا بادشاہ زادی صاحبہ موصوفہ گئیں چند روز ہماں
رہیں شب دوشنبہ بائیسویں تاریخ کو ایک پسر عمر بن عود جمعدار کا علی نام جو بیرون شہر
رہتا تھا واسطے طلب ترکہ کے برادر سے شب کے وقت مع سیاہ قلیل عرض بیگی کے مکان میں
آبیٹھا حضور خبر سنکر فرمائی دریافت کرو کہ یہ یہاں کیوں آیا ہے اسلئے کہ اس مکان کو موقت
شیوصاحب کے حضور نے خرید لیا تھا شیوصاحب گئے اور چودہ ہزار روپے جو لی لی عرض بیگی کی
اوسکے دینے تھے دیکر نکالدیا وہ وہاں سے اوٹھکر چوک کی مسجد میں جا بیٹھا صبح ہر جا خبر
ہوئی تاکہ بندوبست کی گئی سر سیاہ خلوت خاص میں حاضر اور بلوخانہ دیوان اور دیوانخانہ
شمس الامرا بہادر اور وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر میں تیار تھی تین دن تک یہ
ہنگامہ رہا شب چہارشنبہ چوبیسویں تاریخ بحکم حضور کے وہ شخص ہوتا کرکے امیر کے پاس

جلا آیا اور بیماری میں کمی رہا ان دنوں یعنی ماہ شوال میں لارڈ گورنر صاحب بہادر ہند کی
بدلی ہوئی میرل میو صاحب بہادر لارڈ ہو کر آئے اور داخل کلکتہ ہوئے اور ابتدا ذی قعدہ
سنہ الیہ میں چند روز سے دشمنوں کو حضور پر نور کے بخار اور درد انتین کا ہیضہ حکیم شفا خان
اور حکیم نادر علی معالج اس ورد کے تھے فقط اور اخیر وقت میں حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان
بھی شریک معالجہ ہوئے اور جب محمد اشرف اور فیض اللہ خان نے حال کو حضرت کے متغیر دیکھا معاً
نواب شمس الامرا بہادر اور نواب وقار الامرا بہادر اور نواب خورشید جاہ بہادر سے معروضہ کیا
بحر بستے اس خبر کے برسے امیران نامی حاضر دولت سرا ہوئے بعد چند لمحہ کے انتقال ہوا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور وہ روز جمعہ کا تھا اور تاریخ تیرہویں اور وہ جناب از بسکہ
موصوف قوی ہیکل وجیہ صورت خوش ترکیب متناسب الاعضا و رآور سیر خوراک بلا شبہ
دل مخفرت منزل کے تھے کہ وقت واحد میں سو سو بیضہ مرغ استعمال فرماتے تھے بہر حال غذا کما کان
قیاس کیا جائے کہ کیا ہوگا مثل مشہور ہے مت نونہ خرواری اور اُن حضرت کو وقت انتقال ایک
حال
حاضر اوہ دالا در کہ رئیس وقت ہیں اور جیسے صاحبزادیان ہیں اور اب تک امیر وامرا اپنے اپنے
بخیر و خوبی ہیں کہ بیان انکا اگر شکر ایزدی پر اکتفا کیا جائے تو بہت بر موقع ہے مادہ تاریخ
جناب کا محمد یقی سے یہ ہے ؎ افضل الدولہ چون بجنت رفت ؛ صار اعلی العلی مقامہ ؛ تا بگفت
سال تاریخش ؛ نور اللہ دام مضجعہ ؛ لقب بود وفات مغفرت مکان شور گویہ وزاری کا بلند ہوا
۱۲۸۵
در و دیوار سے محلسرا اور بلدہ کے بند ہو گئے جب چار گھڑی دن رہا حکم سے دیوان کے پھر کھل گئے نواب
شمس الامرا بہادر اور وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر اور شیر الدولہ و محتشم الدولہ کو تھے

بن جا بیٹھے تیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی نواب غالب سانڈ سے صاحبزادے
جو سنا مع تیوڑی صاحب کے نواب الملک بہادر یا میں آکر ملاقات کی کچھ کلام کر کے
چلے گئے من بعد مغرب کے وقت نواب شمس الامرا بہادر اور وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ
بہادر مختار الملک بہادر رہے کہ ملائے کہ منادی ہو جانیں موجب اطمینان خلقت کا ہی گئے
ہو تو اولی ہیں بہادر موصوف نے کوتوال بلدہ کو حکم فرمایا غالب جنگ اور سید عبد اللہ بن علی
پسر عزیز عمدہ اور یقین خاں ہمراہ لے منادی نام نامی سید صاحبزادہ بلند اقبال میر محبوب
علیخان بہادر کے کہ اسوقت عمر انکی دو سال سات ماہ اور سات دن کی تھی گوش زد خلائق ہوئی
دو بجائی پہر گئی نصف شب کو مکہ مسجد میں سید ہے جانب پر سکندر جاہ بہادر مقبرہ تمر کے
دفن ہوا شمس الامرا بہادر اور وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر اپنے اپنے دولتخانوں
کو واپس آئے مدت سلطنت اُن جناب کی بارہ سال ایک مہینہ بیس روز رہی مدت عمر کی بقدر
مدت عمر بیالیس سال پندرہ دن تاریخ صحیح زیارت مکہ مسجد میں ہوئی دوپہر کو حویلی میں منجھلی
بیگم کی سب ارکان دولت شمس الامرا بہادر اور وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر
مختار الملک بہادر راجہ نرندر بہادر صاحب عالیشان رزیدنٹ سانڈرس صاحب بہادر
مع دو افسر جمع ہوئے صاحبزادے کو برآمد کیا مسند پر بٹھلایا صاحب عالیشان نے رسم پرسے کے
ادا کی تمام اہالیان دولت نے نذرین تعزیت کی دین حضور پر نور دست خاص سے لئے اور
برخاست کئے یہ سب امر آنا مدار نے محل میں حضرت دلاور النسا بیگم صاحبہ والدہ حضور مغفور کو
اور محبوب بیگم اور حسین بی سالو بائی حسین بی ثانی دولتی بوا حمیدہ بوا اللہ رکھی بیگم واجد بیگم

جو ذی اولاد محلات حضور پر نور ہین انکو نذرین بھجوائے دوسری فصل
جلوس میمنت مانوس آصفیاہ سادس نواب میر محبوب علیخان بہادر
مدظلہ العالی کے بیان مین سولہوین تاریخ روز دوشنبہ دربار جلوس کا
ہوا سب ارکان دولت حاضر خلوت خاص ہوے صاحب عالیشان
مع چھوٹے صاحب اور فریزر صاحب اور بالفور صاحب اور ونڈو صاحب
اور دوسرے تیس بسردار ان جلیل القدر کے آئے صاحبزادہ صاحب
سیند جامہ و ردا من کا دستار مع کرن اس لباس سے کوٹھے مین آکر برآمد
ہوے برٹ صاحب سے وہان ملاقات ہوئی بعد وان سے انا کے گود مین
بٹھلا کر باہر لے آئے تخت نشین ہوئے سب صاحب لوگ کرسیون پر بیٹھے
چونکہ مسند جلوس کی تخت پر وضع کی گئی تھی واسطے اسکے جلوس فرمائے
برٹ صاحب نے کہا اللہ مبارک کرے نذرین مبارکبادی ہوئین شادیانے بجنے
لگے خیر و عافیت امن و آسایش ہوگئی سے محبوب علیخان ریاست مبارک ہ
الٰہی دلشہ خورم و شاباد ہ نقبی میکند عرض سال جلوس ہ سراج نظامیہ آباد
باد ہ ایضاً ولہ شد چو سلطان دکن محبوب علیخان نامور ہ غلغل شادی
بر آمد از میان طبل و کوس ہ گفت در گوش ضمیرم ہاتف فرخندہ فال
شاہ مدظلہ معروض کن سال جلوس ہ انیسوین تاریخ روز پنجشنبہ مختار الملک
بہادر قریب بنصف النہار اول شمس الامرا بہادر پاس گئے پہر وہان سے

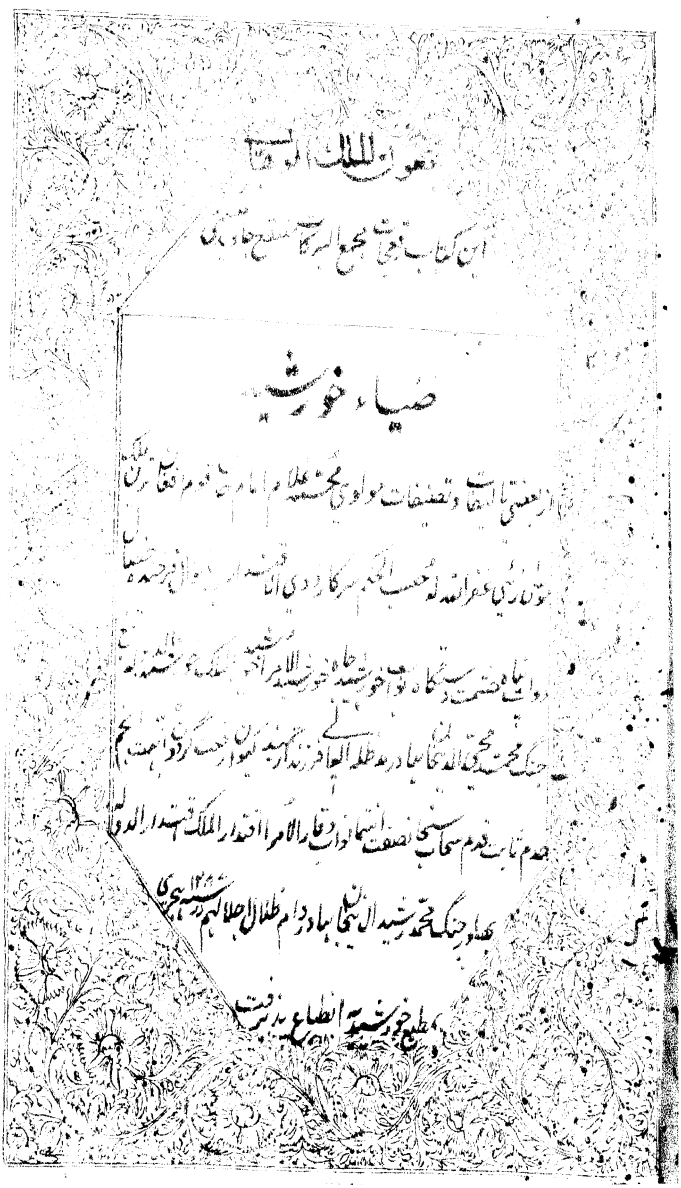
وقار الامرا بہادر پاس آئے سر دمحل مین بالاخانہ پر ملاقات ہوئی ہمراہ
مختار الملک بہادر کے منیر جنگ اور مکرم الدولہ اور مہاراجہ نرندر پرشاد
بہادر اور خود بدولت پاس خورشید جاہ بہادر اور خواجہ بادشاہ تھے
بیسوین تاریخ روز جمعہ صبح بعد خاصہ کے شمس الامرا بہادر مختار الملک بہادر
کے گہر گئے اور بعد نصف النہار کے خاصہ کہاکر وقار الامرا بہادر بھی جلو پر
ہوے آئینہ خانہ مین ملاقات رہی خورشید جاہ بہادر اور خواجہ بادشاہ
ہمراہ تھے بیسوین کو علی نام چیتا بیٹا عمر بن عود کا کہ جو چند روز سے حویلی مین
شمس الامرا بہادر کی بیٹھا تہا دیوانصاحب نے اُسکو مُوالیا اور مکان مین عبد
الوہاب کے رکہا اتا بیسوین کو برنیصاحب بہادر واسطے دیکہنے حیوان نما کے
آئے ساتہ ہاتی چودہ سردار ساتہ تھے انیسوین کو مختار الملک بہادر دربار
حضور پر نور کے آئے سلخ ذی قعدہ کو نواب وقار الامرا بہادر اور نواب
خورشید جاہ بہادر اور خواجہ بادشاہ سوار ہوکر کوٹہی کو گئے برنیصاحب بہادر سے
ملاقات رہی بعد ایک گہنٹہ کے وہانسے واپس تشریف لائے پہر تیسری تاریخ
ذیحجہ کی روز جمعہ برنیصاحب بہادر مع چار سرداران جلیل القدر کے دوسرا
اور خانہ باغ کو نواب وقار الامرا بہادر اور خورشید جاہ بہادر کے آئے سیر کرکے
بہت خوش و خورم مرخص ہوئے چہتی تاریخ ذیحجہ کی تحویل شمس کی برج
حمل مین ہوئی سا توین کو شب و روز برابر چبہ چبہ گہنٹے کے توپخانہ دربار

نوروز کا

نوروز کا ہنوالشیر الدولہ عرف شاہ صاحب تیو دیصاحب پاس دعوتین
جاکر بنگلہ مین ملاقات کر آئے اور دوسرے روز تیو دیصاحب اُن پاس آئے
اور یہ صاحب موصوف چھوٹے صاحب ہی کے عہدہ پر ہین عرفہ کی نوین تاریخ
موافق معمول کے بیرقین ہنین نکلین دسوین کو عید تمام بلدہ مین ہوئی
خطیب وقاضی وصوبہ عیدگاہ کو جاکر نماز ادا کر آئے دربار عید کا اور نذرین
تہنیت کی ہوئین نواب شمس الامرا بہادر اور نواب وقار الامرا بہادر اور
نواب خورشید جاہ بہادر اور نواب مختار الملک بہادر اور نذر پیشکار
بہادر نے نذرین اپنے ملازمون سے نہ لین اُن روزون مزاج نواب شمس الامرا
بہادر کا علیل تھا بخار اور کچھ درد پہلو کی شکایت تھی جمعہ کا روز اتوار ہوئین
تاریخ نواب وقار الامرا بہادر خلوت کو گئے مہر خانہ کھلا اور انیسوین تاریخ
شنبہ کو چادر حضور مغفور کے چہلم کی پڑی مکہ مسجد مین زنانہ کا بندوبست
ہوا وہان سے دوسو رتبہ کے سوار عورات محل کہن محل پورہ مین جانجہان
کے باغ مین آئین دلاور النسا بیگم صاحبہ قبلہ مع صاحبزادیان اور خواصین
حضور پرنور کین شام تک باغ مین رہین وہان سے باہر کا باہر عصمت النسا
بیگم صاحبہ اور حسین النسا بیگم صاحبہ اپنے مکان کو سدھارے بہر بیسوین تاریخ
یکشنبہ کا روز حسین النسا بیگم صاحبہ حضور کے محل مین داخل ہوئین بیسوین
تاریخ روز پنجشنبہ دربار ہوا نواب وقار الامرا بہادر اور نواب خورشید جاہ بہادر

اور نواب مختار الملک بہادر اور راجہ نرندر بہادر وغیرہ حاضر خلوت
خاص ہوئے حضور پر نور خلوت میں بنگلہ پر برآمد تھے سیڑھیوں پر سے ان لوگوں
نے نذریں عید اور نوروز کی گذرانیں شمس الامرا بہادر بسبب کسلمندی مزاج کے
حاضر نہیں ہوئے محتشم الدولہ کے ہاتھ سے نذر بھجوادی اٹھائیسوں کو چار بجے
دن کے نواب مختار الملک بہادر دولت سرا کو نواب شمس الامرا بہادر کے
تشریف لائے ملاقات ہوئی ایک گھنٹہ تنہائی رہی فقط
دو ہی صاحب تھے جب وہ اپنے دولتخانہ کو گئے ضیافت کا
سامان تیار تھا شمس الامرا بھادر نے
مکان کو انکے روانہ فرمائے تمت بالخیر تاریخ
بستم ماہ شعبان سنہ ۱۲۸۶
ہجری

*


نعوذ للملک الوہاب

این کتاب نفیس بمجمع البرکات مسمّی بہ

ضیاء خورشید

از مصنفات و تصنیفات مولوی محمد غلام امام صاحب قدس سرہ

بتوفیق و عنایت اللہ تعالیٰ حسب الحکم سرکار دولت مدار

خورشید عالم مصنف رسید کمال تواضع و خورشید عالم نور الامراء

حسب الحکم محمد یحیی اللہ تعالیٰ بقاہ در مطبع العلوم زینت افزائے

طبع گردیدہ است

قدم تا بفرق قدم سعی نصف انیما دولت و اقبال الامراء اقتدار الملک

بصلوٰۃ حسب محمد رشید النبی بہادر دام ظلال اجلالہم در سنہ ۱۲۹۳ ہجری

بمطبع حسینی رشیدیہ انطباع پذیرفت

بسم الله الرحمن الرحیم وبه نستعین

اساس تحریر و تقریر سپاس واجبیست که دفتر کائنات را بیک لفظ کن
انشا فرموده و بنیاد نظم و نثر نعت سرور کائنات است که طومار موجودات
را از قصبی نظام انتظام املا نموده صلوات الله علیه و علی آله
و اصحابه اجمعین. اما بعد این بیچاره بیچارگان است که آخر خادم الطلبا
نائب الشعرا امین کمترین غلام امام خان زین المخلص بملک که بنیس اسیر
بیحر تخلص میکرد عفی الله ذنوبه و ستر عیوبه بنظر اصلاح منشی میر
فضل حسین عطا سلمه الله تعالی که درین ایام فرخنده انجام در بلده فرخنده بنیاد
حیدر آباد دکن در فن انشاگری همچو او دیگری نیست در آورده در سنه ۱۲۷۸ یکهزار
و دو صد و هفتاد و هشت هجری نبوی صاف نموده در دبستان دلستان روزگار
یادگاری ساخته و دران قواعد کلیه و فواید مرضیه این فن بدایع شیم هنگام اصلاح
استفاده نموده بود برای اطفلان علم و هنر بطریق واضح توضیح آنها پرداخته ام

مضطر گردد که بدون آن از چیزهای بکار خود بیکار و حتی که نگاه بوده مقصد
مراد را بپیمانه آزاد و قرار گیرد بر این مقدمه مخلص اگر از بدو فطرت تجرد منشی
پسند افتاده بود کدام جوانی را در بند گذاشته حالیا خود در اندیشه
چنان رهنمون شده که هشت سال از بخارا رفته یکی از دختران همقوان خود را در سلک
ازدواج کشیده و بکامرانی و عافیت اتفاق مراجعت گزیده آبادی خانه صحبت
است و بنداز آبادی بشکست الحمد لله علی ذلک مسوده پنجم کلام خیر الانام که
خیر الکلام است چنین اعلام میدهد التصب یصیب و لو کان تحت الجبلین اینجا
ثابت که در مقدرات الهی افراط و تفریط نیست و در چنین مقدمات احتیاج تجربه
و تحقیق نه آدمی را باید که اینچنین تشویش آمد بران قناعت نماید و بطول امل نگراید
در محبت نامه اینجا از ناسازی آب و هوای آنجا یاد رود گوش و دلگیر موشش مرقوم
بود دل را نشنیده و اگر فته و خاطر را چون بوی گل از خود رفته کرد این مضمون گرم
عجب اثری افروخت که خرمن تاب و توان یکسر سوخت از انجا که العادت طبیعة ثانیة
یقین است که در چنین مخالف آب و هوا الموافقت مبدل شود و در گوشش موشش
نه هلک این محل خطر نیست حکم بعلاج کرده اند خواص الاشیا روی کار آورده اند
درمان کننده و دفع حرمان و در تنگی اخراجات اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (بنا بعید کذا)
و اللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ را تسلی بخش دل و مجرد اند مسوده ششم مورث
بنا با برامر بیاد وقتی اختصاص دارد و هر فعلی منظر وقت خاص باشد چنانچه که

ناقابلیت او سعادت دهر او معلوم همگنان گردد و آینده برای اجرای کار و بار

دست آویز اعتراض خواهد شد استغفر الله ولا حول ولا
قوة الا بالله حالیا بزبان همکلام دهم بیان وسایی کار بدل وجان
قصد معاف دلها صاف مسوده دوازدهم سعی از عهده باید و اتمام از رب شاید
تا بیدار کار بکشاید و گنج مقصود بدست آید دیروز مخلص بخانه عبد الهادی صاحب
رفته بودم ملاقات نشد حالیا بروم فیتک جمعه را صاحب در اعانه منشی صاحب در لوایحه
باشند خبر دارند و خود بنفس نفیس قدم رنجه فرمایند ای هادی دین مبین همین
طریق ادب است دنیا برای عیال ای المطلوب قرب و مولانا مولوی میر شیر علیصاحب
را نیز اگر مناسب داند همراه دارند زیاده چه تصدیع دهد مسوده سیزدهم عرض حالی
میرساند از عالی خاندانیکه در سلاطین عهد ارباب کرم شده اند بجز کرم چه آید و امید
نظر نیکه آباء و اجداد شان همه ارباب هم گذشته اند سوای بذل و عطا چه زاید بر گاه که
از بزرگان جناب سیاقیات الصالحات برسعه کائنات مثل تالاب و سرا و غیره
موجود از ذات بابرکات نیز چنین مشهود چنانچه بسیار کسانرا بانعام و شادی و غیره
ز خطر از خوانه عامره مرحمت فرموده سرفراز و خرسند ساخته اند فدوی نیز امیدوار
شده بر آنست که این رسم که حواستگاری را عرصه بعید گذشته از استقبال عظیم
الدوله بهادر دو بار گوشش گذار کنانیده بود آنوقت جناب موقع فرمودند
قبل ازین در تقریب نذر عید خود هم زبانی التماس نموده بمعرض پذیرائی افتاده
الحال که اطوف ثانی اقتضا شده بدست بلکه بپایم رسم شکنی رسیده چونکه این

مسوده پانزدهم پرسش که وعده را وفا نمیکنم کاست ورزیدم نعوذ بالله منها
ولاحول ولاقوة الا بالله ازان روز یکه جناب ده ده ده دیدن کتابخانه
که انتظار میخواهد که شاید خود را دانا نماید بر گاه که ذات قدسی صفات آن یگانه
روزگار دوستان را بانقطاع و اعتصار اکرم نماید انعم تسلی ده خاطر فاطر خویش
اضر محبت بنا این تکلیف تخفیف نماید عرض داشت ده ده ده ده ده ده
ده در رسیده دقیقه از اوقات گرامی خود برآورده اطلاع بخشند
سبیل الدلالة گذارنده خود تا مقصود طرفین حاصل آید و دل از سود و زیان
یابد والسلام والاکرام مسوده شانزدهم پرچه را جناب باجناب سید محل عنایت
ات نه تای نکایت هر گاه که جناب در فن تقویم استخوان باشکاف تجسم بر طولی
دارند مقصود بنده از خبر دادن [illegible] مراد ده تفصیل طلع سعود و نحوس
طبع گرامی فقط بر سر حرف اسم اکتفا نمود خبر سے هر گونه سانی مایخت عین
الطاف است، یافتم در یافتم که سبب شکستگی مزاج وهاج بود الله تعالی
صحت و عافیت عطا فرماید مخلص نیز چنانکه معلوم است در اکثر علوم خصوصا علوم
ریاضی مهارتے دارد بمجرد دیدن تحریر جناب والله ثم بالله صرف از قرائن دولت
آنجناب از نسخ و آلات آنچه که رسم کردم بخدمت عالی فرستادم چندگاه هر روز
دیر بمکان یک فنی را در میان فن بر همه دان اولویت داولیت است دیده و دانسته
و نطاق رسیده اطلاعی و احسانے فرمایند تا بایدکاسیے بماند و وقت کار بکار آید والسلام

پرورش فرمای عربا افریده دستهای ایزد بخشایندهٔ حسنین هر خطا بخش و عطا باش را دست
میدارد و هر گاه پیر و مرشد در هر مکان و هر زمان رضا جوئی خالق و تحصیل
مراتب تخلقوا باخلاق الله از جمله آن چیزی باشند این عاصی روسیاه را در پرورش
آباد و عفو جمیع تقصیرات محض و بسته عنایات در مولا زمانه بسیار تنگ کرده
بلجای دعای خیر دعای بخیر عالی تفضلات بیچ بیت ۵ عاقبتی از ان است در پایان
19
کلام عرض نویسی دگر ندارد ۱۰ ظلک محمد و یارب جرعة النبی و آله الامجاد مسوده نوزدهم
کار دنیا همه بر هم است تا بود او همه آشفتگی بود او همه دار آشتگی از ین جرم و بان
از زیادتی احراجات پریشان بودم که نواب صاحب قبله مدظله مبلغ دو صد روپیه انعام
فرمود عجب آنکه زیاده تر حیران گشتم که آیا این عوض را اگر نگاه دارم برای کدام
وقت و اگر خرچ کنم کجا الحال در درستی امورات مشغولم هر چند که این فکر مصدر زحمت و
است لیکن از روی بیچارگی حقیقتش این ضرور که بر آن ظاهر ضرباطن شود آسمان کا
خردمندان نیست هر چند که درین عرصه که مدت دو ماه کشیده و بسیار کار بخاتمه رسیده
باین همه هنوز روز اول است آری ۵ کار دنیا کسی تمام نکرد ۱۰ هر کیف تا یک نفس
از ان زر بافیت حالتاً مشهود طالبان باد که اندک فرصت باید تا ذهن بسبط
در دسترس بافیت ۴
از تردد چنین ترکیب بر آید انشاء الله تعالی سلسلهٔ مشاورة جنبان و صورت محاورة
نمایان خواهد شد الله تعالی شوق کامل روزی کرد مسوده ۲۰ تمام پیر مرد دود خسر
و اشت که یکی به زر گرداده بود و دیگر بجامه گر روزی بخانه کاسه گر در آمد و پرسید

دستخط و مهر کسی را که نمیشناسید
یکی از ان مطلبیه دیگر
از ان ایچ گرفتار شدا
عطا فرما
حوصلگی
پیش
صادق
محبت

یعنی تعلقه پالم بیدرقه افضال قادر ذوالجلال اطلاع داد دیده را نور و دل را سرور
حاصل شد محبت پناها مودت دستگاها از آن روز یکه نسبت الیفه و صحیفه منیفه
یافته ام از آن زمان الی الآن هر آینه تحریر جواب خاطر خواهان بود لیکن آنقدر فرصت
دست نمیداد که حسب مقتضای طبع بموجب نوشته اشان پردازان دعبارت آرا آنرا قلمی نماید
چنانکه معلوم رای است خواهش دل چنین است هر گاه [illegible]
فانه و مکروهات زمانه چنان پیش آمد که خاطر از این سویر خاسته بآن طرف میرفت کار
تا چار گشته بطرز رسمی ارقام نمودم امید که تا حال بر این بوده آید تغیر نیابد فرمود
ات تعالی درازی عمر و توفیق در طاعت روزی کناد خون ناحق الفساد سود بلست دوم
چنانکه جل وعلا که مالک مختار حقیقی است احوال [illegible]
غیر سایر امرا و سلاطین که خداوند عالم ایشان را کیفیت نگهبانان خود نهاده
اینهمه ادای تعالی شانه بدان امر نموده است در قرآن مجید فرمود ادعونی استجب لکم
و در حدیث نبی کریم علیه الصلوة والتسلیم آمده الدعاء مخ العبادة بنده آنموقف
عرض بارباید کان بساط سرا پا نشاط طی آرد آنجیکه درمان بیمار که مصداق الصدق
صاحبزادگان استعانت رسیده بود تشکین بخشیده بود لیکن ربی آفریدگار حق
و نوازنده مطلق تقریر دلالت که در خانه عاصی پر معاصی بظهور پیوست سبب اجراحات
شکر و سپاس آن همواره آشکار گردیده دارفیده فرضداری رباعی که یافته بود
یاد آورسر نو
یاد در بند اتفاد حالا یاد شکینه و بارچه لیشمینه محتاج ام و زیاده از اجراحات فرمودن

نعم ما قیل ۷ چو با حبیب نشینی و باده پیمائی ۷ بیاد آر محبان بادہ پیمارا ۸
اطلاعا بگذارش آورد م ترحمہ کہ آن مرحومہ مغفورہ را ازین مائدۂ من و سلوی
۲۴
و نعمت خوان عظمی محروم نفرمایند زیادہ والسلام والاکرام مسودہ لست و چہارم
ہدایت فرمائے انام براہ نمائے خواص و عوام سلوی محمد امام دام اکرامہ بعد از سلام
سنت الاسلام حالی خیدام ذوی الاحترام میفرماید حامل نامہ مستطاب بعد السلام طالب علم
ظاہر و نیز دارد
فہیم و عقیل است و در تعلیم و تفہیم مسایل نظری بے نظیر و عدیل ہر گاہ او را در زمرہ
مشتاقان جناب طاق و در جریدہ طالب علمان مدرسہ جدید ممتاز مشتاق یافتم
بخدمت گرامی فرستادم باید چنان کہ مشاہدہ نمایند توجہ فرمایند کہ قابل تعلیم علوم معقول
۲۵
و منقول و فروع و اصول است زیادہ چہ تصدیع دہد مسودہ لست و پنجم بر ضمیر منیر
یار یا فتگان سریر امارت و حاشیہ نشینان صدر عالی قدر ابہت و جلالت پیدا
و ہویدا است کہ اگر در باغی تجلی و یا تجری خوش ترکیب و خوش منظر بر آید چہ زوال
و چہ باغبان خود را در پرورش آن از دیگران ساعی می باشد ہمچنان اگر حیوانے در صحبت
انسانے تربیت یافتہ آراستہ و پیراستہ گردد مالک آنرا بدل میخواہد و ہمچنان
او از ہر نوعی کہ باشد عزتش افزاید و بعض را از خلیہ سامان خوب متجلی و بعض را
از زیور خوش اسلوب متجلی گرداند الحمد للہ والمنہ من ہیچ میرزا کہ از بنی نوع اشرف
بفضیلت
مخلوقات ام و در مدت مدید و عرصہ بعید کسب فضایل و ترک رزایل نمودہ ام و این ہمہ
بسبب رعایت و بندہ پروری سرکار ذوی الاقتدار است کہ ملجا و ماوائے نجبا و شرفا

در شکستی علوم مع نظم آرائی و انشا پردازی راه یافته ام و الحق که در این رقعه
ام ده کتب دیوان و غیره از تالیفات و تصنیفات دارم و سوای این شرط
فنون سپه گری هم جبلی بکار آرم که اصل و مادهٔ خود است حالیا از جدیدی برای
تحصیل علمه غائبی همه تحصیل در رفع رسوائی نارسائی تکمیل ریاضت و شقفت
علوم دین برگزیده ام و از غایت فاعل حق صور ممکنات و علم همه معلومات
تا ما بایسته و ام که کتب شرح هدایا و بخاری بتمامی [illegible]
اگر زمانه یار و صحت مدگار است از توفیق ملک علام [illegible]
تحصیل میرسم آوقت بطرف دیگر متوجه عوام شده و الحال در من کار دیگر
شده ان مجال دانند انصاف فرمایند و معاف دارند سوده بسته [illegible]
جوینده اسرار الهی خواهند [illegible]
مودت بنا در نیات تا منکر مصایب گوناگون نمی گشته [illegible]
همچنین انسان تا محنت رنج و رنج محنت بر خود گوارا نسازد کسی را در انسان کامل
نمیشمارد پس حضور در خدمت درویشان و عمل بر ارشاد ایشان الزم و اهم است
اول علم باید تا عمل گراید پس تلقین شاید تا یقین نماید و این اگر در حضر میسر شود
سفر کند هر چند که صورت متعذر است لیکن وسیلهٔ ظفر انگاشته اند و مراد از جد
رسول امین اطلبوا العلم و لو کان بالصین همین علم معرفت است صلی الله علیه وسلم
اگر شوق بهر کامل است زمانه کم فرصت است و این امر بسیار بزرگ است فقط تا کل

آریے ۔ بمرگ تشنگان بتدریج جانرا پا چوشہ بہر عادت مضرست بخشد
اگر ذوق تجربہ واقعست اینقدر کافیست زیادہ دماغ پاشی و مغز خراشیست
۲۹
مسودہ بایست و نہم رسانیدن حق بحقداران پسندیدہ است و اجرای کار
طالبان مطلوب بنشان مہاراجہ بہادر دام ظلہم کہ سر دفتر این گروہ دانش
پژوہ و فرد اول جریدۂ برگزیدۂ ارباب نشان و شکوہ اند بعرض بندگان والی
میرسانم کہ اینقدر زر تنخواہ این ہواخواہ ارزوئے حساب وہمی باقیست اگر عنایت
شود کمال سرفرازیست تا بندہ از بند قرض رہائی یابد و در سپاس این نعمت
غرض عین فرض دانستہ بدعائے ازدیاد عمر و دولت فرزندان و ترقی
درجات جاہ و مکنت بے پایان مشغول و مواظف باشد مسودۂ سی ام پرتوی
آفتاب جہانتاب و موالید ثلاثہ از آثارش علی السویہ کامیاب سی کس در یک
بودند و واران کمال فرمودند یک ہنوز امیدوار و در ہمین نگاہ گرفتار منتظر تا
سرکار رستخطی راجہ رام داس میکوشند و بہمین عذر از اجرائے کار کنارہ میجویند
این کس از متعلقان ماست خداوند نعمت دام ظلکم از دستخط خود ممتاز فرمایند
و بدستور بحال و سرفراز گردانند الٰہی آفتاب عمر و دولت تابان و رخشان باد
۳۱
بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد مسودہ سی و یکم مقدر بر ہمہ مقدم آنانکہ فہمیدہ اند
فہمیدہ اند و قایل تدبیر چو بتر بیندیشد تدبیر اگر موافق تقدیر
است آسیبی است و ورنہ سر بسر تقصیر از تردد چہ آید از تفکر چہ زاید دست

بعد نماز عصر قدمرنجه کرده از دست خود عمل نمایند و طعام شام هم در اینجا خورده
سرفراز فرمایند مسوده سی و هفتم حالیا از افضال الهی و عنایت نامتناهی
۳۷
او تعالی شانه هیچ مرضی ندارم لیکن بیمارم نمیتوانم که چیزی بخورم و جائی بروم که در
ادنی حرارت و برودت مزاج از اعتدال منحرف گردد و در اندک حرکت و سکون
دگرگون میشود انشاء الله تعالی قریب است که از کنج ریخ لفاحت پا بیرون نهم و بکنج
۳۸
طاقت دست یابم الگاه حاضر شده ملاقی ایام گذشته خواهم بود مسوده سی و هشتم
کامل است که آنرا کامل داند و ناقص ناقص خواند نه عکس آن اکثر کسانند که
فی زماننا چنان اند جز این نیست که این سکل بر آ اکل برآورده اند اینک از دفتر
اهل فضل فردی برآورده اند و آنانکه مال را خرد کمال دانند در تحصیل آن همت
برده اند و برخورده آن برخوردار باید که سالک این مسلک باشد نه طالب آن
۳۹
مسوده سی و نهم گمان فتوری در وداد مفقود باد مقصود راز اختیار اختیار میکرد که اکثر
اتفاق شده که آمدن ما را گمان رفتن و در ماندن ما دیدار شتن از اشنائی را دلیل بیگانگی
خبرهائی که آنرا به بردل و جان ریخ فراوان الحال قصور گذشته معاف و آینده ما را
۴۰
مضاعف شود تا در بجا آوری خدمات قصوری نرود مسوده چهلم حکم لا تدع
قرائت القرآن علی کل حال قرآن مجید و فرقان حمید برآ خواندن است نه برای
نهادن و الله ثم بالله حمایلیکه مرحمت کردید مطلق خواه نمی شود و لهذا برگردانده
۴۱
شد بحذا بجز این عذر پذیری برامر دیگر نظر نفرمایند لطفنامه سیزدهم مسوده چهل و یکم

یعنی صحیفهٔ آن یار جانی و مجاز الثانی در عین انتظار صدور نوع
تعرفات مودت و مطبع اصناف کرامات گردید سبب فرح و سرور بی برکت و
داد مسرت و ابتهاج در داد ع ای دوست دوستی که دست ما چنین گردی
ه تو ملزم علما امتحان شناد با ترقیات مدارج و مراقبون با مدارج مسارات
خود چه شرح دهم و از حالات درون چه بیرون کم که در خدمت معتقد نیکی از حالات
مباحث نگاشتم و در خی از اعلام الام مخالفت نداد و چنین چنانکه
معلوم و بیان بلکه بمکانت خصوصاً و بالاسار تحصیل علوم دینی و تکمیل آن
شده لم کرده اند و لم قسم خدا از دس دقیقه
حاصل و اصلاح و تبدیل لباس نادر و
ذرات الملاقات برا العین خواهید دید و
جلگی بوند آن باب بوزنگ چنین عرض
و آنچی کردی بسرت برسرت می افزود و حالیا بر این اقتصار و اختصار میارم
و بدعا از زیاد جهات می پردازم الله تعالی آن نونهال گلشن همیشه بهار را در باغ عالم
بر سایه والدین و بزرگان والدین سبز و خرم دار گرداناد و بحر طبیعی دور قمر
رسانا والسلام علیکم و علی ولدیکم سوده جمیل و جمیلم شکایت نکرده بودند که علما
گویند چنین عمو دستانی نیک دانایست خانکه گفته اند صحبت نیکان

یعنی از خدا بطلبید زیادتی لذت او را و دیگر جا فرموده ادعونی استجب لکم یعنی بخواهید مرا که اجابت کنم شما را و در حدیث شریف وارد است لیسئل احدکم ربه حاجته کلها حتی یسئله شسع نعله اذا انقطع یعنی سوال کند هر یکی از شما پروردگار خود را همه حاجات خود را حتی که سوال کند از ان شسمه نعلین خود را از درگاه که بخشد ایضا ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبده اذا رفع یدیه الیه ان یردهما صفرا بدرستیکه پروردگار شما صاحب حیا و صاحب کرم است حیا میکند از بنده خود هرگاه که هر دو دست خود بردارد بطرف آن که عالی برگرداند آنرا پس خداوندان معماری که پر تو خداوند حقیقی تابشی در آنشان بهرومند شده بسیار بخشیده اند صفت بخشش در ذات بابرکات از همه زیاده تر بزرگان من بنده در سرکار دولتمدار بندگان عالی خوشحال معاش آسوده حال فارغ البال بودند جد پدری غلام از جاگیرات مبلغ بست هزار روپیه از تعلقه سرکار ملنگو سرفراز بودند کواغذات میری و سند و اسناد و سنخطی نواب غفران مآب حاضر است و والد غلام در آخر وقت خود نزد راجه چنده دلعل از پانزده سوار بدرماهه سه صد روپیه ملازم بودند تعلقه برار سپرد اوشان شده بود همچنین جد مادری خانه زاد خیاخه دو موضع جاگیر تا حال برادلاد اوشان بحال است البته خدمات شایسته و جانفشانیهای بایسته بجا آورده باشند بقول ع که رزم کنند در جهان گنج گنج ؛ برگاه که درین ایام کام بی شوکت

خواهان سلسله جوانی که قریب است و من گرفتار الجموع علاوه برین موسوم باشش
روداده مرست مکان بمشود و از پا چه ضروری اینقدر محتاج که بنده زاده بهین
سبب حاضر مجری نمشوند شاد و خود این الطاف و نوازش که پیاده آمده بودم
پالکی نشین فرمودند شکر این عطیه عظمی از کجا بجا آرم بقوت بازوه محتاج
زهی خوبی تقدیر اللهم زد قلم جاریست و در دمان دور باش از سعی و سفارش دیگران
سرفراز و ممتاز میشوند و بنده هنوز باین قربت و قدیم الخدمت که از جوانی
به پیری رسیده هنوز امیدوار بر آمدن پسر خود عرض نموده ام نه برای دیگران
نظام را از بار عرض کردن باین علم و قابلیت و در پاس ادب کوید انچه
که باشد برین عرضی دستخط فرمایند و عزت افزایند سه کریم سایل خود را
غنی کند یکبار او دوباره لب نکشاید صد هزار بر بهانه بنده و بنده زاده خود
امیدوار اضافه اند تا بجمع خاطر از باغ نتایج خدمات بسندیده برخورند و بدعای
از دیاد عمر و دولت پسر برند احسن ماقیل بیت پرگنده روزی پراگنده دل
خداوند نعمت بحق مشتغل و بقول یک در گیر محکم گیر انچنان عمل خود ام که از انشاء
قدیم که اکثر ارباب علم را بقدر علم ایشان شهریه و ملاقاتی از برکه و مه باشد
یکقلم موقوف ساخته ام که در سال تمام دو ملاقات عیدین هم بخانه کسی نرفته
بلکه درین عرصه دو سال آنقدر دعوتها ترک کرده ام که صورتشانها به بیگانگی
مبدل شده محل ترحم است و در خیر گیری غلام اجری نیز شریک است که علاقه قربت التحصیل

درع حصه قریب تمام می شود برای خدمت گیری سرکار بکار خواهد آمد بر این
تقدیر بر ضمیر منیر ظاهر و باهر که آنچه بمن بنده از سرکار فیض آثار میرسد
هرگز هرگز کفاف نمیکند کفی بالله شهیدا لهذا از تکلیفات انواع و اقسام
که اگر حرجزا از ان رفع کند تا کجا خواهد کرد خداوند نعمت هم مدظله تا کجا سعی
خواهند فرمود انشاء الله بسکه بدرجه افلس رسیده ام بیاد ندارم که در عمر
بوده و سیر و مرفه نشده ام اقبال از بنده پروری امیدوارم که از این قصه ناه
در گذشت حالیا احوال پر ملال این چند سکان بر روزگار گذشته چون گزرد
وخداوند نعمت از جمیع نوع مالک مختار بنده اند و بجز در دولت سرا بدر وازه ان
دان نمیگردم و فیتکه از سیر و مرشد تامل بعمل آید گزارش کند که بفریاد م رسد و رفع انجا
بدید آید علاج مریض هر قدر که زود شود محمود شود و فیتکه طاقت طاق شد لاعلاج شد
ترحمه که بر اهل کاران پروانگی باشد نا فرد سوال از دستخط خاص اختصاص یابد
انعطف بر بشر را تلاش معاش لازم است و در حالة گرسنگی حرام هم حلال واجب بود بنوعی
برساینده ظلکم ممدود باد بحرمة النبی و آله الامجاد سوده پنجاه و سیوم اقبالمند بجان پیوند
مدعره نخم زحمت است و ثمر محنت راحت هر که محنت گزیند راحت بیند برکت در حرکت
است و آخر حرکت سکون و سکون موجب آرام لیکن سکون بعد حرکت نه قبل حرکت
که آن محمود است و این مذموم بر این تقدیر بحجره در می آید که ذاکر است صاحب
از سفر سیاحت مراجعت کرده داخل اسکول شده در سلک طلبای سرکار دولتی شروع

معلوی چه از معقول وچه از منقول قابض شدم و بمراد دلی خود فایز اینقدر قناعت
برای ایشان غنایت بود الحال جزا امافات میخواهم واحیدوار انواع مراحم خسروانه و مستر صد
اقسام الطاف شاهانه ام و میخواهم کاریی بجا آرم و نامی پیدا کنم هر خدمتی که فرا خور
حوصله باشد یافته و دریافته بگیرند و هر قدر معاش که دران آسودگی مقصود حاصل تعیین
فرمایند تا مطمئن خاطر باشم واجب نمود بعرض رسانید سودهٔ پنجاه و پنج من بنده از
خلعت شریف شرف یافتم و بنده زاده از حصهٔ طعام شادکام او پوشاک ارزنج میخواهد
و من از خوراک خداوند نعمت ذوالانعام والاکرام امید رفع این تنازع فرمایند
سودهٔ پنجاه و ششم بعرض عالی میرساند که داور همال نوت محفل طراز سوریاد نامی
تهنیت گویان عامت قیصر و فغفور یادنامی غلام خانه زاد قدیم است و پیرو مرشد کریم ابن الکریم
بزرگان غلام در سرکار گردون وقار بمناصب علیه و جاگیر از پیش بها سرفراز و
ممتاز بودند و ماهر و برادران را حضرت عفو منزل به سبع پنجاه پنجاه روپیه رسیده
خوری امید ترقی آینده بانشاء الله مستحق فرموده بودند آنهم از عطوفان جبلتی
بهرمند جهانبانی و دستادهٔ کامرانی الی یومنا هذا و ماه رسیده امیدوار بزرگی جمله
عوض است و مستر صد اضافه ماحسن قیل سه قدمان خود را بیقرائی قدر که بر گزنباید
زیروده غدر مسودهٔ پنجاه و هفتم اول درخت بیخ گیرد بعد ازان ترقی پذیرد همچنین
نوکر را باید که نخستین در دل امیر جایی خویش کند پس ازان هر پایه خواهد پیش کند
بعد اگفته اند اگچه دیر آید درست آید براین تقدیر آن برادر را باید که از تکلیف

انبته الله نباتا حسنا همیشان را بحسن عنایات جمالی
می فرموده باشند زیاده والسلام سعود محمد بهم میرسی از
وزیر وسلطان تا الان از زمرهٔ اهل فضل دور نشده است
لیکن هرچه علم و هنر باین رتبهٔ والا فرسیده بسیاری از جهلا
مدام ذلیل و خوار بوده اند و تمام زمان [illegible]
محتاج مانده هرچند که ازین گروه دانشمند [illegible]
وسلطانی نرسیده لیکن گاهی محتاج دیگران نمانده بلکه محتاج این و
آن بوده است و عمر عزیز خود را با قضی غایت تعظیم و تکریم بسر برده
پس بدین کمال باید ماند و دل بکمال دیگر نباید بست کمال این عالم
و ناقص مطلق است نعم ما قیل سه کس بکمال هیچ نیرزد عزیزمن
کس بکمال هیچ نیرزد عزیزمن
و برگ ریزی اشجار علامت اثمار این تکلیف که بهت چند روزه است
جوهر مردیت آنست که در نیستی پر دل باید بود بفحوای ان مع
العسر یسرا قریب است که روی مراد ازین بینم و کام مراد از خار غار
چمن بر حصول برچینم انشاء الله تعالی آنقدر که رنج و محنت دیده ام
گنج برگیرم و محنت رنج که کشیده ام زنگبتم ایام نکبت که بود رفت
ازینجا هر روز روز ترقی مدارج و مناصب است بفضله تعالی رسم کمتر ائی

من نیازمند اکثر اهیچ نمی شود این حاکمان را باید که ملازمان همه
وقت منتظر فرمان می باشند نه این وآن را که ناحق آشنا و دوستان
را در تکلیف اندازند و یا ملزم آشنائی سازند بر این تقدیر هر کرا
از من بنده خدمتی گرفتن منظور خاطر عاطر باشد حاضر او از مهلت
بگیرند معذورم نه معذور معاف دارند نه گذاف دانند سوده شصت
چهارم تصفیه اوقات تصفیه جان است و تصفیه جان بدترین همه
نقصان کسانیکه اوقات عزیز خود را در پی تحصیل مال صرف کنند
اعلی واقدم اند در هر زمان و مکان مکرم و محترم و نقصان مال
که در ضمن آن بوقوع آید هیچ نیست آن نقصان مال مذموم و معیوب
است که برای حفظ عیش و حفظ نفس می شود نفوذ باشد منهاد
یک نقصان مال که در مقابل مال است چنانکه امرا و عظام و سلاطین
کرام برای مقامات امور کلیه بر جزئیات نظر نه اند از بلکه در ان
پرورش بندگان خدا میدانند این را امرو مندان روا داشته اند
و محمود انگاشته و صرف جناب که صرف بیجا است در ان بقای دولت
می دانند و نمی دانند که زوال دولت است خداچنین کند که از این
حرکات باز آیند ورنه خواهند آمد انگه چه سود که دست از کار و کا
رفته سوده شصت و پنجم درخت را از جای بجای نشاندن در محل انداختن

باشد داشته فقط از نام نامه نگار غلام امام خان ریاضی وان ملازم
فلان نامدار سرکار مدظله العالی درج اخبار کنند دست بسته مسوده
شصت و هفتم عرض عانی میرساند بدون حسن خدمات خدمات را
می افزاید و مامداری سرکار بموجب انتظار و اعتبار است بانگاه که
با من بندی نیز خواه مرا سواری عنایت شده و در هر منزل ما
تعزیه و تنبیه داد سالیه بود هجده سال و هفت ماه در خدمت کرد و الیاقت
دیگر که ریشش ماه بجای او بکار و برقرار است در خدمتی بیست
یکصد و شصت و پنج روپیه است احوال خانه زاد بهکو روشن که کثیر
العیال است و قلیل المعاش قرض کرده و دوام خانه زاد سرکار
سرکار رفیق آثار جهری یانته الحمد و المنه که بفضل خدا و دعای مخلص
مسوده شصت و هشتم سلطان را صرف یک خوف عظیم است دو دست
از روی خوف دل دو نیم جعدار راسه و سپاهی را چهار راسه نگاهی
که مع خاطر پریش است در دلیش است احسن ماشیل سه لنگی زیر و
لنگی بالا ۵ بی غم و زر و بی غم کالا ۵ اللهم ارزقنا انت خیر
الرازقین والسلام حسن الختام مسوده شصت و هشتم مکتوب من عبده
غلام خان امام الی قدوة الانام مولوی عبد السلام بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله و المنه خوب شد که آن معدلت مآب بمنصب شباب

محبت دستگاه عافیت باشند بی نوایان حال و گدایان بیهوده خیال
این زمانهٔ پرهانه را دیده باید و باید دید که با هوش است یا بیهوش
اگر با هوش است مکار است و اگر بیهوش بیمار آن بر اے نفع خود نقصان
دیگران می کند و این خود در محل زیان است سود از زیان دیگران
چه رسد چه زیبا گفته ع او خویشتن گم است کرا رهبری کند
قضایای اتفاقی را تغیر خرق عادت کردن محض جهل و نادانست
و بر گفتهٔ ایشان محنت ریاضت و ریاضت محنت کشیدن عادت است
و پشیمانی دماغ محل خیال است انچه که بعد اوست امری دران منطبع
بود همه اوست دیده می شود و دل از حرکت ذکر و شغل فرو بسته
قوتے می باید و قدرتے می افزاید گاه بیگاه مجید و میخند ازین چه سود
و ازان چه بهبود اما برگاه که نفس مایل با ما گردیت بر اے تمیز
احکام قرآن حمید و حدیث مجید که از همه احکام گذشته مابین فرائض
و تفریط است وافی و کافی است بر که این هر دو اعامل و شاغل است
کامل است الحاصل متابعت شریع شریف از همه اولی فاولی ثم اولی اول
یقین کامل باید پس سعی در عمل شاید اللهم ارزقنا ازین چه خوشتر و
بهتر والسلام حسن الختام سودهٔ بفتاد و یکم انسان بر انسان تفوق
ندارد الا بدو چیز مال و کمال و این هر دو امر نسبی اند اضافی و خطر آن

از عهده آن بر آمده ام وچون درین زمانه مسعود بر لسحق باستحقاق
خود کامیاب است و جایکی بزرگان بسنده نیز در سر کار ما هموار پیش قرار
بود حالیا نظر باین دو امر امیدوارم که در سلسله ملازمان درگاه
پرورش بهم دار حیفه چاکری سرفراز شده بگیرم اطاعت مولف
بوظیفه دعائے ازدیاد عمر و دولت بشم مسوده هفتاد و سیوم در بیان
تکلیف بیهوده راه نوقیت مجو هیچ نوقیے بهتر نیست که مانوق آن متصور
نیست شعر خدائے که بالا و پست آفرید ۔ زیر دست دستے بدست آفرید
اگر ارجمند باشی در بستی بلند باشی بهمین قرص آفتاب عالمتاب
مرد ۔ دایره الفی و نصف النهار ۔ و تفاوت را در بالا ارگاه درویشی
تا فسه جمشید کلاه از جمله و حمیر و حریر بر زمانه و طلا کار مرصع نگار
چه تفاوت ؛ ست تکلف را نهایتی هست نه حرص را نهایتی اگر مرد همتی
دست از همه بردار بر نه سر باش تا از پانه در آئی که آخر کار جهانیت بگذرد
گذشتنی و گذاشتنی است دو دیر خاک بنادانی خاکی را از خاک گرتر نیست
خاک ری تا حد اریست که بزرگان چنین کرده اند و گوئی سبقت برده
مسوده هفتاد و چهارم آسمان بے ستون است و سقف بے ستون قابل
اعتماد نیست و جائے پر خطر است محل حذر است فکری باید که یک سو
گراید تا فرار نیابی نباسائی و این در جمیع اسباب نے بلکه بر قیمند که

بیهوده کو بر ارباب صدق وصفا تسلط نیابد و ندامت حاصل آید
مسوده هفتاد و ششم درخت بی رخت شاخ و برگ برگ نمایش ندارد
و سایه دار نگردد کسی همایه او نخواهد همچنین انسان از ضدام بین الاقران
ذوالاحترام و مورد متنفس جریدهٔ روزگار فقط از دات پ صفات چند
که موصوف بچندین صفات حمیده خصایل سپندیده باشد در دیدهٔ عوام
الناس سپندیده نمی آید و در پیش نظر کوتاه بینان معتبر نگردد چو نکه
سر کار مدام در افزایش قدر و منزلت فدوی توجه موفور مبذول
میدارند هیچ یکی از خدمت مناسبه و چندکسان لاحقهٔ آن مناصب
بیقرابنه و سرفراز فرمایند مسوده هفتاد و هفتم عرض عالی میرساند
چون سلک این حقیر بر قول یک دیگر محکم گیر است مستغنی از همه امیر
و وزیر و فدوی مدت العمر خود را در خدمت گذاری بسر برده و
فدوی را دعا آنچه که خورده از نان و نمک سرکار بر خورده باین ذریعه
قویه بنا بر کتخدائی فدوی زادهٔ من عقیدت تلزیم گردان تسلیم موقف
عرض خم نموده بودم آنرا عرصهٔ یکسال در گذشت و هنوز شاید مقصود
رنگ حنا نمود بر کف نشهود نه لبت الحال که اجرائی اخراجات اوشان
که از گرانی گران آمده و تقاضای برادری و اهل محله و دوست و آشنا از
هر جوانب سوار ان طبیعت فدوی بس حیران که اول سر آ این کار معاش